عِلمُ الفِقہ

GIFT BOOK

چھے حصّے کامل اُردو

اُردو زبان میں مکمل فقہ اسلامی کی ایک بہترین اور مستند کتاب جس میں وہ تمام اسلامی احکام و مسائل کہ جن کی ہر مسلمان کو دن رات ضرورت پیش آتی ہے درج ہیں۔ اس کتاب میں عربی کی ضخیم اور مستند کتابوں کے تمام مضامین سہل اور آسان اردو میں منتقل کر دیے گئے ہیں تاکہ ہر مسلمان خود مسائل دیکھ کر ان پر عمل پیرا ہو سکے۔ اس لیے ہر مسلمان گھرانے میں اس کی موجودگی نہایت ضروری ہے۔

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی

ناشر

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ ○ متصل اردو بازار کراچی

DATA ENTERED

جملہ حقوق
اس کتاب کے جملہ حقوق طباعت واشاعت باقاعدہ بحق ناشر
محفوظ ہیں

۲۹۷،۳
۳۹۵۴ عل
5677

GIFT BOOK
ACC, G 298
Date 10-2-2003
P.U. LIBRARY LHR.

DATA ENTERED

جدید عکسی اشاعت

باہتمام محمد رضی عثمانی

طباعت

ناشر:- دارالاشاعت کراچی ۱

دارُالاشاعت - مقابل مولوی مسافر خانہ ــــ کراچی نمبر ۱
ادارۃ المعارف ــ ڈاک خانہ دارالعلوم ــــ کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دارُالعلوم ــ ڈاک خانہ دارالعلوم ــــ کراچی نمبر ۱۴
ادارۂ اسلامیات ــ ۱۹۰، انارکلی ــــ لاہور

Marfat.com

تقریظ

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی دامت برکاتہم کی تصنیف لطیف علم الفقہ اردو زبان میں مکمل فقہ اسلامی کی بہترین کتاب ہے اس کے مستند اور معتبر ہونے کے لیے تو خود حضرت مصنف کا اسم گرامی کافی ضمانت ہے جو اپنے علم و فضل اور خدمات کی بنا پر محتاج تعارف نہیں کتاب کی ترتیب سہل اور عام لوگوں کے فائدہ کے لیے عبارت آسان کرنے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔ تاکہ عام اردو خواں حضرات بآسانی اس سے فائدہ اٹھا سکیں۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

جمادی الاول سنہ ۱۳۸۱ھ

Marfat.com

پیش لفظ از ناشر

یہ ایک ناقابل فراموش حقیقت ہے کہ برصغیر ہند و پاک کے علماء اسلام نے اگر ایک طرف اپنے مذہب کی گرانقدر اور بے پایاں خدمات انجام دی ہیں تو دوسری طرف برصغیر میں اردو زبان کی تشکیل اور اُس کے بعد اس کی ترویج میں بھی نمایاں اور ٹھوس خدمات سرانجام دی ہیں اردو زبان پہ علماء کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ انھوں نے عربی و فارسی زبان کی اہم اور بلند پایہ کتب کو اردو میں منتقل کیا ہے اور قرآن و حدیث فقہ تاریخ اور دوسرے اسلامی علوم پر اب تک اردو میں جس قدر ذخیرہ عوام کے سامنے آچکا ہے وہ یقیناً ہند و پاک کے مسلمانوں کے لیے باعث فخر و امتنان ہے۔

ہند و پاک کے مسلمانوں کی خوش قسمتی ہے کہ وہ اپنے دین و مذہب سے اُردو زبان کے ذریعہ مکمل واقفیت حاصل کر سکتے ہیں۔

مذہبی نقطۂ نظر سے سب سے زیادہ اہم عقائد و عبادت و معاملات ہیں جن کے مسائل و احکام سے واقف اور روشناس ہونا ہر شخص کے لیے ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں علماء نے مختلف چھوٹی بڑی کتابیں تصنیف کیں اس دور میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے بہشتی زیور کو جو مقبولیت و شہرت حاصل ہوئی وہ کسی دوسری کتاب کا حصہ نہ بن سکی۔ لیکن بہشتی زیور صرف فقہی مسائل پہ ہی مشتمل نہیں بلکہ اس میں فقہی مسائل و احکام کے علاوہ اور بھی بہت سی معلومات ہیں لیکن اُس کے حواشی اور ضمیموں نے اس کی ضخامت اتنی بڑھا دی کہ ہر شخص کے لیے اس سے فائدہ اٹھانا مشکل ہوگیا ہے احقر کی دیرینہ خواہش اور تمنا تھی کہ کوئی ایسی کتاب پورے اہتمام کے ساتھ شائع کی جائے کہ جس میں نہایت آسان فقہی ترتیب کے مطابق مکمل مسائل درج ہوں اور علماء کے نزدیک معتبر و مستند ہونے کے ساتھ عام فہم بھی ہو تاکہ ہر شخص اس سے استفادہ کر سکے۔

Marfat.com

کافی تلاش و جستجو کے بعد مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی کی مشہور کتاب علم الفقہ پر نظر پڑی جو مستند ہونے کے ساتھ ساتھ اعمال و عبادات اور تمام دینی ضروریات پر مفصل معلومات کی حامل ہے کافی عرصہ ہوا یہ انمول کتاب ہندوستان میں شائع ہوئی تھی۔ لیکن پاکستان میں کسی ادارہ نے اس کی طرف توجہ نہیں کی۔ حالانکہ یہ کتاب اسکی مستحق ہے کہ ہر شخص کو یہ کتاب اپنے گھر میں رکھنا چاہیئے۔

تاکہ ہماری قوم کا ہر فرد اسلامی احکام کا پورا پورا علم حاصل کر سکے اور ہماری آئندہ نسل صحیح معنی میں مسلمان کہلانے کی مستحق بن سکے۔

اس کتاب علم الفقہ میں فقہ کی ان تمام ضخیم اور مستند کتابوں کے مضامین سہل اور آسان اُردو میں منتقل کر دیئے گئے ہیں جنہیں عربی میں ہونے کی وجہ سے اُردو داں طبقہ نہیں پڑھ سکتا۔

علم الفقہ اسلامی احکام و مسائل کی ایسی جامع اور مستند کتاب ہے کہ لوگ اس کی موجودگی میں دوسروں سے مسائل پوچھنے کی زحمت سے بے نیاز ہو جائیں گے اس لیے اس کتاب کا ہر گھر میں ہونا انتہائی ضروری ہے تاکہ وہ روزمرہ پیش آنے والے مسائل کا خود ہی حل تلاش کر کے اس پر عمل پیرا ہو سکے۔ اسی لیے اس کتاب کی اشاعت میں انتہائی اہتمام اور احتیاط برتی گئی ہے۔ چنانچہ اصل نسخہ پر نظر ثانی کرائی گئی اور پھر اس کے بعد کتابت کرائی گئی ہے تاکہ کتاب بالکل صحیح چھپے اور یہ پاکستانی نسخہ اغلاط سے پاک ہو۔ حتی الامکان کتابت و طباعت میں بھی پورا اہتمام کیا گیا ہے اور کاغذ بھی سفید گلیز استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ پوری کتاب چھ حصوں پر مشتمل ہے جن کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) علم الفقہ حصہ اول۔ (مسائل طہارت)

اس حصہ میں پاکی ناپاکی وضو و غسل وغیرہ کے تمام احکام درج کئے گئے ہیں۔

Marfat.com

۲ - علم الفقہ حصہ دوم (مسائل نماز)

اس حصہ میں فرض نماز سنتیں نوافل اور ہر قسم کی نمازوں اور اُن کے احکام درج ہیں۔

۳ - علم الفقہ حصہ سوم (مسائل روزہ و رمضان)

جس میں رمضان کے فضائل اور روزہ کے تمام مسائل اور اعتکاف روایت ہلال کا تفصیلی بیان ہے۔

۴ - علم الفقہ حصہ چہارم (مسائل زکوٰۃ وصدقات)

اس حصہ میں مسائل زکوٰۃ وصدقات کی تفصیل قرآن وسنت کی روشنی میں بیان کی گئی ہے اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ زکوٰۃ کن لوگوں پر اور کس صورت میں واجب ہے اور کن صورتوں میں نہیں اور یہ کہ زکوٰۃ وصدقات کے کون لوگ مستحق ہیں۔

۵ - علم الفقہ حصہ پنجم (مسائل حج)

اس میں حج اور عمرہ کے تمام احکام ومسائل درج کئے گئے ہیں اور یہ بھی بتایا گیا ہے کہ حج کن لوگوں پر فرض ہے اور اس کے شرائط کیا ہیں؟ اور ساتھ ہی تمام مقامات زیارت کے احکام اور طریقے تفصیل کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔

۶ - علم الفقہ حصہ ششم (مسائل معاشرت)

اس حصہ میں نکاح طلاق خلع مہر میراث وغیرہ کے مسائل واحکام درج ہیں ان کے علاوہ دوسرے ایسے تمام مسائل جو روزمرہ زندگی سے متعلق ہیں۔ کتاب کا یہ ایک مجمل خاکہ ہے تفصیل اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔ امید ہے کہ لوگ اس کتاب سے زیادہ سے فوائد حاصل کریں گے۔ دارالاشاعت کراچی کی ابتداہی سے یہ کوشش رہی ہے کہ عام مسلمانوں کے فائدے کے لیے مفید اسلامی کتابیں اعلیٰ معیار پر شائع کی جائیں کہ جو عرصہ سے نایاب ہیں اور جن کی فی زمانہ ہر شخص کو ضرورت ہے لیکن یہ ایک مشکل اور صبر آزما کام ہے اس کو صرف اللہ تعالیٰ کی مدد اور احباب واہل ذوق حضرات کا تعاون ہی پورا کرسکتا ہے۔

بندہ محمد رضی عثمانی۔ ۲۰/اپریل ۱۹۶۵ء مطابق ۱۶/ذی الحجہ ۱۳۸۴ھ

فہرست مضامین علم الفقہ چھ حصے کامل اردو

مضامین	صفحہ
پیش لفظ	۴
تقریظ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ	۵
علم الفقہ حصہ اوّل (مسائل طہارت)	
آغاز	۱۵
اس کتاب میں جن امور کا لحاظ کیا گیا	″
پانی کے مسائل	
مطلق پانی کی پانچ قسمیں ہیں	۱۷
پانی کی دوسری قسمیں	۱۸
نجس پانی کی تینوں قسمیں	″
پانی کے مسائل میں کار آمد اصول	۱۹
ماء مطلق طاہر مطہر غیر مکروہ کا بیان	۲۲
ماء مستعمل پانی	۲۴
طاہر مطہر مکروہ پانی	۳۰
جانوروں کا جھوٹا پانی	۳۱
کنویں کے احکام	۳۲
کنویں کے پاک کرنے کا طریقہ	۳۸
متفرق احکام	۴۰
نجاستوں کا بیان	۴۲
نجاست کے مسائل میں کار آمد اصول	۴۶
ان چیزوں کا بیان جنہیں نجاست غلیظہ ہے	۴۹
جن چیزوں میں نجاست خفیفہ ہے اُن کا بیان	۵۲
ناپاک ہونے والی چیزوں کی قسمیں	۵۶
زمین وغیرہ کی پاکی کا طریقہ	″
جن چیزوں میں مسام نہیں اُن کی پاکی کا طریقہ	۵۷
جن چیزوں میں کم مسام ہیں اُن کی پاکی کا طریقہ	۵۸
مسام والی چیزوں کی پاکی کا طریقہ	۷۱
رقیق و سیال چیز کی پاکی کا طریقہ	۶۱
گاڑھی اور بستہ چیزوں کی پاکی کا طریقہ	″
کھال کی پاکی کا طریقہ	″
جسم کی پاکی کا طریقہ	۶۲
متفرق مسائل	۶۵

مضامین	صفحہ
استنجا کے مسائل	۶۷
پیشاب پاخانہ جہاں درست نہیں	"
پیشاب پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہیے	۶۸
جن چیزوں سے استنجا درست نہیں	۶۹
جن چیزوں سے استنجا بلاکراہت درست ہے	"
استنجا کا طریقہ	۷۰
استنجا کے احکام	۷۱
نجاست حکمیہ سے پاک ہونے کا طریقہ	۷۳
وضو کا بیان	۷۵
وضو کے واجب ہونے کی شرطیں	۷۶
وضو کے صحیح ہونے کی شرطیں	۷۷
وضو کے احکام	"
وضو کا مسنون و مستحب طریقہ	۷۸
وضو کے فرائض	۸۲
وضو کے واجبات	۸۳
وضو کی سنتیں	۸۴
وضو کے مستحبات	۸۷
وضو کے مکروہات	۸۸
معذوروں کا وضو	"
وضو دو قسم کی چیزوں سے ٹوٹتا ہے	۹۰
پہلی قسم کی اول صورت	"
پہلی قسم کی دوسری صورت	۹۳
دوسری قسم	۹۴

مضامین	صفحہ
وضو جن چیزوں سے نہیں ٹوٹتا	۹۵
مسح کا بیان	
موزوں کا مسح	۹۹
مسح کی شرطیں	۱۰۰
وہ چیزیں جن پر مسح درست ہے	۱۰۱
جن کو مسح درست ہے اور جن کو درست نہیں	۱۰۳
مسح کے احکام	"
مسح کا مسنون و مستحب طریقہ	۱۰۴
مسح کے فرائض	"
مسح کے سنن و مستحبات	"
مسح کے باطل ہو جانے کی صورتیں	۱۰۵
حدث اصغر کے احکام	۱۰۶
وضو کے احکام	۱۰۸
غسل کا بیان	۱۰۹
غسل کے واجب ہونے کی شرطیں	"
غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں	"
غسل کے فرض ہونے کی صورت	۱۱۰
استحاضہ کی صورتیں	۱۱۴
جن صورتوں میں غسل فرض نہیں	۱۱۵
جن صورتوں میں غسل واجب ہے	۱۱۷
جن صورتوں میں غسل سنت ہے	"

Marfat.com

مضامین	صفحہ
جن صورتوں میں غسل مستحب ہے	۱۱۸
غسل کا مسنون و مستحب طریقہ	۱۱۹
غسل کے فرائض	۱۲۰
غسل میں جن اعضاء کا دھونا فرض نہیں	״
غسل کے واجبات	۱۲۱
غسل کی سنتیں	״
غسل کے مستحبات	״
غسل کے مکروہات	۱۲۲
حدث اکبر کے احکام	״
غسل کے متفرق مسائل	۱۲۳
تیمم کا بیان	۱۲۸
تیمم کے واجب ہونے کی شرطیں	״
تیمم کے صحیح ہونے کی شرطیں	۱۲۹
پانی کے استعمال سے معذور ہونیکی صورتیں	۱۳۰
جن چیزوں سے تیمم جائز ہے اور جن سے نہیں	۱۳۱
تیمم کے احکام	۱۳۲
تیمم کا مسنون و مستحب طریقہ	۱۳۳
تیمم کے فرائض اور واجبات	״
تیمم کی سنن اور مستحبات	۱۳۴
تیمم جن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے	۱۳۵

مضامین	صفحہ
علم الفقہ حصہ دوم (مسائل نماز)	۱۳۷
نماز کی تاکید اور اس کی فضیلت	״
اصطلاحات	۱۴۲
اوقات نماز	۱۴۵
اذان اور اقامت کا بیان	۱۵۱
اذان کے صحیح ہونے کی شرطیں	۱۵۳
اذان اور اقامت کا مسنون طریقہ	۱۵۴
اذان و اقامت کے احکام	۱۵۵
اذان و اقامت کے سنن و مستحبات	۱۶۰
متفرق مسائل	۱۶۲
نماز کے واجب ہونے کی شرطیں	۱۶۴
نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں	۱۶۵
فرض نمازوں کا بیان	۱۷۵
نماز وتر کا بیان	۱۸۲
نفل نمازوں کا بیان	۱۸۵
نماز تہجد	۱۸۷
نماز چاشت	۱۸۹
نماز تحیۃ المسجد	۱۹۰
سنت وضو	۱۹۱
نماز سفر	۱۹۲
نماز استخارہ	
نماز حاجت	۱۹۳

مضامین	صفحہ
صلوٰۃ الاوابین	۱۹۴
صلوٰۃ تسبیح	۱۹۴
نماز توبہ	۱۹۶
نماز قتل	۱۹۷
نماز تراویح	〃
نماز احرام	۲۰۲
نماز کسوف وخسوف	۲۰۲
نماز کے فرائض	۲۰۵
نماز کے واجبات	۲۱۰
نماز کی سنتیں	۲۱۴
نماز کے مستحبات	۲۲۵
جماعت کا بیان	۲۲۶
جماعت کی فضیلت اور تاکید	۲۲۷
جماعت کی حکمتیں اور فائدے	۲۳۲
جماعت کے واجب ہونیکی شرطیں	۲۳۶
ترک جماعت کے عذر پندرہ ہیں	〃
جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں	۲۳۷
جماعت کے احکام	۲۴۷
مقتدی اور ان کے متعلق مسائل	۲۵۰
جماعت حاصل کرنے کا طریقہ	۲۵۷
نماز جن چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے	۲۵۹
نماز جن چیزوں سے مکروہ ہو جاتی ہے	۲۶۷
نماز میں حدث کا بیان	۲۷۳
پہلا نقشہ	۲۷۵
دوسرا نقشہ	۲۷۶
تیسرا نقشہ	۲۷۸
نماز میں سہو کا بیان	۲۷۹
قضا نمازوں کا بیان	۲۸۴
مریض اور معذور کی نماز	۲۹۱
مسافر کی نماز	۲۹۵
خوف کی نماز	۲۹۹
نماز جمعہ کا بیان	۳۰۱
جمعہ کے فضائل	۳۰۳
جمعہ کے آداب	۳۰۶
نماز جمعہ کی فضیلت اور تاکید	۳۰۹
نماز جمعہ کے واجب ہونیکی شرطیں	۳۱۱
نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں	۳۱۲
خطبے کے مسائل	۳۱۵
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جمعہ کے دن	۳۱۸
نماز کے مسائل	۳۲۲
عیدین کی نماز کا بیان	۳۲۴
کعبہ مکرمہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان	۳۲۹
قرآن مجید کے نزول جمع وترتیب کے حالات	۳۳۱
قرآن مجید کے فضائل اور اسکی تلاوت کا ثواب	۳۳۶
قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے آداب	۳۴۲
سجدۂ تلاوت کا بیان	۳۴۹
جنازہ کی نماز وغیرہ کا بیان	۳۵۱

Marfat.com

مضامین	صفحہ
بیمار کی عبادت کا بیان	۳۵۸
قریب المرگ کے احکام	۳۶۰
غسل میت کے مسائل	۳۶۲
کفن کے مسائل	۳۶۶
نماز جنازہ کے مسائل	۳۶۹
دفن کے مسائل	۳۷۷
شہید کے احکام	۳۸۲
متفرق مسائل	۳۸۶
ایصال ثواب کے مسائل	۳۹۰
مسجد کے احکام	۳۹۸
نماز کے اذکار غیر عربی زبان میں پڑھے جا سکتے ہیں یا نہیں	۴۰۰
پہلا مسئلہ نماز میں قرآن کی اصل عبارت کا پڑھنا فرض ہے یا اس کا ترجمہ بھی پڑھ سکتے ہیں	۴۰۳
دوسرا مسئلہ۔ اذان واقامت غیر عربی زبان میں جائز ہے یا نہیں	۴۰۸
تیسرا مسئلہ۔ نماز کی نیت صرف عربی میں کرے یا اپنی زبان میں	۴۰۹
چوتھا مسئلہ تکبیر تحریمہ اور اسی طرح دوسری تکبیرات غیر عربی میں کہنا جائز ہے یا نہیں	۴۰۹

مضامین	صفحہ
علم الفقہ حصہ سوم (مسائل روزہ رمضان)	۴۱۱
روزے کی فضیلت تاکید اور رمضان کی بزرگی	۴۱۳
رویت ہلال کے احکام	۴۲۲
روزے کے واجب ہونے کی شرطیں	۴۲۹
روزے کے صحیح ہونے کی شرطیں	۴۳۰
روزے کے اقسام	۴۳۲
روزے کے فرائض	۴۳۴
روزے کے سنن و مستحبات	۴۳۵
روزہ جن چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے	۴۳۶
وہ صورتیں جن میں روزہ فاسد نہیں ہوتا۔	۴۴۴
معذورین کے احکام	۴۴۹
قضا اور کفارے کے مسائل	۴۵۰
روزے کے متفرق مسائل	۴۵۲
اعتکاف کا بیان	۴۶۰
اعتکاف کے مسائل	۴۶۱
علم الفقہ حصہ چہارم (مسائل زکوٰۃ وصدقات)	۴۶۶
زکوٰۃ کی فضیلت اور اس کی تاکید	۴۶۸
زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرطیں	۴۸۰
زکوٰۃ کے صحیح ہونے کی شرطیں	۴۸۲

Marfat.com

مضامین	صفحہ
سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان	۴۸۵
اونٹ کا نصاب	۴۸۶
گائے بھینس کا نصاب	۴۸۸
بکری بھیڑ کا نصاب	۴۸۹
چاندی سونے اور تجارتی مال کا نصاب	۴۹۰
زکوٰۃ کے مسائل	۴۹۲
عشر یعنی زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ	۴۹۷
ساعی اور عاشر کا بیان	۵۰۳
زکوٰۃ اور عشر کے مستحقین کا بیان	۵۰۴
رکاز کا بیان	۵۱۰
صدقۂ فطر کا بیان	۵۱۲
مسائل	//
علم الفقہ حصہ پنجم مسائل (حج و عمرہ)	۵۱۷
حج کی تاکید اور فضیلت	۵۱۸
اصطلاحی الفاظ اور مقامات کے ناموں کی تشریح	۵۲۱
حج کے فوائد اور اس کی حکمتیں	۵۲۱
حج کے احکام	۵۲۸
حج کے واجب ہونے کی شرطیں	۵۲۹
حج کے صحیح ہونے کی شرطیں	۵۳۱
حج کی فرضیت ساقط ہونے کی شرطیں	۵۳۲
حج کا مسنون و مستحب طریقہ	۵۳۲
حج کے فرائض	۵۳۸
حج کے واجبات	۵۴۶
حج کے مسائل	//
حلق و تقصیر	۵۴۹
عمرہ	۵۵۰
قران	//
تمتع	۵۵۱
جنایتوں کا بیان	۵۵۴
احرام کی جنایتیں	//
دو قربانی کی جنایتیں	۵۶۰
مفسد حج و عمرہ	۵۶۴
شکار کی جزا	۵۶۵
حرم کی جنایتیں	۵۶۹
احرام پر احرام باندھنا	۵۷۴
احصار کا بیان	۵۷۶
احصار کی صورتیں	۵۷۷
احصار کا حکم	//
دوسرے کی طرف سے حج کرنا	۵۷۹
حج کی نذر ماننا	۵۸۵
متفرق مسائل	۵۸۷

Marfat.com

مضامین	صفحہ
رسول اکرم کے روضۂ اقدس کی زیارت کا بیان	۵۸۹
زیارت روضہ اقدس کے فضائل اور اس کا حکم	۵۹۰
زیارت کا طریقہ اور اس کے احکام	۶۰۱
نہایت التجا کے ساتھ میری وصیت ہے	۶۰۹
حجۃ الوداع کی مختصر کیفیت	۶۱۷
علم الفقہ حصہ ششم (مسائل معاشرت)	۶۳۵
نکاح	〃
نکاح کی ترغیب اور فضیلت	۶۴۵
نکاح کے احکام	۶۴۸
نکاح کا مسنون و مستحب طریقہ	۶۴۹
رسوم نکاح	۶۵۵
نکاح کے ارکان اور اس کے صحیح ہونے کی شرطیں	۶۵۷
ایجاب و قبول	۶۶۰
گواہی	۶۶۸
محرمات کا بیان	۶۷۱
پہلا سبب	۶۷۲
دوسرا سبب	۶۷۳
سسرالی رشتہ	〃

مضامین	صفحہ
مدخولات	۶۷۴
مدخولات اور منکوحات کے	〃
اصول	〃
اپنے اصول	〃
اپنے فروع	〃
تیسرا سبب	۶۷۸
دودھ کا رشتہ	〃
دودھ کے رشتہ کی شرطیں	۶۸۱
چوتھا سبب	۶۸۲
اختلاف مذہب	〃
پانچواں سبب	
اتحاد نوع	
چھٹا سبب	۵۸۵
اختلاف جنس	〃
ساتواں سبب	〃
طلاق	
آٹھواں سبب	〃
لعان	
نواں سبب	
ملک	〃
دسواں سبب	
جمع اور اس کا مطلب	۶۸۶
جمع کا دوسرا مطلب	〃
گیارہواں سبب	۶۸۹

Marfat.com

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
تعلق حق غیر	۶۸۹	زوجہ کے حقوق	۷۲۸
محرمات کا بیان	؍؍	نفقہ کے مسائل	؍؍
ولی کا بیان	۶۹۱	زوج کے حقوق	۷۳۴
کفو کا بیان	۶۹۸	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن معاشرت	۷۳۵
مہر کا بیان	۷۰۰	لونڈی غلام اور ان کے نکاح کے احکام	۷۳۷
مہر کی مقدار واجب کا بیان	۷۰۳	نابالغ بچوں کے نکاح کا بیان	۷۴۱
نقشہ مہر امہات المومنین	۷۰۵	کافروں کے نکاح کا بیان	۷۴۳
مہر مثل	۷۰۸	خاتمہ کتاب	۷۴۸
نکاح فاسد و باطل کا بیان	۷۲۴		
حقوق زوجین	۷۲۸		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

علم الفقہ حصہ اول

الحمد للہ کما یلیق بجلالہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ مظہر کمالہ عبدہٗ ورسولہٗ سیدنا ومولانا محمدٍ وآلہٖ واصحابہ المتحلین بجمالہٖ

چونکہ اس کتاب کے مقدمہ میں فقہ کی تعریف اور اس کے پڑھانے کی فضیلت اور اس کی احتیاج اور ضرورت جو ہر مسلمان کو ابتدائے پیدائش سے آخر وقت تک رہتی ہے نہایت دل چسپ تقریر اور بہت دلکش تحریر میں ہدیۂ ناظرین ہو گی اور اس کے متعلق دوسری مفید اور کار آمد بحثیں نہایت عمدہ تفصیل سے پیش کی جائیں گی۔ اس لیے اس مقام پر صرف بعد ظاہر کرنے ان امور کے جن کا التزام اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ اصل مقصود کی طرف توجہ کی جاتی ہے۔

اس کتاب میں جن امور کا لحاظ کیا گیا ہے

۱۔ ہر شے کے متعلق جس قدر احکام ہیں وہ سب ایک جگہ جمع کر دیئے جاویں تاکہ ہر شخص کو مسئلہ نکالنے میں آسانی ہو۔

۲۔ ہر مسئلہ میں وہی قول لکھا جائے گا جس پر فتوے ہے مختلف اقوال اور روایات کا ذکر نہ کیا جائے گا تاکہ دیکھنے والے کے ذہن کو انتشار نہ ہو۔

۳۔ وہ بہت سے مسائل جو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہیں حالانکہ ان کے نہیں یا بعض کمزور مسائل کو مفتی بہ لکھ دیا گیا ہے اس کی بھی تحقیق کی جائے گی۔

۴۔ بعض مسائل کی بلحاظ ضرورت دلیل بھی بیان کی جائے گی۔

۵۔ زمانہ کے بدلنے سے جو احکام بدل گئے ہیں اور تجارت کے نئے اسباب مثل ریل، تار، ڈاک، ٹکٹ، اسٹامپ، نوٹ وغیرہ کے احکام کا بھی بیان ہوگا

۶۔ جب کوئی ایسا مسئلہ پیش آوے کہ جس کا حکم کتب فقہ میں نہیں یا سخت اختلاف کی وجہ سے ایک دو شخص فیصلہ نہ کر سکیں تو علمائے عرب و عجم سے مشورہ کر کے محقق قول لکھ دیا جائے گا۔

۷۔ جن کتب معتبرہ سے مسائل نقل کئے جائیں گے ان کے نام بحوالۂ صفحہ و سطر یا فصل و باب لکھ دیئے جائیں گے تاکہ اگر کسی کو اصل کا دیکھنا منظور ہو تو اس کو وقت نہ ہو۔ ہاں جن مسائل میں اتفاق ہے یا مشہور ہیں ان کا حوالہ نہ دیا جائے گا۔

۸۔ اُردو عام فہم ہوگی لغت اور اصطلاح کی بھرت نہ ہوگی تاکہ عام لوگ بھی سمجھ لیں۔ میں خداوند تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کر کے پوری پوری اُمید رکھتا ہوں کہ میری اس کتاب سے عام اہل اسلام کو نفع ہوگا علم والوں کو بھی اور بے علموں کو بھی عورتوں کو بھی مردوں کو بھی اس لیے کہ اس کی عبارت اس قدر آسان اور سادی ہے جس کا سمجھنا کسی جاہل کو بھی مشکل نہیں ہے۔ وہ معتبر نایاب کتابیں جن سے اس کتاب میں کام لیا گیا ہے غالباً ہر شخص کو نہیں مل سکتیں۔ خدا نے چاہا تو اس کتاب کے بعد مفتی بہ اور محقق مسئلہ دریافت کرنے کے لیے پھر کسی اور فقہ کی کتاب کی ضرورت نہ رہے گی۔ چونکہ فقہ میں عبادات اور عبادات میں نماز کا رتبہ سب سے زیادہ ہے اور وہ بغیر طہارت کے نہیں ہو سکتی اور طہارت پانی پر موقوف ہے اس لیے پہلے پانی کے مسائل لکھے جاتے ہیں۔ اللہ تعالے مدد فرمائے (آمین)

پانی کے مسائل

مقدمہ:۔ اس میں ان اصطلاحی الفاظ کے معنے بیان کئے جائیں گے جو پانی کے مسائل میں بولے جاتے ہیں. پانی کو عربی میں ماء کہتے ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں مطلق، مقید۔

۱۔ مطلق:۔ وہ پانی جس کو محاورہ میں پانی کہتے ہیں اور پانی کے لفظ سے بغیر کسی خصوصیت کے جو عام لوگ سمجھتے ہیں۔

پانی:۔ لطیف شئے ہے اگر گرد وغبار کی آمیزش اس میں نہ ہو تو جس برتن میں رکھا جاتا ہے اس کی تمام اندرونی چیزیں اس میں دکھلائی دیتی ہیں۔ رقیق اور پتلا ایسا ہے جس کو کپڑے سے بخوبی نچوڑ سکتے ہیں اور جسم اور اعضاء پر بہت آسانی سے بہا سکتے ہیں۔ جاندار چیزوں کی زندگی اور زمین سے اشیاء کا اگنا، بڑھنا باقی رہنا اس پر موقوف ہے. بیرنگی اس کا رنگ ہے. مزہ اس کا اس سے پوچھئے جس نے گرمی کی شدت اور پیاس کی حالت میں اس کو پیا ہو۔

۲۔ مقید:۔ وہ پانی جس کو محاورہ میں پانی نہیں کہتے جیسے گلاب، کیوڑہ، رس سرکہ یا پانی کے ساتھ کوئی اور خصوصیت لگاتے ہیں۔ جیسے تربوز کا پانی، ناریل کا پانی۔

مطلق پانی کی پانچ قسمیں ہیں

۱۔ **طاہر مطہر غیر مکروہ:۔** وہ پانی جو خود پاک ہو اور اس سے وضو اور غسل وغیرہ بغیر کراہت کے درست ہو۔

۲۔ **طاہر مطہر مکروہ:۔** وہ پانی جو خود پاک ہو مگر طاہر مطہر غیر مکروہ کے ہوتے ہوئے اس سے وضو، غسل وغیرہ مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر وہ نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

۳۔ **طاہر غیر مطہر:۔** وہ پانی جو خود پاک ہے مگر وضو یا غسل اس سے جائز نہیں۔

۴۔ **مشکوک:۔** وہ پانی جو خود پاک ہے مگر مطہر یا غیر مطہر ہونا اس کا

یقینی نہیں یعنی اگر اس سے وضو یا غسل کیا جائے تو اس کو نہ جائز کہہ سکتے ہیں نہ ناجائز۔

ف۔ طاہر غیر مطہر اور مشکوک میں فرق یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس پانی طاہر غیر مطہر ہو تو اس کو صرف تیمم کرنا چاہیے۔ اس لیے کہ اس پانی سے وضو اور غسل کا ناجائز ہونا یقینی ہے اور اگر کسی کے پاس ماء مشکوک ہو تو اس کو وضو و تیمم دونوں کرنا چاہئیں۔ اس لیے کہ ماء مشکوک سے وضو اور غسل کا جائز یا ناجائز ہونا یقینی نہیں پانی کی یہ چاروں قسمیں ناپاک کو پاک کر دیتی ہیں۔ مذکورۂ بالا فرق صرف وضو اور غسل کے احکام میں ہے۔

۵۔ نجس:۔ وہ پانی جو خود ناپاک ہو اور وضو اور غسل اس سے جائز نہیں ناپاک چیزیں اس سے پاک نہیں ہوتیں بلکہ پاک چیزوں کو ناپاک کر دیتا ہے۔ چونکہ اس کی تین قسموں کا سمجھنا پانی کی دوسری قسموں کے معلوم کر لینے پر موقوف ہے۔ اس واسطے پہلے وہ دوسری قسمیں لکھی جاتی ہیں۔

پانی کی دوسری قسمیں

۱۔ جاری:۔ وہ پانی جو بہتا ہوا ہو جس کو عام طور پہ محاورہ میں بہتا پانی کہتے ہیں۔
۱۔ کثیر:۔ اس قدر[1] پانی کہ جس کی نجاست ایک طرف گرے تو دوسری طرف اس کا کچھ اثر نہ ہو نجاست کا رنگ، بو، مزہ پانی کے اور طرفوں میں معلوم نہ ہو۔
۲۔ قلیل:۔ وہ پانی جو کثیر نہ ہو یعنی اگر اس کے ایک طرف نجاست گرے تو دوسری کسی طرف نجاست کا رنگ یا بو یا مزہ معلوم ہو۔

نجس پانی کی تینوں قسمیں

۱۔ وہ ماء جاری جس کے رنگ، بو، مزہ کو نجاست نے بدل دیا ہو۔
کثیر راکد:۔ جس کے تمام طرفوں کے رنگ، بو، مزہ کو نجاست نے بدل دیا ہو
قلیل راکد:۔ جس میں نجاست گر گئی ہو خواہ تھوڑی یا بہت اور پانی کے رنگ

---

[1] علماء نے کثیر کی تعریفیں لکھی ہیں لیکن امام اعظم اور ان کے صاحبین رحمۃ اللہ علیہم کا یہی مذہب ہے (شامی جلد اول)

بو، مزہ میں عـــہ فرق ہوا ہو یا نہ ہوا ہو۔

مستعمل:۔ وہ پانی جس سے زندہ آدمی فرض ادا کرنے یا ثواب حاصل کرنے کے لیے وضو کرے۔ یا نہائے یا کسی عضو کو دھوئے بشرطیکہ وہ پانی اس کے جسم سے ٹپک چکا ہو اور جسم پر کوئی نجاست عـــہ حقیقیہ نہ ہو۔

نبیذ تمر:۔ وہ پانی جو کھجوروں کے بھیگنے سے شیریں ہو گیا ہو مگر اس کی اصل رقت وسیلان میں کوئی فرق نہ ہوا ہو ورنہ اس کے پینے سے نشہ پیدا ہو۔

دریائی جانور:۔ جن کی پیدائش اور زندگی پانی میں ہو۔ خواہ پانی سے جدا ہو کر زندہ رہ سکیں یا نہیں جیسے گھڑیال اور مچھلی وغیرہ۔

خشکی کے جانور:۔ جن کی پیدائش اور زندگی پانی میں ہو۔ خواہ پانی سے جدا ہو کر زندہ رہ سکیں یا نہیں جیسے بط وغیرہ۔

دموی جانور:۔ جن میں ذبح کرنے یا کسی عضو کے کاٹنے سے خون بہے یا ٹپکے

غیر دموی جانور:۔ جن میں بالکل خون نہ ہو یا ایسا خون ہو جو بہے بلکہ گاڑھا ہو جو بہ نہ سکے۔

کنواں:۔ پانی کا وہ چشمہ جو کثیر کی حد تک نہ پہنچا ہو۔

اسراف:۔ بے ضرورت یا ضرورت سے زائد پانی کو خرچ کرنا۔

پانی کے مسائل میں کارآمد اصول

(اصل ۱) الاصل فی الماء الطہارۃ (اصل پانی میں پاکی ہے)

پانی اصل میں پاک ہے اور جب تک کسی دلیل سے اس کا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو پاک سمجھا جائے گا۔

مثال:۔ جنگل میں گڑھوں میں جو پانی بھرا رہتا ہے تاوقتیکہ قرائن سے اس کے ناپاک

عـــہ (شامی جلد۱) اور آجکل جو مشہور ہے کہ جو پانی دس گز طول دس گز عرض مربع ہو وہ کثیر ہے اس سے کم ہو تو قلیل۔ یہ قول متاخرین کا ہے اصل مذہب میں اس کا کچھ پتہ نہیں نہ حدیث سے کوئی سند ہے۔

عـــہ جیسے پیشاب پاخانہ اور نجاست حقیقیہ کی تعریف انشاء اللہ نجاستوں کے بیان میں آوے گی۔

Marfat.com

ہونے کا یقین ہو جائے پاک ہے۔

(اصل ۲) اَلْیَقِیْنُ لَا یَزُوْلُ بِالشَّکِّ (یقین شک سے نہیں جاتا)

جس بات کا یقین ہو اس کو محض وہم یا شک سے چھوڑنا نہ چاہیے۔

مثال:۔ کسی مکان میں پاک پانی رکھا ہوا ہے وہاں سے کتا نکلتے ہوئے دیکھا کتے کو پانی پیتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ کسی قرینہ سے اس کا پینا معلوم ہوا۔ اگر گمان ہوتا ہے کہ شاید کتے نے پانی پی لیا ہو تو وہ پاک ہے اس لیے کہ پانی کا پاک ہونا یقینی ہے۔ ناپاک ہونے کا شک ہوا تو اس شک سے یقین نہ جائے گا۔

(اصل ۳) غَالِبُ الظَّنِّ مُلْحَقٌ بِالْیَقِیْنِ (گمان غالب یقین کا حکم رکھتا ہے)

یقین کی طرح گمان غالب بھی محض وہم و خیال سے چھوڑا نہ جائے گا۔

مثال:۔ کسی پانی کو دو مسلمان پاک کہیں اور ایک عورت یا کافر اس کو ناپاک بتائے تو وہ پانی پاک ہے دو مسلمانوں کے کہنے سے اس کے پاک ہونے کا گمان غالب ہے اور ایک عورت یا کافر کے کہنے سے اس کے ناپاک ہونے کا شک ہے۔ اس لیے اس کے پاک ہونے کا حکم دیں گے۔

(اصل ۴) اَلْاَصْلُ بَقَاءُ مَا کَانَ عَلٰی مَا کَانَ (اصل یہ ہے کہ ہر چیز اپنی پہلی حالت پر باقی رہتی ہے)

ہر چیز اپنی پہلی حالت پر باقی سمجھی جائے گی جب تک کہ اس کی پہلی حالت کا چلا جانا کسی دلیل سے معلوم نہ ہو۔

مثال:۔ گھڑے سے گلاس میں پانی لیا گلاس کے پانی میں نجاست دیکھی تو گھڑے کے پانی کو ناپاک نہ کہیں گے۔ گھڑے کا پانی پاک تھا اب بھی پاک رہے گا اور نجاست شاید گلاس میں ہو۔ ہاں گلاس دھو کر دیکھ کر پانی لیا جائے تو پھر یقیناً نجاست گھڑے میں سمجھی جائے گی۔

(اصل ۵) اَلْاَصْلُ اِضَافَۃُ الْحَادِثِ اِلٰی اَقْرَبِ اَوْقَاتِہٖ (اصل یہ ہے کہ نئی پیدا ہوئی چیز کو کہیں گے کہ اسی وقت پیدا ہوئی ہے۔)

جو چیز کہ نئی پیدا ہوئی ہو۔ اور اس کے پیدا ہونے کا وقت معلوم نہ ہو تو اس کو سمجھیں گے کہ ابھی پیدا ہوئی ہے۔

مثال:۔ کنویں میں مرا ہوا چوہا دیکھا جائے اور گرنے کا وقت کسی قرینہ

GIFT BOOK

سے معلوم نہ ہو تو اس کنویں کے پانی کو دیکھنے کے وقت سے ناپاک کہیں گے اور اس سے پیشتر اس پانی سے جو وضو یا غسل کیا گیا ہے سب کو جائز رکھیں گے۔

(اصل ۶) اَلْمَشَقَّۃُ تَجْلِبُ التَّیْسِیْر (سختی سے آسانی ہو جاتی ہے)

قیاسی احکام ضرورت اور حرج کے وقت بدل سکتے ہیں۔

مثال:۔ پرندوں کی بیٹ ناپاک ہے کنویں میں گر جائے تو پانی ناپاک نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر کنویں کے پانی کو ناپاک کہیں، تو بہت دقت ہو گی کیونکہ پرندوں کی بیٹ سے کنویں کی حفاظت مشکل ہے۔

(اصل ۷) لَا مَسَاغَ لِلْاِجْتِہَادِ فِیْ مَوْرِدِ النَّصِّ (شرعی حکم میں عقل کو دخل نہیں۔)

شرعی حکم کو عقل کے خلاف سمجھ کر رد نہیں کر سکتے۔

مثال:۔ کنویں میں مرا ہوا چوہا نکلے تو بیس ڈول کھینچنے سے پاک ہو جاتا ہے بیس ڈول سے تمام پانی کا پاک ہونا سمجھ میں نہیں آتا تو یوں نہ کہیں گے کہ بیس ڈول سے پانی پاک نہیں ہوتا۔

(اصل ۸) مَاثَبَتَ عَلٰی خِلَافِ الْقِیَاسِ جو حکم قیاس کے خلاف ہو اس کو فَغَیْرُہٗ لَا یُقَاسُ عَلَیْہِ دوسری جگہ جاری نہیں کرتے۔

شریعت کا جو حکم خلاف قیاس کے ہو اس کو دوسری چیزوں کے لیے ثابت نہیں کر سکتے۔

مثال:۔ پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔ عرق سے جو پانی کے مثل ہے وضو اور غسل کو درست نہ کہیں گے۔

(اصل ۹) اَلضَّرُوْرَاتُ تُبِیْحُ الْمَحْذُوْرَاتِ (حاجت ناجائز چیزوں کو جائز کر دیتی ہے

ممنوع اور ناجائز چیزیں ضرورت کے وقت جائز ہو جاتی ہیں۔

مثال:۔ تشنگی میں جان پر آ بنے تو ناپاک پانی پینا درست ہے۔

(اصل ۱۰) اَلْعِبْرَۃُ لِلْغَالِبِ لَا لِلْمَغْلُوْبِ اعتبار غالب کا ہوتا ہے نہ مغلوب کا

چند چیزیں جب مل جائیں تو ان میں جو غالب ہے اس کا حکم اور مجموعہ کا حکم ایک ہی ہے۔

مثال:۔ مستعمل اور مطہر پانی اگر مل جائیں اور مستعمل زیادہ ہو تو یہ کل پانی مستعمل سمجھا جائے گا۔ اور اگر مطہر زیادہ ہو تو یہ کل پانی مطہر سمجھا جائے گا۔

Marfat.com

پاک شے اگر پانی میں مل جائے اور پانی کی رقت وسیلان کو کھو دے یا پانی کے مزے اور رنگ یا رنگ اور بُو یا بُو اور مزے کو بدل دے تو سمجھا جائے گا کہ وہ شے پانی پر غالب ہے اور اس پانی کو ماء مطلق نہ کہیں گے۔

ماء مطلق طاہر مطہر غیر مکروہ کا بیان

مسائل

مسئلہ (۱) بارش عہ، دریا، سمندر، نہر، تالاب، چشمہ، کنویں کا پانی، شبنم، برف اور اولہ کا پانی جو گرمی سے پگھل کر ٹپکے۔ یہ تمام پانی پاک ہیں۔ وضو اور غسل ان سے بلا کراہت درست ہے۔

مسئلہ (۲) نجاست جیسے پاخانہ، گوبر، لید وغیرہ سے پانی اگر گرم کیا جائے تو اس سے پانی میں کچھ نقصان نہ آئے گا وضو اور غسل بلا کراہت درست ہے۔

مسئلہ (۳) پانی کا زیادہ ٹھہرے رہنے، رُکنے، بند رہنے سے یا برتن میں بہت دن رکھنے سے رنگ بدل جائے یا بدمزہ ہو جائے یا بُو کرنے لگے تو وضو اور غسل بلا کراہت اس سے جائز ہے جیسے تالاب حوض کا پانی زیادہ روز رکھنے سے بُو کرنے لگتا ہے، حاجی پیپوں میں زمزم کو لاتے ہیں تو اس کا رنگ و مزہ بدل جاتا ہے۔

مسئلہ (۴) جنگل میں چھوٹے گڑھوں میں جو پانی بھرا رہتا ہے تاوقتیکہ قرائن سے اس کے ناپاک ہونے کا یقین یا ظن غالب نہ ہو اس وقت تک اس کو پاک ہی کہیں گے۔

مسئلہ (۵) راستوں پر مٹکے گھڑے وغیرہ میں پانی پینے کو رکھ دیتے ہیں اور اس سے ہر قسم کے لوگ شہری دیہاتی چھوٹے بڑے مرد و عورت پانی لے کر پیتے ہیں اور

عہ وَيُنَزِّلُ عَلَيْكُم مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّيُطَهِّرَكُم بِهٖ وَيُذْهِبَ عَنكُمْ رِجْزَ الشَّيْطَانِ دوسرے مقام میں ہے وَاَنزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً طَهُورًا دونوں آیتوں کا حاصل یہ ہے کہ خدا نے تمہارے پاک کرنے کو مینہ برسایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بارش کا پانی پاک ہے اور ناپاک چیزوں کو پاک کر دیتا ہے۔ قرآن مجید میں ایک اور مقام میں ہے فَلَمْ تَجِدُوا مَآءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا تمہیں پانی نہ ملے تو تیمم کرو۔ اس سے معلوم ہوا کہ پانی پاک ہے اس سے وضو و غسل درست ہے، یہ اگر نہ ہو تو تیمم کرنا چاہیے۔ حدیث میں ہے اَلْمَآءُ طَهُورٌ پانی پاک کر دیتا ہے ۱۲ منہ

65677

Marfat.com

احتیاط نہیں کرتے تو یہ پانی پاک ہے ہاں اگر ناپاک ہونے کا کسی طور سے یقین ہو جائے تو پھر پاک نہ ہو گا۔

مسئلہ (۶) کافروں کے برتن کا پانی بھی پاک ہے[عہ] اس لیے کہ نجاست سے ہر مذہب و ملت کے لوگ بچتے ہیں۔ ہاں جو کافر کہ نجاست سے نہیں بچتے اور کسی طرح قرائن سے معلوم ہو جائے کہ ان کے برتن پاک نہیں تو پھر ان کے برتن کا پانی پاک نہ ہو گا۔

مسئلہ (۷) چھوٹے بچے جن کے ہاتھوں کا کچھ اعتبار نہیں نجاست سے وہ احتیاط نہیں کرتے اگر پانی میں ہاتھ ڈال دیں تو پانی پاک ہے۔ ہاں اگر ان کے ہاتھ کا ناپاک ہونا یقینی طور سے معلوم ہو جائے تو پانی ناپاک ہے۔

مسئلہ (۸) وہ کنویں جن سے ہر قسم کے لوگ پانی بھرتے ہیں اور میلے گرد و غبار آلود برتن اور ہاتھوں سے بھرتے ہیں ان کا پانی پاک ہے تاوقتیکہ برتنوں اور ہاتھوں کا ناپاک ہونا یقیناً معلوم نہ ہو۔

مسئلہ (۹) گھڑے یا مٹکے سے لوٹے یا آبخورے میں پانی لیا جائے اور پانی پیتے وقت اور اس کے قبل لوٹے اور آبخورے کو نہ دیکھا جس سے معلوم ہوتا کہ ان میں کچھ تھا یا نہیں ہاں پانی لینے کے بعد دیکھا تو لوٹے میں یا آبخورے میں نجاست پائی تو ایسی حالت میں مٹکے اور گھڑے کا پانی پاک ہے[عہ]۔ اس لیے کہ اس صورت میں اس کا یقین نہیں کہ یہ نجاست گھڑے یا مٹکے میں تھی۔ ممکن ہے کہ لوٹے یا گلاس ہی میں ہو اور اسی طرح ڈول سے بلا دیکھے ہوئے پانی بھرا جائے اور کھینچنے کے بعد ڈول میں نجاست نکلے تو پانی کنویں کا پاک ہے۔

مسئلہ (۱۰) درخت[عہ] کی پتی گرنے کی وجہ سے پانی اگر بو کرنے لگے یا بدمزہ ہو جائے

عہ جس پانی کے ناپاک ہونے کا شبہ ہو اور پاک نہ یقینی ہو اس سے وضو اور غسل کرنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ اچھا پانی موجود ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے دع ما یریبک الی ما لا یریبک یعنی مشتبہ چیز کو چھوڑ دو اور یقینی غیر مشتبہ کو لے لو (شامی صفحہ ۱۵ ج ۱) عہ بعض کتابوں میں ہے کہ اس سے وضو درست نہیں بعض یہ قول صحیح نہیں اس لیے کہ پتوں کے گرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور محاورے میں لوگ اس کو پانی کہتے ہیں اور اور جب یہ پانی مطلق اور مطہر ہوا تو پھر وضو اور غسل اس سے درست نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں اسی طرح گرد مٹی پانی میں ملی ہو جیسے بارش کا پانی برسات میں دریا کے پانی سے ہو جاتا ہے وہ بھی عرفاً پانی کہلاتا ہے ۱۲ منہ

Marfat.com

یا رنگ بدل جائے یا مزہ اور رنگ اور بُو تینوں بدل جائیں تو یہ پانی پاک ہے۔ وضو اور غسل اس سے درست ہے۔

غیر مستعمل پانی

مسئلہ (۱۱) باوضو شخص بلا نیت وضو کے ہاتھ پیر ٹھنڈا کرنے یا گرد و غبار دھونے کی غرض سے یا دوسرے شخص کو وضو سکھلانے کے لیے اگر وضو کرے تو اس وضو کا پانی مستعمل نہ ہوگا اور استعمال شدہ پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔

مسئلہ (۱۲) باوضو مرد یا عورت جس کو نہانے کی ضرورت نہ ہو اور غسل نہ کرنا مسنون ہو اور نہ جسم پر کسی جگہ نجاست لگی ہو اور پھر نہائے تو یہ پانی مستعمل نہ ہوگا اور اس سے وضو اور غسل درست ہے اور اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی ضرورت نہ ہو اگر اس عضو کو جو وضو میں نہیں دھویا جاتا دھوئے بشرطیکہ یہ عضو پاک ہو تو یہ پانی بھی مستعمل نہیں خواہ وہ سر کے بال ہی کیوں نہ دھوئے۔

مسئلہ (۱۳) حائضہ یا وہ عورت جس کو بچہ پیدا ہونے کے بعد خون آتا ہے خون بند ہونے سے پہلے اگر نہائے اور جسم اس کا پاک ہو تو یہ پانی مستعمل نہیں اور وضو اور غسل اس سے درست ہے

مسئلہ (۱۴) چار[۵] پانچ سال کا ایک ایسا لڑکا جو وضو کو نہیں سمجھتا وہ اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو یہ پانی مستعمل نہیں۔

مسئلہ (۱۵) پاک کپڑا، برتن اور دوسری پاک چیزیں جس پانی سے دھوئی جائیں اس سے وضو اور غسل درست ہے۔ بشرطیکہ محاورے میں اس کو ماء مطلق کہتے ہوں اور پانی کے تین وصفوں سے دو وصف باقی ہوں اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں مثلاً چاول دھوئے جائیں یا ترکاری وغیرہ دھویں تو اگر رنگ بُو، مزہ تینوں بدل جائیں یا رنگ، مزہ بدل جائے یعنی دو وصف بدل جائیں تو وضو اور غسل درست نہیں۔ ہاں اگر کچھ نہ بدلے یا ایک بدلے تو درست ہے

---

[۵] پاک ہونا ان کے جسم کا اگر پہلے سے مشتبہ ہو تو پھر اس کا مکروہ طاہر پانی کا حکم ہوگا۔۱۲

Marfat.com

مسئلہ (۱۶) سور، کتے کے علاوہ کوئی زندہ جانور جس پانی سے نہلایا جائے وہ پاک ہے بشرطیکہ جسم پر نجاست لگی ہوئی نہ ہو اور لعاب دہن نہ ملا ہو اور اسی طرح سور، کتے کے سوا زندہ جانور جس پانی میں جائے یا گر پڑے اور اُس کا منہ پانی تک نہ پہنچے اور جسم پر نجاست بھی نہ ہو تو یہ پانی پاک ہے اور وضو اور غسل اس سے درست ہے۔ ہاں گھوڑا اور وہ جانور جن میں دم سائل نہیں اور وہ جانور جن کا گوشت درست ہے ان کا لعاب دہن بھی اگر پانی میں مل جائے تو پانی پاک ہے۔ (در مختار)

مسئلہ (۱۷) بدن^عہ^ یا کپڑا صاف کرنے کے لیے یا خود پانی ہی صاف کرنے کی غرض سے کوئی شے مثل صابون وغیرہ کے پانی میں جوش دی جائے تو اس سے وضو اور غسل درست ہے بشرطیکہ پانی کی اصلی رقت میں کچھ فرق نہ آیا ہو اور پانی گاڑھا نہ ہو جائے خواہ مزہ، بو، رنگ تینوں جاتے رہے ہوں (مراقی الفلاح)

مسئلہ (۱۸) پاک پانی میں خشک چیز مثل آٹے، ستو، اناج وغلّہ کے ڈال دی جائے یا خشک روئی بھگو دی جائے یا گاڑھی چیز مثل شربت بنفشہ نیلوفر معجون گلقند کے ڈال دی جائے اور پانی کے تینوں وصف مزہ، بو، رنگ جاتے رہیں لیکن جوش نہ دیا جائے اور پانی کی رقت^عہ^ وسیلان اصلی میں کچھ فرق نہ آئے اور محاورے میں اس کو پانی بھی کہتے ہیں تو اس سے وضو درست ہے اور اگر محاورے میں پانی اس کو نہ کہیں بلکہ اس کا دوسرا نام ہو تو وضو درست نہیں خواہ رقت وسیلان پانی کا سا ہو۔ مثال شکر گھول کر پانی میں شربت بنائیں تو اس سے وضو درست نہیں اگرچہ اس میں پانی کی سی رقت باقی ہو اس لیے کہ اس کو محاورے میں پانی نہیں کہتے بلکہ شربت کہتے ہیں۔

مسئلہ (۱۹) ایسی رقیق^عہ^ سیال شے جو پانی سے رنگ، بو، مزہ تینوں وصفوں

عہ اس لئے کہ محاورے میں اس کو ماء مطلق بولتے ہیں اور حدیث شریف میں ہے کہ مُردے کو بیری کی پتی پانی میں جوش دے کر غسل دو اور ظاہر ہے کہ اس سے تینوں وصف بھی بدل جائیں گے ۱۲۔ عہ رقت کے باقی رہنے کی یہ علامت ہے کہ کپڑے سے نچوڑیں تو نچڑ جائے اور سیلان کی علامت یہ ہے کہ اعضا پر پانی کی طرح بہے ۱۲ منہ۔ عہ پانی سے تینوں وصف میں جو مخالف ہے اگر دو وصف کو گھٹا دے تو سمجھا جائیگا کہ وہ پانی پر غالب ہے اور پانی فنا ہو کر یہی بن گیا اور جب پانی فنا ہو گیا تو پھر اس کا پانی کا حکم نہ رہے گا جیسے پانی برف بن کر جم جائے ۱۲۔

Marfat.com

میں مخالف ہو جیسے سرکہ، دودھ، اس کہ ان کا مزہ، بو، رنگ تینوں مخالف ہیں اگر پانی میں مل جائے اور پانی کے کسی ایک وصف کو کھو دے خواہ مزہ بدل جائے یا رنگ یا بُو تو اس پانی سے وضو اور غسل درست ہے۔ ہاں اگر دو وصف جاتے رہیں تو درست نہیں۔ اور جو رقیق شے پانی سے دو وصف یا ایک میں مخالف ہو اور ایک۔ یا دو میں موافق ہو جیسے عرق بادیان، کیوڑہ وغیرہ کہ جن کی بُو، مزہ مخالف ہے اور رنگ میں موافق ہے تو یہ اگر پانی میں مل جائیں اور پانی کے مزہ، رنگ اور بُو میں کچھ تغیر نہ ہو تو اس سے وضو درست ہے ورنہ نہیں۔ یعنی اگر وصف بدل جائے گا تو وضو درست نہ ہوگا۔

مسئلہ (۲۰) رقیق عہ و سیال شے جو پانی سے کسی وصف میں مخالف نہیں اس کا مزہ، نہ رنگ، بُو سب پانی کا سا ہے تو یہ اگر قلیل پانی میں مل جائے اور اس سے قلیل پانی وزن میں زیادہ ہو مثلاً یہ رقیق اگر ایک سیر ہو اور قلیل سوا سیر ڈیڑھ سیر ہو تو اس وقت اس قلیل سے وضو درست ہے۔

مثال: یہ مستعمل پانی ایک سیر جو کہ پانی سے کسی وصف میں مخالف نہیں دو سیر پانی میں مل جائے تو تمام پانی غیر مستعمل ہوگا اور اس سے وضو اور غسل درست ہے۔

مسئلہ (۲۱) جس جانور میں دم عہ سائل نہ ہو یا دریائی جانور پانی میں مر جائے یا پھول کر پھٹ جائے تو یہ پانی پاک ہے وضو اور غسل اس سے درست ہے۔

مسئلہ (۲۲) کثیر یا جاری پانی میں نجاست گرے یا کوئی جانور گر کر مر جائے اور پانی کا مزہ، رنگ، بُو ان تینوں میں سے ایک بھی نہ بدلے اور پانی اپنی اصلی

عہ اس سے معلوم ہوا کہ وہ شخص جس کو نہانے کی ضرورت ہے اگر حوض یا کنوئیں میں نہائے اور اس کے جسم پر نجاست نہ ہو تو پانی کنوئیں کا پاک ہے اور اسی طرح وضو کے وقت کنوئیں میں مستعمل پانی کے قطرے ٹپکیں تو بھی کچھ حرج نہیں اس لئے کہ مستعمل پانی بہ نسبت غیر مستعمل کے تھوڑا ہے اور اس تھوڑے پر فقہا نے جو نجس ہونے کو لکھا ہے وہ مفتی بہ نہیں۔ ۱۲۔ عہ ایسا جانور اگر پانی میں پھٹ کر ریزہ ریزہ ہو گیا تو اس کا پینا مکروہ تحریمی ہے (شامی صفحہ ۱۲۵ ج ۱) ۱۲۔

Marfat.com

حالت پر رہے تو اس سے وضو اور غسل درست ہے، ہاں اگر تینوں میں سے ایک بھی بدل جائے گا تو درست نہیں

مسئلہ (۲۳) جاری یا کثیر پانی میں مستعمل یا نجس پانی جو کہ جاری اور کثیر سے زیادہ ہو مل جائے تو اس سے جاری اور کثیر ناپاک نہ ہوگا۔

مسئلہ (۲۴) کنواں، چشمہ ناپاک اگر خشک ہو جائے اور پھر دوبارہ اس میں خشک ہونے کے بعد پانی نکلے تو یہ پانی پاک ہے بشرطیکہ اس میں اس وقت نجاست نہ ہو

مسئلہ (۲۵) نجس پانی گھڑے، پیالے، گلاس وغیرہ میں ہو اور نجاست کی وجہ سے پانی کا رنگ، مزہ، بو تینوں میں سے کوئی بھی نہ بدلا ہو تو ایسی حالت میں پاک پانی اُوپر سے برسے یا اُن برتنوں میں اس قدر ڈالا جائے کہ پانی کنارے سے نکل کر نیچے نہ جائے تو اس سے پانی و برتن دونوں پاک ہو جائیں گے (شامی ص۱۴۳ ج۱)

مسئلہ (۲۶) ناپاک زمین پر اگر اس قدر پانی ڈالا جائے کہ ایک گز بہ جائے یا اس قدر بارش ہو کہ ایک گز بہ جائے تو زمین اور پانی دونوں پاک ہیں (شامی ص۱۴۳ ج۱)

مسئلہ (۲۷) جاری پانی سے چند آدمیوں کو برابر متصل ہو کر وضو غسل کرنا درست ہے خواہ یہ پانی جاری کسی چھوٹے سے نالے میں ہو جیسا کہ ہندوستان میں چھوٹے چھوٹے بڑے نالے ہوتے ہیں جس سے کھیتوں کو پانی دیا جاتا ہے۔

مسئلہ (۲۸) جاری پانی[۵] اگر ناپاک ہو جائے یعنی نجاست اس کے کسی وصف

عہ کثیر اور جاری پانی نجاست سے ناپاک نہیں ہوتا اس لیے کہ اگر اس کو ناپاک ہونے کا حکم دیں تو انسان کی معاشرت بہت دشوار ہو جائے گی۔ دوسری نجاست کا مدار طبائع نفیسہ پر ہے نفیس طبیعت والے جس پانی کے استعمال کو برا جانیں اور گوارا نہ کریں تو وہ ناپاک ہے اور ظاہر ہے کہ کثیر جاری پانی میں اگر نجاست گرے اور اس کا اثر معلوم نہ ہو تو ایسی طبیعت کے لوگ اس کے استعمال سے احتراز نہ کریں گے ہاں اگر نجاست پانی کے کسی وصف کو بدلے تو ضرور اس کے استعمال سے کراہت ہوگی اور اس وقت یہ بھی ناپاک ہے۔ اس موقعہ پر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کسی نہر میں اگر جانور مر جائے اور سر کے پانی کا اکثر حصہ جانور پر ہوتا ہوا بہے اور پانی کا کوئی وصف اس کی وجہ سے متغیر نہ ہو تو یہ پانی پاک ہے اور جانور کے پیچھے کی طرف وضو اور غسل کرنا درست ہے جو اس کے خلاف سمجھتے ہیں اس کی وجہ معلوم نہیں ہوتی ۱۲۔

Marfat.com

کو بدل دے تو نجاست کا جب اثر جاتا رہے گا پانی پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۲۹) طاہر مطہر[ع۵] پانی میں مستعمل پانی برابر یا زیادہ مل جائے تو تمام پانی کو مستعمل کا حکم ہوگا ہاں اگر مطہر زیادہ ہو تو تمام کو مطہر کہیں گے۔

مسئلہ (۳۰) حائضہ یا نفساء عورت خون بند ہونے کے بعد نہائے تو یہ پانی مستعمل ہے۔

مسئلہ (۳۱) جس شخص کو نہانے کی ضرورت ہو اور جسم پر اس کے کہیں نجاست نہ ہو وہ اگر نہائے یا اپنے کسی پاک عضو کو دھوئے یا کلی کرے یا ناک میں پانی ڈالے یا بلا ضرورت پیر کو یا ہاتھ کو پانی میں ڈال دے تو یہ مستعمل ہو جائے گا لیکن ہاتھ یا پیر کو اگر پانی میں ڈالے گا تو اسی قدر پانی مستعمل ہوگا جس قدر ہاتھ یا پیر کو لگا ہے نہ تمام اگر کسی ضرورت سے ہاتھ کو یا پیر کو اگر پانی میں ڈالے مثلاً پانی نکالنے کے لیے یا رکھنے کی وجہ سے تو پانی مستعمل نہ ہوگا اور اسی طرح سنت ادا کرنے کے واسطے اگر نہائے جیسے عیدین، جمعہ، حج، طواف وغیرہ کے لیے تو یہ بھی مستعمل ہوگا۔

مسئلہ (۳۲) بے وضو اگر وضو کرے یا اپنے کسی عضو کو دھوئے جس کا وضو میں دھونا فرض یا سنت ہے تو یہ پانی مستعمل ہوگا۔ اور اسی طرح باوضو وضو کے ارادے سے اگر وضو کرے لیکن دونوں وضو ایک مقام پر نہ ہوں تو یہ پانی بھی مستعمل ہو جائے گا ہاں اگر ایک جگہ وضو کیا اور پھر بلا فصل اسی جگہ دوسرا

ع۵ ہمارے فقہا نے یہاں بہت جزئیات بیان کیے جن کا مدار اس پر ہے کہ مستعمل پانی ناپاک ہے مثلاً یہ لکھتے ہیں۔ کہ ایسا شخص جو نہانے کی ضرورت رکھتا ہے اور اس کے جسم پر کہیں نجاست نہیں اگر کنویں میں داخل ہو تو تمام پانی ناپاک ہے۔ بے وضو شخص اگر برتن میں پہنچے سے زیادہ ہاتھ ڈالے تو تمام پانی ناپاک ہے وضو کے برتن میں اگر مستعمل پانی ٹپکے تو سب پانی نجس ہو گیا۔ اسی قسم کے اور بہت مسائل ہیں اور فقہا نے یہاں بڑی طبع آزمائیاں کی ہیں۔ اور لاطائل بحثیں چھیڑی ہیں زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ جب مستعمل پانی خود پاک ہے اگر مطہر میں جو زیادہ ہے مل جائے تو لکھتے ہیں کہ مفتی بہ یہ ہے کہ سب مطہر ہوگا۔ ایسی بحثوں کا کیا موقع تھا۔ ۱۲

Marfat.com

وضو کیا تو دوسرے وضو کا پانی مستعمل نہ ہوگا۔

مسئلہ (۲۳) جس جگہ پانی کا استعمال مسنون یا مستحب ہے وہاں جو پانی استعمال کیا جائے گا۔ وہ مستعمل کہلائے گا مثلاً کھانے کے پہلے یا پیچھے ہاتھ دھونا مسنون ہے تو جس پانی سے کھانے کے پہلے یا پیچھے ہاتھ دھویا جائے وہ مستعمل ہے۔

مسئلہ (۲۴) کافر کے بدن پر نجاست نہ ہو لیکن نہانے کی ضرورت ہو تو وہ جس پانی سے نہائے وہ مستعمل ہوگا ہاں اگر نہانے کی ضرورت نہ ہو اور باوضو پھر نہائے تو مستعمل نہ ہوگا۔

مسئلہ (۲۵) باوضو شخص وضو کے ارادہ سے دوبارہ وضو کرے یا بے وضو شخص بے ارادہ وضو کے اعضائے وضو کو دھوئے تو وہ پانی مستعمل ہوگا۔

راکد قلیل

مسئلہ (۲۶) قلیل پانی تھوڑی نجاست سے ناپاک ہو جاتا ہے مثلاً ایک قطرہ شراب یا پیشاب یا خون یا نجس پانی کا پڑ جائے یا ایک رتی پاخانہ گر جائے تو سب پانی نجس ہو جائے گا اگرچہ نجاست سے پانی کا رنگ، بُو، مزہ میں کچھ فرق نہ آیا ہو۔

مسئلہ (۲۷) خون سائل جن جانوروں میں ہوتا ہے ان کا بدن مر جانے کے بعد ناپاک ہو جاتا ہے تو اگر ایسا جانور قلیل پانی میں گر کر مر جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا اور جن جانوروں میں خود خون سائل نہیں ہوتا مگر جب دوسرے جانوروں کا مثل انسان وغیرہ کے خون پیتے ہیں تب ان کا خون سائل ہو جاتا ہے جیسے بڑا کھٹمل، جونک، بڑا مچھر، پسو وغیرہ پس اگر یہ جانور ایسے وقت میں کہ ان میں خون سائل ہو قلیل پانی میں گر کر مر جائیں تو پانی ناپاک ہو جائے گا جنگلی مینڈک جن میں خون سائل ہو پانی میں مر جائیں یا مرے ہوئے گر جائیں تو پانی ناپاک ہو[ع] جائے گا۔

مسئلہ (۲۸) پاخانہ یا اور کسی نجاست سے جو کیڑا پیدا ہوتا ہے وہ نجس ہے

ع ہدایہ میں ہے کہ یہ پانی پاک نہیں ہوتا لیکن یہ صحیح نہیں، جنگلی مینڈک کی علامت یہ ہے کہ اس کے پیر کی انگلیوں میں جھلی اور کھال نہ ہو۔ البتہ وہ جانور جن میں خون سائل نہ ہو ان کے مرنے سے پانی نجس نہیں ہوگا۔ ۱۲

Marfat.com

قلیل پانی میں گر جائے تو ناپاک ہو جائے گا۔ (شامی ص۱۲۵ ج ۱)

مسئلہ (۳۹) قلیل ناپاک پانی میں اس قدر پانی چھوڑا جائے کہ وہ کثیر ہو جائے تو وہ پانی پاک نہ ہوگا بلکہ ناپاک ہو جائے گا۔ اور اسی طرح نجس حوضوں میں پانی نہ ہو تھوڑا تھوڑا جائے یا حوض میں نالی کے ذریعہ سے پانی بھرا جائے تو ان دونوں حالتوں میں پانی ناپاک ہوگا۔ حاصل یہ کہ تھوڑا پانی نجس پانی یا کسی دوسری نجس چیز سے ملے تو کل ناپاک رہے گا۔

طاہر مطہر مکروہ پانی

مسئلہ (۴۰) دھوپ سے جو پانی گرم ہو گیا ہو اس سے وضو، غسل مکروہ ہے (شامی ص۳۲ ج ۱)

مسئلہ (۴۱) جس قلیل پانی میں آدمی کا تھوک یا ناک مل جائے اس سے وضو غسل مکروہ ہے (خزانۃ المفتین)

مسئلہ (۴۲) مستعمل پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے اور وضو غسل اس سے درست نہیں (شامی ص۷۱ ج ۱)

مسئلہ (۴۳) جس پانی کے ناپاک ہونے کا یقین اور گمان غالب نہ ہو محض شک ہو اس سے وضو غسل مکروہ ہے۔

مثال:۔ چھوٹا بچہ جس پانی میں ہاتھ ڈال دے اور اس کے ہاتھوں کا ناپاک ہونا یقینی نہ ہو۔ بلکہ ناپاک ہونے کا شک ہو تو اس سے وضو و غسل مکروہ ہے۔

مسئلہ (۴۴) مرد کو خوب صورت لڑکے اور غیر محرم عورت کا جھوٹا پانی پینا مکروہ ہے بشرطیکہ اس پانی کے پینے سے شہوت کا گمان ہو اس میں وہ لطف ملے جو محبوبوں کے جھوٹے میں ملتا ہے۔ اور اسی طرح عورت کو بھی غیر مرد کا جھوٹا پینا مکروہ ہے (طحطاوی و مراقی الفلاح)

مسئلہ (۴۵) زمزم کے پانی سے بے وضو کو وضو نہ کرنا چاہیئے اور

اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی حاجت ہو اس سے غسل نہ کرے اور اس سے ناپاک چیزوں کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہے (مراقی الفلاح صفحہ ۱۲)

مسئلہ (۴۶) عورت کے وضو اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو غسل مکروہ ہے (شامی)

مسئلہ (۴۷) دریائی یا غیر دموی جانور پانی میں مر کر پھٹ جائے اور ریزہ ریزہ ہو کر پانی میں مل جائے تو اس پانی کا پینا مکروہ ہے ہاں وضو، غسل اس سے درست ہے اس لیے کہ ان کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا (شامی صفحہ ۱۲۵ ج ۱)

مسئلہ (۴۸) وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ (۴۹) جن مقاموں پہ خدا کا عذاب کسی قوم پہ آیا ہو جیسے ثمود اور عاد کی قوم اس مقام کے پانی سے وضو اور غسل مکروہ ہے (شامی صفحہ ۹ ج ۱)

جانوروں کا جھوٹا پانی

مسئلہ (۵۰) آدمی کا جھوٹا پانی مطہر غیر مکروہ ہے خواہ مسلمان کا ہو یا کافر کا، چھوٹے کا ہو یا بڑے کا مرد کا ہو یا ایسے شخص کا ہو جس کو نہانے کی ضرورت ہو یا حیض اور نفاس والی عورت کا بشرطیکہ کوئی ناپاک چیز مثل شراب اور سور کے کھا کر فوراً نہ پیا ہو (طحطاوی شرح مراقی الفلاح)

مسئلہ (۵۱) گھوڑے کا جھوٹا، حلال جانوروں کا جھوٹا چرند ہوں یا پرند، غیر دموی جانوروں کا جھوٹا حرام ہوں یا حلال، دریائی جانوروں کا جھوٹا حرام ہوں یا حلال، طاہر مطہر غیر مکروہ ہے۔ بشرطیکہ ان کا منہ اس وقت ناپاک نہ ہو یعنی نجاست کھا پی کر فوراً پانی نہ پیا ہو اور ایسا بھی نہ ہو کہ نجاست اکثر کھایا کرتے ہوں جیسا کہ بعض جانوروں کو نجاست کھانے کی عادت ہوتی ہے۔ اور دوسری چیزوں سے اس کو زیادہ کھاتے ہیں (شامی)

مسئلہ (۵۲) جو جانور حرام ہیں اور مکانوں میں رہتے ہیں جیسے بلی، چوہا، سانپ اور حرام پرند اور اسی طرح وہ حلال جانور جو چھوٹے پھرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں وہ

Marfat.com

کھاتے ہیں جس چیز میں چاہتے ہیں منہ ڈال دیتے ہیں ان کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ (۵۳) پرندوں کے سوا حرام جانور جو مکانوں میں نہیں رہتے جنگل میں رہتے ہیں جیسے شیر، بھیڑیا، چیتا، گوہ، ہاتھی وغیرہ ان کا جھوٹا ناپاک ہے۔

مسئلہ (۵۴) جن جانوروں کا جھوٹا پاک ہے اگر وہ ناپاک چیز کھا کر فوراً پانی پئیں تو یہ جھوٹا ناپاک ہے اس لیے کہ ناپاک چیز کے لگنے سے زبان ہونٹ وغیرہ ناپاک ہو جاتے ہیں۔ ہاں کچھ توقف کے بعد جس میں دو ایک دفعہ لعاب نکلنے سے منہ صاف ہو جائے اگر کسی پانی کو پئیں تو ناپاک نہ ہوگا۔

مسئلہ (۵۵) جس خچر کی پیدائش گدھی یعنی مادہ خر سے ہو اس کا جھوٹا اور گدھے کا جھوٹا مشکوک ہے

کنوئیں کے احکام

کنوئیں میں گرنے والی چیزوں کی تین قسمیں ہیں۔

پہلی قسم وہ ہے جس سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔

دوسری قسم وہ ہے جس سے کل پانی ناپاک ہو جاتا ہے۔

تیسری قسم وہ ہے جس سے کل پانی ناپاک نہیں ہوتا بلکہ تھوڑا پانی۔

پہلی قسم

مسئلہ (۵۶) پاک چیز کے کنوئیں میں گر جانے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا اور وضو، غسل اس کے پانی سے اس وقت تک درست ہے کہ اس کو پانی مطلق کہیں مثال: کنوئیں میں شکر چھوڑ دی جائے

ع فقہا نے کنوئیں کے پانی کو الگ قرار دیا ہے۔ اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ کثیر، قلیل، لیکن چونکہ کثیر کا حکم یہاں بھی وہی ہے جو دوسرے کثیر پانیوں کا ہے۔ لہٰذا فقہا نے اس کا اعتبار نہیں کیا۔ بخلاف کنوئیں کے قلیل پانی کے کہ یہ دوسرے قلیل پانیوں کے مخالف ہے۔ دوسرے قلیل پانی ناپاک ہونے کے بعد پاک نہیں ہوتے اور یہ پاک ہو جاتا ہے۔ اس وجہ سے فقہا نے کنوئیں کے قلیل پانی کے احکام علیحدہ بیان کیے ہیں اور کنوئیں سے ان کی مراد وہی کنواں ہے جس میں قلیل پانی ہو۔ ۱۲

Marfat.com

تو اس سے وضو اس وقت تک درست ہے جب تک کہ وہ شربت نہ ہو جائے۔

مسئلہ (۵۷) حیوان غیر دموی یا دریائی کے کنوئیں میں گر کر مرجانے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا بشرطیکہ ان کے جسم پر نجاست نہ ہو۔ مثال:۔ مچھلی، گھڑیال وہ سانپ جس میں خون نہ ہو اگر کنوئیں میں گر کر مرجائیں یا مرکر گر جائیں تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔

مسئلہ (۵۸) مسلمان کی لاش نہلانے کے بعد اگر کنوئیں میں گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ بشرطیکہ جسم پر نجاست نہ ہو اور لاش پھول پھٹی نہ ہو۔

مسئلہ (۵۹) شہید نہلانے کے قبل بھی گر جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ جسم پر نجاست نہ ہو اور خون اس کا پانی میں نہ ملے۔

مسئلہ (۶۰) زندہ آدمی کنوئیں میں گر جائے یا غوطہ لگائے اور پھر زندہ نکل آئے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ جسم پر نجاست ہونے کا یقین یا گمان غالب نہ ہو اور استنجا پانی سے کیے ہوئے ہو کافر ہو یا مسلمان مرد ہو یا عورت یا وہ شخص جس کو نہانے کی ضرورت ہو یا حیض و نفاس والی عورت بشرطیکہ گرتے وقت خون بند ہو۔

مسئلہ (۶۱) سوئر کے سوا کل جانوروں کی خشک ہڈی یا ناخن یا بال کے گر جانے سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا (قاضی خاں)

مسئلہ (۶۲) جن عسہ جانوروں کا جھوٹا پاک ہے وہ اگر کنوئیں میں گر جائیں اور زندہ نکل آئیں تو پانی ناپاک نہ ہوگا تاوقتیکہ ان کے جسم پر نجاست ہونے کا یقین یا ظن غالب نہ ہو اور یہی حکم ان جانوروں کا ہے جن کا جھوٹا مکروہ تنزیہی ہے ہاں احتیاطاً اگر بیس تیس ڈول نکال ڈالے جائیں تو بہتر ہے (قاضی خاں)

عسہ حیوان دموی کا جسم مرنے کے بعد نجس ہو جاتا ہے اسی کے موافق چاہیے تھا کہ مسلمان کا جسم بھی مثل کافر اور دوسرے دموی حیوانات کے ایسا نجس ہو جاتا کہ نہلانے سے بھی پاک نہ ہوتا۔ لیکن اسلام نے اس کے مبارک جسم کو ایسا پاک کر دیا ہے کہ وہ مرنے کے بعد بھی ایسا نجس نہیں ہوتا۔

عسہ جانوروں کا جسم بالخصوص پیر ران وغیرہ گو نجاست سے خالی ہوں مگر چونکہ ان کے نجس ہونے کا یقین یا ظن غالب ہے اس لئے پانی ناپاک نہ ہوگا۔

Marfat.com

مسئلہ (۶۳) سور کے سوا جو جانور ایسے ہیں کہ ان کا جھوٹا ناپاک یا مشکوک ہے وہ اگر کنویں میں گر جائیں اور زندہ نکل آئیں تو کنواں ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ ان کے جسم پر نجاست ہونے کا یقین یا گمان غالب نہ ہو اور منہ ان کا پانی میں نہ ڈوبے پانی سے علیحدہ رہے جس میں ان کے منہ کا لعاب پانی میں نہ ملنے پائے ہاں اگر احتیاطاً بیس تیس ڈول نکال ڈالے جائیں تو بہتر ہے۔

مسئلہ (۶۴) طاہر مطہر مکروہ پانی یا مستعمل پانی کنویں میں گر جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ ایسا چھوٹا لڑکا جو نجاست سے احتیاط نہیں کرتا اور اس کے جسم کا پاک یا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو اگر کنویں میں گر جائے اور زندہ نکل آئے تو پانی پاک ہے ہاں احتیاطاً دس بیس ڈول نکال ڈالے جائیں تو بہتر ہے

مسئلہ (۶۵) مرغی یا کسی ایسے جانور کا انڈا جن کا گوشت حلال ہے اگر کنویں میں گر جائے تو کنواں پاک ہے (قاضی خاں)

مسئلہ (۶۶) زندہ عورت بچہ جنے اور وہ بچہ اسی وقت کنویں میں گر جائے اور زندہ نکل آئے تو پانی ناپاک نہ ہوگا بشرطیکہ اس کے جسم پر خون یا اور کسی قسم کی نجاست نہ ہو۔ (شامی)

مسئلہ (۶۷) مرغی اور بط کے سوا کسی پرند کے پاخانہ پیشاب سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

مسئلہ (۶۸) چوہے اور بلی کے پاخانہ پیشاب سے کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔[عہ]

مسئلہ (۶۹) اونٹ یا بکری کی تھوڑی[عہ] مینگنی کنویں میں گر جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا خواہ جنگل کے کنویں میں گرے یا آبادی کے پانی میں گر کر ٹوٹ جائے یا نہ ٹوٹے

مسئلہ (۷۰) جس کنویں میں لید اور گوبر سے احتیاط دشوار ہے جیسے ان لوگوں کا کنواں جو گائے بھینس پالتے ہیں یا وہ کنواں جس سے ہر قسم کے لوگ پانی

عہ ان کے پاخانہ پیشاب کے پاک ہونے میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ ناپاک ہے ۱۲۔

عہ تھوڑی کی مقدار میں اختلاف ہے صحیح یہ ہے کہ دیکھنے میں اور عرف میں جس کو لوگ تھوڑی کہیں وہ تھوڑی ہے ۱۲۔

Marfat.com

پھرتے ہیں جن میں ایسے لوگ بھی جن کے برتنوں میں گوبر یا لید لگی ہوتی ہے یا وہ کنواں جس کے قریب جانور اٹھتے بیٹھتے ہیں تو ان سب صورتوں میں تھوڑی لید گوبر سے کنواں ناپاک نہ ہوگا (مراقی الفلاح۔ شامی)

مسئلہ (۱۷) آدمی کا گوشت یا کھال ناخن سے کم اگر گر جائے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا (طحطاوی شرح مراقی الفلاح)

مسئلہ (۲۷) جس شے کے ناپاک ہونے کا گمان غالب یا یقین نہ ہو وہ اگر کنویں میں چھوڑ دی جائے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ مثال ۱:۔ آج کل کنویں میں انگریزی دوائیں چھوڑی جاتی ہیں اور ان کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے کہ شاید اس میں شراب ہو تو محض اتنے خیال سے پانی ناپاک نہ ہوگا تاوقتیکہ اس میں شراب ہونے کا یقین نہ ہو۔

مسئلہ (۳۷) بکری شیر سے بھاگ کر یا چوہا بلی سے یا وہ جانور جس کا ذکر نہیں ہوا کسی جانور سے ڈر کر کنویں میں گر جائے اور زندہ نکل آئے تو پانی ناپاک نہ ہوگا (شامی)

مسئلہ (۴۷) نلوں کا پانی جو آج کل ہندوستان کے اکثر شہروں میں رائج ہیں جاری پانی کے حکم میں ہے یعنی جاری کی طرح نجاست گرنے سے نجس نہیں ہوتا جب تک کہ مزہ رنگ، بو میں فرق نہ آئے۔

دوسری قسم

مسئلہ (۵۷) جن جانوروں کا بیان اور جو صورتیں نمبر ۷ سے نمبر ۷۴ تک ہو چکی ہیں۔ ان کے سوا اور کسی جانور کا پاخانہ پیشاب کنویں میں گر جائے تھوڑا پانی ہو یا بہت کنواں ناپاک ہو جائے گا اور اسی طرح نمبر ۷۲ میں جن جانوروں کا ذکر ہوا ہے ان کا پاخانہ زیادہ گر جائے تب بھی کنواں ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۶۷) نجاست تھوڑی ہو یا بہت خفیفہ ہو یا غلیظہ کنویں میں گر جائے تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔

مثال (۱) ایک قطرہ خون کا یا شراب کا یا پیشاب کا یا پاخانہ کا گر جائے۔

(۲) ایسا زخمی جانور جس کے زخم سے خون یا پیپ جاری ہو کنویں میں گر جائے

Marfat.com

زندہ نکلے یا نہیں (۳) ناپاک شے جیسے ناپاک کپڑا برتن کنویں میں گر جائے (۴) آدمی یا کسی جانور کے جسم پر نجاست ہو اور وہ غوطہ لگائے یا پانی سے استنجا نہ کیے ہوئے کنویں میں داخل ہو۔

مسئلہ (۷۷) جو بچہ کہ مرا ہوا پیدا ہو کنویں میں گر جائے تو تمام پانی ناپاک ہو جائے وہ بچہ انسان کا ہو یا اور کسی کا۔

مسئلہ (۷۸) دموی غیر دریائی جانور کنویں میں گر کر پھول[2] پھٹ جائیں یا پھولے پھٹے ہوئے کنویں میں گر جائیں تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۷۹) سوٴر کے گرنے سے تمام پانی ناپاک ہو جائے گا خواہ مرا ہوا نکلے یا زندہ نکل آئے اس لیے کہ سوٴر کا بدن پیشاب یا پاخانہ کی طرح نجس ہے۔

مسئلہ (۸۰) آدمی[3] جوان ہو یا بچہ کنویں میں گر کر مر جائے تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا اور اسی طرح بکری یا بکری کا بچہ یا بکری سے بڑا جانور جیسے ہاتھی، گھوڑا، اونٹ، بیل، یا ان کا بچہ اگر کنویں میں گر جائے تب بھی تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۸۱) دو بلیاں[4] یا دو سے زیادہ ایک بلی اور تین چوہے یا چھ سے زیادہ اگر کنویں میں گر کر مر جائیں تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اگرچہ ان میں سے کوئی بھی پھولا پھٹا نہ ہو۔

---

[1] پھولنے پھٹنے سے ان کے اندر کی نجاست پانی میں مل جائیگی جس سے تمام پانی ناپاک ہو جائے گا ۱۲

[2] پھولنے کی پہچان یہ ہے کہ پانی میں گرنے سے اس کا جسم اپنے اصلی حجم سے بڑھ گیا ہو اور پھٹ جانے کی علامت یہ ہے کہ اس کے بال گر گئے ہوں یا شق ہو گیا ہو۔

[3] کنویں میں گرنے والے جانور کی شریعت میں تین قسمیں ہیں۔ بکری، بلی، چوہا۔ جو جانور بکری سے بڑے ہیں یا بکری کے برابر وہ بکری کے حکم میں ہیں۔ اسی طرح جو جانور بلی کے برابر یا بڑے وہ بلی کے حکم میں ہے بشرطیکہ بکری سے چھوٹے ہوں اور جو جانور چوہے کے برابر ہیں یا بڑے بشرطیکہ بلی سے چھوٹے ہوں وہ چوہے کے حکم میں ہیں ۱۲

[4] اس لیے کہ دو بلیوں کو ایک بکری کا حکم ہے اور اسی طرح چھ چوہوں کو ایک بکری کا حکم ہے ۱۲

مسئلہ (۸۲) مشکوک پانی جیسے گدھے خچر کا جھوٹا پانی کنویں میں گر جائے تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا (شامی صـــ۱۰۶ ج ۱)

مسئلہ (۸۳) جس کنویں کا تمام پانی ناپاک ہو گیا تھا اس کا پانی اگر کسی کنویں میں گر جائے تو اس کا بھی تمام پانی ناپاک ہو جائے گا (قاضی خاں)

مسئلہ (۸۴) کنویں کے قریب اگر کوئی نالہ یا گڑھا ایسا ہو جس میں ناپاک پانی جمع رہتا ہے اور اس کا اثر کنویں کے پانی میں معلوم ہو تو تمام پانی ناپاک ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اگر پاخانہ وغیرہ کسی گڑھے میں ڈال دیا جاتا ہو اور کسی طرح اُس کا اثر کنویں میں معلوم ہو تو ناپاک ہو جائے گا۔

تیسری قسم

مسئلہ (۸۵) چوہا یا اس کے برابر کوئی اور جانور یا اس سے چھوٹا یا اس سے بڑا لیکن بلی سے چھوٹا اگر کنویں میں گر کر مر جائے تو تمام پانی ناپاک نہ ہوگا بلکہ تھوڑا پانی اور یہی حکم ہے دو چوہوں کا ان سب صورتوں میں بیس ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ (۸۶) بلی یا کبوتر یا ان کے برابر کوئی دوسرا جانور کنویں میں گر کر مر جائے یا مرا ہوا گر جائے مگر پھولا پھٹا نہ ہو تو تمام پانی ناپاک نہ ہوگا بلکہ تھوڑا پانی چالیس ڈول نکالنے سے پانی پاک ہو جائے گا۔ اور یہی حکم ہے [عہ] اگر ایک بلی اور ایک چوہا گر جائے۔

مسئلہ (۸۷) جس کنویں کا کل پانی ناپاک نہیں ہوا بلکہ تھوڑا پانی ناپاک ہوا ہے اس کا پانی اگر کسی کنویں میں گر جائے تو اس کنویں سے بھی اسی قدر پانی نکالنا چاہیے جس قدر اس کنویں سے نکالنا واجب ہے۔ مثلاً ایک کنویں میں چوہا گرا تو اس سے بیس ڈول پانی نکالنا واجب ہے اب اگر اس کنویں کا پانی کسی دوسرے کنویں میں گر جائے تو اس سے بھی بیس ڈول پانی نکالنا واجب ہوگا اور اگر پہلے کنویں سے دس ڈول نکل چکے تھے صرف دس اور نکالنا

عہ چھوٹا جانور اگر بڑے جانور کے ساتھ گرے تو اس کا اعتبار نہیں بڑے جانور کے گرنے سے جتنا پانی نکالنا چاہیے تھا اب بھی اتنا ہی نکالنا ہوگا۔

باقی تھے اس وقت اس کا پانی دوسرے کنویں میں گرا تو اس دوسرے کنویں سے بھی صرف دس ہی ڈول نکالے جائیں گے۔ حاصل یہ ہے کہ پانی گرتے وقت جس قدر ڈول ناپاک کنویں سے نکالنا واجب ہوگا اسی قدر اس دوسرے کنویں سے بھی نکالا جائے گا جس میں اُس کا پانی گرا ہے (عالمگیر)

مسئلہ (۸۸) عہ۵ جو کنواں کسی چیز کے گرنے سے ناپاک ہوا ہے اس کو گرنے کے وقت سے ورنہ جس وقت سے دیکھا ہے ناپاک کہیں گے اور اس سے پہلے اس کو پاک سمجھیں گے اگرچہ اس میں کوئی پھولا پھٹا جانور ہی کیوں نہ نکلے

کنویں کے پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ (۸۹) جس چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے پہلے اس چیز کو نکالنا چاہیے بعد اس کے شریعت کے حکم کے موافق اس کا پانی نکالنا چاہیے جب تک وہ چیز نہ نکالی جائے گی کنواں پاک نہ ہوگا۔ اگرچہ کتنا ہی پانی کیوں نہ نکالا جائے (درمختار خزانۃ المفتیین)

مسئلہ (۹۰) اگر وہ نجاست ایسی ہے جو نکل نہیں سکتی تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اس کی ناپاکی دوسرے کی وجہ سے نہ ہو بلکہ خود ہی ناپاک ہو جیسے مردہ جانور کا گوشت یا وہ جانور جو کنویں میں گر کر مر گیا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ناپاک چیز خود ناپاک نہ ہو بلکہ دوسرے کی وجہ سے ناپاک ہو گئی ہو جیسے ناپاک کپڑا اور لکڑی وغیرہ۔

پہلی صورت میں کنویں کو اتنی مدت تک چھوڑ دینا چاہیے جس میں وہ ناپاک چیز مٹی ہو جائے جس کی مقدار فقہا چھ مہینے لکھتے ہیں پھر اس مدت کے بعد بقدر

عہ۵ یہ مذہب صاحبین رحمۃ اللہ علیہما کا ہے اور بعض فقہا کا فتویٰ بھی اسی پر ہے چونکہ یہ روایت درایت کے موافق ہے اور اس پر عمل کرنے میں سہولت ہے اس لیے یہی روایت اختیار کی گئی ۱۲

واجب پانی نکال ڈالا جائے تو کنواں پاک ہو جائے گا (شامی)
دوسری صورت میں اسی وقت پانی نکال ڈالنے سے کنواں پاک ہو جائیگا عہ (شامی)

مسئلہ (۹۱) جن صورتوں میں تمام پانی ناپاک ہو جاتا ہے ان میں کنویں کے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ کُل پانی نکال ڈالا جائے عہ یعنی کنویں سے اس قدر پانی نکال ڈالا جائے کہ پھر اس میں اگر ڈول ڈالیں تو آدھا ڈول نہ بھر سکے اس کے بعد کنواں ڈول رسی کھینچنے والوں کے ہاتھ پیر پاک ہو جائیں گے دھونے کی حاجت نہیں (شامی۔ قاضی خاں)

مسئلہ (۹۲) جس کنویں کا تمام پانی نہ نکل سکے اس سے تین سَو ڈول نکال دیئے جائیں تو وہ پاک ہو جائے گا سہ

عہ اس لیے کہ یہ شے خود ناپاک نہیں ہے بلکہ دوسری چیز کی وجہ سے ناپاک ہو گئی ہے پس جیسے بقدر واجب پانی نکلنے سے کنواں پاک ہو جاتا ہے ویسا ہی چیز بھی پاک ہو جائے گی اور اگر یہ چیز خود ناپاک ہوتی تو البتہ پاک نہ ہو سکتی اس لیے کہ نجاست کسی طرح پاک نہیں ہو سکتی ۱۲۔

عہ تمام پانی نکال ڈالنے سے فقہا کی مراد یہی ہے کہ اس قدر پانی نکل جائے کہ بعد اس کے آدھا ڈول بھی نہ بھر سکے ۱۲

سہ اس مسئلہ میں دو اختلاف ہیں پہلا یہ کہ آیا تین سو ڈول نکال ڈالنے سے کنواں پاک ہوگا یا نہیں۔ بعضے فقہا اس طرف ہیں کہ پاک نہ ہوگا اس لئے کہ جب اس کا تمام پانی ناپاک ہو چکا ہے تو تین سو ڈول نکالنے سے کیا نتیجہ جب تک کہ کل پانی نہ نکالا جائے اور کل پانی نکالنے کی ان لوگوں نے چند صورتیں لکھی ہیں (۱) دو آدمیوں سے جن کو پانی پہچاننے میں مہارت ہو اندازہ کرا لیا جائے جتنے ڈول وہ بتائیں اتنے ڈول نکال دیئے جائیں (۲) کنویں میں رسی ڈال کر ناپا جائے کہ کتنے ہاتھ پانی ہے پھر کچھ ڈول پانی نکال کر رسی ڈالی جائے کہ کتنے ہاتھ پانی کم ہوگیا اسی حساب سے پانی نکال ڈالا جائے مثلاً رسی ڈال کر دیکھا تو دس ہاتھ پانی ہے سو ڈول نکالنے کے بعد پھر رسی ڈال کر دیکھا تو ایک ہاتھ پانی کم ہوگیا تو نو سَو ڈول اور نکال دیئے جائیں تو کل پانی کنویں کا نکل جائے گا (۳) کنویں میں جس قدر پانی ہے اتنا ہی گہرا لا بنا چوڑا گڑھا کھودا جائے اور اس قدر پانی نکالا جائے کہ وہ گڑھا بھر جائے (۴) آدمی پانی کھینچنا شروع کریں جب وہ تھک جائیں تو کل پانی نکل جائے گا اور بعضے اس طرف ہیں کہ تین سو ڈول نکالنے سے پاک ہو جائے گا۔ جیسا کہ کتاب میں لکھا گیا ہے اور یہی قول صحیح ہے اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے اور امام صاحب

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰ پر دیکھئے)

Marfat.com

مسئلہ (۹۳) تیسرے [۸۵] قسم نمبر ۸۶ میں ڈول نکالنے سے کنواں پاک ہو جائیگا اور اس میں یہ شرط نہیں کہ بیس ڈول ایک ہی وقت میں نکال دیئے جائیں بلکہ مختلف وقتوں میں بھی تیس ڈول اگر نکال دیے جائیں تب بھی پانی پاک ہو جائے گا اور اسی طرح اگر ایک دفعہ اتنی بڑی چیز سے جس میں تیس ڈول پانی سماتا ہو پانی نکال دیا جائے تب بھی پاک ہو جائے گا اور یہی حکم ہے۔ تمام ان صورتوں کا جن میں گنتی اور شمار سے ڈول نکالنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یعنی اختیار ہے کہ ایک ساتھ سب ڈول نکال دئے جائیں یا مختلف وقتوں میں یا ایک ہی دفعہ اتنی بڑی چیز سے جس میں اس قدر ڈول پانی سماتا ہو (شامی)

مسئلہ (۹۴) تیسرے قسم نمبر ۸ میں چالیس ڈول پانی نکالنا چاہیے۔

مسئلہ (۹۵) جس قدر پانی نکالنا واجب ہے اگر اس قدر پانی کسی نالے کے ذریعہ سے نکال دیا جائے تب بھی کنواں پاک ہو جائے گا۔ (در مختار)

مسئلہ (۹۶) ناپاک کنواں اگر بالکل خشک ہو جائے تب بھی پاک ہو جائے گا۔ اس کے بعد اگر اس سے پانی نکلے تو وہ ناپاک نہ ہوگا (مراقی الفلاح)

متفرق احکام

مسئلہ (۹۷) طاہر مطہر پانی کو ہر قسم کی ضرورت میں استعمال کرنا درست ہے مگر اسراف [للعہ] مکروہ ہے اگرچہ وضو اور

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۹) سے بھی اکثر کتب فقہ میں مثل ذکنز و ملتقی و خلاصہ تاتارخانیہ و معراج الدرایہ و عنایہ وغیرہ کے یہی منقول ہے **دوسرا اختلاف** یہ ہے کہ جس ڈول سے پانی نکالا جائے وہ کتنا بڑا ہونا چاہیے۔ صحیح یہ ہے جس ڈول سے اس کنویں کا پانی بھرا جاتا ہے اسّی ڈول سے تین سو ڈول نکال دیئے جائیں بشرطیکہ ڈول بہت بڑا نہ ہو اور اگر کنویں کا کوئی ڈول نہیں یا بڑا ڈول ہے یا بہت ہی چھوٹا اس کنویں کے مختلف ڈول ہیں تو ان سب صورتوں میں اس ڈول سے پانی نکالنا چاہیے جس میں ساڑھے تین سیر پانی آجائے امام محمدؒ کی کتابوں میں امام صاحب سے یہی منقول ہے ۱۲ حواشی متعلقہ صفحہ ہذا

للعہ حدیث کی کتابوں میں مثل ابن ماجہ وغیرہ کے ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ ایک نہر سے وضو کر رہے تھے اور ضرورت سے زیادہ پانی خرچ ہو رہا تھا اسی درمیان میں حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۱ پر دیکھیے)

Marfat.com

غسل میں ہو۔

مسئلہ (۹۸) ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے اور اگر تینوں وصف نہیں بدلتے تو اس کا جانوروں کو پلانا اور مٹی میں ڈال کر گارا بنانا اور مکان میں چھڑکنا درست ہے (عالمگیری)

مسئلہ (۹۹) دریا، ندی وہ تالاب جو کسی کی زمین میں نہ ہو۔ اور وہ جس کو بنانے والے نے وقف کر دیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس کے استعمال میں ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو جیسے کوئی شخص دریا یا تالاب سے نہر کھود کر لائے اور اس سے وہ دریا یا تالاب خشک ہو جانے یا کسی گاؤں یا زمین کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہو تو یہ طریقہ استعمال کا درست نہیں اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس ناجائز طریقہ کے استعمال سے منع کرے۔

مسئلہ (۱۰۰) جو تالاب یا کنواں کسی کی زمین میں ہو اس سے انسان اور دوسرے حیوانوں کو پانی پینے کا حق ہے اور مالک کو اس سے منع کرنے کا اختیار نہیں ہاں پانی پینے کے سوا اور کسی ضرورت میں بے اجازت مالک کے استعمال کرنا درست نہیں۔

مسئلہ (۱۰۱) دریا، تالاب، کنویں وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن میں مثل گھڑے، مشک وغیرہ کے پانی بھر لے تو وہ اس پانی کا مالک ہو جائے گا۔ اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۰) تشریف لائے اور فرمایا کہ اے سعدؓ اسراف نہ کرو۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ وضو میں بھی اسراف ہے۔ ارشاد ہوا کہ ہاں خیال کرنا چاہیے کہ جب وضو میں جو خود بھی عبادت اور نماز جیسی عبادت کی شرط ہے۔ اسراف ناجائز ہوا تو اور چیزوں میں اسراف کرنا کیسا ہوگا ۱۲۰

مسئلہ (۱۰۲) جو کنواں تالاب کسی کی زمین میں ہو تو مالک کو اختیار ہے کہ لوگوں کو اس کنوئیں تالاب سے پانی نہ بھرنے دے۔ بشرطیکہ اس کے قریب زیادہ سے زیادہ ایک میل کی دوری پر کہیں اور پانی نہیں تو پھر نہیں منع کر سکتا۔

مسئلہ (۱۰۳) جس شخص کا پیاس سے دم نکلتا ہو اور دوسرے شخص کے پاس پانی ہو جو اس کے پینے کی ضرورت سے زیادہ ہو اور وہ خوشی سے نہ دے تو اس سے زبردستی چھین لینا درست ہے۔

مسئلہ (۱۰۴) راکد قلیل میں پاخانہ پیشاب کرنا اور بلا ضرورت اس کا نجس کرنا اور اس میں نجاست ڈالنا حرام ہے اور راکد کثیر میں مکروہ تحریمی اور جاری میں مکروہ تنزیہی ہے (مراقی الفلاح)

مسئلہ (۱۰۵) بلا ضرورت پانی میں تھوکنا ناک صاف کرنا مکروہ ہے (درمختار ص۹۸ ج۱)

مسئلہ (۱۰۶) صرف ڈھیلے سے جس نے استنجا کیا ہو اس کو راکد قلیل میں غوطہ لگانا اس میں گھس کر نہانا حرام ہے اور راکد کثیر میں مکروہ تحریمی اور جاری میں مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ (۱۰۷) دریا کے سفر کرنے والوں کو دریا میں پاخانہ پیشاب درست ہے۔

مسئلہ (۱۰۸) ناپاک پانی جیسے پاخانہ کی نالیاں ان کو نہر تالاب میں لانا اور چھوڑنا درست نہیں۔

مسئلہ (۱۰۹) لوگوں کے پینے کے لیے جو پانی رکھا ہوا ہو جیسے گرمیوں میں پانی رکھ دیتے ہیں اس سے وضو غسل درست نہیں اور نہ دوسری ضرورت میں استعمال کرنا جائز ہے ہاں اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں اور جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہو اس سے پینا درست ہے۔

نجاستوں کا بیان اور ان سے پاکی کے طریقے

مقدمہ اس میں ان اصطلاحی الفاظ کے معنے بیان کئے جائیں گے جو نجاست کے مسائل میں بولے جاتے ہیں۔

(۱) نجاست کی دو قسمیں ہیں حکمیہ، حقیقیہ

(۲) حکمیہ انسان کی وہ حالت جس میں نماز اور قرآن مجید درست نہیں اور اس کو حدث بھی کہتے ہیں اور حدث کی دو قسمیں ہیں حدث اکبر، حدث اصغر

(۳) حدث اکبر انسان کی وہ حالت جس میں بغیر نہائے یا تیمم کئے نماز یا قرآن مجید کا پڑھنا درست نہیں۔

(۴) حدث اصغر انسان کی وہ حالت جس میں بغیر وضو یا تیمم کئے نماز پڑھنا درست نہیں ہاں قرآن مجید پڑھنا درست ہے۔

(۵) نجاست حقیقیہ وہ چیز جس سے انسان نفرت کرتا ہے اور اپنے بدن اور کپڑوں اور کھانے پینے کی چیزوں کو اس سے بچاتا ہے اسی وجہ سے شریعت میں اس سے بچنے کا حکم ہوا اور اگر کسی چیز میں لگ جائے تو اس کے دور کرنے اور اس چیز کے پاک کرنے کا حکم کیا گیا (حجۃ اللہ البالغہ صفحہ ۱۹۸)

اور نجاست حقیقیہ کی دو قسمیں ہیں غلیظہ، خفیفہ اور غلیظہ اور خفیفہ کی بھی دو قسمیں ہیں اس لحاظ سے نجاست حقیقیہ کی چار قسمیں ہوئیں۔

(۶) غلیظہ وہ چیز جس کے ناپاک ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو تمام دلیلوں سے اس کا ناپاک ہی ہونا ثابت ہو کوئی دلیل ایسی نہ ہو جس سے اس کا پاک ہونا نکلے اور اس سے بچنے میں انسان کو کچھ دقت نہ ہو جیسے آدمی کا پاخانہ یا شراب وغیرہ۔ (خزانۃ المفتیین)

خفیفہ[ع۵] وہ چیز جس کا نجس ہونا یقینی نہ ہو کسی دلیل سے اس کا ناپاک ہونا معلوم ہوتا ہو اور کسی دلیل سے اس کے پاک ہونے کا شبہ ہوتا ہو (مراقی الفلاح صفحہ ۸۲)

(۸) نجاست مرئیہ وہ ہے جو سوکھنے اور خشک ہونے کے بعد نظر آئے خواہ وہ خود ہی ایسی ہو جو خشک ہونے کے بعد معلوم ہوتی ہو جیسے پاخانہ، خون سائل یا خود ایسی نہ ہو۔ مگر جب کوئی دوسری چیز اس پر تری کی حالت میں پڑ جائے

ع۵ خفیفہ غلیظہ کے یہ معنی امام صاحب کہتے ہیں اور قاضی ابو یوسف اور امام محمد فرماتے ہیں کہ غلیظہ وہ ہے جس کو تمام علماء ناپاک کہیں اور خفیفہ وہ ہے جس کو تمام علماء پاک بھی کہیں ۱۲

Marfat.com

اور جم جائے تب وہ خشک ہونے کے بعد معلوم ہو اور اگر کوئی چیز نہ پڑے تو نہ معلوم ہو جیسے ناپاک پانی اگر کپڑے وغیرہ پر پڑ جائے تو خشک ہونے کے بعد معلوم نہ ہو گا ایسی حالت میں وہ نجاست مرئیہ میں داخل نہ ہو گا اور تری کی حالت میں اس پر مٹی وغیرہ پڑ جائے اور سوکھنے کے بعد معلوم ہو تو ایسی حالت میں وہ نجاست مرئیہ میں داخل ہو گا (مراقی الفلاح ص۸۷)

(۹) نجاست غیر مرئیہ وہ ہے جو خشک ہونے کے بعد نظر نہ آئے جیسے نجس پانی

(۱۰) جسم و کپڑے کا چوتھا حصہ اگر کپڑے میں اجزاء نہ ہوں جیسے عمامہ، دری، رومال چادر وغیرہ تو کل کا چوتھا حصہ معتبر ہو گا۔ اور اگر کپڑے میں اجزاء ہوں اور چند اجزاء سے جوڑ کر بنایا گیا ہو جیسے کرتہ، پاجامہ کہ ان میں کلی، آستین، آگا، پیچھا اور پائنچے وغیرہ ہوتے ہیں تو ایسی حالت میں جس چیز پر نجاست لگی ہو اسی کا چوتھا حصہ معتبر ہو گا نہ پورے کرتہ کا اور اسی طرح پاجامہ کے ایک پائنچہ میں نجاست لگ جائے تو اسی پائنچہ کا چوتھا حصہ معتبر ہو گا نہ پورے پاجامہ کا اور اسی طرح جسم کے جس عضو پر لگی ہو اسی کا چوتھا حصہ معتبر ہو گا بشرطیکہ عرف میں مستقل عضو سمجھتے ہوں (شامی ص۲۳۲ ج۱)

(۱۱) درہم[ع۵] وزن اس کا تین ماشہ اور ایک رتی ہے اور پیمائش اس کی یہ ہے کہ آدمی اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو خوب اچھی طرح تان کر پھیلائے اور اس پر پانی ٹھہرتا ہے جتنی دور تک پانی ٹھہرے وہی درہم کی پیمائش ہے۔ یہ پیمائش قریب قریب روپیہ مروجہ کے برابر ہوتی ہے اس سے کم نہیں۔

(۱۲) منی[ع۵] وہ پانی جس کے نکلنے سے انسان کی طبعی خواہش کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور

ع۵ زکوٰۃ کے مسائل میں درہم کا وزن دو ماشہ اور ایک رتی ہے لیکن یہاں مثقال یعنی دینار کے برابر جو درہم ہو وہ معتبر ہے یعنی تین تین ماشہ اور ایک رتی۔ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ نے لکھا ہے کہ سو جو کے برابر ایک دینار ہوتا ہے اور چار جو کی ایک رتی ہوتی ہے اور آٹھ رتی کا ایک ماشہ ہوتا ہے تو اس حساب سے ایک دینار تین ماشہ اور ایک رتی کا ہوا۔ ۱۲

ع۵ یہ لفظ ایسا مشہور اور متعارف ہے کہ جس کو تمام لوگ جانتے ہیں اور ہم کو اس کے معنے بیان کرنے کی ضرورت نہ تھی لیکن مذی، ودی کی مناسبت سے اس کے معنے بھی لکھ دیئے گئے ۱۲۔

Marfat.com

انسان کی اس جنبش و اضطراب خاص کو سکون ہو جاتا ہے۔ مرد کی منی سپید اور گاڑھی ہوتی ہے اور عورت کی مائل بزردی اور پتلی۔

(۱۳) مذی وہ سپید اور پتلا پانی جو انسان کی عین خواہش نفسانی اور خاص جنبش اور اضطراب کے وقت نکلتا ہے اور چونکہ انسان کو اس وقت ایک قسم کی بیخودی ہوتی ہے لہذا اس کے نکلنے کی خبر نہیں ہوتی اور اس کے بعد جب منی نکلتی ہے تو اس کا نکلنا بند ہو جاتا ہے۔

(۱۴) ودی وہ گاڑھا پانی جو اکثر پیشاب کے بعد نکلتا ہے اور منی مذی کے نکلنے کے جو اوقات ہیں اس میں نہیں نکلتا۔

(۱۵) حیض وہ خون جو جوان عورت غیر حاملہ کو کم سے کم تین روز آئے اور کسی مرض یا بچہ پیدا ہونے کے سبب سے نہ ہو۔

(۱۶) نفاس وہ خون جو عورت کو بعد بچہ پیدا ہونے کے آئے

(۱۷) استحاضہ وہ خون جو حیض و نفاس کے علاوہ عورتوں کو آئے

(۱۸) منھ بھر قے وہ ہے جو آدمی کے منہ میں بلا تکلف نہ سما سکے (مراقی الفلاح)

(۱۹) دباغت کھال کی بدبو اور رطوبت کے دور کرنے کو کہتے ہیں خواہ مٹی سے ہو یا کسی دوسری چیز سے جیسے ببول کی چھال وغیرہ یا دھوپ میں رکھ کر اور جس کھال کو دباغت دیں اس کو مدبوغ کہتے ہیں۔

(۲۰) استنجا جو نجاست کہ انسان کے اعضائے مخصوصہ سے نکلے اس کے انہیں اعضا سے دور کرنے کو کہتے ہیں۔

ـلہ ان تینوں کی تفصیل حکمی نجاست کے بیان میں ہوگی اور وہیں ان کے احکام لکھے جائیں گے۔ ۱۲

Marfat.com

نجاست کے مسائل میں کارآمد اصول

(اصل ۱) المشقۃ والحرج انما یعتبر فیما لا نص فیہ — مشقت و حرج کا اعتبار ان احکام میں ہے جو منصوص نہیں ہیں۔

جو احکام دلیل قطعی (جیسے قرآن مجید) سے ثابت ہیں وہ مشقت و حرج کی وجہ سے نہیں بدل سکتے۔

مثال۔ سؤر، شراب، خون کا ناپاک ہونا دلیل قطعی سے ثابت ہے لہذا یہ کسی وقت پاک نہ ہوں گے

(اصل ۲) المشقۃ تجلب التیسیر — سختی سے آسانی ہو جاتی ہے

احکام قیاسی کو ایسے وقت میں کہ اُن پر عمل کرنے سے حرج یا مشقت ہو چھوڑ دینا درست ہے۔

مثال مردہ آدمی اگر نہلایا جائے تو اس کے جسم سے جو پانی گرے وہ ناپاک ہے لیکن نہلانے والے کے اوپر اس کی چھینٹیں پڑ جائیں تو چونکہ اس کا اس سے بچنا دشوار تھا اس لیے معاف ہیں۔

(اصل ۳) عموم البلویٰ من المشقۃ — جس امر میں عام لوگ مبتلا ہوں اور اس کا چھوڑنا دشوار ہو

وہ بھی مشقت ہے۔ تمام لوگ جس کام کو کرتے ہوں اور قیاس سے ناجائز ہو اس کا ترک کرنا دشوار ہو تو اس حکم پر عمل نہ کریں گے۔

مثال بارش کے موسم میں راستہ کے پانی اور کیچڑ سے بچنا دشوار ہے۔ لہذا وہ اگر کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو معاف ہے۔

(اصل ۴) المعدوم لا یعود — جو شے زائل ہو گئی ہے وہ پھر عود نہ کرے گی

شارع نے جس چیز کے چلے جانے کا حکم دے دیا ہے وہ پھر دوبارہ نہیں لوٹتی۔

مثال۔ کپڑے سے منی کھرچ دی جائے تو کپڑا پاک ہو جاتا ہے اس کے بعد اگر کپڑا پانی میں بھیگ جائے یا پانی میں گر جائے تو کپڑا اور پانی ناپاک نہ ہو گا۔

اسی طرح نجس زمین خشک ہو جانے سے پاک ہو جاتی ہے اگر زمین بھیگ جائے تو پھر اس کی ناپاکی نہ لوٹے گی۔

(اصل ۵) ما ابیح للضرورۃ یتقدر بقدرھا — ضرورت سے جو شے ناجائز کی گئی وہ وہیں جائز ہوگی جہاں ضرورت ہے

جو امور کہ ناجائز ہیں اور ضرورت کی وجہ سے جائز ہو گئے وہ وہیں جائز ہوں گے جہاں ضرورت ہو اور بلا ضرورت جائز نہ ہوں گے۔

مثال۔ کھلیان ماڑنے کے وقت اگر بیل غلہ پر پیشاب کر دیں تو ضرورت کی وجہ سے وہ معاف ہے یعنی غلہ اس سے ناپاک نہ ہوگا اور کھلیان کے ماڑنے کے سوا دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائے گا اس لیے کہ یہاں ضرورت نہیں۔

(اصل ۶) اذا اجتمعا الحاظر والمبیح رجح الحاظر — جب منع کرنے والی اور اجازت دینے والی دلیلیں جمع ہو جائیں تو منع کرنے والی دلیل کو ترجیح دی جائے گی۔

جس چیز کے جائز اور ناجائز حرام اور حلال پاک اور ناپاک ہونے کی دلیلیں ہر طرح سے برابر ہوں تو منع کرنے والی دلیل (جس سے ناجائز، حرام، ناپاک ہونا نکلتا ہے) کا اعتبار ہوگا۔

مثال۔ نجاست پاک چیز میں اگر مل جائے تو تمام کو ناپاک کہیں گے۔ اسی طرح نجاست غلیظہ اور خفیفہ دونوں ایک شے پر لگ جائیں تو نجاست غلیظہ کا اعتبار ہوگا یعنی اس کے پاک کرنے میں وہی شروط معتبر ہوں گے جو غلیظہ میں ہیں بشرطیکہ خفیفہ غلیظہ سے زیادہ نہ ہو۔

(اصل ۷) الحاجۃ تنزل منزلۃ الضرورۃ عامۃ کانت اوخاصۃ — حاجت اور ضرورت کا ایک حکم ہے۔ وہ عام لوگوں کی ہو یا خاص لوگوں کی

ناجائز شے ضرورت کے وقت جیسے ناجائز ہو جاتی ہے۔ اسی طرح حاجت کے وقت بھی جائز ہو جاتی ہے حاجت عام لوگوں کی ہو یا خاص لوگوں کی۔

مثال۔ نجاست لگی ہوئی ہو تو اس کا دھونا واجب ہے لیکن جب اس قدر پانی ہو

Marfat.com

کہ جو پینے کی ضرورت سے زائد اور اگر اس پانی کو دھونے میں صرف کیا جائے تو تشنگی سے اپنے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں حاجت کی وجہ سے یہ معاف ہے۔

اصل ۸) لا عبرۃ للتوھم یقین اور ظن کے مقابلے میں وہم اور شک کا اعتبار نہیں

جس شے کے پاک ہونے کا یقین یا ظن غالب ہو یا اس کے ناپاک ہونے کا یقین اور ظن غالب نہ ہو تو محض وہم و شک سے اس کے ناپاک ہونے کا حکم نہ دیں گے۔

مثال کافر کھانے کی شے جو بناتے ہیں یا ان کے برتن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے۔ تا وقتیکہ اس کا ناپاک ہونا کسی دلیل سے یا قرینہ سے معلوم نہ ہو۔

اصل ۹) الثابت بالبرھان کالثابت بالعیان جو شے دلیل سے ثابت ہو جائے وہ واقع میں ثابت ہو جائے گی۔

جن چیزوں کا ہونا دلیل سے معلوم ہو جائے تو وہ حقیقت میں موجود سمجھی جائیں گی

مثال۔ ناپاک ہوتے ہوئے ہم نے کسی شے کو نہیں دیکھا لیکن دو شخصوں نے اس کے ناپاک ہونے کی گواہی دی یا قرائن اور آثار سے اس کا ناپاک ہونا معلوم ہوا تو وہ شے واقع میں ناپاک سمجھی جائے گی۔

اصل ۱۰) العادۃ محکمۃ عادت سے بھی حکم معلوم ہو جاتا ہے

رواج اور عادت جیسی ہو اسی کے موافق حکم دیا جائے گا۔

مثال۔ عادت یہ ہے کہ اکثر آدمی طبعاً کھانے کو اور نیز دیگر چیزوں کو ناپاکی سے بچاتے ہیں تو کفار کی چیزوں کو ناپاک نہ کہیں گے تا وقتیکہ قرینہ یا دلیل سے اس کا ناپاک ہونا معلوم نہ ہو۔

عہ مشکوک پانی چونکہ پاک ہے لہذا جن جانوروں کا جھوٹا مشکوک ہے ان کا پسینہ اور لعاب دہن بھی پاک ہوگا جیسے خچر جس کو پانی کے احکام کے نمبر ۵۵ میں بیان کیا ہے ۱۲۔

عہ بعض لوگ جو چربی شیر وغیرہ کی استعمال کرتے ہیں اور اس کو پاک جانتے ہیں یہ درست نہیں۔ ہاں اگر طبیب حاذق کی رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوا چربی کے اور کچھ نہیں تو ایسی حالت میں درست ہے ۱۲۔

Marfat.com

مسائل

ان چیزوں کا بیان جن میں نجاست غلیظہ ہے

(مسئلہ ۱) جاندار چیزوں میں سور نجس ہے زندہ ہو یا مردہ (مراقی الفلاح)

مسئلہ (۲) جن جاندار چیزوں میں خون سائل ہے وہ مرنے کے بعد نجس ہو جاتی ہیں بشرطیکہ دریائی نہ ہوں خواہ انسان ہو یا دوسرا حیوان مگر وہ مسلمان جو شہید ہوا ناپاک نہیں ہوتا (شامی مصری ص۱۵۴ ج۱)

مسئلہ (۳) وہ مردہ بچہ جس میں جان پڑ ی ہو انسان کا ہو یا کسی دوسرے حیوان کا اور اسی طرح خون بستہ اور وہ گوشت کا لوتھڑا جس میں اعضا نہیں ہیں (شامی ص۱۵۵ ج۱)

مسئلہ (۴) جن جانوروں کا جھوٹا ناپاک ہے ان کا پسینہ اور لعاب دہن بھی ناپاک ہے (منیۃ المصلی)

مسئلہ (۵) مردہ جانور یعنی جو جانور بلا ذبح کے مرجائے اس کی ہڈی، سینگ، بال جو کاٹے گئے ہوں، پر، چونچ، کھر، پنجے، دانت کے سوا یعنی ان اعضا کے سوا جن میں خون سرایت نہیں کرتا تمام نجس ہیں جیسے گوشت، چربی، پٹھے، کھال، مگر کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے بخلاف گوشت وغیرہ کے۔

مسئلہ (۶) جو چیزیں اور اعضا مردہ جانور کے پاک ہیں وہ حرام دموی جانور کے بھی پاک ہیں اور اس کے سوا تمام ناپاک ہیں جیسے گوشت، چربی وغیرہ اور جو ناپاک ہیں وہ شرعی طور سے ذبح کے بعد پاک ہو جاتی ہیں اور کھال سب کی سور کے سوا دباغت کے بعد پاک ہو جاتی ہے (شامی مصری ص۱۵۱ ج۱)

مسئلہ (۷) خون سائل نجس ہے خواہ انسان کا ہو یا اور کسی حیوان کا اور اس میں یہ شرط نہیں کہ بالفعل سیال ہو بلکہ اگر بالفعل منجمد ہو لیکن ایسا ہو کہ اگر رقیق ہوتا تو بہ جاتا تب بھی نجس ہے (مراقی الفلاح ص۸۳)

مسئلہ (۸) زندہ حیوان دموی کا کوئی عضو کٹ جائے یا ٹوٹ کر علیحدہ ہو جائے

Marfat.com

تو نجس ہے بشرطیکہ ان اعضا میں سے ہو جن میں خون سرایت کرتا ہے جیسے ہاتھ، پیر، کان، ناک اور اگر ایسا عضو ہو جس میں خون سرایت نہیں کرتا تو وہ نجس نہیں ہے جیسے بال، ناخن وغیرہ۔

مسئلہ (۹) حرام جانور کا دودھ مردہ ہو یا زندہ اور مردہ جانور کا دودھ حرام ہو یا حلال نجس ہے (عالمگیری)

مسئلہ (۱۰) حیوان دموی کے جسم سے مرنے کے بعد جو رطوبت نکلے وہ نجس ہے (شامی صفحہ ۱۵۵ ج ۱)

مسئلہ (۱۱) انسان کا پاخانہ، پیشاب، منی[عہ]، مذی، ودی نجس ہے اور اسی طرح تمام جانوروں[عہ] کی منی۔

مسئلہ (۱۲) عورت[عہ] کی شرمگاہ سے جو رطوبت نکلے وہ نجس ہے (شامی)

مسئلہ (۱۳) منہ بھر[للعہ] قے بڑے کی ہو یا بچہ کی اور حیض ونفاس واستحاضہ کا خون نجس ہے۔

مسئلہ (۱۴) ہر دموی جانور کا جگال ریا گر کرتے وقت جو کف منہ سے نکلتا ہے ناپاک ہے (مراقی الفلاح)

مسئلہ (۱۵) انسان کے جسم سے دم سائل یا پیپ وغیرہ نکلے یا کوئی رقیق یا غلیظ سے جو وضو کو توڑ دے وہ نجس ہے۔

مسئلہ (۱۶) شہید کا خون جب اس کے جسم سے بہہ کر گر جائے تو نجس ہے۔

مسئلہ (۱۷) جانور کے ذبح کرنے کے بعد رگوں پٹھوں میں گوشت اور ہڈی پر جو خون سائل لگ جائے وہ نجس ہے بشرطیکہ جما ہوا اور اسی عضو کا نہ ہو۔

مسئلہ (۱۸) حرام جانوروں کا پیشاب[عہ] اور انڈا نجس ہے۔ پرند ہوں یا غیر پرند چھوٹے ہوں یا بڑے۔

عہ مرد اور عورت کی منی میں کچھ فرق نہیں ۱۲ عہ جانوروں کی منی حرام ہوں یا حلال نجس ہے اور بعضوں نے سوا سؤر اور کتے کے باقی جانوروں کی منی کو پاک لکھا ہے مگر یہ صحیح نہیں (در مختار و شامی) ۱۲ عہ یہ مذہب صاحبینؒ کا ہے اور امام صاحبؒ کا مذہب ہے کہ وہ پاک ہے ۱۲ للعہ منہ بھر سے کم اگر ہو تو نجس نہیں ۱۲ عہ چوہے بلی کے پیشاب کو بعض علماء نے پاک لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ ناپاک ہے اور وہاں ضرورت کی وجہ سے بعض چیزوں میں معاف کیا گیا ہے ۱۲

Marfat.com

(طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح ص۸۹ اشامی ص۳۲ ج۱)

مسئلہ (۱۹) پرندوں کے سوا تمام جانوروں کا پاخانہ نجس ہے (در مختار)

مسئلہ (۲۰) جو پر[عہ] والے جانور اڑتے نہیں ان کا پاخانہ نجس ہے جیسے مرغی، بط وغیرہ (در مختار)

مسئلہ (۲۱) شراب اور تمام ایسی رقیق و سیال اشیا، جو نشہ لاتی ہیں نجس ہیں۔ (شامی ص۲۳۳ ج۱۔ مراقی الفلاح ص۳۰ ج۱)

مسئلہ (۲۲) نجاستوں سے جو عرق کھینچا جائے یا ان کا جوہر نکالا جائے وہ نجس ہے (شامی ص۲۳۲ ج۱)

مسئلہ (۲۳) جس پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جائے وہ نجس ہے خواہ پانی پہلی دفعہ کا ہو یا دوسری دفعہ کا یا تیسری دفعہ کا۔

مسئلہ (۲۴) مردہ انسان جس پانی سے نہلایا جائے وہ پانی نجس ہے

مسئلہ (۲۵) سانپ کی کھال نجس ہے (عالمگیری)

مسئلہ (۲۶) مردہ انسان کے منہ کا لعاب نجس ہے (عالمگیری)

مسئلہ (۲۷) نجاست غلیظہ اور خفیفہ اگر مل جائیں تو مجموعہ کو غلیظہ کہیں گے اور اسی طرح پاک چیز میں اگر نجاست غلیظہ مل جائے تب بھی مجموعہ کو غلیظہ کہیں گے۔

مسئلہ (۲۸) کسی چیز پر مثل کپڑے وغیرہ کے اگر ایک جگہ نجاست غلیظہ ہو اور دوسری جگہ نجاست خفیفہ ہو اور ہر نجاست تنہا اسی قدر ہو جس قدر شریعت میں معاف ہے یا اس سے کم لیکن اگر دونوں کو ملائیں تو اس مقدار سے بڑھ جائے تو ایسی[سہ] حالت میں اگر نجاست غلیظہ خفیفہ کی برابر یا زیادہ ہو تو وہ خفیفہ بھی غلیظہ سمجھی جائے گی یعنی دونوں کا

عہ اور ان کے پاخانہ میں اکثر بدبو آیا کرتی ہے تو اگر یوں کہا جائے کہ جن پرندوں کے پاخانہ میں بدبو آئے وہ نجس ہے تو بھی صحیح ہے ۱۲۔

عسہ آجکل جو انگریزی دوائیں شراب کا جوہر ہیں یا جن میں شراب پڑتی ہے وہ نجس ہیں اس کا استعمال درست نہیں تا وقتیکہ طبیب حاذق مسلمان یہ نہ کہہ دے کہ اس کا علاج سوا اس کے اب کچھ نہیں ہے ۱۲

سہ یہ قید اس واسطے لگائی گئی کہ اگر اس مقدار سے زیادہ ہو اس کا حکم کھلا ہوا ہے یعنی معاف نہیں ۱۲۔

Marfat.com

مجموعہ ایک درہم سے کم یا برابر ہو تو معاف ہے ورنہ نہیں اور اگر نجاست خفیفہ غلیظہ سے زیادہ ہے تو کل خفیفہ سمجھی جائے یعنی کپڑے کے چوتھائی حصہ تک معاف ہے اور اس سے زیادہ نہیں۔

جن چیزوں میں نجاست خفیفہ ہے انکا بیان

مسئلہ (۱) حلال جانوروں کا پیشاب نجس ہے اور اسی طرح گھوڑے کا پیشاب بھی۔

مسئلہ (۲) حرام پرند جو اڑتے ہیں ان کا پاخانہ نجس ہے اور ایسا ہی حلال پرندوں کا بشرطیکہ بدبودار ہو۔

معافی جو شریعت نے کی:۔ شریعت کے احسانات اور اس کی معافیاں بیشمار ہیں نمونہ کے طور پر چند مسئلے یہاں لکھے جاتے ہیں کلیہ قاعدہ ان معافیوں کا اصل ۳۰۲ میں بیان ہو چکا ہے۔

(۱) نجاست غلیظہ مرئیہ ہو تو درہم کی برابر وزن معاف ہے اور غیر مرئیہ ہو تو درہم کی برابر پیمائش میں معاف ہے یعنی کسی شخص کے جسم یا کپڑے پر اس قدر نجاست لگی ہو اور وہ بغیر اس کے دور کئے نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی لیکن دھونا بہتر ہے بشرطیکہ دھونے پر قدرت ہو۔ اور باوجود قدرت کے نہ دھونا مکروہ ہے اور یہی حکم ہے اس نجاست غلیظہ کا جو درہم سے کم ہو (شامی ص۲۳ ج ۱)

(۲) نجاست خفیفہ مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ اگر جسم یا کپڑے پر لگ جائے تو چوتھائی حصہ کے بقدر معاف ہے۔

(۳) نجاست اسی قدر لگے جس قدر معاف ہے یا اس سے بھی کم مگر پھیل کر اس سے بڑھ جائے تو وہ معاف نہیں اور اس کا وہی حکم ہے جو اس نجاست کا ہے جو پہلے ہی سے زیادہ لگ جائے (شامی ص۲۳۱ ج ۱)

(۴) اکہرے کپڑے میں ایک طرف مقدار معافی سے کم نجاست لگے اور دوسری طرف

عـــہ یہاں تک کہ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ درہم کی برابر نجاست ہو تو نماز توڑ کر دھوئے ۱۲

Marfat.com

سرایت کر جائے اور ہر طرف مقدار سے کم ہو لیکن دونوں کا مجموعہ اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ کم ہی سمجھی جائے گی اور معاف ہوگی ہاں اگر کپڑا دوہرا ہو یا دو کپڑوں کو ملا کر اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ سمجھی جائے گی اور معاف نہ ہوگی (خزانۃ المفتین)

(۵) نجاست غلیظہ مرئیہ وزن میں درہم سے کم ہو مگر پیمائش میں درہم سے زیادہ ہو تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ اس میں درہم کا وزن معتبر ہے پیمائش کا اعتبار نہیں۔

(۶) کھلیان چلاتے وقت جو جانور غلہ پر پیشاب کردے وہ معاف ہے۔ ع۵

(۷) کسی نجاست کی چھینٹیں اگر کپڑے یا بدن پر پڑ جائیں اور اس قدر باریک ہوں جیسے سوئی کی نوک تو وہ معاف ہیں اگرچہ مجموعہ ان کا اس مقدار سے زیادہ ہو جو شریعت میں معاف نہیں ہے اور اسی طرح جو لوگ گائے بیل بھینس وغیرہ پالتے ہیں جیسے گاڑی بان۔ یکہ بان وغیرہ تو ان پر بھی اگر ان کا پاخانہ، پیشاب قلیل متفرق طور سے لگ جائے کہ جس کا مجموعہ درہم سے زیادہ ہو تو معاف ہے۔ (شامی ص۱۳۰)

(۸) مردہ کو کوئی شخص نہلائے اور نہلانے والے پر اس کے پانی کی چھینٹیں پڑیں تو یہ معاف ہے۔

(۹) راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ اس میں نجاست کا اثر نہ معلوم ہو (مراقی الفلاح)

(۱۰) فرش یا مٹی یا اور کسی ناپاک چیز پر بھیگے بدن سے لیٹ جانے یا ناپاک زمین پر قدم رکھے یا کسی ناپاک فرش پر سونے کی حالت میں پسینہ نکلے تو یہ سب معاف ہے۔ بشرطیکہ نجاست کا اثر بدن پر نہ معلوم ہو۔ (مراقی الفلاح ص۸۵)

(۱۱) ناپاک چیز پر اگر تر کپڑا پھیلا دیا جائے تو معاف ہے بشرطیکہ نجاست کا اثر اس پر نہ پایا جائے

(۱۲) دودھ دوہتے وقت دو ایک مینگنی دودھ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گوبر گر جائے

ع۵ یہاں فقہا لکھتے ہیں کہ جب اس غلہ سے کچھ علیحدہ کردیا جائے تو تمام پاک ہو جائے گا اور یہی اس کے پاک کرنے کا طریقہ ہے اس لیے کہ جب اس کے دو حصے کردے تو کسی ایک کو بالتخصیص ناپاک نہیں کہہ سکتے لیکن یہ اس وجہ سے صحیح نہیں کہ ناپاک ہونا یقینی ہے اور پاک ہونے کا شک یقین سے نہ جائے گا بحکم اصل (۲) مسائل اب بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ بحکم اصل (۱۳) حرج و مشقت کی وجہ سے شریعت نے معاف کردیا ۱۲

Marfat.com

تو معاف ہے بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے (خزانۃ المفتیین)

(۱۳) چوہے کی مینگنی آٹے میں پس جائے تو معاف ہے بشرطیکہ اس کا اثر آٹے میں نہ معلوم ہو اور اسی طرح اگر روٹی میں پک جائے وہ بھی معاف ہے بشرطیکہ گھلی نہ ہو اور ویسی ہی سخت ہو۔ (خزانۃ المفتیین)

یہاں اگرچہ ناپاک چیزوں کا بیان ہے مگر بعض وہ چیزیں جو پاک نہیں ہیں اور ان کا معلوم ہو جانا مفید ہے لکھی جاتی ہیں۔

(۱) شہید کا خون جو اس کے بدن پر لگا ہو پاک ہے (شامی صـ۲۳۲ ج ۱)

(۲) خون پیپ وغیرہ جو جسم یا زخم سے نکلے اور اس قدر نہ ہو جو بہ سکے پاک ہے خواہ وہ چند بار کے لگنے سے زیادہ درہم سے ہو جائے۔ (شامی صـ۲۳۲ ج ۱)

(۳) حلال ذبح کئے ہوئے جانور کے گوشت وغیرہ پر جو اسی جگہ کا خون ہوتا ہے وہ پاک ہے

(۴) خون سائل جن جانوروں میں نہیں ہوتا جیسے مچھر، مکھی، پسو وغیرہ ایسے جانور اگر انسان کا خون پئیں تو وہ پاک ہے۔ بشرطیکہ سائل نہ ہو۔ (شامی صـ۱۳۵ ج ۱)

(۵) دریائی جانور اور وہ جانور جن میں دم سائل نہیں مرنے کے بعد بھی ناپاک نہیں ہوتے۔ حرام ہوں۔ یا حلال جیسے مچھلی، بچھو، بعضے سانپ، چھپکلی، بھڑ۔ (مراقی الفلاح صـ۱۳)

(۶) یہ صحیح ہے کہ کتا اور ہاتھی نجس نہیں عـہ

(۷) حلال پرندوں کا پاخانہ پاک ہے بشرطیکہ بو دار نہ ہو (خزانۃ المفتیین و عالمگیری)

(۸) جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا پسینہ بھی پاک ہے جیسے آدمی مسلمان ہو یا کافر مرد ہو یا عورت خواہ حائضہ ہو یا نفسا، یا وہ شخص جس کو نہانے کی ضرورت ہو۔ (شامی صـ۲۳۷ ج ۱)

(۹) نجاست اگر جلائی جائے تو اس کا دھواں پاک ہے وہ اگر جم جائے اور اس سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک ہے جیسے نوشادر کو کہتے ہیں کہ نجاست کے دھوئیں سے بنتا ہے (شامی صـ۲۳۷ ج ۱)

(۱۰) نجاست کے اوپر جو گرد و غبار ہو وہ پاک ہے بشرطیکہ نجاست کی تری سے

عـہ قاضی ابو یوسف اور امام صاحب رحمہما اللہ نجس کہتے ہیں ۱۲

اس میں اثر کر کے اس کو تر نہ کر دیا ہو (شامی ص۲۳۷ ج۱)

(۱۱) نجس چیز جیسے پاخانہ، سور وغیرہ نمک کی کان میں گر کر نمک ہو جائے تو وہ پاک ہے اور اسی طرح مٹی ہو جائے یا جل کر راکھ ہو جائے تو وہ بھی پاک ہے حاصل یہ کہ نجس چیز کی اگر حقیقت بدل کر دوسری چیز بن جائے یا جل کر راکھ ہو جائے تو وہ بھی پاک ہو جائے گی جیسے شراب سرکہ بن جائے یا نجاست جل کر راکھ ہو جائے۔ (شامی ص۲۳۷ ج۱)

(۱۲) نجاستوں سے جو بخارات اٹھیں وہ پاک ہیں۔ (شامی ص۲۳۷ ج۱)

(۱۳) پھل وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں (شامی ص۲۵۵)

(۱۴) کھانے کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور بو کرنے لگیں تو ناپاک[عـه] نہیں ہوتیں جیسے گوشت، حلوا وغیرہ مگر نقصان کے خیال سے ان کا کھانا درست نہیں (شامی ص۲۵۵ ج۱)

(۱۵) نجاستوں سے جو کیڑے پیدا ہوتے ہیں جیسے پاخانہ شراب وغیرہ سے وہ نجس ہیں (شامی ص۱۴۵ ج۱)

(۱۶) سور کے سوا تمام جانوروں کے سینگ، بال، ہڈی، پٹھے، کھر، دانت یعنی وہ شے جن میں خون نہیں سرایت کرتا پاک ہے بشرطیکہ جسم کی رطوبت اس پہ نہ ہو خواہ یہ چیزیں مردہ جانوروں کی ہوں یا مذبوح کی۔ (شامی ص۱۵۱)

(۱۷) مشک اور اس کا نافہ پاک ہے اور اسی طرح عنبر وغیرہ

(۱۸) منھ بھر قے سے کم قے پاک ہے (مراقی الفلاح ص۲۱)

(۱۹) سوتے میں آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے (خزانۃ المفتیین عالمگیری)

(۲۰) گندا انڈا حلال جانور کا پاک ہے (خزانۃ المفتیین)

(۲۱) سانپ کی کیچلی پاک ہے (عالمگیری)

(۲۲) گدھی کا دودھ پاک ہے مگر اس کا کھانا درست نہیں (عالمگیری)

جو چیزیں نجس ہیں وہ کبھی پاک نہیں ہو سکتیں ہاں ان کی حقیقت اگر بدل جائے تو پاک ہو جائیں گی جیسے پاخانہ مٹی بن جائے۔ البتہ جو پاک چیزیں کہ نجس

عـه مگر ان کا کھانا درست نہیں ۱۲۔

Marfat.com

چیز کے لگنے سے ناپاک ہو جاتی ہیں پاک کرنے سے پاک ہو سکتی ہیں اور یہ پاک چیزیں چونکہ مختلف اقسام پر ہیں اور ہر قسم کے پاک کرنے کا طریقہ جدا جدا ہے اس لیے پہلے ان پاک چیزوں کی قسمیں لکھی جاتی ہیں جو نجاست سے ناپاک ہوں پھر ہر ایک کے پاک کرنے کا طریقہ لکھا جائے گا۔

ناپاک ہونے والی چیزوں کی قسمیں

۱۔ زمین اور زمین سے اُگنے والی چیزیں جو کہ اس پر لگی ہوئی ہوں جیسے درخت، گھاس وغیرہ اور وہ چیزیں جو زمین سے چسپاں کر دی گئی ہوں جیسے دیوار، اینٹ، پتھر وغیرہ
۲۔ وہ چیزیں جن میں مسام نہیں یعنی اس قسم کی چیزیں جو پانی کو جذب نہیں کرتیں جیسے لوہا، چاندی، تانبا، پیتل، سیسہ وغیرہ۔
۳۔ وہ چیزیں جن میں کم مسام ہیں اور رطوبت کو جذب کرتی ہیں جیسے چمڑا وغیرہ
۴۔ وہ چیزیں جن میں بہت مسام ہیں اور رطوبت کو خوب جذب کرتی ہیں جیسے کپڑا وغیرہ
۵۔ رقیق چیزیں جیسے شربت، شہد، دودھ، تیل، گھی، عرق، سرکہ وغیرہ
۶۔ گاڑھی اور بستہ چیزیں جیسے جما ہوا گھی، جما ہوا دہی، گلقند، گوندھا ہوا آٹا وغیرہ
۷۔ کھال
۸۔ جسم
۹۔ پانی[1]

زمین وغیرہ کی پاکی کا طریقہ

۱۔ زمین اگر ناپاک ہو جائے خواہ نجاست مرئیہ سے یا غیر مرئیہ سے تو خشک ہونے

---

[1] اس کے احکام چونکہ تفصیل کے ساتھ پہلے لکھ دیئے گئے ہیں اس لیے یہاں نہ بیان کئے جائیں گے ۱۲

سے پاک ہو جائے گی دھوپ سے خشک ہو یا ہوا سے یا آگ سے اور خشک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کی تری اور نمی جاتی رہے نہ یہ کہ سوکھ جائے۔

۲۔ ناپاک زمین اگر خشک ہونے سے پہلے دھو ڈالی جائے تب بھی پاک ہو جائیگی لیکن اس کے دھونے کا یہ طریقہ ہے کہ اس پر اس قدر پانی چھوڑا جائے کہ پانی بہہ جائے اور اس پانی میں کسی طرح نجاست کا اثر معلوم نہ ہو یا پانی ڈال کر اس کو کپڑے وغیرہ سے جذب کریں اسی طرح تین بار کریں (شامی ص ۲۲۲ ج ا)

۳۔ مٹی کے ڈھیلے، ریت، کنکر بھی خشک ہونے سے پاک ہو جاتے ہیں اور اسی طرح وہ پتھر جو چکنا نہیں اور پانی کو جذب کر لیتا ہے خشک ہونے سے پاک ہو جاتا ہے۔
(شامی ص ۲۲۲ ج ا)

۴۔ زمین سے لگنے والی چیزیں جو اس پر جمی ہوئی کھڑی ہیں جیسے درخت، گھاس وغیرہ بھی خشک ہونے سے پاک ہو جاتے ہیں (شامی ص ۲۲۲ ج ا)

۵۔ زمین پر جو چیزیں قائم ہیں جیسے دیوار، لکڑی کے ستون، ٹٹی وغیرہ یا وہ چیزیں جو زمین سے چسپاں ہیں جیسے اینٹ، پتھر، چوکھٹ کی لکڑی وغیرہ تو یہ بھی خشک ہونے سے پاک ہو جاتی ہیں (شرح مراقی الفلاح ص ۲۲۲ ج ا)

۶۔ ناپاک زمین کی مٹی اوپر کی نیچے اور نیچے کی اوپر کر دینے سے پاک ہو جاتی ہے (شامی ص ۲۲۱ ج ا)

۷۔ تنور اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں آگ جلانے سے پاک ہو جائے گا بشرطیکہ بعد گرم ہونے کے نجاست کا اثر نہ رہے (شامی ص ۲۲۱ ج ا)

۸۔ ناپاک مٹی سے جو برتن بنایا جائے وہ پکانے سے پاک ہو جاتا ہے بشرطیکہ پکانے کے بعد نجاست کا اثر نہ معلوم ہو (شامی ص ۲۳۱ ج ا)

۹۔ ناپاک زمین پر مٹی وغیرہ ڈال کر نجاست چھپا دی جائے اس طرح کہ نجاست کی بو نہ آئے تو وہ پاک ہے (خزانۃ المفتیین)

جن چیزوں میں مسام نہیں انکی پاکی کا طریقہ

۱۔ آئینہ، تلوار، چھری، چاقو اور تمام وہ چیزیں جو لوہے سے بنتی ہیں یا چاندی سے

Marfat.com

جیسے زیور وغیرہ یا سونے سے یا تانبے پیتل سے یا اور کسی ایسی چیز سے جس میں مسام نہیں ہوتے یا چکنا پتھر جو رطوبت کو نہیں جذب کرتا یا روغن لگے ہوئے مٹی کے برتن میں پانی جذب نہیں ہوتا یا پرانے استعمال کئے ہوئے برتن ایسے جو پانی کو جذب نہ کریں تو یہ سب چیزیں اگر نجس ہو جائیں خواہ نجاست مرئیہ سے یا غیر مرئیہ سے تو زمین پر رگڑنے یا تر کپڑے سے پونچھنے سے پاک ہو جائیں گی بشرطیکہ نجاست تر ہو اور اس قدر رگڑی یا پونچھی جائے کہ نجاست کا اثر جاتا رہے اور اگر نجاست خشک ہو تو مرئیہ رگڑنے اور پونچھنے دونوں سے اور غیر مرئیہ صرف پونچھنے سے پاک ہوگی اور ان تمام صورتوں میں یہ شرط ہے کہ یہ چیز منقشین نہ ہوں (شامی ص۲۲۶ ج۱)

اور نجاست غیر مرئیہ تین بار دھونے سے بھی پاک ہو جائے گی اور اس میں یہ شرط نہیں کہ ہر مرتبہ دھونے کے بعد خشک بھی کر لیا جائے بلکہ وقفہ وقفہ دھونے سے بھی پاک ہو جائے گی اور نجاست مرئیہ اس قدر دھونے سے پاک ہو جائے گی کہ اس کا اثر جاتا رہے (شامی ص۲۲۳ ج۱)

۲۔ وہ چیزیں جو منقش ہوں جیسے زیور یا نقشین برتن وغیرہ تو بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گی پس اگر ان میں نجاست مرئیہ لگ جائے تو اس قدر دھوئی جائیں کہ وہ نجاست دور ہو جائے اور اگر غیر مرئیہ لگ جائے تو تین مرتبہ دھو ڈالی جائیں (شرح مراقی الفلاح ص۸۸)

۳۔ چٹائی اگر نجس ہو جائے تو نجاست غیر مرئیہ تین بار دھونے سے اور مرئیہ تر کپڑے سے پونچھنے سے پاک ہو جائے گی۔ (خزانۃ المفتین)

جن چیزوں میں کم مسام ہیں ان کی پاکی کا طریقہ[ع]

۱۔ موزہ یا جوتہ اور کوئی ایسی چیز جو چمڑے سے بنائی گئی ہو یا پوستین اس طرف سے

ع۔ نجاست مرئیہ کا حکم یہاں بھی وہی ہے جو ان چیزوں کا ہے جن میں مسام نہیں البتہ غیر مرئیہ کا حکم یہاں دوسرا ہے ۱۲۔

Marfat.com

جس طرف بال نہ ہوں یا دباغت دی ہوئی کھال نجاست مرئیہ سے ناپاک ہو جائیں تو یہ نجاست چھیل کر یا مل کر دور کر دی جائے تو پاک ہو جائیں گی. نجاست خشک ہو یا تر اور اگر نجاست غیر مرئیہ سے ناپاک ہو جائیں تو بغیر دھوئے پاک نہ ہوں گی۔ اور ان کے دھونے کا یہ طریقہ ہے کہ تین مرتبہ دھوئی جائیں اور ہر مرتبہ اتنا توقف کیا جائے کہ خشک ہو جائیں اور پانی ٹپکنا بند ہو جائے (شامی ص۲۲۶ ج۱)

۲۔ مٹی کے نئے برتن یا ایسے پتھر کے برتن جو نجاست کو جذب کرتا ہو یا ایسی لکڑی کے برتن جو نجاست کو جذب کریں تین مرتبہ اس طرح دھونے سے پاک ہو جائیں گے کہ ہر مرتبہ خشک کر لیے جائیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے اور اگر کوئی چیز اس پر رکھی جائے تو اس پر نمی نہ آئے اور یہ شرط اس وقت ہے کہ جب یہ چیزیں کسی برتن میں ڈال کر دھوئی جائیں اور اگر جاری پانی میں دھوئی جائیں یا پانی اوپر سے ڈالا جائے تو یہ شرط نہیں بلکہ جاری پانی میں صرف اتنی دیر تک رکھ دینا کافی ہے کہ پانی ایک طرف سے دوسری طرف نکل جائے اور اوپر سے پانی چھوڑنے میں صرف اسی قدر کافی ہے کہ سب ڈھل جائے اور پانی بالکل ٹپک جائے (طحطاوی شرح مراقی الفلاح) اور اگر مٹی یا پتھر کے برتن کو آگ میں ڈال دیں تب بھی پاک ہو جائے گا۔

۳۔ غلہ اگر ناپاک ہو جائے تو تین مرتبہ دھو ڈالا جائے اور ہر مرتبہ خشک کر لیا جائے بشرطیکہ نجاست غیر مرئیہ ہو اگر نجاست مرئیہ ہو تو نجاست دور کر دی جائے خواہ دھونے سے یا اور کسی طرح سے (خزانۃ المفتین)

مسام والی چیزوں کی پاکی کا طریقہ

۱۔ کپڑے میں اگر منی لگ جائے تو مسلنے اور منی کے کھرچنے سے پاک ہوئے[عہ] گا بشرطیکہ منی خشک ہو کپڑا نیا ہو یا پرانا اکہرا ہو یا دوہرا روئی کا ہو یا ریشم کا اور پھر

عہ منی خواہ پتلی ہو یا گاڑھی ملنے سے پاک ہو جاتی ہے بشرطیکہ خشک ہو اور بعض فقہا نے یہ شرط بھی لکھی ہے کہ منی نکلتے وقت جہاں سے نکلی ہے کسی دوسری نجاست سے مل کر ناپاک نہ ہوئی ہو۔

Marfat.com

اگر یہ کپڑا پانی میں بھیگ جائے تو ناپاک نہ ہوگا اور اگر منی کے سوا کوئی دوسری نجاست لگ جائے تو بغیر دھوئے پاک نہ ہوگا۔

نجاست مرئیہ سے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس نجاست کو پاک پانی یا اور کسی ایسی رقیق سیال شے سے جو چکنی نہ ہو دور کر دیں خواہ ایک دفعہ دھونے سے یا کئی دفعہ دھونے سے اور جب تک وہ دور نہ ہوگی کپڑا پاک نہ ہوگا اور اگر نجاست کا دھبہ جس کا دور کرنا دشوار ہے باقی رہ جائے تو کچھ حرج نہیں صرف نجاست کی ذات کا دور کر دینا کافی ہے۔ مثلاً منی لگ جائے اور اس کو دھو ڈالیں مگر اس کا دھبہ باقی رہ جائے یا کوئی نجس رنگ لگ جائے یا خون لگ جائے تو صرف اس قدر دھو ڈالنا چاہیے کہ پانی صاف نکلنے لگے (شامی ص۲۱)

اور نجاست غیر مرئیہ سے پاک کرنے کا یہ طریقہ ہے کہ اس کو تین مرتبہ دھوئیں اور اگر جاری پانی میں اتنی دیر تک ڈال دیں کہ وہ بھیگ جائے اور پانی ایک جانب سے دوسری جانب سرایت کر کے نکل جائے تو ایک مرتبہ دھو ڈالنا بھی کافی ہے۔

(مراقی الفلاح)

۲۔ باریک یا پرانے کپڑے میں اگر نجاست غیر مرئیہ لگ جائے اور زور سے نچوڑنے میں کپڑے کے پھٹ جانے کا اندیشہ ہو تو صرف تین مرتبہ دھو ڈالنا کافی ہے زور سے نچوڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۳۔ نجاست غیر مرئیہ اگر ایسی چیز میں لگ جائے جس کا نچوڑنا دشوار ہے جیسے ٹاٹ چٹائی بڑی دری تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاتی ہے اس طرح کہ ہر مرتبہ پانی خشک ہو جائے خشک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس پر کوئی چیز رکھ دیں تو وہ تر نہ ہو (شامی ص۲۲۳ ج۱)

۴۔ ناپاک تیل یا ناپاک گھی اگر کسی کپڑے میں لگ جائے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا اگرچہ اس کی چکناہٹ باقی ہو اس لیے کہ تیل اور گھی خود ناپاک نہیں بلکہ کسی نجاست کے لگنے سے ناپاک ہوا ہے اور وہ نجاست تین مرتبہ دھونے سے جاتی رہے گی بخلاف مردار کی چربی کے کہ وہ خود ناپاک ہے لہذا جب تک اس کی چکناہٹ نہ جائے گی پاک نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح ص۸۶)

Marfat.com

رقیق وسیال چیز کی پاکی کا طریقہ

۱۔ ناپاک تیل یا چربی کا صابون[عہ] بنالیا جائے تو پاک ہوجائے گا (شامی صنہ ۲۳۸)

۲۔ تیل یا گھی ناپاک ہوجائے تو اس میں پانی ڈالا جائے جب یہ تیل یا گھی پانی کے اوپر آجائے تو وہ اتار لیا جائے اسی طرح تین مرتبہ کرنے سے پاک ہوجائے گا (مراقی الفلاح صنہ ۸۶)

۳۔ شہد یا شربت اگر ناپاک ہوجائے تو اس میں پانی ڈال کر جوش دیا جائے جب تمام پانی خشک ہوجائے اور وہ اپنی اصلی حالت پہ آجائے تو پھر پانی ڈال کر جوش دیا جائے اسی طرح تین مرتبہ کرنے سے پاک ہوجائے گا (مراقی الفلاح صنہ ۸۶)

گاڑھی اور بستہ چیزوں کی پاکی کا طریقہ

۱۔ صابون یا اور کوئی گاڑھی جمی ہوئی چیز ناپاک ہوجائے تو جس قدر ناپاک ہے اسی قدر علیحدہ کردینے سے پاک ہوجائے گی جیسے جما ہوا گھی وغیرہ۔

کھال کی پاکی کا طریقہ

۱۔ سور کے سوا تمام جانوروں کی کھال حرام کی ہوں یا حلال کی دباغت سے پاک ہو جاتی ہیں خواہ کافر دباغت دے یا مسلمان اور اگر حلال جانوروں کی کھال ہو تو صرف ذبح سے پاک ہوجانے گی دباغت کی ضرورت نہ ہوگی۔ (شامی صنہ ۲۳ ج ۱)

۲۔ سور کی چربی اور ناپاک چیز سے کھال کو دباغت دیں تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہوجائے گی۔

عہ اس لیے کہ صابون بنانے سے اس کی حقیقت بدل گئی اور حقیقت بدل جانے سے ناپاک چیز پاک ہوجائے گی ۱۲۔

Marfat.com

جسم کی پاکی کا طریقہ

انسان کا جسم دونوں طرح کی نجاست سے نجس ہوتا ہے یعنی نجاست حکمیہ اور حقیقیہ۔ نجاست حقیقیہ سے پاکی کا طریقہ بیان کیا جاتا ہے اور نجاست حکمیہ سے پاکی کا طریقہ آئندہ بیان ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

۱۔ آدمی کی انگلی یا اور کوئی عضو اگر نجاست مرئیہ سے ناپاک ہو جائے تو وہ عضو تین بار پانی کے دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اسی طرح اگر اس عضو کو تین بار کوئی شخص چاٹ لے[عہ] خواہ وہ کافر ہو یا مسلمان تو وہ پاک ہو جائے گا اور اگر نجاست مرئیہ سے ناپاک ہوا ہے تو تین بار دھونا یا چاٹنا شرط نہیں بلکہ اس قدر دھونا یا چاٹنا کافی ہے کہ وہ نجاست دور ہو جائے (خزانۃ المفتیین شامی ص۲۲۵)

۲۔ اگر آدمی کا منہ کسی نجس چیز جیسے شراب سور وغیرہ کے کھانے پینے سے نجس ہو جائے تو تین مرتبہ لعاب نکالنے سے پاک ہو جائے گا (خزانۃ المفتیین و شامی ص۲۲۵)

۳۔ آدمی کے کسی ناپاک عضو کو اگر کوئی ایسا جانور جس کا جھوٹا ناپاک نہیں چاٹ لے تب بھی پاک ہو جائیگا۔

۴۔ عورت کے سرپستان پر اگر کوئی نجاست غیر مرئیہ لگ جائے تو جب لڑکا اس کو تین مرتبہ چوس لے[عہ] گا تو پاک ہو جائے گا اور نجاست مرئیہ میں صرف اس قدر چوسنا کافی ہے کہ وہ نجاست دور ہو جائے تین مرتبہ کی شرط نہیں (خزانۃ المفتیین و شامی ص۲۲۵ ج ۱)

۵۔ انسان کے جسم پر اگر منی لگ جائے تو کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہو جائے گا اور یہ طریقہ صرف منی کے پاک کرنے کا ہے اور دوسری نجاست بغیر دھوئے یا چاٹے پاک نہ ہوگی (شامی ص۲۲۶ ج ۱)

۶۔ فصد کے مقام یا اور کسی عضو کو جو خون، پیپ کے نکلنے سے نجس ہو گیا اور دھونا نقصان کرتا ہو تو صرف تر کپڑے سے پوچھ دینا کافی ہے (شامی ص۲۲۶ ج ۱)

عہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسا کیا جائے تو پاک ہو جائے گا نہ یہ کہ ایسا کرنا جائز ہے اس لیے کہ جب وہ عضو نجس ہے تو اس کا چاٹنا مسلمان کو کسی طرح جائز نہیں ۱۲۔

عہ لیکن بلا عذر لڑکے کے منہ میں نجس پستان بغیر دھوئے دینا جائز نہیں اس لیے کہ مسلمانوں کو نجس چیز سے خود بچنا اور اپنے بچوں کو بچانا واجب ہے ۱۲۔

Marfat.com

۷۔ ناپاک رنگ اگر جسم میں لگ جائے یا بال اس ناپاک رنگ سے رنگین ہو جائیں تو صرف اس قدر دھونا کہ پانی صاف نکلنے لگے کافی ہے اگرچہ رنگ دور نہ ہو (شامی صفحہ ۲۴۴ ج ۱)

۸۔ ناپاک چیز اگر جلد کے اندر بھر دی جائے جیسا کہ ہندو اور بعض دیہات کے جاہل مسلمان کیا کرتے ہیں جس کو ہمارے عرف میں گودنا کہتے ہیں تو وہ صرف دھو ڈالنے سے پاک ہو جائے گا جلد چھیل کر اس رنگ کو نکالنا نہ چاہیے (شامی صفحہ ۲۴۱ ج ۱)

۹۔ اگر ٹوٹے ہوئے دانت کو جو ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا ہے اس کی جگہ پر رکھ کر جمایا جائے خواہ پاک چیز سے یا ناپاک چیز سے اور اسی طرح اگر کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کے بدلے کوئی ناپاک ہڈی رکھ دی جائے یا کسی زخم میں کوئی ناپاک چیز بھر دی جائے اور وہ اچھا ہو جائے تو اس کو نکالنا نہ چاہیے بلکہ وہ[ع۵] خود بخود پاک ہو جائے گا (شامی صفحہ ۲۴۱ ج ۱)

اگرچہ ہم ناپاک چیزوں کے پاک کرنے کا طریقہ اور ان کی پاک کرنے والی چیزیں نہایت عمدہ تفصیل سے لکھ چکے ہیں جس کے دیکھنے کے بعد ہر چیز کی پاکی و ناپاکی اور اس کے کرنے کے متعدد طریقے ہر شخص کو بہت آسانی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ ایک نقشہ اس قسم کا بنا دیں جس کو دیکھ کر ہر شخص کو پاک کرنے کے طریقوں کی تعداد اور جو چیز جس جس طریقہ سے پاک ہو سکتی ہے اس کی کیفیت سے بخوبی واقف ہو جائے اور وہ مضامین جو اوپر لکھے گئے ہیں ایک اچھی صورت میں صفحۂ دل پر نقش ہو جائیں۔

وہ نقشہ یہ ہے

نمبر شمار	پاک کرنے والی چیزیں	پاک ہونے والی چیزیں
۱	**دھونا** خواہ پاک پانی سے ہو یا کسی ایسی بہنے والی چیز سے جو نجاست کو دور کر دے جیسے کیوڑہ، گلاب اور دوسرے عرقیات بخلاف دودھ تیل وغیرہ کے کہ یہ بوجہ چکناہٹ کے نجاست کو دور نہیں کر سکتے	اس طریقہ سے وہ چیزیں پاک ہو جاتی ہیں جن کی نجاست ذاتی نہیں ہے بلکہ کسی دوسری نجاست کی وجہ سے ناپاک ہو جاتی ہیں نجاست غیر مرئیہ میں یہ طریقہ تین مرتبہ عمل میں لانا چاہیے اور مرئیہ میں صرف اسی قدر کہ وہ نجاست دور ہو جائے۔

ع۵ اگرچہ یہ ناپاک ہے لیکن چونکہ اس کے علیحدہ کرنے سے تکلیف اور نقصان ہو گا اس لیے معاف ہے۔ ۱۲

نمبر شمار	پاک کرنے والی چیزیں	پاک ہونے والی چیزیں
۲	**حقیقت کا بدل جانا** خواہ جلانے سے یا کسی دوا سے یا اور کسی ترکیب سے	اس طریقہ سے تمام نجس چیزیں پاک ہوجاتی ہیں خواہ ان کی نجاست ذاتی ہو یا عارضی یعنی کسی دوسری نجاست کی وجہ سے
۳	**چاٹنا** خواہ انسان چاٹنے کافر ہو یا مسلمان عورت ہو یا مرد بچہ ہو یا بوڑھا یا کوئی ایسا جانور چاٹے جس کا جھوٹا پاک ہے	اس طریقہ سے صرف ناپاک چیزیں پاک ہوتی ہیں کہ جن کی نجاست عارضی ہو جیسے عورت کا پستان ناپاک ہوجائے تو بچہ کے چاٹنے سے پاک ہوجاتا ہے۔
۴	**آگ سے جلا دینا**	مٹی اور پتھر کی چیزیں یا وہ چیزیں جن میں مسام نہیں
۵	**تحت** (چھیلنا) خواہ چاقو، چھری، کھرپی وغیرہ سے یا ناخن سے یا اور کسی چیز سے یا رگڑ ڈالنے سے	اس طریقہ سے وہ چیزیں پاک ہوجاتی ہیں جو چمڑے سے بنی ہوں جیسے موزہ وغیرہ
۶	**مسح** (پونچھنا) تر کپڑے سے یا تر ہاتھ سے یا اور کسی تر چیز سے مثل روئی وغیرہ کے	اس سے وہ ناپاک چیزیں پاک ہوجاتی ہیں جن کو دھو نہ سکتے ہوں مثل اس زخم کے جس کو دھونا نقصان کرتا ہو۔
۷	**دَلک** (ملنا) زمین پر ڈال کر یا خود اس پر مٹی چھوڑ کر	اس سے وہ ناپاک چیزیں جو چمڑے کی قسم سے ہوں پاک ہوجاتی ہیں
۸	**فرک** (ہاتھ سے کھرچنا)	یہ طریقہ صرف جسم اور کپڑے کو پاک کرتا ہے جو بوجہ منی لگ جانے کے ناپاک ہوگیا ہو منی خواہ مرد کی ہو یا عورت کی۔
۹	**قُلب** (الٹ دینا) یعنی نیچے کے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کر دینا بشرطیکہ نجاست کی بدبو باقی نہ رہے۔	اس طریقہ سے صرف ناپاک زمینیں پاک ہوتی ہیں۔

Marfat.com

نمبر شمار	پاک کرنے والی چیزیں	پاک ہونے والی چیزیں
۱۰	یبس (سوکھ جانا) خواہ دھوپ سے یا آگ سے یا ہوا وغیرہ سے	یہ طریقہ صرف ان ناپاک چیزوں کے پاک کرنے کا ہے جو زمین سے اُگنے والی چیزیں ہوں بشرطیکہ اس پر لگی ہوں جیسے درخت گھاس چوبی ستون دروازہ کی چوکھٹ بازو وغیرہ
۱۱	نزح (کنویں سے پانی نکالنا)	اس طریقہ سے صرف کنویں کا باقی پانی اور کنویں کی مٹی اور اس کی اینٹیں اور وہ ڈول جس سے پانی نکالا گیا ہے اور پانی نکالنے والوں کے ہاتھ پیر پاک ہوجاتے ہیں
۱۲	ذبح (کسی جانور کو حلال کرنا) دموی جانور کا خون شرعی طور پر نکال ڈالنا اس کی تفصیل اور قسمیں انشاء اللہ آئندہ بیان ہوں گی	اس طریقہ سے سؤر کے سوا تمام جانوروں کی کھال پاک ہوجاتی ہے حرام ہوں یا حلال اور حلال جانوروں کا گوشت بھی پاک ہوجاتا ہے
۱۳	دباغت (چمڑے کی رطوبت کا دور کرنا) خواہ کسی دوا سے یا بغیر دوا کے اس طرح کہ اس کی بو جاتی رہے	اس طریقہ سے سؤر کے سوا تمام جانوروں کی کھال پاک ہوجاتی ہے حرام ہوں یا حلال مردہ کی کھال ہو یا زندہ کی۔

متفرق مسائل

مسئلہ (۱) جو چیزیں بغیر دھوئے پاک ہوجاتی ہیں خواہ ملنے سے یا خشک ہونے سے وہ اگر کسی طرح تر ہوجائیں تو ناپاک نہ ہوں گی اور اسی طرح اگر یہ چیزیں کسی قلیل پانی میں گر جائیں وہ پانی ناپاک نہ ہوگا (شامی صفحہ ۲۲۹ ج ۱)

Marfat.com

مسئلہ (۲) نجاست نمازی کے جسم پر نہ ہو اور نہ اس کے جسم سے ملی ہوئی ہو اور نہ اس کپڑے پر ہو جس کو وہ پہنے ہوئے ہے اور نہ ایسی چیز پر ہو جس کا قیام وقرار نمازی کے جسم کی وجہ سے ہو تو اس کا اعتبار نہیں۔

مثال (۱) کسی جانور کے جسم پر نجاست ہو اور وہ نمازی کے سر پر آ بیٹھے (۲) خشک نجاست زمین پر ہو اور نمازی کا کپڑا اس پر پڑ جائے (۳) بڑا لڑکا جو خود اٹھ بیٹھ سکتا ہو اور اس کے جسم پر نجاست ہو وہ نمازی کی گود میں آکر بیٹھ جائے (شامی ص۲۳۲ ج ۱، و طحطاوی، مراقی الفلاح ص۸۵)

مسئلہ (۳) کوئی چیز اگر ناپاک ہو جائے اور نجاست کا مقام یاد نہ رہے اور نہ کسی مقام خاص پر گمان غالب ہو تو ایسی صورت میں وہ چیز پوری دھونی چاہیے (شامی ص۲۱۹ ج۱)

مسئلہ (۴) ناپاک چیز ایسی کہ جو چکنی ہو جیسے تیل، گھی، مردار کی چربی اگر کسی چیز میں لگ جائے اور اس قدر دھوئی جائے کہ پانی صاف نکلنے لگے تو پاک ہو جائیگی اگرچہ اس ناپاک چیز کی چکناہٹ باقی ہو (شامی ص۲۲۱ ج ۱)

مسئلہ (۵) ناپاک چیز پانی میں گرے اور اس کے گرنے سے چھینٹیں اڑ کر کسی پر پڑ جائیں تو وہ پاک ہیں بشرطیکہ نجاست کا کچھ اثر ان چھینٹوں میں نہ ہو (مراقی الفلاح ص۸۵)

مسئلہ (۶) کپڑا اگر ناپاک اور تر ہو مگر ایسا تر نہ ہو کہ نچوڑ سکیں تو اس میں اگر کوئی خشک کپڑا لپٹ جائے تو وہ ناپاک نہ ہو گا بشرطیکہ وہ ناپاک کپڑا عین نجاست سے ناپاک نہ ہو بلکہ ایسی چیز سے جس کو نجاست نے ناپاک کر دیا ہو جیسے ناپاک پانی اور اگر عین نجاست جیسے پیشاب وغیرہ سے ناپاک ہوا ہو تو پھر وہ خشک کپڑا جو اس میں لپٹ گیا ہے ناپاک ہو جائے گا (مراقی الفلاح ص۸۵)

مسئلہ (۷) زمین یا اور کسی نجس چیز پر بھیگا کپڑا سوکھنے کو ڈال دیں یا ویسے ہی رکھ دیں تو ناپاک نہ ہو گا بشرطیکہ نجاست کا اثر اس میں نہ معلوم ہو خواہ زمین وغیرہ خشک ہو یا تر (مراقی الفلاح ص۸۵ و عالمگیری)

مسئلہ (۸) بکری یا اور جانوروں کے سر اور پیر پر ذبح کرنے کے بعد جو خون ہوتا ہے وہ جلا دینے سے پاک ہو جاتا ہے (مراقی الفلاح)

مسئلہ (۹) کتے کا لعاب اگر کسی برتن میں لگ جائے تو تین بار دھونے سے

پاک ہو جائے گا۔ برتن خواہ مٹی کا ہو یا اور کسی چیز کا لیکن سات بار دھونا بہتر ہے اور ایک بار اسی سات بار میں مٹی سے دھونا چاہیے۔

مسئلہ (۱۰) دوہرا کپڑا یا روئی کا کپڑا اگر ایک جانب نجس ہو جائے اور ایک جانب پاک ہو تو کل ناپاک سمجھا جائے گا نماز اس پر درست نہیں۔ (خزانۃ المفتین)

مسئلہ (۱۱) پکتے ہوئے گوشت یا اور کسی پکتی ہوئی چیز میں نجاست پڑ جائے تو پاک نہیں ہو سکتا (مراقی الفلاح صفحہ ۸۶)

مسئلہ (۱۲) مرغی یا اور کوئی پرند پیٹ چاک کرنے اور اس کی آلائش نکالنے سے پہلے پانی میں جوش دی جائے جیسا کہ آج کل انگریزوں اور ان کے ہم منش ہندوستانیوں کا دستور ہے تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتی

استنجا کے مسائل

انسان کے اعضائے مخصوصہ پر پاخانہ پیشاب کے نکلنے سے جو نجاست لگ جاتی ہے اس کے پاک کرنے کے طریقے اور دوسری پاک چیزوں کے پاک کرنے کے طریقے میں کچھ فرق ہے اس لیے اس کے مسائل اور اس کے آداب علیحدہ بیان کئے جاتے ہیں۔

پیشاب پاخانہ جہاں درست نہیں

مسجد میں یا مسجد کی چھت پر پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے۔ ایسی جگہ پاخانہ یا پیشاب کرنا جہاں قبلہ[ع] کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا پڑے مکروہ تحریمی ہے خواہ جنگل ہو یا آبادی

ع اس بیان میں بعض الفاظ اس قسم کے آئیں گے جن کے معنی بیان کئے گئے جیسے سنت، مکروہ وغیرہ ان کے معنی نجاست حکمیہ کے بیان میں لکھے جائیں گے۔ ۱۲

ع حاصل یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے اگر کوئی شخص بھولے سے قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کر کے بیٹھ جائے اور درمیان میں یاد آئے تو اسی حالت میں اس کو چاہیے کہ دوسری طرف پھر کر بیٹھ جائے قبلہ کی طرف ایسی حالت میں منہ یا پیٹھ کرنا قبلہ کی بے تعظیمی ہے۔ ۱۲ (شامی)

Marfat.com

اور ایسی جگہ استنجا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی خزانۃ المفتیین، مجمع الانہر)

چھوٹے بچوں کو پاخانہ پیشاب کے لیے ایسی جگہ بٹھلانا جہاں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ ہو ناجائز ہے۔ اور اس کا گناہ بٹھلانے والے پر ہے (شامی خزانۃ المفتیین طحطاوی)

چاند، سورج کی طرف پاخانہ یا پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے (شامی)

راکد قلیل پانی میں پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے اور راکد کثیر میں مکروہ تحریمی اور جاری میں مکروہ تنزیہی ہے۔ (مراقی الفلاح ط۲ وشامی و در مختار)

برتن میں پاخانہ پیشاب کرکے پانی میں ڈالنا یا ایسی جگہ پاخانہ پیشاب کرنا جہاں سے بہہ کر پانی میں چلا جائے مکروہ[عہ] ہے۔ (شامی)

نہر اور تالاب وغیرہ کے کنارے پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہے اگر نجاست اس میں نہ گرے اور اسی طرح ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہوں، اور اسی طرح پھل پھول والے درخت کے نیچے جاڑوں میں جس جگہ دھوپ لینے کو لوگ بیٹھتے ہوں، جانوروں کے درمیان میں، مسجد اور عید گاہ کے اس قدر قریب جس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہووے قبرستان میں، یا ایسی جگہ جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں، راستہ[عہ] میں، ہوا کے رُخ پر، سوراخ میں، راستہ کے قریب اور قافلہ یا کسی مجمع کے قریب مکروہ تحریمی ہے۔

حاصل یہ ہے کہ ایسی جگہ جہاں لوگ بیٹھتے اُٹھتے ہوں اور ان کو تکلیف ہو اور ایسی جگہ جہاں سے بہہ کر اپنی طرف آئے مکروہ ہے (شامی خزانۃ المفیین)

پیشاب پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہیے

بات کرنا، بلا ضرورت کھانسنا، کسی آیت یا حدیث یا اور متبرک چیز کا پڑھنا ایسی چیز جس پر خدا یا نبی یا کسی فرشتہ یا کسی معظم کا نام ہو یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوئی ہو اپنے

عہ البتہ جو لوگ دریا کا سفر کرتے ہیں ان کو بوجہ مجبوری جائز ہے۔ ۱۲ (شامی)

عہ اس سے عام راستہ مراد ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا بہت لوگ اس راستہ سے گزرتے ہوں یا کم ۱۲

Marfat.com

ساتھ رکھنا، بلا ضرورت لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا، تمام کپڑے اُتار کر برہنہ ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا، داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا (خزانۃ المفتیین، شامی، مراقی الفلاح)

جن چیزوں سے استنجا درست نہیں

ہڈی، کھانے کی چیزیں، لید اور کل ناپاک چیزیں وہ ڈھیلہ یا پتھر جس سے ایک مرتبہ استنجا ہو چکا ہو، پختہ اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، لوہا، چاندی، سونا، پیتل وغیرہ کوئلہ، چونہ، (مراقی الفلاح)

اور ایسی چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کرے جیسے سرکہ وغیرہ (طحطاوی، خزانۃ المفتیین)

وہ چیزیں جس کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں جیسے بھس اور گھاس وغیرہ اور ایسی چیزیں جو قیمت والی ہوں[عہ] خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت ہو۔ جیسے کپڑا، عرق[عہ] وغیرہ۔ آدمی کے اجزاء جیسے بال، ہڈی، گوشت وغیرہ حیوان کا وہ جزو جو اس سے متصل ہو، مسجد کی چٹائی یا کوڑا یا جھاڑو وغیرہ، درختوں کے پتے، کاغذ خواہ لکھا[سہ] ہوا ہو یا سادہ، زمزم کا پانی، وضو کا بچا ہوا پانی، دوسرے کے مال سے بلا اس کی اجازت و رضامندی کے خواہ وہ پانی ہو یا کپڑا یا اور کوئی چیز، روئی تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا ان کے جانور نفع اٹھائیں۔
ان تمام چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے (شامی و طحطاوی)

جن چیزوں سے استنجا بلا کراہت درست ہے

پانی، مٹی کا ڈھیلا،[للعہ] پتھر، کپڑا اور کل وہ چیزیں جو پاک ہوں اور نجاست کو دور کر دیں

عہ قیمتی چیز سے استنجا کرنا اس وقت مکروہ ہے جب یہ خیال ہو کہ استنجا کرنے سے وہ چیز بالکل بیکار ہو جائے گی یا اس کی قیمت کم ہو جائے گی اور اگر استنجا کرنے کے بعد دھونے سے وہ چیز کام میں آ سکے اور قیمت اس کی کم نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے

عہ عرق سے استنجا اگر کر لیا جائے تو درست ہے لیکن چونکہ اس میں مال ضائع ہوتا ہے اس وجہ سے مکروہ ہے ۱۲

سہ خواہ اس پر انگریزی لکھی ہو یا ناگری یا فلسفہ یا کوئی چیز ہو ہر حال میں اس سے استنجا کرنا مکروہ ہے ۱۲

للعہ اس میں یہ شرط ہے کہ نہ بہت کھردرا ہو جو تکلیف دے نہ ایسا چکنا ہو جو نجاست کو دور نہ کر سکے (مراقی الفلاح)

Marfat.com

بشرطیکہ مال اور محترم نہ ہوں (در مختار و مراقی الفلاح و خزانۃ المفتیین)

استنجا کا طریقہ

جس شخص کو پاخانہ یا پیشاب کی ضرورت ہو اس کو چاہیے کہ اس سے پہلے کہ وہ اسکو مجبور کر دے اٹھے اور کسی علیحدہ مکان میں جائے اور اگر جنگل میں جائے تو اتنی دور نکل جائے کہ لوگوں کی نظر سے غائب ہو جائے اور ننگے سر نہ ہو جب پاخانہ کے دروازے پر پہنچے بِسْمِ اللّٰہِ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (عہ) پڑھے اور پاخانہ میں پہلے بایاں پیر رکھے اور بیٹھنے کے بعد اپنے جسم کو کھولے اور بائیں پیر پر زور دے کر پیر پھیلا کر بیٹھے اور اپنے خیال کو پاخانہ کے سوا اور کسی طرف نہ لے جائے خاص کر دین کی باتوں کی طرف اور اس حالت میں کسی سے بات نہ کرے یہاں تک کہ سلام یا سلام کا جواب یا چھینک کے بعد الحمد اللہ بھی نہ کہے اور اذان کا جواب بھی نہ دے اور اپنے جسم خصوصاً شرمگاہ کو نہ دیکھے اور نہ پاخانہ پیشاب کو اور پاخانہ پیشاب میں نہ تھوکے اور بلا ضرورت زیادہ دیر تک نہ ٹھہرے اور نہ اپنے بدن سے شغل کرے اور نہ نگاہ کو اونچا اٹھائے بلکہ نہایت شرم و حیاء کی حالت میں بیٹھے اور اس امر کی کوشش کرے کہ اپنی ضرورت سے اچھی طرح فارغ ہو جائے اور فارغ ہونے کے بعد بقدر ضرورت ڈھیلوں کا استعمال کرے اس طرح کہ پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کو لے جائے اور دوسرا پیچھے سے آگے کو اور تیسرا پھر پہلے کی طرح بشرطیکہ گرمی کا زمانہ ہو ورنہ ڈھیلا پیچھے سے آگے کو اور دوسرا اس کے خلاف اور تیسرا پہلے کی طرح اور یہ صورتیں مردوں کے لیے ہیں عورتوں کو ہر زمانہ میں دوسری صورت کے موافق کرنا چاہیے اور کھڑے ہونے سے پہلے اپنے جسم کو بند کر لے اور نکلتے وقت پہلے داہنا پیر نکالے اور بعد نکلنے کے یہ دعا پڑھے غُفْرَانَکَ (عہ) اَللّٰهُمَّ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیْ

عہ ترجمہ اس عبارت کا یہ ہے۔ اللہ کا نام لے کر اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تیرے وسیلے سے ناپاکی اور ناپاک چیزوں سے ۱۲۔

عہ ترجمہ اس کا یہ ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے تیری بخشش چاہتا ہوں سب تعریفیں اسی اللہ کو (باقی اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

مَا يُؤْذِيْنِيْ وَاَمْسَكَ مَا يَنْفَعُنِيْ اس کے بعد ڈھیلے سے اتنی دیر تک استنجا کرے کہ پھر قطرہ آنے کا شبہ نہ رہے اور پورا اطمینان ہو جائے. خواہ حرکت کرے اور چلنے سے یا اور کسی طرح پھر جب ڈھیلے سے استنجا کر چکے تو پانی سے استنجا کرے پانی سے استنجا کرنے کے لیے کسی دوسری جگہ جائے اور پہلے اپنے ہاتھ تین مرتبہ دھوئے اور جسم کھلنے سے پہلے یہ دعا پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِحَمْدِهٖ عہ الحمد للہ علی دین الاسلام اللّٰھم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطھرین الذین لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون. پھر پانی سے پہلے اپنے پاخانہ کے مقام کو دھوئے اس کے بعد پیشاب کے مقام کو اور مبالغہ کے ساتھ استنجا کرے اس طرح کہ نجاست کی بو جاتی رہے اس کے بعد اپنا ہاتھ زمین یا مٹی سے مل کر تین مرتبہ دھوئے اور کوئی کپڑا وغیرہ ہو تو اس سے اپنے جسم کے پانی کو صاف کرے پھر پاجامہ یا ازار باندھ لے اور اس کے بعد نکلتے وقت یہ دعا پڑھے۔ عہ الحمد للہ الذی جعل الماء طھوراً والاسلام نوراً قائدا و دلیلا الی اللہ والی جنات النعیم اللھم حصن فرجی وطھر قلبی و محص ذنوبی (شامی)

استنجا کے احکام

(۱) استنجا کرنا سنت مؤکدہ ہے بشرطیکہ اپنے نکلنے کی جگہ سے نہ بڑھے اور اگر اپنی جگہ سے بڑھ جائے خواہ درہم سے ص

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۷۰) جس نے دور کر دی مجھ سے وہ چیز جو مجھ کو تکلیف دیتی اور باقی رکھی وہ چیز جو مجھ کو فائدہ کرتی ہے انسان جو غذا کھاتا ہے اس کا فضلہ دفع ہو جاتا ہے اور اگر نہ دفع ہو تو بیماری کا خوف ہے اور خون وغیرہ جو اس سے بنتا ہے باقی رہتا ہے اگر نہ رہے تو زندگی کی کوئی صورت نہیں ۱۲

عہ بزرگ خدا کا نام لے کر اور اس کی تعریف کر کے اللہ کا شکر ہے کہ دین اسلام پر ہے اللہ مجھ کو اس گروہ سے کر جو گناہوں سے توبہ کرتے ہیں اور نجاستوں سے پاک رہتے ہیں اور ان کو کچھ خوف ہوتا ہے نہ رنج ۱۲

عہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے پانی کو پاک کرنیوالا بنایا اور اسلام کو ایسی روشنی بنایا کہ جس کے ذریعہ سے اس کی بارگاہ تک رسائی ہوتی ہے اور جنت ملتی ہے اے اللہ شرمگاہ کو گناہوں سے بچا اور میرے دل کو پاک کر اور میرے گناہوں کو معاف فرما ۱۲

ص یہ مذہب امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور قاضی ابو یوسف اور امام صاحب رحمۃ اللہ علیہما درہم سے کم کو فرض نہیں سمجھتے تاوقتیکہ درہم سے زیادہ نہ ہو ۱۲

یا زیادہ تو اس کا دھونا فرض ہے (مراقی الفلاح)

(۲) جس جگہ پاخانہ پیشاب کیا جائے اگر وہاں سے کوئی شخص بے استنجا کئے اٹھ جائے اور اس وجہ سے نجاست اپنی جگہ سے بڑھ جائے تو استنجا کرنا واجب ہے اور اگر نہ بڑھے تو مسنون ہے عہ

(۳) فصد اور خروج ریح اور سونے کے بعد استنجا کرنا بدعت ہے۔

(۴) جو پاک چیز پاخانہ کے مقام سے نکلے جیسے کوئی کنکری یا دانہ وغیرہ تو اس کے بعد استنجا کرنا بدعت ہے بشرطیکہ اس پر نجاست نہ لگی ہو عہ۔

(۵) جب کوئی ناپاک چیز پاخانہ پیشاب کے مقام سے نکلے تو اس کے بعد استنجا کرنا چاہیے خواہ وہ پاخانہ پیشاب ہو یا اس کے سوا جیسے خون، پیپ وغیرہ

(۶) پاخانہ پیشاب کے مقام پر کسی دوسرے کی نجاست لگ جائے تو اس کا دھونا پانی سے فرض ہے اور اگر ڈھیلہ، پتھر وغیرہ سے استنجا کرے تو درست نہیں۔

(۷) نجاست اگر ایسی خشک ہو جائے جو ڈھیلے سے نہ چھوٹ سکے تو پھر صرف پانی سے استنجا کرنا چاہیے۔

(۸) استنجا میں طاق عدد کا استعمال مسنون ہے خواہ وہ تین ہوں یا پانچ یا سات لیکن کم سے کم اس قدر ضرور ہوں جن سے وہ نجاست دور ہو جائے اور یہ شرط ہے کہ تین سے کم نہ ہوں اگرچہ اس سے کم میں بھی نجاست دور ہو سکتی ہے۔

(۹) بعد ڈھیلے کے پانی سے استنجا سہ کرنا مسنون للعہ ہے

عہ بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ اگر بغیر استنجا کئے ہوئے اٹھ جائے تو اس کو استنجا کرنا واجب ہے۔ خواہ نجاست بڑھے یا نہ بڑھے صحیح نہیں ۱۲

عہ اور اگر اس پر نجاست لگی ہوئی ہو تو بوجہ اس نجاست لگی ہوئی ہو تو بوجہ اس نجاست کے استنجا کرنا ہوگا ۱۲

سہ پانی اور ڈھیلے دونوں سے استنجا کرنا مسنون ہے اور اگر دونوں سے نہ ہو سکے تو پانی سے استنجا کرنا بہ نسبت ڈھیلے وغیرہ کے بہتر ہے۔ ۱۲

للعہ اس میں یہ شرط ہے کہ تنہائی میں استنجا کیا جائے تاکہ دوسرا کوئی اس کے جسم کو نہ دیکھے اور اگر کہیں اتفاق سے ایسا موقع ہو کہ تنہائی نہ ہو سکے تو پھر پانی سے استنجا کرنا چاہیے اس لیے کہ ستر کا دوسرے شخص کو دکھلانا حرام ہے البتہ مرد کو اپنی عورت اور عورت کو اپنے شوہر کے سامنے استنجا کرنا جائز ہے ۱۲

نجاست حکمیہ سے پاک ہونے کا طریقہ

نجاست حکمیہ کی ایک قسم یعنی حدث اصغر کی طہارت وضو اور تیمم سے ہوتی ہے اور دوسری قسم یعنی حدث اکبر کی طہارت غسل اور تیمم سے ہوتی ہے اس لیے پہلے ایک مقدمہ لکھا جاتا ہے جس میں وضو، تیمم اور غسل کے اصطلاحی الفاظ کے معانی ظاہر کیے جائینگے اس کے بعد ہر ایک کا بیان بہ تفصیل لکھا جائے گا۔ عـہ

مقدمہ

جو احکام الٰہی بندوں کے افعال و اعمال کے متعلق ہیں ان کی آٹھ قسمیں ہیں۔

(۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت (۴) مستحب (۵) حرام (۶) مکروہ تحریمی (۷) مکروہ تنزیہی (۸) مباح

(۱) فرض وہ فعل جس کا بلا عذر چھوڑنے والا فاسق مستحق عذاب اور اس کا منکر کافر ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں فرض عین اور کفایہ۔

۲- فرض عین۔ جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو شخص بلا عذر چھوڑ دے وہ فاسق اور مستحق عذاب ہے جیسے پنج وقتی اور جمعہ کی نماز وغیرہ۔

۳- فرض کفایہ۔ جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا اور اگر کوئی نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ۔

۴- واجب۔ وہ فعل ہے جس کا بلا عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔ بشرطیکہ بلا کسی تاویل اور شبہ کے چھوڑے اور جو شخص اس کو ہلکا سمجھ کر چھوڑے وہ گمراہ ہے اور منکر اس کا کافر نہیں۔

(۵) سُنّت۔ وہ فعل جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں۔ سنت موکدہ، سنت غیر موکدہ۔

۶- سنت موکدہ۔ وہ فعل جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو

عـہ چند الفاظ کا استعمال نواقض وضو میں ہوتا ہے ان کو وہیں بیان کریں گے ۱۲

Marfat.com

اور بلا عذر کبھی ترک نہ کیا ہو لیکن ترک کرنے والے پر کسی قسم کا زجر اور تنبیہ نہ کی ہو اس کا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب کا ہے یعنی بلا عذر چھوڑنے والا اور اس کی عادت کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا ہاں اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں مگر واجب کے چھوڑنے میں بہ نسبت اس کے چھوڑنے کے گناہ زیادہ ہے۔

۷۔ سنت غیر مؤکدہ۔ وہ فعل جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور بلا عذر کبھی ترک بھی کیا ہو اور اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں اور اس کو سنت زائد اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔

۸۔ مستحب۔ وہ فعل جس کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کیا لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اس کو فقہا کی اصطلاح میں نفل اور مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔

۹۔ حرام۔ وہ فعل جس کا عذر کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق اور منکر اس کا مثل فرض عـه کا منکر کافر ہے۔

۱۰۔ مکروہ تحریمی۔ وہ فعل جس کا بغیر عذر کے کرنا باعث گناہ اور اس کا منکر واجب کے منکر کی طرح کافر نہیں بہ لحاظ عمل کے واجب اور مکروہ تحریمی برابر ہیں فرق صرف اعتقاد کا ہے یعنی انکار حرام کفر ہے۔ اور مکروہ تحریمی کا انکار کفر نہیں۔

۱۱۔ مکروہ تنزیہی۔ وہ فعل جس کے نہ کرنے میں ثواب ہے اور نہ کرنے میں عذاب نہیں۔

۱۲۔ مباح۔ وہ فعل جس کے کرنے میں ثواب اور نہ کرنے میں عذاب نہ ہو۔

۱۳۔ جنابت۔ مرد یا عورت کی وہ حالت جس میں اس پر غسل فرض ہو جائے بشرطیکہ حیض

عـه حدیث شریف میں ہے مَنْ تَرَکَ سُنَّتِیْ لَمْ یَنَلْ شَفَاعَتِیْ (جس نے میری سنت چھوڑ دی وہ میری شفاعت سے محروم رہے گا ۱۲

عـه فرض مثل حرام کے ہے فرق اتنا ہے کہ فرض کا کرنا ضروری ہے اور حرام کا نہ کرنا اسی طرح واجب ہے اور مکروہ تحریمی یکساں ہیں اور مستحب اور مکروہ تنزیہی یکساں ہیں ۱۲

سے مستحب کا چھوڑنا مکروہ تنزیہی نہیں یعنی یہ کلیہ نہیں کہ مستحب کا ترک مکروہ تنزیہی ہو ہاں اگر کراہت کی کوئی دلیل ہو تو مکروہ ہے ورنہ نہیں ۱۲

Marfat.com

ونفاس سے نہ ہو

ف ہم مرد اور عورت کے عضو مخصوص کو خاص حصہ میں لکھیں گے اور پاخانہ کے مقام کو مشترک حصہ ہیں

وضو کا بیان

صحیح یہ ہے کہ وضو اگلی اُمتوں میں بھی تھا اس امت کے ساتھ نہیں عہ (عمدۃ القاری)

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت کو جس کا ایک فرد وضو ہے) نصف ایمان فرمایا ہے (ترمذی)

ایمان کے دو حصے ہیں (۱) اعتقاد اور (۲) عمل، عمل کا بڑا حصہ یعنی نماز طہارت پر موقوف ہے اس لیے اس کو نصف ایمان فرمایا گیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کرنے سے اللہ تعالیٰ صغیرہ گناہوں کو معاف کرتا ہے۔ اور آخرت میں بڑے مرتبے دیتا ہے اور وضو کرنے سے تمام بدن عہ کے گناہ نکل جاتے ہیں (بخاری ومسلم)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسنون طریقے سے وضو کرے اور اس کے بعد کلمہ شہادت پڑھے اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے چاہے جائے (مسلم)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن میری امت کہہ کر پکاری جائے گی

عہ ہاں اعضائے وضو کا روشن ہوجانا اس امت کے ساتھ خاص ہے ۱۲

عہ بعض احادیث میں ہے کہ منہ دھونے سے وہ گناہ معاف ہوتے ہیں جو آنکھ سے ہوئے تھے اور ہاتھ دھونے سے وہ گناہ معاف ہوتے ہیں جو ہاتھ سے ہوئے تھے اور پیر دھونے سے وہ گناہ معاف ہوتے ہیں جو پیر سے ہوئے تھے گویا میل کے ساتھ گناہ بھی دھل جاتے ہیں یہاں تک کہ آدمی وضو کے بعد گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے اس حدیث سے آنکھ اور پیر ہاتھ کی تخصیص سے یہ گمان نہ ہونا چاہیے کہ اور اعضائے گناہ معاف نہیں ہوتے اس لیے کہ بعد میں یہ فرمایا گیا ہے کہ بعد وضو کے گناہوں سے پاک ہوجاتا ہے اور دوسری حدیثوں میں بدن کا لفظ ہے جو تمام اعضا پر بولا جاتا ہے ۱۲

یہ اس لیے کہ وضو کا پانی جن اعضا پر پڑتا ہے وہ اعضا قیامت کے دن نہایت چمک دار روشن ہو جائیں گے (بخاری و مسلم)

بعض احادیث میں ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنی امت کو قیامت کے دن پہچان لوں گا کسی نے پوچھا کہ حضرتؐ اتنے کثیر مجمع میں آپ کیسے پہچان لیں گے۔ ارشاد ہوا کہ ایک پہچان ہوگی وہ یہ کہ وضو کی وجہ سے ان کے منہ ہاتھ پیر چمکتے ہوں گے۔

(۵) باوضو رہنے سے آدمی شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے احادیث میں ہے کہ ہر وقت باوضو رہنا سوا مومن کامل کے اور کسی سے نہیں ہو سکتا۔

(۶) باوضو نماز کے لیے مسجد جانے میں ہر قدم پر گناہ معاف ہوتے ہیں اور ثواب ملتا ہے۔

(۷) باوضو مسجد میں نماز کا انتظار کرنے سے جتنا وقت انتظار میں گزرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے اور نماز کا ثواب ملتا ہے۔

وضو کے واجب ہونے کی شرطیں

۱۔ مسلمان[عہ] ہونا، کافر پر وضو واجب نہیں

۲۔ بالغ ہونا، نابالغ پر وضو واجب نہیں

۳۔ عاقل ہونا، دیوانہ، مست اور بیہوش پر وضو واجب نہیں۔

۴۔ پانی کے استعمال[عہ] پر قادر ہونا جس شخص کو پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہو اس پر وضو واجب نہیں۔

۵۔ نماز کا اس قدر وقت باقی رہنا کہ جس میں وضو اور نماز کی گنجائش ہو۔ اگر کسی شخص کو اتنا وقت نہ ملے تو اس پر وضو واجب نہیں۔ مثال کوئی کافر ایسے وقت میں اسلام لایا کہ وضو اور نماز دونوں کی گنجائش نہیں کوئی نابالغ ایسے تنگ وقت بالغ ہوا۔

عہ اس لیے کہ وضو عبادت ہے اور کافروں کو عبادت کا حکم نہیں دیا گیا نہ ان کی عبادت قبول ہوتی ہے جب تک وہ ایمان نہ لا دیں ۱۲

عہ پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونے کی صورتیں تیمم کے بیان میں آئیں گی ۱۲

Marfat.com

وضو کے صحیح ہونے کی شرطیں

۱۔ تمام اعضا پر پانی کا پہنچ جانا اگر کوئی جگہ بال کے برابر بھی خشک رہ جائے گی تو وضو نہ ہوگا۔

۲۔ جسم پر ایسی چیز کا نہ ہونا جس کی وجہ سے جسم پر پانی نہ پہنچ سکے۔

مثال۔ اعضائے وضو پر چربی یا خشک موم لگا ہو۔ انگلی میں تنگ انگوٹھی ہو۔

۳۔ جن حالتوں میں وضو جاتا رہتا ہے اور جو چیزیں وضو کو توڑتی ہیں حالت وضو میں ان چیزوں کا نہ ہونا بشرطیکہ وہ شخص معذور[عہ] نہ ہو حیض[۱] یا نفاس والی عورت وضو کرے تو درست نہیں، جنب[۲] اگر وضو کرے تو نہ ہوگا، پاخانہ[۳] پیشاب کرتے وقت کرے تو نہ ہوگا۔

وضو کے احکام

وضو فرض ہے نماز کے لیے نفل ہو یا سنت واجب ہو یا فرض جنازہ کی نماز ہو یا سجدۂ تلاوت۔

واجب ہے کعبہ[۴] مکرمہ کے طواف کے لیے۔ قرآن[۵] مجید چھونے کے لیے۔

سنت ہے سوتے[۶] وقت، غسل کے پہلے

مستحب ہے اذان[۷]، تکبیر کے وقت خطبہ پڑھتے وقت خواہ نکاح کا ہو یا جمعہ کا یا اور کسی چیز کا اور علم دین[۸] کی تعلیم کے وقت، دین کی کتابیں چھوتے وقت، اسلام یا سلام[۹] کا جواب دیتے وقت اللہ تعالیٰ[۱۰] کا ذکر کرتے وقت سو[۱۱] کر اٹھنے کے بعد، اونٹ[۱۲] کا گوشت کھانے کے بعد، میت[۱۳] کو غسل دینے کے بعد، جنازہ[۱۴] اٹھانے کے لیے، ہر وقت[۱۱] باوضو رہنا، نبی[۱۲] صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے، عرفات[عہ] میں ٹھہرنے کے لیے، سعی[۱۳] صفا مروہ[مہ] کے لیے جنب[۱۵] کو قبل غسل کھانا کھانے کے لیے اور اپنی زوجہ[۱۶] سے خواہش پورا کرنے کے لیے

عہ معذور کا وضو ان حالتوں کے ساتھ بھی صحیح ہو جاتا ہے جیسے کسی کو پیشاب کا مرض ہو کہ ہر وقت پیشاب جاری رہتا ہے تو اس کا وضو اسی حالت میں درست ہے۔ ۱۲۔

عہ عرفات کے قریب ایک مقام ہے حاجی لوگ نویں تاریخ کو وہاں ٹھہرتے ہیں ۱۲

مہ صفا اور مروہ دو پہاڑ ہیں ان کے درمیان میں حاجی دوڑتے ہیں اسی دوڑنے کو سعی صفا مروہ کہتے ہیں۔ ۱۲۔

Marfat.com

وہ حالتیں[عہ] جن میں ہمارے نزدیک وضو نہیں جاتا اور دوسرے ائمہ کے نزدیک جاتا رہتا ہے، حیض[سہ] یا نفاس والی عورت کو ہر نماز کے وقت وضو کرنا۔

وضو کا مسنون و مستحب طریقہ

وضو کے لیے کسی مٹی کے برتن میں پانی لے کر اونچے مقام پر قبلہ رو ہو کر بیٹھے اور دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ وضو خاص اللہ تعالیٰ کی خوشی اور ثواب کے لیے کرتا ہوں۔ بدن کا صاف کرنا منہ ہاتھ کا دھونا مجھے مقصود نہیں یہی ارادہ ہر عضو کے دھوتے یا مسح کرتے وقت رہے پھر بسم[عہ] اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام پڑھ کر داہنے چلو میں پانی لے اور دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک مل مل کر دھوئے اسی طرح تین بار کرے پھر داہنے ہاتھ کے چلو میں پانی لے کر کلی کرے اور مسواک کو داہنے ہاتھ میں اس طرح پکڑ کر چھوٹی انگلی مسواک کے ایک سرے پر اور انگوٹھا مسواک کے دوسرے سرے کے قریب اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر ہوں، اوپر کے دانتوں کے طول میں داہنی طرف سے ملتا ہوا بائیں طرف لائے پھر اسی طرح نیچے کے دانتوں کو ملے پھر مسواک کو منہ سے نکال کر نچوڑ ڈالے اور دھو کر اسی طرح ملے اسی طرح تین بار ملے اس کے بعد دو کلیاں اور کرے تاکہ تین کلی پوری ہو جائیں تین سے زیادہ بھی نہ ہوں کلی اس طرح کرے کہ پانی حلق[سہ] تک پہنچ جائے اگر روزہ دار نہ ہو۔ کلی کرتے وقت بعد بسم اللہ کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھتا جائے۔ اَللّٰهُمَّ[للعہ] اَعِنِّیْ عَلٰی تِلَاوَةِ الْقُرْاٰنِ وَذِکْرِكَ وَشُکْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔ ناک میں پانی لیتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھتا جائے اَللّٰهُمَّ[صہ] اَرِحْنِیْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ وَلَا تُرِحْنِیْ رَائِحَةَ النَّارِ پھر داہنے ہاتھ کے چلو میں

عہ صورتیں وہاں ذکر کی جائیں گی جہاں وہ چیزیں لکھی جائیں گی جن سے وضو نہیں جاتا ۱۲۔

عہ اللہ کا نام لے کر اور اس کا شکر ہے اپنے مسلمان ہونے پر۔ ۱۲

سہ اس کو ہمارے عرف میں غرغرہ کہتے ہیں ۱۲۔

للعہ اے اللہ میری مدد کر قرآن کے پڑھنے اور تیرا ذکر و شکر اور تیری عبادت کرتے ہیں ۱۲۔

صہ اے اللہ مجھ کو جنت کی خوشبو سنگھا اور دوزخ کی بدبو سے بچا ۱۲۔

Marfat.com

پانی لے کر ناک میں اس طرح لے کہ نتھنوں کی جڑ تک پہنچ جائے اگر روزہ دار نہ ہو اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے اس طرح تین بار کرے اور ہر بار نیا پانی ہو پھر دونوں چلوؤں میں پانی لے کر تمام منہ کو مل کر دھوئے اس طرح کہ کوئی جگہ بال برابر بھی چھوٹنے نہ پائے پھر اگر محرم نہ ہو تو داڑھی کا خلال کرے اس طرح کہ داہنے چلو میں پانی لے کر داڑھی کی جڑ کو تر کرے اور ہاتھ کی پشت گردن کی طرف کر کے انگلیاں بالوں میں ڈال کر نیچے سے اوپر کی جانب لے جائے اسی طرح دو مرتبہ اور منہ دھوئے اور داڑھی کا خلال کرے تاکہ تین مرتبہ منہ دھل جائے اور تین بار داڑھی کا خلال ہو جائے تین بار سے زیادہ نہ ہونے پائے اور منہ دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھتا جائے اَللّٰھُمَّ[ع] بَیِّضْ وَجْھِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ پھر داہنے چلو میں پانی لے کہنیوں تک بہادے اور مل کر دھوئے کہ ایک بال برابر بھی خشک نہ رہ جائے اور مرد کے ہاتھ میں انگوٹھی ہو تو وہ اس کو حرکت دے اگرچہ انگوٹھی ڈھیلی ہو اور اسی طرح عورت اپنے چھلوں آرسی کنگن چوڑی وغیرہ کو اس طرح دو بار داہنے ہاتھ کو اور دھوئے پھر اسی طرح تین بار بائیں ہاتھ کو دھوئے اور داہنا ہاتھ دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھتا جائے اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ[عہ] کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ وَحَاسِبْنِیْ حِسَابًا یَّسِیْرًا بایاں ہاتھ دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ[سہ] لَا تُعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِشِمَالِیْ وَلَا مِنْ وَّرَاءِ ظَھْرِیْ پھر دونوں ہاتھوں کو تر کر کے پورے سر کا مسح اس طرح کرے کہ دونوں ہتھیلیاں مع انگلیوں کے سر کے اگلے حصے پر رکھ کر آگے سے پیچھے لے جائے اور پھر پیچھے سے آگے لے آئے اور انہیں ہاتھوں سے اگر خشک نہ ہو گئے ہوں تو دوسری دفعہ تر کر کے کانوں کا مسح کرے اس طرح کہ چھوٹی انگلی دونوں کانوں کے سوراخ میں ڈالے اور سر کا مسح کرتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ[لعہ] اَظِلَّنِیْ تَحْتَ عَرْشِکَ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّ عَرْشِکَ اور سر کا مسح ایک ہی بار

عہ اے اللہ میرا منہ روشن کر جس دن کہ بعضوں (ایمانداروں) کے منہ روشن ہوں گے یعنی قیامت کے دن ۱۲

عہ اے اللہ میرا نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دینا اور میرا حساب آسان کرنا یہ نیکوں کے لیے ہوگا۔ ۱۲

سہ اے اللہ میرا نامۂ اعمال بائیں ہاتھ میں اور پیچھے سے نہ دینا ۱۲

لعہ اے اللہ مجھ کو قیامت میں اپنے عرش کے زیر سایہ رکھ ۱۲

Marfat.com

کرے اور کانوں کے مسح کے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَہٗ عہ پھر داہنے ہاتھ سے پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ سے پہلے داہنا پیر تین بار دھوئے اور ہر بار اس کی انگلیوں کا بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے خلال کرتا جائے خلال داہنے پیر کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے پھر بایاں پیر تین بار دھوئے اور ہر بار اس کی انگلیوں کو بھی بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے خلال کرتا جائے بائیں پیر کا خلال بائیں پیر کے انگوٹھے سے شروع کرے داہنا پیر دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِیْ عَلَی الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ یَوْمَ تَزِلُّ الْاَقْدَامُ عہ۔ اور بایاں پیر دھوتے وقت بعد بسم اللہ اور کلمہ شہادت کے یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ عہ اجْعَلْ ذَنْبِیْ مَغْفُوْرًا وَسَعْیِیْ مَشْکُوْرًا وَتِجَارَتِیْ لَنْ تَبُوْرَ۔ اب وضو تمام ہو چکا اور وضو خود ہی کرے کسی دوسرے سے نہ کرائے اور ایک عضو دھونے کے بعد فوراً دوسرا عضو دھو ڈالے کہ پہلا عضو باوجود ہوا اور جسم کے معتدل ہونے کے خشک نہ ہونے پائے اگر وضو سے کچھ پانی بچ جائے تو کھڑے ہو کر پی لے اور کلمۂ شہادت پڑھ کر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ للعہ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ اور انا انزلناہ کی سورت پڑھے۔ یہی وضو ہے کہ جس کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کوئی میرا ایسا وضو کرے اگر کوئی صہ میرا ایسا وضو کرے تو اس کے اگلے گناہ بخش دئے جائیں گے۔

یہ نقشہ اس لیے کھینچا جاتا ہے کہ ناظرین کو اجمالی طور پر معلوم ہو جائے کہ اس طریقے میں کون کون امور فرض ہیں اور کون واجب اور کون سنت اور کون مستحب اس نقشہ کے بعد انشاء اللہ ہر ایک کا بیان بالتفصیل بھی کیا جائے گا۔

عہ اے اللہ مجھے ان لوگوں میں سے کر کہ جو باتیں سن کر نیک بات پر عمل کرتے ہیں ۱۲

عہ اے اللہ قیامت میں مجھے ثابت قدم رکھ ۱۲

عہ اے اللہ میرے گناہوں کو معاف اور میری کوشش قبول کر اور میری تجارت کو ترقی دے ۱۲

للعہ اے اللہ مجھے توبہ اور طہارت نصیب کر ۱۲

صہ اسی طرح مکرر بخاری میں ہے ۱۲۔

Marfat.com

مکروہات ۹ ہیں	(۱) جو چیزیں مستحب ہیں ان کے خلاف کرنا (۲) پانی میں اسراف (۳) پانی میں کمی (۴) وضو میں بلا عذر دنیاوی بات کرنا (۵) اعضائے وضو کے علاوہ اعضاء کا بلا عذر دھونا (۶) اعضائے وضو پر زور سے چھینٹا مارنا (۷) تین بار سے زیادہ اعضاء کو دھونا (۸) پانی سے تین بار سر کا مسح (۹) وضو کے بعد ہاتھوں کا پانی جھٹکنا۔
مستحبات پندرہ ہیں	(۱) وضو کرنے کے لیے اونچے مقام پر بیٹھنا (۲) قبلہ رو ہونا (۳) مٹی کے برتن سے وضو کرنا (۴) خود ہی کرنا (۵) فرض واجب کی حد سے زیادہ اعضا کو دھونا (۶) داہنے ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی لینا (۷) بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا (۸) ڈھیلی انگوٹھی کا حرکت دینا (۹) کانوں کے مسح کے وقت چھوٹی انگلی کانوں کے سوراخ میں ڈالنا (۱۰) ہر عضو دھوتے یا مسح کرتے وقت بسم اللہ اور کلمۂ شہادت پڑھنا (۱۱) وضو میں جو دعائیں وارد ہوئیں ان کا پڑھنا (۱۲) بعد وضو کے دعائے ماسورہ اور انا انزلنا پڑھنا (۱۳) پیر دھوتے وقت بائیں ہاتھ سے پانی ڈالنا اور (۱۴) داہنے ہاتھ سے ملنا (۱۵) جاڑوں میں پہلے ہاتھ پاؤں کا تر کرنا۔
سنتیں پندرہ ہیں	(۱) وضو کی نیت کرنا (۲) بسم اللہ اور الحمد للہ پڑھ کر وضو کرنا (۳) منہ دھونے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک دھونا (۴) تین بار کلی کرنا (۶) تین بار ناک میں پانی لینا (۷) غیر محرم کو تین مرتبہ داڑھی کا خلال کرنا (۸) ہاتھوں کو انگلیوں کی طرف سے دھونا (۹) ہاتھوں کی انگلیوں کا خلال (۱۰) پیر کی انگلیوں کا خلال (۱۱) پورے سر کا مسح (۱۲) کانوں کا مسح (۱۳) ہر عضو کا تین بار پے در پے کا ملنا (۱۵) اور ترتیب وار وضو کرنا۔
واجبات چار ہیں	(۱) اعضائے وضو کو جن بالوں سے چھپایا ہو ان کا دھونا (۲) کہنیوں کا دھونا (۳) ٹخنوں کا دھونا (۴) چوتھائی سر کا مسح
فرائض چار ہیں	(۱) تمام منہ کا ایک مرتبہ دھونا (۲) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک ایک مرتبہ دھونا (۳) سر کے کسی جزو کا مسح کرنا (۴) پیروں کا ٹخنوں تک ایک مرتبہ دھونا۔

Marfat.com

وضو کے فرائض

وضو میں چار فرض ہیں (۱) منہ کا دھونا (۲) دونوں ہاتھوں کا دھونا (۳) سر کا مسح کرنا (۴) دونوں پیروں کا دھونا، انہیں چاروں چیزوں کا نام وضو ہے۔

پہلا فرض:- تمام منہ کا ایک مرتبہ دھونا[ع] خواہ وضو کرنے والا خود دھوئے یا کوئی دوسرا دھوئے یا خود بخود دھل جائے جیسے کوئی شخص دریا میں غوطہ لگائے یا مینہ کا پانی چہرے پر پڑ جائے اور تمام منہ دھل جائے۔

(۱) تمام منہ سے مراد وہ سطح ہے جو ابتدائے پیشانی سے ٹھوڑی تک اور دونوں کانوں کے بیچ میں ہے
(۲) آنکھ کا جو گوشہ ناک کے قریب ہے اس کا دھونا فرض ہے، اور اگر اس پر میل آجاتا ہے اس کو دور کر کے پانی پہنچانا چاہیے۔
(۳) جو سطح رخسار اور کان کے درمیان میں ہے اس کا دھونا فرض ہے خواہ داڑھی نکلی ہو یا نہیں
(۴) ٹھوڑی کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ داڑھی کے بال اس پر نہ ہوں یا ہوں تو اس قدر کم ہوں کہ کھال نظر آئے۔
(۵) ہونٹ کا جو حصہ کہ ہونٹ بند ہونے کے بعد دکھلائی دیتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔

دوسرا فرض (۱) دونوں ہاتھوں کا کہنیوں تک ایک مرتبہ دھونا خواہ وضو کرنے والا خود دھوئے یا کوئی دوسرا دھوئے یا اور کسی طریقہ سے دھل جائیں دونوں ایک مرتبہ ملا کر دھوئے یا علیحدہ علیحدہ۔

(۲) انگلیوں کی گھائی میں بغیر خلال کے پانی نہ پہنچے تو خلال کرنا فرض ہے۔

(۳) کسی شخص کے ایک جانب میں پورے دو پیر یا دو ہاتھ ہوں تو وہ اگر دونوں ہاتھوں میں ہر ایک سے کام لیتا ہے یعنی چیزوں کو پکڑ سکتا ہے اور اٹھا سکتا ہے تو دونوں ہاتھوں کا دھونا فرض ہے۔ اسی طرح اگر دونوں پیروں میں ہر ایک سے پیر کا کام لیتا ہے چل سکتا ہے

ع دھونا فقہا کے نزدیک اس کا نام ہے کہ پانی عضو کے ایک مقام سے دوسرے مقام پر بہہ جائے اور کم سے کم دو قطرے عضو سے دھونے کے بعد فوراً ٹپک جائیں ۱۲ (شامی)

تو دونوں کا دھونا فرض ہے اور اگر دونوں سے کام نہیں لے سکتا تو اگر دونوں جڑے ہوئے انگوٹھے ہوں تب بھی دونوں کا دھونا فرض ہے اور اگر ملے ہوئے نہ ہوں بلکہ جدا ہوں تو صرف اسی کا دھونا فرض ہے جو کام دیتا ہے۔

ہاتھ یا پیر کے درمیان سے اگر دوسرا ہاتھ یا پیر جما ہو تو اس کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ اس مقام سے جما ہو جس کا دھونا وضو میں فرض ہے مثلاً ہاتھ میں کہنی یا کہنی کے نیچے سے جما ہو یا پیر میں ٹخنے کے نیچے سے جما ہو اور اگر کہنی یا ٹخنے کے اوپر سے جما ہو تو اس قدر حصہ کا دھونا فرض ہے جو کہنی یا ٹخنے کے نیچے حصہ کے مقابل میں ہو۔

تیسرا فرض:- سر کے کسی جزو کا مسح

چوتھا فرض:- دونوں پیروں کا ٹخنوں تک ایک مرتبہ دھونا بشرطیکہ موزہ پہنے ہوئے نہ ہو۔ اگر انگلیوں کی گھائی میں بغیر خلال کے پانی نہ پہنچے تو خلال بھی فرض ہے۔

فرض نہیں (۱) آنکھ ناک منہ کے اندر کا دھونا (۲) داڑھی یا مونچھ یا بھوؤں اگر اس قدر گھنی ہوں کہ جلد نظر نہ آئے تو اس جلد کا دھونا جو اس سے چھپی ہوئی ہے فرض نہیں (۳) وہ چیزیں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے اگر ان پر کوئی چیز لگ جائے جو جلد تک پانی پہنچنے سے منع نہ کرے تو اس کا چھڑانا فرض نہیں۔

مثال منہ یا ہاتھ یا پیر پر مٹی وغیرہ لگ جائے تو اس کا چھڑانا فرض نہیں۔

وضو کے واجبات[۵]

وضو میں چار واجب ہیں (۱) بھویں یا داڑھی یا مونچھ اگر اس قدر گھنی ہوں کہ اس کے نیچے

---

[۵] اگرچہ اکثر فقہائے کرام رحمۃ اللہ علیہم نے وضو اور غسل کے احکام میں فرض اور واجب کی تفصیل نہیں کی ہے، دونوں کو ایک ہی جگہ جمع کر دیا ہے بلکہ بعض نے واجبات کو بھی فرض ہی کے عنوان سے بیان کیا ہے اور بعض نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ وضو اور غسل میں کوئی واجب نہیں ہے مگر اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ وضو اور غسل میں واجب اور فرض دونوں عمل یکساں ہیں جیسا فرض کے ترک ہونے سے وضو اور غسل نہیں ہوتا ویسا ہی واجب کے ترک ہونے سے بھی نہیں ہوتا مگر ہم نے اس کتاب میں ناظرین کی آسانی کیلئے فرائض کو علیحدہ بیان کیا ہے اور واجبات کو علیحدہ لکھا ہے مثلاً فقہائے کرام نے دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا فرض لکھا ہے ہم نے فرائض میں صرف ہاتھوں کا دھونا لکھا ہے کہنیوں کا دھونا واجبات میں لکھا ہے ۱۲

Marfat.com

کی جلد چھپ جائے اور نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں اس قدر بالوں کا دھونا واجب ہے جن سے جلد چھپی ہوئی ہے۔ باقی بال جو جلد کے آگے بڑھ گئے ہیں ان کا دھونا واجب نہیں۔

(۲) کہنیوں کا دھونا اگر ایک ہی جانب کسی کے دو ہاتھ ہوں تو اسے دوسرے ہاتھ کی کہنیاں دھونا بھی واجب ہے بشرطیکہ دونوں سے کام لے سکتا ہو ورنہ اگر دونوں ہاتھ ملے ہوئے ہوں تب بھی دوسرے ہاتھ کی کہنی کا دھونا واجب ہے اور اگر ملے ہوئے نہ ہوں تو صرف اسی ہاتھ کی کہنی کا دھونا واجب ہے جو کام دیتا ہے۔ ہاتھ کے درمیان سے اگر دوسرا ہاتھ نکلا ہو تو اس کے کہنی یا حصہ کا جو کہنی کے مقابل ہو دھونا واجب ہے۔

(۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا واجب ہے اگر سر پہ بال ہوں تو صرف انہیں بالوں کا مسح کرنا واجب ہے جو چوتھائی سر پہ ہوں۔

(۴) دونوں پیروں کے ٹخنوں کا دھونا واجب ہے اگر موزہ نہ پہنے ہو اگر ایک ہی جانب میں کسی شخص کے دو پیر ہوں تو اس میں بھی وہی تفصیل ہے جو کہنی کے بیان میں گذری۔

وضو کی سنتیں

وضو میں سنت موکدہ پندرہ[۱۵] ہیں۔

(۱) وضو اور اس کے متعلقات مثل استنجا وغیرہ کے پہلے وضو کی نیت کرنا اور نیت یہ نہیں ہے کہ زبان سے کچھ کہے بلکہ محض یہ ارادہ کرے کہ میں وضو محض ثواب اور خدا کی خوشی کے لیے کرتا ہوں نہ اپنے ہاتھ منہ صاف کرنے کے لیے (درمختار)

(۲) بسم[عہ] اللہ العظیم والحمد للہ علی دین الاسلام پڑھ کر شروع کرنا۔

(۳) منہ دھونے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا مع گٹوں کے ایک بار دھونا اور واجب ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے تو ہاتھوں کو پھر ہیں سے دھونا چاہیے۔

(۴) تین بار کلی کرنا لیکن پانی ہر بار نیا ہو اور منہ بھر کر ہو اور کلی میں اس قدر مبالغہ کرے کہ پانی حلق کے قریب تک پہنچ جائے بشرطیکہ روزہ دار نہ ہو اگر روزہ دار ہو تو اس قدر مبالغہ نہ چاہیے۔

عہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اور اس کا شکر کر کے مجھ کو اس نے اسلام سے مشرف کیا۔۱۲

Marfat.com

(۵) کلی کرتے وقت مسواک کرنا مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسواک داہنے ہاتھ میں اس طرح لے کہ مسواک کے ایک سرے کے قریب انگوٹھا اور دوسرے سرے کے نیچے آخیر کی انگلی اور درمیان میں اوپر کی جانب اور انگلیاں رکھے اور مٹھی باندھ کر نہ پکڑے اور پہلے اوپر کے دانتوں کے طول میں داہنی طرف کرے پھر بائیں طرف اسی طرح پھر نیچے کے دانتوں میں اسی طرح اور ایک بار مسواک کرنے کے بعد مسواک کو منہ سے نکالکر نچوڑ دے اور از سر نو پانی سے بھگو کر پھر کرے اسی طرح تین بار کرے اس کے بعد مسواک کو دھوکر دیوار وغیرہ سے کھڑی کر کے رکھ دے۔ زمین پر ویسے ہی نہ رکھ دے دانتوں کی عرض میں مسواک نہ کرنا چاہیے۔

مسواک ایسی خشک اور سخت لکڑی کی نہ ہو جو دانتوں کو نقصان پہنچائے اور نہ ایسی تر اور نرم کہ میل کو صاف نہ کر سکے بلکہ متوسط درجے کی ہو نہ بہت سخت نہ بہت نرم۔ زہریلے درخت کی بھی نہ ہو۔ پیلو یا زیتون یا کسی کڑوے درخت کی مثل نیم وغیرہ کے ہو بہتر ہے۔ لمبائی میں ایک بالشت کی ہونا چاہیے استعمال سے تراشتے تراشتے اگر کم ہو جائے تو مضائقہ نہیں موٹائی میں انگوٹھے سے زیادہ نہ ہو سیدھی ہو گرہ دار نہ ہو اگر مسواک نہ ہو یا دانت نہ ہوں تو کپڑے یا انگلی سے مسواک کا کام لینا چاہیے۔

(۶) ناک میں تین بار پانی لینا اور ہر بار نیا پانی ہو اور اس قدر مبالغہ کیا جائے کہ پانی نتھنوں کی جڑ تک پہنچ جائے بشرطیکہ روزہ دار نہ ہو۔

(۷) تین بار اس شخص کو منہ دھونے کے بعد جو محرم[عہ] نہ ہو ڈاڑھی کا خلال کرنا بشرطیکہ داڑھی گھنی ہو خلال کرنے کا طریقہ ہے کہ داہنے چلو میں پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے کے بالوں کی جڑوں میں ڈالے اور ہاتھ کی پشت گردن کی طرف کر کے انگلیاں بالوں بالوں میں ڈال کر نیچے سے اوپر کی جانب لے جائے۔

(۸) ہاتھوں کو انگلیوں کی طرف سے دھونا کہنیوں کی طرف سے۔

(۹) کہنیوں تک تین بار ہاتھ دھونے کے بعد ہاتھوں کی انگلیوں[عہ] کا تین بار خلال

عہ محرم اس شخص کو کہتے ہیں جو حج یا عمرہ کے ارادہ سے احرام باندھے محرم ہونے کی شرط اسلیے کی گئی ہے کہ خلال کرنے میں بال ٹوٹنے کا اندیشہ ہے اور محرم کو بال کا توڑنا منع ہے ۱۲ عہ ہاتھ کی انگلیوں کا خلال اسوقت مسنون ہے کہ جب انگلیوں کی گھائی میں پانی پہنچ جائے اور اگر پانی نہ پہنچے تو فرض ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا اور یہی کیفیت پیر کی انگلیوں کے مسح کی بھی ہے ۱۲

Marfat.com

کرنا اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی پشت دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی پر رکھ کر اوپر کے ہاتھ کی انگلیاں نیچے کے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر کھینچ لے۔

(۱۰) تین بار پیر کے دھونے کے وقت پیر کی انگلیوں کا ہر بار خلال کرنا پیر کی انگلیوں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے کرنا چاہیے اس طرح کہ داہنے پیر کی انگلی سے شروع کرے اور بائیں پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کرے۔ ۱۲

(۱۱) پورے سر کا ایک بار مسح کرنا۔ اس کا طریقہ[عہ] یہ ہے کہ دونوں ہاتھ مع انگلیوں اور ہتھیلیوں کے تر کرکے سر کے آگے کے حصہ پر رکھ کر آگے سے پیچھے لے جائے اور پھر پیچھے سے آگے لائے

(۱۲) سر کے مسح کے بعد کانوں کا مسح کرنا لیکن کانوں کے مسح کے لیے از سر نو ہاتھوں کو تر نہ کرے بلکہ سر کے مسح کے لیے تر کرنا اس کے لیے بھی کافی ہے ہاں اگر سر کے مسح کے بعد عمامہ یا ٹوپی یا اور کوئی ایسی چیز چھوئے جس سے ہاتھوں کی تری جاتی رہے تو پھر دوبارہ تر کرلے۔ کانوں کے مسح کا طریقہ ہے کہ چھوٹی انگلی کو کان کے سوراخ میں ڈال کر حرکت دے اور شہادت کی انگلی سے کان کے اندرونی حصے کو انگوٹھے سے ان کی پشت پر مسح کرے

(۱۳) ہر عضو کا تین بار اس طرح دھونا کہ ہر بار پورا دھل جائے اور اگر ایک بار آدھا اور پھر دوسری بار باقی دھویا تو یہ دو بار نہ سمجھا جائے گا بلکہ ایک ہی بار سمجھا جائے گا۔

(۱۴) وضو اسی ترتیب سے کرنا جس ترتیب سے لکھا گیا یعنی پہلے کلی پھر ناک میں پانی لینا پھر منہ دھونا پھر داڑھی کا خلال پھر ہاتھوں کا دھونا پھر انگلیوں کا خلال پھر سر کا مسح پھر کانوں کا مسح پھر پیروں کا دھونا پھر پیر کی انگلی کا خلال۔

(۱۵) داہنے عضو کو بائیں عضو سے پہلے دھونا۔

(۱۶) ایک عضو کے دھونے کے بعد دوسرے عضو کے دھونے میں اس قدر دیر نہ کرنا کہ پہلا عضو باوجود ہوا اور جسم کے معتدل ہونے کے خشک ہو جائے۔ ہاں اگر کسی ضرورت کی وجہ سے اس قدر دیر ہو جائے تو مضائقہ نہیں۔

(۱۷) دھونے کے وقت اعضا کو ہاتھ سے ملنا اور ہاتھ کا اعضا پر پھیرنا۔

عہ بعض فقہا نے سر کے مسح کا دوسرا طریقہ بھی لکھا ہے لیکن صحیح اور آسان یہی ہے جو لکھا گیا۔ ۱۲

وضو کے مستحبات

وضو میں چودہ ۱۴ مستحب ہیں۔
۱۔ وضو کرنے کے لیے کسی اونچے مقام پر بیٹھنا تاکہ مستعمل پانی جسم اور کپڑوں پر نہ پڑے
۲۔ وضو کرتے وقت قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔
۳۔ وضو کا برتن مٹی کا ہونا۔
۴۔ وضو کرنے میں کسی سے مدد نہ لینا یعنی دوسرے شخص سے اعضائے وضو کو نہ دُھلوانا بلکہ خود ہی دھونا اور اگر کوئی دوسرا شخص پانی دیتا جائے اور اعضاء کو خود ہی دھوئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔
۵۔ اعضاء کو جہاں تک دھونا فرض یا واجب ہے اس سے زیادہ دھو ڈالنا۔
۶۔ داہنے ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔
۷۔ بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا۔
۸۔ انگوٹھی وغیرہ اگر ایسی ہو کہ جسم تک پانی پہنچنے سے منع نہ کرے تو اس کا حرکت دینا
۹۔ کانوں کے مسح کے وقت چھوٹی انگلی کا دونوں کانوں کے سوراخ میں ڈالنا۔
۱۰۔ پیر دھوتے وقت داہنے ہاتھ سے پانی ڈالنا اور بائیں ہاتھ سے ملنا۔
۱۱۔ جاڑوں کے موسم میں پہلے ہاتھ پیروں کو تر ہاتھ سے ملنا تاکہ تمام عضو دھوتے وقت پانی آسانی سے پہنچ جائے۔
۱۲۔ ہر عضو دھوتے وقت یا مسح کرتے وقت بسم اللہ اور کلمہ شہادت پڑھنا اور عبادت کی نیت کرنا۔
۱۳۔ وضو میں اور وضو کے بعد جو دعائیں حدیث شریف میں وارد [ع] ہوئی ہیں ان کا پڑھنا۔
۱۴۔ وضو کے بچے ہوئے پانی کا کھڑے ہو کر پینا۔

ع یہ دعائیں وضو کے طریقہ میں گذر چکیں ۱۲

وضو کے مکروہات

۱۔ جو چیزیں وضو میں مستحب ہیں ان کے خلاف کرنے سے وضو مکروہ ہو جاتا ہے۔
۲۔ پانی ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔
۳۔ پانی کا اس قدر کم خرچ کرنا کہ جس سے اعضا کے دھونے میں نقصان ہو۔
۴۔ حالت وضو میں کوئی دنیا کی بات بلا عذر کرنا۔
۵۔ بلا عذر دوسرے اعضا کا وضو میں دھونا۔
۶۔ منہ اور دوسرے اعضاء پر زور سے چھینٹا مارنا۔
۷۔ تین بار سے زیادہ اعضاء کو دھونا۔
۸۔ نئے پانی سے تین بار مسح کرنا۔
۹۔ وضو کے بعد ہاتھوں کا پانی چھڑکنا۔

معذور کا وضو ۱۔ کسی مرض کی وجہ سے اگر کوئی حکیم حاذق کسی عضو کے دھونے کو منع کرے تو اس کا دھونا فرض نہیں بلکہ مسح کرے اگر مضر نہ ہو ورنہ مسح بھی معاف ہے۔

۲۔ وضو میں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے اگر ان میں زخم ہو یا پھٹ گئے ہوں یا درد وغیرہ ہو تو اگر ایسی حالت میں ان پر پانی کا پہنچانا تکلیف نہ دیتا ہو اور نقصان نہ کرتا ہو تو دھونا فرض ہے ورنہ مسح کرے اور اگر مسح بھی نہ کر سکے تو ایسے ہی چھوڑ دے (محتار)

۳۔ ہاتھ میں زخم ہو پھٹ گئے ہوں جس کی وجہ سے وہ ہاتھوں کو اور ہاتھوں کے ذریعہ سے دوسرے اعضاء کو دھو نہ سکتا ہو اور نہ کسی دوسری تدبیر سے بقیہ اعضاء کو دھلوا سکتا ہو تو ایسی صورت میں وضو فرض نہیں بلکہ تیمم کرے اگر کر سکے۔

۴۔ ہاتھ پیر منہ پر اگر کسی وجہ سے دوا لگائی گئی ہو تو اسی دوا پر پانی بہانا فرض ہے بشرطیکہ مضر نہ ہو اور پانی بہا چکنے کے بعد اگر وہ دوا خود بخود چھوٹ جائے یا چھڑا دی جائے تو اگر اچھے ہونے کی وجہ چھوٹی یا چھڑائی گئی ہے تو مسح باطل ہو جائے گا یعنی ان اعضاء کو دھونا پڑے گا۔

Marfat.com

۵۔ کسی شخص کے ہاتھ مع کہنیوں کے یا پیر مع ٹخنوں کے کٹ گئے ہوں تو ایسی حالت میں ہاتھ پیر کا دھونا فرض نہیں اور منہ اگر کسی طریقہ سے دھو سکتا ہو اور سر کا مسح کر سکتا ہو تو کرے ورنہ وہ بھی فرض نہیں بلکہ منہ کو بارادۂ تیمم دیوار وغیرہ پر ملے۔

۶۔ کسی شخص کے پیر یا ہاتھ کٹ گئے ہوں لیکن کہنی یا اس سے زیادہ اور ٹخنے یا اس سے زیادہ موجود ہوں تو ایسی حالت میں کہنی اور ٹخنے کا دھونا واجب ہے اور اس کے نیچے کے حصہ کا دھونا فرض ہے۔

۷۔ ہاتھ مع کہنیوں کے یا پیر مع ٹخنوں کے کٹ گئے ہوں اور منہ زخمی ہو اور منہ کا دھونا یا مسح کرنا ممکن نہ ہو تو ایسی حالت میں وضو فرض نہیں رہتا۔

۸۔ جو شخص کسی وجہ سے دونوں کانوں کا مسح ایک دفعہ ساتھ ہی نہ کر سکے مثلاً اس کے ایک ہی ہاتھ ہو یا ایک ہاتھ بیکار ہو تو اس کو چاہیے کہ پہلے داہنے کان کا مسح کرے پھر بائیں کان کا۔

۹۔ وضو کے اعضاء میں کوئی عضو ٹوٹ جائے یا زخمی ہو جائے یا اور کسی وجہ سے اس پر پٹی باندھی جائے تو اس کی تین صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:۔ پٹی کا کھولنا مضر ہو خواہ جسم کا دھونا مضر ہو یا نہ ہو جیسے ٹوٹے ہوئے ہاتھ پیر کی پٹی کھولنا مضر ہوتا ہے تو ایسی حالت میں اگر پٹی پر مسح کرنا نقصان نہ کرے تو تمام پٹی پر مسح کرے خواہ وہ پٹی زخم کے برابر ہو یا زخم سے زیادہ اور جسم کے صحیح حصہ پر بھی ہو اور اگر مسح بھی نقصان کرے تو ایسے ہی چھوڑ دے۔

دوسری صورت:۔ پٹی کا کھولنا مضر نہ ہو لیکن کھولنے کے بعد خود نہ باندھ سکے اور نہ کوئی ایسا شخص ہو جو باندھ سکے تو ایسی حالت میں مسح کرے بشرطیکہ نقصان نہ کرے ورنہ مسح بھی معاف ہے۔

تیسری صورت:۔ پٹی کا کھولنا مضر نہ ہو اور نہ کھولنے کے بعد باندھنے میں وقت ہو تو ایسی حالت میں اگر زخم کا دھونا نقصان نہ کرے تو پٹی کھول کر تمام عضو کو دھوئے اور اگر زخم کا دھونا نقصان کرے تو زخمی حصہ کو چھوڑ کر باقی عضو کو دھوئے بشرطیکہ مضر نہ ہو اور زخمی حصہ پر اگر مسح نقصان کرے تو مسح کرے ورنہ پٹی باندھ کر پٹی پر مسح کرے بشرطیکہ مضر نہ ہو اور اگر مضر ہو تو مسح معاف ہے۔

۱۰۔ پٹی اگر اس طرح بندھی ہوئی ہو کہ درمیان میں جسم کا وہ حصہ بھی آگیا ہو جو صحیح ہے

Marfat.com

تو اس پر بھی مسح کرے بشرطیکہ پٹی کھولنا یا کھول کر اس جسم کا دھونا مضر ہو۔

۱۱۔ پٹی پر اگر پٹی باندھ دی جائے تو اس پر بھی مسح درست ہے۔

۱۲۔ اگر کسی شخص کو کوئی ایسا مرض ہو جس میں وضو کی توڑنے والی چیزیں برابر جاری رہتی ہوں یعنی اس کو کسی نماز کے وقت اتنی مہلت نہ ملتی ہو کہ وہ اس مرض سے ہو کر نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو ہر نماز کے وقت نیا وضو کرنا چاہیے اس لیے کہ اس کا وضو نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے جو مرض اس کو ہے اس سے نہیں ٹوٹتا اور نماز کا وقت آنے سے نہیں ٹوٹتا۔ اگر کسی ایسے شخص نے آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا اور سوا اس مرض کے اور کوئی وضو کو توڑنے والی چیز نہیں پائی گئی تو ظہر کا وقت آنے سے اس کا وضو نہ جائے گا ہاں ظہر کا وقت جانے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور عصر کے واسطے اس کو دوسرا وضو کرنا ہوگا۔ پھر جب تک اس کا وہ مرض بالکل دفع نہ ہو جائے یعنی ایک نماز کا پورا وقت اس کو ایسا ملے کہ جس میں وہ مرض ایک دفعہ بھی نہ پایا جائے تو وہ شخص معذور سمجھا جائے گا۔

مثال:۔ (۱) کسی کی آنکھ سے کیچ ڈھیل، آتی ہو اور ہر وقت آنکھوں سے پانی جاری رہتا ہو (۲) کسی کو سلسل البول یعنی ہر وقت اس کا پیشاب جاری رہتا ہو (۳) کسی کو خروج ریح کا مرض ہو یعنی اس کے مشترک حصہ سے ہر وقت ہوا نکلتی ہو (۴) کسی کو استطلاق بطن کی بیماری ہو اس کے مشترک حصہ سے ہر وقت پاخانہ جاری ہو (۵) کسی کے زخم سے ہر وقت خون یا پیپ یا پانی جاری ہو (۶) کسی کو نکسیر کا مرض ہو یعنی اس کی ناک سے ہر وقت خون آتا ہو (۷) کسی کے خاص حصہ سے منی یا مذی ہر وقت بہتی ہو (۸) کسی عورت کو استحاضہ[ع۵] ہو

وضو دو قسم کی چیزوں سے ٹوٹتا ہے:۔ وضو جن چیزوں سے ٹوٹتا ہے ان کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو انسان کے جسم سے نکلیں دوسری وہ جو اس کو طاری ہوں جیسے بیہوشی اور سونا وغیرہ۔

پہلی قسم کی دو صورتیں ہیں ایک وہ جو خاص حصہ اور مشترک حصہ سے نکلے جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ دوسری وہ جو جسم کے باقی مقامات سے نکلے جیسے قے خون وغیرہ

پہلی قسم کی اول صورت:۔ ۱۔ زندہ آدمی کے خاص حصہ سے کوئی چیز سوا ہوا کے نکلنے تو وضو ٹوٹ جائے گا خواہ وہ چیز

ع۵ استحاضہ کی صورتیں حیض و نفاس کے بیان میں آئیں گی۔ ۱۲

پاک ہو جیسے کنکر، پتھر وغیرہ یا ناپاک ہو جیسے پاخانہ، پیشاب، مذی وغیرہ۔

۲۔ مرد یا عورت اگر اپنے خاص حصہ میں کپڑا روئی وغیرہ رکھیں اور یہ کپڑا پیشاب سے تر ہو جائے اور کپڑے کے باہر کی جانب میں اس کا اثر معلوم ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا بشرطیکہ یہ کپڑا وغیرہ خاص حصہ کے اندر چھپ نہ گیا ہو۔عـ۱ حاصل یہ کہ نجاست کے نکلنے سے وضو اس وقت جاتا ہے کہ جب وہ نجاست جسم سے جدا ہو جائے یا ظاہر ہو۔

۳۔ زندہ آدمی کے مشترک حصہ سے اگر کوئی چیز نکلے خواہ پاک ہو جیسے کنکر پتھر ہوا وغیرہ یا ناپاک ہو جیسے پاخانہ وغیرہ تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

۴۔ اگر کسی عورت کا خاص مشترک حصہ سے مل کر ایک ہو گیا ہو تو اس کے جس حصہ سے ہوا نکلے وضو ٹوٹ جائے گا اس لیے کہ اس کے دونوں حصوں میں اب فرق باقی نہیں رہا۔

۵۔ اگر کسی شخص کے جسم میں مرد اور عورت دونوں کے اعضاء ہوں اور اس کا مرد یا عورت ہونا متعین نہ ہو تو اس کے جس عضو سے ہوا نکلے وضو ٹوٹ جائے گا۔

۶۔ اگر کسی شخص کے مشترک حصہ کا کوئی جزو باہر نکل آئے جس کو ہمارے عرف میں کانچ نکلنا کہتے ہیں، تو اس سے وضو جاتا رہے گا خواہ وہ بخود عـ۲ چلا جائے یا کسی لکڑی، کپڑے، ہاتھ وغیرہ کے ذریعہ سے اندر پہنچایا جائے۔

۷۔ اگر کوئی چیز مشترک یا خاص حصہ سے کچھ نکل کر پھر اندر چلی جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مثال ۔ ۱۔ عورت کے خاص حصہ سے لڑکے کا کوئی جز مثل سر وغیرہ کے نکل کر پھر اندر چلا جائے خواہ وہ جز جو باہر نکلا تھا نصف ہو یا نصف سے کم یا زیادہ بشرطیکہ خون عـ۳ نہ نکلے۔ ۲۔ مرد یا عورت کے مشترک حصہ سے پاخانہ وغیرہ کا کوئی حصہ باہر نکل کر اندر چلا جائے۔ ۳۔ اور اسی طرح آنت وغیرہ کا کوئی حصہ باہر نکل کر اندر چلا جائے

۸۔ اگر کسی کے مشترک یا خاص حصہ کے قریب زخم ہو کر یا اور کسی طرح کوئی سوراخ ہو جائے

عـ۱ یہ قید اس لیے ہے کہ اگر چھپ جائے گا تو پھر تر ہونے سے وضو نہ جائے گا۔

عـ۲ اس مسئلہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے اکثر یہ کہتے ہیں کہ اگر خود بخود اندر چلا جائے تو وضو نہ جائیگا اور بعض یہ کہتے ہیں کہ ہر حال میں وضو جاتا رہے گا لیکن وضو کا ٹوٹنا روایت کے موافق ہے ۱۲

عـ۳ یہ شرط اس لیے کی گئی ہے کہ اگر خون نکل آئے گا تو حدث اکبر ہو جائیگا اور اس کا حال آگے لکھا جاتا ہے ۱۲

Marfat.com

تو اس کا وہی حکم ہوگا جو اس حصہ کا ہے بشرطیکہ اس سوراخ سے وہ نجاست عادیہ نکلتی ہو جو اس کے قریب کے حصہ سے نکلتی ہے۔

مثال۔ ۱۔ مشترک حصہ کے قریب ہو اور اس سے پاخانہ نکلتا ہو۔ ۲۔ خاص حصہ کے قریب ہو اور اس سے پیشاب وغیرہ۔

۹۔ اگر کسی کے مشترک حصہ میں کوئی چیز مثل لکڑی یا انگلی یا کپڑے وغیرہ کے ڈالی جائے یا عمل (حقنہ) لیا جائے خواہ وہ خود ڈالے اور لے یا کوئی دوسرا تو جب وہ چیز باہر نکلے گی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

۱۰۔ منی اگر بغیر شہوت[عہ] خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

مثال:۔ کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور اس صدمہ سے منی بغیر شہوت خارج ہوگئی

۱۱۔ جن چیزوں کے نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے۔ جیسے حیض، نفاس، منی وغیرہ ان سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

پہلی قسم کی دوسری[عہ۵] صورت

۱۔ زندہ آدمی کے جسم سے اگر خون یا پیپ یا اور کوئی ناپاک چیز نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا بشرطیکہ کوئی چیز انسان کے جسم سے ٹپک جائے یا اپنے مقام سے بہہ کر اس مقام پر پہنچ جائے جس کا دھونا وضو یا غسل میں فرض یا واجب ہے۔

عہ یہ شرط اس لیے کی گئی ہے کہ اگر شہوت سے نکلے گی تو غسل بھی واجب ہوگا اور اس کا بیان آگے کیا گیا ہے۔ ۱۲

عہ۵ پہلی قسم کی دوسری صورت سے امام صاحبؒ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے امام شافعیؒ کے نزدیک نہیں امام صاحبؒ کے موافق احادیث بھی ہیں اور یہی مذہب ہے۔ عشرہ مبشرہ اور ابن مسعود اور ابن عباس اور بڑے بڑے تابعین کا رضی اللہ عنہم دیکھو امام صاحب کا مذہب کیسا روایت و درایت کے موافق ہے امام صاحب کی دلیل عقلی بھی بہت پاکیزہ ہے اور اگر دقیق نہ ہوتی اور تفصیل میں طول کا خوف نہ ہوتا تو میں اس کو ہدیۂ ناظرین کرتا۔ ۱۲

Marfat.com

۲۔ اگر کسی زندہ آدمی کے جسم سے کوئی ناپاک چیز نکلے اور اپنے مقام سے نہ بہے مگر ایسی ہو کہ اگر جسم پر چھوڑ دی جائے تو ضرور اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلی جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا

۳۔ زخم سے خون یا پیپ نکلے یا نکالا جائے اور زخم ایسی جگہ ہو جس کا دھونا مضر نہ ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

۴۔ فصد میں خون اگر اپنے مقام سے نکلے لیکن جسم کے کسی حصہ پر نہ بہے تو وضو ٹوٹ جائیگا

۵۔ جونک یا کھٹمل یا اور کوئی جانور اگر اس قدر خون پئے کہ وہ اگر جسم پر چھوڑا جائے تو اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلا جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

۶۔ خون ناک سے نکل کر نتھنے[ع] میں آجائے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

۷۔ اگر زخم سے ذرا ذرا سا خون یا پیپ کئی بار نکلے اور ہر بار کپڑے سے صاف کر دیا جائے یا مٹی وغیرہ ڈال کر خشک کر دیا جائے تو ہر بار جو نکلا ہے وہ اگر اس قدر ہو کہ اگر نہ پونچھا جاتا تو اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلا جاتا تو وضو ٹوٹ جائے گا

۸۔ زخم پر پٹی باندھ دی گئی ہو اور خون یا پیپ پٹی کے اوپر سے ظاہر ہو تو اگر اس قدر ہو کہ اگر پٹی نہ بندھی ہوتی تو اپنی جگہ سے بہہ کر دوسری جگہ چلا جاتا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

۹۔ دماغ یا پیٹ یا منہ سے اگر منہ کی طرف سے خون سائل نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا خواہ منہ بھر کر ہو یا نہیں۔

۱۰۔ اگر کسی کے منہ یا ناک سے خون تھوک یا ناک کے لعاب کے ساتھ ملا ہوا نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ بشرطیکہ[ع۵] خون غالب ہو یا برابر اور یہی حکم پیپ تھوک وغیرہ سے غالب یا برابر ہو تو ٹوٹ جائے گا۔

۱۱۔ تھوک اور پاک شے کے اگر کوئی ناپاک شے قے میں نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا بشرطیکہ ایک متلی سے ہو اور منہ بھر کر ہو خواہ وہ خون بستہ ہو یا پت ہوں یا کھانا۔

ع نتھنا ناک کے اس حصہ کو کہتے ہیں جو نرم ہے یہاں تک کہ خون آنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس لیے کہ نتھنا جسم کا ایسا حصہ ہے جس کا دھونا غسل میں واجب ہے۔

ع۵ خون کا غالب یا برابر ہونا رنگ سے معلوم ہوتا ہے اگر سرخ رنگ ہے تو خون غالب یا برابر سمجھا جائے گا اور رنگ زرد ہے تو تھوک غالب ہو ۱۲ تبیین الحقائق،

Marfat.com

۱۲۔ اگر خون بستہ یا پت یا کھانا وغیرہ کسی پاک شے کے ساتھ مل کر نکلیں جیسے تھوک بلغم وغیرہ تو اگر تھوک کم ہو یا برابر تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

۱۳۔ اگر ایک[۱] متلی سے کئی بار تھوڑی سی قے ہو اور ہر بار کی قے سے منہ نہ بھر سکے مگر سب دفعہ کی قے اگر ملائی جائے تو منہ بھر کر ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے۔

۱۴۔ کسی شخص کی آنکھ سے کیچ (میل) اور کبھی کبھی آنکھوں سے پانی بہتا ہو تو اس کا وضو پانی بہنے سے ٹوٹ جائے گا۔

۱۵۔ جسم کے کسی حصہ سے سپید پانی نکلے اور اُس کے نکلنے سے انسان کو تکلیف ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ خواہ ظاہر میں کوئی زخم معلوم ہوتا ہو یا نہیں اور اگر اس کے نکلنے سے تکلیف نہ ہو مگر کوئی طبیب حاذق تجویز کرے یا اور کسی طریقہ سے معلوم ہو جائے کہ یہ پیپ ہے اور کسی زخم سے آئی ہے تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

دوسری قسم ۱۔ جن حالتوں میں ہوش و حواس درست نہیں رہتے ان میں وضو ٹوٹ جاتا ہے مثال (۱) چت یا پٹ یا کروٹ یا اور کسی ایسی ہیئت پر سو جائے کہ جس میں سرین زمین سے علیحدہ ہو جائیں خواہ وہ شخص سوئے جس کو خروج ریح کا مرض ہو یا اور کوئی۔

۲۔ نماز اور تلاوت اور شکرانہ کے سجدوں کے سوا کسی اور سجدہ میں ہیئت مسنونہ کے خلاف سو جائے

۳۔ جو مریض لیٹ کر نماز پڑھتا ہے وہ نماز میں سو جائے۔

۴۔ خارج نماز میں دوزانو بیٹھ کر سو جائے خواہ رانوں پر سر رکھ کر یا کسی اور طرح بشرطیکہ دونوں ایڑی زمین سے علیحدہ ہوں۔

۵۔ جو شخص زمین پر اس طرح بیٹھا ہو کہ سرین زمین سے علیحدہ ہوں وہ اگر سو جائے اور سونے کی حالت میں زمین پر اس طرح گرے کہ سرین زمین سے علیحدہ ہو جائیں تو وہ اگر زمین پر گرنے سے پہلے بیدار نہ ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

۶۔ کسی مرض یا صدمہ وغیرہ سے بیہوش ہو جائے۔

---

[۱] ایک متلی کی شرط اس لیے کی گئی کہ اگر متلی بدل جائے تو وضو نہ جائے گا جیسا کہ آگے بیان ہو گا۔ طبیعت مالش کرے اور پھر سکون ہو جائے یعنی متلی جاتی رہے اور پھر طبیعت مالش کرے تو یہ دوسری متلی سمجھی جائے گی اور جب تک وہ پہلی مالش دفع نہ ہو ایک متلی ہی سمجھی جائے گی ۔ (تبیین الحقائق کنز الدقائق)

Marfat.com

۷۔ کسی نشیلی چیز کے استعمال سے نشہ پیدا ہو۔

(۲) کسی بالغ کا مرد ہو یا عورت بحالت بیداری جنازے کے سوا اور کسی نماز میں قہقہہ[ف] مارنا

(۳) دو بالغ آدمیوں کی شرمگاہیں بشہوت مل جائیں خواہ دونوں مرد ہوں یا عورت یا ایک مرد اور دوسری عورت بشرطیکہ درمیان میں کوئی ایسی چیز حائل نہ ہو جس کی وجہ سے ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس نہ ہو سکے۔

وضو جن چیزوں سے نہیں ٹوٹتا[عہ]

۱۔ نماز میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا خواہ قصداً سوئے یا بے قصد سرین زمین سے جدا ہوں۔

۲۔ اگر کسی شے سے ٹیک (سہارا) لگا کر سو جائے لیکن سرین زمین پر رہیں تو وضو نہ جائے گا اگرچہ ٹیک[سہ] اس طرح لگائے کہ اگر وہ شے جس پہ ٹیک لگائی ہے علیحدہ گر جائے تو سرین زمین سے علیحدہ ہو جائیں۔

۳۔ سجدہ میں سونے سے وضو نہیں جاتا خواہ سجدہ نماز کا ہو یا تلاوت کا یا شکرانہ کا۔

۴۔ نماز اور تلاوت اور شکرانہ کے سجدہ کے سوا کسی اور سجدہ میں سونے سے وضو اس وقت نہ ٹوٹے گا جب کہ یہ سجدہ اسی ہیئت سے کیا جائے جس ہیئت سے مسنون[للعہ] ہے لیکن یہ شرط مرد کے لیے ہے نہ عورت کے لیے عورت کا وضو غیر مسنون سجدہ میں سونے سے بھی نہ جائے گا۔

۵۔ اگر کوئی شخص زمین پہ بیٹھ کر اس طرح سو جائے کہ سرین زمین سے علیحدہ نہ ہوں

ف قہقہہ وہ ہنسی جس میں کم سے کم اس قدر آواز ہو کہ پاس کا آدمی سن سکے۔ ۱۲۔

عہ یہ باب ہم نے اس لیے قائم کیا کہ بعض صورتیں اس میں ایسی آئیں گی جن میں ہمارے امام صاحب رح کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے اور دوسرے ائمہ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا اور ایسی صورتوں کے بیان کرنے کی ہم کو دو وجہ سے ضرورت ہے۔ ہم مستحبات[ٹ] میں لکھ چکے ہیں کہ جن صورتوں میں ہمارے یہاں وضو ٹوٹ جاتا اور دوسرے ائمہ کے نزدیک نہیں ٹوٹتا ہے ان میں وضو مستحب ہے لہذا اگر ہم یہ باب قائم نہ کرتے تو وہ صورتیں ہمارے عزیز ناظرین کو کیسے معلوم ہوتیں۔ اور[۲] یہ بھی ہم کو دکھلانا ہے کہ امام صاحب" کا مذہب کیسا درایت و روایت کے موافق ہے اور[۳] ہم کو یہ بھی منظور ہے کہ ہمارے عزیز ناظرین فقیہ بن جائیں ۱۲

سہ ایسی حالت میں صاحب ہدایہ نے وضو ٹوٹنے کو لکھا ہے مگر یہ صحیح نہیں صحیح یہی ہے کہ نہیں ٹوٹتا ۱۲۔

للعہ سجدہ کی مسنون ہیئت کا بیان نماز کے بیان میں ہوگا۔ ۱۲۔

Marfat.com

پھر وہ نیند ہی میں زمین پر گر پڑے تو اس کا وضو نہ جائے گا بشرطیکہ زمین پر گرنے سے پہلے ہی بیدار ہو جائے۔

۶۔ اونگھنے سے وضو نہ جائے گا۔

۷۔ اگر کسی کے حواس میں خلل ہو جائے لیکن یہ خلل جنون اور مدہوشی کی حد کو نہ پہنچا ہو تو وضو نہ جائے گا۔

۸۔ نابالغ کے قہقہہ سے وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ نماز میں ہو۔

۹۔ نماز میں اگر کوئی شخص سو جائے اور سونے کی حالت میں قہقہہ لگائے تو وضو نہ جائے گا۔

۱۰۔ جنازہ کی نماز اور تلاوت کے سجدہ میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں جاتا بالغ ہو یا نابالغ

۱۱۔ ضحک[۱] اور تبسم[۲] سے وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ نماز میں ہو۔

۱۲۔ مرد یا عورت اپنے خاص حصہ میں تیل یا کوئی دوا یا پانی ڈالیں پچکاری سے یا اسی طرح اور وہ باہر نکل آئے تو اس سے وضو نہ ٹوٹے گا اس لیے کہ خاص حصہ میں نجاست نہیں رہتی تا کہ یہ احتمال ہو کہ یہ تیل وغیرہ اسی نجاست پر ہو کر واپس آیا ہے۔

۱۳۔ ڈکار آنے سے وضو نہیں جاتا خواہ بودار ہو۔

۱۴۔ کان سے یا جسم کے کسی حصہ سے کوئی ایسی چیز نکلے جس کے نکلنے سے تکلیف نہ ہو اور کسی طریقہ سے زخم کا ہونا معلوم نہ ہو تو وضو نہ جائے گا۔

مثال۔ کان سے میل نکلے یا جسم کے کسی حصہ سے سپید پانی نکلے۔

۱۵۔ عورت کی پستان سے دودھ نکلنے سے وضو نہیں جاتا خواہ وہ دودھ خود ٹپکے یا نچوڑا جائے یا لڑکا چوسے۔

۱۶۔ ناک سے اگر خون نکلے مگر اس مقام تک نہ پہنچے جو نرم[۳] ہے تو وضو نہ جائے گا۔

۱۷۔ اگر کوئی شخص کسی چیز کو دانت سے کاٹے یا پکڑے اور اس پر خون کا اثر پایا جائے تو کپڑا یا ہاتھ دانتوں پر رکھ کر دیکھا جائے اگر اس پر خون نہ نکلے تو وضو نہ جائے گا۔

۱۸۔ مرد بالغ یا عورت کا ستر دیکھنے سے یا ستر برہنہ ہو جانے سے یا اپنا ستر دیکھنے سے وضو نہ جائے گا۔

---

[۱] ضحک وہ ہنسی جس میں ایسی خفیف آواز ہو کہ پاس کا آدمی نہ سن سکے ۱۲

[۲] تبسم وہ ہنسی جس میں بالکل آواز نہ ہو جس کو ہمارے عرف میں مسکرانا کہتے ہیں ۱۲

[۳] جس کو ہمارے عرف میں نتھنا کہتے ہیں فارسی میں نرمہ بینی ۱۲

Marfat.com

۱۹۔ مرد کو عورت یا عورت کا خاص حصہ یا کسی کا مشترک حصہ یا اپنا خاص حصہ چھونے سے[5] وضو نہ جائے گا۔ اور اسی طرح عورت کا وضو یا مرد کا خاص حصہ یا مشترک حصہ یا اپنا خاص حصہ یا مشترک حصہ چھونے سے نہ جائے گا۔

۲۰۔ اگر کوئی مرد یا عورت اپنے خاص حصہ میں کوئی چیز مثل روئی کپڑے وغیرہ کے رکھ لیں اور نجاست اندر سے نکل کر اس کپڑے کو تر کر دے تو وضو نہ جائے گا بشرطیکہ کپڑے کے باہر کی جانب اس نجاست کا کچھ اثر نہ ہو یا وہ کپڑا اس خاص حصہ میں اس طرح رکھا ہوا ہو کہ باہر سے نظر نہ آوے۔

مثال (۱) کسی مرد نے اپنے خاص حصہ میں روئی رکھ لی اور پیشاب یا منی نے اپنے مقام سے آکر اس روئی کو تر کر دیا مگر اس روئی کا وہ حصہ جو باہر سے دکھلائی دیتا ہے تر نہیں ہوا یا وہ روئی اس حصہ میں ایسی چھپی ہوئی ہو کہ باہر سے بالکل نظر نہیں آتی تو اس صورت میں اگر پوری روئی تر ہو جائے تب بھی اس مرد کا وضو نہ جائے گا۔

(۲) کسی عورت نے اپنے خاص حصہ میں روئی یا کپڑا رکھ لیا اور پیشاب یا حیض نے اپنے مقام سے آکر اس روئی یا کپڑے کو تر کر دیا مگر روئی یا کپڑے کا وہ حصہ جو باہر سے دکھلائی دیتا ہے تر نہیں ہوا یا وہ روئی اور کپڑا اس خاص حصہ میں ایسا چھپ گیا ہو کہ باہر سے نظر نہ آتا ہو تو اس صورت میں اگر پوری روئی یا کپڑا تر ہو جائے تب بھی اس عورت کا وضو نہ جائے گا۔

۲۱۔ اگر کوئی مرد یا عورت اپنے مشترک حصہ میں روئی یا کپڑا وغیرہ رکھ لیں اور اس روئی یا

---

[5] اس مسئلہ میں ہمارے سردار اور مولا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا سخت اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں کہ مرد کو اپنا خاص حصہ یا عورت کا خاص حصہ یا کسی کا مشترک حصہ چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ہمارا جی چاہتا ہے کہ ہم یہاں امام شافعیؒ اور ان کے مقلدین کے پُرزور دلائل نقل کر کے ان جوابات کا ذکر کریں جو ہمارے مقدس فقہا کے مبارک دماغوں سے نکلے ہیں لیکن طول کا خوف ہے، اور اگر صرف یہی کریں کہ امام صاحبؒ کے اس مذہب پر روایت اور درایت کے طریقہ سے کچھ روشنی ڈال دیں تب بھی بہت طول ہو جائے گا لہذا ہم اسی قول پر اکتفا کرتے ہیں کہ امام صاحبؒ کا مذہب روایت اور درایت دونوں قاعدوں سے بہت پُرزور اور قابل قبول ہے اور صاحب شریعت کی جانب سے منصور ہے واللہ اعلم بالصواب ۱۲۔

کپڑے کا وہ حصہ جو اندر رہے نجاست سے تر ہو جائے مگر وہ حصہ جو باہر ہے تر نہ ہو یا وہ بھی تر ہو جائے اور وہ روئی وغیرہ مشترک حصہ میں ایسی چھپ گئی ہو کہ باہر سے نظر نہ آتی ہو تو ان سب صورتوں میں وضو نہ جائے گا۔

۲۲۔ اگر کوئی شخص کسی مردہ جانور کے ساتھ بُرا کام کرے تو اس کا وضو نہ جائے گا جب تک کہ مذی یا منی نہ نکلے۔

۲۳۔ اگر نابالغ کے ساتھ یہ فعل کیا جائے تب بھی بغیر منی یا مذی کے نکلے ہوئے وضو نہ جائے گا بشرطیکہ وہ نابالغ ایسا نابالغ ہو کہ اس کے ساتھ کرنے میں مشترک حصہ کے مل جانے کا خوف ہو۔

۲۴۔ منی اپنے مقام سے نکلی مگر اس نے اپنے خاص حصہ کو اس زور سے دبا لیا کہ منی باہر بالکل نہ نکلی تو وضو نہ جائے گا۔

۲۵۔ اگر دو شخص اپنے حصوں کو ملا دیں مگر درمیان میں مثل موٹے کپڑے وغیرہ کے کوئی ایسی چیز حائل ہو جو ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت نہ محسوس ہونے دے تو وضو نہ جائے گا خواہ دونوں مرد ہوں یا دونوں عورت یا ایک عورت اور دوسرا مرد بالغ ہوں یا نابالغ

۲۶۔ آنکھ کے اندر اگر خون یا پیپ بہے اور آنکھ سے باہر نہ آئے تو وضو[ع۵] نہ جائے گا

۲۷۔ زخم سے خون وغیرہ نکل کر زخم ہی میں رہے اور زخم ایسا ہو جس کا دھونا نقصان کرے تو وضو نہ جائیگا

۲۸۔ ہمیشہ شراب پینے والے کے بدن سے پسینہ نکلے تو اس سے وضو نہ جائے گا۔

۲۹۔ زخم سے اگر کیڑا یا گوشت کا ٹکڑا اگر پڑے یا ہوا نکلے وضو نہ جائے گا۔

۳۰۔ تھوک یا بلغم اگر کسی ایسی شے کے ساتھ مثل کھانے یا پت یا ایسی شے کے ساتھ جو سنتے ہیں نکلے در آنحالیکہ پاک ہو تو اس صورت میں اگر تھوک اور بلغم زیادہ ہو اور وہ چیز کم اور اس قدر ہو جس سے منہ نہ بھر سکے تو وضو نہ جائے گا اور تھوک اور بلغم اور وہ چیز برابر ہو مگر دونوں میں کوئی اس قدر نہ ہو جس سے منہ نہ بھر سکے تب بھی وضو نہ جائے گا۔

۳۱۔ اگر کوئی چینکتے میں نکلے جیسے کیڑا وغیرہ تب بھی وضو نہ جائے گا۔

ع۵ اس لیے کہ آنکھ جسم کا ایسا حصہ ہے جس کے پاک کرنے کا نہ وضو میں حکم ہے نہ غسل میں ۱۲

ع۶ ایسی حالت میں بعض فقہا لکھتے ہیں کہ وضو جاتا رہتا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ نہیں جاتا۔۱۲

Marfat.com

۳۲۔ اعضائے وضو پر اگر زخم ہو اور وضو کے بعد اس زخم کے اوپر کی کھال جدا کردی جائے تو اس سے وضو نہ جائے گا نہ اس مقام کے دوبارہ دھونے کی ضرورت ہوگی خواہ جلد کے جدا کرنے سے تکلیف ہو یا نہ ہو۔

۳۳۔ وضو کرنے کے بعد اگر سر یا داڑھی کے بال یا بھنویں منڈوا دی جائیں تو اس سے وضو یا سر کا مسح باطل نہ ہوگا یعنی اس کے بعد دوبارہ وضو یا سر کے مسح یا اس مقام کے دھونے کی جہاں کے بال منڈوائے گئے ہیں حاجت نہیں۔

۳۴۔ بڑھے ہوئے ناخون اگر وضو کے بعد کٹوا دئے جائیں تو وہ وضو نہ جائے گا اور نہ اس مقام کے دوبارہ دھونے کی ضرورت ہوگی جو ناخون کٹ جانے سے کھل گیا ہے۔

۳۵۔ پاک چیز کے جسم سے نکلنے سے وضو نہیں جاتا جیسے آنکھوں سے آنسو یا جسم سے پسینہ۔

۳۶۔ تھوک یا بلغم اگر منہ سے نکلے تو وضو نہ جائے گا خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو یعنی منہ بھر بھی ہو تو وضو نہیں جاتا۔

۳۷۔ کوئی گناہ کرنے سے یا کافر ہو جانے سے (نعوذ باللہ منہ) وضو نہیں جاتا۔

۳۸۔ اونٹ[ع۵] کا گوشت یا اور کوئی پکی ہوئی چیز کھانے سے وضو نہیں جاتا۔

مثال۔ کسی نے وضو کیا اس کے بعد اپنے کسی بھائی کی غیبت کی یا جھوٹ بولا یا کافر ہو گیا (معاذ اللہ منہ) تو اس کا وضو نہ جائے گا یعنی وہ غیبت کرنے والا اور جھوٹ بولنے والا اور وہ کافر بعد مسلمان ہونے کے اسی وضو سے بشرطیکہ اور کسی وجہ سے نہ ٹوٹا ہو نماز پڑھ سکتا ہے

موزوں کا مسح:

ہم وضو کے چوتھے فرض میں لکھ چکے ہیں کہ وضو کا چوتھا فرض دونوں پیروں کا ٹخنوں تک ایک مرتبہ دھونا بشرطیکہ موزے پہنے ہوئے نہ ہو، اور اگر موزے پہنے ہو تو اس کا حکم وہاں نہیں بیان کیا گیا لہذا اب ہم اس کا حکم لکھتے ہیں۔

اگر کوئی شخص پیروں میں موزے پہنے ہو تو اس پیروں کا دھونا فرض نہیں بلکہ بجائے پیروں کے دھونے کے صرف ایک مرتبہ دونوں موزوں کا مسح کافی ہے درصورتیکہ مسح کے سب شرائط موجود پائی جائیں جن کی تفصیل آگے معلوم ہوگی۔

وضو کے وقت پیروں سے موزوں کا اتار کر پیروں کا دھونا اور پھر موزوں کا پہننا مشقت سے

ع۵ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو چلا جاتا ہے ۱۲۰۔

Marfat.com

خالی نہ تھا خصوصاً عجلت کے اوقات میں اور اس ملک کے لوگوں کو جہاں موزے پہننے کا عموماً دستور ہے جیسے عرب ترکستان اور اکثر بلاد عجم ہیں اس لیے منعم حقیقی نے محض اپنے لطف وکرم سے اس مشقت کو معاف فرما دیا اور بجائے اس کے صرف ایک ایک مرتبہ دونوں موزوں کے مسح کو قائم فرمایا اور اپنی حکمت بالغہ سے اس کے لیے چند شروط مقرر فرمائے جو یہاں بیان کئے جاتے ہیں۔ موزوں کا مسح اسی اُمت کے ساتھ خاص ہے اگلی امتیں اس انعام میں شریک نہیں

مسح کی شرطیں:- ۱۔ جن موزوں پر مسح کیا جائے وہ ایسے ہونا چاہئیں کہ پہننے سے پیر کے اس حصہ کو چھپالیں جس کا دھونا وضو میں فرض ہے ہاں اگر ہاتھ کی چھوٹی انگلی کی برابر تین انگلیوں سے کم کھلا رہ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

۲۔ موزے کا اس قدر پھٹا ہوا نہ ہونا جو مسح کو مانع ہو اگر اس سے کم پھٹا ہو تو حرج نہیں۔

۳۔ موزوں کا پیر کی جلد سے متصل ہونا اس قدر بڑے نہ ہوں کہ کچھ حصہ ان کا پیر سے خالی رہ جائے اور اگر بڑے ہوں تو موزوں کے اسی حصہ میں مسح کیا جائے جس میں پیر ہے۔ عہ

۴۔ موزوں میں چار وصفوں کا ہونا (۱) ایسے دبیز ہوں کہ بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے پیروں پر ٹھہرے رہیں (۲) ایسے گندھے ہوں کہ انکو پہن کر تین میل یا اس سے زیادہ چل سکیں (۳) ایسے موٹے کہ ان کے نیچے کی جلد نظر نہ آئے (۴) پانی کو جذب نہ کرتے ہوں یعنی اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو ان کے نیچے کی سطح تک نہ پہنچے۔

۵۔ قبل حدث موزوں کا طہارت کاملہ کی حالت میں پہنا ہوا ہونا اگرچہ پہننے کے طہارت کاملہ نہ ہو۔

مثال۔ کسی نے وضو کرتے وقت پہلے دونوں پیر دھو کر موزے پہن لیے اس کے بعد باقی اعضاء کو دھویا یا ایک پیر دھو کر موزہ پہن لیا اس کے بعد دوسرا پیر دھو کر دوسرا موزہ پہنا تو پہلی صورت میں دونوں موزوں کے وقت طہارت کاملہ نہ تھی اور دوسری صورت میں پہلا موزہ پہننے کے وقت طہارت کاملہ نہ تھی مگر چونکہ بعد پہننے کے طہارت کامل ہوگئی لہذا اب ان پر مسح ہو سکتا ہے۔

عہ اس کا بیان وہاں کیا جائے گا جہاں کے باطل ہو جانے کی صورتیں لکھی جائیں گی ۱۲۔

عہ فقہا نے یہ بھی شرط لکھی ہے کہ موزے کپڑے کے نہ ہوں مگر صحیح یہ ہے کہ جن میں یہ چار وصف ہوں ان پر مسح درست ہے ۱۲۔

Marfat.com

وہ چیزیں جن پر مسح درست ہے:- ۱. پیر کے موزے اور پائتابوں پر مسح درست ہے بشرطیکہ ان میں مسح کے شرائط پائے جائیں خواہ وہ چمڑے کے ہوں یا کپڑے کے یا اور کسی چیز کے۔

۲. بوٹ پر مسح جائز ہے بشرطیکہ پورے پیر کو معہ ٹخنے کے چھپالے اور اس کا چاک تسموں سے اس طرح بندھا ہو کہ پیر کی اس قدر جلد نظر نہ آئے کہ جو مسح کو مانع ہو

۳. موزوں کے اوپر اگر موزے پہنے جائیں تو ان اوپر والے موزوں پر مسح درست ہے بشرطیکہ ان میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہوں خواہ نیچے کے موزوں میں شرائط پائے جائیں یا نہیں اور یہ اوپر والے موزے قبل حدث کے اور قبل اس کے کہ پہلے موزوں پر مسح کیا جائے پہنے گئے ہوں۔

۴. اگر ایسے موزوں پر جن میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہیں ایسے موزے پہنے جائیں جن میں شرائط نہیں پائے جاتے تو ان پر بھی مسح جائز ہے بشرطیکہ ایسے رقیق ہوں کہ مسح کی تری ان سے تجاوز کر کے نیچے کے موزوں تک پہنچ جائے جن میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہیں یہ سمجھا جائے گا کہ درحقیقت مسح انہیں پر ہوا۔

۵. اگر موزے ایسے چھوٹے ہوں کہ جن سے ٹخنے نہ چھپ سکیں اور کوئی ٹکڑا چمڑے وغیرہ کا ان کے ساتھ سی کر پورے کر لیے جائیں تو ان پر مسح جائز ہے۔

۶. زخم کی پٹی پر مسح درست ہے انہیں تین صورتوں میں جن کا بیان معذور کے وضو میں ہو چکا مگر موزوں کے مسح میں اور پٹی کے مسح میں یہ فرق ہے کہ موزوں پر صرف بقدر تین انگلیوں کے مسح کیا جاتا ہے اور پٹی کا مسح پٹی کی پوری سطح پر ہوتا ہے یا اس کے اکثر حصہ پر۔

وہ چیزیں جن پر مسح درست نہیں:- ۱. وہ موزے جن میں مسح کے شرائط نہ پائے جاتے ہوں مثلاً موزے اس قدر چھوٹے ہوں کہ پیر کی پوری اس جلد کو نہ چھپائیں جس کا دھونا وضو میں فرض ہے بلکہ تین انگلیوں کی برابر پیر کی جلد ان سے ظاہر ہوتی ہو یا اس قدر پھٹے ہوں کہ جو مسح کو مانع ہے یا ان چار وصفوں سے کوئی وصف ان میں نہ پایا جاتا ہو یا طہارت کاملہ کی حالت میں پہنے ہوئے نہ ہوں۔ مثال کسی نے تیمم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وہ وضو کرے تو ان موزوں پر مسح نہیں

Marfat.com

کرسکتا اس لیے کہ تیمم طہارت کاملہ نہیں خواہ وہ تیمم صرف غسل کا ہو یا وضو غسل دونوں کا ہمارے زمانہ میں جو پائتابے اُونی اور سوتی رائج ہیں ان پر مسح جائز نہیں اسی لیے کہ ان میں مسح کی شرطیں نہیں پائی جاتیں صرف ان کو پہن کر تین میل نہیں چل سکتے اور پانی کو جذب کر لیتے ہیں شیشہ اور لکڑی اور ہاتھی دانت وغیرہ کے موزوں پر بھی مسح جائز نہیں اس لیے کہ ان کو پہن کر بالکل نہیں چل سکتے۔

۲۔ اگر موزوں پر موزے پہنے جائیں اور پہلے موزوں کا مسح ہو چکا ہو تو ان اوپر والے موزوں پر مسح جائز نہیں اور اسی طرح اگر یہ دوسرے موزے حدث کے بعد پہنے گئے ہوں تب بھی ان پر مسح درست نہیں۔

۳۔ جن موزوں میں شرائط پائے جاتے ہیں ان پر اگر ایسے موزے پہنے جائیں جن میں شرائط نہیں پائے جاتے اور نہ ایسے رقیق ہوں جن سے مسح کی تری تجاوز کر کے نیچے کے موزوں تک پہنچ جائے تو ان اوپر والے موزوں پر مسح جائز نہیں۔

۴۔ مدت گزر جانے کے بعد بغیر پیر دھوئے ہوئے موزوں پر مسح جائز نہیں۔

۵۔ بجائے ہاتھوں کے دھونے کے دستانوں پر مسح جائز نہیں۔

۶۔ بجائے سر کے مسح کے عمامہ پر مسح جائز نہیں۔

۷۔ اگر موزے پر موزے پہنے جائیں اور اوپر والے موزوں میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہوں تو ہاتھ ڈال کر نیچے والے موزوں پر مسح درست نہیں خواہ ان میں مسح کے شرائط پائے جاتے ہوں یا نہ پائے جاتے ہوں۔

۸۔ اگر کپڑے کے موزوں پر جن میں شرائط مسح کے نہ پائے جاتے ہوں چمڑا چڑھا دیا جائے مگر صرف اسی سطح پر جو چلنے کی حالت میں زمین پر رہتی ہے تب بھی ان پر مسح جائز نہیں۔

جن کو مسح درست ہے اور جن کو درست نہیں

۱۔ وضو کرنے والے کو مسح درست ہے خواہ مرد ہو یا عورت مقیم ہو یا مسافر بشرطیکہ مسح کی سب شرطیں پائی جائیں۔

۲۔ غسل کرنے والے کو مسح جائز نہیں خواہ غسل فرض ہو یا سنت۔ غسل میں مسح کرنے کی

Marfat.com

یہ صورت ہے کہ پیروں کو کسی اونچے مقام پر رکھ کر خود بیٹھ جائے اور سوا پیروں کے باقی جسم کو دھوئے اس کے بعد پیروں پر مسح کرے۔ (درمختار وغیرہ)

۳۔ تیمم کرنے والے کو مسح جائز نہیں۔

مقیم کو حدث کے بعد سے ایک دن رات تک موزوں پر مسح کی اجازت ہے اور مسافر کو حدث کے بعد کے تین دن اور تین رات تک بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔

اگر ظہر کے وقت پیر دھو کر موزے پہنے جائیں اور عشا تک حدث نہ ہو بعد عشا کے حدث ہو تو عشا کے وقت سے اس کو ایک رات اور ایک دن تک مسح کی اجازت ہوگی اگر مقیم ہے اور تین رات تین دن تک اگر مسافر ہے پہننے کے وقت کا اعتبار نہیں۔ اگر کوئی مقیم موزے پہننے کے بعد ایک دن رات سے پہلے سفر کرے تو اس کو مسافر کی مدت پوری کرنے کی اجازت ہوگی۔

مثال۔ کسی مقیم نے مغرب کے وقت موزہ پہنا اور اسی شب کی صبح کو اس نے سفر کیا تو اس کو تین دن اور دو رات مسح کرنے کی اجازت ہوگی۔ اگر کوئی مسافر تین دن تین رات سے پہلے قیام کرے تو اس کو مقیم ہی کی مدت تک مسح کی اجازت ہوگی۔

مثال۔ کسی مسافر نے فجر کے وقت موزہ پہنا اور اسی دن غروب آفتاب کے وقت اپنے گھر پہنچ گیا تو اس کو صرف ایک رات اور مسح کی اجازت ہوگی۔

مسح کے احکام:

۱۔ اگر کسی کے پاس وضو کے لیے صرف اسی قدر پانی ہو کہ اس سے پیر کے سوا اور سب اعضاء دھل سکتے ہیں تو اس کو موزوں کا مسح واجب ہے۔

۲۔ اگر کسی کو خوف ہو کہ پیر دھونے سے وقت جاتا رہے گا تو اس پر مسح واجب ہے اسی طرح اگر کسی کو خوف ہو کہ پیر دھونے سے عرفات میں نہ ٹھہر سکے گا تو اس پر بھی مسح واجب ہے کسی موقع پر مسح نہ کرنے سے رافضی یا خارجی ہونے کا لوگوں کو گمان ہو وہاں بھی مسح کرنا واجب ہے یہ کہ جہاں کہیں مسح نہ کرنے سے کوئی واجب ترک ہوتا ہو تو وہاں مسح کرنا واجب ہے۔

۳۔ سوا ان مقامات کے جہاں مسح کرنا واجب ہے موزوں کو اتار کر پیروں کا دھونا بہ نسبت مسح کرنے کے بہتر ہے۔

۴۔ بے موزے اتارے ہوئے پیروں کا دھونا گناہ ہے۔

Marfat.com

مسح کا مسنون و مستحب طریقہ

دونوں ہاتھوں کو غیر مستعمل پانی سے تر کر کے داہنے ہاتھ کی انگلیاں کشادہ کر کے داہنے موزے کے سرے پر (جو انگلیاں پر رہتا ہے) اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں موزے کے سرے پر رکھ کر انگلیوں کو ٹخنوں تک کھینچ لیا جائے اس طرح کہ موزے پر پانی کے خطوط کھنچ جائیں۔ مسح موزے کے اس حصہ کے ظاہری سطح پر ہونا چاہیے جو پیر کی پشت پر رہتا ہے نہ اس حصہ پر جو چلنے میں زمین پر رہتا ہے۔

مسح کے فرائض: ۱۔ مسح کا موزے کی اس ظاہری سطح پر ہونا جو پیر کی پشت پر رہتی ہے۔
۲۔ موزوں کا انگلیوں کے مقام سے تسمہ باندھنے کی جگہ تک ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے تین انگلیوں کے برابر تر ہو جانا خواہ ہاتھ سے تر کیے جائیں یا اور کسی چیز سے یا خود بخود تر ہو جائیں جیسے کوئی شخص گھاس میں چلے اور شبنم سے اس کے موزے تر ہو جائیں یا مینہ کے ترشح سے اس کے موزوں کو اس قدر تری پہنچ جائے تو یہ مسح سمجھا جائے گا۔ اختیار ہے کہ دونوں موزوں کا مسح ایک ساتھ کیا جائے یا پہلے ایک کا پھر دوسرے کا یہ بھی اختیار ہے کہ چاہے جس موزے کا مسح پہلے کیا جائے تسمہ باندھنے کی جگہ وہ ہڈی ہے جو پیر کی پشت پر بیچ میں اُٹھی معلوم ہوتی ہے۔

مسح کے سنن اور مستحبات: ۱۔ ہاتھ سے مسح کرنا نہ کسی اور چیز سے۔
۲۔ مسح کرتے وقت ہاتھ کی انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔
۳۔ انگلیوں کو موزوں پر رکھ کر اس طرح کھینچنا کہ موزوں پر خطوط کھنچ جائیں۔
۴۔ مسح پیر کی انگلیوں کی طرف سے شروع کرنا نہ پنڈلی کی طرف سے۔
۵۔ مسح پنڈلی کی جڑ تک کرنا اس سے کم نہیں۔
۶۔ ایک ہی ساتھ دونوں موزوں کا مسح کرنا۔
۷۔ داہنے ہاتھ سے داہنے موزے کا مسح کرنا اور بائیں ہاتھ سے بائیں موزے کا
۸۔ ہاتھ کی ہتھیلیوں کی جانب سے مسح کرنا نہ پشت کی جانب سے۔

☆

مسح کے باطل ہو جانے کی صورتیں

۱۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے مسح بھی باطل ہو جاتا ہے یعنی پھر دوبارہ مسح کرنے کی ضرورت ہو گی۔ جیسے معذور کا وضو نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے ویسے ہی اس کا مسح بھی باطل ہو جاتا ہے مگر اس کو موزے اتار کر پیروں کا دھونا واجب ہے ہاں اگر اس کا فرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت میں نہ پایا جائے تو وہ بھی مثل اور صحیح آدمیوں کے سمجھا جائے گا۔

۲۔ موزے کا پیر سے یا پیر کے اکثر حصہ سے اتر جانا خواہ قصداً اُتارے یا بغیر قصد کے اُتر جائیں اس صورت میں موزوں کا اُتار کر پیروں کو دھونا چاہیے۔

۳۔ موزے کا پھٹ جانا بشرطیکہ اگر ایڑی کے پاس پھٹا ہو تو اس قدر ہو کہ چلنے کی حالت میں اس سے ایڑی کا اکثر حصہ کھل جاتا ہو اور اگر انگلیوں کے پاس پھٹا ہو تو اس قدر ہو کہ چلنے کی حالت میں تین انگلیاں اس سے کھل جاتی ہوں اور اگر ان دونوں مقاموں کے سوا اور کہیں پھٹا ہو تو اس قدر پھٹا ہو کہ اس سے چلنے کی حالت میں پیر کی چھوٹی انگلی سے تین انگلیوں کی برابر پیر کی جلد کھل جاتی ہو اس صورت میں موزے اتار کر پیروں کو دھونا چاہیے۔

اگر موزہ کئی جگہ پھٹا ہو اور ہر جگہ تین انگلیوں سے کم پھٹا ہو مگر سب ملانے سے تین انگلیوں کی برابر ہو جائے تب بھی مسح باطل ہو جائے گا بشرطیکہ ایک ہی موزہ اس قدر پھٹا ہو اور اگر دونوں موزے ملا کر اس قدر پھٹے ہوں تو اس قدر اعتبار نہیں مسح باطل نہ ہو گا۔ اگر موزوں میں اس قدر باریک باریک سوراخ ہو جائیں جن میں موٹی سوئی نہ جا سکے تو ان کا اعتبار نہیں اگرچہ کتنے ہی ہوں۔

اگر موزے پھٹے ہوں مگر پیر کا حصہ بقدر تین انگلیوں کے نہ ظاہر ہو تو اس کا اعتبار نہیں مسح باطل نہ ہو گا اگرچہ وہ پھٹا ہوا تین انگلیوں سے زیادہ ہو۔

۴۔ پیر کے اکثر حصہ کا کسی طرح دھل جانا اس صورت میں موزوں کو اُتار کر پیروں کو دھونا چاہیے۔

۵۔ مسح کی مدت کا گزر جانا اس صورت میں بھی موزوں کو اتار کر پیروں کو دھونا چاہیے ہاں اگر

Marfat.com

کسی کو سردی کے زمانے میں سرد پانی سے پیروں کو دھونے میں نقصان کا خوف ہو اور گرم پانی کسی طرح نہ مل سکتا ہو تو اس کو موزوں کا اتار کر پیروں کا دھونا معاف ہے بلکہ انہیں موزوں پر اس کو مسح کرنے کی اجازت عہ ہے جب تک خوف زائل نہ ہو جائے مگر یہ مسح پٹی کے مسح کی طرح ہوگا یعنی پورے موزے پر یا اس کے اکثر حصہ پر نہ موزے کی طرح اس لیے کہ موزے مثل زخم کے پٹی ہیں۔

ف جب ایک موزے کا مسح باطل ہو جائے گا تو دوسرے موزے کا مسح بھی باطل ہو جائے۔ اس لیے کہ ایک پیر کو مسح کرنا اور دوسرے کو دھونا جائز نہیں اگر مسح کیا جائے تو دونوں پیر اور دھوئے جائیں تو دونوں۔

مثال کسی شخص کا ایک ہی موزہ بقدر تین انگلیوں کے پھٹا ہو دوسرا نہیں یا کسی کا ایک پیر دُھل جائے دوسرا نہیں

حدث اصغر کے احکام:۔

وضو لوٹنے سے جو شرعی حالت انسان کے جسم میں پیدا ہوتی ہے وہ حدث اصغر ہے۔

۱۔ حدث اصغر کی حالت میں نماز پڑھنا حرام ہے خواہ نفل ہو یا فرض پنجوقتی ہوں یا عیدین کی ہوں یا جنازہ کی

۲۔ سجدہ کرنا حرام عہ ہے خواہ تلاوت کا ہو یا شکرانہ کا یا ویسے ہی کوئی شخص سجدہ کرے۔

۳۔ کعبہ مکرمہ کا طواف کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

۴۔ قرآن مجید اور ایسی چیز کا چھونا جو قرآن مجید کے ساتھ چسپاں ہو مثل دفتی اور چمڑے یا اس کے کپڑے کے جو جلد چڑھا کر سی دیا جاتا ہے مکروہ تحریمی ہے خواہ ان اعضا سے چھوئے جو وضو میں دھوئے جاتے ہیں۔

مثال۔ ہاتھ یا منہ کے یا ان اعضاء سے جو وضو میں نہیں دھوئے جاتے جیسے بازو سینہ وغیرہ یا ایسے کپڑے سے چھوئے جو اس کے جسم پر مثل آستین، دامن عمامہ، رومال، چادر وغیرہ کے (عالمگیری، شامی وغیرہ)

۵۔ اگر کاغذ یا کسی اور چیز پر جیسے کپڑا جھلی وغیرہ قرآن مجید کی ایک آیت بھی لکھی ہو تو اس پورے کاغذ کا چھونا مکروہ تحریمی ہے خواہ اس مقام کو چھوئے جس میں وہ آیت لکھی ہوئی ہے یا اس مقام کو جو سادہ ہے۔

عہ اس مسئلہ میں بعض فقہا کی یہ رائے ہے کہ اس صورت میں ان موزوں پر مسح جائز نہیں بلکہ ایسے شخص کو معذور سمجھ کر تیمم کی اجازت دی جائے گی یہ رائے اگرچہ بظاہر قرین قیاس ہے مگر اکثر بلکہ تمام فقہا کے خلاف ہے ۱۲۔

عہ معلوم ہوا کہ نماز اور سجدہ کے لیے وضو فرض ہے ۱۲۔

۶۔ کاغذ وغیرہ کے سوا کسی اور چیز پر قرآن مجید یا اس کی کوئی آیت لکھی ہوئی ہو تو اس کے صرف اسی مقام کو چھونا مکروہ ہے جس میں لکھا ہوا ہے سارے مقام کا چھونا مکروہ نہیں۔

مثال۔ کسی پتھر یا دیوار یا روپیہ پر کوئی آیت قرآن مجید کی لکھی ہو تو اس کے صرف اسی مقام کو چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہے۔

۷۔ قرآن مجید کے سوا اور آسمانی کتابوں میں مثل توریت، انجیل، زبور وغیرہ کے صرف اسی مقام کو چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو سادے مقام کو چھونا مکروہ نہیں۔

۸۔ قرآن مجید اگر جزدان میں ہو یا ایسے کپڑے میں لپٹا ہو جو اس کے ساتھ چسپاں نہ ہو تو اس کا چھونا مکروہ نہیں۔

۹۔ اگر کسی ایسے کپڑے سے قرآن مجید کو چھوئے جو جسم پر نہ ہو یا کپڑے کے سوا کسی اور چیز سے مثل لکڑی وغیرہ کے چھوئے تو مکروہ نہیں۔

۱۰۔ حدث اصغر کی حالت میں قرآن مجید کا کسی کاغذ پر لکھنا مکروہ نہیں بشرطیکہ اس کاغذ کو نہ چھوئے نہ لکھے ہوئے کو نہ سادے کو اس لیے کہ کاغذ وغیرہ پہ ایک آیت بھی لکھی ہو تو اس پورے کاغذ کا چھونا مکروہ ہے۔

۱۱۔ کاغذ وغیرہ کے سوا کسی اور چیز پر مثل پتھر وغیرہ کے قرآن مجید کا لکھنا مکروہ نہیں بشرطیکہ لکھے ہوئے کو نہ چھوئے خواہ سادے مقام کو چھوئے۔

۱۲۔ ایک آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں خواہ کسی چیز پہ لکھے۔

۱۳۔ حدث اصغر کی حالت میں قرآن مجید کا پڑھنا پڑھانا خواہ دیکھ کر پڑھے پڑھائے یا زبانی درست ہے۔

۱۴۔ نابالغ بچوں کو حدث اصغر کی حالت میں بھی قرآن مجید کا دینا اور چھوا نا مکروہ نہیں۔

۱۵۔ تفسیر کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے بشرطیکہ اس میں آیات قرآنیہ لکھی ہوں اور تفسیر ہوں اور تفسیر کے سوا دوسری دینی کتابوں کا چھونا مثل حدیث فقہ وغیرہ کے جائز ہے۔

۱۶۔ اگر قرآن مجید کا ترجمہ کسی اور زبان میں ہو تو صحیح یہ ہے کہ اس کا بھی وہی حکم ہے جو قرآن مجید کا ہے (بحر الرائق، درمختار)

۱۷۔ قرآن مجید کی جو آیتیں منسوخ التلاوت ہیں ان کا وہ حکم ہے جو قرآن مجید کے سوا دوسری آسمانی کتابوں کا ہے وہ اگر کسی چیز پر لکھی ہوں تو اس کے صرف اسی مقام کا چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو سادے مقام کا چھونا مکروہ نہیں۔

Marfat.com

وضو کے متفرق مسائل

۱۔ ہاتھ اگر ناپاک ہوں اور پانی میں بے ہاتھ ڈالے ہوئے وضو ممکن نہ ہو یعنی کوئی ایسا شخص نہ ہو جو ہاتھ دھلا دے یا پانی نکال دے اور نہ کوئی ایسا کپڑا ہو جس کو پانی میں ڈال کر ہاتھ دھوئے تو اس صورت میں وضو نہ کرنا چاہیے۔

۲۔ وضو کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہ ہو لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورت میں شک دفع کرنے کے لیے بائیں پیر کو دھوئے اسی طرح اگر وضو کے درمیان میں کسی عضو کی نسبت یہ شبہ ہو تو ایسی حالت میں اخیر عضو کو دھوئے مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد یہ شبہ ہو تو منہ دھو ڈالے اور اگر پیر دھوتے وقت یہ شبہ ہو تو ہاتھ دھو ڈالے یہ اس وقت ہے کہ اگر کبھی کبھی شبہ ہوتا ہو اور اگر کسی کو اکثر قسم کا شبہ ہوتا ہو تو اس کو چاہیے کہ اس شبہ کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل سمجھے۔

۳۔ عورت کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو کرنا مکروہ ہے۔

۴۔ ناپاک جگہ وضو کرنا درست نہیں۔

۵۔ مسجد میں وضو کرنا درست نہیں ہاں اگر اس طرح وضو کرے کہ وضو کا پانی مسجد میں نہ گرنے پائے تو خیر۔

۶۔ دانت پر میل آجانے کے وقت، سو اٹھنے کے بعد، منہ میں بدبو آجانے کے وقت، خانہ کعبہ میں داخل ہونے کے وقت کسی مجلس اور مجمع میں جانے کے لیے، قرآن مجید پڑھنے کے لیے مسواک کرنا مستحب ہے۔ اسی طرح اگر کوئی ایک وضو سے دوسرے وقت کی نماز پڑھے تو اس کو بھی مسواک کرنا مستحب ہے۔ (شامی)

۷۔ وضو کے بعد وضو کے اعضا کا کسی کپڑے وغیرہ سے پونچھ ڈالنا جائز ہے مگر پونچھنے میں مبالغہ اچھا نہیں جس کپڑے سے وضو کا پانی پونچھا جائے اس کو صاف پاک ہونا چاہیے جو کپڑا استنجا کے بعد استعمال کیا جائے اس سے وضو کا پانی نہ پونچھنا چاہیے۔

۸۔ اگر کسی شخص کا پیر مع ٹخنے کے کٹ گیا ہو اور دوسرے پیر میں موزہ پہنے ہو تو اس کو صرف

ایک ہی موزے پر مسح جائز ہے۔

۹۔ جس شخص کو ایسا مرض ہو جس میں وضو کی توڑنے والی چیزیں برابر جاری رہتی ہو اس کو مستحب ہے کہ نماز کے اخیر وقت مستحب تک انتظار کر کے وضو کرے شروع وقت میں نہ کرے اس خیال سے کہ شاید اخیر وقت تک اس کا وہ مرض دفع ہو جائے۔

۱۰۔ کافر کا وضو صحیح ہے اس لیے کہ وضو کے صحیح ہونے میں مسلمان ہونا شرط نہیں ہاں واجب ہونے کے لیے البتہ اسلام شرط ہے۔ اگر کوئی کافر حالت کفر میں وضو کرے اور اس کے بعد قبل اس کے کہ کوئی چیز وضو کے توڑنے والی پائی جائے اسلام لائے تو وہ اسی وضو سے نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہے۔

۱۱۔ اگر کسی سر میں اس قدر درد ہو یا زخم وغیرہ ہوں کہ سر کا مسح نہ کر سکے تو اس کو سر کا مسح معاف ہے۔

غسل کا بیان

فقہا کی اصلاح میں غسل سر سے پیر تک جسم کی تمام اس سطح کے دھونے کو کہتے ہیں جس کا دھونا بغیر کسی قسم کی تکلیف کے ممکن ہو۔

غسل کے واجب ہونے کی شرطیں:۔ ۱۔ مسلمان ہونا کافر پر غسل واجب نہیں۔
۲۔ بالغ ہونا، نابالغ پر غسل واجب نہیں۔

۳۔ عاقل ہونا، دیوانے اور مست اور بیہوش پر غسل واجب نہیں۔

۴۔ مطہر پانی کے استعمال پر قادر ہونا جس شخص کو قدرت نہ ہو اس پر غسل واجب نہیں۔

۵۔ نماز کا اس قدر وقت ملنا کہ جس میں غسل کر کے نماز پڑھنے کی گنجایش ہو۔ اگر کسی کو اتنا وقت نہ ملے تو اس پر اس وقت غسل واجب نہیں۔

مثال۔ کسی کو ایسے تنگ وقت میں نہانے کی ضرورت ہو کہ غسل کر کے نماز پڑھنے کی گنجائش نہ ہو یا کوئی عورت ایسے ہی تنگ وقت میں حیض یا نفاس سے پاک ہو۔

۶۔ حدث اکبر کا پایا جانا، جو حدث اکبر سے پاک ہو اس پر غسل واجب نہیں۔

۷۔ نماز کے وقت کا تنگ ہونا، شروع وقت میں غسل واجب نہیں۔

غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں:۔ تمام جسم کے ظاہری حصہ پر پانی کا پہنچ جانا بشرطیکہ

کوئی عذر نہ ہو۔ اگر بغیر کسی عذر کے کوئی ظاہری حصہ جسم کا بال برابر بھی خشک رہ جائے تو غسل صحیح نہ ہوگا۔

۲۔ جسم پر ایسی چیز کا نہ ہونا جس کی وجہ سے جسم تک پانی نہ پہنچ سکے۔

مثال ۔ جسم پر چربی یا خشک موم یا خمیر وغیرہ لگا ہوا ہو یا انگلیوں میں تنگ انگوٹھی چھلے وغیرہ ہوں یا کانوں میں تنگ بالیاں ہوں کہ سوراخ میں پانی نہ پہنچ سکے۔

۳۔ جن چیزوں سے حدث اکبر ہوتا ہے ان چیزوں کا حالت غسل میں نہ ہونا، کوئی عورت حیض یا نفاس کی حالت میں غسل کرے یا کوئی مرد منی گرنے کی حالت میں غسل کرے تو صحیح نہ ہوگا۔

غسل کے فرض ہونے کی صورت

حدث اکبر سے پاک ہونے کے لیے غسل فرض ہے اور حدث اکبر کے پیدا ہونے کے چار سبب ہیں

پہلا سبب:۔ خروج منی یعنی منی کا اپنی[عل] جگہ سے بشہوت جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا سوتے[عس] میں یا جاگتے میں، بیہوشی میں یا ہوش میں، جماع سے یا بغیر جماع[سہ] کے کسی خیال وتصور سے یا خاص حصہ کو ہاتھ سے حرکت دینے سے یا لواطت[للعہ] سے یا کسی مردہ یا جانور سے خواہش پوری کرنے سے

اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی تب بھی غسل فرض ہو جائے[ھ] گا

عل مرد کے جسم میں منی کی جگہ پیٹھ ہے اور عورت کے جسم میں سینہ کی ہڈیاں ۱۲ (در مختار وغیرہ)

عس سونے کی حالت میں عورتوں کی منی گرتی ہے احادیث سے ثابت ہے ۱۲ م ن

سہ جاگتے میں بغیر جماع کے منی نکلنے کی صورتیں مردوں کے ساتھ خاص ہیں عورتوں کی منی بیداری میں بغیر جماع کے نہیں ۱۲

للعہ لواطت کسی کے مشترک حصہ میں اپنے خاص حصہ کے داخل کرنے کو کہتے ہیں خواہ وہ مشترک حصہ مرد کا ہو یا عورت کا ۱۲

ھ یہ مذہب امام صاحبؒ اور امام محمدؒ کا ہے اور قاضی ابو یوسفؒ کے نزدیک حصہ سے باہر نکلتے وقت بھی شہوت شرط ہے لہذا ان کے نزدیک اس صورت میں غسل فرض نہ ہوگا ۱۲

Marfat.com

مثال۔ منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر اُس نے اپنے خاص حصہ کے سوراخ کو ہاتھ سے بند کر لیا۔ یا روئی وغیرہ رکھ لی تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اُس نے خاص حصہ کے سوراخ سے ہاتھ یا روئی ہٹالی اور منی بغیر شہوت خارج ہو گئی۔

اگر کسی کے خاص حصہ سے کچھ منی نکلی اور کچھ اندر باقی رہ گئی اور اُس نے غسل کر لیا بعد غسل کے وہ منی جو باقی رہ گئی تھی بغیر شہوت کے نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائے گا دوبارہ پھر غسل فرض ہے بشرطیکہ یہ باقی منی قبل سونے کے اور قبل پیشاب کرنے کے اور قبل چالیس قدم یا اس سے زیادہ چلنے کے نکلے۔

اگر کسی کے خاص حصہ سے بعد پیشاب کے منی نکلے تو اس پر بھی غسل فرض ہوگا بشرطیکہ شہوت کے ساتھ ہو۔ اگر کسی مرد یا عورت کو اپنے جسم یا کپڑے پر سوا اٹھنے کے بعد تری معلوم ہو تو اس میں چودہ صورتیں ہیں منجملہ ان کے سات صورتوں میں غسل فرض ہے۔

۱۔ یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد ہو۔
۲۔ یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔
۳۔ یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔
۴۔ شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔
۵۔ شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو۔
۶۔ شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو۔
۷۔ شک ہو کہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو۔

اگر کسی شخص کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اُس کی منی خاص حصہ کے سوراخ سے باہر نکل کر اس کھال کے اندر رہ جائے جو ختنہ میں کاٹ دی جاتی ہے تو اس پر غسل فرض ہو جائے گا اگرچہ وہ منی اس کھال سے باہر نہ نکلی ہو (بحر الرائق وغیرہ)

دوسرا سبب:۔ ایلاج یعنی کسی باشہوت مرد کے خاص حصہ کے سر کا کسی زندہ عورت کے خاص حصہ میں یا کسی دوسرے زندہ آدمی کے مشترک حصہ میں داخل ہونا خواہ وہ مرد ہو یا عورت، یا مخنث منی گرے یا نہ گرے اس صورت میں اگر دونوں میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں تو دونوں پر ورنہ جس میں پائی جاتی ہیں اس پر غسل فرض ہو جائے گا۔ اگر عورت کنواری ہو تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ اس کی بکارت دور ہو جائے (در مختار وغیرہ)

Marfat.com

اگر عورت کم سن ہو مگر ایسی کم سن نہ ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے سے اس کے خاص حصہ اور مشترک حصہ مل جانے کا خوف ہو تو اس کے خاص حصہ میں مرد کے خاص حصہ کا سر داخل ہونے سے مرد پر غسل فرض ہو جائے گا اگر اس میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں۔

جس مرد کے خصیے کٹ گئے ہوں اس کے خاص حصہ کا سر اگر کسی کے مشترک حصہ یا عورت کے خاص حصہ میں داخل ہو تب بھی غسل فرض ہو جائے گا دونوں پر ورنہ جس میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں اسی پر (قاضی خاں)

اگر کسی مرد کے خاص حصہ کا سر کٹ گیا ہو تو اس کے جسم سے اسی مقدار کا اعتبار کیا جائیگا۔ (بحر الرائق و در مختار وغیرہ)

اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہو جائے گا (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی عورت شہوت کے غلبہ میں اپنے خاص حصہ میں کسی بے شہوت مرد یا جانور کے خاص حصہ کو یا کسی لکڑی وغیرہ کو یا اپنی انگلی کو داخل کرے تب اس پر غسل فرض ہو جائیگا منی گرے یا نہ گرے۔ (شامی حاشیہ در مختار و حاشیہ بحر الرائق)

تیسرا سبب:۔ حیض یعنی کسی عورت کے خاص حصہ سے حیض کے خون کا باہر آنا کم سے کم مدت حیض کی تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن رات اور کم سے کم دو حیضوں کے درمیان میں عورت پندرہ دن پاک رہتی ہے یعنی ایک حیض کے بعد کم سے کم پندرہ دن تک دوسرا حیض نہ آتا ہو اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ممکن ہے کہ عورت کو تمام عمر حیض نہ آئے۔

حیض کی مدت میں سوا خالص سپیدی کے اور جس رنگ کا خون آئے حیض سمجھا جائے گا۔ جس عورت کے حیض کی عادت مقرر ہو گئی ہو اس کو اگر عادت سے زیادہ خون آئے مگر دس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ خون حیض سمجھا جائے گا۔

مثال۔ کسی عورت کو پانچ دن حیض آیا کرتا ہے اس کو اگر نو دن یا دس دن خون آئے تو یہ سب حیض سمجھا جائے گا اگر کسی عورت کو تین دن رات یا زیادہ یا اگر عادت مقرر ہو گئی ہو تو عادت کے موافق خون آ کر بند ہو جائے اور پندرہ دن یا اس سے زیادہ بند رہے اور اس کے بعد پھر خون آئے تو یہ دونوں خون علیحدہ علیحدہ دو حیض سمجھے جائیں گے۔

جس عورت کی عادت سات دن حیض کی ہو اس کو ایک دن خون آیا اور چودہ دن بند رہا تو ایک دن وہ جس میں خون آیا اور چھ دن وہ جس میں خون نہیں آیا جملہ سات دن اس کے حیض سمجھے جائیں گے۔

چوتھا سبب:۔ نفاس یعنی عورت کے خاص حصہ یا مشترک حصہ سے نفاس کے خون کا باہر نکلنا نفاس کا حکم اس وقت کے خون سے دیا جائیگا جو نصف سے زیادہ حصہ بچہ کے باہر آنے کے بعد اس سے پہلے جو خون نکلے وہ نفاس نہیں۔ (بحر الرائق وغیرہ)

زیادہ سے زیادہ مدت نفاس کی چالیس دن رات ہے اور کم مدت کی کوئی حد نہیں ممکن ہے کہ کسی عورت کو بالکل نفاس نہ آئے۔

کم سے کم نفاس اور حیض کے درمیان میں عورت پندرہ دن طاہر رہتی ہے۔

نفاس کی مدت میں سوا خالص سپیدی کے اور جس رنگ کا خون آئے وہ نفاس سمجھا جائے گا جس عورت کی عادت مقرر ہو اس کو اگر عادت سے زیادہ خون آئے مگر چالیس دن سے زیادہ نہ ہو تو وہ سب نفاس سمجھا جائے گا۔

مثال: کسی عورت کو بیس دن نفاس کی عادت ہو اس کو انتالیس یا پورے چالیس دن خون آئے تو یہ سب خون نفاس سمجھا جائے گا۔ اگر کسی عورت کو چالیس دن سے کم نفاس ہو کر بند ہو جائے گا اور پھر چالیس دن کے اندر ہی دوسرا خون آئے اور وہ خون چالیس دن کی حد سے آگے نہ بڑھے تو یہ سب زمانہ یعنی جس میں پہلا خون آیا اور جس میں بند رہا اور جس میں دوسرا خون آیا نفاس سمجھا جائے گا۔ اور اگر دوسرا خون چالیس دن کی حد سے آگے بڑھ جائے تو پہلے خون سے چالیس دن تک اگر عادت مقرر نہ ہو اور اگر عادت مقرر ہو تو بقدر عادت کے نفاس سمجھا جائے گا۔

مثال:۔۱ کسی عورت کو عادت والی ہو یا بے عادت پندرہ دن نفاس ہو کر بیس دن بند رہا اور پانچ دن پھر خون آیا تو یہ سب زمانہ جس کا مجموعہ چالیس دن ہوتا ہے نفاس سمجھا جائے گا (۲) جس عورت کی عادت بیس دن نفاس کی ہو اس کو پندرہ دن خون آکر پندرہ دن بند رہے۔ اور پھر گیارہ دن خون آئے تو پندرہ دن وہ جن میں پہلا خون آیا ہے اور وہ پانچ دن جن میں خون بند رہا جملہ بیس دن اس کا نفاس ہوگا اس لیے کہ دوسرا خون

Marfat.com

چالیس دن کی حد سے آگے بڑھ گیا۔ اگر کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوں اور دونوں کی ولادت میں چھ مہینے سے کم فصل ہو تو اس کا نفاس پہلے بچہ کے بعد سے ہو گا پس اگر دوسرا بچہ چالیس دن کے اندر پیدا ہو تو خون اس کے بعد آئے وہ بھی نفاس ہے بشرطیکہ اتنے دن آئے کہ پہلے خون سے مل کر چالیس دن یا اس سے کم ہوں زیادہ نہ ہو اور اگر اتنے دن ہو کہ پہلے خون سے مل کر چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو اگر اس کی عادت مقرر نہ ہو تو چالیس دن تک ورنہ جس قدر عادت ہے اُس قدر نفاس سمجھا جائے۔ اگر کسی عورت کے دو بچہ پیدا ہوں اور دونوں کی ولادت میں چھ مہینہ یا اس سے زیادہ کا فصل ہو اور دونوں بچوں کے بعد خون آئے تو وہ دونوں خون علیحدہ علیحدہ دو نفاس سمجھے جائیں گے۔

اگر کسی عورت کے پیٹ میں زخم وغیرہ کی وجہ سے سوراخ ہو گیا ہو اور لڑکا اس سوراخ سے پیدا ہو تو اگر خون اس کے خاص حصہ یا مشترک حصہ سے باہر آئے تو وہ نفاس سمجھا جائے گا۔ (بحر الرائق وغیرہ)

استحاضہ کی صورتیں۔ ۱۔ نو برس سے کم عمر والی عورت کو جو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں خواہ تین دن رات آئے یا اس سے کم۔

۲۔ پچپن سال یا اس سے زیادہ عمر والی عورت کو جو خون آئے وہ حیض نہیں بشرطیکہ خالص سرخ یا سرخ مائل بہ سیاہی نہ ہو۔

۳۔ حاملہ عورت کو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں۔

۴۔ تین دن رات سے کم جو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں۔

۵۔ دس دن رات سے زیادہ جو خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں۔

۶۔ عادت والی کو اس کی عادت سے زیادہ خون آئے وہ استحاضہ ہے حیض نہیں بشرطیکہ دس دن رات سے بڑھ جائے۔

مثال۔ کسی عورت کو پانچ دن حیض آنے کی عادت ہو اس کو گیارہ دن خون آئے تو جس قدر اس کی عادت سے بڑھ گیا ہے یعنی چھ دن استحاضہ میں شمار ہوں گے۔

۷۔ اگر کسی عورت کو دس دن حیض ہو کر بند ہو جائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے اس کے بعد پھر خون آئے تو یہ دوسرا خون استحاضہ ہے حیض نہیں اس لیے کہ دو حیضوں کے درمیان میں کم سے کم پندرہ دن کا فصل ہوتا ہے۔

Marfat.com

۸- بچہ کے نصف سے زیادہ باہر نکلنے کے پہلے جو خون آئے وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں اس لئے کہ نفاس اسی وقت سے ہے جب نصف یا اس سے زیادہ حصہ بچہ کا باہر[عـ۵] آجائے۔

۹- چالیس دن نفاس ہو کر بند ہو جائے اور پندرہ دن سے کم بند رہے اور پھر خون آئے تو یہ دوسرا خون استحاضہ ہے حیض نہیں اس لیے کہ کم سے کم نفاس بند ہونے کے بعد پندرہ دن تک نہیں ہوتا۔

۱۰- بچہ پیدا ہونے کے بعد چالیس دن سے زیادہ خون آئے تو اگر اس کی عادت مقرر نہ ہو تو چالیس دن سے جس قدر زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں اور اگر عادت مقرر ہو تو جس قدر عادت سے زیادہ ہے وہ سب استحاضہ ہے۔

مثال۔ (۱) بے عادت والی عورت کو اکتالیس دن خون آئے تو چالیس دن نفاس ہوگا اور ایک دن استحاضہ (۲) جس عورت کو بیس دن نفاس کی عادت ہو اس کو اکتالیس دن خون آئے تو بیس دن اس کا نفاس ہوگا اور اکیس دن استحاضہ۔

۱۱- جس عورت کے دو بچے پیدا ہوں اور دونوں میں چھ ماہ سے کم فصل ہو اور دوسرا بچہ چالیس دن کے بعد پیدا ہو جو خون اس کے بعد آئے وہ استحاضہ ہے نفاس نہیں۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں

۱- منی اگر اپنی جگہ سے بشہوت نہ جدا ہو تو اگرچہ خاص حصہ سے باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہوگا۔

مثال:- کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا اونچے سے گر پڑا یا کسی نے اس کو مارا اور اس صدمہ سے اس کی منی بغیر شہوت کے نکل آئی۔

۲- اگر منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نہ نکلی تو غسل فرض نہ ہوگا۔ خواہ یہ نہ نکلنا خود بخود ہو یا خاص حصہ کا سوراخ بند ہو جانے کے سبب سے خواہ ہاتھ سے بند کیا گیا ہو یا روئی وغیرہ رکھ کر۔

۳- اگر کسی شخص کے خاص حصہ سے بعد پیشاب کے بغیر شہوت کے منی نکلے تو اس پر

عـ۵ اور جب تک بچہ کا نصف یا اس سے زیادہ حصہ باہر نہیں آجاتا نفاس ہی کہا جائے گا ۱۲ م۔ ن۔

Marfat.com

غسل فرض نہ ہو گا۔

۴۔ اگر کوئی مرد کسی جانور یا مردہ کے خاص حصہ یا مشترک حصہ میں اپنا خاص حصہ داخل کرے یا اس کا خاص حصہ اپنے مشترک حصہ میں داخل کرے تو اس پر غسل فرض نہ ہو گا۔ بشرطیکہ منی نہ نکلے اسی طرح اگر کوئی عورت کسی جانور یا مردہ کا خاص حصہ یا کوئی لکڑی یا انگلی یا اور کوئی چیز اپنے خاص حصہ یا مشترک حصہ میں داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہو گا بشرطیکہ منی نہ نکلے اور خاص حصہ مشترک داخل کرنے میں یہ بھی شرط ہے کہ غلبہ شہوت کی حالت کا نہ ہو۔

۵۔ اگر کوئی بے شہوت لڑکا کسی عورت کے ساتھ جماع کرے تو کسی پر غسل فرض نہ ہو گا اگرچہ عورت مکلف ہو۔

۶۔ اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ اپنے ہی مشترک حصہ میں داخل کرے تو اس پر غسل فرض نہ ہو گا

۷۔ اگر کوئی مرد کسی کم سن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہ ہو گا۔ بشرطیکہ منی نہ گرے اور وہ عورت اس قدر کم سن ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے میں خاص حصہ اور مشترک حصہ کے مل جانے کا خوف ہو۔

۸۔ اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے اور کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ جسم کی حرارت اس کی وجہ سے نہ محسوس ہو تو غسل فرض نہ ہو گا۔

۹۔ اگر کسی کنواری عورت کے ساتھ صحبت کی جائے اور اس کی بکارت زائل نہ ہو تو غسل فرض نہ ہو گا (مراقی الفلاح)

۱۰۔ اگر کوئی مرد اپنے خاص حصہ کا جزء مقدار سر سے کم داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہو گا۔

۱۱۔ مذی اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

۱۲۔ اگر کسی عورت کے خاص حصہ میں مرد کی منی بغیر مرد کے خاص حصہ کے داخل ہوئے چلی جائے تو اس پر غسل فرض نہ ہو گا۔

۱۳۔ اگر کسی عورت کے بچہ پیدا ہو اور خون بالکل نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہو گا۔

۱۴۔ استحاضہ سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

۱۵۔ اگر کسی شخص کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اس کے اوپر منی نکلنے سے غسل فرض نہ ہو گا۔

۱۶۔ سوا اٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھنے کی بقیہ سات صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا

Marfat.com

(۱) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔
(۲) شک ہو کہ یہ منی یا مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔
(۳) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔
(۴) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔
(۵) یقین ہو جائے کہ یہ ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔
(۶) یقین ہو جائے کہ ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔
(۷) شک ہو کہ یہ منی یا مذی یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ ہاں دوسری تیسری ساتویں صورت میں احتیاطاً غسل کر لینا ضروری ہے

۱۷۔ حقنہ (عمل) کے مشترک حصہ میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔
۱۸۔ اگر کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔
۱۹۔ اگر کوئی شخص خواب میں اپنی منی گرتے ہوئے دیکھے اور منی گرنے کی لذت بھی اس کو محسوس ہو مگر کپڑوں پر تری یا کوئی اثر نہ معلوم ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔

جن صورتوں میں غسل واجب ہے

۱۔ اگر کوئی کافر اسلام لائے اور حالت کفر میں اس کو حدث اکبر ہوا ہو اور وہ نہ نہایا ہو یا نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا ہو تو اس پر بعد اسلام کے نہانا واجب ہے۔
۲۔ اگر کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے تو اس کا نہانا واجب ہے۔
۳۔ مسلمان مردے کی لاش کو نہلانا زندہ مسلمان پر واجب کفایہ ہے۔

جن صورتوں میں غسل سنت ہے

۱۔ جمعہ کے دن بعد نماز فجر کے نماز جمعہ کے لیے ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے، جن پر نماز جمعہ واجب ہو۔
۲۔ عیدین کے دن بعد فجر ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز

واجب ہے۔

۳۔ حج یا عمرہ کے احرام کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔

۴۔ حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوال کے غسل کرنا سنت ہے۔

جن صورتوں میں غسل مستحب ہے

۱۔ اسلام لانے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے اگرچہ حدث اکبر سے پاک ہو۔

۲۔ کوئی مرد یا عورت جب پندرہ برس کی عمر کو پہنچے اور اس وقت تک کوئی علامت جوانی کی اس میں نہ پائی جائے تو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

۳۔ پچھنے لگوانے کے بعد اور جنون اور مستی اور بے ہوشی دفع ہو جانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔

۴۔ مُردے کو نہلانے کے بعد نہلانے والوں کو غسل کرنا مستحب ہے۔

۵۔ شب برات یعنی شعبان کی پندرھویں رات کو غسل کرنا مستحب ہے۔

۶۔ لیلۃ القدر کی راتوں میں اس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جس کو لیلۃ القدر معلوم ہو۔ عہ

۷۔ مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔

۸۔ مزدلفہ عمہ میں ٹھہرنے کے لیے دسویں تاریخ کی صبح کو بعد نماز فجر کے غسل مستحب ہے۔

۹۔ طواف سہ زیارت کے لیے غسل مستحب ہے۔

۱۰۔ کنکری للعہ پھینکنے کے وقت غسل مستحب ہے۔

عہ لیلۃ القدر رمضان المبارک کی ۲۱ یا ۲۳ یا ۲۵ یا ۲۹ تاریخ کو ہوتی ہے اس کو معلوم ہونے کا یہ مطلب ہے کہ کسی کو کشف اور الہام سے معلوم ہو جائے کہ آج لیلۃ القدر ہے یا جو علامتیں اس رات کی مذکور ہیں ان کو دیکھ کر کوئی شخص معلوم کرے کہ آج لیلۃ القدر ہے ۱۲

عمہ مزدلفہ ایک مقام ہے مکہ اور منیٰ کے درمیان میں وہاں حاجی جمع ہوتے ہیں اسی لیے اس کو بھی جمع کہتے ہیں ۱۲

سہ طواف زیارت وہ طواف ہے جو ذی حجہ کی دسویں یا تیرھویں تاریخ کو کیا جاتا ہے ۱۲۔

للعہ منیٰ میں حاجی لوگ دسویں گیارھویں بارھویں تاریخ کو کنکری پھینکتے ہیں۔

Marfat.com

۱۱۔ کسوف[عہ] اور خسوف اور استسقا[عہ] کی نمازوں کے لیے غسل مستحب ہے۔
۱۲۔ خوف اور مصیبت کی نمازوں کے لیے غسل مستحب ہے۔
۱۳۔ کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لیے غسل مستحب ہے۔
۱۴۔ سفر سے واپس آنے والے کو غسل مستحب ہے جب وہ اپنے وطن پہنچ جائے۔
۱۵۔ استحاضہ والی عورت کو غسل کرنا مستحب ہے جب اس کا استحاضہ دفع ہو جائے۔
۱۶۔ جو شخص قتل کیا جاتا ہو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

غسل کا مسنون و مستحب طریقہ

جو غسل کرنا چاہے اُس کو چاہیے کہ کوئی کپڑا مثل لنگی وغیرہ کے باندھ کر نہائے اور اگر برہنہ ہو کر نہائے تو کسی ایسی جگہ نہائے کہ جہاں کسی نامحرم کی نظر نہ پہنچ سکے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو زمین پر انگلی سے ایک دائرہ کھینچ کر اس کے اندر بسم اللہ پڑھ کر نہائے۔

عورت کو اور برہنہ نہانے والے کو بیٹھ کر نہانا چاہیے اگر کوئی مرد کپڑے پہنے ہوئے نہائے اس کو اختیار ہے چاہے بیٹھ کر نہائے اور چاہے کھڑے ہو کر اگر برہنہ نہائے تو نہاتے وقت قبلہ کی طرف منہ نہ کرے اور سب سے پہلے اپنے دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک تین مرتبہ دھوئے اس کے بعد اپنے خاص حصہ معہ خصیتین کے دھوئے اگرچہ ان پر کوئی نجاست حقیقیہ نہ ہو۔ اس کے بعد اگر بدن پر کہیں نجاست حقیقیہ ہو تو اس کو دھو ڈالے اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو مٹی سے مل کر دھوئے اس کے بعد پورا وضو کرے یہاں تک کہ سر کا مسح بھی اور اگر کسی ایسے مقام پر نہاتا ہو جہاں غسل کا پانی جمع رہتا ہو تو پیروں کو اس وقت تک نہ دھوئے بلکہ بعد فراغت غسل کے دوسری جگہ ہٹ کر پیروں کو دھوئے اگر یہ غسل فرض ہو اور اس وضو میں سوا بسم اللہ کے اور کوئی دُعا نہ پڑھے وضو کے بعد اپنے بالوں میں انگلیاں

عہ کسوف سورج گرہن کو اور خسوف چاند گرہن کو کہتے ہیں ان دونوں گرہنوں میں دو دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے ۱۲۔
عہ اللہ تعالیٰ سے پانی برسانے کی دعا مانگنے کو استسقا کہتے ہیں ایسے وقت میں ایک خاص طریقہ سے نماز بھی پڑھی جاتی ہے ۱۲۔

Marfat.com

ڈال کر تین مرتبہ سر کا خلال کرے پہلے داہنے جانب کا پھر بائیں جانب کا اس کے بعد اپنے سر پر پانی ڈالے پھر داہنے شانے پر پھر بائیں شانے پر اور تمام جسم کو ہاتھوں سے ملے اسی طرح دوبارہ اور تمام جسم پر اسی ترتیب سے پانی ڈالے تاکہ تین بار تمام جسم پر پانی پہنچ جائے اس کے بعد چاہیے اپنے جسم کو کسی کپڑے سے پونچھ ڈالے اور نہاتے وقت کسی سے کوئی بات بغیر سخت ضرورت کے نہ کرے۔

غسل کے فرائض

غسل میں ایک فرض ہے۔ تمام بدن کے ظاہری حصہ کا سر سے پیر تک دھونا اس طرح کہ بال برابر کوئی حصہ جسم کا خشک نہ رہنے پائے۔ ناف کا دھونا فرض ہے۔ داڑھی مونچھ اور ران کے نیچے کی سطح کا دھونا فرض ہے اگرچہ یہ چیزیں گھنی ہوں اور ران کے نیچے کی جلد نظر نہ آتی ہو۔ سر کے بالوں کا بھگوانا فرض ہے۔ اگرچہ ان میں گوند یا خطمی لگی ہو۔ انگوٹھی اگر تنگ ہو اور کان کے سوراخوں میں بالیاں ہوں کہ بے حرکت دئے ہوئے پانی جسم تک نہ پہنچے تو ان کا حرکت دینا فرض ہے اور کان کے سوراخوں میں اگر بالیاں ہوں اور سوراخ اگر بند نہ ہوئے ہوں تو اگر بغیر ہاتھ سے ملے ہوئے یا کوئی تنکا وغیرہ ڈالے ہوئے پانی ان میں نہ پہنچے تو تنکے وغیرہ کا ڈال کر ان میں پہنچانا فرض ہے۔ جس کا ختنہ نہ ہوا ہو اس کو جلد کا دھونا فرض ہے جو ختنہ کی کھال کے نیچے چھپی ہے اگر اس کھال کو اوپر چڑھانے میں تکلیف نہ ہو۔

غسل میں جن اعضاء کا دھونا فرض نہیں

۱۔ بدن کا ملنا اگر اس پر کوئی نجاست حقیقیہ ایسی نہ ہو جو بغیر ملے ہوئے دور نہ ہو سکے۔

۲۔ عورت کو اپنے خاص حصہ کے اندرونی جزو کا انگلی وغیرہ ڈال کر صاف کرنا۔

۳۔ جسم کے اس حصہ کا دھونا جس کے دھونے سے تکلیف یا ضرر ہو۔

مثال :۔ آنکھ کے اندر کی سطح کا دھونا اگرچہ اس میں نجس سرمہ لگا ہو (۲) عورت کو اپنے کان کے اس سوراخ کا تنکا وغیرہ ڈال کر دھونا جو بند ہو گیا ہو۔ جس مرد کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اس کو ختنہ کی

Marfat.com

کھال کو اوپر چڑھانے میں تکلیف ہو تو اس کو اس کھال کے نیچے کی جلد کا دھونا۔ عورت کو اپنے گندھے ہوئے بالوں کا کھولنا بشرطیکہ بغیر کھولے ہوئے بالوں کی جڑیں بھیک جائیں اگر بالوں میں گرہ پڑ گئی ہو تو اس کا کھولنا۔

غسل کے واجبات:- ۱۔ کلی کرنا

۲۔ ناک میں پانی لینا۔

۳۔ مردوں کو اپنے گندھے ہوئے بالوں کا کھول کر تر کرنا۔

۴۔ ناک کے اندر جو میل ناک کے لعاب سے جم جاتا ہے اس کو چھڑا کر اس کے نیچے کی سطح کا دھونا

غسل کی سنتیں:- ۱۔ نیت کرنا یعنی دل میں یہ قصد کرنا کہ میں نجاست سے پاک ہونے کے لیے خدا کی خوشی اور ثواب کے لیے نہاتا ہوتا ہوں نہ بدن صاف کرنے کے لیے۔

۲۔ اسی ترتیب سے غسل کرنا جس ترتیب سے لکھا گیا یعنی پہلے ہاتھوں کا دھونا پھر خاص حصہ کا دھونا پھر نجاست حقیقیہ کا دھونا اگر ہو پھر پورا وضو اور اگر ایسی جگہ ہو جہاں پانی جمع ہو تو پیروں کا بعد غسل کے دوسری جگہ ہٹ کر دھونا پھر تمام بدن پر پانی بہانا۔

۳۔ بسم اللہ کا کہنا۔

۴۔ مسواک کرنا۔

۵۔ ہاتھ پیروں کا اور داڑھی کا تین مرتبہ خلال کرنا۔

۶۔ بدن کو ملنا۔

۷۔ بدن کو اس طرح دھونا کہ باوجود جسم اور ہوا کے معتدل ہونے کے ایک حصہ خشک نہ ہونے پائے کہ دوسرے حصہ کو دھو ڈالے۔

۸۔ تمام جسم پر تین مرتبہ پانی بہانا۔

غسل کے مستحبات:- ۱۔ ایسی جگہ نہانا جہاں کسی نامحرم کی نظر نہ پہنچے یا تہ بند وغیرہ باندھ کر نہانا۔

۲۔ داہنے جانب کو بائیں جانب سے پہلے دھونا۔

۳۔ سر کے داہنے حصہ کا پہلے خلال کرنا پھر بائیں حصہ کا۔

۴۔ تمام جسم پر پانی اس ترتیب سے بہانا کہ پہلے سر پر پھر داہنے شانے پر پھر بائیں شانے پر۔

Marfat.com

۵۔ جو چیزیں وضو میں مستحب ہیں وہ غسل میں بھی مستحب ہیں سوا قبلہ رو ہونے اور دعا پڑھنے اور غسل سے بچے ہوئے پانی کا کھڑے ہو کر پینا بھی مستحب نہیں۔

غسل کے مکروہات:۔ ۱۔ بلا ضرورت ایسی جگہ نہانا جہاں کسی غیر محرم کی نظر پہنچ سکے۔
۲۔ برہنہ نہانے والے کو قبلہ رو ہونا۔
۳۔ غسل میں سوا بسم اللہ کے اور دعاؤں کا پڑھنا۔
۴۔ بے ضرورت کلام کرنا۔
۵۔ جتنی چیزیں وضو میں مکروہ ہیں وہ غسل میں بھی مکروہ ہیں۔

حدث اکبر کے احکام

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان کے پیدا ہونے سے جو اعتباری حالت انسان کے جسم کو طاری ہوتی ہے اس کو حدث اکبر کہتے ہیں۔

۱۔ جو چیزیں حدث اصغر میں منع ہیں وہ حدث اکبر میں بھی منع ہیں جیسے نماز اور سجدۂ تلاوت کا ہو یا شکرانہ کا، قرآن مجید بغیر کسی حائل کے چھونا وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ مسجد میں داخل ہونا حرام ہے ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہے۔

مثال۔ کسی شخص کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور کوئی دوسرا راستہ اس کے نکلنے کا سوا اس کے نہ ہو تو اس کو مسجد میں تیمم کر کے جانا جائز ہے۔ کسی مسجد میں پانی کا چشمہ یا کنواں یا حوض ہو اور اس کے سوا کہیں پانی نہ ہو تو اس مسجد میں تیمم کر کے جانا جائز ہے۔

۳۔ قرآن مجید کا بقصد تلاوت کرنا حرام ہے اگرچہ ایک آیت سے کم ہو اور اگرچہ منسوخ التلاوۃ ہو۔

۴۔ کعبہ مکرمہ کا طواف کرنا حرام ہے۔

۵۔ قرآن مجید کا چھونا جن شرائط سے حدث اصغر میں جائز ہے انہیں شرائط سے حدث اکبر میں بھی جائز ہے

۶۔ عیدگاہ میں اور مدرسہ میں اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے۔

۷۔ قرآن مجید کی ان آیتوں کو جن میں دعا یا اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو بقصد دعا کے پڑھنا جائز ہے۔ کوئی شخص سورۂ فاتحہ یا اور کسی ایسی ہی آیت کو بطور دعا کے پڑھے تو جائز ہے۔

Marfat.com

۸۔ حیض ونفاس کی حالت میں عورت کے ناف اور زانو کے درمیان کے جسم کو دیکھنا یا اس سے اپنے جسم کو ملانا بشرطیکہ کوئی کپڑا درمیان میں نہ ہو مکروہ تحریمی ہے اور جماع کرنا حرام ہے۔
۹۔ استحاضہ کی حالت میں صرف جماع کرنا حرام ہے اگرچہ اس سے حدث اکبر نہیں ہوتا۔
۱۰۔ حیض ونفاس کی حالت میں عورت کو روزہ رکھنا حرام ہے۔
۱۱۔ حیض والی عورت اگر کسی کو قرآن مجید پڑھاتی ہو اس کو ایک ایک لفظ کا رُک رُک کر پڑھانے کی غرض سے کہنا جائز ہے ہاں پوری آیت کا ایک دم پڑھ دینا اس وقت بھی ناجائز ہے
۱۲۔ حیض اور نفاس کی حالت میں عورت کے بوسے لینا اور اُس کا جھوٹا پانی وغیرہ پینا اور اس سے لپٹ کر سونا اور اُس کے ناف اور ناف کے اوپر اور زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا اگرچہ کپڑا درمیان میں نہ ہو اور ناف اور زانو کے درمیان میں کپڑے کیساتھ ملانا جائز ہے بلکہ حیض کی وجہ سے عورت سے علیحدہ ہو کر سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے[عہ]

غسل کے متفرق مسائل

۱۔ اگر کوئی مرد سوا ٹھنے کے بعد اپنے کپڑوں پر تری دیکھے اور قبل سونے کے اس کے خاص حصّہ کو استادگی نہ ہو تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا اور وہ تری مذی سمجھی جائے گی بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو اور اس تری کے منی ہونے کا خیال نہ ہو۔ (درمختار)
۲۔ اگر دو مرد یا دو عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت ایک ہی بستر پر لیٹیں اور سو اٹھنے کے بعد اس بستر پر منی کا نشان پایا جائے اور کسی طریقہ سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کس کی منی ہے اور نہ اس بستر پر ان سے پہلے کوئی اور سویا ہو تو ان صورتوں میں دونوں پر غسل فرض ہوگا اور اگر ان سے پہلے کوئی اور شخص اس بستر پر سو چکا ہے اور منی خشک ہے تو ان دونوں صورتوں میں کسی پر غسل فرض نہ ہوگا۔ (درمختار و بحرالرائق وغیرہ)

عہ چونکہ عادتاً عورتوں کو ہر مہینہ حیض آتا ہے اور پانچ سات روز رہتا ہے اس لیے بخیال ہرج تعلیم اس قدر اجازت دی گئی عہ مکروہ ہونے کی دو وجہیں ایک یہ کہ یہود کا دستور تھا کہ حیض کی حالت میں وہ عورتوں کو الگ کر دیتے تھے اور ان کے اختلاط سے پرہیز کرتے تھے۔ اور یہود وغیرہ کی مشابہت ہم لوگوں کو منع ہے دوسرے یہ کہ صحیح احادیث میں ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے حالت حیض میں اختلاط فرماتے تھے ۱۲

Marfat.com

۳۔ عورتوں کو حیض و نفاس کے وقت اپنے خاص حصہ میں روئی یا کپڑا رکھنا سنت ہے کنواری ہوں یا نہیں اور جو کنواری نہ ہوں اُن کو بغیر حیض و نفاس کے بھی روئی رکھنا مستحب ہے۔

۴۔ حیض و نفاس کا حکم اس وقت سے دیا جائے گا جب خون جسم کے ظاہری حصہ تک آجائے اور اگر خاص حصہ میں روئی وغیرہ ہو تو اس کا وہ حصہ تر ہو جائے جو جسم کے ظاہری حصہ کے مقابل ہے ہاں اگر روئی نکالی جائے تو اگر اس کے اندرونی حصہ میں خون ہو گا تب بھی حیض و نفاس کا حکم دے دیا جائے گا اس لیے کہ نکالنے کے بعد وہ اندرونی حصہ بھی خارجی حصہ بن گیا۔

۵۔ اگر کوئی عورت روئی رکھنے کے وقت طاہر تھی اور جب اُس نے روئی نکالی تو اس میں خون کا اثر پایا تو جس وقت سے اُس نے نکالی اسی وقت سے اس کا حیض و نفاس سمجھا جائیگا اس سے پہلے نہیں یہانتک کہ اس سے پہلے کی اگر کوئی نماز اس کی قضا ہوئی ہو گی تو وہ بعد حیض کے پڑھنا پڑے گی اور عورت روئی رکھتے وقت حائضہ تھی اور جس وقت روئی نکالی اس وقت اس پر خون کا نشان نہ تھا تو اس کی طہارت اسی وقت سمجھی جائیگی جب سے اس نے روئی رکھی تھی۔ اسی طرح اگر کوئی عورت سو اٹھنے کے بعد حیض دیکھے تو اس کا حیض اسی وقت سے ہو گا جب سے بیدار ہوئی ہے اس سے پہلے نہیں اور اگر کوئی حائضہ سو اٹھنے کے بعد اپنے کو طاہر پائے تو جب سے سوئی ہے اسی وقت سے طاہر سمجھی جائے گی (بحر الرائق در مختار و رد مختار وغیرہ)

۶۔ اگر کوئی ایسی جوان عورت جس کو ابھی تک حیض نہیں آیا اپنے خاص حصہ سے خون آتے ہوئے دیکھے تو اس کو چاہیئے کہ اس کو خون حیض سمجھ کر نماز وغیرہ چھوڑ دے[ع۵] پھر اگر وہ خون تین دن رات سے پہلے بند ہو جائے تو اس کی جس قدر نمازیں چھوٹ گئی ہیں ان کی قضا پڑھنا ہو گی اس لیے کہ معلوم ہو جائیگا کہ وہ خون حیض نہ تھا استحاضہ تھا حیض تین دن رات سے کم نہیں آتا (بحر الرائق در مختار وغیرہ) اسی طرح اگر کوئی عادت والی عورت اپنی عادت سے زیادہ خون دیکھے اور عادت اس کی دس دن سے کم ہو تو اس کو چاہیے کہ اس خون کو حیض سمجھ کر نماز وغیرہ بدستور نہ پڑھے اور غسل نہ کرے پس اگر وہ خون دس دن رات سے زیادہ ہو جائے تو جس قدر اس کی عادت سے زیادہ ہو گیا ہے استحاضہ سمجھا جائے گا اور اس زمانہ کی نمازیں اس کو قضا پڑھنا ہو گی (بحر الرائق وغیرہ)

۷۔ جس عورت کا حیض دس دن رات آکر بند ہوا ہو اس سے بغیر غسل کے خون بند ہوتے ہی جماع

ع۵ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ تین دن رات سے پہلے نماز نہ چھوڑنا چاہیے۔ مگر صحیح اور مفتی بہ وہی قول ہے جو ہم نے اختیار کیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۱۲۔

Marfat.com

جائز ہے اور جس عورت کا خون دس دن رات سے کم آکر بند ہوا ہو تو اگر اس کی عادت سے بھی کم آکر بند ہوا ہے تو اس سے جماع جائز نہیں جب تک کہ اس کی عادت نہ گزر جائے اگرچہ غسل بھی کر چکے اور عادت کے موافق آکر بند ہوا ہے تو جب تک غسل نہ کرے یا ایک نماز کا وقت نہ گزر جائے جماع جائز نہیں۔ بعد نماز کا وقت گزر جانے کے بغیر غسل کے بھی جائز ہے۔ نماز کا وقت گزر جانے سے یہ مقصود ہے کہ شروع وقت میں خون بند ہوا ہو تو باقی وقت سب گزر جائے اور اگر اخیر وقت میں خون بند ہوا ہو تو اس قدر وقت ہونا ضروری ہے جس میں غسل کر کے نماز کی نیت کرنے کی گنجائش ہو اگر اس سے بھی کم وقت باقی ہو تو پھر اس کا اعتبار نہیں دوسری نماز کا پورا وقت گزرنا ضروری ہے۔ اور یہی حکم ہے نفاس کا کہ اگر چالیس دن آکر بند ہوا ہو تو خون بند ہوتے ہی بغیر غسل کے اور اگر چالیس دن سے کم آکر بند ہوا ہو اور عادت سے بھی کم ہو تو بعد عادت گزر جانے کے اور اگر عادت کے موافق بند ہوا ہو تو بعد غسل یا نماز کا وقت گزر جانے کے جماع وغیرہ جائز ہے۔ ہاں ان سب صورتوں میں مستحب یہ ہے کہ بغیر غسل کے جماع نہ کیا جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

۸۔ جس عورت کا خون دس دن رات سے کم آکر بند ہوا ہو اور اگر عادت مقرر ہو چکی ہو تو عادت سے بھی کم ہو اس کو نماز کے اخیر وقت مستحب تک غسل میں تاخیر کرنا واجب ہے اس خیال سے کہ شاید پھر خون نہ آجائے مثلاً اگر عشا کے شروع وقت خون بند ہوا ہو تو عشا کے اخیر وقت مستحب یعنی نصف شب کے قریب تک اس کو غسل میں تاخیر کرنا چاہیے اور جس عورت کا حیض دس دن یا اگر عادت مقرر ہو تو عادت کے موافق آکر بند ہوا ہو تو اس کو نماز کے اخیر وقت مستحب تک غسل میں توقف کرنا مستحب ہے اور یہی حکم ہے نفاس کا کہ اگر چالیس دن سے کم اور اگر عادت مقرر ہو تو عادت سے کم اگر بند ہو تو اخیر وقت مستحب تک غسل میں تاخیر کرنا واجب ہے، اور پورے چالیس دن یا عادت مقرر ہو تو عادت کے موافق آکر بند ہو تو اخیر وقت مستحب تک غسل میں تاخیر کرنا مستحب ہے واجب نہیں (نہایہ، فتح قدیر، بحر الرائق)

۹۔ اگر کسی عورت کے بچہ پیدا ہوا اور خون بالکل نہ نکلے تب بھی احتیاطاً اس پر غسل واجب[۱] ہوگا۔

---

[۱] یہ امام صاحب کا مذہب ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اس صورت میں غسل واجب نہیں ہوتا اور بعض فقہا نے ان کے قول کو صحیح بھی کہا ہے مگر چونکہ اکثر فقہا اسی طرف ہیں اور احتیاط اسی میں ہے لہذا وہی قول اختیار کیا گیا ۱۲۔

Marfat.com

(عنایہ، بحر الرائق وغیرہ)

۱۰۔ اگر کوئی عورت غیر زمانۂ حیض میں کوئی دوا ایسی استعمال کرے کہ جس سے خون آجائے تو وہ حیض نہیں۔ (اشباہ ونظائر)

مثال۔ کسی عورت کو مہینے میں ایک دفعہ پانچ دن حیض کے پندرہ دن کے بعد[ع۵] دوا کے استعمال سے خون آجائے وہ حیض نہیں۔

۱۱۔ اگر کوئی عورت کوئی دوا وغیرہ استعمال کر کے یا اور کسی طرح اپنا حمل ساقط کر دے یا اور کسی وجہ سے اس کا حمل ساقط ہو جائے اور اس کے بعد خون آئے تو اگر بچہ کی شکل مثل ہاتھ پیر یا انگلی وغیرہ کے ظاہر ہوتی ہو تو وہ خون نفاس ہے۔

اور اگر بچہ کی شکل وغیرہ نہ ظاہر ہوتی ہو بلکہ گوشت کا ٹکڑا ہو تو اس کے بعد جو خون آئے وہ نفاس نہیں بلکہ اگر تین دن رات یا اس سے زیادہ آئے اور اس سے پہلے عورت پندرہ دن تک طاہرہ رہ چکی ہو تو یہ خون حیض ہوگا ورنہ استحاضہ (بحر الرائق طحطاوی وغیرہ)

۱۲۔ کسی بچہ کے تمام اعضا کٹ کٹ کر نکلیں تو اس کے اکثر اعضا نکل چکنے کے بعد جو خون آئے وہ بھی نفاس ہے۔

۱۳۔ ایک بار حیض یا نفاس آنے سے عادت مقرر ہو جاتی ہے مثلاً ایک دفعہ حیض کو سات دن حیض آئے اور دوسری دفعہ سات دن سے زیادہ اور دس دن سے بھی بڑھ جائے تو اس کا حیض سات ہی دن رکھا جائے گا۔ اسی طرح اگر کسی ایک مرتبہ بیس دن نفاس آئے اور دوسری مرتبہ بیس دن سے زیادہ اور چالیس دن سے بڑھ جائے تو اس کا نفاس بیس ہی دن رکھا جائے (شامی از علامہ برکوی)

۱۴۔ اگر کسی ایسی عورت کو جس کی عادت مقرر نہیں یعنی اس کو اب تک کوئی حیض یا نفاس نہیں آیا بالغ ہوتے ہی خون جاری ہو جائے اور برابر جاری رہے تو خون جاری ہونے کے وقت سے دس دن رات تک اس کا حیض سمجھا جائے گا اور بیس رات دن طہارت کے یعنی استحاضہ پھر دس رات دن حیض اور بیس رات دن استحاضہ۔ اسی طرح برابر حساب رہیگا اور اگر اسی حالت میں اس کے بچہ پیدا ہونے کے بعد سے چالیس رات دن اس کے نفاس کے اور بیس رات دن طہارت رکھے جائیں گے پھر اسی طرح دس رات دن حیض کے

ع۵ پندرہ دن کے بعد کی قید اس لیے بڑھائی گئی کہ اگر پندرہ دن سے پہلے خون نہ آئے گا تو وہ یوں بھی حیض نہ سمجھا جائے گا اس لیے کہ حیض کے بعد پندرہ دن تک دوسرا حیض نہیں آتا دوا کے پینے کو کوئی دخل نہ ہوگا ۱۲۔

Marfat.com

اور بیس رات دن طہارت کے۔

۱۵۔ اگر کسی عادت والی عورت کے خون جاری ہو جائے اور برابر جاری رہے تو اس کا حیض نفاس طہر اس کی عادت کے موافق رکھا جائے گا۔ ہاں اگر اس کی عادت چھ مہینہ طاہر رہنے کی ہو۔ تو اس کا طہر اس کی عادت کے موافق یعنی پورے چھ مہینے نہ ہوگا بلکہ ایک گھڑی کم چھ مہینے۔

۱۶۔ اگر کسی عادت والی عورت کے خون جاری ہو جائے اور برابر جاری رہے اور اس کو یہ یاد نہ رہے کہ مجھے کتنے دن حیض ہوتا تھا یا یہ یاد نہ رہے کہ مہینہ کی کس کس تاریخ سے شروع ہوتا تھا اور کب ختم ہوتا تھا یا دونوں یاد نہ رہیں تو اس کو چاہئے کہ اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی جس زمانہ کو وہ حیض کا زمانہ خیال کرے اس زمانہ میں حیض کے احکام پر عمل کرے اور جس زمانہ کو طہارت کا زمانہ خیال کرے اس زمانہ میں طہارت کے احکام پر عمل کرے اور اس کا گمان کسی طرف نہ ہو تو اس کو ہر نماز کے وقت نیا وضو کر کے نماز پڑھنا چاہیے اور روزہ بھی رکھے مگر جب اس کا یہ مرض دفع ہو جائے روزہ کی قضا کرنی ہوگی اور اس کو شک کی کیفیت ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت یہ ہے کہ اس کو کسی زمانہ کی نسبت یہ شک ہو کہ زمانہ حیض کا ہے یا طہر کا تو اس صورت میں ہر نماز کے وقت نیا وضو کر کے نماز پڑھے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اس کو کسی زمانہ کی نسبت یہ شک ہو کہ یہ زمانہ حیض کا ہے یا طہر کا یا حیض سے خارج ہونیکا تو اس صورت میں وہ ہر نماز کے وقت غسل کر کے نماز پڑھا کرے (بحرالرائق وغیرہ)

اگرچہ ابھی ان مسائل کے متعلق بہت کچھ تفصیل باقی ہے مگر چونکہ اس مقام کے مناسب نہیں اور ان کی تفصیل سے عام ناظرین کو فائدہ بھی نہیں اس لیے اسی پر اکتفا کی جاتی ہے۔

۱۷۔ مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے بشرطیکہ غسل فرض ہو اور کوئی صورت ستر کی ممکن نہ ہو۔ اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے اور مرد کو عورتوں کے یا مخنث کے سامنے اور عورتوں کو مردوں اور مخنثوں کے سامنے اور مرد کو سب کے سامنے نہانا حرام ہے (در مختار رد مختار وغیرہ)

اگر کسی کو سر کا بھگونا نقصان کرتا ہو اس کو سر کا دھونا معاف ہے باقی جسم کا دھونا اس پر فرض ہے۔

(در مختار، بحرالرائق وغیرہ)

Marfat.com

تیمم کا بیان

تیمم وضو اور غسل کا قائم مقام ہے اور منجملہ ان جلیل القدر نعمتوں کے جو اسی اُمت کے ساتھ خاص ہیں۔ اگلی امتوں میں تیمم نہ تھا۔ خیال کرو کہ جب ان کو پانی نہ ملتا ہوگا تو وہ لوگ کیا کرتے ہونگے یا اسی طرح نجاست کی حالت میں نماز وغیرہ پڑھتے ہوں گے یا نماز وغیرہ اُن کو چھوڑنا پڑتی ہوگی۔

تیمم واجب ہونے کی شرطیں

۱۔ مسلمان ہونا، کافر پر تیمم واجب نہیں۔
۲۔ بالغ ہونا، نابالغ پر تیمم واجب نہیں۔
۳۔ عاقل ہونا، دیوانہ اور مست اور بے ہوش پر تیمم واجب نہیں۔
۴۔ حدث اصغر یا اکبر کا پایا جانا جو شخص دونوں حدثوں سے پاک ہو اس پر تیمم واجب نہیں۔
۵۔ جن چیزوں سے تیمم جائز ہے۔ ان کے استعمال پر قادر ہونا۔ جس شخص کو ان کے استعمال پر قدرت نہ ہو اس پر تیمم واجب نہیں۔
۶۔ نماز کے وقت کا تنگ ہو جانا شروع وقت میں تیمم واجب نہیں۔
۷۔ نماز کا اس قدر وقت ملنا کہ جس میں تیمم کر کے نماز پڑھنے کی گنجائش ہو اگر کسی کو اتنا وقت نہ ملے تو اس پر تیمم واجب نہیں۔

ع۔ تیمم سن پانچ ہجری میں شروع ہوا قصہ مختصر یہ ہے کہ ایک لڑائی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم معہ حضرت عائشہؓ کے تشریف لے گئے تھے اثنائے راہ میں حضرت عائشہؓ کا ایک ہار جو اپنی بہن حضرت اسماءؓ سے مانگ لائی تھیں کھو گیا حضرتؐ کو جب یہ حال معلوم ہوا تو آپؐ نے وہیں قیام کر دیا اور کچھ لوگوں کو اس کی تلاش پر مامور فرمایا جس جگہ آپؐ نے قیام فرمایا تھا کہیں پانی وغیرہ نہ تھا جب نماز کا وقت آیا تو لوگوں نے بے وضو نماز پڑھ لی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا۔ اسی وقت تیمم کی آیت جو سورۂ مائدہ میں ہے۔ نازل ہوئی اس کے بعد وہ ہار بھی مل گیا ۱۲

تیمم کے صحیح ہونے کی شرطیں

۱۔ مسلمان ہونا، کافر کا تیمم صحیح نہیں یعنی حالت کفر کے تیمم سے بعد اسلام کے نماز جائز نہیں ہاں اسلام لانے کے وقت جو غسل مستحب ہے اگر اس کے عوض تیمم کرے تو اس کو مستحب کے ادا کرنے کا ثواب مل جائے گا۔

۲۔ تیمم کی نیت کرنا جس حدث کے سبب سے تیمم کیا جائے یا اس سے طہارت کی نیت کی جائے یا جس چیز کے لیے تیمم کیا جائے اس کی نیت کی جائے۔ مثلاً اگر نماز جنازہ کے لیے تیمم کیا جائے یا قرآن مجید کی تلاوت کے لیے تیمم کیا جائے تو اس کی نیت کی جائے مگر نماز اسی تیمم سے صحیح ہوگی جس میں حدث سے طہارت کی نیت کی جائے یا کسی ایسی عبادت[ع۵] مقصودہ کی نیت کی جائے جو بغیر طہارت کے نہیں ہو سکتی۔

۳۔ پورے منہ اور دونوں ہاتھوں کا معہ کہنیوں کے مسح کرنا۔

۴۔ تیمم پر ایسی چیز کا نہ ہونا جو مسح کو مانع ہو مثل روغن، چربی، موم یا تنگ انگوٹھی اور چھلوں وغیرہ کے۔

۵۔ پورے دونوں ہاتھوں سے یا ان کے اکثر حصہ سے مسح کرنا۔

۶۔ جن چیزوں سے حدث اصغر یا اکبر ہوتا ہے ان کا تیمم کے وقت نہ ہونا۔ کوئی حائضہ عورت تیمم کرے تو صحیح نہیں۔

اور اگر ایسی عبادت کے لیے تیمم کیا جائے جو بغیر طہارت کے نہیں ہو سکتی جیسے نماز قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ تو اس کے لیے پانی کے استعمال سے معذور ہونا بھی شرط ہے اور پانی کے استعمال سے معذور ہونے کی چند صورتیں ہیں

ع۵ عبادت مقصودہ وہ عبادت جس کی مشروعیت صرف ثواب اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے ہو کسی دوسری عبادت کے ادا کرنے کے لیے اس کی مشروعیت نہ ہو جیسے نماز، قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ بخلاف وضو و قرآن مجید کے چھونے اور مسجد میں جانے کے کہ ان سے صرف ثواب مقصود نہیں ہوتا بلکہ دوسری عبادتوں کا ادا کرنا بھی منظور ہوتا ہے ۱۲

Marfat.com

پانی کے استعمال سے معذور ہونے کی صورتیں

۱۔ اس قدر پانی کا جو وضو اور غسل کے لیے کافی ہو وہاں موجود نہ ہونا بلکہ ایک میل[ع] سے زیادہ فاصلہ پر ہونا۔

۲۔ پانی موجود ہو مگر کسی کی امانت ہو یا کسی سے غصب کیا ہوا ہو۔ (بحر الرائق در مختار)

۳۔ پانی کے نرخ کا معمول سے زیادہ گراں ہو جانا۔

۴۔ پانی کی قیمت کا نہ موجود ہونا۔ خواہ پانی قرض مل سکتا ہو یا نہیں اور بہ صورت قرض لینے کے اس کے اوپر قادر ہو یا نہیں (مراقی الفلاح)
ہاں اگر اس کے ملک میں مال ہو اور ایک مدت معینہ کے وعدے پر اس کو قرض مل سکے تو قرض لے لینا چاہیے۔

۵۔ پانی کے استعمال سے کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو یا یہ خوف ہو کہ پانی کے استعمال سے صحت کے حاصل ہونے میں دیر ہوگی۔

۶۔ سردی کا اس قدر زیادہ ہونا کہ پانی کے استعمال سے کسی عضو کے ضائع ہو جانے یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے کا خوف ہو اور اگرم پانی نہ مل سکتا ہو۔

۷۔ کسی دشمن یا درندہ کا خوف ہو مثلاً پانی ایسے مقام پر ہو جہاں درندے وغیرہ آتے ہوں یا راستہ میں چوروں کا خوف[ع] ہو یا اس پر کسی کا خوف ہو[ع] یا اس پر کسی کا قرض ہو یا کسی سے عداوت ہو اور یہ خیال ہو کہ اگر پانی لینے جائے گا تو وہ قرض خواہ یا دشمن اس کو قید کرے گا یا کسی قسم کی تکلیف دے گا۔ یا کسی فاسق کے پاس پانی ہو اور عورت کو اس سے پانی میں اپنی بے حرمتی کا خوف ہو۔

۸۔ پانی کھانے پینے کی ضرورت کے لیے رکھا ہو کہ اگر وضو یا غسل میں خرچ کر دیا جائے تو اس ضرورت میں حرج ہو مثلاً پانی آٹا گوندھنے یا گوشت وغیرہ پکانے

ع ہمارے زمانہ میں انگریزی میل کے حساب سے شرعی ایک میل تقریباً ایک میل دو فرلانگ ہوتا ہے ۱۲۔

ع امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بغیر خوف جان کے تیمم جائز نہیں۔ ۱۲۔

Marfat.com

کے لیے رکھا ہو یا پانی اس قدر ہو کہ اگر وضو یا غسل میں صرف کر دیا جائے تو پیاس کا خوف ہو خواہ اپنی پیاس کا یا کسی اور آدمی کا یا اپنے جانور کا بشرطیکہ کوئی ایسی تدبیر نہ ہو سکے جس سے مستعمل پانی جانوروں کے کام آ سکے۔

۹۔ کنوئیں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی کپڑا ہو جس کو کنوئیں میں ڈال کر تر کرے اور اس سے نچوڑ کر طہارت کرے یا پانی مٹکے وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کی نہ ہو اور مٹکا جھکا کر پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نجس ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو جو پانی نکال دے یا اس کے ہاتھ دھلا دے۔

۱۰۔ وضو یا غسل کرنے میں ایسی نماز کے چلے جانے کا خوف ہو جس کی قضا نہیں جیسے عیدین اور جنازہ کی نماز۔

۱۱۔ پانی کا بھول جانا۔ مثلاً کسی شخص کے پاس پانی ہو اور وہ اس کو بھول گیا ہو اور اس کے خیال میں ہو کہ میرے پاس پانی نہیں ہے۔

جن چیزوں سے تیمم جائز ہے اور جن سے جائز نہیں

۱۔ مٹی یا مٹی کی قسم سے جو چیز ہو اس سے تیمم جائز ہے اور جو مٹی کی قسم سے نہ ہو اس سے جائز نہیں۔ جو چیزیں آگ میں جلانے سے نرم نہ ہوں اور نہ جل کر راکھ ہو جائیں اور وہ چیزیں مٹی کی قسم سے ہیں جیسے ریگ اور پتھر کے اقسام عقیق زبرجد فیروزہ سنگ مرمر ہرتال سنکھیا وغیرہ اور جو چیزیں آگ میں جلانے سے نرم ہو جائیں یا جل کر راکھ ہو جائیں اور وہ مٹی کی قسم سے نہیں جیسے کپڑا لکڑی وغیرہ کہ جل کر راکھ ہو جاتے ہیں اور سونا چاندی وغیرہ کہ جلنے سے نرم ہو جاتی ہیں۔

۲۔ جو چیزیں مٹی کی قسم سے نہ ہوں اگر ان پر غبار ہو تو ان سے بوجہ اس غبار کے تیمم جائز ہے۔
مثال۔ کسی کپڑے یا لکڑی یا سونے چاندی وغیرہ پر غبار ہو تو اس سے تیمم جائز ہے۔

۳۔ کسی نجس چیز پر غبار ہو تو اگر وہ غبار اس پر خشکی کی حالت میں پڑا ہو اور اس سے تیمم کرنے میں نجاست کے کسی جز کے آنے کا خوف نہ ہو تو اس سے تیمم جائز ہے ورنہ نہیں۔

Marfat.com

۴۔ کسی حیوان یا انسان یا اپنے اعضاء پر غبار ہو تو اس سے تیمم جائز ہے جیسے کسی نے جھاڑو دی اور اس سے غبار اُڑ کر منہ اور ہاتھوں پر پڑ جائے اور ہاتھ سے مل لے تو تیمم ہو جائے گا۔

۵۔ اگر کوئی ایسی چیز جس سے تیمم جائز نہیں مٹی وغیرہ کے ساتھ مل جائے تو غالب کا اعتبار ہوگا اگر مٹی وغیرہ غالب ہو تو تیمم جائز ہو گا ورنہ ناجائز۔

تیمم کے احکام:۔ ا۔ جن چیزوں کے لیے وضو فرض ہے ان کے لیے وضو کا تیمم بھی فرض ہے اور جن کے لئے وضو واجب ہے ان کے لیے وضو کا تیمم بھی واجب ہے اور جن کے لیے وضو سنت یا مستحب ہے ان کے لیے وضو کا تیمم بھی سنت یا مستحب ہے اور یہی حال ہے غسل کے تیمم کا بقیاس غسل کے۔

۲۔ اگر کسی کو حدث اکبر ہو اور مسجد میں جانے کی اس کو سخت ضرورت ہو اس پر تیمم کرنا واجب ہے۔

۳۔ جن عبادتوں کے لیے دونوں حدثوں سے طہارت شرط نہیں جیسے سلام اسلام کا جواب وغیرہ۔ ان کے لیے وضو وغسل دونوں کا تیمم بغیر عذر کے ہو سکتا ہے اور جن عبادتوں میں صرف حدث اصغر سے طہارت شرط نہ ہو جیسے قرآن مجید کی تلاوت اذان وغیرہ ان کے لیے صرف وضو کا بغیر عذر کے ہو سکتا ہے۔

۴۔ اگر کسی کے پاس مشکوک پانی ہو جیسے گدھے کا جھوٹا پانی تو ایسی حالت میں پہلے وضو یا غسل کرے اس کے بعد تیمم کرے۔

۵۔ اگر وہ عذر جس کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہے تو جس قدر نمازیں اس تیمم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنی چاہئیں مثال کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازم اس کو پانی نہ دیں یا کوئی شخص اس سے کہے کہ اگر تو وضو کرے گا تو میں تجھ کو مار ڈالوں گا۔

۶۔ ایک مقام سے اور ایک ڈھیلہ سے چند آدمی یکے بعد دیگرے تیمم کریں تو درست ہے۔

۷۔ جو شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو تواہ پانی یا مٹی نہ ہونے کی وجہ سے یا بیماری سے تو اس کو چاہیے کہ نماز بلا طہارت پڑھ لے پھر اس کو طہارت سے لوٹا لے۔

Marfat.com

مثال۔ کوئی شخص ریل میں ہو اور اتفاق سے نماز کا وقت آجائے اور پانی اور وہ چیز جس سے تیمم درست ہے نہ ہو اور نماز کا وقت جاتا ہو تو ایسی حالت میں بلا طہارت نماز پڑھے۔ جیل میں کوئی شخص ہو اور وہ پاک پانی اور مٹی پر قادر نہ ہو تو بے وضو اور تیمم کے نماز پڑھ لے اور دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

تیمم کا مسنون و مستحب طریقہ

تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ بسم اللہ پڑھ کر اور نیت کر کے اپنے دونوں ہاتھوں کو کسی ایسی مٹی پر جس کو نجاست نہ پہنچی ہو یا نجاست اس کی دھو کر زائل کر دی گئی ہو اپنے دونوں ہاتھوں کو ہتھیلیوں کی جانب سے کشادہ کر کے مار کر ملے اس کے بعد ہاتھوں کو اٹھا کر ان کی مٹی جھاڑ ڈالے پھر پورے دونوں ہاتھوں کو اپنے پورے منہ پر ملے اس طرح کہ کوئی جگہ ایسی نہ باقی رہے جہاں ہاتھ نہ پہنچے پھر اسی طرح دونوں ہاتھوں کو مٹی پر مار کر ملے اور پھر ان کی مٹی جھاڑ ڈالے اور بائیں ہاتھ کی تین انگلیاں سوا کلمہ کی انگلی اور انگوٹھے کے داہنے ہاتھ کی انگلیوں کے سرے پر پشت کی جانب رکھ کر کہنیوں تک کھینچ لائے اسی طرح کہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی بھی لگ جائے اور کہنیوں کا مسح بھی ہو جائے پھر باقی انگلیوں کو اور ہاتھ کی ہتھیلی کو دوسرے جانب رکھ کر انگلیوں تک کھینچا جائے اسی طرح بائیں ہاتھ کا بھی مسح کرے وضو اور غسل دونوں کے تیمم کا یہی طریقہ ہے اور ایک ہی تیمم دونوں کے لیے کافی ہے اگر دونوں کی نیت کی جائے۔

تیمم کے فرائض اور واجبات

۱۔ تیمم کرتے وقت نیت کرنا فرض ہے۔
۲۔ مٹی یا مٹی کے قسم سے کسی چیز پر دو مرتبہ ہاتھ مارنا فرض ہے۔
۳۔ تمام منہ اور دونوں ہاتھوں کے اکثر حصہ سے ملنا فرض ہے۔
۴۔ اعضاء سے ایسی چیز کا دور کر دینا فرض ہے جس کے سبب سے مٹی جسم تک

Marfat.com

نہ پہنچ سکے جیسے روغن یا چربی وغیرہ۔

۵۔ تنگ انگوٹھی تنگ چھلوں اور چوڑیوں کا اتار ڈالنا واجب ہے۔

۶۔ اگر کسی قرینہ سے پانی کا قریب ہونا معلوم ہو تو اس کے تلاش میں سو قدم تک خود جانا یا کسی کو بھیجنا واجب ہے۔

۷۔ اگر کسی کے پاس پانی ہو اور اس سے ملنے کی امید ہو تو اس سے طلب کرنا واجب ہے۔

تیمم کی سنن اور مستحبات

۱۔ تیمم کے شروع میں بسم اللہ کہنا درست ہے۔

۲۔ اسی ترتیب سے تیمم کرنا سنت ہے جس ترتیب سے نبی صلی اللہ وآلہ وسلم نے کیا یعنی پہلے منہ کا مسح پھر دونوں ہاتھوں کا۔

۳۔ پاک مٹی پر ہتھیلیوں کی اندرونی سطح کو ملنا سنت ہے نہ ان کی پشت کو۔

۴۔ بعد ملنے کے دونوں ہاتھوں سے مٹی کا جھاڑ ڈالنا سنت ہے۔

۵۔ مٹی پر ہاتھ مارتے وقت انگلیوں کا کشادہ رکھنا سنت ہے تاکہ غبار ان کے اندر پہنچ جائے۔

۶۔ کم سے کم تین انگلیوں سے مسح کرنا سنت ہے۔

۷۔ پہلے دائیں عضو کا مسح کرنا پھر بائیں کا سنت ہے۔

۸۔ مٹی سے تیمم کرنا سنت ہے نہ اس کے ہم جنس سے۔

۹۔ منہ کے مسح کے بعد داڑھی کا خلال کرنا سنت ہے۔

۱۰۔ ایک عضو کے مسح کے بعد بلا توقف دوسرے عضو کا مسح کرنا مستحب ہے۔

۱۱۔ مسح کا اسی خاص طریقہ سے ہونا مستحب ہے جو تیمم کے طریقہ میں لکھا گیا ہے۔

۱۲۔ جس شخص کو اخیر وقت تک پانی ملنے کا یقین یا گمان غالب ہو اس کو نماز کے اخیر وقت تک پانی کا انتظار کرنا مستحب ہے مثال۔ کنویں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت تک رسی ڈول مل جائے گا۔ یا کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور یقیناً معلوم ہو کہ اخیر وقت تک ریل ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی مل سکتا ہے۔

Marfat.com

تیمم جن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے

۱۔ جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے وضو کا تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان سے غسل کا تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔
اگر وضو اور غسل دونوں کے لیے ایک ہی تیمم کیا جائے تو جب وضو ٹوٹ جائے گا تو وہ تیمم وضو کے حق میں ٹوٹ جائے گا اور غسل کے حق میں باقی رہے گا جب تک غسل واجب کرنے والی کوئی چیز نہ پائی جائے۔

۲۔ جس عذر کے سبب سے تیمم کیا گیا تھا اس کے زائل ہو جانے سے تیمم جاتا رہتا ہے اگرچہ اس کے بعد ہی فوراً دوسرا عذر پیدا ہو جائے۔

مثال۔ کسی شخص نے پانی نہ ملنے کی وجہ سے تیمم کیا تھا پھر جب پانی ملا تو وہ بیمار ہو گیا۔ اگر کوئی شخص سوتا ہوا اونگھتا ہوا پانی کے پاس سے گزرے تو اس کا تیمم نہ جائے گا اس لیے کہ وہ ایسی حالت میں پانی پر پہنچا تھا جس میں اس کو پانی کے استعمال پر قدرت نہ تھی مگر اس میں یہ شرط ہے کہ اس طرح سویا ہو کہ جس سے وضو نہ ٹوٹے یا تیمم غسل کے عوض میں کیا ہو۔

مثال۔ کوئی شخص گھوڑے یا کسی گاڑی پر بیٹھا ہوا سو جائے اور اثنائے راہ میں سے کوئی پانی کا چشمہ یا ندی وغیرہ ملے تو اس کا تیمم نہ جائے گا۔ (قاضی خان، زاہدی، نہر، فتح القدیر وغیرہ)
اگر کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور اس نے پانی نہ ملنے سے تیمم کیا ہو اور اثنائے راہ میں چلتی ہوئی ریل سے لبے پانی کے چشمے، تالاب وغیرہ دکھلائی دیں تو اس کا تیمم نہ جائے گا اس لیے کہ اس صورت میں وہ پانی کے استعمال پر قادر نہیں۔ ریل نہیں ٹھہر سکتی اور چلتی ہوئی ریل سے اتر نہیں سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی عنایت سے علم الفقہ کی پہلی جلد جس میں طہارت کا بیان ہے ختم ہو گئی اس کے بعد دوسری جلد شروع ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مدد فرمائے (آمین)۔

تمت

ع۵ یہ شرط اس لیے کی گئی ہے کہ اگر تیمم کا وضو ہو گا اور اسی طرح سو جائے گا جس سے وضو ٹوٹ جاتا تو اس کا تیمم سونے سے ٹوٹ جائے گا پانی ملنے کو کچھ دخل نہ ہو گا ۱۲

Marfat.com

چند مطبوعات دارالاشاعت کراچی ع۱

احیاء العلوم اُردو منصف: امام غزالی رح ترجمہ: مولانا محمد احسن صدیقی عنوانات: محمد رضی عثمانی سائز ۲۰×۳۰/۸ عکسی عمدہ طباعت سفید کاغذ مضبوط و حسین جلدیں	مذاق العارفین ترجمہ اردو احیاء العلوم الدین کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے اس کو ہر دور اور ہر طبقہ میں قبول عام حاصل رہا ہے لیکن اب تک اس کی طباعت بہت ناقص طریقے پر ہوتی رہی ہے۔ اب دارالاشاعت سے ذیلی عنوانات کے اضافوں کے ساتھ فوٹو آفسٹ سے چھاپی گئی ہے مضبوط اور حسین جلدیں	
	جلد اول صفحات ۵۰۰	۶۳/
	جلد دوم ″ ۵۲۸	″
	جلد سوم ″ ۵۵۴	″
	جلد چہارم ″ ۷۵۰	۷۱/
	کامل چار جلد ۲۳۲۲	۲۶۰/
ارض القرآن کامل از علامہ سید سلیمان ندوی رح	قرآن پاک کی تاریخی آیات کی تفسیر سرزمین قرآن کا جغرافیہ و تاریخ قرآن میں مذکور قوموں کے حالات پر ایک محققانہ کتاب دونوں جلدیں یکجا عکسی طباعت سفید کاغذ مجلد مع پلاسٹک کور	۲۸/
احکام اسلام	حضرت تھانوی رح کی ایک بہترین کتاب المصالح العقلیہ جو جو عرصہ سے نایاب تھی اب فہرست مضامین کے اضافے کے ساتھ تیار ہے۔ عکسی طباعت سفید کاغذ مجلد مع حسین ڈسٹ کور	۲۸/
المنجد بالتصویر عربی اردو لغات مع جدید اضافات	المنجد الکبیر مشہور عربی لغت کا مکمل اردو ترجمہ مع جدید اضافات جس میں ساٹھ ہزار سے زیادہ قدیم وجدید عربی الفاظ کی اردو تشریح کی گئی ہے عربی ضرب الامثال و محاورات اور نادر اشیاء کی تصاویر اور جدید الفاظ کا اضافہ عکسی گلیز مجلد عمدہ طباعت	۸۸/

ملنے کا پتہ دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ع۱

علم الفقہ حصہ دوم

نماز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جعل الصلوٰۃ معراج المومنین وصیرھا عماد الدین والصلوٰۃ والسلام علی اکرم الاولین والآخرین امام الانبیاء والمرسلین سیدنا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔

چونکہ ہم اس کتاب کی پہلی جلد میں طہارت (جو نماز کی شرطوں میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے) کے مسائل لکھ چکے ہیں اس لئے اب ہم نماز کا بیان شروع کرتے ہیں، خدائے تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے اس کو حسب دلخواہ انجام تک پہنچائے اور اہل اسلام کو اس سے منتفع فرمائے۔ آمین۔

نماز ایک ایسی پسندیدہ عبادت ہے جس سے کسی نبی کی شریعت خالی نہیں حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس وقت تک تمام رسولوں کی امت پر نماز فرض تھی، ہاں اس کی کیفیت اور تعینات میں البتہ تغیر ہوتا رہا۔

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر ابتدائے رسالت میں دو وقت کی نماز فرض تھی ایک آفتاب نکلنے سے پہلے اور ایک آفتاب ڈوبنے کے بعد۔

ہجرت سے ڈیڑھ برس پہلے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی تو ان پانچ وقتوں میں نماز فرض کی گئی۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء۔ ان پانچوں وقتوں کی نماز صرف اسی امت کے ساتھ خاص ہے۔ اگلی امتوں میں کسی پر صرف فجر کی نماز فرض تھی کسی پر ظہر کی کسی پر عصر کی۔

نماز کی تاکید اور اسکی فضیلت

نماز اسلام کا رکن اعظم ہے بلکہ اگر یوں کہا جائے کہ اسلام کا دار و مدار

اسی پر ہے تب بھی بالکل مبالغہ نہیں ہر مسلمان عاقل بالغ پر ہر روز پانچ وقت فرض عین ہے۔ امیر ہو یا فقیر صحیح ہو یا مریض مسافر ہو یا مقیم یہاں تک کہ دشمن کے مقابلہ میں جب لڑائی کی آگ بھڑک رہی ہو اس وقت بھی اس کا چھوڑنا جائز نہیں۔ عورت کو جب وہ دردِ زہ میں مبتلا ہو جو ایک سخت مصیبت کا وقت ہے نماز کا چھوڑنا جائز نہیں بلکہ اس کے ادا میں دیر کرنے کی بھی اجازت نہیں یہاں تک کہ اگر بچہ کا کوئی جزو نصف سے کم اس کے خاص حصہ سے باہر آگیا ہو خون نکلا ہو یا نہیں اس وقت بھی اس کو نماز پڑھنے کا حکم ہے اور نماز پڑھنے میں توقف کرنا جائز نہیں، جو شخص اس کی فرضیت کا انکار کرے وہ یقیناً کافر ہے۔

نماز کی تاکید اور فضائل سے قرآن مجید اور احادیث مبارک کے صفحات مالامال ہیں۔ شریعت میں کسی اور عبادت کی اس قدر سخت تاکید نہیں ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ نماز چھوڑنے والے کو کافر فرماتے ہیں۔ امیر المومنین حضرت فاروق اعظم جیسے جلیل الشان فقیہ صحابی کا بھی یہی قول ہے۔ امام احمد رحمۃ اللہ کا بھی یہی مسلک ہے۔ امام شافعیؒ بھی اس کے قتل کا فتویٰ دیتے ہیں ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اگرچہ اس کے کفر کے قائل نہیں مگر ان کے نزدیک بھی نماز چھوڑنے والے کے لئے سخت تعزیر ہے۔

تمام وہ حدیثیں جن سے نماز کی تاکید اور فضیلت نکلتی ہے اگر ایک جگہ جمع کی جائیں تو قطعی طور پر اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ نماز کا ترک کرنے والا خدا اور رسول کے نزدیک سخت گناہ گار اور سرکش اور نافرمان ہے اور نماز کا ترک کرنا تمام گناہوں میں ایک بڑے درجہ کا گناہ ہے اپنے مالک و آقا کی رضا جوئی یوں ہی ہر بندے پر فرض و واجب ہوتی ہے اور جو بندہ خیال نہیں کرتا وہ اس مالک کے تمام بندوں میں ایک برا بندہ سمجھا جاتا ہے اور مالک کے نزدیک نہایت ذلیل اور خوار رہتا ہے۔ اگر اس قدر سخت تاکیدوں کے بعد بھی خیال نہ کرے تو خیال کیجئے کہ بات کہاں تک پہنچتی ہے۔

تمام وہ حدیثیں یا اکثر ان میں کی اگر ایک جگہ جمع کی جائیں تو اس کے لئے ایک طویل دفتر بھی کفایت نہ کرے گا۔ لہذا چند آیاتِ قرآن اور چند صحیح احادیث

اور صحابہؓ وتابعین رضی اللہ عنہم کے چند اقوال اس جگہ بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوْتًا بیشک ایمانداروں پر نماز فرض ہے وقت ومحنت سے۔

(۲) قولہ تعالیٰ حَافِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی پابندی کرو نمازوں کی خصوصاً درمیانی نماز (عصر) کی۔

(۳) اِنَّ الْحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں نیکیوں سے مراد اس آیت میں نماز ہے جیسے کہ صحیحین کی حدیث سے جو آگے بیان ہوگی یہ مراد صاف طور پر واضح ہے۔

(۴) اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ بیشک نماز برے اور خراب کاموں سے انسان کو بچاتی ہے اور بیشک اللہ کے ذکر کا بڑا مرتبہ ہے اور بڑا اثر ہے۔

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے۔ توحید اور رسالت کا اقرار۔ ۲۔ نماز پڑھنا۔ ۳۔ زکوٰۃ دینا۔ ۴۔ رمضان کے روزے رکھنا (بشرط قدرت) ۵۔ حج کرنا (بخاری مسلم)

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن اور کافر کے درمیان میں نماز حد فاصل ہے (مسلم) عیاں کردو کہ جب یہ حد فاصل نہ رہے تو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے نماز چھوڑ دی وہ کافر ہوگیا (مشکوٰۃ) جو لوگ بے نماز کو کافر نہیں کہتے ان کے نزدیک اس حدیث میں کافر ہو جانے کا یہ مطلب ہے قریب کفر کے ہوگیا اور محاورے میں ایسا استعمال ہوتا رہتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص کسی جنگل میں بے یار ومددگار ہو جائے اور اس کے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نہ رہے تو اس کو کہتے ہیں کہ مر گیا یعنی اب موت اس کے قریب ہے۔

(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نماز پڑھتا رہے گا قیامت میں اس کے ساتھ ایک نور ہوگا اور وہ نماز اس کے لئے باعث نجات ہوگی اور جو شخص نماز سے غفلت کرے گا وہ قیامت میں قارون، فرعون، ہامان،

Marfat.com

ابی بن خلف جیسے دشمنانِ خدا کے ہمراہ ہوگا (مسند امام احمد، دارمی، بیہقی)

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدائے تعالیٰ نے پانچ وقت کی نماز فرض کی ہے جو شخص ان کو اچھی طرح وضو کر کے پابندی اوقات سے پڑھتا رہے گا اور ان کے ارکان و آداب کی رعایت کرے گا اس کے لئے جل شانہ کا وعدہ ہے کہ بخشدے گا اور جو شخص ایسا نہ کرے گا اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا کچھ وعدہ نہیں چاہے بخش دے اور چاہے عذاب کرے گا۔ (مسند امام احمد، مؤطا۔ امام مالک، ابوداؤد)

(۱۰) حضرت ابوالدرداءؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی فرماتے ہیں کہ مجھے میرے جانی دوست (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ وصیت فرمائی تھی کہ اے ابوالدردا نماز نہ چھوڑنا، اس لئے کہ نماز چھوڑنے والے سے اسلام کا ذمہ بری ہے (ابن ماجہ) گویا دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جائے گا۔

(۱۱) ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم جاڑوں کے زمانے میں جب پت جھڑ ہو رہی تھی باہر تشریف لائے اور ایک درخت کی دو شاخیں پکڑ کر ہلائیں اس سے بکثرت پتے گرنے لگے پھر آپ نے فرمایا کہ اے ابوذر جب کوئی مسلمان خلوص دل سے نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ بھی اسی طرح جھڑ جاتے ہیں جیسے اس درخت کے پتے جھڑ رہے ہیں۔ (مسند امام احمد)

(۱۲) ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کو تمام عبادتوں میں کون سی عبادت زیادہ پسندیدہ ہے۔ ارشاد ہوا کہ نماز (بخاری و مسلم)

(۱۳) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے پوچھا کہ بتلاؤ اگر کسی کے دروازہ پر نہر ہو اور وہ ہر روز پانچ مرتبہ اس نہر میں نہاتا ہو پھر بھی اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہ جائے گا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس کے بدن پر کچھ بھی میل نہ رہے گا۔ ارشاد ہوا کہ یہی کیفیت نماز کی ہے جس طرح نہانے سے بدن کی کثافت دور ہو جاتی ہے اسی طرح نماز پڑھنے سے روح کی

Marfat.com

(گناہ کی) کثافت دور ہو جاتی ہے۔ (بخاری مسلم)

(۱۴) ایک مرتبہ ایک شخص نے نہایت رنج و ندامت کی حالت میں جوان کو ایک عورت کے ساتھ سوا جماع کے اور باقی ناجائز امور کے ارتکاب سے طاری تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مجھ سے ایک خطا صادر ہو گئی ہے میرے لئے جو سزا تجویز فرمایئے میں حاضر ہوں حضرت نے یہ بھی نہ پوچھا کہ تم سے کیا گناہ ہوا ہے اتنے میں نماز کا وقت آگیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے تشریف لے گئے وہ شخص بھی نماز میں آپؐ کے ساتھ تھے نماز کے بعد پھر انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے لئے کیا حکم ہوتا ہے ارشاد ہوا کہ نماز پڑھنے سے تمہارا گناہ معاف ہو گیا ایک روایت میں ہے کہ اسی وقت یہ آیت بھی نازل ہوئی اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ اور اس شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ حکم خاص میرے لئے ہے یا آپ کی تمام امت کے لئے ارشاد ہوا کہ سب کے لئے۔ (بخاری مسلم)

(۱۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک نماز سے دوسری نماز تک جتنے صغیرہ گناہ ہوتے ہیں سب معاف ہو جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

(۱۶) عبداللہ بن شقیق (ایک جلیل القدر تابعی) فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سوا نماز کے اور کسی عبادت کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھتے تھے۔ (ترمذی)

(۱۷) حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی یہ کیفیت تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو ان کے چہرۂ مبارک کا رنگ متغیر ہو جاتا لوگوں نے پوچھا کہ اے امیر المومنین آپ کی یہ کیا حالت ہے؟ ارشاد فرمایا کہ اب اس امانت[1] کے ادا کرنے کا وقت آگیا جسے اللہ تعالےٰ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں

---

[1] یہ اشارہ ہے اس آیت کی طرف اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ یعنی ہم نے (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

پیش فرمایا تھا اور وہ سب اس امانت کے لینے سے ڈر گئے، اور انکار کر دیا۔ (احیاء العلوم)

(۱۸) حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ جس وقت نماز کے واسطے وضو فرماتے ان کا رنگ زرد ہو جاتا ایک مرتبہ ان کے گھر والوں نے ان سے پوچھا کہ وضو کے وقت آپ کی یہ حالت ہو جاتی ہے فرمایا کہ تم نہیں جانتے کہ میں کس کے حضور کھڑا ہونا چاہتا ہوں۔ (احیاء العلوم)

اصطلاحات

ہم اس میں چند اصطلاحی الفاظ کے معنی بیان کرتے ہیں۔

۱۔ زوال۔ آفتاب کا ڈھل جانا جیسے ہماری عرف میں دوپہر ڈھلنا کہتے ہیں۔

۲۔ سایۂ اصلی۔ وہ سایہ جو زوال کے وقت باقی رہتا ہے، یہ سایہ ہر شہر کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے کسی میں بڑا ہوتا ہے کسی میں چھوٹا کہیں بالکل نہیں ہوتا جیسے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں زوال اور سایۂ اصلی کے پہچاننے کی سہل تدبیر یہ ہے کہ ایک سیدھی لکڑی ہموار زمین پر گاڑ دیں اور جہاں تک اس کا سایہ پہنچے اس مقام پر ایک نشان بنا دیں پھر دیکھیں کہ وہ سایہ اس نشان کے آگے بڑھتا ہے یا پیچھے ہٹتا ہے اگر آگے بڑھتا ہے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ ابھی زوال نہیں ہوا۔ اور اگر پیچھے ہٹے تو زوال ہو گیا اگر یکساں رہے نہ پیچھے ہٹے نہ آگے بڑھے تو ٹھیک دوپہر کا وقت ہے اس کو استوا کہتے ہیں (بحر الرائق)

۳۔ ایک مثل۔ سایۂ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس کے برابر ہو جائے۔

۴۔ دو مثل۔ سایۂ اصلی کے سوا جب ہر چیز کا سایہ اس سے دو گنا ہو جائے۔

۵۔ تثویب۔ وہ اعلام جس سے پہلے کوئی اعلام ہو چکا ہو اور اس کی غرض اور اس اعلام کی غرض ایک ہو مثلاً پہلے اعلام سے لوگوں کو نماز کے لئے بلانا مقصود ہو

(بقیہ صفحہ سابقہ) پیش کی امانت آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر پس انکار کر دیا ان سب نے اور ڈر گئے وہ اس امانت سے اور لے لیا اس امانت کو انسان نے ۱۲

تو دوسرے اعلام سے بھی وہی مقصود ہے۔

۶۔ اقامت۔ جس کو ہمارے عرف میں تکبیر کہتے ہیں حاضرین کو جماعت قائم ہونے کی اطلاع کے لئے کہی جاتی ہے۔

۷۔ عورت۔ جسم کا وہ حصہ جس کا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے۔ مرد کے لئے خواہ آزاد ہو یا غلام ناف کے نیچے سے گھٹنے تک عورت ہے گھٹنا عورت میں داخل ہے اور آزاد عورتوں کے لئے سوا منہ اور ہاتھ اور دونوں قدم کے کل جسم عورت ہے، اور لونڈی کے لئے پیٹ اور پیٹھ سے گھٹنوں کے نیچے۔ سینے اور پشت کا وہ حصہ جو سینہ کے مقابل ہے عورت نہیں مخنّث اگر کسی کا غلام ہو تو اس کا حکم مثل لونڈی کے ہے۔ اگر آزاد ہو مثل آزاد عورتوں کے۔

۸۔ عورتِ غلیظہ۔ خاص حصہ اور مشترک حصہ اور انثیین اور ان کے قریب قریب کا جسم۔

۹۔ عورتِ خفیفہ۔ خاص حصہ اور مشترک حصہ اور ان کے متصل جسم کے سوا باقی وہ اعضا جن کے چھپانے کا حکم ہے۔

۱۰۔ مُدرِک۔ وہ شخص جس کو شروع سے اخیر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اور اس کو مقتدی اور مؤتم بھی کہتے ہیں

۱۱۔ مسبوق۔ وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آکر شریک ہوا ہو۔

۱۲۔ وہ شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو اور بعد شریک ہونے کے اس کی سب رکعتیں یا کچھ رکعتیں جاتی رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ سو گیا ہو یا اس کو حدث ہو جائے اصغر یا اکبر۔ (مراقی الفلاح درمختار)

۱۳۔ مقیم۔ وہ شخص جو اپنے وطن میں ہو خواہ وہ وطن اصلی ہو یا وطن اقامت یا ایسے مقام پر ہو جو اس کے وطن سے تین دن کی مسافت سے کم فاصلہ پر ہو[1]۔

---

[1] تین دن کی مسافت پیدل چلنے کے اعتبار سے۔ فقہاء رحمہم اللہ نے اس کی تعیین ۴۸ میل سے کی ہے افطار صوم میں بھی امام اعظم، ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ۴۸ میل ہی کی شرط ہے۔ (محمد میاں صدیقی)

۱۴۔ مسافر۔ وہ شخص جو اپنے وطن اصلی یا وطن اقامت سے ایسے مقام کا ارادہ کر کے نکلے جو وطن سے تین دن کی مسافت پر ہو جب وہ اپنے شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے اس پر مسافر کا اطلاق شروع ہو جائے گا۔ تین دن کی مسافت متوسط چال سے ہونا چاہیئے نہ بہت تیز اور نہ بہت سست جس کا اندازہ تیس کوس انگریزی میل کے حساب سے کیا جاتا ہے۔ اس لئے کہ انسان متوسط چال سے ہر روز دس کوس چلتا ہے۔

۱۵۔ وطن۔ رہنے کی جگہ۔ وطن کی دو قسمیں ہیں۔ ۱۔ وطن اصلی۔ ۲۔ وطن اقامت۔

۱۶۔ وطن اصلی۔ وہ مقام جہاں ہمیشہ رہنے کے قصد سے انسان بود و باش کرے پھر اگر اتفاقاً اس مقام کو چھوڑ کر دوسرے مقام میں اسی قصد سے سکونت اختیار کرے۔ تو یہ دوسرا مقام وطن اصلی ہو جائے گا۔ اور پہلا مقام وطن اصلی نہ رہے گا۔

۱۷۔ وطن اقامت۔ وہ مقام جہاں انسان پندرہ دن یا اس سے زیادہ رہنے کے قصد سے قیام کرے خواہ رہنے کا اتفاق پندرہ دن سے کم ہو یا زیادہ۔

۱۸۔ عمل کثیر[۱]۔ وہ فعل جس کو نماز پڑھنے والا بہت سمجھے خواہ دونوں ہاتھوں سے کیا جائے یا ایک ہاتھ سے اور خواہ دیکھنے والا اس فعل کے کرنے والے کو نماز میں سمجھے یا نہ سمجھے

۱۹۔ عمل قلیل۔ وہ فعل جس کو نماز پڑھنے والا بہت نہ سمجھے۔

۲۰۔ ادا۔ وہ نماز جو اپنے وقت پر پڑھی جائے۔

۲۱۔ قضا۔ وہ نماز جو اپنے وقت میں نہ پڑھی جائے مثلاً ظہر کی نماز عصر کے وقت پڑھی جائے۔

---

[۱] عمل کثیر کی ہمارے فقہاء نے مختلف تعریفیں لکھی ہیں بعض نے یہ لکھا ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جس کے کرنے میں دونوں ہاتھوں کی ضرورت پڑے جیسے عمامہ کا باندھنا اور بعض نے لکھا ہے کہ عمل کثیر وہ ہے جس کے کرنے والے کو دیکھ کر لوگ یہ سمجھیں کہ یہ نماز میں نہیں ہے مگر صحیح اور امام صاحب کے اصول کے موافق یہی تعریف ہے جو لکھی گئی (بحر الرائق)

Marfat.com

اوقات نماز

چونکہ نماز اللہ تعالیٰ کی ان نعمتوں کے ادائے شکر کے لئے ہے جو ہر وقت وہر آن نازل ہوتی رہتی ہیں لہذا اس کا مقتضا یہ تھا کہ کسی وقت انسان اس عبادت سے خالی نہ رہے مگر چونکہ اس سے تمام ضروری حوائج میں حرج ہوتا اس لئے تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد ان پانچ وقتوں میں نماز فرض کی گئی۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشا۔

فجر کا وقت[1]۔ صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور طلوع آفتاب تک رہتا ہے۔ (بحر، درمختار، مراقی الفلاح)

سب سے پہلے اخیر شب میں ایک سپیدی بیچ آسمان ظاہر ہوتی ہے، مگر یہ سپیدی قائم نہیں رہتی بلکہ اس کے بعد ہی اندھیرا ہو جاتا ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں

اس کے تھوڑی دیر کے بعد ایک سپیدی آسمان کے کنارے پر چاروں طرف ظاہر ہوتی ہے اور وہ باقی رہتی ہے بلکہ وقتاً فوقتاً اس کی روشنی بڑھتی چلی جاتی ہے اس کو صبح صادق کہتے ہیں اور اسی سے صبح کا وقت شروع ہوتا ہے۔ مردوں کے لئے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جائے، اور بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے اعادہ کرنا چاہیں تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اس میں پڑھ سکیں اور عورتوں کو ہمیشہ اور مردوں کو حالت حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔ (درمختار، مراقی الفلاح)

ظہر کا وقت۔ آفتاب ڈھلنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک ہر

---

[1] فجر کے وقت میں کسی کا اختلاف نہیں نہ ابتدا میں نہ انتہا میں سب کے نزدیک فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اور آفتاب نکلنے تک رہتا ہے ۱۲

چیز کا سایہ اصلی سایہ کے علاوہ دو مثل نہ ہو جائے ظہر کا وقت[1] رہتا ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ ایک مثل کے اندر اندر ظہر کی نماز پڑھ لی جائے۔
(ایضاً) جمعہ کی نماز کا وقت بھی یہی ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں کچھ تاخیر کر کے پڑھنا بہتر ہے خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہیں اور جاڑوں کے زمانہ میں جلد پڑھنا مستحب ہے۔ (شامی، بحر)
عصر کا وقت[2]۔ بعد دو مثل کے شروع ہوتا ہے اور آفتاب ڈوبنے تک رہتا ہے عصر کا مستحب وقت اس وقت تک ہے جب تک آفتاب میں زردی نہ آجائے اور اس کی روشنی ایسی کم ہو جائے کہ اس پر نظر ٹھہرنے لگے اس کے بعد مکروہ ہے اور عصر کی نماز ہر موسم میں خواہ گرمی ہو یا جاڑا دیر کر کے پڑھنا مستحب ہے مگر نہ اس قدر دیر کہ آفتاب میں زردی آجائے اور اس کی روشنی کم ہو جائے ہاں جس دن ابر ہو اس دن عصر کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے۔ (در مختار)
مغرب کا وقت۔ آفتاب ڈوبنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک

---

[1] ظہر کا اول وقت متفق علیہ ہے سب کے نزدیک ظہر کا وقت بعد آفتاب ڈھلنے کے ہوتا ہے مگر آخر وقت میں اختلاف ہے صاحبینؒ کے نزدیک ظہر کا اخیر وقت ایک مثل ہے اور امام ابو حنیفہؒ سے بھی ایک روایت اسی مضمون کی نقل کی جاتی ہے اور ایک روایت علامہ زیلعی نے یہ بھی نقل کی ہے کہ ظہر کا وقت ایک مثل کے بعد چلا جاتا ہے اور عصر کا وقت دو مثل کے بعد آتا ہے اس بنا پر ایک مثل سے دو مثل تک کسی نماز کا وقت نہیں مگر امام ابو حنیفہؒ کا مشہور مذہب جو فقہ کی کتب معتبرہ متون اور شروح میں اختیار کیا گیا ہے وہی ہے جو ہم نے لکھا مگر پھر بھی ان اختلافات سے بچنے کے لئے بہتر ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل کے اندر پڑھ لی جائے۔ (شامی بحر)

[2] عصر کے ابتدائی وقت میں اختلاف ہے صاحبینؒ کے نزدیک بعد ایک مثل کے عصر کا وقت آجاتا ہے اور امام صاحبؒ کے نزدیک بعد دو مثل کے اور عصر کے آخر وقت میں کسی کا اختلاف نہیں سب کے نزدیک عصر کا وقت غروب آفتاب تک رہتا ہے اور بعض نے عصر کے وقت کو آفتاب کے زرد ہو جانے تک بیان کیا ہے ۱۲

Marfat.com

شفق کی سپیدی[1] آسمان کے کناروں میں باقی رہے باقی رہتا ہے۔ (البحر طحاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

مغرب کی نماز کا وقت شروع ہوتے ہی پڑھنا مستحب ہے اور ستارے خوب اچھی طرح نکل آنے کے بعد مکروہ تحریمی ہے ہاں روزِ ابر ہو اس دن اس قدر تاخیر کر کے نماز پڑھنا کہ جس میں وقت آجانے کا اچھی طرح یقین ہو جائے مستحب ہے۔ مغرب کا وقت بالکل فجر کا عکس ہے فجر کے وقت پہلے سپیدی ظاہر ہوتی ہے اس کے بعد سرخی اور مغرب میں پہلے سرخی ظاہر ہوتی ہے پھر سپیدی۔

عشا کا وقت[2] شفق کی سپیدی زائل ہو جانے کے بعد شروع ہوتا ہے اور جب تک صبح صادق نہ نکلے باقی رہتا ہے (بحر۔ فتح القدیر)

عشار کی نماز تہائی رات گزر جانے کے بعد اور نصف شب سے پہلے مستحب ہے اور نصف شب کے بعد مکروہ ہے۔ (شامی)

---

[1] آفتاب ڈوبنے کے بعد ایک سرخی آسمان کے کناروں میں ظاہر ہوتی ہے اس کے بعد پھر ایک سپیدی نمودار ہوتی ہے اس سپیدی اور اس سرخی دونوں کو شفق کہتے ہیں امام ابو حنیفہ کے نزدیک مغرب کا وقت سپید شفق تک رہتا ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک سرخ شفق تک بعض فقہار نے صاحبین کے مذہب پر فتویٰ دیا ہے اور اسی کو امام صاحب کا مذہب بھی بیان کیا ہے مگر یہ صحیح نہیں امام صاحب کے نزدیک مغرب کا وقت سپید شفق تک رہتا ہے۔ اور اکابر صحابہ سے مثل حضرت صدیقؓ اور حضرت عائشہؓ اور انس اور معاذ بن جبل ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے بھی یہی منقول ہے صرف ابن عمرؓ سے اور ایک روایت میں ابن عباسؓ سے سرخ شفق کا قول نقل کیا گیا ہے لہٰذا محققین کا اس پر اتفاق ہے امام صاحب کے قول پر عمل کرنا چاہیے ۱۲ (فتح القدیر۔ بحر الرائق۔ طحاوی۔ حاشیہ مراقی الفلاح۔ شامی۔ [2] عشار کے ابتدائی وقت میں اختلاف ہے جن لوگوں کے نزدیک مغرب کا وقت سرخ شفق تک رہتا ہے ان کے نزدیک عشا کا وقت سرخ شفق کے بعد آجاتا ہے اور امام صاحبؒ کے نزدیک چونکہ مغرب کا وقت سپید شفق تک رہتا ہے اس لئے ان کے نزدیک عشار کا وقت بعد سپید شفق کے آتا ہے ۱۲

Marfat.com

جس دن ابر ہو اس دن عشار کی نماز جلد پڑھنا مستحب ہے. (درمختار وغیرہ)
وتر کا وقت نماز عشار کے بعد ہے جو شخص آخر شب میں اٹھتا ہو اس کو مستحب ہے کہ وتر آخر شب میں پڑھے اور اگر اٹھنے میں شک ہو تو پھر عشار کی نماز کے بعد ہی پڑھ لینا چاہیئے (مراقی الفلاح درمختار)
عیدین کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے اور زوال آفتاب تک رہتا ہے. آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہرے اس کی تعیین کے لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزے کے بلند ہو جائے۔ عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے. (مراقی الفلاح. شامی)

اوقات مکروہہ. اٹھارہ ہیں۔

۱۔ آفتاب نکلتے وقت جب تک آفتاب کی زردی نہ زائل ہو جائے اور اس قدر روشنی اس میں آجائے کہ نظر نہ ٹھہر سکے اس کا شمار نہ نکلنے میں ہوگا اور یہ کیفیت آفتاب میں ایک نیزہ بلند ہونے کے بعد آتی ہے۔

۲۔ ٹھیک دوپہر کے وقت جب تک آفتاب ڈھل نہ جائے۔

۳۔ آفتاب میں سرخی آجانے کے بعد غروب آفتاب تک۔

۴۔ نماز فجر پڑھ چکنے کے بعد آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے تک۔

۵۔ نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک۔

۶۔ فجر کے وقت اس کی سنتوں کے علاوہ۔

۷۔ مغرب کے وقت مغرب کی نماز سے پہلے۔

۸۔ جب امام خطبہ کے لئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا نکاح کا یا حج وغیرہ۔

۹۔ جب فرض نماز کی تکبیر کہی جاتی ہو، ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہو اور کسی طرح یہ یقین ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے مل جائے گی تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں۔

۱۰۔ نماز عیدین سے قبل خواہ گھر میں یا عیدگاہ میں۔

۱۱۔ نماز عیدین کے بعد (عید گاہ میں)
۱۲۔ عرفہ میں عصر اور ظہر کی نماز کے درمیان اور ان کے بعد۔
۱۳۔ مزدلفہ میں مغرب اور عشار کی نماز کے درمیان اور ان کے بعد۔
۱۴۔ نماز کا وقت تنگ ہو جانے کے بعد سوا فرض وقت کے اور کسی نماز کا پڑھنا خواہ وہ قضائے واجب الترتیب کیوں نہ ہو۔
۱۵۔ پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت۔
۱۶۔ کھانا آجانے کے بعد اگر اس کی طبیعت کھانا کھانے کو چاہتی ہو اور خیال ہو کر اگر نماز پڑھے گا تو اس میں جی نہ لگے گا اور یہی حکم ہے تمام ان چیزوں کا جن کو چھوڑ کر نماز پڑھنے میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔ ہاں اگر نماز کا وقت تنگ ہو تو پھر پہلے نماز پڑھنے میں کچھ کراہت نہیں۔ (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)
۱۷۔ آدھی رات کے بعد عشار کی نماز پڑھنا۔
۱۸۔ ستاروں کے بکثرت نکل آنے کے بعد مغرب کی نماز پڑھنا۔

ان تمام اوقات میں نماز مکروہ ہے صرف اس قدر تفصیل ہے کہ پہلے دوسرے تیسرے پندرھویں سولھویں وقت میں سب نمازیں مکروہ ہیں فرض ہوں یا واجب یا نفل اور سجدہ تلاوت کا ہو یا سہو کا اور پہلے تین وقتوں میں کوئی نماز شروع کی جائے تو بھی صحیح نہیں اور اگر نماز پڑھتے پڑھتے ان میں سے کوئی وقت آجائے تو نماز باطل ہو جاتی ہے۔ مگر ہاں چھ چیزوں کا شروع کرنا ان تین میں بھی صحیح ہے۔

۱۔ جنازے کی نماز بشرطیکہ جنازہ انہیں تین وقتوں میں سے کسی وقت آیا ہو۔
۲۔ سجدہ تلاوت۔ بشرطیکہ سجدہ کی آیت انہیں تین وقتوں میں سے کسی وقت پڑھی گئی ہو۔
۳۔ اسی دن کی عصر۔
۴۔ نفل نماز۔
۵۔ وہ نماز جس کے ادا کرنے کی نذر انہیں تین وقتوں میں سے کسی وقت میں کی گئی ہو۔
۶۔ اس نماز کی قضا جو انہیں وقتوں میں شروع کر کے فاسد کر دی ہو جنازے

Marfat.com

کی نماز کا شروع کرنا بغیر کراہت کے صحیح بلکہ افضل ہے اور سجدۂ تلاوت کا شروع کرنا کراہت تنزیہیہ کے ساتھ صحیح ہے باقی تین کا شروع کرنا کراہت تحریمہ کے ساتھ صحیح ہے مگر ان کا باطل کرکے اچھے وقت میں ادا کرنا واجب ہے۔

دو وقتوں میں صرف فرض نمازوں کا ادا کرنا مکروہ ہے۔

باقی اوقات میں صرف نوافل کا ادا کرنا مکروہ ہے فرض اور واجب کا ادا کرنا مکروہ نہیں۔

دو وقت کی نمازوں کا ایک ہی وقت پڑھنا جائز نہیں[۱]۔ مگر دو مقاموں میں (۱) عرفہ میں عصر اور ظہر کی نمازوں کا ایک ہی وقت میں۔ (۲) مزدلفہ میں مغرب اور عشا کی نماز کا عشا کے وقت میں۔ (شامی)

نماز کے اوقات کا بیان ہو چکا اب ہم اذان کا بیان شروع کرتے ہیں اس لئے کہ

---

[۱] یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے امام شافعیؒ کے نزدیک سفر میں اور بارش میں بھی دو نمازوں کا ایک وقت میں پڑھ لینا جائز ہے اور ظاہر احادیث سے بھی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے لہٰذا اگر کسی ضرورت سے کوئی حنفی بھی ایسا کرے تو جائز ہے مگر اس کے ساتھ وہ امور بھی اس کو کرنا ہوں گے جو امام شافعی کے نزدیک جمع کے وقت ضروری ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا (درمختار)

نوٹ:- یہ مولانا (مصنف) کی ذاتی رائے ہے اور امام ابو حنیفہ، امام محمد اور امام ابو یوسفؒ کی تصریحات کے خلاف ہے۔ فقہاء حنفیہ کے نزدیک دو نمازوں کا وقت واحد میں جمع کرنا قطعاً ناجائز ہے۔ امام محمدؒ نے اپنی "موطا" میں حضرت عمر فاروقؓ کا حکم نقل فرمایا ہے جو تمام بلاد اسلامی میں جاری تھا۔ "ان الجمع بین الصلاتین کبیرۃ من الکبائر" جمع بین الصلاتین گناہ کبیرہ ہے منجملہ کبائر کے وقال تعالیٰ ان تجتنبوا کبائر ما تنہون عنہ نکفر عنکم سیئاتکم وندخلکم مدخلا کریما اور امام بخاریؒ کا بھی یہی مسلک ہے کہ ہر نماز اپنے وقت میں ادا کی جائے ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔ وقت واحد میں دو نمازوں کو پڑھنا اس آیت کے منافی ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیلات بخاری اور ہدایہ کی شرح میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ (محمد میاں صدیقی)

Marfat.com

اذان بھی وقت معلوم ہونے کا ایک عمدہ ذریعہ ہے اور اسی کے ساتھ اقامت کا بھی ذکر کریں گے۔

اذان اور اقامت کا بیان

اذان کی ابتداء مدینہ منورہ میں ۱ھ ہجری سے ہوئی[1] اس سے پہلے نماز بے اذان کے پڑھی جاتی تھی چونکہ اس وقت تک مسلمانوں کی تعداد کچھ ایسی کثیر نہ تھی اس لئے ان کا جماعت کے لئے جمع ہو جانا بغیر کسی اطلاع کے دشوار نہ تھا جب مسلمانوں کی تعداد یوماً فیوماً ترقی کرنے لگی اور مختلف حرفہ اور پیشہ کے لوگ جوق در جوق دین الٰہی میں داخل ہونے لگے تو ضرورت اس امر کی پیش آئی کہ نماز کا وقت آنے اور جماعت قائم ہونے کی اطلاع ان کو دی جائے جس سے وہ اپنے اپنے قریب و بعید مقامات سے جماعت کے لئے مسجد میں آسکیں لہذا یہ طریقہ (اذان کا) اس غرض کے پورا کرنے کے لئے مقرر کیا گیا۔ اذان اسی امت کے لئے مخصوص ہے۔ اگلی امتوں میں نہ تھی

---

[1] مختصر قصہ اذان کی مشروعیت کا یہ ہے کہ جب صحابہ کو اطلاع اوقات نماز اور قیام جماعت کی ضرورت معلوم ہوئی تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا، بعضوں نے یہ رائے دی کہ یہود کی طرح سنکھ بجایا جائے بعضوں کی رائے ہوئی کہ آگ جلا دی جایا کرے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے یہ رائے دی کہ نماز کے وقت "الصلوٰۃ جامعۃ" کہہ دیا جایا کرے اس کے بعد عبداللہ بن زید اور حضرت فاروقؓ نے خواب دیکھا کہ ایک فرشتہ نے یہ طریقہ اذان کا جو آگے بیان کیا جائے گا ان کو تعلیم کیا کہ اسی طریقہ سے نماز کے اوقات اور جماعت کی اطلاع مسلمانوں کو کی جایا کرے۔ بعض روایات میں ہے کہ عبداللہ بن زیدؓ فرماتے تھے کہ میں جاگا بند ہی میں تھا بالکل سوتا نہ تھا اور بعض میں ہے کہ فرمایا اگر بدگمانی کا خوف نہ ہوتا تو میں کہتا کہ بالکل سوتا ہی نہ تھا اسی لحاظ سے بعض علما نے اس واقعہ کو حال اور کشف پر محمول کیا ہے جو ارباب باطن کو حالت بیداری میں ہوتا ہے۔ المختصر صبح کو عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ حضور نبیؐ میں عرض کیا تب حضرتؐ نے فرمایا کہ بیشک یہ سچ ہے اور حضرت بلالؓ کو ارشاد ہوا کہ اسی طرح اذان دیا کرو۔ پھر حضرت فاروقؓ نے بھی آکر اپنے خواب کو بیان کیا (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

فالحمد للہ علی ذلک۔

اذان اللہ تعالیٰ کے اذکار میں ایک بہت بڑے رتبہ کا ذکر ہے اس میں توحید اور رسالت کی شہادت اعلان کے ساتھ ہوتی ہے اس سے اسلام کی شان اور شوکت ظاہر ہوتی ہے اس کی فضیلت اور اس کی ثواب احادیث میں جابجا مذکور ہے کچھ یہاں بھی ذکر کیا جاتا ہے۔

۱۔ اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اور جو لوگ اس کو سنتے ہیں جن ہوں یا انسان وہ سب قیامت کے دن اذان دینے والے کے ایمان کی گواہی دیں گے۔ (بخاری۔ نسائی۔ ابن ماجہ)

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا اور شہدا کے بعد اذان دینے والے جنت میں داخل ہوں گے بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ مؤذن کا مرتبہ شہید کے برابر ہے۔

۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سات برس تک برابر اذان دے اور اس سے اس کا مقصود محض ثواب ہو تو اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھ دی جاتی ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ اذان کہنے میں کس قدر ثواب ہے تو یقیناً ان کو یہ منصب بغیر قرعہ ڈالے نہ ملے بیشک وہ اس کے لئے قرعہ ڈالیں۔ حاصل یہ کہ اس منصب کے لئے سخت کوشش کریں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی)

(بقیہ صفحہ سابقہ) بعض روایات میں ہے کہ اس سے پہلے حضرتؐ پر وحی بھی ہو چکی تھی، چنانچہ عبدالرزاق نے اپنے مصنف میں اور ابوداؤد نے مراسیل میں یہ روایت لکھی ہے۔ بعض احادیث میں یہ بھی ہے کہ شبِ معراج میں نبیؐ کو حضرت جبرئیلؑ نے اذان کی تعلیم فرمائی تھی مگر یہ احادیث صحیح نہیں اور بر تقدیر صحت اس میں وہ شبِ معراج مقصود نہیں جو مکے میں ہوئی تھی اس لئے کہ نبیؐ کو روحانی معراج بارہا ہوئی ہے۔ لہذا اس سے مقصود وہی رات ہو گی جس رات کو یہ خواب دیکھا گیا شیخ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ایسا ہی لکھا ہے واللہ اعلم ۱۲

صحابہ کے زمانہ میں ایسا ہوا ہے کہ آذان کے لئے لوگوں میں اختلاف ہوا۔ ہر شخص چاہتا تھا کہ یہ مبارک منصب مجھے ملے یہاں تک کہ نوبت قرعہ ڈالنے کی آئی۔ (تاریخ بخاری)

۵۔ قیامت کے دن مؤذنوں کو بھی شفاعت کی اجازت دی جائے گی کہ وہ اپنے اعزاو احباب یا جس کے لئے چاہیں خداوند عالم سے سفارش کریں۔

۶۔ اذان دیتے وقت شیطان پر بہت خوف اور ہیبت طاری ہوتی ہے اور بہت بے حواسی سے بھاگتا ہے جہاں تک آذان کی آواز جاتی ہے وہاں تک نہیں ٹھہرتا۔ (بخاری، مسلم)

۷۔ قیامت کے دن مؤذنوں گردنیں بلند ہوں گی یعنی وہ نہایت معزز اور لوگوں میں ممتاز ہوں گے اور قیامت کے خوف اور ہیبت سے محفوظ رہیں گے۔

۸۔ جس مقام پر آذان دی جاتی ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے عذاب اور بلاؤں سے وہ مقام محفوظ رہتا ہے۔

۹۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مؤذنوں کے لئے دعائے مغفرت فرمائی ہے اور اقامت کی فضیلت اور تاکید اذان سے بھی زیادہ ہے (درمختار وغیرہ)

اس مقام پر یہ سوال ہوتا ہے کہ باوجود اس قدر فضائل کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین نے اس منصب کو کیوں اختیار نہیں فرمایا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ وہ حضرات اس سے بھی زیادہ مفید اور اہم کاموں میں مشغول رہتے تھے اور اگر اس منصب کو اپنے ذمہ لیتے تو ان کاموں میں حرج ہوتا اس لئے وہ اس منصب کو اختیار کرنے سے مجبور رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اذان دینے کی حدیث ترمذی میں ہے اگرچہ اس سے قطعی ثبوت نہیں ہوتا۔ اور بچوں کے کان میں اذان دینا تو قطعاً آپ سے ثابت ہے۔

اذان کے صحیح ہونے کی شرطیں

۱۔ اگر کسی ادا نماز کے لئے اذان دی جائے تو اس کے لئے اس نماز کے وقت کا ہونا، اگر وقت آنے سے پہلے دی جائے تو صحیح نہ ہوگی بعد وقت آنے کے

Marfat.com

پھر اس کا اعادہ کرنا ہوگا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا اور کسی وقت کی۔
(مراقی الفلاح، درمختار وغیرہ)

۲۔ اذان اور اقامت عربی زبان میں خاص انہیں الفاظ سے ہونا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اگر کسی اور زبان میں یا عربی زبان میں کسی اور الفاظ سے اذان یا اقامت کہی جائے تو صحیح نہ ہوگی اگرچہ لوگ اس کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصود اس سے حاصل ہو جائے۔ (ایضاً)

۳۔ مؤذن کا مرد ہونا۔ عورت کی اذان درست نہیں، اگر کوئی عورت اذان دے تو اس کا اعادہ کرنا چاہیئے۔ اور اگر بغیر اعادہ کئے ہوئے نماز پڑھ لی جائے گی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی۔ (بحر الرائق. مراقی الفلاح طحطاوی وغیرہ)

۴۔ مؤذن کا صاحب عقل ہونا اگر کوئی ناسمجھ بچہ یا مجنون یا مست اذان دے تو نہ ہوگی۔ (ایضاً)

اذان اور اقامت کا مسنون طریقہ

اذان کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں سے پاک ہو کر کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو کھڑا ہو اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو کلمہ کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے نہ اس قدر کہ جس سے تکلیف ہو ان کلمات کو کہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ[۱] چار مرتبہ پھر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ[۲] دو مرتبہ پھر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ[۳] دو مرتبہ۔ پھر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ[۴] دو مرتبہ۔ پھر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ[۵] دو مرتبہ۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ۔ پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ایک مرتبہ اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہتے

---

[۱] اللہ بہت بڑا ہے یعنی اس کا مرتبہ بہت بلند ہے ۱۲ [۲] میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں ہے جب تک انسان کو کسی امر کا پورا یقین نہیں ہوتا اس وقت تک اس کی گواہی نہیں دیتا اسی لئے یہاں اس عنوان سے پورے یقین کا اظہار مقصود ہے ۱۲ [۳] میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں ۱۲ [۴] آؤ نماز کے واسطے ۱۲ [۵] آؤ ایک فائدہ کے لئے یعنی نماز کے لئے نماز میں فائدہ ہی فائدہ ہے ۱۲

وقت اپنے منہ کو داہنی طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائیں اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور فجر کی اذان میں بعد حی علی الفلاح اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی دو مرتبہ کہے۔ پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے۔ اور فجر کی اذان میں سترہ۔ اور اذان کے الفاظ کو گا کر ادا نہ کرے نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے۔ اور دو مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے۔ اور اللہ اکبر کے سوا دوسرے الفاظ میں ہر لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے۔ (شامی)

اقامت کا طریقہ بھی یہی ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ اذان صرف مسجد سے باہر کہی جاتی ہے اور اقامت مسجد کے اندر اور اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے۔ اقامت میں الصلوٰۃ خیر من النوم نہیں بلکہ بجائے اس کے ہر وقت قد قامت الصلوٰۃ دو مرتبہ اور اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخ کو بند کرنا بھی نہیں۔ اس لئے کہ کان کے سوراخ آواز بلند ہونے کے لئے بند کئے جاتے ہیں اور وہ یہاں مقصود نہیں۔ اور اقامت میں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کہتے وقت داہنی بائیں جانب کا منہ پھیرنا بھی نہیں ہے۔

اذان واقامت کے احکام

۱۔ سوا نماز جمعہ کے اور سب فرض عین نمازوں کے لئے ایک بار اذان کہنا مردوں پر سنت مؤکدہ ہے۔ مسافر ہو یا مقیم جماعت کی نماز یا تنہا۔ ادا نماز ہو یا قضا اور نماز جمعہ کے لئے دوبارہ اذان کہنا اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو

ف۱ نماز بہتر ہے سونے سے، چونکہ یہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور اس وقت آدمی کو اپنے خواب شیریں کا چھوڑنا ناگوار ہوتا ہے اس لئے اس کو اس امر کی اطلاع دی جاتی ہے کہ تمہارے اس خواب شیریں سے نماز بہتر ہے ۱۲

ف۲ بے شک نماز تیار ہو گئی ۱۲

Marfat.com

جس میں عام ؎ لوگ مبتلا ہوں. تو اس کی اذان اعلان کے ساتھ دی جائے اور اگر کسی خاص سبب سے قضا ہوئی ہو تو اذان پوشیدہ طور پر آہستہ دی جائے تاکہ لوگوں کو اذان سن کر نماز قضا ہونے کا علم نہ ہو اس لئے کہ نماز کا قضا ہو جانا غفلت اور سستی پر دلالت کرتا ہے اور دین کے کاموں میں غفلت اور سستی گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا اچھا نہیں۔ اور اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وقت پڑھی جائیں تو صرف پہلی نماز کی اذان دینا سنت ہے اور باقی نمازوں کے لئے صرف اقامت۔ ہاں مستحب ؎ یہ ہے کہ ہر ایک کے واسطے اذان بھی علیحدہ دی جائے۔ (شامی)

۲- مسافر کے لئے اگر اس کے تمام ساتھی موجود ہوں تو اذان مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں۔

۳- جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اس کے لئے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں بشرطیکہ محلہ کی مسجد یا گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت ہو چکی ہو اس لئے کہ محلہ کی اذان اور اقامت تمام محلے والوں کو کافی ہے۔ (بحر الرائق، در مختار وغیرہ)

۴- جس مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس میں اگر نماز پڑھی جائے تو اذان اور اقامت کا کہنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر اس مسجد میں کوئی مؤذن

؎۱ خندق کی لڑائی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ظہر، عصر، مغرب کی نماز قضا ہو گئی تھی عشاء کے وقت آپؐ نے سب کی قضا پڑھی بعض روایات میں ہے کہ صرف ظہر کے واسطے اذان کہی گئی اور باقی کے واسطے صرف اقامت اور بعض روایات میں ہے کہ اذان بھی ہر ایک کے لئے علیحدہ کہی گئی ۱۲ (شامی)

؎۲ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانے میں جمعہ کے لئے بھی مثل اور نمازوں کے ایک ہی اذان تھی اور یہ اذان جب امام خطبہ پڑھنے کے لئے منبر پر بیٹھتا تھا تو اس وقت کہی جاتی تھی مگر جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے ایک اذان جمعہ کی نماز کے لئے اور بڑھائی ۱۲

Marfat.com

اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ افضل ہے۔ (در مختار)

۵۔ اگر کوئی شخص ایسے مقام پر ہو جہاں جمعہ کی نماز کے شرائط پائے جاتے ہوں اور جمعہ بھی ہوتا ہو ظہر کی نماز پڑھے تو اس کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ وہ ظہر کی نماز کسی عذر سے پڑھتا ہو یا بلا عذر اور خواہ قبل نماز جمعہ کے ختم ہونے کے پڑھے یا بعد ختم ہونے کے۔ (بحر الرائق۔ در مختار)

۶۔ عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ[1] ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا۔

۷۔ لڑکوں اور غلاموں کے لئے اذان اور اقامت دونوں مکروہ ہیں اگرچہ جماعت سے نماز پڑھیں۔ (در مختار۔ بحر الرائق)

۸۔ فرض عین نمازوں کے سوا اور کسی نماز کے لئے اذان و اقامت مسنون نہیں خواہ فرض کفایہ ہو جیسے جنازے کی نماز یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین اور نفل ہو جیسے اور نمازیں۔ (بحر الرائق، در مختار)

۹۔ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا مستحب ہے اور اسی طرح اس شخص کے کان میں کہنا جو کسی رنج میں مبتلا ہو یا اس کو مرگی کا مرض ہو یا غصہ کی حالت میں ہو اور جس کی عادتیں خراب ہو گئی ہوں خواہ انسان ہو یا جانور اور لڑائی کے وقت اور جلے ہوئے کے کان میں اور اسی طرح اس مسافر کو جو راہ بھول گیا ہو اور کوئی راہ بتانے والا نہ ہو اور اسی طرح اگر کہیں جن وغیرہ کا ظہور ہوتا ہو جو کسی کو تکلیف دیتے ہیں۔

۱۰۔ جو شخص اذان سنے مرد ہو یا عورت طاہر ہو یا جنب اس پر اذان کا جواب دینا واجب[2] ہے یعنی جو لفظ مؤذن کی زبان سے سنے وہی خود بھی کہے مگر حی علی الصلوٰۃ اور

---

[1] اس مسئلہ میں علماء مختلف ہیں بعض کا قول ہے کہ اگر عورتیں تنہا نماز پڑھیں تو ان کے لئے اقامت مکروہ نہیں اذان اس وقت بھی مکروہ ہے مگر صحیح یہ ہے کہ ہر حال میں دونوں مکروہ ہیں۔ (مراقی الفلاح، طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح، در مختار، بحر الرائق، شامی) [2] اس میں اختلاف ہے کہ اذان کا جواب دینا مسنون ہے یا واجب اور زبان سے جواب دینا (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

حی علی الفلاح کے جواب میں لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی کہے اور الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ اور بعد اذان کے درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ الصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامَ مَحْمُوْدَنِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَاتُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

(بقیہ صفحہ سابقہ) واجب ہے یعنی جو لفظ مؤذن سے سنتا جائے وہی لفظ خود بھی کہتا جائے یا قدم سے جواب دینا واجب ہے یعنی اذان سن کر نماز کے لئے مسجد میں جانا چاہیئے مگر صحیح یہ ہے کہ اذان کا جواب زبان سے دینا واجب ہے صاحب خلاصہ ومحیط وقاضی خاں ونہر الفائق وبحر الرائق ودر مختار وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، بخاری ومسلم میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جیسا مؤذن سے سنو ویسا ہی تم بھی کہو ۱۲ **ف۱** نہیں طاقت اور قوت مگر خدا کی مدد سے مؤذن حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح کہتا ہے تو وہ نماز کے لئے لوگوں کو بلاتا ہے لہذا اس کے جواب میں یہ امر ظاہر کیا گیا کہ نماز کے لئے آنے کی طاقت اور قوت خدا ہی کی مدد سے ہوتی ہے لہذا خدا کی مدد ہوتی ہے تو ہم حاضر ہوتے ہیں ۱۲ **ف۲** چونکہ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جو مؤذن سے سنا جائے وہی کہا جائے اور بعض سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہا جائے اس لئے بعض علماء نے یہ لکھا ہے کہ وہ بھی کہا جائے جو مؤذن سے سنا گیا ہے اور لاحول ولاقوۃ بھی کہا جائے تاکہ دونوں حدیثوں پر عمل ہو جائے ۱۲

ف۳ تو نے سچ کہا اور اچھی بات کہی ۱۲

ف۴ اے اللہ اے مالک اس کامل دعا (اذان) اور اس قائم ہونے والی نماز کے عنایت فرما ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ (ایک مقام ہے جنت میں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو نہ ملے گا یا وسیلہ سے شفاعت کی اجازت مراد ہو) اور بزرگی پہنچا ان کو مقام محمود (جہاں سب انبیاء خدا کی تعریف کریں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شفاعت کی اجازت ملے گی) میں جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا بعضے لوگ والفضیلۃ کے بعد والدرجۃ الرفیعۃ بھی کہتے ہیں حالانکہ محض بے اصل ہے ۱۲

۱۱۔ اذان سننے والے کو مستحب ہے کہ پہلی مرتبہ اشہد ان محمداً رسول اللہ سنے تو یہ بھی کہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ[1] اور جب دوسری مرتبہ سنے تو اپنے دونوں ہاتھ کے انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھ پر رکھ کر کہے قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ[2] ۔ (جامع الرموز۔ کنز العباد)

۱۲۔ اذان سننے والے کو مستحب ہے کہ اگر چلنے کی حالت میں اذان سنے تو کھڑا ہو جائے اور اذان سننے کی حالت میں سوا جواب دینے کے اور کسی کام میں مشغول نہ ہو یہاں تک کہ سلام یا سلام کا جواب بھی نہ دے اور اگر قرآن مجید پڑھتا ہو تو اس کا پڑھنا بھی موقوف کر دے۔

۱۳۔ جمعہ کی پہلی اذان سن کر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کے لئے جامع مسجد جانا واجب ہے۔ خرید و فروخت یا اور کسی کام میں مشغول ہونا حرام ہے[3]۔

۱۴۔ جمعہ کی دوسری اذان کا جواب دینا واجب نہیں لیکن اگر جواب دے تو مکروہ بھی نہیں بلکہ مستحب ہے۔

۱۵۔ اقامت کا جواب دینا مستحب ہے واجب نہیں اور قد قامت الصلوٰۃ کے جواب میں اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا کہے[4] (فتح القدیر۔ بحر الرائق)

۱۶۔ آٹھ صورتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہیئے ۱۔ نماز کی حالت میں۔ ۲۔ خطبہ سننے کی حالت میں خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا اور کسی چیز کا ۳، ۴۔ حیض و نفاس میں ۵۔ علم دین پڑھنے اور پڑھانے کی حالت میں۔ ۶۔ جماع کی حالت میں

---

[1] رحمت نازل فرمائے اللہ تعالیٰ آپ پر اے خدا کے پیغمبر ۱۲ [2] میری آنکھوں کی ٹھنڈک آپ ہی سے ہے اے رسول اللہ یا اللہ مجھے فائدہ مند کر سمع اور بصر سے ۱۲ [3] قرآن مجید میں ہے وَاِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ۔ جب نماز جمعہ کی اذان دی جائے تو اللہ کے ذکر (نماز جمعہ) کے لئے دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یعنی دنیا کے تمام کاموں کو چھوڑ کر نہایت اہتمام سے نماز کے لئے جاؤ۔ اور باتفاق محققین اس اذان سے پہلی اذان مراد ہے۔ (طحطاوی، حاشیہ مراقی الفلاح) [4] قائم رکھے اس کو خدا اور ہمیشہ رکھے ۱۲

۷۔ پیشاب پاخانہ کی حالت میں۔ ۸۔ کھانا کھانے کی حالت میں۔ ہاں بعد ان چیزوں سے فراغت کے اگر اذان ہووے۔ یا وہ زمانہ نہ گزرا ہو تو جواب دینا چاہیئے ورنہ نہیں (بحر الرائق)

اذان اور اقامت کے سنن اور مستحبات

اذان اور اقامت کے سنن دو قسم کے ہیں بعض مؤذن کے متعلق ہیں بعض اذان اور اقامت کے لہذا ہم پہلے مؤذن کی سنتوں کا ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اذان کی سنتیں بیان کریں گے۔

۱۔ مؤذن کا مرد ہونا عورت کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے اگر عورت اذان کہے تو اس کا اعادہ کر لینا چاہیئے اقامت کا اعادہ نہیں اس لئے کہ تکرار اقامت مشروع نہیں بخلاف تکرار اذان کے (درمختار)

۲۔ مؤذن کا عاقل ہونا، مجنون اور مست اور ناسمجھ بچے کی اذان اور اقامت مکروہ ہے اور ان کی اذانوں کا اعادہ کر لینا چاہیئے نہ اقامت کا (درمختار)

۳۔ مؤذن کا مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا اگر جاہل آدمی اذان دے تو اس کو مؤذنوں کی برابر ثواب نہ ملے گا (بحر الرائق)

۴۔ مؤذنوں کا پرہیزگار اور دیندار ہونا اور لوگوں کے حال سے خبردار رہنا جو لوگ جماعت میں نہ آتے ہوں ان کو تنبیہ کرنا۔

۵۔ مؤذن کا بلند آواز ہونا۔

۶۔ اذان کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا مسجد کے اندر اذان مکروہ ہے۔ ہاں جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد[۱] کے اندر ممبر

---

[۱] نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں یہ اذان بھی مسجد کے اندر نہ ہوتی تھی مگر عبد الملک نے اپنے زمانہ میں اس کو مسجد کے اندر داخل کر لیا اور اس زمانہ میں بڑے بڑے جلیل الشان تابعی موجود تھے سب نے سکوت کیا اس لئے یہ فعل مکروہ نہ رہا اور تمام بلاد اسلام میں رائج ہو گیا اور کسی نے آج تک اس کا انکار نہیں کیا ۱۲ منہ

Marfat.com

کے سامنے کہنا مکروہ نہیں بلکہ تمام بلادِ اسلام میں معمول ہے۔ (مراقی الفلاح)

۷ ۔ اذان کا کھڑے ہو کر کہنا ۔ اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔

۸ ۔ اذان کا بلند آواز سے کہنا۔ ہاں اگر صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو اختیار ہے مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز میں ہے۔

۹ ۔ اذان کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کر لینا مستحب ہے۔

۱۰ ۔ اذان کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد سنت ہے یعنے اذان کی تکبیروں میں ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے اور اگر کسی وجہ سے اذان کے الفاظ بغیر اس قدر ٹھہرے ہوئے کہہ دے تو اس کا اعادہ مستحب ہے اور اگر اقامت کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے تو اسکا اعادہ مستحب نہیں (درمختار و ردالمختار)

۱۱ ۔ اذان میں حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت داہنی طرف منہ کو پھیرنا اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف منہ کو پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا اور کسی چیز کی مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے۔

۱۲ ۔ اذان اور اقامت کا قبلہ رو ہو کر کہنا بشرطیکہ سوار نہ ہو۔ بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان و اقامت کہنا مکروہ تنزیہی ہے (درمختار)

۱۳ ۔ اذان کہتے وقت حدث اکبر سے پاک ہونا سنت ہے اور دونوں حدثوں سے پاک ہونا مستحب ہے اور اقامت کہتے وقت دونوں حدثوں سے پاک ہونا سنت ہے اگر حدث اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے اسی طرح اگر کوئی حدث اکبر یا اصغر کی حالت میں اقامت کہے تو مکروہ تحریمی ہے مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہیں۔

۱۴ ۔ اذان اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص مؤخر لفظ کو پہلے کہہ جائے مثلاً اشہد ان لا الٰہ اللہ سے پہلے اشہد ان محمد الرسول اللہ

Marfat.com

کہہ جائے یا حی علی الصلوٰۃ سے پہلے حی علی الفلاح کہہ جائے تو اس صورت میں صرف اسی مؤخر الذکر لفظ کا اعادہ ضروری ہے جس کو اس نے مقدم کہہ دیا ہے پہلی صورت میں اشہدان لا آلہ الا اللہ کہہ کر اشہدان محمد الرسول اللہ پھر کہے اور دوسری صورت میں حی علی الصلوٰۃ کہہ کر حی علی الفلاح پھر کہے پوری اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں (بحر الرائق۔ درمختار۔ شامی)

۱۵۔ اذان اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص اثنائے اذان و اقامت میں کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا اعادہ کرلے نہ اقامت کا (درمختار۔ شامی)

متفرق مسائل

۱۔ اگر کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور بعد اذان ختم ہونے کے خیال آئے یا دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ زمانہ نہ گزرا ہو تو جواب دیدے ورنہ نہیں۔

۲۔ اقامت کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گزر جائے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہیئے ہاں اگر کچھ تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ ضرورت نہیں اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور ان کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاصل نہ سمجھا جائے گا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے گا اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کام شروع کر دیا جائے تو نماز کی قسم سے نہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ تو اس صورت میں اقامت کا اعادہ کرلینا چاہیئے (درمختار)

۳۔ اگر مؤذن اذان دینے کی حالت میں مرتد ہو جائے، (اعاذنا اللہ عنہ) یا بے ہوش ہو جائے یا اس کی آواز بند ہو جائے یا بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہ ہو یا اس کو حدث ہو جائے اور وہ اس کے دور کرنے کے لئے چلا جائے تو اس اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ (درمختار۔ شامی)

۴۔ اگر کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدث ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ

اذان یا اقامت پوری کرکے اس حدث کے دور کرنے کو جائے۔

۵۔ ایک مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے (درمختار)

۶۔ بہتر یہ ہے کہ اذان کہنے کا منصب بھی امام ہی کے سپرد کیا جائے۔ (درمختار)

۷۔ جو شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے۔ ہاں اگر وہ اذان دے کر کہیں چلا جائے یا کسی دوسرے کو اجازت دے تو دوسرا بھی کر سکتا ہے۔

۸۔ کئی مؤذنوں کا ایک ساتھ اذان کہنا جائز ہے۔ (شامی)

۹۔ سوا مغرب کے اور وقتوں میں اذان اور اقامت کے درمیان میں تثویب بدعت حسنہ ہے اور تثویب اذان کے اس قدر دیر کے بعد دی جائے کہ جس میں بیس آیتوں کی تلاوت ہو سکے پھر اس کے بعد اسی قدر توقف سے اقامت کہی جائے تثویب بھی مثل اذان کے کھڑے ہو کے کہی جائے۔ تثویب کا عربی زبان

سلہ اس کو عربی میں اذان جوق کہتے ہیں یہ بدعت حسنہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانہ میں نہ تھی ۱۲ (شامی) سلہ یہ قول متاخرین فقہاء کا ہے متقدمین کے تثویب میں دو قول ہیں پہلا قول یہ ہے کہ سوا فجر کے اور کسی وقت تثویب جائز نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کے زمانہ میں بھی سوا فجر کے اور کسی وقت تثویب نہ تھی۔ دوسرا قول قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے کہ قاضیوں اور حاکموں کے لئے فجر کے سوا اور اقامت میں بھی تثویب جائز ہے اس لئے کہ وہ لوگ دینی کاموں میں مشغول رہتے ہیں لہذا ان کاموں کو تثویب کی ضرورت ہے اور حضرت بلال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جماعت تیار ہونے کی اطلاع دیا کرتے تھے اب چونکہ دین کے امور میں سستی زیادہ بڑھ گئی ہے اس لئے متاخرین نے ہر عام و خاص کے لئے سوا فجر کے اور اقامت میں بھی تثویب کی اجازت دیدی ہمارے زمانے میں بعض جاہلوں کا دستور ہے کہ جمعہ کی پہلی اذان کے بعد الصلوٰۃ سُنَّۃُ رَسُولِ اللّٰہِ اس غرض سے کہتے ہیں کہ لوگ سنتیں وغیرہ پڑھ کر فراغت کرلیں حالانکہ یہ تثویب میں داخل ہی نہیں اس لئے کہ اس کی غرض وہ نہیں ہے جو پہلی اذان کی ہے پہلی اذان کی غرض لوگوں کو مسجد میں حاضر ہونا ہے اور اسکی غرض سنت پڑھنا اور تثویب میں یہ امر ضروری ہے کہ اس کی غرض اور اس سے پہلے جو اعلام ہوا ہو اس کی غرض ایک ہو لہذا یہ بدعت سیئہ ہے اس کو ترک کرنا چاہیے واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

میں ہونا کچھ ضروری نہیں۔ اگر کوئی شخص یوں کہہ دے کہ جماعت تیار ہے یا نماز ہوتی ہے یا اور کوئی لفظ تب بھی درست ہے یا اگر صرف کھانسنے سے لوگ سمجھ جائیں تو یہ بھی تثویب ہے۔ حاصل یہ کہ جیسا جہاں دستور ہو اسی کے موافق وہاں تثویب کی جائے۔

۱۰۔ اقامت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھوں کو چومنا بدعت سیئہ ہے کسی حدیث سے ثابت نہیں ہے اور اذان میں بھی کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہوتا۔[1]

۱۱۔ مؤذن کو چاہیئے کہ اقامت جس جگہ کہنا شروع کرے وہیں ختم کردے۔

۱۲۔ اذان اور اقامت کے لئے نیت شرط نہیں۔ ہاں ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا اور نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کے لئے کہتا ہوں اور کچھ مقصود نہیں۔ اذان اور اقامت کا بیان ہوچکا اب نماز کے مسائل لکھے جاتے ہیں۔

نماز کے واجب ہونے کی شرطیں

۱۔ **اسلام**۔ کافر پر نماز واجب نہیں بعض محققین کا قول ہے کہ کافر پر بھی نماز واجب ہوتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ آخرت میں اس کو عبادات کے ترک پر بھی عذاب کیا جائے گا۔ (طحطاوی بر مراقی الفلاح)

۲۔ **بلوغ**۔ نابالغ پر نماز واجب نہیں۔

۳۔ **عقل**۔ بے عقل پر نماز واجب نہیں خواہ وہ بے عقلی جنون کے سبب سے ہو یا

---

[1] بعض احادیث اس مضمون کی وارد ہوئی ہیں کہ اذان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی سن کر انگوٹھوں کو چومنا چاہیئے مگر کوئی حدیث ان میں جلیل القدر محدثین کے نزدیک صحت کو نہیں پہنچی سب ضعیف ہیں۔ کسی ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے بشرطیکہ اس عمل کے سنت ہونے کا خیال نہ کیا جائے اور اس کو کوئی ضروری چیز نہ سمجھے ہمارے زمانہ میں افراط و تفریط کی حد ہوگئی ہے اذان میں انگوٹھے چومنے کا اس قدر رواج ہے کہ بعض لوگ اس کو سنت سمجھتے ہیں اطراف دکن میں بعضوں کو اس کے وجوب کا خیال ہے اگر کوئی نہ کرے تو اس پر لعنت ملامت کی جاتی ہے لہذا ایسی حالت میں اس کا ترک کرنا بہتر ہے واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

بے ہوشی کے سبب سے مگر شرعاً اسی جنون اور بے ہوشی کا اعتبار ہے جو پانچ نمازوں کے وقت تک رہے اگر اس سے کم ہو تو پھر اس پر نماز واجب ہے یہاں تک کہ بعد بے ہوشی کے قضا پڑھنی پڑے گی اور جو بے ہوشی نشہ کے سبب سے ہو اس سے نماز معاف نہیں ہوتی۔

۴۔ عورتوں کو حیض و نفاس سے پاک ہونا حیض و نفاس کی حالت میں عورتوں پر نماز فرض نہیں۔

۵۔ بعد اسلام یا بلوغ یا بعد جنون اور بے ہوشی کے اور اسی طرح بعد حیض و نفاس کے نماز کا وقت ملنا اگرچہ وہ اسی قدر ہو کہ اس میں صرف تحریمہ کی گنجائش ہو۔ اگر کسی کو اس سے بھی کم وقت ملے تو اس پر اس وقت کی نماز فرض نہیں۔

نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں

چونکہ نماز کا اہتمام سب عبادتوں سے زیادہ ہے اس وجہ سے اس کے شرائط بھی بہت ہیں یہاں تک کہ مراقی الفلاح میں لکھا ہے کہ اس کے شرائط کا حصر نہیں ہوا مگر ہم اس مقام پر صرف ان مشہور شرطوں کو بیان کرتے ہیں جن کی ضرورت ہر نماز میں پڑتی ہے بعض شرائط جو کسی خاص نماز سے تعلق رکھتے ہیں جیسے جمعہ کی نماز کے شرائط ان کا ذکر اسی مقام پر کیا جائے گا جہاں ان نمازوں کا بیان ہے۔

پہلی شرط۔ طہارت۔ نماز پڑھنے والے کے جسم کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے خواہ غلیظہ ہو یا خفیفہ مرئیہ ہو یا غیر مرئیہ ہاں اگر بقدر معافی ہو تو کچھ مضائقہ نہیں مگر افضل یہ ہے کہ اس سے پاک ہو اسی طرح نجاست حکمیہ کی دونوں فردوں (حدث اکبر و اصغر) سے بھی پاک ہونا چاہیے۔ نجاست حقیقیہ اور حکمیہ اور ان سے پاکی کے طریقے جلد اول میں بیان ہو چکے ہیں۔ نماز پڑھنے والے کے لباس کو نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیے اور اسی طرح اس چیز کو جو اس کے جسم سے ایسا تعلق رکھتی ہو کہ ان حرکتوں سے جو نماز میں ہوتی ہیں مثل رکوع سجدہ وغیرہ کے اس چیز کو بھی حرکت ہو۔

مثال۔ کسی چادر کا پاک حصہ نماز پڑھنے والے کے جسم پر ہو اور نجس حصہ

زمین پر ہو مگر اٹھنے بیٹھنے سے اس کو جنبش ہوتی ہو (مراقی الفلاح ۔ درمختار)
اگر کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ اس کا نجس حصہ نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اور اسی طرح اس چیز کو بھی پاک ہونا چاہیے جس کو نماز پڑھنے والا اٹھائے ہوئے ہو بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رکی ہوئی نہ ہو (درمختار وغیرہ)

مثال: ۔ نماز پڑھنے والا کسی بچہ کو اٹھائے ہوئے ہو اور اس بچہ کا جسم نجس ہو تو کچھ حرج نہیں اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کبوتر وغیرہ آکر بیٹھ جائے اور اس کا جسم نجس ہو تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے پس یہ نجاست اسی کی طرف منسوب ہوگی اور نماز پڑھنے والے سے اس کو کچھ تعلق نہیں سمجھا جائے گا۔ (بحر الرائق ۔ مراقی الفلاح وغیرہ)
اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی ایسی چیز ہو جس کی نجاست اپنی جائے پیدائش ہیں ہو اور خارج ہیں اس کا کچھ اثر نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔ (درمختار ۔ شامی)

مثال: ۔ نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جائے اور اس کے منہ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ اس کا لعاب اس کے جسم کے اندر ہے اور وہی اس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے پس مثل اس نجاست کے ہوگا جو انسان کے پیٹ ہیں رہتی ہے جس سے طہارت کا حکم نہیں اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا جس کی زردی خون ہوگئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو تب بھی کچھ حرج نہیں اس لئے کہ اس کا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے خارج ہیں اس کا کچھ اثر نہیں بخلاف اس کے اگر کسی شیشی میں پیشاب بھرا ہو اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ منہ اس کا بند ہو اس لئے کہ اس کا پیشاب ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پیشاب پیدا ہوتا ہے۔ (بحر الرائق ۔ شامی وغیرہ)

نماز پڑھنے کی جگہ ۔ نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا چاہیئے ہاں اگر نجاست بقدر معافی ہو تو کچھ حرج نہیں۔ نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہوں اور سجدہ کرنے کی حالت ہیں جہاں اس کے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہو۔
اگر صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اٹھائے رہے تب بھی

Marfat.com

کافی ہے (در مختار)
اگر کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے تب بھی اس کا اسی قدر پاک ہونا ضروری ہے پورے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہیں خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا بڑا (بحر الرائق. شامی)
اگر کسی نجس مقام پر کوئی کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے۔ (بحر الرائق، شامی)
اگر کسی کپڑے کا استر نجس ہو تو اس پر نماز درست نہیں (شرح وقایہ، بحر الرائق)
اگر نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی نجس مقام پر پڑتا ہو تو کچھ حرج نہیں (بحر الرائق)
اگر کسی شخص کو کوئی پاک جگہ نماز کے لئے نہ ملے مگر یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت مل جائے گی تو اس کو اخیر وقت تک انتظار کر کے نماز پڑھنا مستحب ہے اور اگر بغیر انتظار کے اس نجس مقام میں نماز پڑھ لی جائے تب بھی کچھ حرج نہیں۔
دوسری شرط۔ ستر عورت۔ یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اس حصہ جسم کو چھپانا فرض ہے جس کا ظاہر کرنا شرعاً حرام ہے خواہ تنہا نماز پڑھے یا کسی کے سامنے۔
اگر کوئی شخص کسی تنہا مکان میں نماز پڑھتا ہو یا کسی اندھیرے مقام میں اس پر بھی ستر عورت فرض ہے اگرچہ کسی غیر شخص کے دیکھنے کا خوف نہیں۔ ہاں اپنی نظر چھپانا شرط نہیں اگر کسی کی نظر اپنے جسم پر نماز پڑھنے کی حالت میں پڑ جائے تو کچھ حرج نہیں (بحر الرائق در مختار، مراقی الفلاح)
اگر کوئی لونڈی صرف اسی قدر اپنے جسم کو چھپائے ہوئے نماز پڑھ رہی ہو جس کا چھپانا اس پر فرض ہے اور نماز پڑھتے ہی کی حالت میں آزاد کر دی جاوے تو اب اس پر تمام اس پورے جسم کا چھپانا فرض ہو گا جس کا چھپانا آزاد عورتوں پر فرض ہوتا ہے پس اگر وہ قبل ادا کرتے ایک رکن کے بغیر عمل کثیر کے اپنے تمام جسم کو چھپائے تو اس کی نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں (در مختار وغیرہ)
اگر نماز کی حالت میں کسی ایسے جسم کا چوتھا حصہ کھل جائے جس کا چھپانا فرض ہے خواہ وہ عورت غلیظہ ہو یا خفیفہ اور اتنی دیر تک کھلا رہے جس میں ایک رکن ادا

Marfat.com

ہو سکتا ہے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی اور اگر نماز پڑھنے کے پہلے سے کھلا ہو تو اس نماز کا شروع کرنا صحیح نہ ہوگا۔ (در مختار۔ شامی وغیرہ)

اگر ایک ہی عضو کئی جگہ سے کھلا ہو تو سب کھلے مقامات ملا کر اگر اس عضو کی چوتھائی کے برابر ہو جائیں تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مثال:۔ کسی شخص کی ران ایک جگہ سے بقدر آٹھویں حصہ کے کھلی ہو اور دوسری جگہ بھی بقدر آٹھویں حصہ کے تو دونوں ملا کر بقدر چوتھائی حصہ کے ہو جائیں گے اور نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر کئی عضو کھلے ہوں اور ہر ایک چوتھائی حصہ سے کم ہو تو اگر سب کھلے ہوئے مقامات مل کر ان کھلے ہوئے اعضا میں چھوٹے عضو کی چوتھائی کے برابر ہو جائیں تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی (در مختار وغیرہ)

مثال:۔ کسی عورت کا سینہ تھوڑا کھلا ہو اور ایک کان کچھ کھلا ہو تو اگر دونوں کھلے ہوئے مقام کان کی چوتھائی کے برابر ہو جائیں تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

اگر نماز پڑھنے کی حالت میں کوئی شخص قصداً اپنی عورت غلیظہ یا خفیفہ کے چوتھے حصے کو کھول دے تو اس کی نماز فوراً فاسد ہو جائے گی خواہ بقدر ادا کرنے ایک رکن کے کھلا رہے یا اس سے کم۔ (شامی)

اگر کسی کے پاس کوئی ایسا کپڑا نہ ہو جس سے وہ اپنے اعضا کو چھپائے یا ایسا باریک کپڑا ہو جس سے بدن نظر آتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ کسی درخت کے پتے یا مٹی وغیرہ سے اپنے اعضا کو چھپائے اور اگر یہ کوئی صورت ممکن نہ ہو تو پھر اسی طرح نماز پڑھ لے۔ اگر کسی کو یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت نماز تک اس کو کپڑا مل جائے گا تو اس کو مستحب ہے کہ اخیر وقت تک انتظار کر کے نماز پڑھے۔ اگر کسی دوسرے شخص کے پاس کپڑا ہو اور یہ امید ہو کہ اگر اس سے مانگا جائے گا تو دے دے گا خواہ بطور رعایت کے یا ہبہ کے تو اس سے طلب کرنا واجب ہے۔ اگر کسی کے پاس کوئی نجس کپڑا ہو تو نماز میں اس سے ستر جائز نہیں بلکہ برہنہ نماز پڑھنا چاہیئے۔ اگر کسی کے پاس کوئی کپڑا ہو جس کا چوتھائی سے کم حصہ پاک ہو تو اس سے ستر کر کے نماز پڑھنا مستحب ہے اگر بغیر اس سے ستر کئے ہوئے نماز پڑھے تب بھی جائز ہے اور اگر کسی کے پاس ایسا کپڑا ہو جو چوتھائی حصہ یا اس سے زیادہ پاک ہو تو اس سے ستر کر کے نماز پڑھنا چاہیئے

Marfat.com

بغیر اس سے ستر کیے ہوئے نماز نہ ہوگی۔ (درمختار)

یہ سب صورتیں اسی وقت ہیں جب اس کپڑے کے طاہر کرنے کی کوئی صورت ممکن نہ ہو مثلاً پانی نہ ملتا ہو یا پینے وغیرہ کے لئے رکھا ہو اور اگر طاہر کرنے سے معذوری بوجہ آدمیوں کے ہوگی تو جب عذر جاتا رہے گا ان نمازوں کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

اگر کسی عورت کے پاس ایسا کپڑا ہو جس سے وہ اپنے بدن کو اور سر کے چوتھائی حصہ کو چھپا سکتی ہو تو اس کو سر کے چوتھائی حصہ کا چھپانا فرض ہے۔ اور اگر اس قدر ہو کہ سر کے چوتھائی حصہ سے کم چھپ سکے تو پھر سر کا چھپانا فرض نہیں ہاں افضل یہ ہے کہ جس قدر چھپ سکے اسی قدر چھپائے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کسی کے پاس اس قدر کپڑا ہو کہ اس سے جسم کا بعض حصہ چھپ سکتا ہو تو عورت غلیظہ کو چھپانا چاہیئے اور اگر اس قدر ہو کہ عورت غلیظہ بھی پوری نہ چھپ سکے تو خاص حصہ کا چھپانا بہ نسبت مشترک حصہ کے بہتر ہے۔ (درمختار وغیرہ)

ان سب صورتوں میں اگر کپڑے کے استعمال سے معذوری بوجہ آدمیوں کے ہو تو جب معذوری جاتی رہے گی نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

مثال:۔ کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازموں نے اس کے کپڑے اتار لیے ہوں یا کسی دشمن نے اس کے کپڑے اتار لئے ہوں یا کوئی دشمن کہتا ہو کہ اگر تو کپڑے پہنے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا اور اگر آدمیوں کی طرف سے نہ ہو تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں (درمختار وغیرہ)

اگر کسی کے پاس ایک کپڑا ہو کہ چاہے اس سے اپنے جسم کو چھپا لے چاہے اسے بچھا کر نماز پڑھے تو اس کو چاہیئے کہ اپنے جسم کو چھپا لے اور نماز اسی نجس مقام پر پڑھ لے۔

تیسری شرط۔ استقبال قبلہ۔ یعنی نماز پڑھنے کی حالت میں اپنا سینہ کعبہ مکرمہ کی طرف کرنا خواہ حقیقتہً یا حکماً کعبہ کی طرف[1] منہ کرنا شرط نہیں ہاں مسنون البتہ ہے لہذا

---

[1] ابتدائے اسلام میں نماز بیت المقدس کی طرف پڑھی جاتی تھی جب تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں رہے نماز اسی طرف پڑھا کیے۔ ہجرت کے سولہ مہینے کے بعد مدینہ منورہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

اگر کوئی کعبہ سے منہ پھیر کر نماز پڑھے تو ہو جائے گی مگر خلاف سنت کے وجہ سے مکروہ تحریمی ہے جن لوگوں کو کعبہ مکرمہ نظر آتا ہو مثل ان لوگوں کے جو مکہ معظمہ میں رہتے ہیں اور ان کے اور بیت اللہ کے درمیان میں کوئی حاجب نہ ہو ان پر فرض ہے کہ خاص کعبہ کی طرف سینہ کر کے نماز پڑھیں جس طرف کعبہ ہو بالکل سیدھ پر کھڑا ہونا فرض نہیں جو شخص قبلہ کی طرف نماز پڑھنے سے عاجز ہو خواہ کسی مرض کی وجہ سے یا مال کے خوف سے یا کسی دشمن کے خوف سے یا اور کسی وجہ سے تو اس کو استقبال قبلہ کی ضرورت نہیں۔ بلکہ جس طرف وہ نماز پڑھ سکتا ہو پڑھ لے۔ اگر کسی کو یہ نہ معلوم ہو کہ کعبہ مکرمہ کس طرف ہے اور نہ کوئی ایسا معتبر مسلمان ہو جس سے پوچھ لے تو اس کے لئے یہ شرط ہے کہ اپنے گمان غالب پر عمل کر لے اس کو غالب گمان سے جس طرف کعبہ معلوم ہو اسی طرف نماز پڑھ لے اگر نماز پڑھنے میں اس کا گمان بدل جائے تو اس کو چاہیئے کہ اسی طرف پھر جائے اور ایسی حالت میں اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد اس کو اپنے گمان غالب کی غلطی معلوم ہو جائے تو اس نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ اور اگر کوئی ایسی حالت میں بغیر غالب گمان کے نماز پڑھ لے تو اس کی نماز ادا نہ ہوگی اگرچہ اس نے کعبہ کی طرف نماز پڑھی ہو۔

اگر قبلہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام اور مقتدی سب کو اپنے گمان غالب پر عمل کرنا چاہیئے لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہوگا تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے نہ ہوگی اس لئے کہ امام اس کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اس کی اقتدا جائز نہیں۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) میں کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم نازل ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کی طرف نماز پڑھنے کا بہت شوق تھا اور انتظار میں رہتے تھے کہ کب حکم نازل ہو۔ اور وجہ اس کی یہ تھی کہ کعبہ ہی سے آپ کو معراج ہوئی تھی اور حضرت ابراہیم کا یہی قبلہ تھا اور قیامت میں عرش معلی کی تجلی بھی وہیں ہوگی اور بھی بہت سی فضیلتیں کعبہ میں تھیں جو بیت المقدس میں نہ تھیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنی سلمہ کی مسجد میں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے دو رکعت پڑھ چکے تھے کہ کعبہ کی طرف پھرنے کا حکم آگیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام صحابہ اسی طرف پھر گئے۔

Marfat.com

چوتھی شرط نیت۔ یعنی دل میں نماز پڑھنے کا قصد کرنا۔ زبان سے بھی کہنا بہتر ہے اگر فرض نماز پڑھتا ہو تو نیت میں اس فرض نماز کی تعیین بھی ضروری ہے۔ مثلاً اگر ظہر کی نماز پڑھتا ہو تو دل میں یہ قصد کرے کہ میں ظہر کی نماز پڑھتا ہوں اور اگر عصر کی نماز پڑھے تو یہ کہ میں عصر کی نماز پڑھتا ہوں اس امر کی نیت ضروری نہیں کہ یہ ظہر یا عصر اس وقت یا آج کی ہے۔ ہاں اگر قضا پڑھتا ہو تو اس میں دن کی تخصیص بھی ضروری ہے۔ مثلاً یوں کہو کہ فلاں دن کی نماز پڑھتا ہوں۔ اور اگر اس کے ذمہ صرف ایک ہی ظہر کی یا عصر کی قضا ہو تو پھر اس کی ضرورت نہیں۔

اسی طرح اگر واجب نماز پڑھتا ہو تو اس کی تخصیص بھی ضروری ہے کہ یہ کون واجب ہے وتر یا عید کی نماز ہے یا نذر کی نماز اور اگر کئی نذروں کی نماز اس کے ذمہ ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ ان میں سے کسی ایک کی تعیین کرے اور اسی طرح سجدۂ تلاوت اور شکر میں نیت تلاوت یا شکر کی شرط ہے۔ رکعتوں کی تعداد کی نیت شرط نہیں۔ خواہ فرض نماز ہو یا واجب مثلاً یہ نیت کہ میں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں یا چار رکعت فرض ظہر (در مختار)

ہاں افضل یہ ہے کہ اس کی بھی نیت کر لے۔ (خانیہ۔ شامی)

اگر کوئی شخص کسی وقت کی نماز اس نیت سے پڑھے کہ میں اس وقت جو نماز فرض ہے وہ پڑھتا ہوں، اور اس نماز کا وقت موجود ہو یا نہ ہو مگر نہ ہونے کا علم نہ ہو تو یہ نیت کافی ہو جائے گی۔ اور اگر اس وقت نہ ہو اور وقت نہ ہونے کا اس کو علم بھی ہو تو پھر نماز نہ ہو گی مگر جمعہ کی نماز اس نیت سے نہ ہو گی اگرچہ وقت موجود ہو اس لئے کہ جمعہ کی نماز ظہر کے عوض میں پڑھی جاتی ہے اصل میں ظہر کی نماز فرض ہے۔

اگر کوئی اس نیت سے نماز پڑھے کہ میں آج کے دن جو فرض نماز ہے وہ پڑھتا ہوں تو یہ نیت صحیح نہیں اس کی نماز نہ ہو گی۔

اگر کوئی شخص مثلاً ظہر کی نماز اس نیت سے پڑھے کہ میں آج کے دن کی ظہر پڑھتا ہوں تو یہ نیت صحیح ہو جائے گی اور ظہر کا وقت ہو یا نہ ہو اس کی نماز ہو جائے گی اس لئے ادا نماز قضا کی نیت سے اور قضا ادا کی نیت سے صحیح ہو جاتی ہے۔

مقتدی کو اپنے امام کی اقتدا کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔

امام کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے امامت کی نیت کرنا شرط نہیں ہاں

Marfat.com

اگر کوئی عورت اس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مردوں کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ اور جمعہ اور عیدین کی نہ ہو تو اس کی اقتدا صحیح ہونے کے لئے اس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نماز جنازے یا جمعے یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں۔

مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہیں کہ وہ زید ہے یا عمرو بلکہ صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں ہاں اگر تعیین کرے گا اور پھر اس کے خلاف ظاہر ہوگا تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

مثال۔ کسی شخص نے یہ نیت کی کہ میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔ حالانکہ جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ غیر زید ہے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔

جنازے کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہیئے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت کی دعا کے لئے پڑھتا ہوں۔ اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ میت مرد ہے یا عورت تو اس کو یہ نیت کر لینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اس کی میں بھی پڑھتا ہوں۔ صحیح یہ ہے فرض اور واجب نمازوں کے سوا اور نمازوں میں صرف نماز کی نیت[1] کر لینا کافی ہے اس تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نماز سنت ہے یا مستحب اور سنت فجر کے وقت کی ہے یا ظہر کے وقت کی یا یہ سنت تہجد ہے یا تراویح یا کسوف یا خسوف مگر نیت کر لے تو بہتر ہے۔

اگر نیت[2] زبان سے بھی کہی جائے تو ایسی عبارت ہونا چاہیئے جس سے معلوم ہوتا ہو۔ کہ نیت ہو چکی نہ یہ کہ اب نیت کرے گا۔ نیت کی عبارت خواہ عربی زبان میں

---

[1] ہر ایک کی نیت ہم اس مقام پر ذکر کریں گے جہاں ان نمازوں کا بیان آئے گا ۱۲ [2] زبان سے نیت کہنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہ سے منقول نہیں اور لغت میں بھی نیت دلی قصد و ارادے کو کہتے ہیں زبان سے کہنے کو نیت نہیں کہتے۔ اسی خیال سے بعض علماء زبان سے نیت کی عبارت کہنے کو بدعت کہتے ہیں۔ مگر ہمارے فقہاء نے اس لئے اس کو جائز بلکہ مستحب کہا ہے کہ عوام کو دلی ارادے کی تمیز نہیں ہوتی اور کبھی آدمی متفکر ہوتا ہے تو اس کا دلی ارادہ بغیر زبان سے کچھ کہے ہوئے مستقل نہیں ہوتا۔ (در مختار۔ شامی)

ہو یا اور کسی زبان میں صرف زبان سے اگر نیت کی عبارت کہہ دی جائے تو درست[1] نہیں اور اگر دل سے ارادہ کر لیا جائے تو درست ہے بلکہ اصل نیت یہی ہے۔

کسی نماز میں استقبال کی نیت شرط نہیں فرض نماز ہو یا واجب سنت ہو یا مستحب۔ (در مختار)

نیت کو تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا چاہیے اور اگر تکبیر تحریمہ سے پہلے نیت کر لے تب بھی درست ہے بشرطیکہ نیت اور تحریمہ کے درمیان میں کوئی ایسی چیز فاصل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو مثل کھانے پینے بات چیت وغیرہ کے اور اسی شرط سے اگر وقت آنے سے پہلے نیت کر لے تب بھی درست ہے بعد تحریمہ کے نیت کرنا صحیح نہیں وہ اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔

پانچویں شرط۔ تکبیر تحریمہ۔ یعنی نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر کہنا یا اس کے ہم معنی اور کوئی لفظ کہنا چونکہ اس تکبیر کے بعد نماز کی حالت شروع ہو جاتی ہے اور کھانا پینا چلنا پھرنا اور بات چیت کرنا اور اکثر وہ چیزیں جو خارج نماز میں جائز تھیں حرام ہو جاتی ہیں اس کو تحریمہ کہتے ہیں۔

تحریمہ کے صحیح ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں جو یہاں بیان کی جاتی ہیں

۱۔ تحریمہ کا نیت کے ساتھ ملا ہوا ہونا خواہ حقیقۃً ملی ہوئی ہو یعنی ایک ہی وقت میں نیت اور تحریمہ دونوں ہوں یا حکماً ملی ہوئی ہو یعنی نیت اور تحریمہ کے درمیان کوئی ایسی چیز فاصل نہ ہو جو نماز کے منافی ہو مثل کھانے پینے بات چیت وغیرہ کے اور نیت کرنے کے بعد نماز کے لیے چلنا پھرنا وضو کرنا منافی نہ سمجھا جائے گا اور اس کے فاصل ہونے سے تحریمہ کی صحت میں کچھ خلل نہ آئے گا مگر افضل یہی ہے کہ حقیقۃً ملا دے (مراقی الفلاح)

۲۔ جن نمازوں میں کھڑا ہونا فرض ہے ان کی تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے اور باقی نمازوں

---

[1] بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص نہایت درجہ متفکر اور رنجیدہ ہو کر اس کو دل سے کسی کام کا ارادہ کرنا ممکن نہ ہو تو اس کے لیے صرف زبان سے کہہ دینا جائز ہے مگر محققین کی یہ رائے ہے کہ صرف زبان سے کہنا کسی وقت کافی نہیں بلکہ ایسے شخص کو جس کی یہ حالت ہو کہ دل سے کسی کام کا ارادہ نہ کر سکتا ہو مجنون کے حکم میں داخل کر کے نماز نہ پڑھنے کا حکم دیا جائے گا۔ (شامی)

کی جس طرح چاہے مگر اس امر کا لحاظ ہر نماز میں ضروری ہے کہ تکبیر تحریمہ رکوع کی حالت میں یا قریب رکوع کے جھک کر نہ کہی جائے۔ اگر کوئی شخص جھک کر تکبیر تحریمہ کہے تو اگر اس کا جھکنا رکوع کے قریب نہ ہو تو تحریمہ صحیح ہو جائے گی اور اگر رکوع قریب ہو تو صحیح نہ ہوگی۔ (مراقی الفلاح)

بعض ناواقف جب مسجد میں آکر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ تکبیر تحریمہ نماز کی صحت کی شرط ہے جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔

۳۔ تحریمہ کا نیت سے پہلے نہ ہونا۔ اگر تکبیر تحریمہ پہلے کہہ لی جائے اور نیت اس کے بعد کی جائے تو تکبیر تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔ (مراقی الفلاح)

۴۔ تکبیر تحریمہ کا اتنی آواز سے کہنا کہ خود سن لے بشرطیکہ بہرا نہ ہو (ایضاً)

گونگے کو تکبیر تحریمہ کے لئے زبان ہلانا ضروری نہیں بلکہ اس کو تکبیر تحریمہ معاف ہے۔ (ایضاً)

۵۔ تکبیر تحریمہ کا ایسی عبارت میں ادا کرنا جس سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی سمجھی جاتی ہو کسی اور قسم کا مضمون مثل دعا وغیرہ کے اس سے نہ ظاہر ہوتا ہو بس اگر بجائے اَللّٰہُ اَکْبَرُ[1] کے اَللّٰہُ اَعْظَمُ[2] یا اَللّٰہُ اَعْلٰی[3] کہے تو اس کی تحریمہ صحیح ہو جائے گی بخلاف اس کے اگر کوئی شخص اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ[4] کہے تو تحریمہ صحیح نہ ہوگی اس لئے کہ اس سے دعا کا مضمون بھی سمجھا جاتا ہے۔ (درمختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

۶۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے ہمزہ یا باکو نہ بڑھانا۔ اگر کوئی شخص آللہ اکبر یا اللہ اکبار کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہوگی (ایضاً)

۷۔ اللہ میں لام کے بعد الف کہنا۔ اگر کوئی شخص نہ کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہوگی۔

۸۔ تکبیر تحریمہ کا بسم اللہ وغیرہ سے نہ ادا کرنا۔ اگر کوئی بجائے تکبیر تحریمہ کے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم وغیرہ کہے تو اس کی تحریمہ صحیح نہ ہوگی (درمختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

---

[1] اللہ بزرگ ہے ۱۲　　[2] اللہ کا مرتبہ بہت بلند ہے ۱۲

[3] اللہ کا مرتبہ بہت بلند ہے ۱۲　　[4] اے اللہ مجھے بخش دے ۱۲

Marfat.com

۹۔ تکبیر تحریمہ کا قبلہ رو ہو کر کہنا۔ (بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو)

فرض نمازوں کا بیان

باوجودیکہ فرض نمازوں کا پڑھنا ایک حق واجب کا ذمہ سے اتارنا ہے اور حق واجب کے ادا کرنے میں نہ کسی انعام کا استحقاق ہوتا ہے نہ کوئی کمال مگر اللہ جل شانہ کی عنایت نے جو اس امت پر حد سے زیادہ ہے ان فرائض کے ادا کرنے میں بھی بے حد ثواب مقرر فرمایا ہے۔

پانچ نمازوں کے پڑھنے سے پچاس نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔

کسی سائل کے جواب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عبادات سے افضل نماز کو فرمایا سائل نے پوچھا کہ نماز کے بعد حضرت نے فرمایا کہ وہ جہاد جو خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو۔ اس قسم کے مضامین مختلف احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

اس حدیث سے علماء نے استدلال کیا ہے کہ نماز کا رتبہ جہاد سے بھی زیادہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک مرتبہ ایک اعرابی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیجئے جس سے میں بہشت بریں کا مستحق ہو جاؤں اور عذاب دوزخ سے نجات پاؤں حضرتؐ نے فرمایا کہ پنجوقت کی نماز پڑھا کر اور رمضان کے روزے رکھا کر اعرابی یہ سن کر نہایت خوش ہوا اور فرط خوشی میں کہنے لگا کہ خدا کی قسم میں اب اس سے زیادہ کوئی عبادت نہ کروں گا۔ جب وہ چلا گیا تو حضرت نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم کو جنتی دیکھنے کا شوق ہو تو اسے دیکھ لو۔

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ سب اعمال سے پہلے قیامت میں نماز کا سوال ہوگا جس کو اس سوال میں کامیابی ہوئی بے شک وہ نجات پا جائے گا اور جس کو اس میں ناکامی ہوئی وہ نقصان اٹھائے گا۔ (ترمذی)

فجر کے وقت دو رکعت نماز فرض ہے اور ظہر، عصر، عشاء کے وقت چار چار رکعتیں جمعہ کے دن بجائے ظہر کے دو رکعت نماز جمعہ۔ مغرب کے وقت تین رکعت پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تمام شرائط کی پابندی کے ساتھ کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو چادر یا آستین وغیرہ سے باہر نکال کر کانوں تک اٹھائے اس طرح کہ دونوں انگوٹھے کانوں کی لو سے

Marfat.com

مل جائیں اور ہتھیلیاں قبلہ کی طرف ہوں انگلیاں نہ بہت کشادہ ہوں نہ ملی ہوئی اسی حالت میں جو نماز پڑھنا چاہے اس کی نیت دل میں کرلے اور زبان سے بھی دلی ارادہ کو ظاہر کرے۔ فجر کی نیت یوں[۱] کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْفَجْرِ میں نے ارادہ کیا دو رکعت نماز فرض فجر کے وقت میں پڑھوں۔ ظہر کی نیت۔ یوں کہے۔ نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الظُّهْرِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز فرض ظہر کے وقت میں پڑھوں۔ عصر کی نیت۔ یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْعَصْرِ میں نے یہ نیت کی کہ چار رکعت نماز فرض عصر کے وقت میں پڑھوں۔ مغرب کی نیت۔ یوں کہے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ ثَلٰثَ رَکْعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْمَغْرِبِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ تین رکعت نماز فرض مغرب کے وقت میں پڑھوں۔ عشاء کی نیت۔ یوں کہے۔ نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتِ الْفَرْضِ وَقْتَ الْعِشَاءِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز فرض عشاء کے وقت میں پڑھوں۔

اس نیت کے ساتھ ہی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھ لے۔ اس طرح کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو اور بائیں کلائی کو داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے پکڑ لے اور باقی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھا لے پھر فوراً یہ دعا پڑھے۔

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُکَ	پاکی بیان کرتا ہوں میں تیری اے اللہ اور تیری تعریف کرتا ہوں اور بزرگ ہے تیرا نام اور بڑا ہے تیرا نام اور بڑا ہے تیرا مرتبہ اور نہیں ہے کوئی خدا تیرے سوا

اگر کسی کے پیچھے نماز پڑھتا ہو تو اس دعا کو پڑھ کر سکوت کرے اور اگر امام قراءت شروع کرچکا ہو تو اس دعا کو بھی نہ پڑھے بلکہ اللہ اکبر کے بعد ہی سکوت کرلے اور اگر تنہا

[۱] چونکہ نیت عربی زبان میں کہنا ضروری نہیں اس لئے ہم نے عربی اور دونوں زبانوں میں نیت کی عبارت لکھ دی ہے ۱۲

نماز پڑھتا ہو یا امام ہو تو اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھے جب سورۂ فاتحہ ختم ہو جائے تو منفرد اور امام آہستہ سے آمین کہیں اگر کسی ایسے وقت کی نماز ہو جس میں بلند آواز سے قرأت کی جاتی ہے تو سب مقتدی بھی آہستہ سے آمین کہیں آمین کی الف کو بڑھا کر کہنا چاہیئے اس کے بعد کوئی سورت قرآن مجید کی پڑھے اگر سفر کی حالت ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو فجر[لہ] اور ظہر کی نماز میں سورۂ حجرات اور سورۂ بروج اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورت کو چاہے پڑھے فجر کی پہلی رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونی چاہیئے۔ باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئیں ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں عصر اور عشاء کی نماز میں والسماء والطارق اور لم یکن اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہیئے مغرب کی نماز میں اذا زلزلت سے آخر تک۔

سورت پڑھ چکنے کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا رکوع میں جائے اور رکوع کی ابتداء ساتھ ہی ہو اور رکوع میں اچھی طرح پہنچ جانے کے ساتھ ہی تکبیر ختم ہو جائے رکوع اس طرح کیا جائے کہ دونوں ہاتھ گھٹنوں پر ہوں ہاتھوں کی انگلیاں کشادہ ہوں اور سر اور سرین برابر ہوں ایسا نہ ہو کہ سر جھکا ہوا ہو اور پیٹھ اٹھی ہوئی ہو پیر کی پنڈلیاں سیدھی ہوں خمدار نہ ہوں رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ[لے] کہنا چاہیئے پھر

لہ فجر کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھی سورۂ الطور پڑھتے (صحیح بخاری) کبھی اذا الشمس کورت کبھی سورۂ طارق (مسلم) کبھی سورۂ یٰسین کبھی سورۂ واقعہ یعنی ان سورتوں کو دونوں رکعتوں میں پڑھتے تھے اور سفر کی حالت میں فجر کی نماز میں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس بھی آپ نے پڑھی (مراقی الفلاح) ظہر کی نماز میں الم تنزیل سجدہ عصر کی نماز میں والسماء ذات البروج اور والسماء والطارق (ابوداؤد) اور عشاء کی نماز میں والشمس (نسائی) مغرب کی نماز میں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد (ابن ماجہ) اس کے علاوہ اور بھی سورتیں احادیث میں وارد ہوئی ہیں اگر اتباع سنت کے خیال سے وہ سورتیں نمازوں میں پڑھی جائیں تو زیادہ ثواب ہے ۱۲

لے پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے بلند مرتبہ پروردگار کی ۱۲

Marfat.com

رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور امام صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ[1] کہے اور مقتدی صرف رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ[2] اور منفرد دونوں کہے پھر تکبیر کہتا ہوا اور دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جاوے تکبیر اور سجدہ کی ابتدا ساتھ ہی ہو اور سجدہ میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے سجدہ میں پہلے گھٹنوں کو زمین پر رکھنا چاہیے پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو اور منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان میں ہونا چاہیے اور انگلیاں ملی ہوئی مقبلہ رو ہونی چاہئیں اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوئے اور انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف اور پیٹ زانوں سے علیحدہ اور بازو بغل سے جدا ہوں پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا سا بچہ درمیان سے نکل سکے۔ سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی[3] کہے پھر سجدہ سے اٹھ کر اچھی طرح بیٹھ جائے اس طرح کہ داہنا پیر اسی طرح کھڑا رہے اور بایاں پیر کو زمین پر بچھا کر اسی پر بیٹھ جائے اور دونوں ہاتھ زانوں پر رکھ لے اس طرح کہ انگلیاں پھیلی ہوں رخ ان کا قبلہ کی طرف ہو نہ بہت کشادہ ہوں نہ بالکل ملی ہوئی سرے ان کے گھٹنے کے قریب ہوں اور اس حالت میں کوئی دعا نہ پڑھے سجدہ سے اٹھتے وقت پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ اطمینان سے بیٹھ چکنے کے بعد دوسرے سجدہ اسی طرح کرے جیسے پہلا سجدہ کیا تھا دوسرا سجدہ کر چکنے کے بعد تکبیر کہتا ہوا فوراً کھڑا ہو جائے کھڑے ہوتے وقت پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے اور ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ کر کھڑا ہو ہاتھوں کو زمین سے سہارا دے نہ کھڑا ہو اس دوسری رکعت میں صرف بسم اللہ کہہ کر سورۂ فاتحہ پڑھی جائے اور اسی طرح کوئی سودوسری سورت ملا کر اسی طرح رکوع قومہ دونوں سجدے کئے جائیں، دوسرے سجدے کے بعد اسی طرح بیٹھے کہ جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان میں بیٹھا تھا یہ پڑھے۔

---

[1] قبول کر لی اللہ نے تعریف اس شخص کی جس نے اللہ کی تعریف کی ۱۲

[2] اے پروردگار سب تعریفیں تیرے ہی لیئے ہیں ۱۲

[3] پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے پروردگار بلند مرتبہ کی ۱۲

Marfat.com

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔	سب تعریفیں اور مالی اور بدنی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں اے نبی تم پر سلام اور اللہ کی رحمت اور برکتیں ہم پر بھی سلام اور اللہ کے سب نیک بندوں پر سلام میں گواہی دیتا ہوں اس کی کہ اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اور گواہی دیتا ہوں اس کی کہ محمدؐ اس کے بندے اور پیغمبر ہیں

لا الٰہ کہتے وقت انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ بنا کر اور چھوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو بند کر کے کلمہ کی انگلی آسمان کی طرف اٹھائے اور الا اللہ کہتے وقت کلمہ کی انگلی جھکا دے پھر جتنی دیر تک بیٹھے انگلیاں اسی حالت میں رہیں اگر دو رکعت والی نماز ہو تو التحیات کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝	اے اللہ رحمت اپنی نازل کر محمدؐ پر اور ان کی اولاد پر جیسے نازل کی تو نے اپنی رحمت حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد پر بیشک تو اچھی صفات والا اور بزرگ ہے
اللھم بارک علی محمد وعلی اٰل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی اٰل ابراھیم انک حمید مجید	اے اللہ برکت نازل کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی اولاد پر جیسے برکت نازل کی تو نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی اولاد پر بیشک تو عمدہ صفات والا بزرگ

یہ درود پڑھ چکنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ	اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے دوزخ کے عذاب سے اور قبر کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے اور دجال کے فساد سے

یا یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۔	اے اللہ میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا اور تیرے سوا کوئی گناہ کا بخشنے والا نہیں بخش دے میرے گناہ اپنی طرف سے اور میرے حال پر رحم کر بیشک تو غفور اور رحیم ہے

اس کے بعد نماز ختم کر دے اس طرح کہ پہلے داہنی طرف منہ پھیر کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیکُم وَرَحمَۃُ اللّٰہِ ؕ پھر بائیں طرف منہ پھیر کر کہے اَلسَّلَامُ عَلَیکُم وَرَحمَۃُ اللّٰہِ ؕ اس سلام میں کرام کاتبین فرشتوں کی اور ان لوگوں کی نیت کی جائے جو نماز میں شریک ہوں اور اگر دو رکعت والی نماز نہ ہو بلکہ تین رکعت یا چار رکعت والی نماز ہو تو صرف التحیات پڑھ کر فوراً کھڑا ہو جائے باقی تین رکعتیں بھی اسی طرح پڑھے مگر ان رکعتوں میں بسم اللہ کے بعد صرف سورۂ فاتحہ پڑھ کر رکوع کر دے اور دوسری سورت نہ ملائے اگر تین رکعت والی نماز ہو تو تیسری رکعت میں ورنہ چوتھی رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد اسی طرح بیٹھ کر اسی طرح التحیات اور درود شریف پڑھ کر وہی دعا پڑھے۔ اس کے بعد اسی طرح سلام پھیر کر نماز ختم کر دے۔ فجر، مغرب، عشاء کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت اور سمع اللہ لمن حمدہ اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد کو اختیار ہے اور ظہر اور عصر کے وقت امام صرف سمع اللہ لمن حمدہ اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں وغیرہ آہستہ کہے نماز کی حالت میں اِدھر اُدھر نہ دیکھنا چاہیئے بلکہ کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کے مقام پر نظر جمائے رہے اور رکوع کی حالت میں پیروں کی پشت پر اور سجدوں میں ناک اور بیٹھنے کی حالت میں دامنوں پر۔ نماز کی حالت میں آنکھوں کو کھلا رکھے بند نہ کرے۔ ہاں اگر سمجھے کہ آنکھ بند کر لینے سے نماز میں دل زیادہ لگے گا تو کچھ مضائقہ نہیں۔

دونوں پیروں پر زور دے کر کھڑا ہونا کچھ ضروری نہیں بلکہ کبھی داہنے پیر پر زور دے کر کھڑا ہو اور کبھی بائیں پیر پر تو بہتر ہے اس لئے کہ اس طرح کھڑے ہونے میں تھکنے کا خوف نہیں ہوتا۔

نماز ختم کر چکنے کے بعد دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کے لئے بھی اور مقتدی سب آمین آمین کہتے رہیں اور دعا مانگ چکنے کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے۔

جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر، مغرب، عشاء ان کے بعد بہت دیر تک نہ دعا مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر، عصر ان کے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام

ہو تو مقتدیوں کی طرف منہ پھیر کر بیٹھ جائے اس کے بعد دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق اس کے مقابلہ میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔

فرض نمازوں کے بعد بشرطیکہ ان کے بعد سنت نہ ہو ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تین مرتبہ آیۃ الکرسی قل ہو اللہ احد قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس ایک ایک مرتبہ پڑھ کر تینتیس مرتبہ سبحان اللہ تینتیس مرتبہ الحمد للہ چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھے۔ (مراقی الفلاح۔ درمختار۔ شامی وغیرہ)

عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں صرف چند مقامات پر ان کو اس کے خلاف کرنا چاہیے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہیے اگر سردی کا زمانہ نہ ہو اور عورتوں کو ہر زمانہ میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے شانوں تک اٹھانا چاہیے۔

۲۔ بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہیے اور عورتوں کو سینے پر۔

۳۔ مردوں کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہیے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہیے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہیے حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہیے۔

۴۔ مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہیے کہ سر اور سرین اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر جھکنا نہ چاہیے بلکہ صرف اسی قدر جس میں ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۵۔ مردوں کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہیے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کئے ہوئے بلکہ ملا کر۔

۶۔ مردوں کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہیے اور عورتوں کو ملی ہوئی۔

۷۔ مردوں کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہیے اور عورتوں کو ملا ہوا۔

Marfat.com

۸۔ مردوں کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہیئے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

۹۔ مردوں کو سجدوں میں دونوں پیر کی انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہیئے عورتوں کو نہیں

۱۰۔ مردوں کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہیئے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہیئے اور عورتوں کو بائیں سُرین کے بل بیٹھنا چاہیئے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینے چاہئیں اس طرح کہ داہنی ران پر آجائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

۱۱۔ عورتوں کو کسی وقت قرأت بلند آواز سے کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرأت کرنی چاہیئے۔

نماز وتر[1] کا بیان

نماز وتر واجب[2] ہے مگر اس کا کافر نہیں تارک اس کا مثل فرض نمازوں کے تارک کے فاسق اور گنہگار ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہماری جماعت میں نہیں (ابوداؤد) مستدرک حاکم وتر کی نماز بھی مغرب کی نماز کی طرح تین رکعت[3] ہے اس کے پڑھنے کا طریقہ بھی وہی ہے جو فرض نمازوں کا ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ

---

[1] وتر کا واؤ مکسور و مفتوح دونوں طرح سے پڑھ سکتے ہیں مگر مکسور زیادہ مشہور ہے۔ وتر ہر اس نماز کو کہتے ہیں جس میں طاق رکعتیں ہوں مگر فقہاء کے عرف میں وتر اسی خاص نماز کو کہتے ہیں جس کا وقت عشا کی نماز کے بعد ہے جو عام طور پر عشا کے بعد ہی فوراً پڑھی جاتی ہے اور یہاں اس کا بیان ہوگا [2] یہ مذہب امام صاحب کا ہے اور قاضی ابو یوسف و امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک وتر سنت ہے امام صاحب کی دلیل یہی حدیث ہے جو آگے بیان ہوگی اس لئے کہ سنت کے ترک پر ایسی سختی نہیں کی جاتی جیسے نماز وتر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت میں سبح اسم اور دوسری میں قل یاایہا الکافرون تیسری میں قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے۔ [3] یہ مذہب امام صاحب کا ہے ان کے نزدیک ایک رکعت کی وتر جائز نہیں۔ امام شافعی کے نزدیک وتر میں ایک رکعت بھی جائز ہے دونوں طرف کثرت احادیث صحیحہ ہے مگر تین رکعت وتر اکثر (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

فرض کی صرف دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملائی جاتی ہے اور اس کی تینوں رکعتوں میں دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور تیسری رکعت میں دوسری سورت کے بعد دونوں ہاتھ تکبیر کے ساتھ کانوں تک اسی طرح اٹھا کر جس طرح تکبیر تحریمہ کے وقت اٹھانا چاہیے پھر باندھے اور اس دعا کو آہستہ آواز سے پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَهْدِيْكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ ط اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ۝	اے اللہ ہم مدد چاہتے ہیں اور ہدایت اور اپنے گناہوں کی معافی ہم توبہ کرتے ہیں اور تیرے اوپر ایمان لاتے ہیں اور تیری اچھی تعریفیں کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور جو تیری ناشکری و نافرمانی کرے اس کو چھوڑتے ہیں اے اللہ ہم تیری عبادت کرتے ہیں اور تیری نماز پڑھتے ہیں تجھی کو سجدہ کرتے ہیں تیری طرف دوڑتے آتے ہیں (تیری عبادت میں جاہد مستعد ہو جاتے ہیں تیری رحمت کے امیدوار ہیں تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرا سچا عذاب کافروں پر نازل ہونے والا ہے۔

اور اگر اس کے بعد یہ دعا بھی پڑھ لے تو بہتر ہے۔۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) فقہائے صحابہ کا معمول تھا حضرت فاروقؓ کو اس میں ایک خاص اہتمام تھا ایک مرتبہ سعید بن مسیبؒ کو ایک رکعت وتر پڑھتے ہوئے دیکھا فرمایا کہ کیسی ناقص نماز پڑھتے ہو دو رکعت اور پڑھو ورنہ میں تم کو سزا دوں گا (نہایہ) ترمذی نے حضرت علی مرتضیٰ سے تین رکعت وتر کی نقل کی ہے اور اسی کو عمران بن حصین اور عائشہؓ اور ابن عباسؓ اور ابو ایوب رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب کیا ہے اور اخیر میں لکھ دیا ہے کہ ایک جماعت صحابہ و تابعین کی اسی طرف ہے ابن مسعود اور حضرت فاروقؓ کا مذہب وتر کی تین رکعت ہونے میں امام محمد کی مؤطا میں موجود ہے امام حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ سلف کا اسی پر معمول تھا (ہدایہ) تین رکعت کی وتر صحابہ میں مشہور تھی ایک رکعت کی وتر عام طور سب لوگ جانتے بھی نہ تھے حضرت معاویہ کو ابن عباسؓ کے غلام نے ایک رکعت وتر پڑھتے دیکھا تو اس کو نہایت تعجب ہوا یہ خبر جا کر ابن عباسؓ سے بیان کی ابن عباسؓ (باقی بر صفحہ آئندہ)

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ اِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔

اے اللہ مجھے ہدایت کر ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے ہدایت کی مجھے آفتوں اور مصیبتوں سے بچا ان لوگوں کے ساتھ جن کو تو نے بچایا اور مجھ سے محبت کر ان لوگوں کے ساتھ جن سے تو نے محبت کی اور جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے اس میں برکت دے اور مجھے ان برائیوں سے بچا جو مقدر ہوں بیشک تو حاکم ہے محکوم نہیں اور جس سے تو محبت کرے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا۔ اور جس سے تجھ کو عداوت ہو وہ عزت نہیں پا سکتا بزرگ و برتر ہے تو

اگر کوئی شخص غلطی سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت[1] پڑھ جائے تو اس کو چاہیے کہ پھر تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھے۔ (بحر الرائق وغیرہ) اگر کسی کو دعائے قنوت

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے پروردگار ہمارے ہم کو دنیا و آخرت دونوں میں آرام دے اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا ۱۲

(بقیہ صفحہ سابقہ) نے ان کی وحشت و حیرت، یہ کہہ کر دفع کر دی کہ معاویہؓ فقیہ ہیں رسول اللہؐ کی صحبت سے مشرف ہوئے ہیں ان پر اعتراض نہ کرو (صحیح بخاری) امام طحاوی نے وتر کے تین رکعت سے کم نہ ہونے پر ایک نہایت عقلی دلیل بھی قائم کی ہے ان سب وجوہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک رکعت وتر جن احادیث میں ہے وہ قابل تاویل ہیں یا ان میں آنحضرتؐ کی پہلی حالتوں کا ذکر ہے آخر فعل آپ کا بھی تین رکعت پڑھنا تھا جو صحابہؓ میں مشہور ہوا ۱۲

[1] در مختار وغیرہ میں اس مسئلے کو اس تفصیل و تفریق سے لکھا ہے اگر یہ جانتا ہو کہ پہلی یا دوسری رکعت ہے اور صرف دعائے قنوت کے پڑھنے میں سہو ہوا ہو تو پھر تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اور اگر رکعت کی تعیین میں سہو ہوا ہو مثلاً دوسری رکعت کو تیسری رکعت سمجھ کر دعائے قنوت پڑھی ہے تو پھر تیسری رکعت سمجھ کر دعائے قنوت پڑھی ہے تو پھر تیسری رکعت میں پڑھ لے مگر صحیح یہ ہے کہ ہر صورت میں دوبارہ دعائے قنوت پڑھنا چاہیے صاحب بحر الرائق نے اسی کو ترجیح دی ہے ۱۲

Marfat.com

یا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ تین مرتبہ یا یَا تَوَّابُ تین مرتبہ کہہ لے (مراقی الفلاح وغیرہ)

نفل نمازوں[1] کا بیان

چونکہ نماز ایک عمدہ عبادت ہے اور خداوند عالم کو عبادتوں سے زیادہ مرغوب اور محبوب ہے اس لئے جس قدر اس کی کثرت کی جائے بہت خوب ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھنے میں جس قدر مسرت اور فرحت ہوتی تھی اس قدر کسی دوسری عبادت میں کبھی نہ ہوتی تھی اسی وجہ سے آپ نے فرمایا کہ میری آنکھوں کو نماز میں ٹھنڈک ہوتی ہے (ترمذی)

شریعت نے اسی خیال سے اس عبادت میں فرائض اور واجبات کے علاوہ ہر فرض کے ساتھ کچھ سنتیں بھی مقرر فرمائی ہیں کہ فرض کے ساتھ آسانی سے ادا ہو جائیں اور جو قصور نقصان فرائض کے ادا کرنے میں واقع ہوا ہو وہ بھی ان کی وجہ سے پورا ہو جائے نماز کے سوا اور کسی عبادت میں فرائض کے سوا شریعت کی طرف سے سنن وغیرہ مقرر نہیں اپنی خوشی سے اگر کوئی فرض کے علاوہ ان باتوں کو بھی کرے تو وہ دوسری بات ہے زکوٰۃ کو دیکھئے جس قدر فرض ہے اس کے دینے کے بعد اگر ایک پیسہ بھی کسی محتاج کو نہ دیا جائے تو شریعت کی طرف سے کچھ تعرض نہیں۔ روزے کا بھی یہی حال ہے رمضان کے سوا اگر ایک روزہ بھی نہ رکھا جائے تو شریعت کی طرف سے کچھ مضائقہ نہیں۔ حج کی بھی یہی کیفیت ہے فرض ہونے کے بعد تمام عمر میں ایک مرتبہ حج کر کے پھر اگر کبھی نہ کیا جائے تو کچھ گناہ نہیں نمازوں میں اگر صرف فرائض ادا کئے جائیں اور سنتیں نہ پڑھی جائیں تو گناہ ہے یہاں سے بھی یہ بات ظاہر ہو رہی ہے کہ نماز اللہ جل شانہٗ کو کس قدر پسند ہے۔

نفل نمازوں کے پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اوپر بیان ہو چکا فرق صرف اس قدر ہے کہ فرائض کی صرف دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنے کا حکم ہے اور نوافل کی سب رکعتوں میں نوافل کی رکعتوں میں جو سورتیں پڑھی

---

[1] فرض اور واجب کے سوا ہر نماز کو نفل کہتے ہیں خواہ سنت ہو یا نفل ۱۲

جائیں ان کا برابر نہ ہونا بھی خلاف سنت نہیں ہے۔ نوافل دن میں دو رکعت تک اور رات میں چار رکعت تک ایک ہی سلام سے پڑھی جا سکتی ہیں مگر ہر دو رکعت کے بعد التحیات پڑھنا چاہیئے۔

فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت مؤکدہ ہیں ان کی تاکید تمام مؤکدہ سنتوں سے زیادہ ہے یہاں تک کہ بعض روایات میں امام صاحب سے ان کا وجوب منقول ہے۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ ان کے انکار سے کفر کا خوف ہے۔ (درمختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ فجر کی سنتیں نہ چھوڑو چاہے تم کو گھوڑے کچل ڈالیں یعنی جان جانے کا خوف ہو جب بھی نہ چھوڑو۔ اس سے مقصود صرف تاکید اور ترغیب ہے ورنہ جان کے خوف سے تو فرائض کا چھوڑنا بھی جائز ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فجر کی سنتیں میرے نزدیک تمام دنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔

ظہر کے وقت فرض سے پہلے چار رکعت ایک[۲] سلام سے اور فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔ (مراقی الفلاح۔ درمختار وغیرہ)

جمعہ کے وقت فرض سے پہلے چار[۳] رکعتیں ایک سلام سے سنت مؤکدہ ہیں

۱؎ فجر کی سنت کی پہلی رکعت میں نبی اکرم قل یاایہا الکافرون دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھتے تھے امام غزالی نے لکھا ہے کہ اگر پہلی رکعت میں الم نشرح اور دوسری رکعت میں الم ترکیف پڑھی جائے تو دن بھر کی آفتوں سے انسان محفوظ رہے گا۔ مگر یہ حدیث میں نہیں آیا۔ طحطاوی عامہ مراقی الفلاح۔ ۲؎ امام شافعی علیہ الرحمۃ کے نزدیک ظہر سے پہلے چار رکعت دو سلام سے سنت ہیں امام صاحب کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت عائشہ سے بخاری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے۔ امام شافعی کی طرف سے اس حدیث کی تاویل کی جاتی ہے جو بالکل خلاف ظاہر ہے یعنی یہ چار رکعت سنت ظہر کی نہ تھیں بلکہ مستقل نماز تھی ۱۲ ۳؎ صاحب سفر السعادت نے لکھا ہے کہ جمعہ سے پہلے کوئی سنت منقول نہیں حالانکہ ترمذی میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ جمعہ سے پہلے چار رکعتیں اور جمعہ کے بعد بھی چار رکعتیں پڑھا کرتے تھے ۱۲

Marfat.com

اور فرض کے بعد بھی چار[1] رکعتیں ایک سلام سے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

عصر کے وقت کوئی سنت مؤکدہ نہیں۔ ہاں فرض سے پہلے چار رکعتیں ایک سلام سے مستحب ہیں۔ (مراقی الفلاح)

مغرب کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں۔

عشاء کے وقت فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہیں اور فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے مستحب ہیں۔

وتر کے بعد بھی دو رکعتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں۔ لہذا یہ دو رکعت بعد وتر کے مستحب ہیں۔ ان سب سنتوں کے لئے علیحدہ علیحدہ تاکیدیں اور فضیلتیں حدیث شریف میں وارد ہوئی ہیں مگر یہاں صرف ایک وہ حدیث لکھی جاتی ہیں جس سے سب کی فضیلت نکلتی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان فرائض کے علاوہ بارہ رکعتیں پڑھ لیا کرے اس کے لئے اللہ تعالیٰ جنت میں گھر بنائے گا۔ (صحیح مسلم)

ترمذی اور نسائی میں ان بارہ رکعتوں کی تفصیل اس طرح منقول ہیں دلدادگانِ سنت کے لئے ان کا ذکر بھی ضروری ہے لہذا ہم اپنی کتاب ان کے مبارک ذکر سے خالی رکھنا نہیں چاہتے۔

نمازِ تہجّد

نماز تہجد سنت[2] ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اس کو پڑھا کرتے تھے اور اپنے اصحاب کو اس کے پڑھنے کی بہت ترغیب دیتے تھے۔ اس کے فضائل بہت احادیث میں وارد ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعد فرض نمازوں کے نماز شب (تہجد) کا مرتبہ ہے۔ (مسلم)

حضرات صوفیہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص بے نماز تہجد کے درجہ ولایت کو نہیں پہنچتا اس

---

[1] یہ مذہب امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بعد جمعہ کے چھ رکعتیں مسنون ہیں پہلے چار ایک سلام سے پھر دو رکعت ایک سلام سے دونوں طرف صحیح حدیثیں موجود ہیں ۱۲

[2] بعض فقہاء نے اس نماز کو مستحب لکھا ہے مگر صحیح یہ ہے کہ سنت ہے ۱۲

میں شک نہیں کہ یہ نماز تمام صلحائے امت کا معمول ہے صحابہ سے لے کر اس وقت تک بلکہ ایک حدیث میں ہے کہ اگلی امت والے بھی اس نماز کو پڑھتے تھے۔

نماز تہجد کا وقت عشار کی نماز کے بعد ہے۔ سنت یہ ہے کہ عشار کی نماز پڑھ کر سو رہے اس کے بعد اُٹھ کر نماز تہجد پڑھے۔ (شامی وغیرہ)

بہتر یہ ہے کہ بعد نصف شب کے پڑھے۔ کم سے کم تہجد کی نماز دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ دس رکعت[1] منقول ہے اور اکثر معمول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا آٹھ رکعت پڑھنا ایک سلام سے دو دو رکعتیں۔ تہجد کی نماز اس نیت سے پڑھے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ صَلٰوۃِ التَّھَجُّدِ سُنَّۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تہجد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پڑھوں۔ نبی صلعم کبھی آدھی رات کو کبھی اس سے پہلے کبھی اس کے بعد تہجد کے لئے اٹھتے تو اس دعا[2] کو جو بیداری کے وقت آپ کی معمول تھی پڑھتے ہوئے دونوں ہاتھ منہ پر ملتے تاکہ نیند کا اثر جاتا رہے۔ اس کے بعد مسواک فرماتے مسواک میں مبالغہ کرنا حضرتؐ کی عادت تھی۔ بعد مسواک کے وضو فرماتے بعض روایات میں ہے کہ مسواک اور وضو کرتے وقت بعض میں ہے کہ اس سے پہلے آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھتے اور سورۂ آل عمران کی آخری دس آیتیں جن کی ابتداء اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے ہے تلاوت فرماتے اور بعض روایات میں ہے رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ ھٰذَا بَاطِلًا سے لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ تک پڑھتے اس کے بعد نماز شروع کرتے نماز پڑھنے میں آپؐ کی عادت مختلف تھی کبھی چھ رکعت پڑھتے اور ہر رکعت کے بعد سو رہتے۔ سو اٹھنے کے بعد پھر اسی طرح مسواک اور وضو کرتے اور آیتوں کی تلاوت فرماتے اکثر عادت آپؐ کی

---

[1] بعض کتب فقہ میں اس نماز کی آٹھ رکعتیں انتہائی تعداد لکھی ہے مگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ دس رکعت بھی حضرتؐ نے پڑھی ہیں۔ شرح سفر السعادت میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اس کو بہت عمدہ تفصیل سے بیان فرمایا ہے ۱۲

[2] وہ دعا یہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ترجمہ۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہمیں بعد موت (خواب) کے زندہ (بیدار) کیا اور اسی کی طرف سب کا رجوع ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی مختلف دعائیں حضرتؐ سے منقول ہیں ۱۲ (سفر السعادت)

Marfat.com

آٹھ رکعت پڑھنے کی تھی اسی واسطے فقہا نے آٹھ رکعتیں اختیار کی ہیں وتر کی نماز حضرتؐ بعد تہجد کے پڑھتے تھے اور اگر فجر کا وقت آجاتا تو اس کے بعد فجر کی سنتیں بھی پڑھ لیتے پھر تھوڑی دیر لیٹ رہتے اس کے بعد فجر کی نماز پڑھنے تشریف لے جاتے۔

نماز چاشت

نماز چاشت مستحب ہے اختیار ہے کہ چاہے چار رکعتیں پڑھے چاہے چار سے زیادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے چار بھی منقول ہیں اور یہ بھی منقول ہے کہ کبھی چار سے زیادہ پڑھ لیتے طبرانی کی ایک حدیث میں بارہ رکعت تک منقول ہیں۔ (مراقی الفلاح)

نماز چاشت کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد سے زوال سے پہلے تک رہتا ہے (مراقی الفلاح) نماز چاشت اس نیت سے پڑھی جائے۔

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ	میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز چاشت
صَلٰوۃِ الضُّحٰی سُنَّۃَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پڑھوں۔

یہاں تک جو نمازیں مذکور ہیں وہ تھیں جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ التزام سے پڑھا کرتے تھے کبھی ترک نہ فرماتے تھے اور باقی نمازیں جو آپ پڑھتے تھے ان کے لئے کوئی خاص سبب ہوتا تھا مثلاً تحیۃ المسجد مسجد جانے کے لئے پڑھتے تھے، نماز خسوف وکسوف چاند گرہن سورج گرہن کے سبب سے وعلیٰ ہذا القیاس۔

طالب ثواب اور پیرو سنت کو چاہیئے کہ ان نمازوں کو بے کسی عذر قوی کے نہ چھوڑے اگر خیال کیا جائے تو کوئی بڑی بات نہیں دن رات میں فرائض وغیرہ ملا کر صرف چھیالیس رکعتیں ہوتی ہیں سترہ رکعت فرض تین رکعت وتر بارہ رکعتیں مؤکدہ سنتیں جو پنج وقتی نمازوں کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں آٹھ رکعت نماز تہجد چار رکعت نماز چاشت۔ مگر افسوس ہم لوگوں کی کم ہمتی اور سستی کے سامنے فرائض ہی کا ادا ہونا دشوار ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِنَّہَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخٰشِعِیْنَ	بیشک نماز کا پڑھنا بہت دشوار ہے مگر ان
الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّہُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّہِمْ	لوگوں کو جنہیں اپنے پروردگار سے ملنے کا یقین ہے۔

پس اصل وجہ ہماری سستی اور کم ہمتی کی یہی ہے کہ ہمیں قیامت کے آنے اور

ثواب و عذاب کے ملنے کا پورا یقین نہیں ہے

بعض علماء نے لکھا ہے کہ جو ہر شب و روز اتنے مرتبہ کریم کا دروازہ طالب اور ادب کے ہاتھوں سے کھولنا چاہے بیشک اس پر سعادت و رحمت کا دروازہ بہت جلد کھل جائے گا۔

تحیۃ المسجد

یہ نماز اس شخص کے لئے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو (درمختار وغیرہ)

اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو درحقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے اس لئے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوا کرتی ہے پس غیر خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں مسجد میں آتے ہی بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو (درمختار، بحرالرائق، شامی وغیرہ)

اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور بعد اس کے کوئی درود شریف پڑھ لے۔ (درمختار، مراقی الفلاح)

اس نماز کی نیت یہ ہے

نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيْنِ تَحِيَّةَ الْمَسْجِدِ — میں نے ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔

دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی۔ (درمختار، مراقی الفلاح شامی وغیرہ)

اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔ (درمختار وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے نہ بیٹھے۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا

Marfat.com

کافی ہے خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا اخیر میں (درمختار۔ شامی)

سنتِ وضو

بعد وضو کے جسم خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز مستحب ہے۔ (درمختار۔ مراقی الفلاح)

اگر چار رکعتیں پڑھی جائیں تب بھی کچھ حرج نہیں اور کوئی فرض یا سنت وغیرہ پڑھ لی جائے تب بھی کافی ہے ثواب مل جائے گا۔ (مراقی الفلاح)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کر کے دو رکعت نماز خالص دل سے پڑھ لیا کرے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے (صحیح مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں حضرت بلال رضہ کے چلنے کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی صبح کو ان سے دریافت فرمایا کہ تم کونسا ایسا نیک کام کرتے ہو کہ کل میں نے تمہارے چلنے کی آواز جنت میں اپنے آگے سنی، بلال رضہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ جب میں وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھ لیا کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

غسل کے بعد یہ دو رکعتیں مستحب ہیں اس لئے کہ ہر غسل کے ساتھ وضو بھی ضرور ہو جاتا ہے۔ (ردالمختار)

نماز سفر

جب کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے اس کے بعد اپنے گھر جائے (درمختار وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی اپنے گھر میں ان دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہیں۔ (طبرانی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے۔ (صحیح مسلم)

مسافر کو یہ بھی مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں

Marfat.com

قیام کا ارادہ ہو تو قبل بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھ لے۔ (شامی وغیرہ)

نماز استخارہ

جب کسی کو کوئی کام درپیش ہو اور اس کے کرنے نہ کرنے میں تردد ہو یا اس میں تردد ہو کہ وہ کام کس وقت کیا جائے مثلاً کسی کو سفر حج درپیش ہو تو اس کے کرنے نہ کرنے میں تردد نہیں ہو سکتا، اس لئے کہ حج عبادت ہے اور عبادت کرنے نہ کرنے میں تردد کیسا۔ ہاں اس میں تردد ہو سکتا ہے کہ سفر آج کیا جائے یا کل تو ایسی حالت میں مستحب ہے کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھی جائے اس کے بعد جس طرف طبیعت کو رغبت ہو وہ کام کیا جائے۔ (در مختار، مراقی الفلاح)

بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ تک نماز استخارہ کی تکرار کے بعد کام شروع کیا جائے۔ (شامی۔ مراقی الفلاح)

نبی صلی علیہ وسلم صحابہ کو نماز استخارہ کی اس اہتمام سے تعلیم فرماتے تھے جیسے قرآن مجید کی تعلیم میں آپ کا اہتمام ہوتا تھا۔ (بخاری۔ ترمذی۔ ابوداؤد وغیرہ)

نماز استخارہ اس نیت سے شروع کی جائے۔

نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيِ صَلٰوةِ الْاِسْتِخَارَةِ۔ میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت نماز استخارہ پڑھوں۔

پھر بدستور معمول دو رکعت نماز پڑھ کے یہ دعا پڑھی جائے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدِرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ۔

Marfat.com

اور لفظ امر کی جگہ حاجت ذکر کرے مثلاً سفر کے لئے استخارہ کرنا ہو تو ھٰذَا السَّفَرَ کہے اور نکاح کے لئے استخارہ کرنا ہو تو ھٰذَا النِّکَاحَ کہے کسی چیز کی خرید و فروخت کے لئے کرنا ہو تو ھٰذَا الْبَیْعَ کہے و علیٰ ہذا القیاس بعض مشائخ سے منقول ہے کہ بعد اس دعا پڑھنے کے باوضو قبلہ رو ہو کر سو رہے اگر خواب میں سفیدی یا سبزی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام اچھا ہے کرنا چاہیئے اور اگر سیاہی یا سرخی دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ کام برا ہے نہ کرنا چاہیئے۔ (شامی)

اگر کسی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکتا ہو مثلاً عجلت کی وجہ سے یا عورت حیض و نفاس کے سبب سے تو صرف دعا پڑھ کر کام شروع کر دے۔ (طحطاوی وغیرہ)

مستحب ہے کہ دعا سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور درود شریف بھی پڑھ لیا جائے۔

نماز حاجت

جب کسی کو کوئی حاجت یا ضرورت پیش آئے خواہ وہ حاجت بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے ہو یا بواسطہ یعنی کسی بندے سے اس حاجت کا پورا ہونا مقصود ہو مثلاً کسی کو نوکری کی خواہش ہو یا کسی سے نکاح کرنا چاہتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر درود شریف پڑھے اور اللہ تعالیٰ کی تعریف کرکے اس دعا کو پڑھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا حَاجَةً لَكَ فِيْهَا رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ ؕ

نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ چشم پوشی اور بخشش کرنے والے کے۔ پاکی بیان کرتا ہوں میں اللہ کی جو مالک ہے عرش عظیم کا اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو پروردگار ہے سارے جہان کا اے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں وہ چیزیں جن پر تیری رحمت ہوتی ہے اور جو تیری بخشش کا سبب واقع ہوتی ہیں اور مانگتا ہوں اپنا حصہ ہر فائدہ سے اور چاہتا ہوں بچنا ہر گناہ سے اے اللہ میرے کسی گناہ کو بے بخشے ہوئے اور کسی غم کو بے دور کئے ہوئے اور کسی حاجت کو بے پورا کئے ہوئے نہ چھوڑ ۱۲

Marfat.com

اس دعا کے بعد جو حاجت اس کو درپیش ہو اس کا سوال اللہ تعالیٰ سے کرے جو نماز حاجت روائی کے لئے مجرب ہے بعض بزرگوں نے اپنی ضرورتوں میں اسی طریقہ سے نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت بیان کی ان کا کام پورا ہو گیا۔ (شامی)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک نابینا حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہ میرے لئے دعا فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بینائی عنایت فرمائے حضرت نے فرمایا کہ اگر تم صبر کرو تو بہت ثواب ہوگا اگر کہو تو میں دعا کروں انہوں نے خواہش کی کہ آپ دعا فرمایئے اس وقت آپؐ نے ان کو یہ نماز تعلیم فرمائی۔

صلوٰۃ الاوّابین

نماز اوابین مستحب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بہت فضائل بیان فرمائے ہیں نماز اوّابین چھ رکعت پڑھنا چاہیئے تین سلام سے نماز مغرب کے بعد (مراقی الفلاح)

صلوٰۃ التسبیح

صلوٰۃ التسبیح[1] مستحب ہے ثواب اس کا احادیث میں بے شمار ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ کو تعلیم فرمائی تھی اور فرمایا تھا کہ اے چچا اس کے پڑھنے سے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اگلے پچھلے نئے پرانے اگر تم سے ہو سکے تو ہر روز ایک مرتبہ اس کو پڑھ لیا کرو ورنہ ہفتے میں ایک بار ورنہ مہینہ میں ایک دفعہ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو تمام عمر میں ایک بار۔ (ترمذی)

بعض محققین کا قول ہے کہ اس قدر فضیلت معلوم ہو جانے کے بعد پھر بھی اگر کوئی اس نماز کو نہ پڑھے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ دین کی کچھ عزت نہیں کرتا۔ (شامی)

صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعتیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں بہتر ہے کہ چاروں رکعتیں ایک سلام سے پڑھی جائیں اگر دو سلام سے پڑھی جائیں تب بھی درست ہے۔ ہر

---

[1] ابن عباسؓ سے پوچھا گیا کہ اس نماز کے لئے کوئی خاص سورت بھی تم کو یاد ہے انہوں نے کہا ہاں الہاکم التکاثر۔ والعصر۔ قل یا ایہا الکافرون۔ قل ہو اللہ احد ۱۲ ۔

Marfat.com

رکعت میں پچھتر مرتبہ تسبیح کہنا چاہیئے پوری نماز میں تین سو مرتبہ۔ صلوٰۃ تسبیح کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ نیت کرے۔

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ　　میں نے یہ ارادہ کیا کہ چار رکعت نماز

صَلوٰۃَ التَّسْبِیْحِ　　صلوٰۃ التسبیح پڑھوں۔

تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللھم پڑھ کر پندرہ مرتبہ کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پھر اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر الحمد اور سورت پڑھے اس کے بعد دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھے پھر رکوع سے اٹھ کر سمع اللہ لمن حمدہ و ربنا لک الحمد کے بعد دس بار وہی تسبیح پڑھے پھر سجدے میں جائے اور دونوں سجدوں میں سبحان ربی الاعلیٰ کے بعد اور سجدوں کے درمیان میں دس دس مرتبہ وہی تسبیح پڑھے پھر دوسری رکعت میں الحمد سے پہلے پندرہ مرتبہ اور بعد الحمد اور دوسری سورت کے دس مرتبہ اور رکوع اور قومے اور دونوں سجدوں اور ان کے درمیان میں دس دس دفعہ اسی تسبیح کو پڑھے اسی طرح تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی پڑھے۔

ایک دوسری روایت میں اس طرح وارد ہوا ہے کہ سبحانک اللھم کے بعد اس تسبیح کو نہ پڑھے بلکہ بعد الحمد اور سورت کے پندرہ مرتبہ اور دوسرے سجدے کے بعد بیٹھ کر دس مرتبہ اسی طرح دوسری رکعت میں بھی الحمد اور سورت کے بعد دس مرتبہ بعد التحیات کے اور دس مرتبہ اسی طرح تیسری رکعت میں بھی اور چوتھی رکعت میں بعد درود شریف کے دس مرتبہ اور باقی تسبیحیں بدستور پڑھے یہ دونوں طریقے ترمذی میں مذکور ہیں۔ ان دونوں روایتوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے۔ اور بہتر ہے کہ کبھی اس روایت کے موافق عمل کرے اور کبھی اس روایت کے تاکہ دونوں روایتوں پر عمل ہو جائے۔ (شامی)

اس کی تسبیحیں چونکہ ایک خاص عدد کے لحاظ سے پڑھی جاتی ہیں یعنی حالت قیام میں پچیس یا پندرہ مرتبہ اور باقی حالتوں میں دس دس مرتبہ اس لئے اس کی تسبیحوں کے گننے کی ضرورت ہوگی اور اگر خیال ان کی گنتی کی طرف رہے گا تو نماز میں خشوع نہ ہوگا لہٰذا فقہا نے لکھا ہے کہ ان کے گننے کے لئے کوئی علامت مقرر کر دے مثلاً

Marfat.com

جب ایک دفعہ کہہ چکے تو اپنے ہاتھ کی ایک انگلی کو دبا دے پھر دوسری کو اسی طرح تیسری چوتھی پانچویں کو جب چھٹا عدد پورا ہو جائے تو دوسرے ہاتھ کی پانچوں انگلیاں یکے بعد دیگرے اسی طرح دبا دے اس طرح پورے دس عدد ہو جائیں گے اور اگر پندرہ مرتبہ کہنا ہو تو ایک ہاتھ کی انگلیاں ڈھیلی کر کے پھر دبا دے پندرہ عدد پورے ہو جائیں گے انگلیوں کی پوروں پر نہ گننا چاہیئے۔ (شامی)

اگر کوئی شخص صرف اپنے خیال میں عدد یاد رکھ سکے بشرطیکہ پورا خیال اسی طرف نہ ہو جائے تو اور بھی بہتر ہے۔ (شامی)

اگر بھولے سے کسی مقام کی تسبیحیں چھوٹ جائیں تو ان کو اس دوسرے مقام میں ادا کر لے جو پہلے مقام سے ملا ہوا ہو بشرطیکہ یہ دوسرا مقام ایسا نہ ہو جس میں دگنی تسبیحیں پڑھنے سے اس کے بڑھ جانے کا خوف ہو اور اس کا بڑھ جانا پہلے مقام سے منع ہو مثلاً قومے کا رکوع سے بڑھا دینا منع ہے پس رکوع کی چھوٹی ہوئی تکبیریں قومے میں نہ ادا کی جائیں بلکہ پہلے سجدے میں اور اسی طرح دونوں سجدوں کی درمیانی نشست کا سجدوں سے بڑھا دینا منع ہے لہذا پہلے سجدے کی چھوٹی تکبیریں درمیان میں نہ ادا کی جائیں بلکہ دوسرے سجدے میں (شامی)

نمازِ توبہ

جس شخص سے کوئی گناہ صادر ہو جائے اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے اس گناہ کے معاف کرانے کے لئے اللہ تعالےٰ سے دعا کرے۔ (طحطاوی۔ شامی وغیرہ)

حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا کہ کسی مسلمان سے کوئی گناہ ہو جائے اور اس کے بعد فوراً طہارت کر کے دو رکعت نماز پڑھے پھر اللہ تعالےٰ سے مغفرت چاہے اللہ اس کے گناہ بخش دے گا پھر آپ نے بطور سند اس آیت کی تلاوت فرمائی۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً — جب کوئی شخص کسی گناہ میں مبتلا ہو جائے پھر
اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ثُمَّ — اللہ کا ذکر کرے اور اپنے گناہوں کی معافی چاہے

Marfat.com

ذَکَرُوْا اللّٰہَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِھِمْ الآیۃ۔ تو اللہ اس کے گناہ بخش دیتا ہے (چونکہ نماز بھی اللہ تعالیٰ کا ایک عمدہ ذکر ہے اس لئے یہ نماز اس آیت سے سمجھی جاتی ہے)

نماز قتل

جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تاکہ یہی نماز و استغفار دنیا میں اس کا آخری عمل رہے۔ (طحطاوی مراقی الفلاح وغیرہ)

ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے لئے کہیں بھیجا تھا اثنائے راہ میں کفار مکہ نے انہیں گرفتار کیا سوا حضرت خبیبؓ کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کو مکہ میں لے جا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا جب وہ شہید ہونے لگے تو انہوں نے ان لوگوں سے اجازت لے کر دو رکعت نماز پڑھی اسی وقت یہ نماز مستحب ہو گئی۔ (مشکوٰۃ)

نماز تراویح[1]

نماز تراویح رمضان میں سنت[2] مؤکدہ ہے مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی۔ (در مختار)

---

[1] تراویح جمع ترویحہ کی ہے ترویحہ آرام کرنے کو کہتے ہیں چونکہ اس نماز میں پانچ ترویحہ ہوتے ہیں یعنی ہر چار رکعت کے بعد بیٹھ کر آرام کر لیتے ہیں اس لئے اس نماز کو تراویح کہتے ہیں ۱۲

[2] تراویح کی سنت ہونے کا سوا روافض کے اور کوئی منکر فرقہ اسلام میں منکر نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی رمضان شریف میں تین شب جماعت سے تراویح پڑھی جب آپ نے دیکھا کہ لوگوں کی کثرت ہو جاتی ہے تو پھر جماعت سے نہیں پڑھی اور فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں فرض نہ ہو جائے پھر اگر کوئی نہ پڑھے تو ترک فرض کا سخت گناہ اس کے ذمہ ہو گا ۱۲

Marfat.com

جس رات کو رمضان کا چاند دیکھا جائے اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور جب عید کا چاند دیکھا جائے چھوڑ دیا جائے۔

نماز تراویح روزہ کی تابع نہیں ہے جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھ سکیں ان کو بھی تراویح کا پڑھنا سنت ہے اگر نہ پڑھیں گے تو ترک سنت کا گناہ ان پر ہوگا۔ (مراقی الفلاح)

مسافر اور وہ مریض جو روزہ نہ رکھتا ہو اور اسی طرح حیض و نفاس والی عورتیں اگر تراویح کے وقت طاہر ہو جائیں اور اسی طرح وہ کافر جو اس وقت اسلام لائے ان سب کو تراویح پڑھنا سنت ہے اگرچہ ان لوگوں نے روزہ نہیں رکھا (مراقی الفلاح)

نماز تراویح کا وقت بعد نماز عشا کے شروع ہوتا ہے اور صبح کی نماز تک رہتا ہے۔ نماز عشاء سے پہلے اگر تراویح پڑھی جائے تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص عشا کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا اور بعد پڑھ چکنے کے معلوم ہو کہ عشا کی نماز میں کچھ سہو ہو گیا جس کی وجہ سے عشا کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشا کی نماز کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہیئے۔ (در مختار وغیرہ)

وتر کا بعد تراویح کے پڑھنا بہتر ہے اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے (در مختار وغیرہ)

نماز تراویح کا بعد تہائی رات کے نصف شب سے پہلے پڑھنا مستحب ہے اور نصف شب کے بعد بھی ادا ہے۔ (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح)

نماز تراویح کی بیس[1] رکعتیں باجماع صحابہ ثابت ہیں ہر دو رکعت ایک سلام

---

[1] اگرچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے آٹھ رکعت تراویح مسنون ہے۔ اور ایک ضعیف روایت میں ابن عباس سے بیس رکعت بھی۔ مگر حضرت فاروق اعظم نے اپنی خلافت کے زمانہ میں بیس رکعت پڑھنے کا حکم فرمایا اور جماعت قائم کر دی۔ ابی بن کعب کو اس جماعت کا امام کیا اس کے بعد تمام صحابہ کا یہی دستور ہے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما نے بھی اپنی خلافت کے زمانہ میں اس کا انتظام رکھا اور نبی کا ارشاد ہے کہ میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت اپنے اوپر لازم سمجھو اسے اپنے دانتوں سے پکڑو پس بر حقیقت اب اگر کوئی آٹھ رکعت تراویح پڑھے تو وہ مخالف سنت کہا جائے گا نہ موافق سنت ۱۲

Marfat.com

سے بیس رکعتیں دس سلام سے۔ (در مختار۔ بحرالرائق وغیرہ)

نماز تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہیں، ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے۔ اس بیٹھنے کی حالت میں اختیار ہے چاہے نوافل پڑھے چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے چاہے چپ بیٹھا رہے۔ مکہ معظمہ میں لوگ بجائے بیٹھنے کے طواف کیا کرتے ہیں مدینہ منورہ میں چار رکعت نماز پڑھ لیتے ہیں بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ بیٹھنے کی حالت میں یہ تسبیح پڑھے۔

سُبْحَانَ ذِي الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِي لَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوْحِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ (شامی)

پاکی بیان کرتا ہوں پاک اور بادشاہت والے کی پاکی بیان کرتا ہوں میں عزت اور عظمت اور قدرت اور بزرگی اور دبدبے والے کی۔ پاکی بیان کرتا ہوں میں اس بادشاہ کی جو زندہ ہے کبھی نہ مریگا بہت پاک ہے وہ پروردگار ہے۔ فرشتوں اور ارواح کا نہیں کوئی خدا سوا اللہ کے ہم اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں اللہ سے ہم بہشت کا سوال کرتے ہیں اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں ۱۲

اگر عشا کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لئے کہ تراویح عشار کی تابع ہے ہاں جو لوگ جماعت سے عشار کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھ لینا درست ہو جائے گا جس نے عشا کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لئے کہ وہ ان لوگوں کا تابع سمجھا جائے گا جن کی جماعت درست ہے۔ (در مختار۔ شامی وغیرہ)

اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچے کہ عشا کی نماز ہو گئی ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے عشا کی نماز پڑھے پھر تراویح میں شریک ہو اور اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو وتر پڑھنے کے بعد پڑھے۔ (در مختار)

مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے لوگوں کی کاہلی یا سستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہیے ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ پورا قرآن مجید

Marfat.com

پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گزرے اسی قدر پڑھا جائے باقی الم ترکیف سے اخیر تک کی دس سورتیں پڑھ دی جائیں ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔ (در مختار۔ مراقی الفلاح۔ بحر الرائق۔ شامی وغیرہ)

ایک قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تا وقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔

ایک رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ ان کو گراں نہ گزرے اگر گراں گزرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔

تراویح میں کسی سورت[1] کے شروع پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بلند آواز سے پڑھ دینا چاہیے۔ اس لئے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت[2] ہے اگرچہ کسی سورت کا

---

[1] خواہ وہ قل ہو اللہ ہو یا اور کوئی سورت آج کل دستور قل ہو اللہ کے شروع پر بسم اللہ پڑھنے کا ہے اس کی کوئی خصوصیت نہیں یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ کسی اور سورت کے شروع پر بسم اللہ پڑھی جائے تو کافی نہ ہوگی اسی خیال سے حضرت مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی نے لکھا ہے کہ میں نے اس دستور کو چھوڑ دیا کبھی سورۂ بقرہ کے شروع پر بسم اللہ پڑھ دیتا ہوں اور کبھی الم ترکیف کے شروع پر کبھی کسی اور سورت کے شروع میں ۱۲

[2] یہ مذہب حنفیہ کا ہے جن لوگوں کے نزدیک بسم اللہ پوری آیت ہے اور ہر سورت کا جزء ہے ان کے نزدیک ایک سو تیرہ آیتیں بسم اللہ کی ہوں گی سورۂ براءت کے شروع پر بسم اللہ ہونے کا کوئی قائل نہیں اور سورۂ نمل کے درمیان میں بسم اللہ ہوتے کا کوئی منکر نہیں یہ اختلاف اسی بسم اللہ میں ہے جو ہر سورت کے شروع پر قرآن مجید میں لکھی ہوئی ہے حنفیہ کے نزدیک بسم اللہ اور کسی سورت کا جزء نہیں اگرچہ ہر سورت کے شروع پر بسم اللہ نازل ہوتی تھی اور ایک آیت یا سورت کے کئی مرتبہ نازل ہونے سے اس کا کئی آیتیں یا کئی سورتیں ہونا ضروری نہیں مثلاً سورۂ فاتحہ کے دو سورت ہونے کا کوئی قائل نہیں امام شافعیؒ اور قراءِ مکہ اور کوفہ کے نزدیک بسم اللہ ہر سورت کا جزء ہے ان دونوں مذہبوں کے علاوہ اور بھی سات مذہب ہیں جن کی تفصیل حضرت مولانا عبدالحی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے رسالہ شریفہ سے مع دلائل ہر مذہب مع ترجیح معلوم ہو سکتی ہے ۱۲

Marfat.com

جز نہیں پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائے گی تو قرآن مجید کے پورے ہوتے ہیں ایک آیت کی کمی رہ جائے گی اور اگر آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔

تراویح کا رمضان کے پورے مہینہ میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید قبل مہینہ تمام ہونے کے ختم ہو جائے مثلاً پندرہ روز میں پورا قرآن مجید پڑھ دیا جائے تو باقی زمانے میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ صحیح یہ ہے کہ قل ہو اللہ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آج کل دستور ہے مکروہ ہے نماز تراویح اس نیت سے پڑھے۔

نَوَيْتُ اَنْ اُصَلِّيَ رَكْعَتَيْ صَلٰوةِ التَّرَاوِيْحِ سُنَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابِهٖ۔ — میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تراویح پڑھوں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ کی سنت ہے۔

نماز تراویح پڑھنے کا بھی وہی طریقہ ہے جو اور نمازوں میں بیان ہو چکا ہے۔

نماز تراویح کی فضیلت اور اس کا ثواب محتاج بیان نہیں رمضان المبارک کی راتوں میں جو عبادت کی جائے اس کا ثواب احادیث میں بہت وارد ہے ایک صحیح حدیث کا مضمون ہے کہ جو شخص رمضان کی راتوں میں خاص اللہ کے واسطے ثواب سمجھ کر عبادت کرے اس کے اگلے پچھلے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

ل اگرچہ ہمارے فقہاء کے نزدیک قرآن مجید ختم کرتے وقت قل ہو اللہ تین مرتبہ پڑھنا مستحب ہے مگر انہوں نے یہ بھی لکھ دیا ہے کہ یہ حکم اس قرآن مجید کا ہے جو نماز میں نہ پڑھا جائے اس کے علاوہ نماز تراویح صحابہؓ سے بغیر تکرار سورۂ اخلاص مروی ہے لہٰذا اخلاف سنت ہونے کے سبب سے مکروہ ہوگی اسی خیال سے حضرت مولانا عبدالحی صاحب نور اللہ مرقدہٗ نے لکھا ہے کہ میں نے سورۂ اخلاص کا تین مرتبہ پڑھنا چھوڑ دیا ہے اس لئے کہ صحابہ و تابعین وغیرہم سے میرے علم میں منقول نہیں اور ہمارے فقہاء نے بھی اس قرآن مجید میں سورۂ اخلاص کی تکرار کو مکروہ لکھا ہے جو نماز میں پڑھا جاوے واللہ اعلم ۱۲

نمازِ احرام

جو شخص حج کرنا چاہے اس کے لئے حج کا احرام باندھتے وقت دو رکعت نماز پڑھنا سنت ہے۔ (مراقی الفلاح، طحطاوی وغیرہ)
اس[1] نماز کی نیت یوں کی جائے۔

نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْاِحْرَامِ سُنَّۃً لِلنَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ — میں نے ارادہ کیا دو رکعت نمازِ احرام نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت پڑھوں۔

نمازِ کسوف و خسوف[2]

کسوف کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسوف اور خسوف اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں اس سے مقصود بندوں کو خوف دلانا ہے پس جب تم اسے دیکھو تو نماز پڑھو۔

نمازِ کسوف و خسوف پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو اور نوافل کا ہے۔

نمازِ کسوف جماعت سے ادا کی جائے بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

نمازِ کسوف میں وہ سب بڑی بڑی شرطیں معتبر ہیں جو جمعہ کے لئے ہیں سوا خطبہ کے (طحطاوی مراقی الفلاح)

نمازِ کسوف کے لئے اذان یا اقامت نہیں بلکہ اگر لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو تو پکار دیا جائے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

نمازِ کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورۂ بقرہ وغیرہ کا پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر تک ادا کرنا مسنون ہے۔

نماز کے بعد امام کو چاہیئے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین

---

[1] اس نماز کی پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری میں قل ہو اللہ احد حدیث میں وارد ہوئی ہے ۱۲ (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح) [2] کسوف سورج گرہن کو اور خسوف چاند گرہن کو کہتے ہیں ۱۲

Marfat.com

آمین کہیں جب تک گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مصروف رہنا چاہیے ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آجائے تو البتہ دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہیے۔

خسوف کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے مگر اس میں دعا مسنون نہیں اسی طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں یا برف بہت گرے یا پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے گھر میں تنہا پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں ان کے علاوہ بھی جس قدر نوافل کی کثرت کی جائے باعث ثواب و ترقی درجات ہے خصوصاً ان اوقات میں جن کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور ان میں عبادت کرنے کی ترغیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہے مثل رمضان کے اخیر عشرے کی راتوں اور شعبان کی پندرھویں تاریخ کے ان اوقات کی بہت فضیلتیں اور ان میں عبادت کا بہت ثواب احادیث میں وارد ہوا ہے ہم نے اختصار کے خیال سے ان کی تفصیل بیان نہیں کی۔

استسقا[1] کے لئے کوئی خاص نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں ہاں دعا کرنا بیشک ثابت ہے۔ (مراقی الفلاح۔ طحطاوی وغیرہ)

---

[1] استسقا اللہ تعالیٰ سے پانی مانگنے کو کہتے ہیں ۱۲ منہ یہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے صاحبین کا مذہب اس کے خلاف ہے ان کے نزدیک استسقاء کے لئے نماز بھی منقول و مسنون ہے اور وہ جماعت کے بھی قائل ہیں مگر اکثر احادیث میں صرف دعا ہی وارد ہوئی ہے نماز کا ذکر بھی نہیں ہے اور سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے استسقا کے لئے صرف دعا پر اکتفا فرمائی نماز نہیں پڑھی اس سے بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز ثابت ہوتی تو وہ ہرگز اس سنت کو نہ چھوڑتے اور ایسے ہر دل کی مشہور واقعات کا ان کو نہ معلوم ہونا بھی بعید ہے اور (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

اگر کوئی شخص سنت نہ سمجھے اور استسقا کے لئے نماز پڑھے تو جائز ہے مگر یہ جماعت سے نہ پڑھی جائے۔ (مراقی الفلاح۔ درمختار وغیرہ)

جب پانی کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو اس وقت اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرنا مسنون ہے استسقا کے لئے دعا کرنا اس طریقے سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر مع اپنے لڑکوں اور بوڑھوں اور جانوروں کے پا پیادہ جنگل کی طرف جائیں اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لے جائیں پھر جو شخص ان میں بزرگ ہو وہ قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جائے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسانے کی دعا کرے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استسقا کی جو دعائیں منقول ہیں منجملہ ان کے ایک دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اسْقِنَا غَیْثًا مُغِیْثًا نَافِعًا غَیْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَیْرَ اٰجِلٍ اَللّٰھُمَّ اسْقِ عِبَادَکَ وَبَھَائِمَکَ وَانْشُرْ رَحْمَتَکَ وَاَحْیِ بَلَدَکَ الْمَیِّتَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ وَاجْعَلْ مَآ اَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّۃً وَّبَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ۔	اے اللہ برسا دے پانی تکلیف کا دور کرنے والا جو فائدہ دے نقصان نہ کرے جلدی برسے دیر نہ ہو اے اللہ اپنے بندوں اور جانوروں کو پانی پلا دے اور اپنی رحمت کو بھیج اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کر دے اے اللہ تیرے سوا کوئی خدا نہیں تو غنی ہے اور ہم سب فقیر ہیں بھیج ہم پر باران رحمت اور اس سے ہم کو رزق دے اور ہماری زندگی کا سامان کر۱۲

استسقا کی دعا کا عربی زبان میں یا خاص انہیں الفاظ سے ہونا کچھ ضروری نہیں۔

نماز کی قسموں کا بیان ہو چکا صرف چند[1] نمازیں باقی ہیں جن کو ہم آگے بیان کریں گے لہٰذا اب ہم نماز کے فرائض اور واجبات اور سنن اور مستحبات اور مفسدات اور مکروہات لکھتے ہیں جس سے یہ معلوم ہو گا کہ جو طریقہ نماز پڑھنے کا اوپر بیان ہو چکا اس میں کون چیز فرض ہے اور کون واجب اور کون سنت ہے اور کون

(بقیہ صفحہ سابقہ) ان کے سوا اور اصحاب جو اس وقت موجود تھے وہ کب اس امر کو گوارہ کرتے ۱۲ (طحطاوی، مراقی الفلاح) [1] مثل نماز جمعہ اور عیدین اور جنازہ وغیرہ کے ۱۲

Marfat.com

مستحب اور اس طریقے کے کس امر کی رعایت نہ کرنے سے نماز مکروہ ہوجاتی ہے۔

نماز کے فرائض[1]

نماز کے فرائض چھ[2] ہیں ان چھ میں سے پانچ نماز کے رکن ہیں یعنی نماز ان سے مرکب ہے اور وہ نماز کے جز ہیں اور چھٹا یعنی نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا رکن نہیں۔

(۱) قیام (کھڑا ہونا) اتنی دیر تک کھڑا رہنا فرض ہے جس میں اس قدر قرأت کی جاسکے جو فرض ہے۔ (درمختار وغیرہ)

کھڑے ہونے کی حد فقہا نے یہ بیان کی ہے کہ اگر ہاتھ بڑھائے جائیں تو گھٹنوں تک نہ پہنچ سکیں۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

قیام صرف فرض اور واجب نمازوں میں فرض ہے۔ ان کے سوا اور نمازوں میں فرض نہیں۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

صحیح یہ ہے کہ فجر کی سنت میں قیام فرض[3] ہے اس لئے کہ اس تاکید میں کسی کا اختلاف نہیں بلکہ بعض فقہا اس کے وجوب کے قائل ہو گئے ہیں (درمختار وغیرہ)

تراویح میں کھڑا ہونا فرض نہیں اس لئے کہ اس کی تاکید سنت فجر کی برابر نہیں (درمختار وغیرہ)

اس کی قضا جو شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو واجب ہے اور اسی طرح وہ نماز

---

[1] یہاں ان فرائض کا بیان ہے جو نماز کے اندر داخل ہیں اور نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں جو بیان ہوچکیں سب فرض ہیں ۱۲ [2] اس میں اختلاف ہے مگر محقق مذہب یہی ہے جو لکھا گیا مراقی الفلاح میں اس کے خلاف ہے مگر اس کو طحطاوی وغیرہ محققین نے رد کر دیا ہے (طحطاوی — قاضی خاں، شامی وغیرہ)

[3] یعنی فقہا نے تراویح کو سنت فجر پر قیاس کر کے لکھا ہے کہ تراویح میں بھی قیام فرض ہے مگر یہ قیاس صحیح نہیں اس لئے کہ سنت فجر کی تاکید تراویح کی تاکید سے بہت زیادہ ہے ۱۲ (فتاویٰ قاضی خاں۔ شامی وغیرہ)

Marfat.com

جس کی نذر کی گئی ہو مگر فقہا نے اس میں سکوت کیا ہے کہ اس میں قیام[1] فرض ہے یا نہیں احتیاط یہ ہے کہ وہ بھی کھڑے ہو کر پڑھی جائیں۔

جو شخص قیام میں قادر نہ ہو اس پر قیام فرض نہیں۔

اگر کسی کے زخم ہو اور کھڑے ہونے سے اس زخم سے خون آجانے کا احتمال ہو تو اس کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز نہیں اسی طرح اس شخص کو جس کے کھڑے ہونے سے پیشاب آجانے کا خوف ہو یا عورت کو جسم کے کھل جانے کا خوف ہو۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص ایسا کمزور ہو کہ کھڑے ہونے سے اس کو ایک آیت پڑھنے کی بھی طاقت نہ رہے تو اس کو بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

۲۔ قرأت یعنی قرآن مجید کا پڑھنا نماز میں۔ قرآن مجید کی ایک آیت کا پڑھنا فرض ہے خواہ بڑی آیت ہو یا چھوٹی[2] مگر شرط یہ ہے کہ کم از کم دو لفظوں سے مرکب ہو جیسے ثُمَّ نَظَرَ اور اگر ایک ہی لفظ ہو جیسے مُدْهَامَّتَانِ یا ایک حرف ہو جیسے ص۔ ق۔ وغیرہ یا دو حرف ہوں جیسے حٰم وغیرہ یا کئی حرف ہوں جیسے الٓمٓ حٰمٓ عٓسٓقٓ وغیرہ تو ان سب سورتوں میں ایسی ایک آیت کے پڑھنے سے فرض ادا نہ ہوگا۔ (درمختار۔ مراقی الفلاح)

فرض نمازوں کی صرف دو رکعتوں میں قرأت فرض[3] ہے یہ بھی تخصیص نہیں کہ پہلی دو رکعتوں میں قرأت فرض ہے یا پچھلی دو رکعتوں میں یا درمیانی مثلاً مغرب کے وقت

---

[1] مولانا شیخ عبدالحی صاحب نور اللہ مرقدہ نے بھی سعایہ میں اپنی رائے اسی طرف ظاہر کی ہے اور لکھا ہے کہ فقہا کے اشارات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان نمازوں میں بھی قیام فرض ہے ۱۲

[2] یہ مذہب ہمارے امام صاحب کا ہے۔ صاحبینؒ کے نزدیک بڑی ایک آیت اور چھوٹی تین آیتوں کا پڑھنا فرض ہے ان کے نزدیک چھوٹی ایک آیت کے پڑھنے سے فرض ادا نہیں ہوتا۔ (مراقی الفلاح)

[3] دوسری سورت کا فرض و واجب نہ ہونا متفق علیہ ہے کسی کا اختلاف نہیں ہاں سورۂ فاتحہ کے بارے میں علمائے امت کا سخت اختلاف ہے امام شافعیؒ سے صحیح روایت میں منقول ہے کہ مقتدیوں پر سورۂ فاتحہ کا پڑھنا فرض ہے خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ (باقی بر صفحہ آیندہ)

اگر کوئی پہلی اور تیسری رکعت میں قرأت کرے اور دوسری میں نہیں یا دوسری اور تیسری میں کرے پہلی میں نہیں بہر صورت فرض ادا ہو جائے گا۔ (کنز الدقائق، درمختار، مراقی الفلاح) وتر اور نفل نمازوں کی سب رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) آواز کی اور یہی امام احمد کا بھی مذہب ہے امام مالک کے نزدیک فرض نہیں۔ مگر آہستہ آواز کی نماز میں مستحب ہے ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ اور صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ آہستہ آواز اور بلند آواز دونوں قسم کی نمازوں میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا مقتدی پر فرض نہیں بلکہ ہمارے فقہا اس کو مکروہ تحریمی لکھتے ہیں۔ ملا علی قاری نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اور علماء نے اور کتابوں میں لکھا ہے کہ امام محمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ آہستہ آواز کی نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا فرض ہے۔ بلند آواز کی نماز میں نہیں۔ حالانکہ امام محمد کی کتابوں سے صاف ظاہر ہے کہ وہ اس مسئلہ میں امام صاحبؒ کے بالکل موافق ہیں انہوں نے مؤطا میں لکھا ہے "کہ نہیں ہے قرأت امام کے پیچھے نہ بلند آواز کی نماز میں نہ آہستہ آواز کی اسی کے موافق پہنچی ہیں ہم کو بہت سی حدیثیں اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا" اور امام محمدؒ نے خود کتاب الآثار میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ ان مذاہب کے معلوم ہونے سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ سورۂ فاتحہ کے بارے میں حنفیہ دو امر کے قائل ہیں ایک یہ کہ وہ مقتدی پر کسی حال میں فرض نہیں خواہ بلند آواز کی نماز ہو یا آہستہ آواز کی دوسرے یہ کہ اگر پڑھے تو مکروہ تحریمی ہے۔ یہاں ہم صرف فرض نہ ہونے کو ثابت کرتے ہیں مکروہ ہونے کو وہاں بیان کریں گے جہاں نماز کے مکروہات لکھیں گے جو لوگ امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنے کو فرض کہتے ہیں۔ ان کی بڑی دلیل یہ حدیث ہے لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِفَاتِحَۃِ الْکِتَابِ بغیر سورۂ فاتحہ نماز نہیں ہوتی ان کے نزدیک امام کا پڑھنا مقتدی کے حق میں کافی نہیں بلکہ ہر ایک کو حقیقۃً پڑھنا چاہیے ہمارے امام صاحبؒ کے دلائل میں سے ایک حدیث یہ بھی ہے مَنْ کَانَ لَہٗ اِمَامٌ فَقِرَاءَۃُ الْاِمَامِ قِرَاءَۃٌ لَّہٗ۔ جو شخص کسی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو امام کی قرأت سمجھی جائے گی اس حدیث کے صحیح ہونے میں اگرچہ بعض علماء نے کلام کیا ہے مگر ان کا کلام کرنا صحیح نہیں یہ حدیث بہت سندوں سے مروی ہے بعض ان میں سے بالکل صحیح و سالم ہیں کسی کے کلام کی گنجائش نہیں عینی وغیرہ نے اس میں بہت زور دیا ہے اور علامہ وقت مولانا ابو الحسنات نور اللہ مرقدہ نے ان سب کے اقوال (باقی بر صفحہ آئندہ)

مدرک پر قرأت فرض بلکہ واجب بھی نہیں امام کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں سے دو رکعت میں قرأت کرنا فرض ہے بشرطیکہ اس کی کوئی رکعت قرأت والی فوت ہوئی ہو۔

حاصل یہ ہے امام کے ہوتے ہوئے مقتدی کو قرأت کی حاجت نہیں ہاں مسبوق کے لئے اُن گئی ہوئی رکعتوں میں چونکہ امام نہیں ہوتا اس لئے اس کو قرأت کی ضرورت ہوتی ہے۔

۲۔ رکوع ہر رکعت میں ایک مرتبہ رکوع کرنا فرض ہے رکوع کی حد فقہا نے یہ بیان کی ہے کہ اس قدر جھک جائے جس میں دونوں ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ سکیں صرف جھک جانا فرض ہے کچھ دیر تک جھکا ہوا رہنا فرض نہیں۔

اگر کسی کی پیٹھ کو بڑیا بڑھاپے وغیرہ کی وجہ سے جھک گئی ہو اور ہر وقت اس کی

(بقیہ صفحہ سابقہ) کو نہایت عمدہ تحقیق سے سعایہ اور امام الکلام میں لکھا ہے (شکر اللہ سعیہم) اس حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مقتدیوں کو قرأت کرنے کی کچھ ضرورت نہیں نہ سورۂ فاتحہ کی نہ کسی اور سورت کی اور یہ بھی نہیں کہا جا سکتا کہ شاید یہ حدیث بلند آواز کی نماز کے لئے ہو اس لئے کہ یہ ارشاد حضرت کا نماز عصر کے وقت تھا جو آہستہ آواز کی نماز ہے اب ہمارے نزدیک اس پہلی حدیث کا یہ مطلب معلوم ہوتا ہے کہ اگر سورۂ فاتحہ نماز میں نہ پڑھی جائے نہ حقیقتاً نہ حکماً تو نماز نہ ہوگی اور چونکہ جماعت کی نماز میں امام سورۂ فاتحہ پڑھ لیتا ہے اور ابھی حدیث نبویؐ سے ثابت ہوا کہ امام کا پڑھنا بعینہٖ مقتدیوں کا پڑھنا ہے لہٰذا مقتدیوں کی نماز بھی سورۂ فاتحہ سے خالی نہ ہوئی اور جب سورۂ فاتحہ سے خالی نہ ہوئی تو نماز کیوں نہ ہوگی ہاں اگر امام بھی نہ پڑھے تو بیشک نماز نہ ہوگی یہی مطلب اس حدیث کا حضرت جابرؓ سے مروی ہے۔ ترمذی حضرت جابرؓ سے ناقل ہیں انہوں نے فرمایا کہ جو شخص نماز میں سورۂ فاتحہ نہ پڑھے تو اس نے نماز ہی نہیں پڑھی مگر یہ کہ امام کے پیچھے ہو ترمذی یہ لکھ کر امام احمدؒ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا دیکھو جابر ایک مرد ہیں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا کہ اگر تنہا نماز پڑھتا ہو تو یہ حکم ہے امام کے پیچھے نہیں ہم یہاں اسی قدر پر اکتفا کرتے ہیں۔ اگرچہ ابھی مضمون بہت باقی ہے مگر انصاف اور تحقیق کے لئے اسی قدر کافی ہے ۱۲۔

Marfat.com

حالت رکوع کے مشابہ رہتی ہو تو اس کو رکوع میں صرف سر جھکا دینا چاہیئے۔ (مراقی الفلاح)

۴۔ سجدہ۔ ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں ایک سجدہ قرآن مجید سے ثابت ہے اور دوسرا احادیث سے اور اجماع سے۔

سجدے میں ایک گھٹنا اور ایک پیر کی انگلی کا اور پیشانی کا زمین پر رکھنا اور اگر پیشانی نہ رکھ سکتا ہو خواہ کسی پھوڑے وغیرہ کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو بجائے اس کے صرف ناک کا رکھ دینا کافی ہے۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

سجدہ ایسی چیز پر کرنا چاہیئے جو جمی رہے اور پیشانی اس پر ٹک رکھے اور پیشانی زمین پر رکھتے وقت جس قدر زمین سے اونچی ہوا خیر وقت تک اسی قدر اونچی رہے اگر کسی ایسی چیز پر سجدہ کیا جائے جس پر پیشانی نہ جم سکے جیسے روئی کا ڈھیر یا برف کا ٹکڑا وغیرہ تو درست نہیں اس لئے کہ روئی کا ڈھیر سجدہ کرنے سے دب جائے گا اور برف کا ٹکڑا گھل کر اس قدر نہ رہے گا جتنا پہلے تھا اور پیشانی زمین سے اس قدر بلندی نہ رہے گی جتنی رکھتے وقت تھی۔ (مراقی الفلاح)

چارپائی اگر خوب کسی ہو کہ سجدہ کرنے سے اس کی بناوٹ کو بالکل جنبش نہ ہو اور بدستور اپنی حالت پر قائم رہے تو اس پر سجدہ جائز ہے۔

وہ فرش کا تکیہ جس میں روئی وغیرہ بھری ہو اگر سجدہ کرنے سے دبتے ہوں تو ان پر سجدہ جائز نہیں، اور اگر پہلے سے خوب دب چکے ہوں اور اب بالکل نہ دبیں تو ان پر سجدہ جائز ہے۔

سجدے کے مقام کو پیروں کی جگہ سے آدھ گز سے زیادہ اونچا نہ ہونا چاہیئے اگر آدھ گز سے زیادہ اونچے مقام پر سجدہ کیا جائے تو درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی ایسی ہی ضرورت پیش آجائے تو جائز ہے مثلاً جماعت زیادہ ہو اور لوگ اس قدر مل کر کھڑے ہوتے ہوں کہ زمین پر سجدہ ممکن نہ ہو تو نماز پڑھنے والوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ جس شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جائے وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہو جو سجدہ کرنے والا پڑھ رہا ہے۔ (مراقی الفلاح)

اگر کسی ایسے شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جائے جو وہ نماز نہ پڑھتا ہو تو جائز نہیں۔

مثال۔ سجدہ کرنے والا ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور جس کی پیٹھ پر سجدہ ہو وہ ظہر کی

Marfat.com

قضا پڑھنا ہو۔

۵۔ قعدۂ[1] اخیرہ یعنی وہ نشست جو نماز کی آخری رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد ہوتی ہے خواہ اس سے پہلے کوئی اور نشست ہو چکی ہو جیسے ظہر عصر مغرب عشاء وغیرہ کی نمازوں میں یا نہ ہو چکی ہو جیسے فجر جمعہ عیدین وغیرہ کی نمازوں میں۔

اتنی دیر تک بیٹھنا فرض ہے جس میں التحیات پڑھی جا سکے اس سے زیادہ بیٹھنا فرض نہیں۔ (در مختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

۶۔ نماز کو اپنے فعل سے تمام کر دینا[2] یعنی بعد تمام ہو جائے ارکان نماز کے کوئی ایسا فعل کیا جائے جو نماز کے منافی ہو مثلاً السلام علیکم کہہ دے یا قبلہ سے پھر جائے یا اور کوئی بات چیت کرے۔

نماز کے واجبات

۱۔ تکبیر تحریمہ کا خاص اللہ اکبر کے لفظ سے ہونا اگر اس کے ہم معنی کسی لفظ سے مثل اللہ اعظم وغیرہ کے ادا کی جائے تو واجب ترک ہو جائے گا۔

۲۔ بعد تکبیر تحریمہ کے اتنی دیر تک کھڑا رہنا جس میں سورۂ فاتحہ اور دوسری کوئی سورت پڑھی جا سکے۔ (در مختار۔ شامی وغیرہ)

۳۔ سورۂ فاتحہ کا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں

---

[1] بعض فقہا نے لکھا ہے کہ قعدہ اخیرہ نماز کے شرائط سے ہے نماز کا رکن نہیں یعنی نماز کی حقیقت سے خارج ہے قعدہ اخیرہ کے نماز سے خارج ہونے کی وجہ بھی لکھی ہے کہ نماز اللہ تعالیٰ کی تعظیم کے لئے مقرر کی گئی ہے اور بیٹھنے میں کچھ تعظیم نہیں ہاں کھڑے رہنے میں البتہ تعظیم ہے اور اس سے زیادہ سجدوں میں (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح) مگر صحیح اور اکثر فقہا کا یہی قول ہے کہ وہ نماز کا رکن ہے (شرح منیۃ المصلی شامی وغیرہ) نتیجہ اس اختلاف کا یہ ہوگا کہ جن لوگوں کے نزدیک قعدہ اخیرہ شرط ہے رکن نہیں انکے نزدیک اگر قعدہ اخیرہ سوتے کی حالت میں ادا کیا جائے تو نماز ہو جائے گی اور جنکے نزدیک رکن ہے انکے نزدیک نہ ہوگی ۱۲

[2] نماز کو اپنے فعل اختیاری سے تمام کرنا بالاتفاق رکن نہیں اسکے فرض ہونے میں علما کا اختلاف ہے کرخی کے نزدیک فرض نہیں اور بردعی کے نزدیک فرض ہے علامہ شرنبلالی نے ایک رسالہ خاص اسی مسئلہ میں لکھا ہے جس میں بردعی کی تائید ہے اس رسالے سے محقق قول یہی معلوم ہے کہ یہ فرض ہے (رد المختار)

Marfat.com

ایک مرتبہ پڑھنا۔

۴ ۔ ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد کسی دوسری سورت کا پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں یہ دوسری سورت کم سے کم تین آیتوں کی ہونا چاہیئے اگر تین آیتیں پڑھ لی جائیں خواہ کسی سورت کا جزء ہوں یا خود سورت ہوں تو کافی ہے۔

۵ ۔ پہلے سورۂ فاتحہ کا پڑھنا اس کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا اگر کوئی شخص پہلے دوسری سورت پڑھے اور اس کے بعد سورت فاتحہ پڑھے تو واجب ادا نہ ہوگا

۶ ۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا۔ اگر دوسری تیسری یا تیسری چوتھی میں قرأت کی جائے اور پہلی دوسری میں نہ کی جائے تو واجب ادا نہ ہوگا اگرچہ فرض ادا ہو جائے گا۔ (درمختار، مراقی الفلاح)

۷ ۔ رکوع کے بعد اٹھ کر سیدھا[1] کھڑا ہو جانا جس کو فقہا قومہ کہتے ہیں۔

۸ ۔ سجدوں میں پورے دونوں ہاتھ اور گھٹنوں اور دونوں پیروں اور ناک کا زمین پر رکھنا۔ (مراقی الفلاح)

۹ ۔ دوسرے سجدے کا اس کے مابعد سے پہلے ادا کرنا مثلاً اگر کوئی شخص پہلی رکعت میں بغیر دوسرا سجدہ کئے ہوئے کھڑا ہو جائے تو اس کا واجب ترک ہو جائے گا اس لئے کہ اس نے سجدے سے پہلے قیام کر لیا۔ (شامی)

---

[1] رکوع سے اٹھنے کو فقہا نے مسنون لکھا ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ واجب ہے قاضی خاں نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص قومہ کرنا بھول جائے تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہوگا اگر قومہ واجب نہ ہوتا تو سجدہ سہو کیوں لازم آتا سجدہ سہو واجب کے ترک سے ہوتا ہے سنت کے ترک سے نہیں ہوتا ابن ہمام اور امیر حاج نے اس کو واجب لکھا ہے شرح منیہ میں ہے کہ جب کوئی مسئلہ دلیل کے موافق ہو اور کوئی روایت بھی اس کے موافق ہو جائے تو اس کے خلاف کرنا نہ چاہیئے اور روایت وجوب قومہ کی قاضی خاں میں موجود ہے علامہ شامی نے لکھا ہے کہ قومے کا مسنون ہونا مذہب میں مشہور ہے اور اس کے وجوب کی بھی روایت آئی ہے اور وجوب دلیل کے موافق بھی ہے اسی کو کمال الدین ابن ہمام اور ان کے بعد جتنے متاخرین ہوئے سب نے اختیار کیا ہے ۱۲

۱۰ ۔ رکوع اور سجدوں میں اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم وغیرہ یا سبحان ربی الاعلیٰ وغیرہ کہہ سکے۔ (طحطاوی۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

۱۱ ۔ دونوں سجدوں کے درمیان میں اٹھ کر بیٹھنا[1] جس کو فقہا جلسہ کہتے ہیں۔

۱۲ ۔ قومے اور سجدوں کے درمیان اس قدر ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح کہی جا سکے۔ (طحطاوی۔ مراقی الفلاح)

۱۳ ۔ قعدۂ اولیٰ یعنی دونوں[2] سجدوں کے بعد دوسری رکعت میں بیٹھنا اگر نماز دو رکعت سے زیادہ ہو۔

۱۴ ۔ قعدہ اولیٰ میں بقدر التحیات کے بیٹھنا۔

۱۵ ۔ دونوں قعدوں میں ایک مرتبہ التحیات پڑھنا اگر نہ پڑھی جاوے یا ایک مرتبہ سے زیادہ پڑھی جائے تو واجب ترک ہو جائے گا۔

۱۶ ۔ نماز میں اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل کرنا جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے۔ (درمختار، شامی وغیرہ)

مثال۔ ۱۔ سورۂ فاتحہ کے بعد زیادہ سکوت کرنا یہ سکوت دوسری سورت کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔ ۲۔ دو رکوع کرنا دوسرا رکوع سجدے کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔ ۳۔ تین سجدے کرنا تیسرا قیام یا قعود کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا۔ ۴۔ پہلی یا تیسری رکعت کے اخیر میں زیادہ نہ بیٹھنا۔ یہ بیٹھنا دوسری یا چوتھی رکعت کے قیام کی تاخیر کا سبب ہو جائے گا (شامی) ۵۔ دوسری رکعت میں التحیات کے بعد دیر تک بیٹھنا جس میں کوئی رکن مثل رکوع وغیرہ کے ادا ہو سکے۔[3]

۱۷ ۔ نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھنا خواہ کوئی دعا ہو۔

---

[1] دونوں سجدوں کے درمیان میں اٹھ کر بیٹھنے کو اکثر فقہا نے مسنون لکھا ہے مگر محققین اس کے وجوب کے قائل ہیں ابن ہمام وغیرہ کا یہی قول ہے اصول مذہب کے بھی یہی موافق ہے۔ ۱۲ شامی۔

[2] یہ قید اس لئے لگائی ہے کہ اگر نماز دو ہی رکعت کی ہوگی تو بیٹھنا فرض ہوگا اور قعدۂ اولیٰ نہ رہے گا بلکہ اخیر ہو جائے گا ۱۲

[3] اس مسئلہ کی زیادہ تفصیل سجدہ سہو کے بیان میں آئے گی ۱۲

۱۸۔ عیدین کی نماز میں علاوہ معمولی تکبیروں کے چھ تکبیریں کہنا۔
۱۹۔ عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کرتے وقت تکبیر کہنا۔
۲۰۔ امام کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب اور عشار کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضا ہوں یا ادا اور جمعہ اور عیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قرأت کرنا۔ منفرد کو اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے آواز کے بلند ہونے کی فقہا نے یہ حد بیان کی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سن سکے دوسرا نہ سن سکے۔
۲۱۔ امام کو ظہر عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب عشا کی اخیر رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا۔ (قاضی خاں، نہر الفائق وغیرہ)
۲۲۔ جو نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قرأت کرنا جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔ (مراقی الفلاح)
۲۳۔ منفرد اگر فجر مغرب عشار کی قضاؤں میں پڑھے تو ان میں بھی اس کو آہستہ آواز سے قرأت کرنا اگر رات کو قضا پڑھے تو اسے اختیار ہے۔
۲۴۔ اگر کوئی شخص مغرب عشا کی پہلی دوسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو اسے تیسری چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہیئے۔ اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔
۲۵۔ نماز کو اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہہ کر ختم کرنا نہ کسی اور لفظ سے۔[1]
۲۶۔ دو مرتبہ السلام علیکم کہنا۔ (درمختار وغیرہ)

---

[1] امام شافعیؒ کے نزدیک سلام فرض ہے ان کی سند وہ حدیث ہے جس کے الفاظ یہ ہیں وتحلیلہا التسلیم یعنی نماز سے خروج سلام کے ذریعہ سے ہوتا ہے مگر انصاف سے دیکھا جائے تو یہ حدیث فرضیت پر دلالت نہیں کرتی ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مواظبت اس کے ساتھ ملائی جائے تو اس سے سلام کا ضروری ہونا نکلتا ہے مگر نہ فرضیت کے درجے تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب قعدۂ اخیر کر چکے اور اسے حدث ہو جائے تو اس کی نماز ہو گئی ۱۲ (ترمذی۔ ابوداؤد وغیرہ)

Marfat.com

نماز کی سنتیں

۱۔ تکبیر تحریمہ کہتے وقت سر کو نہ جھکانا (مراقی الفلاح) ۲۔ تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے[۱] دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مردوں کو کانوں[۲] تک اور عورتوں کو شانوں تک عذر کی

---

[۱] یہ مذہب ہمارے امام صاحب اور امام محمد کا ہے اور اسی کو صاحب ہدایہ نے لکھا ہے اور ہمارے اکثر مشائخ اسی طرف ہیں اسی وجہ سے صاحب درمختار نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور علامہ محمد بن عابدین نے ردالمحتار میں اسی کو اولیٰ لکھا ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تکبیر کہتے وقت ہاتھ اٹھانا سنت ہے یعنی تکبیر کی ابتدا اور ہاتھ اٹھانے کی ابتدا ساتھ ہی ہو امام طحاوی اور قاضی خاں وغیرہ نے اسی کو اختیار کیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دونوں کیفیتیں مروی ہیں پہلی کیفیت جو ہمارے امام صاحب کا مذہب ہے بخاری ترمذی نسائی ابن ماجہ ابوداؤد میں ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ابوداؤد اور نسائی میں ابن عمرؓ سے بھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے تھے پھر تکبیر کہتے تھے اور دوسری کیفیت جو امام ابو یوسف کا مذہب ہے مسند امام احمد اور بیہقی اور ابوداؤد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ان دونوں کیفیتوں کے علاوہ ایک تیسری کیفیت اور بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے وہ یہ کہ پہلے تکبیر اس کے بعد ہاتھوں کا اٹھانا چنانچہ ابوداؤد کی ایک حدیث سے یہ مضمون صاف طور پر سمجھا جاتا ہے ابن ہمام نے یہ کیفیت بیہقی کی سنن کبریٰ سے اپنی کتاب فتح القدیر میں نقل کی ہے اور لکھا ہے کہ اس کے تمام راوی معتبر ہیں یہ تینوں کیفیتیں نبی صلعم سے ثابت ہیں اس لئے اختیار ہے جس کیفیت پر عمل کیا جائے اختلاف صرف اولیٰ ہونے میں ہے ہمارے نزدیک پہلی کیفیت اولیٰ ہے ابو یوسفؒ کے نزدیک دوسری کیفیت واللہ اعلم ۱۲

[۲] مردوں کو کانوں تک ہاتھ اٹھانا ہمارا مذہب ہے، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مردوں کو بھی شانوں تک دونوں کیفیتیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں اکثر روایات میں کانوں تک اٹھانا منقول ہے (شرح سفرالسعادۃ شیخ دہلوی) وابوداؤد و نسائی و دارقطنی طحاوی مسلم حاکم امام احمد طبرانی اسحٰق ابن راہویہ وغیرہم نے متعدد طریق سے اسی مضمون کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اسی لئے حنفیہ نے اس کیفیت کو اختیار کیا مگر پھر بھی کیفیت ثانیہ کا انکار نہیں ہمارے فقہا نے جو لکھا کہ انگوٹھے کو کانوں کی لو سے مل جانا چاہیئے چنانچہ ہم بھی اوپر لکھ چکے ہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

حالت میں مردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں۔

۳۔ تکبیر تحریمہ کہتے وقت اٹھتے ہوئے ہاتھوں کی ہتھیلیوں اور انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف کرنا۔ (درمختار وغیرہ)

۴۔ ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیوں کو نہ بہت کشادہ کرنا نہ بہت ملانا۔

۵۔ بعد تکبیر تحریمہ کے فوراً ہاتھوں کا باندھ لینا مردوں کو ناف[لہ] کے نیچے عورتوں کو سینے پر۔

۶۔ مردوں کو اس[لہ] طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں اور داہنے

(بقیہ صفحہ سابقہ) وہ صرف اس خیال سے لکھا ہے کہ جس میں ہاتھوں کا کانوں کی برابر اٹھنا یقینی ہو جائے سنت سمجھ کر نہیں لکھا ہے نہ اس کو سنت سمجھنا چاہیے اس لئے کہ کسی حدیث سے یہ مضمون ثابت نہیں ہوتا واللہ اعلم ۱۲ [سلہ] عورتوں کو شانوں تک ہاتھ اٹھانے کا اس لئے حکم دیا گیا کہ اس میں ستر زیادہ رہتا ہے کانوں تک ہاتھ اٹھانے میں سینہ کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہے صحیح یہ ہے کہ عورت خواہ لونڈی ہو یا بی بی سب کو شانوں تک ہاتھ اٹھانا چاہیے ۱۲ (بحر الرائق - درمختار وغیرہ) (صفحہ ہذا) [لہ] سردی کے عذر سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کپڑوں کے اندر ہی سینہ تک ہاتھ اٹھایا ہے ۱۲ (ابوداؤد) [سلہ] اس مسئلہ میں بھی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ مخالف ہیں ان کے نزدیک مردوں کو بھی سینے پر ہاتھ باندھنا چاہیے بعض کوتاہ نظر لوگوں کا خیال ہے کہ حنفیہ کے پاس اس مسئلے میں کوئی نقلی دلیل نہیں حالانکہ ابن ابی شیبہ کے مصنف میں ایک حدیث بذریعہ علقمہ کے وائل ابن حجر سے منقول ہے کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھتے ہوئے دیکھا اس حدیث کے سب راوی معتبر ہیں بعض کا خیال ہے کہ علقمہ سے اور وائل سے ملاقات نہیں ہوئی حالانکہ یہ صحیح نہیں ترمذی کے دیکھنے سے اس خیال کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے علامہ فرنگی محلی نے القول الحازم میں اس بحث کی خوب تنقیح کی ہے ۱۲ [سلہ] عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنے میں چونکہ ستر زیادہ ہے لہذا ان کے حق میں وہی روایت اختیار کی گئی جس پر امام شافعی کا عمل ہے ۱۲ [سلہ] ہمارے فقہا اس کو اس لئے اختیار کرتے ہیں کہ اس میں سب حدیثوں پر عمل ہو جاتا ہے اگر صرف داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ لیا جائے اور کلائی نہ پکڑی جائے تو صرف اس حدیث پر عمل ہوگا جس میں رکھنا منقول ہے اور اگر (باقی بر صفحہ آیندہ)

Marfat.com

انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لیں اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھا دیں اور عورتوں کو اس طرح کہ داہنی ہتھیلی پر رکھ لیں انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑنا ان کے لئے مسنون نہیں۔

۷۔ ہاتھ باندھنے کے بعد فوراً سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنا۔

۸۔ امام اور منفرد کو سبحانک اللہم کے بعد اور مسبوق کو اپنی ان رکعتوں کی پہلی رکعت میں جو امام کے بعد پڑھے بشرطیکہ وہ رکعتیں قرأت کی ہوں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) صرف کلائی پکڑ لی جائے انگلیاں اور ہتھیلی ہتھیلی کی پشت پر نہ رکھی جائیں تو صرف اس حدیث پر عمل ہوگا جس میں بائیں کلائی پکڑنے کا حکم ہے دونوں حدیثوں پر عمل کرنے کی یہی صورت ہے بعض فقہا نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ دونوں حدیثوں پر عمل کرنے کی صورت نہیں ہے اس لئے کہ جس حدیث میں بائیں ہاتھ پر داہنے ہاتھ کے رکھنے کا حکم ہے اس میں پکڑنے کا ذکر بھی نہیں لہذا اس حدیث پر بھی عمل نہ ہوا اور جس حدیث میں داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کے پکڑنے کا ذکر ہے اس میں رکھنے کا ذکر نہیں لہذا اس حدیث پر بھی عمل نہ ہوا بلکہ بلکہ دونوں حدیثوں پر عمل کرنے کی یہ صورت ہے کہ کبھی ایسا کیا جائے کبھی ویسا یعنی کسی وقت کی نماز میں داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا جائے اس طرح کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر ہو اور انگلیاں بائیں گٹے اور کلائی پر پھر اسی وقت کی نماز میں داہنے ہاتھ سے بائیں ہاتھ کی کلائی پکڑ لی جائے ہمارے بعض محققین نے اسی قول کو اختیار کیا ہے، واللہ اعلم ۱۲

(صفحہ ہذا) سلے تکبیر کے بعد فوراً اس خاص ثنا کا پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور ابوداؤد و ترمذی میں حضرت عائشہ رضی کے ذریعہ سے اور سنن ابن ماجہ میں اور نسائی میں ابو سعید خدری کے ذریعہ سے بیہقی میں حضرت جابر رضی کے ذریعہ سے اس کے روایات موجود ہیں اور صحیح مسلم میں حضرت فاروق رضی سے بھی یہی منقول ہے امام ابو یوسف کے نزدیک اِنّی وجہت وجہی للذی فطر السموات والارض حنیفا وما انا من المشرکین ان صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین کا پڑھنا مستحب ہے ۱۲

۹ ۔ ہر رکعت کے شروع میں الحمد للہ سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہنا ۔
۱۰ ۔ امام اور منفرد کو سورۂ فاتحہ ختم ہونے کے بعد آمین کہنا اور قرأت بلند آواز سے ہو تو سب مقتدیوں کو بھی آمین کہنا ۔
۱۱ ۔ آمین[1] کا آہستہ آواز سے کہنا ۔
۱۲ ۔ حالت قیام میں دونوں قدموں کے درمیان میں بقدر چار انگل کے فصل ہونا ۔

---

[1] آمین کا آہستہ کہنا حنفیہ کا مذہب ہے اور ایک روایت میں امام مالکؒ سے بھی یہی منقول ہے اور امام شافعی رح کا بھی اخیر قول یہی ہے مگر احادیث سے دونوں کا ثبوت ہوتا ہے اس لئے بعض محققین نے مثل شاہ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی کے رسالہ مذہب فاروق اعظم میں لکھ دیا ہے کہ کبھی آہستہ آواز سے آمین کہی جائے کبھی بلند آواز سے محقق کمال الدین بن ہمام نے فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھا ہے کہ آمین ایسی آواز سے کہی جائے کہ صرف قریب کا آدمی سن سکے کچھ آہستہ آواز سے بھی رہے اور کچھ بلند بھی آجائے اور اس طریقے سے دونوں حدیثوں پر عمل ہوجائے۔ فی الحقیقت آہستہ آواز اور بلند آواز سے آمین کہتے میں کوئی بہت سخت اختلاف نہیں مگر افسوس اس زمانہ میں جہالت کا ایسا زور ہے کہ آہستہ آمین کہتے والے بلند آواز سے آمین کہنے والوں پر ملامت اور نفرین کرتے ہیں اور ان کو بد دین اور خدا جانے کیسے بڑے بڑے القاب سے یاد کرتے ہیں بلکہ بعض متعصبین ان کو اپنی مسجد سے نکال دیتے ہیں اسی طرح دوسری طرف سے بھی ناجائز اور ناگفتہ امور وقوع میں آتے ہیں گویا ان لوگوں کے نزدیک اب دین اور سنت کا دارومدار آمین آہستہ یا بلند آواز سے کہنے پر رہ گیا ہے میرے نزدیک دونوں فریق کی یہ باتیں نہایت نفرت اور بری نظر سے دیکھنے کے قابل ہیں اور زیادہ تعجب ان لوگوں سے ہے جو اہل علم شمار کئے جاتے ہیں وہ کیسے ان قبیح امور کو جائز رکھتے ہیں اس اخیر زمانہ میں علامہ وقت شیخ ابو الحسنات نور اللہ مرقدہٗ نے بھی اس مسئلہ کو نہایت انصاف اور تحقیق سے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ ان کو اس کی عمدہ جزا دے آمین ۱۲

Marfat.com

۱۳ - فجر اور ظہر کے وقت نمازوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد طوال مفصل[1] کی سورتوں کا پڑھنا اور عصر عشاء کے وقت اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل بشرطیکہ سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو۔ سفر اور ضرورت کی حالت میں جو سورت چاہے پڑھے۔

۱۴ - فجر کے فرض کی پہلی رکعت میں دوسری رکعت کی بہ نسبت لمبی سورت پڑھنا (شامی)

۱۵ - رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا اس طرح کہ تکبیر اور رکوع کی ابتدا ساتھ ہی ہو اور رکوع میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے[2]۔ (منیہ غنیہ وغیرہ)

۱۶ - مردوں کو رکوع میں گھٹنوں کا دونوں ہاتھوں سے پکڑنا اور عورتوں کو صرف گھٹنوں پر ہاتھ رکھ لینا[3]۔ (غنیہ وغیرہ)

۱۷ - مردوں کی انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا اور عورتوں کو ملا کر۔

۱۸ - رکوع کی حالت میں پنڈلیوں کا سیدھا رکھنا۔

۱۹ - مردوں کو رکوع کی حالت میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سرین سب برابر

---

[1] سورۂ حجرات سے سورۂ الم یکن تک طوال مفصل ہیں اور بروج سے لم یکن تک اوساط مفصل ہیں اور لم یکن سے اخیر تک قصار مفصل یہ تعیین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک خط سے جو انہوں نے ابو موسیٰ اشعری کے نام لکھا تھا منقول ہے پس بعض لوگوں کا اس تعیین کو خلاف سنت سمجھنا خطا ہے ۱۲

[2] نبی صلی اللہ علیہ وسلم جھکتے وقت اور اٹھتے وقت تکبیر کہا کرتے تھے (موطا امام مالکؒ) تمام ائمہ کا اس کے سنت ہونے پر اتفاق ہے اور اسی حدیث سے تکبیر کا اس خاص طریقہ سے کہنا بھی معلوم ہوتا ہے ۱۲

[3] نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع کرتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھ لیتے (ابو داؤد) ترمذی حضرت فاروقؓ سے ناقل ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ گھٹنوں کا پکڑنا سنت ہے ابن مسعودؓ کا مذہب اس کے خلاف ہے امام محمد کتاب الآثار میں لکھتے ہیں کہ مجھے امام ابو حنیفہؒ سے خبر ملی ان کو حماد سے ان کو ابراہیم نخعی سے ان کو فاروق اعظم سے کہ وہ اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیتے تھے ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ مجھے حضرت فاروقؓ کا یہ فعل بہت پسند ہے امام محمدؒ کہتے ہیں کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا اور ہم نہیں عمل کرتے اس مسئلہ میں ابن مسعودؓ کے قول پر ۱۲

Marfat.com

ہو جائیں۔ اور عورتوں کو صرف اس قدر جھکنا کہ ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں[۱]۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

۲۰۔ رکوع میں کم سے کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم کہنا۔[۲]

۲۱۔ رکوع میں مردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلو سے جدا رکھنا[۳]۔

۲۲۔ قومے میں امام کو صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اور مقتدی کو صرف رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور منفرد کو دونوں کہنا

۲۳۔ سجدے میں جاتے وقت اللہ اکبر کہنا۔

۲۴۔ سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنوں[۴] کو زمین پر رکھنا پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو اور اٹھتے وقت[۵] پہلے ناک کو اٹھانا پھر پیشانی کو پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو (مراقی الفلاح)

۲۵۔ سجدے کی حالت میں منہ کو دونوں ہاتھوں کے درمیان[۶] میں رکھنا (شرح وقایہ وغیرہ)

---

[۱] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ رکوع کی حالت ایسی برابر ہوتی کہ اگر پانی چھوڑا جاتا تو نہ بہتا۔ (ابن ماجہ) صحیح مسلم میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع کی حالت میں سر کو اٹھا ہوا رکھتے تھے نہ جھکا ہوا بلکہ ایک معتدل حالت میں ۱۲ [۲] نبی صلی اللہ علیہ وسلم رکوع اور سجدے کی حالت میں ہاتھوں کو پہلوؤں سے جدا رکھتے تھے۔ (ترمذی) [۳] ایسا ہی روایت کیا ہے ترمذی ابوداؤد و نسائی وغیرہم نے اپنی کتابوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علقمہ اور اسود کہتے ہیں کہ مجھ کو یاد ہے کہ حضرت فاروقؓ سجدے میں پہلے اپنے گھٹنے رکھتے تھے پھر ہاتھ ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ مجھ کو یاد ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کے گھٹنے زمین پر ہاتھوں سے پہلے پڑتے تھے۔ (طحطاوی)

[۵] یہ ترتیب بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے (سعایہ) ۱۲ [۶] دونوں ہاتھوں کے درمیان میں رکھنا مسلم کی حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے امام شافعیؒ کے نزدیک دونوں ہاتھوں کو شانوں کے برابر رکھنا سنت ہے یہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بخاری کی حدیث میں منقول ہے چونکہ دونوں طریقے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں اس لئے ہمارے محققین کی مثل محقق کمال الدین ابن ہمام اور علامہ حلبی وغیرہما کی یہ رائے ہے کہ دونوں طریقوں پر عمل کیا جائے کبھی اس پر اور درحقیقت یہ رائے بہت اچھی اور عمل میں لانے کے قابل ہے ۱۲

Marfat.com

۲۶ - سجدے کی حالت میں مردوں کو اپنے پیٹ کا زانوؤں سے اور کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ رکھنا اور ہاتھ کی باہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا اور عورتوں کو پیٹ کا زانوؤں سے اور کہنیوں کا پہلو سے ملا ہوا اور ہاتھ کی باہوں کا زمین پر بچھا ہوا رکھنا۔

۲۷ - سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھ کی انگلیوں کا ملا ہوا رکھنا (شرح وقایہ وغیرہ)

۲۸ - سجدے کی حالت میں دونوں پیروں کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف رکھنا۔ (شرح وقایہ)

۲۹ - سجدے کی حالت میں دونوں زانوں کا ملا ہوا رکھنا۔

۳۰ - سجدے میں کم سے کم تین مرتبہ سُبحان ربی الاعلیٰ کہنا۔

ل حضرت میمونہؓ ناقل ہیں کہ سجدے کی حالت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زانو پیٹ سے اس قدر علیحدہ رکھتے تھے کہ بکری کا بچہ چاہتا تو نیچے سے نکل جاتا اس حدیث سے پیٹ کا زانو سے جدا کرنا ثابت ہوتا ہے نبیؐ سجدے کی حالت میں اپنے ہاتھ اس قدر کشادہ رکھتے تھے کہ آپؐ کے بغل کی سپیدی دکھلائی دیتی تھی (ابوداؤد) اس حدیث سے کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ رکھنا ثابت ہوتا ہے نبیؐ نے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو ہاتھوں کی باہیہ کو زمین پر نہ بچھا دیا کرو جیسے کتا بچھا دیتا ہے (ابوداؤد) اس حدیث سے ہاتھ کی باہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا بھی ثابت ہو گیا ۱۲

ے نبیؐ کا گزر دو عورتوں پر ہوا وہ نماز پڑھ رہی تھیں آپؐ نے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو اپنے بعض حصہ جسم کو زمین سے ملا دیا کرو اس لئے کہ عورت اس بارے میں مرد کے حکم میں نہیں ہے (ابوداؤد) ابن عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جب عورت سجدہ کرے تو اپنے پیٹ کو زانو سے ملا دے ۱۲ (کامل ابن عدی) ۳ صحیح ابن حبان میں نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپؐ سجدے کی حالت میں انگلیاں ملائے رکھتے تھے ۱۲ ک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں پیر کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف رکھتے تھے ۱۲ (صحیح بخاری)

۵ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب سجدہ کیا کرو تو دونوں رانیں ملا دیا کرو ۱۲ (ابوداؤد)

Marfat.com

۳۱۔ سجدے سے اٹھتے وقت تکبیر کہتے ہوئے سر کا زمین سے اٹھانا۔
۳۲۔ سجدے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے وقت زمین سے ہاتھوں کو سہارا نہ دینا۔ لہ
۳۳۔ دونوں سجدوں کے درمیان میں اسی خاص کیفیت سے بیٹھنا جس کیفیت سے دونوں سجدوں کے بعد بیٹھنا چاہیئے جس کا بیان آگے آتا ہے۔
۳۴۔ قعدہ اولی اور اخری دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور اس کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف ہو اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہو اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانوں پر ہوں انگلیوں کے سرے قریب گھٹنے ہوں اور عورتوں کو اس طرح کہ اپنے بائیں سرین پر بیٹھیں اور داہنے زانو کو بائیں پر رکھ لیں اور بایاں پیر داہنی طرف نکال دیں اور دونوں ہاتھ بدستور زانوں پر ہوں۔ ۲ہ
۳۵۔ التحیات میں لا الہ کہتے وقت داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر اور چھوٹی انگلی اور اس کے آس پاس کی انگلی بند کر کے کلمہ کی انگلی کا اٹھانا اور الا اللہ کہتے وقت رکھ دینا اور باقی انگلیوں کو اخیر تک بدستور باقی رکھنا۔ ۳ہ

لہ حضرت علی مرتضیٰؓ فرماتے ہیں کہ نماز میں اٹھتے وقت زمین سے ٹیک نہ لگانا سنت ہے۔ (فتح البیان) بحرالرائق میں اسے مستحب لکھا ہے مگر صحیح نہیں ۱۲

۲ہ امام شافعیؒ کے نزدیک قعدہ اخیر میں عورتوں کی طرح بیٹھنا سنت ہے ہماری دلیل میں بہت کثرت سے احادیث ہیں نسائی میں ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ داہنے قدم کو کھڑا رکھنا اور اس کی انگلیوں کو قبلہ رخ رکھنا اور بائیں قدم پر بیٹھنا سنت ہے اسی مضمون کی احادیث مسلم، ابوداؤد، مسند امام احمد وغیرہ میں بھی ہیں ۱۲

۳ہ داہنے ہاتھ کے کلمے کی انگلی کا لا الہ کہتے وقت اٹھانا اور بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنانا اور دو انگلیوں کا بند کر لینا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے اور اس کے سنت ہونے پر تمام مجتہدین کا اتفاق ہے ہم کو اس مقام پر احادیث نقل کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ غالباً کوئی کتاب حدیث کی ثبوت اشارہ و عقد سے (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

(بقیہ صفحہ سابقہ) خالی نہیں ہاں چونکہ بعض نا فہم لوگوں نے حنفیہ پر مخالف حدیث کا الزام لگانے کے لیئے یہ مشہور کر رکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک اشارہ مسنون نہیں بلکہ ناجائز ہے اس لیئے ہم امام صاحب کا مذہب اس بارہ میں نقل کرتے ہیں اس کے بعد چند اقوال کتب فقہ سے نقل کریں گے تاکہ پھر کسی مدعی کو مجال طعنہ زنی نہ رہے نہایہ میں امام محمد رحمۃ اللہ کی کتاب المشیخۃ سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث اشارہ کرنے کی روایت کر کے لکھا ہے کہ ہم بھی ویسا ہی کرتے ہیں جیسا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ کا اور یہی قول ہے ہمارا کہ بند کرے چھوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو اور حلقہ بنالے بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا اور اشارہ کرے کلمہ کی انگلی سے اور انہیں امام محمد نے اپنے موطا میں اشارے کی حدیث روایت کر کے لکھا ہے کہ ہم عمل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل پر اور یہی قول ہے امام ابو حنیفہ کا امام زیلعی تبیین الحقائق میں امام ابو یوسف کی کتاب الامالی سے ناقل ہیں کہ انہوں نے لکھا ہے کہ بند کرے چھوٹی انگلی اور اس کے پاس کی انگلی کو اور حلقہ بنائے بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا اور اشارہ کرے کلمہ کی انگلی سے اور ایسا ہی نقل کیا ہے امام ابو یوسف کے اس قول کو شمنی نے شرح مختصر وقایہ میں اور ہمارے محققین فقہا نے بھی اپنی کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے اگر وہ سب عبارتیں نقل کی جائیں تو اس مقام میں گنجائش نہ ہوگی ہاں ہمارے بعض متاخرین نے اشارے کو منع لکھا ہے اسے ہمارے محققین نے رد کر دیا ہے لہذا کوئی حنفی ان کے قول پر عمل نہیں کر سکتا اور کوئی دوسرے مذہب کا ان کے قول سے ہمیں الزام نہیں دے سکتا۔ ملا علی قاری مکی رسالہ تزئین العبارۃ میں کیدانی کے رد میں لکھتے ہیں کہ یہ انکار کرنا کیدانی کا اشارے کو بہت بڑی خطا اور سنگین جرم ہے اس کا منشا ناواقفی ہے قواعد اصول اور جزئیات منقول سے اور اگر کیدانی کے ساتھ حسن ظن نہ ہوتا اور ان کے کلام کی تاویل نہ کی جاتی تو بیشک ان کا کفر صریح تھا اور ان کا مرتد ہو جانا بجا تھا کیا کسی ایماندار کو جائز ہے کہ حرام کہہ دے اس چیز کو جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوا ایسا کہ قریب متواتر کے ہے اور کیا جائز ہے کہ منع کر دے ایسے کلام کو جسے تمام علما یکے بعد دیگرے کرتے چلے آئے عینی نہایہ شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں اور ایسا ہی اتفاق ہے اشارے کے مسنون ہونے پر ہمارے تینوں اماموں کا اور ان کے متقدمین مقلدین کا (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

۳۶۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں کے بعد ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا[1] (مراقی الفلاح)

(بقیہ صفحہ سابقہ) اور خلاف صرف متاخرین نے کیا ہے سوان کے خلاف کا کچھ اعتبار نہیں۔ یہاں اس قدر کافی ہے اگر کسی کو زیادہ تحقیق اور تفصیل منظور ہو تو اس کو چاہیئے کہ ملا علی قاری کا رسالہ تزئین العبارۃ فی تحسین الاشارۃ اور علامہ ابن عابدین کا رسالہ رفع التردد فی عقد الاصابع عند التشہد دیکھے اور ان کے علاوہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات ترجمہ مشکوٰۃ اور شرح سفر السعادہ میں اور مولانا شیخ ابوالحسنات لکھنوی مرحوم نے سعایہ وغیرہ میں اس مسئلے کو خوب تحقیق سے لکھا ہے اور ابھی حال میں ہمارے ایک مکرم شفیق نے بھی اس مسئلے میں ایک جامع رسالہ تصنیف کیا ہے جس کا نام خیر البشارۃ فی اثبات الاشارہ ہے۔

(ف) امام مالکؒ کے نزدیک انگلی کو اٹھا کر ہلانا بھی سنت ہے ان کی سند ایک حدیث ابوداؤد کی ہے جس میں تحرکہا کا لفظ ہے جس کا ترجمہ یہ ہوا کہ آنحضرتؐ انگلی کو ہلاتے تھے ملا علی قاری نے اپنے رسالہ تزئین العبارۃ میں ایک حدیث ابوداؤد اور نسائی سے نقل کی ہے جس کا یہ مضمون ہے کہ حضرت انگلی کو نہ ہلاتے تھے اس حدیث کے بعد لکھا ہے کہ یہی اکثر علما کا مذہب ہے امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے اور قاعدہ جمع بین الحدیثین سے دیکھو تو پہلی حدیث کا یہ مطلب ہو گا کہ ہلاتے تھے یعنی نیچے سے اوپر کو انگلی اٹھاتے تھے ۱۲

(ف) ہمارے زمانہ کے بعض ناواقف اشارہ ہی نہیں کرتے حالانکہ اشارہ سنت مؤکدہ ہے اس کے ترک سے نماز مکروہ ہو جاتی تھی اور بعض لوگ اشارہ کرتے ہیں مگر انگلیوں کا حلقہ نہیں بناتے حالانکہ اشارہ اسی خاص کیفیت سے مسنون ہے علامہ محمد بن عابدین ردالمحتار میں لکھتے ہیں کہ ہمارے فقہا کے اقوال بصراحت ظاہر کر رہے ہیں کہ اشارہ اسی خاص کیفیت سے مسنون ہے اور وہ انگلیوں کا حلقہ بنانا اور باقی انگلیوں کا بند کر لینا ہے اور یہی علامہ اپنے رسالہ رفع التردد میں لکھتے ہیں کہ بغیر اس کیفیت کے اشارہ کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ۱۲

[1] سورۂ فاتحہ کا ان رکعتوں میں پڑھنا افضل ہے اگر کوئی شخص صرف (باقی برصفحہ آئندہ)

۳۷ ۔ قعدہ اخیرہ میں بعد التحیات کے درود شریف پڑھنا۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

۳۸ ۔ درود شریف کے بعد کسی ایسی دعا کا پڑھنا جو قرآن مجید یا احادیث سے ثابت ہو اگر کوئی ایسی دعا پڑھی جائے جو قرآن مجید یا احادیث سے ثابت نہ ہو تب بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ وہ دعا ایسی چیز کی ہو جس کا طلب کرنا خدا کے سوا کسی سے ممکن نہ ہو۔ بحر الرائق)۔

۳۹ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے وقت داہنے بائیں طرف منہ پھیرنا (مراقی الفلاح)

۴۰ ۔ پہلے داہنے طرف منہ پھیرنا پھر بائیں طرف۔ (مراقی الفلاح)

۴۱ ۔ امام کو سلام بلند آواز سے کہنا۔

۴۲ ۔ دوسرے امام کی آواز کا بہ نسبت پہلے سلام کی آواز کے پست ہونا۔ (مراقی الفلاح)

۴۳ ۔ امام کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی نیت کرنا خواہ وہ مرد ہوں یا عورت لڑکے ہوں یا مخنث اور کراماً کاتبین وغیرہ فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی اور کراماً کاتبین فرشتوں کی اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں اور بائیں طرف ہو تو بائیں سلام میں اور محاذی ہو تو دونوں سلام میں امام کی بھی نیت کرنا۔ (مراقی الفلاح وغیرہ)

(بقیہ صفحہ سابقہ) سبحان اللہ تین مرتبہ کہہ لے یا بقدر تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے تب بھی کچھ حرج نہیں (طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح) اگر کوئی شخص بجائے سورۂ فاتحہ کے کوئی دوسری سورت پڑھے تب بھی جائز ہے بشرطیکہ وہ سورت اتنی بڑی ہو کہ اس کے پڑھنے سے یہ رکعت پہلی دوسری رکعت سے نہ بڑھ جائے ۱۲ ے دو دعائیں نماز کے طریقہ میں بیان کر چکے ہیں دونوں احادیث سے ثابت ہیں ۱۲ ے انسان کے ہمراہ چند فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم سے رہتے ہیں ایک فرشتہ ان میں سے داہنے طرف رہتا ہے اس کا کام یہ ہے کہ جو نیک کام انسان کرتا ہے اسکو لکھ لے اور ایک فرشتہ بائیں طرف رہتا ہے وہ اس بدی کو لکھ لیتا ہے جو انسان سے صادر ہو ان دو کے علاوہ اور بھی فرشتے رہتے ہیں ان کے عدد میں اختلاف ہے بہتر یہ ہے کہ بغیر تعیین عدد کے ان کی نیت کی جائے ان ملائکہ کی تبدیل عصر اور فجر کے وقت ہوتی رہتی ہے۔

اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا يَعْلَمُ عِدَّتَهُمْ اِلَّا اللّٰهُ ۱۲

نماز کے مستحبات

۱۔ تکبیر تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کا آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو[1] اور عورتوں کو ہاتھوں کا نہ نکالنا بلکہ چادر یا دوپٹے وغیرہ میں چھپائے رکھنا۔ (مراقی الفلاح)

۲۔ کھڑے ہونے کی حالت میں اپنی نظر سجدے کے مقام پر جمائے رکھنا اور رکوع میں قدم پر سجدے میں ناک پر بیٹھنے کی حالت میں زانو پر سلام کی حالت میں شانوں پر۔ (درمختار وغیرہ)

۳۔ جہاں تک ممکن ہو کھانسی یا جمائی[2] کو روکنا۔ (درمختار۔ مراقی الفلاح وغیرہ)

۴۔ اگر جمائی آ جائے تو حالت قیام میں داہنے ہاتھ کی پشت ورنہ بائیں کی پشت منہ[3] پر رکھ لینا۔ (درمختار وغیرہ)

۵۔ امام کو قد قامت الصلوٰۃ کے بعد فوراً تکبیر تحریمہ کہنا۔ (درمختار وغیرہ)

۶۔ قعدۂ اولیٰ اور اخیر میں وہی خاص[4] تشہد پڑھنا جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے

---

[1] جن احادیث میں چادر وغیرہ سے ہاتھ نہ نکالنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے وہ حالت عذر کی ہیں چنانچہ ابوداؤد میں وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں جاڑوں کے زمانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے صحابہ کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھوں کو کپڑے سے باہر نہ نکالتے تھے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ یہ ہاتھ نہ نکالنا سردی کے عذر سے تھا ۱۲

[2] جمائی کے روکنے کا ایک عمدہ طریقہ یہ ہے کہ جب جمائی کی آمد معلوم ہو تو اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ انبیاء کو کبھی جمائی نہیں آئی قدوری نے لکھا ہے کہ میں نے بارہا تجربہ کیا اور ٹھیک پایا علامہ شامی کہتے ہیں کہ میں نے بھی اسے آزمایا اور صحیح پایا ۱۲ [3] بعض فقہا کے نزدیک ہر حالت میں داہنے ہاتھ کی پشت سے منہ بند کر لینا چاہیے۔ (درمختار) [4] اس خاص دعا کے پڑھنے کو درمختار وغیرہ میں مسنون لکھا ہے مگر اس سے استحباب ہی معلوم ہوتا ہے سنت مؤکدہ کا مراد ہونا بالکل غیر ظاہر ہے اس لیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی خاص دعا پر مواظبت منقول نہیں اور صحابہ کو بھی آپ نے مختلف دعائیں تعلیم فرمائی تھیں جو منقول ہیں اللھم اھدنی امام حسن رضی اللہ عنہ (باقی برصفحہ آئندہ)

Marfat.com

منقول ہے جس کا بیان اوپر ہو چکا اس میں کمی زیادتی نہ کرنا۔
۷۔ قنوت میں اسی خاص دعا کا پڑھنا جو ہم اوپر لکھ چکے ہیں یعنی اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ کے ساتھ اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ الخ کا بھی پڑھ لینا اولیٰ ہے۔ (شامی وغیرہ)

جماعت کا بیان

چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت مؤکدہ ہے اس لئے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات و سنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوا اور مسائل کے زیادہ اور قابلِ اہتمام ہونے کے سبب سے اس کے لئے علیحدہ عنوان قائم کیا گیا۔

جماعت کم سے کم دو آدمیوں کے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو اور دوسرا متبوع اور تابع اپنی نماز کے صحت و فساد کو امام کی نماز پر محمول کر دے بلا تشبیہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ جب کچھ لوگ کسی بادشاہ کے دربار میں حاضر ہوتے ہیں اور سب کا مطلب ایک ہوتا ہے تو کسی کو اپنی طرف سے وکیل کر دیتے ہیں اس وکیل کی گفتگو ان سب کی گفتگو سمجھی جاتی ہے اور اس کی ہار جیت سے موکلوں کی ہار جیت ہوتی ہے ہاں فرق اس قدر ہے کہ وہاں وکیل کو صرف اپنے موکلوں کا اظہار مقصود منظور ہوتا ہے اور یہاں اپنا مقصود اور مدعا بھی مدنظر رہتا ہے۔

متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں۔

امام کے سوا ایک آدمی کے شریک نماز ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت غلام ہو یا آزاد سمجھ دار ہو یا نابالغ بچہ۔ ہاں جمعہ وغیرہ کی نماز میں کم سے کم امام کے سوا دو آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔ (بحر الرائق۔ در مختار۔ شامی وغیرہ)

جماعت کے ہونے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل نماز بھی دو

(بقیہ صفحہ سابقہ) سے منقول ہے یہ خاص دعا یعنی اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ الخ پہلے قرآن مجید کی دو سورتیں تھیں ابن مسعودؓ وغیرہ نے اسے اپنے مصحف میں لکھ دیا تھا مگر تلاوت اس کی منسوخ ہو گئی ہے ۱۲

Marfat.com

آدمی اسی طرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائے گی خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں یا مقتدی نفل پڑھتا ہو۔ (شامی وغیرہ)

جماعت کی فضیلت اور تاکید

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب ایک جگہ جمع کی جائیں تو بہت کافی حجم کا رسالہ تیار ہو سکتا ہے۔ ان کے دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ حالت مرض میں جب آپ کو خود چلنے کی قوت نہ تھی دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ تارک جماعت پر آپ کو سخت غصہ آتا تھا اور ترک جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپؐ کا جی چاہتا تھا بے شبہہ شریعت محمدیہ میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہیئے تھا نماز جیسی عبادت کی شان بھی اسی کو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو وہ بھی اعلیٰ درجہ پر پہنچا دی جائے ہم اس مقام پر پہلے اس آیت کو لکھ کر جس سے بعض مفسرین و فقہا نے جماعت کو ثابت کیا ہے چند حدیثیں بیان کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ "واركعوا مع الراكعين"۔ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھو۔ یعنی جماعت سے (معالم التنزیل۔ جلالین۔ خازن ابوالسعود۔ مدارک تفسیر کبیر وغیرہ) اس آیت میں حکم صریح جماعت سے نماز پڑھنے کا ہے مگر چونکہ رکوع کے معنی بعض مفسرین نے خضوع کے بھی لکھے ہیں لہذا فرضیت ثابت نہ ہوگی۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ابن عمر رضی اللہ عنہ جماعت کی نماز میں تنہا نماز سے ستائیس درجے زیادہ ثواب روایت کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم وغیرہ)

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تنہا پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ہمراہ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر جماعت زیادہ ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ (ابوداؤد وغیرہ)

سلہ توریت میں لکھا ہے کہ امت محمدیہ کی جماعت میں جتنے آدمی زیادہ ہوں گے (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

۳۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ بنی سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی مکانات سے (چونکہ وہ مسجد نبوی ؐ سے دور تھے) اُٹھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آکر قیام کریں تب ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اپنے قدموں میں جو زمین پر پڑتے تھے ثواب نہیں سمجھتے۔ (صحیح بخاری)
معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دور سے چل کر مسجد میں آئے گا اسی قدر اس کو زیادہ ثواب ملے گا۔

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا وقت نماز کے انتظار میں گذرتا ہے وہ سب نماز میں ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری)

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز عشاء کے وقت میں ان اصحاب سے جو جماعت میں شریک تھے فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ کے سو رہے اور تمہارا وہ وقت جو انتظار میں گزرا سب نماز میں محسوب ہوا۔ (صحیح بخاری)

۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلمی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا بشارت دو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں جماعت کے لئے مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت میں ان کے لئے پوری روشنی ہوگی۔ (ترمذی)

۷۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص عشا کی نماز جماعت سے پڑھ لے اس کو نصف شب کی عبادت کا ثواب ملے گا جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھے گا اسے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ ایک روز آپؐ نے فرمایا کہ بیشک میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلا

(بقیہ صفحہ سابقہ) اسی قدر ہر شخص کو ثواب ملے گا یعنی ہزار آدمی ہوں گے تو ہر شخص کو ہزار نمازوں کا ثواب ملے گا۔ (بحر الرائق)

دوں۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی)

ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں عشا کی نماز میں مشغول ہوتا اور خادموں کو حکم دیتا کہ ان کے گھروں کے مال و اسباب کو مع اس کے جلادیں۔ (مسلم)

عشا کی تخصیص اس حدیث میں اس مصلحت سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور غالباً تمام لوگ اس وقت گھروں میں ہوتے ہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تارکِ جماعت کی سزا آگ میں جلانا ہے اور یہ سخت سزا شریعت میں نہیں آئی مگر ترکِ جماعت اور غنیمت میں خیانت کی (اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ) امام ترمذی اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون ابن مسعود اور ابوالدرداء اور ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ یہ سب لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معزز اصحاب میں ہیں۔

۹ ۔ ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی آبادی یا جنگل میں تین مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو بیشک ان پر شیطان غالب ہو جائے گا پس اے ابوالدرداء جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھ تو دیکھو بھیڑیا (شیطان) اسی بکری (آدمی) کو کھاتا (بہکاتا) ہے جو اپنے گلّے (جماعت) سے الگ ہو گئی ہو۔ (ابوداؤد)

۱۰ ۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جو شخص اذان سن کر جماعت میں نہ آئے اور اسے کوئی عذر بھی نہ ہو تو اس کی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہے قبول نہ ہوگی۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ وہ عذر کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ خوف یا مرض۔ (ابوداؤد) اس حدیث میں خوف یا مرض کی تفصیل نہیں کی گئی بعض احادیث میں کچھ تفصیل بھی ہے۔

۱۱ ۔ حضرت محجن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا کہ اتنے میں اذان ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے لگے اور میں اپنی جگہ پر جا کے بیٹھ گیا حضرت نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا

Marfat.com

اے محجن تم نے جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی کیا تم مسلمان نہیں ہو میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں مسلمان تو ہوں مگر میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسجد میں آؤ اور دیکھو کہ جماعت ہو رہی ہے تو لوگوں کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرو اگرچہ پڑھ چکے ہو۔ (موطا امام مالکؒ نسائی) ذرا اس حدیث کو غور سے دیکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے برگزیدہ صحابی محجن رضی اللہ عنہ کو جماعت سے نماز نہ پڑھنے پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات کہی کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو۔

۱۲ یزید بن اسود رضی اللہ عنہما اپنے والد بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک حج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمرکاب تھے ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے سلام پھیر کر دیکھا کہ دو شخص پیچھے بیٹھے ہوئے تھے اور انہوں نے جماعت سے نماز نہیں پڑھی۔ پس آپؐ نے حکم دیا کہ ان کو میرے سامنے حاضر کرو وہ اس حالت میں لائے گئے کہ ان کے بدن میں لرزہ پڑا ہوا تھا حضرتؐ نے فرمایا کہ تم نے میرے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھی وہ دونوں عرض کرنے لگے کہ یا رسول اللہ ہم اپنے گھروں میں پڑھ چکے تھے آپؐ نے فرمایا کہ اب ایسا مت کرنا جب مسجد میں جماعت ہو تو تم بھی پڑھ لیا کرو اگرچہ گھر میں پڑھ چکے ہو۔ تو دوسری نماز تمہاری نفل ہو جائے گی۔ ترمذی اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہی **مضمون** محجن اور یزید بن عامر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے۔ (جامع ترمذی)

ذرا اللہ تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت کو دیکھئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر حج میں جب بے شمار مجمع ہوگا دو صحابیوں سے یہ فعل صادر کرا دیا کہ جماعت کی سخت تاکید سے لوگ مطلع ہو جائیں اور کسی کو ترک جماعت کی جرأت نہ ہو۔ چند حدیثیں نمونہ کے طور پر ذکر ہو چکیں اب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برگزیدہ اصحاب رضی اللہ عنہم کے اقوال سنیے کہ انہیں جماعت کا کس قدر اہتمام مد نظر تھا اور ترک جماعت کو وہ کیسا سمجھتے تھے اور کیوں نہ سمجھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور ان کی مرضی کا ان سے زیادہ کس کو خیال ہو سکتا ہے۔

۱۔ اسود کہتے ہیں کہ ایک دن ہم حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت

Marfat.com

ہیں حاضر ہیں کہ نماز کی پابندی اور اس کی فضیلت و تاکید کا ذکر نکلا اس پر حضرت عائشہؓ نے تائیداً نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وفات کا قصہ بیان کیا کہ ایک دن نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ سے کہو نماز پڑھا دیں۔ عرض کیا کہ ابو بکر ایک نہایت رقیق القلب آدمی ہیں جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو بے طاقت ہو جائیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے پھر وہی فرمایا پھر وہی جواب دیا گیا تب آپؐ نے فرمایا کہ تم تو ویسی باتیں کرتے ہو جیسے یوسفؑ سے مصر کی عورتیں کرتی تھیں ابو بکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھا دیں خیر حضرت ابو بکرؓ نماز پڑھانے کو نکلے اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض میں کچھ تخفیف معلوم ہوئی تو آپؐ دو آدمیوں کے سہارے سے نکلے میری آنکھوں میں اب تک وہ حالت موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے یعنی اتنی قوت بھی نہ تھی کہ زمین سے پیر اٹھا سکیں وہاں حضرت ابو بکرؓ نماز شروع کر چکے تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور انہیں سے نماز پڑھوائی۔ (بخاری)

۲۔ ایک دن حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا تو ان کے گھر گئے اور ان کی ماں سے پوچھا کہ آج میں نے سلیمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے ہیں اس وجہ سے اس وقت ان کو نیند آ گئی۔ تب حضرت فاروق نے فرمایا کہ مجھے فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ تمام شب عبادت کروں۔ (موطا امام مالکؒ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صبح کی نماز با جماعت پڑھنے میں تہجد سے زیادہ ثواب ہے اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری نماز فجر میں مخل ہو تو ترک اولیٰ ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

۳۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک ہم نے آزما لیا اپنے کو اور صحابہ کو کہ ترک جماعت نہیں کرتا مگر وہ منافق جس کا نفاق کھلا ہوا ہو یا بیمار مگر بیمار بھی تو دو آدمیوں کا سہارا دے کر جماعت کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت کی راہیں بتلائیں اور منجملہ ان کے نماز ہے ان مسجدوں میں جہاں

Marfat.com

اذان ہوتی ہو یعنی جماعت ہوتی ہو۔ دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا جسے خواہش ہو کہ کل (قیامت کے دن) اللہ کے سامنے مسلمان جائے اسے چاہیئے کہ پنج وقتی نمازوں کی پابندی کرے ان مقامات میں جہاں اذان ہوتی ہو (یعنی جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو) بیشک اللہ تعالے نے تمہارے نبی کے لئے ہدایت کے طریقے نکالے ہیں اور یہ نماز بھی انہیں طریقوں میں سے ہے اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو گے جیسے یہ منافق پڑھ لیتے ہیں تو بیشک تم سے چھوٹ جائے گی تمہارے نبی کی سنت اور اگر تم چھوڑ دو گے اپنے پیغمبر کی سنت کو تو بے شبہ گمراہ ہو جاؤ گے اور کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے نماز کے لئے مسجد میں نہیں جاتا مگر یہ کہ اس کے ہر قدم پر ایک ثواب ملتا ہے اور ایک مرتبہ عنایت ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے۔ اور ہم نے دیکھ لیا کہ جماعت سے الگ نہیں رہتا مگر منافق۔ ہم لوگوں کی حالت تو یہ تھی کہ بیماری کی حالت میں دو آدمیوں پر تکیہ لگا کر جماعت کے لئے جاتے تھے اور صف میں کھڑے کر دیئے جاتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

۴۔ ایک مرتبہ ایک شخص مسجد سے اذان کے بعد بے نماز پڑھے ہوئے چلا گیا تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اور ان کے مقدس حکم کو نہ مانا۔ (مسلم)

دیکھو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے تارک جماعت کو کیا کہا کیا کسی مسلمان کو اب بھی بے عذر ترک جماعت کی جرأت ہو سکتی ہے، کیا کسی ایماندار کو حضرت ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی گوارا ہو سکتی ہے۔

۵۔ حضرت ام درداء رضی اللہ عنہا حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ کی بی بی بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ ابو الدرداء میرے پاس اس حال میں آئے کہ نہایت غضب ناک تھے میں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کو کیوں غصہ آیا کہنے لگے اللہ کی قسم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اب کوئی بات نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں یعنی اب اس کو بھی چھوڑنے لگے۔ (صحیح بخاری) یہ وہی ابو الدرداء ہیں جن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خاص طور پر جماعت کی تاکید فرمائی تھی پھر ان کو اس قدر غصہ کیوں نہ آتا ان سے ایک حدیث نماز کی تاکید میں بھی بہت پیارے الفاظ سے منقول ہے

Marfat.com

جیسے ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔
۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے اصحاب سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جو کوئی اذان سن کر جماعت میں نہ جائے اُس کی نماز ہی نہ ہوگی۔ یہ لکھ کر امام ترمذی لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حکم تاکیدی ہے مقصود یہ ہے کہ بے عذر ترک جماعت جائز نہیں۔ (جامع ترمذی)
۷۔ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ جو شخص تمام دن روزے رکھتا ہو اور رات بھر نمازیں پڑھتا ہو مگر جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہوتا ہو اُسے آپ کیا کہتے ہیں فرمایا کہ دوزخ میں جائے گا۔ (ترمذی)
امام ترمذی اس حدیث کا یہ مطلب بیان کرتے ہیں کہ جمعہ اور جماعت کا مرتبہ کم سمجھ کر ترک کرے تب یہ حکم کیا جائے گا لیکن اگر دوزخ میں جانے سے مراد تھوڑے دن کے لئے جانا لیا جائے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔
۸۔ سلف صالحین کا یہ دستور تھا کہ جس کی جماعت ترک ہو جاتی سات دن تک اس کی ماتم پرسی کرتے۔ (احیاء العلوم) صحابہ کے اقوال بھی تھوڑے سے بیان ہو چکے جو درحقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال ہیں اب ذرا علماء امت اور مجتہدین ملت کو دیکھئے کہ ان کا جماعت کی طرف کیا خیال ہے اور ان احادیث کا مطلب انہوں نے کیا سمجھا ہے۔
۱۔ ظاہریہ اور امام احمد کے بعض مقلدین کا مذہب ہے کہ جماعت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی۔
۲۔ امام احمد کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جماعت فرض عین ہے اگرچہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی۔
۳۔ امام شافعی کے بعض مقلدین کا یہ مذہب ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے امام طحاوی جو حنفیہ میں ایک بڑے درجہ کے فقیہ اور محدث ہیں ان کا بھی یہی مذہب ہے۔
۴۔ اکثر محققین حنفیہ کے نزدیک جماعت واجب ہے محقق ابن ہمام اور حلبی اور صاحب بحر الرائق وغیرہم اسی طرف ہیں۔
۵۔ اکثر حنفیہ کے نزدیک جماعت سنت مؤکدہ ہے مگر واجب کے حکم میں ہیں۔ درحقیقت

Marfat.com

حنفیہ کے ان دونوں قولوں میں کچھ مخالفت نہیں جیسا کہ ہم آگے بیان کریں گے
ہمارے فقہاء لکھتے ہیں کہ اگر کسی شہر میں لوگ جماعت چھوڑ دیں اور کہنے سے بھی نہ مانیں تو ان سے لڑنا جائز ہے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

قنیہ وغیرہ میں ہے کہ بے عذر تارک جماعت کو سزا دینا امام وقت پر واجب ہے اور اس کے پڑوسی اگر اس کے اس فعل قبیح پر کچھ نہ بولیں تو گنہگار ہونگے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر مسجد جانے کے لئے اقامت سننے کا انتظار کرے تو گناہ گار ہوگا۔
(بحر الرائق وغیرہ)

بہ اس لئے کہ اگر اقامت سن کر چلا کریں گے تو ایک دو رکعت یا پوری جماعت چلے جانے کا خوف ہے امام محمدؒ سے مروی ہے کہ جمعہ اور جماعت کے لئے تیز قدم جانا درست ہے بشرطیکہ زیادہ تکلیف نہ ہو۔

تارک جماعت ضرور گنہگار ہے اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے بشرطیکہ اس نے بے عذر صرف سہل انگاری سے جماعت چھوڑی۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی شخص دینی مسائل کے پڑھنے پڑھانے میں دن رات مشغول رہتا ہو اور جماعت میں حاضر نہ ہوتا ہو تو معذور نہ سمجھا جائے گا اور اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔
(بحر الرائق وغیرہ)

جماعت کی حکمتیں اور فائدے

علماء نے بہت کچھ بیان کئے ہیں مگر جہاں تک میری قاصر نظر پہنچی ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے بہتر جامع اور لطیف تقریر کسی کی نہیں اگرچہ زیادہ لطف یہی تھا کہ انہی کی پاکیزہ عبارت سے وہ مضامین سنائے جائیں مگر میں خلاصہ اس کا یہاں درج کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔

۱۔ کوئی چیز اس سے زیادہ سودمند نہیں کہ کوئی عبادت رسم عام کر دی جائے یہاں تک کہ وہ عبادت ایک ضروری عادت ہو جائے کہ اس کا چھوڑنا ترک عادت کی طرح ناممکن ہو جائے اور کوئی عبادت نماز سے زیادہ شاندار نہیں کہ اس کے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے۔

Marfat.com

۲۔ مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں جاہل بھی عالم بھی لہذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں اگر کسی سے کچھ غلطی ہو جائے تو دوسرا اسے تعلیم کر دے گویا اللہ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اسے دیکھتے ہیں جو خرابی اس میں ہوتی ہے بتلا دیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہیں پس یہ ایک ذریعہ نماز کی تکمیل کا ہو گا۔

۳۔ جو لوگ بے نمازی ہوں گے ان کا بھی اس سے حال کھل جائے گا اور ان کے وعظ و نصیحت کا موقع ملے گا۔

۴۔ چند مسلمانوں کا مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کے لئے۔

۵۔ اس امت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ اس کا کلمہ بلند اور کلمہ کفر پست ہو اور زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص مسافر اور مقیم چھوٹے بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کے لئے جمع ہوا کریں اور شان و شوکت اسلام کی ظاہر کریں انہیں سب مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کی طرف مصروف ہو گئی اور اس کی ترغیب دی گئی اور اس کے چھوڑنے کی سخت ممانعت کی گئی۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

۶۔ جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی اور ایک دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکے گا جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہو گا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید و فضیلت جا بجا قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم میں بیان فرمائی گئی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ افسوس ہمارے زمانہ میں ترک جماعت کی عام عادت ہو گئی ہے۔ جاہلوں کا کیا ذکر ہم علماء کو اس بلا میں مبتلا دیکھ رہے ہیں۔ افسوس یہ لوگ حدیثیں پڑھتے ہیں اور ان کے معانی سمجھتے ہیں مگر جماعت کی سخت تاکیدیں ان کے پتھر سے زیادہ سخت دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتیں۔ قیامت میں جب قاضی روز جزا کے سامنے سب سے پہلے نماز کے مقدمات پیش ہوں گے اور

Marfat.com

اس کے نہ ادا کرنے والے یا ادا میں کمی کرنے والوں سے باز پرس شروع ہو گی یہ لوگ کیا جواب دیں گے۔

جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں

۱۔ اسلام۔ کافر پر جماعت واجب نہیں۔

۲۔ مرد ہونا۔ عورتوں پر واجب نہیں۔ (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)

۳۔ بالغ ہونا۔ نابالغ بچوں پر جماعت واجب نہیں۔ (بحر الرائق وغیرہ)

۴۔ عاقل ہونا۔ مست۔ بیہوش، دیوانے پر جماعت واجب نہیں۔

۵۔ آزاد ہونا۔ غلام پر جماعت واجب نہیں۔ (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)

۶۔ تمام عذروں سے خالی ہونا۔ ان عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں مگر ادا کرے تو بہتر ہے نہ ادا کرنے میں ثواب جماعت سے محروم رہے گا۔ (شامی)

ترک جماعت کے عذر پندرہ ہیں

۱۔ نماز کے صحیح ہونے کی کسی شرط کا مثل طہارت یا ستر عورت وغیرہ کے نہ پایا جانا۔

۲۔ پانی بہت زور سے برستا ہو۔ ایسی حالت میں امام محمد نے مؤطا میں لکھا ہے اگرچہ نہ جانا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ جماعت سے جا کر نماز پڑھے۔

۳۔ مسجد کے راستے میں سخت کیچڑ ہو۔ امام ابو یوسفؒ نے امام صاحب سے پوچھا کہ کیچڑ وغیرہ کی حالت میں جماعت کے لئے آپ کیا حکم دیتے ہیں فرمایا کہ جماعت کا چھوڑنا مجھے پسند نہیں۔

۴۔ سردی سخت ہو کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے کا یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔

۵۔ مسجد جانے میں مال و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔

۶۔ مسجد جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔

۷۔ مسجد جانے میں کسی قرضخواہ کے ملنے کا اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کے قرض کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور اگر قادر نہ ہو تو وہ ظالم سمجھا

جائے گا اور اس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہوگی۔ (شامی)

۸۔ اندھیری رات ہو کہ راستہ نہ دکھلائی دیتا ہو ایسی حالت میں یہ ضروری نہیں کہ لالٹین وغیرہ ساتھ لے کر جائے۔

۹۔ رات کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔

۱۰۔ کسی مریض کی تیمارداری کرنا ہو کہ اس کے جماعت میں چلے جانے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔

۱۱۔ کھانا تیار ہو یا تیاری کے قریب اور بھوک لگی ہو ایسی کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔

۱۲۔ پیشاب یا پاخانہ معلوم ہوتا ہو۔

۱۳۔ سفر کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی اور قافلہ نکل جائے گا۔ (شامی)

ریل کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ وہاں ایک قافلہ کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں میں ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن میں کئی بار جاتی ہے اگر ایک وقت کی ریل نہ ملی تو دوسرے وقت جا سکتا ہے ہاں اگر ایسا ہی سخت حرج ہوتا ہو تو مضائقہ نہیں ہماری شریعت سے حرج اٹھا دیا گیا ہے۔

۱۴۔ فقہ وغیرہ کے پڑھنے پڑھانے میں ایسا مشغول رہتا ہو کہ بالکل فرصت نہ ملتی ہو بشرطیکہ کبھی کبھی بلا قصد جماعت ترک ہو جاتی ہو۔

۱۵۔ کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو اگرچہ اس کو مسجد تک کوئی پہنچا دینے والا مل سکے یا لنجا ہو یا کوئی پیر کٹا ہوا ہو۔ (بحر الرائق۔ رد المختار وغیرہ)

جماعت کے صحیح ہونے کی شرطیں

۱۔ مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کی اقتدا کی بھی نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دل میں کرنا کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں نیت کا بیان بہ تفصیل اوپر ہو چکا ہے۔

۲۔ امام اور مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا خواہ حقیقۃً متحد ہوں جیسے دونوں ایک ہی مسجد یا ایک ہی گھر میں ہوں یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر

جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اُس پار ہو اور کچھ مقتدی پل کے اِس پار مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگرچہ امام کے اور ان مقتدیوں کے درمیان میں جو پل کے اِس پار ہیں دریا حائل ہے اور اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقۃً متحد نہیں مگر چونکہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوئی ہیں اس لئے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائے گا اور اقتدا صحیح ہو جائے گی۔

اگر مقتدی کسی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر تو درست ہے اس لئے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ دونوں مقام حکماً متحد سمجھے جائیں گے۔

اسی طرح اگر کسی گھر کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائے گی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتدا کرنا جو مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے درست ہے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر مسجد[1] بہت بڑی ہو اور اسی طرح اگر گھر[2] بہت بڑا یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں[3] ہو سکیں تو یہ دونوں مقام جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان میں کوئی نہر ہو جس میں ناؤ وغیرہ چل سکے یا کوئی اتنا بڑا حوض ہو جس کی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی عام رہگذر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں صفیں نہ ہوں تو وہ دونوں متحد نہ سمجھے جائیں گے اور اقتدا درست نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

اسی طرح اگر دو صفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسا رہگذر واقع ہو جائے تو اس صف کی اقتدا درست نہ ہوگی جو ان چیزوں کے اِس پار ہے۔ (ردالمختار وغیرہ)

---

[1] ایک بہت بڑی مسجد کی مثال میں فقہائے شہر خوارزم کی جامع مسجد قدیم کو لکھا ہے جس کے ایک ربع میں چار ہزار ستون تھے ۱۲ (شامی) [2] بہت بڑا گھر وہ ہے جس کا طول چالیس گز ہو ۱۲ (شامی) گز ۲۴ انگل کا۔ [3] امام صاحب اور امام محمد کے نزدیک صف کم سے کم تین آدمیوں سے ہوتی ہے ۱۲ (درمختار وغیرہ)

Marfat.com

پیادے کی اقتدا سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں اس لئے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار ہوں تو درست ہے۔ (ردالمختار وغیرہ)

۳۔ مقتدی اور امام دونوں کی نماز کا متغائر نہ ہونا اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغائر ہوگی تو اقتدا درست نہ ہوگی (مراقی الفلاح۔ درمختار وغیرہ) مثلاً امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل کی ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کی ظہر کی۔ ہاں اگر دونوں کل کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ (شامی)

اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتدا صحیح ہے اس لئے کہ یہ دونوں نمازیں مغائر نہیں مقتدی اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتدا نہ ہوگی اس لئے کہ دونوں نمازیں مغائر ہیں۔ (درمختار وغیرہ)

۴۔ امام کی نماز کا صحیح ہونا اگر امام کی نماز فاسد ہوگی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد ختم ہونے کے مثل اس کے کہ امام کے کپڑوں میں نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ تھی اور بعد نماز ختم ہونے کے یا اثنائے نماز میں معلوم ہوئی یا امام کو وضو نہ تھا اور بعد نماز کے یا اثنائے نماز میں اس کو خیال آیا۔ (درمختار وغیرہ)

امام کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہو گئی ہو اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اپنے تمام مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کر دے تاکہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کر لیں خواہ آدمی کے ذریعہ سے اطلاع کی جائے یا خط کے ذریعہ سے۔ (درمختار۔ ردالمختار وغیرہ)

ف ۔ اگر امام اور مقتدی کا مذہب ایک نہ ہو مثلاً امام شافعی یا مالکی مذہب ہو اور مقتدی حنفی تو اس صورت میں امام کی نماز کا صرف امام کے مذہب کے موافق صحیح ہو جانا کافی نہیں ہے خواہ مقتدی کے مذہب کے موافق بھی صحیح

Marfat.com

ہو یا نہ ہو ہر حال میں بلا کراہت اقتداء درست ہے[1] مثلاً اس امام کے کپڑوں میں

---

[1] اس مسئلہ میں علماء مذہب اربعہ مختلف ہیں اکثر علماء نے خاص اسی مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کئے ہیں اس اختلاف کا رجوع چند اقوال کی طرف ہوتا ہے (۱) جواز اقتدا مطلقاً خواہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے یا نہ کرے (۲) جواز اقتدا بشرطیکہ مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ امام کی نماز مقتدی کے مذہب کے موافق نہیں ہوئی اگرچہ واقع میں ایسا ہی ہو (۳) جواز اقتدا بشرطیکہ امام مقتدی کے مذہب کی رعایت کرے (۴) عدم جواز اقتدا خواہ امام مذہب مقتدی کی رعایت کرے یا نہ کرے (۵) جواز اقتدا مع کراہت تنزیہیہ۔ ان سب اقوال میں پہلا قول نہایت تحقیق اور انصاف پر مبنی ہے شاہ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی اپنے رسالہ انصاف میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحابہ وتابعین وتبع تابعین رضی اللہ عنہم میں مختلف مذہب کے لوگ تھے بعضے بسم اللہ نماز میں پڑھتے تھے بعض نہیں، بعض بسم اللہ بلند آواز سے پڑھتے تھے بعض آہستہ آواز سے بعض نماز فجر میں قنوت کرتے تھے بعض نہیں بعض فصد وغیرہ اور قے وغیرہ سے وضو کرتے تھے بعض نہیں بعض خاص حصے کے چھونے سے وضو کرتے تھے بعض نہیں بعض آگ کی پکی ہوئی چیز سے وضو کرتے تھے بعض نہیں باوجود اس اختلاف کے پھر بھی ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھتے تھے امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد اور امام شافعی وغیرہ ائمہ مدینہ کے پیچھے نماز پڑھتے تھے جو مالکی مذہب کے تھے ہارون رشید نے پچھنے لگوانے کے بعد بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائی اور امام ابویوسف نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی اور اعادہ نہیں کیا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ اگر امام کے بدن سے خون نکلا ہو اور بے وضو کئے ہوئے نماز پڑھائے تو آپ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے یا نہیں کہنے لگے کیا میں امام مالک اور سعید بن مسیب رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز نہ پڑھوں گا ایقاظ النیام میں اس مسئلے کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور اسی قول کو مختار و محقق لکھا ہے اور اسی کے موافق محققین مذہب اربعہ سے تصریحات صریحہ نقل کی ہیں بعض علماء نے مثل صاحب بحرالرائق و درمختار و ملا علی قاری وغیرہم کے اور اسی طرح بعض علماء شافعیہ نے بھی تیسرے قول کو اختیار کیا ہے مگر وہ صحیح نہیں گویا ان لوگوں کے نزدیک حق کا انحصار ایک ہی مذہب میں ہو گیا ہے در حقیقت یہ قول بالکل بے دلیل اور نہایت نفرت کی نظر سے دیکھنے کے قابل اگر اس قول پر عمل کیا جائے تو آپس میں سخت افتراق پڑ جائے گا اور بڑی مشکل پیش آئے گی ۱۲

Marfat.com

ایک درم سے زیادہ منی لگی ہوئی ہو یا منہ بھر قے یا خون نکلنے کے بعد بے وضو کیئے ہوئے نماز پڑھا دے یا وضو میں صرف دو تین بال کے مسح پر اکتفا کرے ان سب صورتوں میں چونکہ امام کی نماز اس کے مذہب کے موافق صحیح ہو جاتی ہے لہذا مقتدی کی نماز بھی صحیح ہو جائے گی۔ ہاں اگر امام کی نماز اس کے مذہب کے موافق صحیح نہ ہو تو مقتدی کی نماز بھی درست[1] نہ ہو گی اگرچہ مقتدی کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ خرابی نہ آئی ہو مثلاً امام شافعی مذہب ہوا اور اس نے اپنے خاص حصے کو چھوا ہو اور اس کے بعد بے وضو کیئے ہوئے نماز پڑھائے یا وضو میں اس نے نیت نہ کی ہو یا نماز میں سورۂ فاتحہ کے شروع پر بسم اللہ نہ پڑھی ہو کہ حنفی مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح نہ ہو گی اگرچہ اس کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ خلل نہیں ہوا۔

یہی حکم غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا ہے یعنی مقلد کی نماز ان کے پیچھے بلا کراہت درست[2] ہے خواہ وہ مقتدی کے مذہب کی رعایت کریں یا نہ کریں۔

---

[1] جن لوگوں نے مخالف مذہب کے پیچھے نماز صحیح ہونے کے لئے مذہب مقتدی کی رعایت شرط کی ہے ان کے نزدیک اس صورت میں مقتدی کی نماز ہو جاتی ہے اس لئے کہ ان صورتوں میں مقتدی کے مذہب کے موافق نماز میں کچھ خرابی نہیں ہوتی اور مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لئے ان کے نزدیک اسی قدر کافی ہے مگر بحر العلوم نے رسائل الارکان میں لکھا ہے کہ ایسی صورت میں میرے نزدیک مقتدی کو بھی اپنی نماز کا اعادہ کر لینا چاہیئے اس لئے جب امام کی نماز نہیں ہوئی تو مقتدی کی نماز جو اس پر موقوف تھی بدرجہ اولیٰ نہ ہو گی اگرچہ فقہا ایسی حالت میں مقتدی کی نماز کی صحت کا فتویٰ دے چکے ہیں ۱۲

[2] ہمارے زمانے کے بعض متعصب مقلدین غیر مقلدین کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے یہانتک کہ اگر کسی امام کو بلند آواز سے آمین کہتے ہوئے سنا یا سینے پر ہاتھ باندھتے ہوئے دیکھا تو اپنی نماز کا اعادہ کر لیتے ہیں میری ناقص فہم میں یہ تعصب نہایت برا ہے اور غالباً کوئی عقلمند بھی جو شریعت کے مقاصد سے واقف ہے اس فعل قبیح کو جس سے امت میں افتراق پیدا ہو جائز نہ رکھے گا ہاں اگر کوئی غیر مقلد ہمارے امام صاحب کو برا کہتا ہو تو وہ ایک مسلمان کی غیبت کرنے سے فاسق ہو جائے گا اس صورت میں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہو گی مگر جائز پھر بھی رہے گی۔ یہ دوسری بات ہے کہ ایسے کم علموں پر تقلید واجب ہے ۱۲

Marfat.com

۵۔ مقتدی کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا برابر کھڑا ہو یا پیچھے۔ اگر مقتدی امام کے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتدا درست نہ ہوگی۔ امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جاوے۔ اگر ایڑی کے آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائے گا اور اقتدا درست ہو جائے گی۔ (در مختار۔ رد المختار وغیرہ)

۶۔ مقتدی کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع قومے سجدوں اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا خواہ امام کو دیکھ کر یا اس کی یا کسی مکبرؔ کی آواز سن کر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر۔ اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتدا صحیح نہ ہوگی اور اگر کوئی حائل مثل پردے یا دیوار وغیرہ ہو۔ مگر امام کے اکثر انتقالات معلوم ہوتے ہوں تو اقتداء درست ہے۔ (در مختار رد المختار وغیرہ)

۷۔ مقتدی کو امام کے حال کا معلوم کرنا کہ وہ مسافر ہے یا مقیم خواہ نماز سے پہلے معلوم ہو جائے یا نماز سے فارغ ہونے کے بعد فوراً یہ اس وقت جب امام چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھ کر ختم کر دے اور شہر یا گاؤں کے اندر ہو۔ اگر شہر یا گاؤں سے باہر ہو تو پھر مقتدی کو امام کے حال کا جاننا شرط نہیں۔ اس لیئے کہ ایسی حالت میں ظاہر یہ ہے کہ وہ مسافر ہوگا اور چار رکعت کو دو رکعت اس نے قصر کر کے پڑھا ہوگا۔ نہ سہو کے سبب کے۔ اسی طرح اگر نماز چار رکعت والی نہ ہو یا پوری رکعتیں پڑھے۔ (در مختار۔ رد المختار وغیرہ)

یہ شرط اس لئے لگائی گئی ہے کہ اگر امام چار رکعت نماز کو دو رکعت پر ختم کر دے اور مقتدی کو اس کے مقیم یا مسافر ہوئے کا علم نہ ہو تو اسے سخت تردد ہوگا کہ امام نے

سلہ جب جماعت زیادہ ہو جاتی ہے اور اس امر کا خیال ہوتا ہے کہ پچھلی صفوں کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہوگا تو کچھ لوگوں کو مقتدیوں میں حکم دیتا ہے کہ وہ تکبیر چلا کر کہیں اس بات کا بیان آگے ہوگا ۱۲

دو رکعت سہو کے سبب سے پڑھی ہیں یا مسافر ہے اور قصر کیا ہے اور یہ تردد طرح طرح کی خرابیاں پیدا کرے گا۔

۸۔ مقتدی کو تمام ارکان میں سوا قرأت کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشرطیکہ اسی رکن کے اخیر تک امام اس کا شریک ہو جائے۔ پہلی صورت کی مثال۔ امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ دوسری صورت کی مثال۔ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جاوے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔ تیسری صورت کی مثال۔ امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اُسے مل جائے۔ (ردالمختار)

اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتدا امام سے پہلے کی جائے اور آخر تک امام اس میں شریک نہ ہو مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے کہ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے ان دونوں صورتوں میں اقتدار درست نہ ہوگی۔

۹۔ مقتدی کا امام سے کم یا برابر ہونا زیادہ نہ ہونا۔ مثال (۱) قیام کرنے والے کی اقتدا قیام سے عاجز کے پیچھے درست ہے[۱] (۲) تیمم کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا۔ وضو اور غسل کرنے والے کی اقتداء درست[۲] ہے۔ اس لئے کہ تیمم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے کوئی کسی سے کم زیادہ نہیں (۳) مسح کرنے والے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونے والے کی اقتدا درست ہے اس لئے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک درجے کی طہارت ہیں کسی کو

---

[۱] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر نماز جو صحابہ کو پڑھائی تھی اس میں آپ بیٹھے ہوئے تھے اور صحابہ کھڑے ہوئے تھے اس سے معلوم ہوا کہ حالت عذر میں قیام نہ کرنا قیام سے کم اور قیام کرنے والوں کی اقتدا ایسے شخص کے پیچھے درست ہے ۱۲ [۲] امام محمدؒ کے نزدیک اس صورت میں اقتدا درست نہیں ان کے نزدیک غسل اور وضو کی طہارت تیمم سے قوی ہے ہاں جنازے کی نماز ان کے نزدیک بھی درست ہے ۱۲ (بحر الرائق)

Marfat.com

کسی پر فوقیت نہیں (۴) معذور[1] کی اقتداء معذور کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں ایک[2] ہی عذر میں مبتلا ہوں مثلاً دونوں کو سلسل البول ہو یا دونوں کو خروج ریح کا مرض ہو (۵) امّی[3] کی اقتدا امی کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہ ہو (۶) عورت یا نابالغ کی اقتدا بالغ مرد کے پیچھے درست ہے (۷) عورت کی اقتدا عورت یا مخنث کے پیچھے درست ہے (۸) نابالغ عورت یا نابالغ مرد کی اقتدا درست ہے (۹) نفل پڑھنے والے کی اقتدا واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھے یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شریک ہو جائے (۱۰) نفل پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے (۱۱) قسم کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نذر کی نماز پڑھنے والے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کہے کہ میں نے بھی اسی چیز کی نذر کی جس کی فلاں شخص نے نذر کی ہے۔

---

[1] معذور سے وہی اصطلاحی معنی مراد ہیں جس کی تشریح جلد اول کے صفحات میں گزر چکی ہے ۱۲ [2] صاحب بحر الرائق وغیرہ کے نزدیک دو عذروں کے ایک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ دونوں کا اثر ایک ہو دونوں میں نجاست حکمیہ یعنی حدث اصغر بھی ہوتا ہے اور نجاست حقیقیہ بھی ہوتی ہے وہاں خروج ریح اور سلسل البول ان کے نزدیک بھی دو عذر ہیں کیونکہ خروج ریح میں صرف نجاست حکمیہ ہوتی ہے اور سلسل البول میں دونوں صاحب در مختار نے بھی اسی مطلب کو اختیار کیا ہے مگر اور کتابوں میں اس کے خلاف ہے ان کے نزدیک عذر کے ایک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ جو عذر ایک کو ہو وہی دوسرے کو ہو اس مطلب کے موافق ہو سلسل البول اور زخم کا بہنا دو عذر ہوں گے نہر الفائق اور کبیری وغیرہ نے اسی مطلب کو اختیار کیا ہے حلبہ میں اسی کو امام صاحبؒ کا مذہب لکھا ہے علامہ ابن عابدین نے رد المختار میں اسی مطلب کو احسن لکھا ہے اور صاحب در مختار پر اعتراض کیا ہے کہ باوجودیکہ وہ اکثر نہر الفائق کی اتباع کیا کرتے ہیں یہاں کیوں اس کو چھوڑ کر بحر الرائق کی تقلید کر لی ۱۲ [3] امی وہ جاہل ہے جسے قرآن مجید کی ایک آیت بھی یاد نہ ہو۔ قاری جو ایسا نہ ہو ۱۲ ؎

حاصل یہ کہ جب مقتدی امام سے کم یا برابر ہوگا تو اقتدا درست ہو جائے گی۔ اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے اور اقتدا درست نہیں۔

(۱) بالغ کی اقتدا خواہ مرد ہو یا عورت نابالغ کے پیچھے (۲) مرد کی اقتدا خواہ بالغ ہو یا نابالغ عورت کے یا مخنث کے پیچھے (۳) مخنث کی مخنث کے پیچھے (۴) جس عورت کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو اس کی اقتدا اسی قسم کی عورت کے پیچھے۔ ان دونوں صورتوں میں مقتدی کا امام سے زیادہ ہونا ظاہر نہیں ہوتا اس لئے یہ شبہہ کیا جاتا ہے کہ جب مقتدی امام سے زیادہ نہیں بلکہ اس کی برابر ہے تو اقتدا کیوں درست نہ ہوگی مگر اس کا جواب یہ ہے کہ پہلی صورت میں جو مخنث امام ہے شاید عورت ہو اور جو مخنث مقتدی ہے شاید مرد ہو اس لئے کہ مخنث میں دونوں احتمال ہوتے ہیں پس مقتدی کے امام سے بڑھ جانے کا خوف ہے اسی طرح دوسری صورت میں جو عورت امام ہے شاید یہ زمانہ اس کے حیض کا ہو اور جو مقتدی ہے اس کی طہارت کا بس اس صورت میں بھی مقتدی کے امام سے بڑھ جانے کا خوف ہے (۵) مخنث کی عورت کے پیچھے اس خیال سے کہ شاید وہ مخنث مرد ہو (۶) ہوش و حواس والے کی اقتدا مجنون مست بےہوش بےعقل کے پیچھے (۷) طاہر کی اقتدا طہارت سے معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جس کو سلس البول وغیرہ کی شکایت ہو (۸) ایک عذر والے کی اقتدا دو عذر والے کے پیچھے مثلاً کسی کو صرف خروج ریح کا مرض ہو وہ ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو خروج ریح اور سلسل البول دو بیماریاں ہوں (۹) ایک عذر والے کی اقتدا دوسرے عذر والے کے پیچھے مثلاً سلسل البول والا ایسے شخص کی اقتدا کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو (۱۰) قاری کی اقتدا امی کے پیچھے (۱۱) امی کے پیچھے پیچھے بحالیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو۔ اس صورت میں امام کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ ممکن تھا کہ وہ اس قاری کو امام کر دیتا اور اس کی قرأت سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہو جاتی۔

۱؎ حیض کا زمانہ یاد نہ ہونے کی صورت اور اس کا حکم بہت تفصیل سے جلد اول کے صفحہ (۱۲۵) میں بیان ہو چکا ہے ۱۲ ۲؎ صاحب بحرالرائق وغیرہ کے نزدیک ایسی صورت میں اقتدا درست ہے اس لئے کہ ان کے نزدیک علاوہ کے دو ہونے کا اور یہی مطلب ہے جو (۹۴) صفحہ کے حاشیہ میں بیان ہو چکا ہے ۱۲

Marfat.com

اور جب امام کی نماز فاسد ہو گئی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ جن میں وہ امی بھی ہے (۱۲) امی کی اقتدا گونگے کے پیچھے اس لئے کہ امی اگرچہ بالفعل قرأت نہیں کر سکتا مگر قادر تو ہے گونگے میں تو یہ بھی نہیں (۱۳) جس شخص کا جسم عورت چھپا ہوا ہو اس کی اقتدا برہنہ کے پیچھے (۱۴) رکوع سجود کرنے والے کی اقتدا ان دونوں سے عاجز کے پیچھے۔ اگر کوئی شخص صرف سجدہ سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتدا درست نہیں (۱۵) فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے (۱۶) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے۔

(۱۷) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتدا قسم کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں آج چار رکعت پڑھوں گا اور کسی نے نذر کی تو وہ نذر کرنے والا اگر اس کے پیچھے نماز پڑھے تو درست نہ ہو گی اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے اور قسم کی نفل قسم کی نماز میں اختیار ہے چاہے نماز پڑھ کے اپنی قسم پوری کرے یا کفارہ دیدے نماز نہ پڑھے (۱۸) جس شخص سے صاف حروف نہ ادا ہو سکتے ہوں مثلاً شین کو تے یا زے کو غین پڑھتا ہو یا اور کسی حرف میں ایسا ہی تبدیل تغیر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں ہاں اگر پوری قرأت میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتدا صحیح ہو جائے گی۔ (در مختار۔ رد المحتار وغیرہ)

(۱۰) امام کا واجب الانفراد نہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جس کا منفرد رہنا ضروری ہے جیسے مسبوق امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کا تنہا پڑھنا ضروری ہے پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی اقتدا کرے تو درست نہ ہو گی۔ (در مختار وغیرہ)

(۱۱) امام کو کسی کا مقتدی نہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا جو خود کسی کا مقتدی ہو خواہ حقیقۃً جیسے مدرک یا حکماً جیسے لاحق۔ لاحق اپنی ان رکعتوں میں جو امام کے ساتھ اس کو نہیں ملیں مقتدی کا حکم رکھتا ہے لہذا اگر کوئی شخص کسی مدرک یا لاحق کی اقتدا کرے تو درست نہیں اسی طرح مسبوق اگر اس کی یا لاحق مسبوق کی اقتدا کرے تب بھی درست نہیں۔ (رد المحتار)

یہ گیارہ شرطیں جو ہم نے جماعت کے صحیح ہونے کی بیان کیں اگر ان میں سے

Marfat.com

کوئی شرط کسی مقتدی میں نہ پائی جائے گی تو اس کی اقتداء صحیح نہ ہوگی۔
جب کسی مقتدی کی اقتدا نہ صحیح ہوگی تو اس کی وہ نماز بھی نہ ہوگی جس کو اس نے بحالت اقتدا ادا کیا ہے۔ (در مختار وغیرہ)

جماعت کے احکام

جماعت شرط ہے۔ جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں (بحر الرائق۔ در مختار وغیرہ)
جماعت واجب[1] ہے۔ پنج وقتی نمازوں میں خواہ گھر[2] میں پڑھی جائیں یا مسجد میں بشرطیکہ کوئی معذور نہ ہو۔ اور ترک جماعت کے عذر چندرہ ہیں جو اوپر بیان ہو چکے۔
جماعت سنت مؤکدہ۔ نماز تراویح میں اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ

---

[1] جماعت میں بظاہر ہمارے فقہائے کے دو قول معلوم ہوتے ہیں بعض کتابوں میں سنت مؤکدہ لکھا ہے بعض میں واجب اور اسی وجوب کو مذہب راجح اور اکثر محققین کا مذہب بیان کیا گیا (بحر الرائق۔ در مختار وغیرہ) مگر محقق ابن ہمام لکھتے ہیں کہ جن کتب میں اس کو سنت لکھا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جماعت کا ثبوت سنت یعنی حدیث سے ہے نہ یہ کہ خود جماعت سنت ہے اس لئے کہ تمام مشائخ حنفیہ کا وجوب جماعت پر اتفاق ہے وجوب کے جو لوگ قائل ہیں ان کی دلیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت مواظبت ہے اور تارک جماعت پر سخت سے سخت وعید مثل آگ میں جلا دینے کے جو صحیح احادیث میں مذکور ہے اور وہ احادیث اوپر نقل ہو چکیں ان احادیث میں ان لوگوں کو تارک جماعت کے عنوان سے یاد کر کے اس سزا کا اظہار کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس سزا کا استحقاق ان ترک جماعت کے سبب سے ہوا نہ کسی اور وصف کے سبب۔ سے متاخرین میں جو لوگ جماعت کے سنت ہونے کے قائل ہیں ان کے شبہات اور ان کا جواب فتح الباری میں بتفصیل موجود ہے ۱۲

[2] بعض علماء کے نزدیک گھر میں جماعت کرنا بدعت ہے یہ لوگ وہی ہیں جن کے نزدیک اذان کا جواب قدم سے دینا واجب ہے مگر اوپر ہم لکھ چکے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ اذان کا جواب زبان سے دینا واجب ہے لہذا گھر میں بھی جماعت کر لینا جائز ہے ہاں مسجد میں ثواب زیادہ ملے گا ۱۲ (بحر الرائق منحۃ الخالق)

Marfat.com

ہو چکا ہو اور نماز کسوف کے لیئے بھی۔ (بحر الرائق وغیرہ)

جماعت مستحب ہے۔ رمضان کی وتر میں[1]۔

جماعت مکروہ تنزیہی ہے۔ سوا رمضان کے اور کسی زمانہ کی وتر میں۔ (بحر الرائق۔ منحۃ الخالق) اس کے مکروہ ہونے میں یہ شرط ہے کہ مواظبت کی جائے اور اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین[2] آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں۔ (شامی)

جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ نماز خسوف میں۔ اور تمام نوافل میں بشرطیکہ اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان و اقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقے سے لوگوں کو جمع کر کے ہاں اگر بے اذان و اقامت کے اور بے بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

ایسا ہی مکروہ تحریمی ہے۔ ہر فرض کی دوسری جماعت مسجد میں ان چار شرطوں سے۔

۱۔ مسجد محلے کی ہو عام رہگذر پر نہ ہو۔

۲۔ پہلی جماعت بلند آواز سے اذان و اقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو۔

۳۔ پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں رہتے ہیں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہو۔

۴۔ دوسری جماعت ایسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے۔

اگر دوسری جماعت مسجد میں نہ ادا کی جائے بلکہ گھر میں مکروہ[3] نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی

---

[1] بعض علماء کے نزدیک رمضان کی وتر میں جماعت مستحب نہیں ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے ابن ہمام کے نزدیک تراویح کی طرح اس میں بھی جماعت سنت مؤکدہ ہے مگر شرح حلبیہ میں ہے کہ اس کی سنیت تراویح کی سنیت کے مثل نہیں ہے ۱۲

[2] دو تین کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ تین سے زیادہ آدمیوں کی جماعت کے مکروہ نہ ہونے میں اختلاف ہے تین تک بالاتفاق مکروہ نہیں ۱۲ (بحر الرائق وغیرہ)

[3] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم بعد جماعت ہو جانے کے گھر میں جماعت کرتے تھے اس کے مکروہ نہ ہونے میں کسی کو اختلاف نہیں ۱۲

Marfat.com

شرطاں چار شرطوں میں سے نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام رہگزر پر ہو محلے کی نہ ہو تو اس اس میں دوسری بلکہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں ۔ یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر نہ پڑھی گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں ۔ یا پہلی جماعت اس ہئیت سے نہ ادا کی جائے جس ہئیت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہئیت بدل جائے گی

۵ا جس مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہو اور جماعت کا وقت معین اور لوگوں کو معلوم ہو اس مسجد کو محلے کی مسجد کہتے ہیں (شامی) اگر امام اور مؤذن مقرر نہ ہو یا جماعت کا وقت معین اور معلوم نہ ہو تو وہ رہگزر کی مسجد ہے محلے کی نہیں ۱۲

۵۲ اگرچہ ظاہر الروایت میں حنفیہ کے نزدیک دوسری جماعت کی کراہت منقول ہے اور اسی بنا پر بعض علما اس صورت میں بھی دوسری جماعت کو مکروہ کہتے ہیں مگر قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ کے نزدیک اگر ہئیت بدل دی جائے تو مکروہ نہیں اور انہیں کے قول پر فتویٰ ہے علامہ ابن عابدین نے ردالمحتار میں اس کو بہت بسط سے لکھا ہے احادیث سے بھی دوسری جماعت کا جواز نکلتا ہے ۔ ترمذی اور ابوداؤد میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو تنہا نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ کون ہے جو اس کے ساتھ احسان کرے اور اس کے ساتھ نماز پڑھ لے یعنی اس کو جماعت کا ثواب دلا دے پس ایک شخص کھڑے ہو گئے اور انہوں نے اس کے ساتھ نماز پڑھ لی بعض روایت میں ہے کہ وہ شخص جو اس کے ساتھ نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے امیر المومنین ابوبکر صدیقؓ تھے اور نیز صحیح بخاری میں بطور تعلیق کے مذکور ہے کہ انس رضی اللہ عنہ بنی رفاعہ کی مسجد میں آئے اور وہاں نماز ہو چکی تھی انہوں نے وہاں پھر اذان و اقامت کے ساتھ دوسری جماعت ادا کی بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اگر دوسری جماعت کی اجازت دی جائے گی تو پہلی جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہے حالانکہ یہ امر جب لازم ہو گا کہ دوسری جماعت بطور التزام کے قائم کر دی جائے اور جب بطور التزام کے ایک ہی جماعت مقرر ہے اور اتفاقاً کبھی کچھ لوگ اس میں نہ ہوئے تو ان کے جماعت کرنے سے یہ امر لازم نہیں آتا علاوہ اس کے جب پہلی جماعت کے برابر دوسری جماعت کا ثواب نہیں رکھا گیا تو طالبان ثواب کسی طرح پہلی جماعت میں کمی نہ کریں گے ورنہ یوں تو لوگ جماعت نہیں کرتے اس کا کیا علاج واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

اور یہ جماعت مکروہ نہ ہوگی۔ (رد المختار)

حرمین شریفین کی مسجدیں عام رہگزر کی مسجد کا حکم رکھتی ہیں اس لئے کہ انکی جماعت کا وقت معین اور معلوم نہیں لہذا ان میں جماعت مکروہ نہیں۔ (رد المختار)

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

۱۔ مقتدیوں کو چاہیئے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جس میں اوصاف زیادہ ہوں اس کو امام بنائیں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جن میں امامت کی لیاقت ہو تو غلبہ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اس کو امام بناویں اور اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے لائق ہے کسی نالائق کو امام کر دیں گے تو ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہوں گے سب سے زیادہ استحقاق امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہراً اس میں کوئی فسق وغیرہ نہ ہو اور جس قدر قرات مسنون ہے اسے یاد ہو پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی عمدہ آواز سے اور قرآت کے قواعد کے موافق۔ پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔ پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ عمر رکھتا ہو۔ پھر وہ شخص سب میں زیادہ خلیق ہو۔ پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خوبصورت ہو۔ پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو۔ پھر وہ شخص جس کا سر سب سے زیادہ بڑا ہو۔ پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے۔ پھر وہ شخص جو اصلی آزاد ہو۔ پھر وہ شخص جس نے حدث اصغر سے تیمم کیا ہو بہ نسبت اس کے جس نے حدث اکبر سے تیمم کیا ہو جس شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو قرآن مجید نہ اچھا پڑھتا ہو۔

۲۔ اگر کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کے لئے زیادہ مستحق ہے اس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بنادے ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر انہیں کو استحقاق ہوگا۔ (در مختار۔ شامی وغیرہ)

Marfat.com

جس مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنا دے تو پھر مضائقہ نہیں۔
قاضی یا بادشاہ کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

۳۔ بے رضامندی قوم کے امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جاتے ہوں تو پھر اس کے اوپر کچھ کراہت نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

۴۔ فاسق[1] اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر خدانخواستہ سوا ایسے لوگوں کے کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ (درمختار، شامی وغیرہ)

۵۔ غلام کا اگرچہ آزاد شدہ ہو اور گنوار یعنی گاؤں کے رہنے والے کا اور نابینا کا یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور ولدالزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم و فضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا ناگوار نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں اسی طرح کسی ایسے حسین نوجوان کو امام بنانا جس کی ڈاڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے
اگر ایسا کوئی مرض ہو جس سے لوگوں کو نفرت ہوتی ہے مثل سپید داغ۔ جذام وغیرہ کے تو اس کا امام بنانا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

---

[1] فاسق وہ شخص ہے جو ممنوعات شرعیہ کا مرتکب ہوتا ہو مثل شراب خوار، چغلخور، غیبت کرنے والے وغیرہ کے بدعتی وہ جو ایسا فعل عبادت سمجھ کے کرے جس کی اصل شریعت میں نہ ہو نہ قرآن مجید سے اس کا ثبوت ہو نہ احادیث سے نہ قیاس سے نہ اجماع سے فاسق اور بدعتی میں فرق یہ ہے کہ فاسق گناہ کو گناہ سمجھ کر کرتا ہے اور بدعتی گناہ کو عبادت سمجھ کر کرتا ہے لہذا بدعتی کا مرتبہ فاسق سے بھی بدتر ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے میں زیادہ کراہت ہے ۱۲ [2] ان لوگوں کا امام بنانا اس لئے مکروہ ہے کہ اکثر غلام اور گنوار اور ولدالزنا کو علم دین حاصل کرنے کا موقع نہیں ملتا غلام کو اپنے آقا کی خدمت سے فرصت نہیں ملتی گنوار کو دیہات میں کوئی ذی علم نہیں ملتا ولدالزنا کا کوئی تربیت کرنے والا نہیں ہوتا علاوہ اس کے ان لوگوں کی امامت سے بعض لوگوں کو طبعی تنفر بھی ہوتا ہے واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

۶۔ نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے۔ ہاں سنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدی کو ہاتھوں کا اٹھانا ضروری نہیں اس لئے کہ ہاتھوں کا اٹھانا ان کے نزدیک بھی سنت ہے اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی مذہب قنوت پڑھے گا تو حنفی مقتدیوں کو ضروری نہیں۔ ہاں وتر میں البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے لہذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق رکوع کے بعد پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی رکوع کے بعد پڑھنا چاہیئے۔ (ردالمختار وغیرہ)

۷۔ امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی[1] ہے بلکہ امام کو چاہیئے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت[2] ہو اس کی رعایت کر کے قرأت وغیرہ کرے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قراءت کرنا بہتر ہے تاکہ لوگوں کا حرج نہ ہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔

۸۔ اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا نابالغ لڑکا تو اس کو امام کے داہنے جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہیئے اگر بائیں جانب یا امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

۹۔ اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہیئے اگر امام کے داہنے بائیں جانب کھڑے ہوں اور دو ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اس لئے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی

---

[1] حدیث میں آیا ہے کہ امام کو تخفیف اور آسانی کرنا چاہیئے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت ڈانٹا کہ وہ کیوں نماز میں بڑی بڑی سورتیں پڑھتے ہیں جس سے ان کی قوم کو تکلیف ہوتی ہے ۱۲

[2] ایک مرتبہ ایک بچہ کے رونے کی آواز سن کر آنحضرت صلعم نے فجر کی نماز میں صرف قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پر اکتفا کی تھی کیونکہ ماں اسکی نماز میں تھی ۱۲

ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔ (درمختار، شامی)

۱۰۔ اگر نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہوا اس کے بعد اور مقتدی آگئے تو پہلے مقتدی کو چاہیئے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی مل کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہیئے کہ اس کو کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہیئے کہ خود آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام ہی کو چاہیئے کہ آگے بڑھ جائے۔

۱۱۔ اگر مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اس کو چاہیئے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔

۱۲۔ اگر مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد کچھ عورتیں کچھ مخنث کچھ نابالغ تو امام کو چاہیئے کہ اس ترتیب سے ان کی صفیں قائم کرے پہلے مردوں کی صفیں پھر نابالغ لڑکوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی پھر بالغ مخنثوں کی پھر نابالغ مخنثوں کی پھر بالغ عورتوں کی۔

۱۳۔ امام کو چاہیئے کہ صفیں سیدھی کرلے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے کھڑے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑے ہونے کا حکم دے صف میں ایک دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہیئے۔ درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہیئے مگر مخنثوں کی صف میں البتہ ایک دوسرے سے مل کر نہ کھڑا ہونا چاہیئے درمیان میں کوئی حائل یا خالی جگہ جس میں ایک آدمی کھڑا ہو سکے چھوڑ دی جائے اس لئے کہ ہر مخنث میں مرد اور عورت دونوں کا احتمال ہے لہذا مل کر کھڑے ہونے میں نماز فاسد ہو جائے گی۔

۱۴۔ تنہا ایک شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہیئے کہ صف سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہمراہ کھڑا کرلے۔

پہلی صف میں جگہ کے ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ہاں جب پہلی صف پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہیئے۔

۱۵۔ اگر جماعت صرف عورتوں کی ہو یعنی امام بھی عورت ہو تو امام کو مقتدیوں کے بیچ میں کھڑا ہونا چاہیئے آگے نہ کھڑا ہونا چاہیئے خواہ ایک مقتدی ہو یا ایک

Marfat.com

سے زائد۔

صحیح یہ ہے کہ صرف عورتوں[1] کی جماعت مکروہ نہیں بلکہ جائز ہے۔

۱۶۔ اگر جماعت صرف مخنثوں کی ہو تو ان کا امام مقتدیوں سے آگے کھڑا ہو مقتدیوں کے بیچ میں یا ان کے برابر نہ کھڑا ہو اگرچہ ایک ہی مقتدی ہو اگر امام مقتدیوں کے برابر کھڑا ہو جائے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ وجہ اس کی اوپر گزر چکی۔

۱۷۔ مرد کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی محرم عورت مثل اس کی زوجہ یا ماں بہن وغیرہ کے موجود ہو۔ ہاں اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

۱۸۔ اگر کوئی شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشاء کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو اسی اثناء میں کوئی شخص اس کی اقتدا کرے تو اس پر بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے پس اگر سورۂ فاتحہ یا دوسری سورت بھی آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اس کو چاہیئے کہ پھر سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت کو بلند آواز سے پڑھے اس لئے کہ امام کو فجر مغرب عشاء کے وقت بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔ ہاں سورۂ فاتحہ کے مکرر ہو جانے سے سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔[2] (درمختار وغیرہ)

۱۹۔ امام کو اور ایسا ہی منفرد کو مستحب ہے کہ اپنی ابرو کے سامنے خواہ داہنے

---

[1] ہمارے فقہا صرف عورتوں کی جماعت کو مکروہ تحریمی لکھتے ہیں مگر چونکہ احادیث میں مذکور ہے کہ حضرت عائشہؓ عورتوں کی امامت کرتی تھیں اور ام ورقہ کو حضرتؐ نے امامت کی اجازت دی تھی اس لئے مکروہ تحریمی کہنا بالکل خلاف تحقیق ہے۔ امام محمدؒ نے کتاب الآثار میں لکھا ہے کہ ہم کو اچھا نہیں معلوم ہوتا کہ عورت امامت کرے اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک صرف عورتوں کی جماعت مستحب نہیں ہے نہ یہ کہ مکروہ ہے معلوم نہیں ہوتا ہمارے فقہا نے کراہت کہاں سے ثابت کی۔ مولانا ابوالحسنات نور اللہ مرقدہٗ نے اس مسئلہ میں ایک جامع اور محقق رسالہ تصنیف فرمایا ہے فجزاہ اللہ خیر الجزا ۱۲

[2] بعض فقہا کے نزدیک اگر سورۂ فاتحہ نصف سے کم آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہے تو پھر بلند آواز سے پڑھے ورنہ جس قدر آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہے اس کو بلند آواز سے نہ پڑھے بلکہ اس کے آگے سے۔ ۱۲ (شامی)

Marfat.com

جانب یا بائیں جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کرلے جو ایک گز یا اس سے زیادہ اونچی اور ایک انگلی کے برابر موٹی ہو۔ ہاں اگر مسجد میں نماز پڑھتا ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کا نماز کے سامنے سے گزر نہ ہوتا ہو تو اس کی کچھ ضرورت نہیں۔

امام کا سترہ[1] تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے سترہ قائم ہو جانے کے بعد نماز کے آگے سے نکل جانے میں کچھ گناہ نہیں لیکن اگر سترے کے اس طرف سے کوئی شخص نکلے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔

۲۰۔ لاحق یعنی وہ مقتدی جس کی کچھ رکعتیں یا سب رکعتیں بعد شریک جماعت ہونے کے جاتی رہیں خواہ بعذر مثلاً نماز میں سو جائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت وغیرہ جاتی رہے یا لوگوں کی کثرت سے رکوع سجدے وغیرہ نہ کرسکے یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لئے جائے اور اس درمیان میں اس کی رکعتیں جاتی رہیں نماز خوف[2] میں پہلا گروہ لاحق ہے اسی طرح جو مقیم مسافر کی اقتدا کرے اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم بعد امام کے نماز ختم کرنے کے لاحق ہے یا بے عذر جاتی رہیں مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع سجدہ کرلے یہ رکعت اس کی کالعدم سمجھی جائے گی اور اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائے گا۔

لاحق کو واجب ہے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو اس کی جاتی رہی ہیں بعد ان کے ادا کرنے کے اگر جماعت باقی ہو تو شریک جماعت ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔

لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا یعنی مقتدی قرأت نہیں

---

[1] سترہ اس چیز کو کہتے ہیں جو نمازی اپنے سامنے کھڑی کرتا ہے ۱۲ [2] نماز خوف اس نماز کو کہتے ہیں جو دشمن سے لڑائی کے وقت پڑھی جاتی ہے چونکہ اس میں لشکر کے دو حصے کردیئے جاتے ہیں پہلا حصہ آدھی نماز امام کے ساتھ پڑھ کر میدان جنگ میں چلا جاتا ہے اس کے بعد دوسرا حصہ آکر آدھی نماز پڑھ کر میدان میں چلا جاتا ہے اس کے بعد پہلا حصہ آکر اپنی نماز ختم کرتا ہے اور پھر میدان میں چلا جاتا ہے اس کے بعد دوسرا حصہ آکر اپنی نماز تمام کرلیتا ہے پہلا حصہ لاحق ہے اور دوسرا حصہ مسبوق ۱۲

کرنا ویسے ہی لاحق بھی قراءت نہ کرے بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی ویسے ہی لاحق کو بھی اور تمام باتوں میں جیساکہ مقتدی پر امام کا اتباع واجب ہوتا ہے ویسا ہی لاحق پر بھی۔

۲۱۔ مسبوق کو چاہیئے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے بعد امام کی نماز ختم ہونے کے کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرأت کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے اور اگر کوئی سہو ہو جائے تو اس کو سجدہ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔

مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنی چاہئیں پہلے قراءت والی پھر بے قرأت کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے ان کے حساب سے قعدہ کرے یعنی ان کی رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اس میں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قعدہ کرے وعلی ہذا القیاس۔ مثال ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو تو اس کو چاہیئے کہ بعد امام کے سلام پھیر دینے کے کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملا کر رکوع سجدہ کر کے پہلا قعدہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے پھر دوسری رکعت میں بھی سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت نہ ملائے کیونکہ یہ رکعت گئی نہ تھی۔

۲۲۔ اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہوا ہو اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں تو اس کو چاہیئے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے مگر اس میں امام کی متابعت کا خیال رکھے بعد اس کے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔ (مثال) عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اس کا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرتے گیا اس درمیان میں نماز ختم ہو گئی تو اس کو چاہیئے کہ

Marfat.com

پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہیں پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی ادا ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قراءت نہ کرے اور ان تینوں کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے اس لئے یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا۔ پھر دوسری رکعت میں بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ اس کی دوسری رکعت ہے پھر تیسری رکعت میں بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے امام نے اس میں قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے۔ اور اس رکعت میں اس کو قراءت بھی کرنا ہوگی اس لئے اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

۲۳۔ مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے۔ تحریمہ بھی امام کی تحریمہ کے ساتھ کریں رکوع بھی امام کے رکوع کے ساتھ قومہ بھی اس کے قومہ کے ساتھ سجدہ بھی اس کے سجدے کے ساتھ غرضکہ ہر فعل اس کے ہر فعل کے ساتھ ہاں اگر قعدہ اولیٰ میں امام قبل اس کے کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات تمام کریں تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں اسی طرح قعدۂ اخیرہ میں اگر امام قبل اس کے کہ مقتدی التحیات تمام کریں، سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں۔ ہاں رکوع سجدے وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی ہو تب بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہیئے۔

جماعت حاصل کرنے کا طریقہ

۱۔ اگر کوئی شخص اپنے محلے یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو چکی ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں تلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آکر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔ (شامی وغیرہ)

۲۔ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اس کو چاہیئے کہ جماعت میں شریک ہو جائے

Marfat.com

بشرطیکہ ظہر عشار کا وقت ہو۔ فجر، عصر، مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو اس لئے کہ فجر عصر کی نماز کے بعد نماز مکروہ ہے چنانچہ اوقات نماز کے بیان میں یہ مسئلہ گزر چکا اور مغرب کے وقت اس لئے کہ یہ دوسری نماز نفل ہوگی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔ (شرح وقایہ وغیرہ)

۳۔ اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں وہ فرض جماعت سے ہونے لگے تو اس کو چاہیئے کہ فوراً نماز توڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ اگر فجر کی نماز ہو تو دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اور اگر کسی اور وقت کی نماز ہو تو تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اگر فجر کے وقت دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو یا اور کسی وقت تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہو تو پھر اس کو نماز تمام کر دینا چاہیئے نماز تمام کر دینے کے بعد اگر جماعت باقی ہو اور ظہر عشار کا وقت ہو تو شریک جماعت ہو جائے۔

اگر عصر، مغرب، عشائ کے وقت صرف پہلی یا دوسری رکعت کا بھی سجدہ کر چکا ہو تو دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دینا چاہیئے نماز نہ توڑنا چاہیئے۔

۴۔ اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت ہونے لگے تو اس کو چاہیئے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت نفل کی نیت کی ہو نفل نماز کو بھی توڑنا نہ چاہیئے اگرچہ پہلی رکعت کا بھی سجدہ نہ کیا ہو۔ (در مختار وغیرہ)

یہی حکم ہے ظہر اور جمعہ کی سنت مؤکدہ کا کہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو دو ہی رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور پھر ان سنتوں کو بعد فرض کے پڑھ لے ظہر کی سنتیں بعد ان دو سنتوں کے پڑھی جائیں جو فرض کے بعد ہیں۔ (شامی وغیرہ)

۵۔ اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ نہ شروع کی جائے بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی نہ جانے پائے گی تو پڑھ لے مثلاً ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت جاتی رہے گی تو پھر مؤکدہ سنتیں جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے اور فرض کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھ کر ان سنتوں کو پڑھ لے مگر فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ مؤکدہ ہیں لہذا ان کے لئے حکم ہے کہ اگر فرض شروع

Marfat.com

ہو چکے ہوں تب بھی ادا کرلی جائیں بشرطیکہ قعدہ[1] اخیرہ مل جانے کی امید ہو اگر قعدہ اخیرہ کے بھی نہ ملنے کا خوف ہو تو پھر نہ پڑھے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت کی سنت میں اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائے گی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہیئے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اختصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑ دے فرض ہوتے کی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علیحدہ ہو اس لئے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے علیحدہ مسجد کے کسی گوشہ میں پڑھ لے اور یہ بھی نہ ہو تو نہ پڑھے۔ (درمختار وغیرہ)

۶۔ اگر جماعت کا قعدہ مل جائے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب مل جائے گا اگرچہ اصطلاح فقہا میں اس کو جماعت کی نماز نہیں کہتے جماعت سے ادا کرنا جب ہی کہا جائے گا کہ جب کل رکعتیں مل جائیں یا اکثر رکعتیں مل جائیں مثلاً چار رکعت والی نماز کی تین رکعت مل جائیں یا تین رکعت والی نماز کی دو رکعتیں مل جائیں اگرچہ بعض فقہا کے نزدیک جب تک کل رکعتیں نہ ملیں جماعت میں شمار نہیں ہوتا۔

۷۔ جس رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت مل گئی ہاں اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

نماز جن چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے

۱۔ نماز کے شرائط میں سے کسی شرط کا مفقود ہو جانا۔ **مثال** ۔ طہارت باقی نہ رہے طہارت کے باقی نہ رہنے کی بعض صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی جن کو ہم

---

[1] بعض فقہا نے لکھا ہے کہ اگر ایک رکعت ملنے کی امید ہو تو سنت فجر پڑھے اور اگر امید نہ ہو تو چھوڑ دے خواہ قعدہ اخیرہ ملنے کی امید ہو یا نہیں۔ صاحب شرح وقایہ وغیرہ نے اس کو اختیار کیا ہے مگر ابن ہمام مؤلف فتح القدیر اور حلبی شارح منیہ نے اسی قول کی ترجیح دی ہے جو ہم نے اختیار کیا ہے ۱۲

نماز کے مکروہات کے بعد ایک مستقل عنوان سے بیان کریں گے۔ ۲۔ ہوش حواس درست نہ رہیں خواہ بے ہوشی کے سبب سے یا جنون آسیب وغیرہ کی وجہ سے۔
۳۔ سینے کو قصداً بے عذر قبلہ سے پھیرنا۔ اگر بے قصد بے اختیاری کی حالت میں سینہ قبلے سے پھر جائے تو اگر بقدر ادا کرنے کسی رکن کے مثل رکوع وغیرہ کے یہی حالت رہے تو نماز فاسد ہو گی ورنہ نہیں یا کسی عذر سے قصداً پھرا جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہو گی مثلاً حالت نماز میں کسی کو یہ شبہہ ہو کہ وضو جاتا رہا اور وضو کرنے کے لئے سینہ قبلے سے پھیر لے اور اس کے یاد آجائے کہ وضو نہیں گیا اگر یہ یاد مسجد سے نکلنے کے قبل ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی ورنہ فاسد ہو جائے گی۔

۲۔ نماز کے فرائض کا ترک ہو جانا خواہ عمداً یا سہواً مثلاً قرأت بالکل نہ کرے یا قیام رکوع سجدہ وغیرہ بے عذر ترک کر دیا جائے۔

۳۔ نماز کے واجبات کا عمداً چھوڑ دینا۔

۴۔ نماز کے واجبات کا سہواً چھوڑ کر سجدہ سہو نہ کرنا۔

۵۔ حالت نماز میں کلام کرنا کلام کے مفسد نماز ہونے میں یہ شرط ہے کہ کم سے کم اس میں دو حرف ہوں یا ایسا ایک حرف ہو جس کے معنی سمجھ میں آجاتے ہوں۔ (در مختار وغیرہ)

کلام کی پانچ قسمیں ہیں۔ پہلی قسم کسی آدمی کے مخاطبہ میں یہ کلام ہر حال میں مفسد نماز ہے خواہ عمداً ہو یا سہواً عربی زبان میں ہو یا غیر عربی وہ لفظ قرآن مجید میں ہو یا نہیں (**مثال**) ۱۔ کوئی شخص یہ سمجھ کر میں نماز میں نہیں ہوں یا اور کسی دھوکہ میں آ کر کسی آدمی سے کچھ کلام کرے۔ ۲۔ نماز کی حالت میں کسی آدمی سے کہے کہ اُقْتُلِ الْحَيَّةَ[1]۔
۳۔ نماز کی حالت میں کسی سے کہے کہ پڑھو۔ ۴۔ کسی یحییٰ نام کے آدمی سے کہے کہ یا یحییٰ خُذِ الْكِتَابَ[2] یا کسی موسیٰ نام کے آدمی سے کہے کہ یا موسیٰ یا کسی سے کہے اِقْرَأْ[3] یہ سب الفاظ قرآن مجید کے ہیں۔ یہی حکم ہے سلام اور سلام کے جواب کا جب کسی آدمی کے مخاطبہ میں ہو۔ اور یہی حکم ہے اگر دوسرے کی چھینک کے

---

[1] سانپ کو مار ڈال ۱۲ [2] ترجمہ اے یحییٰ کتاب لے لو ۱۲ [3] ترجمہ۔ پڑھو ۱۲

Marfat.com

جواب میں یَرْحَمُكَ اللّٰهُ[1] کہے یا اچھی خبر سن کر کہے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ یا اسی طرح اور کوئی لفظ زبان سے نکل جائے اگر اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جَلَّ جَلَالُهٗ کہے یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر درود شریف پڑھے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی بشرطیکہ اس کہنے سے اس شخص کا جواب دینا ہو۔ (درمختار وغیرہ)

حاصل۔ یہ کہ جب آدمیوں کے مخاطبہ میں کلام کیا جائے گا خواہ کسی قسم کا ہو اور کسی حالت میں ہو نماز فاسد ہو جائے گی۔

دوسری قسم۔ کسی جانور کے مخاطبہ میں کلام کرنا یہ کلام بھی ہر حال میں مفسد نماز ہے۔

تیسری قسم۔ خود بخود کلام کرنا۔ یہ کلام بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ عربی لفظ نہ ہو اور ایسی نہ ہو جو قرآن مجید میں وارد ہوئی ہو اور عربی لفظ ہو اور قرآن مجید میں وارد ہو تو اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ مثلاً اپنی چھینک کے جواب میں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے یا اسی قسم کا کوئی اور لفظ زبان سے نکل جائے اگر کوئی لفظ کسی شخص کی سخن تکیہ ہو تو اس کے کہنے سننے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ وہ لفظ قرآن مجید میں وارد ہو مثلاً نَعَمْ کسی کا سخن تکیہ ہو تو نَعَمْ کہنے سے اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ یہ لفظ قرآن مجید میں ہے۔

چوتھی قسم۔ ذکر اور دعا۔ یہ قسم بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ دعا عربی عبارت میں ہو مگر قرآن مجید اور احادیث میں وارد نہ ہو نہ اس کا طلب کرنا غیر خدا سے حرام ہو۔ مثلاً حالت نماز میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرے کہ اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِی[2] الملح یا اللھم زوجنی فلانۃ[3] یہ دعائیں نہ قرآن مجید میں ہیں نہ احادیث میں نہ ان کا طلب کرنا غیر خدا سے ممنوع ہے لہٰذا ایسی دعاؤں سے نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر قرآن مجید میں یا احادیث میں کوئی دعا وارد ہوئی ہو یا اس کا طلب کرنا غیر خدا سے ناجائز ہو تو ایسی دعا سے نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ بے موقعہ پڑھی جائے مثلاً رکوع یا سجدوں میں۔

---

[1] اللہ تم پر رحم کرے ۱۲ [2] ترجمہ۔ اے اللہ مجھے نمک عنایت فرما ۱۲ [3] ترجمہ۔ اے اللہ میرا نکاح فلاں عورت سے کر دے ۱۲

Marfat.com

پانچویں قسم۔ حالت نماز میں لقمہ دینا یعنی کسی کو قرآن مجید کے غلط پڑھنے پر آگاہ کرنا، یہ قسم بھی مفسد نماز ہے بشرطیکہ دینے والا مقتدی اور لینے والا اس کا امام نہ ہو۔

مسئلہ۔ چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہا کے درمیان میں اختلافی ہے بعض علمائے اس مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کئے ہیں اس لئے ہم چند جزئیات اس کے اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو یا نہیں بقدر ضرورت سے وہ مقدار قرأت کی مقصود ہے جو مسنون ہے۔ (نہر الفائق شامی وغیرہ)

امام اگر بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو تو اس کو چاہیئے کہ رکوع کر دے مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے۔ مقتدیوں کو چاہیئے کہ جب تک ضرورت شدید نہ پیش آئے امام کو لقمہ نہ دیں۔ ضرورت شدید سے مراد یہ ہے کہ مثلاً اگر امام غلط پڑھ کر آگے بڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جائے۔ اگر کوئی شخص نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اس کا مقتدی نہ ہو خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ شخص اگر لقمہ لے لے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر اس کو خود بخود یاد آجائے خواہ اس کے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے پیچھے اس کے لقمہ دینے کو کچھ دخل نہ ہو تو اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔ (شامی)

اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو اس کا امام نہیں خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں ہر حال میں اس لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (بحر الرائق وغیرہ)

مقتدی اگر دوسرے شخص کا پڑھنا سنکر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر لقمہ لے لے گا تو اس کی نماز بھی۔

اسی طرح اگر حالت نماز میں قرآن مجید دیکھ کر قرأت کی جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (در مختار)

مقتدی کو چاہیئے کہ لقمہ دینے میں تلاوت قرآن کی نیت نہ کرے بلکہ لقمہ دینے کی اس لئے کہ حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو قرأت قرآن نہ کرنا چاہیئے۔ (فتح القدیر وغیرہ)

۶۔ کھانسنا بے کسی عذر یا غرض صحیح کے۔ اگر کوئی عذر ہو مثلاً کسی کو کھانسی کا مرض ہو یا بے اختیار کھانسی آجائے یا کوئی غرض صحیح ہو تو پھر نماز فاسد نہ ہوگی۔

(غرض صحیح کی مثال)

۱۔ آواز صاف کرنے کے لئے کھانسے۔ ۲۔ مقتدی امام کو اس کی غلطی پر آگاہ کرنے کے لئے کھانسے۔ ۳۔ کوئی شخص اس غرض سے کھانسے کہ دوسرے لوگ سمجھ لیں کہ یہ نماز میں ہے۔

۷۔ رونا یا آہ یا اُف وغیرہ کہنا بشرطیکہ کسی مصیبت یا درد سے ہو اور بے اختیاری نہ ہو اگر بے اختیاری سے یہ باتیں صادر ہوں یا مصیبت درد سے نہ ہوں بلکہ خدا کے خوف یا جنت دوزخ کے یاد سے ہوں تو پھر فاسد نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

۸۔ کھانا پینا اگرچہ بہت ہی قلیل ہو۔ ہاں اگر دانتوں کے درمیان میں کوئی چیز چنے کی مقدار سے کم باقی ہو اور اس کو نگل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی حاصل یہ کہ جس قسم کے کھانے پینے سے روزے میں فساد آتا ہے نماز بھی اس سے فاسد ہو جاتی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

۹۔ عمل کثیر۔ بشرطیکہ افعال نماز کی جنس سے یا نماز کی اصلاح کی غرض سے نہ ہو۔ اگر اعمال نماز کی جنس سے ہو مثلاً کوئی شخص ایک رکعت میں دو رکوع کرے یا تین سجدے کرے تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ رکوع سجدہ وغیرہ اعمال نماز کی جنس سے ہیں اسی طرح اگر نماز کی اصلاح کے غرض سے ہو تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ مثلاً حالت نماز میں کسی کا وضو ٹوٹ جائے اور وہ شخص وضو کرنے کے لئے جائے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگرچہ چلنا پھرنا وضو کرنا عمل کثیر ہے مگر چونکہ اصلاح نماز کے لئے ہے لہذا معاف ہے۔

۱۰۔ حالت نماز میں کسی عورت کا پستان چوسا جائے اور اس سے دودھ نکل آئے تو اس عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ یہ دودھ کا پلانا عمل کثیر ہے (درمختار وغیرہ)

اگر حالت نماز میں کوئی شخص ڈھیلہ پھینکے تو اگر کسی جانور کے اڑانے کی غرض سے ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر کسی انسان پر پھینکا ہے تو عمل کثیر سمجھا جائے گا اور نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار وغیرہ)

۱۰۔ نماز میں بے عذر چلنا پھرنا۔ ہاں اگر چلنے کی حالت میں سینہ قبلے سے نہ پھرنے پائے اور جماعت میں ہو تو ایک رکعت میں ایک صف سے زیادہ نہ چلے اور تنہا نماز

Marfat.com

پڑھنا ہو تو اپنے سجدے کے مقام سے آگے نہ بڑھے اور مکان نہ بدلنے پائے مثلاً مسجد میں ہو تو مسجد سے باہر نہ نکل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ یا کسی عذر سے چلے مثلاً وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لئے چلے اس صورت میں اگرچہ سینہ قبلے سے پھر جائے اور جا ہے جس قدر چلنا پڑے نماز فاسد نہ ہوگی۔

۱۱۔ عورت کا مرد کے کسی عضو کے محاذی کھڑا ہونا ان شرطوں سے۔ ۱۔ عورت بالغ ہو چکی ہو خواہ جوان ہو یا بوڑھی یا نابالغ ہو مگر قابل جماع ہو اگر کوئی کم سن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ ۲۔ دونوں نماز میں ہوں اگر ایک نماز میں ہو دوسرا نہیں تو اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ ۳۔ کوئی حائل درمیان میں نہ ہو۔ اگر کوئی پردہ درمیان میں ہو یا کوئی ستر ہ حائل ہو تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر درمیان میں اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک آدمی وہاں کھڑا ہو سکے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اور وہ جگہ حائل سمجھی جائے گی۔ ۴۔ عورت میں نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں اگر عورت مجنونہ ہو یا حالت حیض و نفاس میں ہو تو اس کی محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ ان صورتوں میں وہ نماز میں نہ سمجھی جائے گی۔ ۵۔ نماز جنازے کی نہ ہو جنازے کی نماز میں محاذات مفسد نہیں۔ ۶۔ محاذات بقدر ایک رکن کے باقی رہے۔ اگر اس سے کم محاذات رہے تو مفسد نہیں مثلاً اتنی دیر تک محاذات رہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہو سکتا اس کے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز میں فساد نہ آئے گا۔ ۷۔ تحریمہ دونوں کی ایک ہو یعنی اس عورت نے اس مرد کی اقتدا کی ہو یا دونوں نے کسی تیسرے کی اقتدا کی ہو۔ ۸۔ ادا دونوں کی ایک ہی قسم ہو۔ یعنی بحالت اقتدا نماز ادا کر رہے ہوں۔ اگر ایک بحالت اقتدا کرتا ہو دوسرا بحالت انفراد یا دونوں بحالت انفراد تو محاذات مفسد نہ ہوگی۔ مثلاً ایک مسبوق ہو دوسرا لاحق یا دونوں مسبوق ہوں اس لئے کہ مسبوق بعد سلام امام کے اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے ہاں اگر دونوں لاحق ہوں تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ لاحق مقتدی کا حکم رکھتا ہے۔ ۹۔ مکان میں تب بھی محاذات مفسد نہیں مثلاً ایک مسجد میں ہو دوسرا مسجد کے باہر۔ ۱۰۔ دونوں ایک ہی طرف نماز پڑھتے ہوں اگر دونوں کے نماز پڑھنے کی جہت مختلف ہو مثلاً اندھیری شب میں قبلہ نہ معلوم ہونے کے سبب سے ہر

شخص نے اپنے غالب گمان پر عمل کیا ہو اور ہر ایک کی رائے دوسرے کے خلاف ہوئی ہو یا کعبہ کے اندر نماز ہوئی ہو اور ہر شخص مختلف جہت کی طرف نماز پڑھتا ہو۔

۱۱۔ امام نے اس عورت کے امامت کی نیت نماز شروع کرنے وقت کی ہو اگر امام نے اس کے امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذاۃ سے نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اسی عورت کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

۱۲۔ نماز کی صحت کے شرائط مفقود ہو جانے کے بعد کسی رکن کا ادا کرنا بقدر ادا کرنے کسی رکن کے اسی حالت میں رہنا۔ (درمختار وغیرہ)

۱۳۔ امام کا بعد حدث کے بے خلیفہ کئے ہوئے مسجد سے باہر نکل جانا۔ (درمختار وغیرہ)

۱۴۔ امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دینا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچے کو یا کسی عورت کو۔ (درمختار وغیرہ)

۱۵۔ مقتدی لاحق کا ہر حال میں اور امام لاحق کا اگر جماعت باقی ہو تو موضع اقتدا میں باقی نماز کو تمام کرنا۔

۱۶۔ قرآن مجید کی قرأت میں غلطی ہو جانا خواہ یہ غلطی اعراب[1] میں ہو یا کسی مشدّد حرف کے مخفف پڑھنے میں یا کسی مخفف حرف کے مشدّد پڑھنے میں کوئی حرف یا کلمہ پڑھ جائے یا بدل جائے یا کم زیادہ ہو جائے قرآن مجید کی قرأت میں غلطی ہو جانا ان صورتوں میں مفسد نماز ہے۔

۱۔ اس غلطی سے معنی بدل جائیں ایسے کہ جن کا اعتقاد کفر ہو خواہ وہ عبارت قرآن مجید میں ہو یا نہیں۔ ۲۔ معنی بدل گئے ہوں اگرچہ ایسے نہ ہوں کہ جن کا اعتقاد کفر ہو مگر وہ عبارت قرآن مجید میں نہ ہو۔ ۳۔ معنی میں تغیر آگیا ہو اور وہ معنی وہاں مناسب نہ ہوں اگرچہ وہ لفظ قرآن مجید میں ہو۔ ۴۔ معنی میں تغیر آگیا ہو کہ جس سے لفظ بے معنی ہو گیا ہو جیسے سعا ائر کی جگہ کوئی شخص سعا ائل پڑھ جائے۔ اگر ایسی غلطی ہو جس سے معنی میں بہت تغیر نہ آئے اور

---

[1] یہاں جو صورتیں ہم نے بیان کی ہیں وہ متقدمین کے قواعد کے موافق ہیں اور انہیں کے مذہب میں احتیاط زیادہ ہے مثلاً متاخرین کے نزدیک اعراب کی غلطی سے نماز فاسد نہیں ہوتی لہذا ہم نے متقدمین کا مذہب اختیار کیا۔ (قاضی خاں۔ شامی وغیرہ)

Marfat.com

مثل اس کا قرآن مجید میں موجود ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

اگر کسی لکھے ہوئے کاغذ پر نظر پڑ جائے اور اس کے معنی بھی سمجھ میں آجائیں تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگر کسی شخص کے جسم عورت پر نظر پڑ جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (بحرالرائق)

اگر عورت کسی مرد کا حالت نماز میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ ہاں اگر شہوت کے ساتھ بوسہ لے تو البتہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار)

اگر کوئی شخص نماز کے سامنے سے نکل جائے تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ نماز کے سامنے سے نکلنے والے پر سخت گناہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص نماز کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز میں اس شخص سے مزاحمت کرنا اور اس کو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

تمام مفسدات نماز جن کا بیان اوپر ہو چکا اگر قبل قعدۂ اخیرہ کے یا قعدۂ اخیرہ میں قبل التحیات پڑھنے کے پائے جائیں تو مفسد نماز ہیں ورنہ مفسد نہیں بلکہ متمم[1] نماز ہیں یعنی ان کے پائے جانے سے نماز تمام ہو جائے گی مگر ان چند صورتوں میں اگر بعد التحیات پڑھنے کے قعدۂ اخیرہ میں کسی تیمم کرنے والے کو وضو پر قدرت ہو جائے یا موزوں پر مسح کرنے والے کی مدت گزر جائے یا پٹی پر مسح کرتا ہو اور وہ زخم جس پر پٹی بندھی ہوا اچھا ہو جائے یا کسی کا موزہ اتر جائے یا خود اتار دے مگر عمل کثیر نہ ہونے پائے یا کسی امی کو کوئی سورت یاد ہو جائے یا کسی برہنہ نماز پڑھنے والے کو کپڑا مل جائے یا اشاروں سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے پر قادر ہو جائے یا تمام

---

[1] یہ بارہ صورتیں ہیں جن میں امام صاحب کے نزدیک نماز فاسد ہو جاتی ہے اور صاحبین کے نزدیک نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ ختم ہو جاتی ہے اس لئے کہ ان صورتوں میں مفسد نماز قعدۂ اخیرہ میں بعد التحیات پڑھ چکنے کے پایا گیا جبکہ کوئی رکن نماز کا باقی نہیں رہا اور ایسے وقت میں اگر کوئی چیز مفسد نماز کی پائی جاتی ہے تو نماز تمام ہو جاتی ہے مگر چونکہ احتیاط امام صاحب کے مذہب میں ہے اور عبادات میں جہاں تک احتیاط ممکن ہو بہتر ہے اور فقہ کے جملہ متون میں اسی مذہب کو اختیار کیا ہے اس لئے ہم نے بھی اسی کو اختیار کیا۔ واللہ اعلم ۱۲ (شامی)

کو حدث ہو جائے اور وہ کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دے جس میں امامت کی صلاحیت نہیں یا فجر کی نماز میں آفتاب نکل آئے یا جمعے کی نماز میں عصر کا وقت آجائے یا کوئی شخص وضو سے معذور ہو اور اس کا عذر جاتا رہے یا کسی صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد آجائے اور وقت میں اس کے ادا کرنے کی گنجائش ہو تو ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگرچہ یہ امور ارکانِ نماز کے تمام ہو جانے کے بعد پائے گئے ہیں۔

نماز جن چیزوں سے مکروہ ہو جاتی ہے

۱۔ حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقہ سے اس کو اہل تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف اس کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مثال۔ کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ شانے پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے۔

۲۔ رکوع یا سجدے میں جاتے وقت اپنے کپڑوں کو مٹی وغیرہ سے بچانے کے لئے یا اور کسی غرض سے اٹھا لینا مکروہ تحریمی ہے۔ (ردالمختار وغیرہ)

۳۔ حالت نماز میں کوئی لغو فعل کرنا جو عمل کثیر کی حد تک نہ پہنچنے پائے مکروہ تحریمی ہے۔
مثال۔ ۱۔ کوئی شخص اپنے داڑھی کے بال ہاتھ میں لے۔
۲۔ اپنے کپڑے کو پکڑے۔
۳۔ اپنے بدن کو بے ضرورت کھجلائے۔

۴۔ حالت نماز میں　　　وہ کپڑے پہننا مکروہ تحریمی ہیں جن کو پہن کر عام طور پر لوگوں کے پاس نہ جا سکتا ہو ہاں اگر اس کپڑے کے سوا دوسرا کپڑا اس کے پاس نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

۵۔ کوئی ٹکڑا چاندی سونے یا پتھر وغیرہ کا منھ میں رکھ لینا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ قرأت میں مخل نہ ہو اگر قرأت میں مخل ہوگا تو پھر نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار، شامی)

۶۔ برہنہ سر نماز پڑھنا ہاں اگر اپنا تذلل اور خشوع ظاہر کرنے کے لئے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

اگر کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھنے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں

Marfat.com

اسے اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عمل کثیر کی ضرورت پڑے تو پھر نہ پہنے۔ (رد المختار)

۷۔ پاخانہ پیشاب یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت بے ضرورت رفع کئے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (در مختار وغیرہ)

اگر کسی کو بعد نماز شروع کر چکنے کے عین حالت نماز میں پاخانہ پیشاب وغیرہ معلوم ہو تو اس کو چاہیئے کہ نماز توڑ دے اور ان ضرورتوں سے فراغت کر کے باطمینان پڑھے خواہ وہ نماز نفل ہو یا فرض اور خواہ تنہا پڑھتا ہو یا جماعت سے اور یہ خوف بھی ہو کہ بعد اس جماعت کے دوسری جماعت نہ ملے گی۔ ہاں اگر یہ خوف ہو کہ وقت نماز کا نہ رہے گا یا جنازہ کی نماز ہو اور یہ خوف ہو کہ نماز ہو جائے گی تو نہ توڑے بلکہ اسی حالت میں نماز تمام کرے۔ (شامی)

۸۔ مردوں کو اپنے بالوں کا جوڑا وغیرہ باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر حالت نماز میں جوڑا وغیرہ باندھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔ (در مختار۔ شامی وغیرہ)

۹۔ سجدے کے مقام سے کنکریوں وغیرہ کا ہٹانا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر بغیر ہٹائے سجدہ بالکل ممکن ہی نہ ہو تو پھر ہٹانا ضروری ہے اور اگر مسنون طریقہ سے بے ہٹائے ممکن ہو تو ایک مرتبہ ہٹا دے اور نہ ہٹانا بہتر ہے۔ (در مختار۔ شامی وغیرہ)

۱۰۔ حالت نماز میں انگلیوں کا توڑنا یا ایک ہاتھ کی انگلیوں کا دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (در مختار۔ شامی وغیرہ)

۱۱۔ حالت نماز میں ہاتھ کا کولہے پر رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (بحر الرائق۔ شامی وغیرہ)

۱۲۔ حالت نماز میں منہ کا قبلے سے پھیرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ پورا منہ پھیرا جائے یا تھوڑا۔ (شامی وغیرہ)

۱۳۔ گوشۂ چشم سے بے ضرورت شدید ادھر ادھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے (در مختار وغیرہ)

۱۴۔ حالت نماز میں اس طرح بیٹھنا کہ دونوں ہاتھ اور سرین زمین پر ہوں اور دونوں زانو کھڑے ہوئے سینے سے لگے ہوں مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

۱۵۔ مردوں کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدے کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)

Marfat.com

۱۶۔ کسی آدمی کی طرف نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی وغیرہ)
۱۷۔ سلام کا جواب دینا ہاتھ یا سر کے اشارے سے مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی)
۱۸۔ سجدہ صرف پیشانی یا صرف ناک پر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار وغیرہ)
۱۹۔ عمامے کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار وغیرہ)
۲۰۔ نماز میں بے عذر چارزانو بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار وغیرہ)
۲۱۔ حالت نماز میں جمائی لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی)
۲۲۔ حالت نماز میں آنکھوں کا بند کر لینا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر آنکھ بند کر لینے سے خشوع زیادہ ہوتا ہو تو مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔ (درمختار وغیرہ)
۲۴۔ صرف امام کا بے ضرورت کسی بلند مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک گز سے کم نہ ہو مکروہ تنزیہی ہے اگر امام کے ساتھ مقتدی بھی ہو تو مکروہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)
۲۵۔ مقتدیوں کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں کوئی ضرورت مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)
۲۶۔ حالت نماز میں کوئی ایسا کپڑا پہننا جس میں کسی جاندار کی تصویر ہو مکروہ تحریمی ہے۔ اسی طرح ایسے مقام میں نماز پڑھنا جہاں چھت پر یا داہنے بائیں جانب کسی جاندار کی تصویر ہو۔ (درمختار وغیرہ)
اگر فرش پر جہاں کھڑے ہوتے ہوں تصویر ہو تو مکروہ نہیں اسی طرح اگر تصویر چھپی ہوئی ہو یا اس قدر چھوٹی ہو کہ اگر زمین پر رکھ دی جائے اور کوئی شخص کھڑے ہو کر اس کو دیکھے تو اس کے اعضا محسوس نہ ہوں یا اس کا سر یا چہرہ کاٹ دیا گیا ہو یا مٹا دیا گیا ہو یا تصویر جاندار کی نہ ہو تو مکروہ نہیں۔ (درمختار وغیرہ)
۲۷۔ حالت نماز میں آیتوں یا سورتوں کا یا تسبیح کا انگلیوں سے شمار کرنا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر انگلیوں پر شمار نہ کرے بلکہ ان کے دبانے سے حساب رکھے تو مکروہ نہیں جیسا کہ صلوٰۃ التسبیح کے بیان میں گزر چکا۔ (شامی)
۲۸۔ حالت نماز میں ناک صاف کرنا یا اسی طرح کوئی اور عمل قلیل بے ضرورت

Marfat.com

کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی)

۲۹۔ ناک اور منہ کسی کپڑے وغیرہ سے بند کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے (شامی)

۳۰۔ مقتدی کو اپنے امام سے پہلے کسی فعل کا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی)

۳۱۔ قرأت ختم ہونے سے پہلے رکوع کے لئے جھک جانا اور جھکنے کی حالت میں قرأت تمام کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی)

۳۲۔ رکوع اور سجدے سے قبل تین مرتبہ تسبیح کہنے سے سر اٹھالینا مکروہ تنزیہی ہے۔

۳۳۔ کسی ایسے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جس میں بقدر معافی نجاست ہو مثلاً نجاست غلیظہ ایک درہم سے زیادہ نہ ہو یا خفیفہ چوتھائی حصہ سے زیادہ نہ ہو۔ (رسائل الارکان)

۳۴۔ فرض نمازوں میں قصداً ترتیب قرآنی کے خلاف قرأت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ یعنی جو سورت پیچھے ہے اس کو پہلی رکعت میں پڑھنا اور جو پہلے ہے اس کو دوسری رکعت میں مثلاً قل یا ایہا الکافرون پہلی رکعت میں اور الم ترکیف دوسری رکعت میں اگر سہواً خلاف ترتیب ہو جائے تو مکروہ نہیں۔ نوافل میں اگر قصداً بھی خلاف کرے تو کچھ کراہت نہیں۔ اگر کسی سے سہواً خلاف ترتیب ہو جائے اور معاً اس کو خیال آجائے کہ میں خلاف ترتیب قرأت کر رہا ہوں تو اس کو چاہیئے کہ اسی صورت کو تمام کرلے اس لئے کہ اس سورت کے شروع کرتے وقت اس کا قصد خلاف ترتیب پڑھنے کا نہ تھا اور قصد نہ ہونے کے سبب سے اس کا پڑھنا مکروہ نہ رہا۔ (شامی)

۳۵۔ ایک ہی سورت کی کچھ آیتیں ایک جگہ سے ایک رکعت میں پڑھنا اور کچھ آیتیں دوسری جگہ سے دوسری رکعت میں پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ درمیان میں دو آیتوں سے کم چھوڑ دی جائے اگر مسلسل قرأت کی جائے یعنی درمیان میں کچھ آیتیں چھوٹنے نہ پائیں یا دو آیتوں سے زیادہ چھوڑ دی جائیں تو مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر دو سورتیں دو رکعتوں میں پڑھی جائیں اور ان دونوں صورتوں کے درمیان میں کوئی چھوٹی سورت جس میں تین آیتیں ہوں چھوڑ دی جائے تو مکروہ تنزیہی ہے۔

مثال۔ پہلی رکعت میں سورۂ التکاثر پڑھی جائے اور دوسری رکعت میں سورۂ ہمزہ اور درمیان میں سورۂ عصر جو تین آیتوں کی سورت ہے چھوڑ دی جائے۔ یہ کراہت

Marfat.com

بھی فرائض کے ساتھ خاص ہے نفل نمازوں میں اگر ایسا کیا جائے تو کچھ کراہت نہیں (شامی)

۳۶۔ ایسی دو سورتوں کا ایک رکعت میں پڑھنا جن کے درمیان میں کوئی سورت ہو خواہ چھوٹی یا بڑی ایک یا اس سے زیادہ مکروہ تنزیہی ہے اس کی کراہت بھی صرف فرائض میں ہے۔ (شامی)

۳۷۔ نماز کے سنن میں کسی سنت کا ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

۳۸۔ مقتدی کو جب کہ امام قرأت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ پڑھنا یا قرآن مجید کی قرأت کرنا خواہ وہ سورۂ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔ بشرطیکہ اس کے پڑھنے سے قرآن مجید کے سننے میں خللؔ واقع ہو یا ایسی آواز سے پڑھے کہ امام کو پڑھنے میں اشتباہؔ ہونے لگے۔ ہاں اگر کوئی مقتدی ایسی طرح قرأت کرے کہ امام کی قرأت میں بھی خلل انداز نہ ہو اور قرآن مجید کے سننے میں حرج نہ ہو مثلاً آہستہ آواز کی نماز میں بہت آہستہ آواز سے جو امام تک نہ پہنچے تو کوئی حرج نہیں نماز اس سے مکروہ

لے اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے کہ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا جب قرآن مجید پڑھا جائے تو تم لوگ اس کو سنو اور چپ رہو۔ اس آیت کریمہ سے صاف ظاہر ہے کہ قرآن مجید کا سننا واجب ہے خواہ نماز کے اندر پڑھا جائے یا خارج نماز میں پس اگر اس کے خلاف کیا جائے گا تو بے شبہ مکروہ تحریمی ہوگا اسی واسطے جب امام قرأت شروع کر چکا ہو تو مقتدی کو سبحانک اللھم وغیرہ پڑھنے کی اجازت نہیں دی جاتی بلکہ ایسی حالت میں مقتدی کو نیت باندھ کر چپ کھڑا ہو جانا چاہیے ۱۲

سے ایک مرتبہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے صحابہ رضؓ سے پوچھا کہ کیا تم سے کسی نے میرے پیچھے قرأت کی ہے تو ایک نے عرض کیا کہ میں نے کی ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ کیا حال ہے کہ تم لوگ قرآن پڑھنے میں مجھ سے نزاع کرتے ہو یعنی مجھے اطمینان سے پڑھنے نہیں دیتے (نسائی۔ مؤطا۔ امام مالک ترمذی وغیرہ) یہ حدیث اور اس کے مثل اور بھی چند حدیثیں ہیں کہ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے کوئی چیز اس طرح پڑھنا جو اس کے اطمینان میں مخل ہو ممنوع ہے۔ ان احادیث کی بعض لوگوں نے تضعیف بھی کی ہے مگر وہ قابل اعتبار نہیں ان سب کے جوابات امام الکلام میں موجود ہیں ۱۲

Marfat.com

نہ ہوگی بلکہ بعض محققین علماء کے نزدیک ایسی حالت میں مقتدی کو سورۂ فاتحہ کا پڑھنا[۱] مستحب ہے۔

---

[۱] اس مسئلہ میں علماء امت مختلف ہیں صحابہ سے لے کر اس وقت تک قرآن مجید سے اس مسئلہ کا کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہوتا قرآن مجید سے صرف اسی قدر معلوم ہوتا ہے کہ قرآن مجید کا سننا اور اس وقت سکوت کرنا حاضرین پر ضروری ہے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ امام جب آواز سے قرأت کر رہا ہو تو مقتدی کچھ نہ پڑھیں ساکت رہیں یہ نہیں ثابت ہوتا کہ اگر آہستہ آواز سے قرآن مجید پڑھا جائے تب بھی حاضرین پر سکوت ضروری ہو اور نہ خارج نماز میں کوئی اس امر کا قائل ہے حالانکہ اگر اس آیت سے آہستہ قرآن مجید پڑھنے کے وقت بھی سکوت ثابت کیا جائے گا تو خارج نماز میں بھی ثابت ہو جائے گا اس لئے کہ اس آیت میں کوئی تخصیص نماز کی نہیں کی گئی۔ احادیث نبویہ کے تتبع سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ مقتدی پر قرأت فرض اور واجب نہیں چنانچہ اس کو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اور اگر کوئی شخص اس طرح قرأت کرے جو امام کو پریشان کر دے اس کی بھی ممانعت حدیث سے ثابت ہوتی ہے ہاں اگر کوئی خرابی نہ ہونے پائے اور مقتدی قرأت کرے تو اس کا جواز بلکہ استحباب بھی احادیث سے نکلتا ہے صحابہ کے اقوال و افعال اس میں مختلف ہیں بعض قرأت نہ کرتے تھے اور منع کرتے تھے جیسے ابن مسعود رضی اللہ عنہ بعض سے اجازت اور منع دونوں منقول ہیں جیسے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ طحاوی ان سے اجازت روایت کرتے ہیں اور امام محمد ممانعت بعض سے آہستہ آواز کی نماز میں اجازت بلند آواز کی نماز میں ممانعت منقول ہے بعض سے ہر وقت کی نماز میں اجازت منقول ہے۔ ہمارے فقہا کا یہ مذہب ہے کہ سورۂ فاتحہ کی قرأت امام اور منفرد پر واجب ہے مقتدی پر واجب نہیں بلکہ مکروہ تحریمی ہے اور بعض نے آہستہ آواز کی نماز میں مستحب اور بلند آواز کی نماز میں مکروہ لکھا ہے اور یہی مسلک معتدل اور قابل اختیار کرنے کے ہے اور امام محمد سے بھی صاحب ہدایہ نے اسی مذہب کو نقل کیا ہے۔ شاہ ولی اللہ حنفی محدث دہلوی نے اس مسئلہ کو رسالہ مذہب فاروق اعظم اور حجۃ اللہ البالغہ میں بہت صاف لکھا ہے اور اس سے بھی زیادہ مفصل اور مدلل علامہ لکھنوی نے اپنے رسالہ امام الکلام میں جو خاص اسی مسئلہ میں ہے بیان فرمایا ہے اگر زیادہ تحقیق کسی کو منظور ہو ان کتابوں کو دیکھے ہم نے یہاں بقدر ضرورت نہایت اختصار کے ساتھ لکھ دیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب ۱۲

نماز میں حدث کا بیان

نماز میں اگر حدث ہو جائے تو اگر حدث اکبر ہو جائے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر حدث اصغر ہوگا تو دو حال سے خالی نہیں اختیاری ہوگا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اس کے سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہوگا یا نہیں اگر اختیاری ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہہ کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی مضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور خون نکل آئے ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوئے ہیں اور اگر بے اختیاری ہوگا تو اس میں دو صورتیں ہیں یا نادر الوقوع ہوگا جیسے قہقہہ جنون بیہوشی وغیرہ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح پیشاب پاخانہ مذی وغیرہ اگر نادر الوقوع ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اگر نادر الوقوع نہ ہوگا تو نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اس شخص کو اختیار ہے کہ بعد اس حدث کے رفع کرنے کے اسی نماز کو تمام کرلے اور اگر نماز کا اعادہ کرلے تو بہتر ہے۔

اس صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطیں ہیں۔

۱۔ کسی رکن کو حالت حدث میں ادا نہ کرے۔

۲۔ کسی رکن کو چلنے کی حالت میں ادا نہ کرے مثلاً جب وضو کو جائے یا وضو کرکے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے اس لئے کہ قرأت نماز کا رکن ہے۔

۳۔ کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو۔

۴۔ بعد حدث کے بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کے لئے جائے ہاں اگر کسی عذر سے دیر ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور خود پہلی صف میں ہو اور صفوں کو پھاڑ کر آنا مشکل ہو۔

۵۔ مقتدی کو ہر حال میں اور امام کو اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز وہیں پڑھنا جہاں پہلے شروع کی تھی۔

Marfat.com

۶۔ امام کا کسی ایسے شخص کو خلیفہ کرنا جس میں امامت کی صلاحیت نہ ہو۔

منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کرلے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستحبات کے ساتھ کرنا چاہیئے اور اس درمیان میں کوئی کلام وغیرہ نہ کرے پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے، حاصل یہ کہ جس قدر حرکت سخت ضروری ہو اس سے زیادہ نہ کرے وضو کے بعد چاہے وہیں اپنی نماز تمام کرلے چاہے جہاں پہلے تھا وہیں جاکر پڑھے۔

امام کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قعدۂ اخیرہ میں ہو تو اس کو چاہیئے کہ فوراً سلام پھیر کر وضو کرنے کے لیئے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو اس کو اپنی جگہ پر کھڑا کردے مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے اگر مسبوق کو کردے تب بھی جائز ہے اور اس مسبوق کو اشارے سے بتلادے کہ اتنی رکعتیں وغیرہ میرے اوپر باقی ہیں تو دو انگلی، رکوع باقی ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھ دے، سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر قرأت باقی ہو تو منہ پر سجدۂ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر سجدۂ سہو کرنا ہو تو سینے پر، پھر جب خود وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آکر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے اور جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کرلے خواہ جہاں وضو کیا ہے وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں اگر پانی مسجد کے اندر موجود ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں چاہے کرے اور چاہے نہ کرے بلکہ جب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر تک مقتدی اس کے انتظار میں رہیں۔ (شامی وغیرہ)

خلیفہ کر دینے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے لہذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرے۔ اگر امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے میں سے خلیفہ کردیں یا خود کوئی مقتدی آگے بڑھ کر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام کی نیت کرلے تب بھی درست ہے بشرطیکہ امام مسجد سے باہر نکل چکا ہو اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوتی ہو تو صفوں سے یا سترے سے آگے نہ بڑھا ہو، اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اس کو بھی فوراً سلام پھیر کر وضو کرنا چاہیئے بعد وضو کے اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کرلے۔

مقتدی کو ہر حال میں اپنے مقام پر جا کر نماز پڑھنا چاہیئے خواہ جماعت باقی ہو یا نہیں
اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کردے تو اس کو چاہیئے کہ جس قدر رکعتیں وغیرہ امام پر باقی تھیں ان کو ادا کر کے کسی مدرک کو اپنی جگہ کر دے تاکہ وہ سلام پھیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں مصروف ہو۔

اگر کسی قعدۂ اخیرہ میں بعد اس کے کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا عمداً حدث اصغر کرے یا بے ہوش ہو جائے یا قہقہہ کے ساتھ ہنسے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔

نماز کے اقسام اور ان کے پڑھنے کا طریقہ اور نماز کے فرائض اور واجبات اور سنن و مستحبات وغیرہ اور جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور جو چیزیں حالت نماز میں مکروہ ہیں، ان سب کا بیان بہ تفصیل ہو چکا۔ اب ہم چاہتے ہیں کہ ان سب مضامین کو بحذف تفصیل تین نقشوں میں درج کریں۔ پہلے نقشہ میں نماز کے اقسام دوسرے نقشہ میں نماز کے فرائض واجبات سنن مستحبات۔ تیسرے نقشے میں نماز کے مکروہات و مفسدات تاکہ یہ اجمالی صورت ذہن نشین ہو جائے اور ماسبق کی تفصیل بھی از سر نو تازہ ہو جائے۔

پہلا نقشہ

فرض نمازیں۔ فرض نمازیں دن رات میں جمعہ کے دن پندرہ اور دوسرے دنوں میں سترہ رکعت ہیں۔ دو فجر کے وقت چار ظہر کے وقت اور جمعہ کے دن بجائے چار رکعت کے دو۔ چار عصر کے وقت۔ تین مغرب کے وقت۔ چار عشاء کے وقت۔ یہ نمازیں فرض عین ہیں اور جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے۔

واجب نمازیں۔ شریعت کی طرف سے تین نمازیں واجب ہیں وتر اور عیدین۔ وتر تین رکعت ہر روز عشاء کے بعد اور عیدین دو دو رکعت سال بھر کے بعد ان کے علاوہ جو نماز نذر کی جائے وہ بھی واجب ہے اور ہر نفل بعد شروع کر دینے کے واجب ہو جاتی ہے یعنی اس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے میں اس کی قضا ضروری ہے۔

مسنون نمازیں۔ فجر کے وقت فرض سے پہلے دو رکعت ظہر کے وقت چھ رکعت

Marfat.com

چار فرض سے پہلے دو فرض کے بعد مغرب کے وقت دو رکعت فرض کے بعد عشاء کے وقت دو رکعت فرض کے بعد نماز تہجد۔ تحیۃ المسجد نماز تراویح بیس رکعت۔ نماز احرام نماز کسوف دو رکعت نماز خسوف دو رکعت۔

مستحب نمازیں۔ وتر کے بعد دو رکعت۔ سنت وضو دو رکعت۔ نماز سفر دو رکعت نماز استخارہ دو رکعت۔ نماز حاجت دو رکعت۔ صلوٰۃ الاوابین چھ رکعت۔ صلوٰۃ التسبیح چار رکعت۔ نماز توبہ دو رکعت۔ نماز قتل دو رکعت۔

دوسرا نقشہ

فرائض۔ ۱۔ قیام۔ ۲۔ قرأت۔ ۳۔ رکوع۔ ۴۔ سجدہ۔ ۵۔ قعدۂ اخیرہ۔ ۶۔ نماز کو اپنے فعل سے تمام کرنا۔

واجبات۔ ۱۔ تکبیر تحریمہ کا اللہ اکبر کے لفظ سے ہونا۔ ۲۔ بعد تکبیر تحریمہ کے بقدر سورۂ فاتحہ کے قیام کرنا۔ ۳۔ فرض نمازوں کی دو رکعت باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا، ۴۔ سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا فرض کی پہلی دو رکعت اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں، ۵۔ قومہ، ۶۔ تعدیل ارکان یعنی رکوع سجدوں میں اتنی دیر تک ٹھہرنا کہ ایک مرتبہ تسبیح پڑھی جا سکے، ۷۔ جلسہ، ۸۔ قعدۂ اولیٰ بقدر التحیات کے۔ ۹۔ دونوں قعدوں میں ایک مرتبہ التحیات پڑھنا، ۱۰۔ نماز میں اپنی طرف سے کوئی ایسا فعل نہ کرنا جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے، ۱۱۔ نماز وتر میں دعائے قنوت، ۱۲۔ عیدین میں چھ تکبیریں، ۱۳۔ عیدین کی دوسری رکعت کے رکوع میں تکبیر۔ ۱۴۔ امام کو فجر مغرب عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں بلند آواز سے قرأت کرنا اور باقی نمازوں میں آہستہ آواز سے ۱۵۔ نماز کو دو مرتبہ السلام علیکم کہہ کر ختم کرنا۔

سنن۔ ۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت سر نہ جھکانا۔ ۲۔ تکبیر تحریمہ سے پہلے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مردوں کو کانوں تک عورتوں کو شانہ تک۔ ۳۔ اٹھے ہوئے ہاتھوں کی ہتھیلیاں قبلہ رخ ہونا۔ ۴۔ ہاتھ اٹھاتے کے وقت انگلیوں کا نہ کشادہ کرنا نہ ملانا۔ ۵۔ بعد تکبیر تحریمہ کے فوراً ہاتھ باندھ لینا مردوں کو ناف کے نیچے عورتوں کو سینے پر۔ ۶۔ مردوں کو اس طرح کہ بائیں کلائی داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی کے حلقہ میں ہو اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی کے

اوپر ہوں اور عورتوں کو صرف ہاتھ پر ہاتھ رکھ لینا۔ ۷۔ ہاتھ باندھنے کے بعد فوراً سبحانک اللہم پڑھنا۔ ۸۔ منفرد اور امام کو بعد سبحانک اللہم کے اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھنا ۹۔ ہر رکعت کے شروع پر بسم اللہ پڑھنا۔ ۱۰۔ بعد سورۂ فاتحہ کے آہستہ آواز سے آمین کہنا۔ ۱۱۔ حالت قیام میں دونوں قدموں کے درمیان چار انگل کا فصل ہونا۔ ۱۲۔ فجر ظہر کے فرض میں طوال مفصل عصر عشا میں اوساط مغرب میں قصار پڑھنا۔ ۱۳۔ فجر کی پہلی رکعت میں دوسری رکعت سے ڈیوڑھی سورت پڑھنا۔ ۱۴۔ رکوع سجدوں میں جاتے وقت اور سجدوں سے اٹھتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ ۱۵۔ مردوں کو رکوع میں گھٹنوں کا دونوں ہاتھ سے پکڑنا اور عورتوں کو صرف رکھ لینا۔ ۱۶۔ مردوں کو کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا عورتوں کو ملا کر۔ ۱۷۔ رکوع کی حالت میں پنڈلیوں کا سیدھا رکھنا۔ ۱۸۔ مردوں کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا عورتوں کو صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔ ۱۹۔ کم سے کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم رکوع میں اور سبحان ربی الاعلیٰ سجدوں میں کہنا۔ ۲۰۔ رکوع میں مردوں کو ہاتھ پہلو سے جدا رکھنا۔ ۲۱۔ قومے میں امام کو صرف سمع اللہ مقتدی کو صرف ربنا منفرد کو دونوں کہنا۔ ۲۲۔ سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے کا پھر ہاتھوں کا پھر ناک پھر پیشانی کا زمین پر رکھنا اور اٹھتے وقت اس کے برعکس۔ ۲۳۔ سجدے میں منہ کو دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھنا۔ ۲۴۔ سجدے میں مردوں کو اپنے پیٹ کا زانو سے اور کہنیوں کا پہلو سے جدا رکھنا اور ہاتھوں کی باہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا۔ ۲۵۔ سجدے کی حالت میں دونوں ہاتھ کی انگلیوں کا ملا ہوا رکھنا اور پیر کی انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف اور دونوں زانوؤں کا ملا ہوا رکھنا۔ ۲۶۔ سجدے سے کھڑے ہوتے وقت زمین سے سہارا نہ دینا۔ ۲۷۔ دونوں سجدوں کے درمیان اور قعدۂ اولیٰ و اخریٰ میں اسی خاص کیفیت سے بیٹھنا جو اوپر بیان ہوا۔ ۲۸۔ التحیات میں اسی خاص کیفیت سے اشارہ کرنا۔ ۲۹۔ فرض کے پہلے دو رکعت کے بعد ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا۔ ۳۰۔ قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد درود پڑھنا۔ ۳۱۔ بعد درود کے کوئی دعائے ماثورہ پڑھنا۔ ۳۲۔ السلام علیکم کہتے وقت داہنے بائیں طرف منہ پھیرنا پہلے داہنے طرف پھر بائیں طرف۔ ۳۳۔ امام کو بلند آواز سے سلام کہنا۔ ۳۴۔ دوسرے سلام کی آواز کا پہلے سلام سے پست ہونا۔ ۳۵۔ امام کو سلام میں مقتدیوں اور فرشتوں کی اور منفرد کو صرف فرشتوں کی نیت کرنا۔

Marfat.com

مستحبات۔ ۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو آستین وغیرہ سے ہاتھ باہر نکال لینا۔ ۲۔ قیام کی حالت میں سجدے کے مقام پر رکوع میں قدم پر سجدے میں ناک پر بیٹھنے کی حالت میں زانو پر سلام کی حالت میں شانوں پر نظر رکھنا۔ ۳۔ کھانسی جمائی کا روکنا۔ ۴۔ اگر جمائی آجائے تو حالت قیام میں داہنے ہاتھ ورنہ بائیں ہاتھ کی پشت سے منہ بند کر لینا۔ ۵۔ بعد قد قامت الصلوٰۃ کے فوراً امام کو تکبیر تحریمہ کہنا۔ ۶۔ دونوں قعدوں میں وہی خاص التحیات پڑھنا۔ ۷۔ قنوت میں اللہم انا نستعینک اور اللہم اہدنی پڑھنا۔

نیسرا نقشہ

جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ ۱۔ نماز کے شرائط میں سے کسی شرط کا مفقود ہو جانا۔ ۲۔ نماز کے فرائض کا چھوٹ جانا۔ ۳۔ نماز کے واجبات کا سہواً چھوڑ کر سجدہ سہو نہ کرنا۔ ۴۔ حالت نماز میں کلام کرنا۔ ۵۔ بے عذر اور بے کسی غرض صحیح کے کھانسنا۔ ۶۔ کسی مصیبت یا درد کے سبب سے رونا یا آہ یا اُف کرنا۔ ۷۔ کھانا پینا۔ ۸۔ وہ عمل کثیر جو افعال و اعمال نماز کی جنس سے نہ ہو۔ ۹۔ نماز میں بے عذر چلنا پھرنا۔ ۱۰۔ عورت کا حالت نماز میں محاذی ہو جانا۔ دس شرطوں کے ساتھ جو اوپر بیان ہو چکیں۔ ۱۱۔ نماز کے صحت کے شرائط مفقود ہو جانے کے بعد کسی رکن کا ادا ہونا۔ ۱۲۔ امام کا بعد حدث کے بے خلیفہ کئے ہوئے مسجد سے چلا جانا۔ ۱۳۔ ایسے شخص کو خلیفہ کر دینا جس میں امامت کی صلاحیت نہ ہو۔ ۱۴۔ مقتدی لاحق کا ہر حال میں اور امام لاحق کا اگر جماعت باقی ہو تو باقی نماز کو غیر موضع اقتدا میں تمام کرنا۔ ۱۵۔ قرآن مجید کی قرأت میں غلطی کرنا بہ تفصیل مذکور۔

جو چیزیں نماز میں مکروہ ہیں۔ مکروہ تحریمی۔ ۱۔ حالت نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا۔ ۲۔ رکوع سجدے میں جاتے وقت مٹی وغیرہ سے بچانے کے لئے کپڑوں کا اٹھا لینا۔ ۳۔ حالت نماز میں کوئی لغو فعل کرنا جو عمل کثیر کی حد تک نہ پہنچے۔ ۴۔ جو خراب کپڑے لوگوں کے سامنے پہن کر نہ نکل سکتا ہو ان کو حالت نماز میں پہننا۔ ۵۔ برہنہ سر نماز پڑھنا بشرطیکہ اظہار خشوع کے لئے نہ ہو۔ ۶۔ پیشاب پاخانہ یا خروج ریح کی ضرورت کے وقت بے ضرورت رفع کئے ہوئے نماز پڑھنا۔ ۷۔ سجدہ کے مقام سے کنکریوں

کا ہٹانا بشرطیکہ بے ہٹائے ہوئے سجدہ ممکن ہو۔ ۸۔ حالت نماز میں انگلیوں کا توڑنا یا ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں داخل کرنا۔ ۹۔ نماز میں ہاتھ کوٹھے پر رکھنا۔ ۱۰۔ منہ قبلے سے پھیرنا۔ ۱۱۔ حالت نماز میں اس طرح بیٹھنا کہ دونوں ہاتھ اور سرین زمین پر ہوں اور زانو کھڑے ہوئے سینہ سے لگے ہوں۔ ۱۲۔ مردوں کو ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدہ میں زمین پر بچھا دینا۔ ۱۳۔ کسی آدمی کی طرف نماز پڑھنا۔ ۱۴۔ صرف پیشانی یا ناک سے سجدہ کرنا۔ ۱۵۔ عمامے کے پیچ پر سجدہ کرنا۔ ۱۶۔ حالت نماز میں وہ کپڑا پہننا جس میں جاندار کی تصویر ہو بہ تفصیل مذکور۔ ۱۷۔ حالت نماز میں بے ضرورت عمل قلیل کرنا۔ ۱۸۔ اور منہ کپڑے سے بند کر لینا۔ ۱۹۔ قرأت ختم ہونے سے پہلے رکوع کے لئے جھک جانا اور اس جھکنے کی حالت میں باقی قرأت تمام کرنا۔ ۲۰۔ کسی ایسے کپڑے کو پہننا جس میں بقدر معافی نجاست ہو۔ ۲۱۔ فرض نمازوں میں قصداً ترتیب قرآنی کے خلاف قرأت کرنا۔ ۲۲۔ نماز کی سنن میں کسی سنت کا ترک کر دینا۔ ۲۳۔ مقتدی کو امام کے پیچھے کچھ پڑھنا جس سے قرآن مجید کے سننے میں خلل واقع ہو یا امام کی قرأت میں انتشار ہو۔

مکروہ تنزیہی۔ ۱۔ کوئی ٹکڑا چاندی سونے پتھر وغیرہ کا منہ میں رکھ لینا بشرطیکہ قرأت میں مخل نہ ہو۔ ۲۔ مردوں کے اپنے بالوں کا جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا۔ ۳۔ گوشۂ چشم سے بے ضرورت ادھر اُدھر دیکھنا۔ ۴۔ سلام یا سلام کا جواب اشارے سے دینا۔ ۵۔ نماز میں بے عذر چار زانو بیٹھنا۔ ۶۔ جمائی لینا۔ ۷۔ آنکھوں کا بند کر لینا۔ ۸۔ امام کا محراب میں کھڑا ہونا۔ ۹۔ صرف امام کا کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا۔ ۱۰۔ مقتدیوں کا بے ضرورت کسی مقام پر کھڑے ہونا۔ ۱۱۔ آیتوں یا سورتوں وغیرہ کا انگلیوں پر شمار کرنا۔ ۱۲۔ فرض نمازوں میں ایک ہی سورت کی کچھ آیتیں ایک رکعت میں کچھ دوسری رکعت میں پڑھنا بشرطیکہ درمیان میں دو آیتوں سے کم چھوڑا جائے۔ ۱۳۔ فرض نمازوں میں ایک سورت کا درمیان میں چھوڑ کر دو سورتوں کا ایک ہی رکعت میں پڑھنا۔

نماز میں سہو کا بیان

نماز کے سنن اور مستحبات کے ترک سے نماز میں کچھ خرابی نہیں آتی یعنی صحیح ہو جاتی ہے ہاں جن سنن کے چھوڑ دینے سے نماز میں کراہت تحریمہ آجاتی ہے ان کے ترک سے البتہ

Marfat.com

نماز کا اعادہ کر لینا چاہیئے اس لیئے کہ جو نماز کراہت تحریمہ کے ساتھ ادا کی جائے اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (شامی)

نماز کے فرائض میں اگر کوئی چیز سہواً یا عمداً چھوٹ جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اس کا کوئی تدارک نہیں ہو سکتا۔

نماز کے واجبات میں اگر کوئی چیز چھوڑ دی جائے تو اس کا بھی تدارک نہیں ہو سکتا اور نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

نماز کے واجبات میں اگر کوئی چیز سہواً چھوٹ جائے تو اس کا تدارک ہو سکتا ہے وہ تدارک یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے بعد داہنی طرف ایک مرتبہ سلام پھیر کر دو سجدے کیئے جائیں اور بعد سجدوں کے پھر قعدہ کیا جائے اور التحیات اور درود شریف اور دعا بدستور معمول پڑھ کر سلام پھیرا جائے ان سجدوں کو سجدۂ سہو کہتے ہیں۔ (شامی)

سجدہ سہو کر لینے سے وہ خرابی جو ترک واجب کے سبب سے نماز میں آئی تھی رفع ہو جاتی ہے خواہ جس قدر واجب چھوٹ گئے ہوں دو ہی سجدے کافی ہیں یہانتک کہ اگر کسی سے نماز کے سب واجبات چھوٹ گئے ہوں اس کو بھی دو ہی سجدے کرنا چاہیئے دو سے زیادہ سجدۂ سہو مشروع نہیں۔ (در مختار)

سجدۂ سہو اس شخص پر واجب ہے جس سے کوئی واجب نماز کا چھوٹ گیا ہو اور بعد سجدے کے التحیات پڑھنا بھی واجب ہے۔ افضل یہ ہے کہ داہنی طرف سلام پھیرنے کے بعد یہ سجدے کیئے جائیں اگر بے سلام پھیرے یا سامنے ہی سلام کہہ کر سجدے کر لیئے جائیں تب بھی جائز ہے۔

نماز کے واجبات چونکہ اس سے پہلے بیان ہو چکے ہیں لہذا یہاں اب ہر واجب کے ترک کا ذکر کرنا بیکار ہے ہاں چند واجبات کا بحسب ضرورت ذکر کیا جاتا ہے۔

اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ یا دوسری سورت چھوڑ جائے اور اسی رکعت کے رکوع میں یا بعد رکوع کے یاد آجائے تو اس کو چاہیئے کہ کھڑا ہو جائے اور چھوٹی ہوئی سورت کو پڑھ لے اور پھر رکوع کرے اور سجدۂ سہو کرے اس لیئے کہ رکوع کے ادا کرنے میں تاخیر ہو گئی اور اگر سورۂ فاتحہ وغیرہ چھوٹ جائے اور دوسری رکعت میں یاد آئے تو اگر

Marfat.com

دوسری سورت چھوٹی ہے تو اس کو پڑھ لے اور سورۂ فاتحہ چھوٹی ہو تو اس کو نہ پڑھے ورنہ ایک رکعت میں دو سورۂ فاتحہ ہو جائیں گی اور تکرار سورۂ فاتحہ کی مشروع نہیں اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔

اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ سے پہلے دوسری سورت پڑھ جائے اور اسی وقت اس وقت اس کو خیال آجائے تو چاہیئے کہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد پھر سورت پڑھے اور سجدۂ سہو کرے اس لئے کہ دوسری سورت کا سورۂ فاتحہ کے بعد پڑھنا واجب ہے اور یہاں اس کے خلاف ہوا۔

اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ دو مرتبہ پڑھ جائے تو اس کو بھی سجدہ سہو کرنا چاہیئے اس لئے کہ سورۂ فاتحہ ایک مرتبہ پڑھنے کے بعد دوسری سورت کا ملانا واجب ہے۔

اگر آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص بلند آواز سے قرأت کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں امام آہستہ آواز سے قرأت کرے تو اس کو سجدۂ سہو کرنا چاہیئے۔ ہاں اگر آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قرأت بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کے لئے کافی نہ ہو مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔

اگر کوئی شخص حالت قیام میں التحیات پڑھ جائے تو اگر پہلی رکعت ہو اور سورۂ فاتحہ سے پہلے پڑھے تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ تحریمہ اور سورۂ فاتحہ کے درمیان میں کوئی ایسی چیز پڑھنا چاہیئے جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہو اور التحیات بھی اسی قسم سے ہے اور اگر قرأت کے بعد پڑھے یا دوسری رکعت میں پڑھے خواہ قرأت سے پہلے یا قرأت کے بعد اس کو سجدۂ سہو کرنا چاہیئے اس لئے کہ قرأت کے بعد فوراً رکوع کرنا واجب ہے اور دوسری رکعت کی ابتدا بھی قرأت سے کرنا واجب ہے۔

اگر کوئی شخص قومہ بھول جائے یا سجدوں کے درمیان میں جلسہ نہ کرے تو اس کو بھی سجدۂ سہو کرنا چاہیئے۔

اگر کوئی شخص کسی رکعت میں ایک ہی سجدہ کرے دوسرا سجدہ بھول جائے اور دوسری رکعت میں یا دوسری رکعت کے بعد یا قعدۂ اخیرہ میں قبل التحیات پڑھنے کے یاد آجائے تو اس سجدے کو ادا کرلے اور سجدۂ سہو کرے اور اگر قعدۂ اخیرہ میں بعد التحیات کے یاد کرے تو اس سجدے کو ادا کرکے پھر التحیات پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔

Marfat.com

اگر کوئی شخص کسی رکعت میں پہلے سجدہ کر لے رکوع نہ کرے اور دوسری رکعت سے پہلے اس کو یاد آجائے تو اس کو چاہیئے کہ رکوع کرے اور پھر سجدہ کرے اس کے بعد دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو اور سجدۂ سہو کرے اور اگر دوسری رکعت سے پہلے نہ یاد آئے بلکہ دوسری رکعت میں تو دوسری رکعت کا رکوع پہلی رکعت کا رکوع سمجھا جائے گا اور پر دوسری رکعت کالعدم ہو جائے گی اس کے عوض میں اور رکعت اس کو پڑھنا ہو گی۔ اس صورت میں بھی سجدۂ سہو کرنا ہو گا۔

اگر کوئی شخص قعدہ اولیٰ بھول جائے تو اگر پورا کھڑا ہو چکا ہو تو پھر نہ بیٹھے اور سجدۂ سہو کر لے اور اگر پورا نہ کھڑا ہوا ہو بلکہ سجدے سے قریب ہو یعنی گھٹنوں سے اونچا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے اور اس صورت میں سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔

اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو جائے اور قبل سجدہ کرنے کے اس کو یاد آئے تو اس کو چاہیئے کہ بیٹھ جائے اور سجدہ سہو کر لے اور اگر سجدہ کر چکا ہو تو پھر نہیں بیٹھ سکتا بلکہ اس کی یہ نماز اگر فرض کی نیت سے پڑھتا تھا تو نفل ہو جائے گی اور اس کو اختیار ہے کہ اس رکعت کے ساتھ دوسری رکعت اور ملا دے تاکہ یہ رکعت بھی ضائع نہ ہو اور دو رکعتیں یہ بھی نفل ہو جائیں۔ اگر عصر اور فجر کے فرض میں یہ واقعہ پیش آئے تب بھی دوسری رکعت ملا سکتا ہے اس لئے کہ عصر اور فجر کے فرض کے بعد نفل مکروہ ہے اور یہ رکعتیں فرض نہیں رہیں بلکہ نفل ہو گئی ہیں۔ پس گویا فرض سے پہلے نفل پڑھی گئی اور اس میں کچھ کراہت نہیں مغرب کے فرض میں صرف یہی رکعت کافی ہے دوسری رکعت نہ ملائے ورنہ پانچ رکعت ہو جائیں گی اور نفل میں طاق رکعتیں منقول نہیں اور اس صورت میں سجدۂ سہو کی ضرورت نہ ہو گی۔ (در مختار۔ ردالمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ میں بعد اس قدر بیٹھنے کے جس میں التحیات پڑھی جا سکے کھڑا ہو جائے تو اگر سجدہ نہ کر چکا ہو تو بیٹھ جائے اور سجدۂ سہو کر لے اس لئے کہ سلام کے ادا کرنے میں جو واجب تھا تاخیر ہو گئی اور اگر سجدہ کر چکا ہو تو اس کو چاہیئے کہ ایک رکعت اور ملا دے تاکہ یہ رکعت ضائع نہ ہو اور اگر رکعت نہ ملائے بلکہ اسی رکعت کے بعد سلام پھیر دے تب بھی جائز ہے مگر ملا دینا بہتر ہے۔ اس صورت میں اس کی وہ رکعتیں اگر فرض کی نیت کی تھی تو فرض ہی رہیں گی ورنہ ہو جائیں گی عصر اور فجر کے فرض میں بھی دوسری

رکعت ملا سکتا ہے اس لئے کہ بعد عصر اور فجر کے فرض کے قصداً نفل پڑھنا مکروہ ہے اگر سہواً پڑھ لی جائے تو کچھ کراہت نہیں اس صورت میں فرض کے بعد جو دو رکعتیں پڑھی گئی ہیں یہ ان مؤکدہ سنتوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتیں جو فرض کے بعد ظہر، مغرب، عشاء کے وقت مسنون ہیں کیونکہ ان سنتوں کا نئی تحریمہ سے ادا کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے۔(درمختار۔ ردالمختار)

اگر کوئی شخص نماز میں ایسا فعل کرے جو تاخیر فرض یا واجب کا سبب ہو جائے تو اس کو سجدۂ سہو کرنا چاہیئے۔

مثال ۔ ۱۔ سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی شخص اس قدر سکوت کرے جس میں کوئی رکن ادا ہو سکے۔ ۲۔ کوئی شخص قرأت کے بعد اتنی دیر تک سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے۔ ۳۔ کوئی شخص قعدۂ اولیٰ میں بعد التحیات کے اتنی ہی دیر تک چپ بیٹھا رہے یا درود شریف پڑھے یا کوئی دعا مانگے ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

اگر کسی شخص سے سہو ہو گیا ہو اور سجدۂ سہو کرنا اس کو یاد نہ رہے یہاں تک کہ نماز ختم کرنے کی غرض سے سلام پھیر دے اس کے بعد اس کو سجدۂ سہو کا خیال آئے تو اب بھی وہ سجدۂ سہو کر سکتا ہے تاوقتیکہ قبلے سے نہ پھرے یا کلام نہ کرے۔

اگر کسی نے ظہر کی فرض میں دو ہی رکعت کے بعد یہ سمجھ کر کہ میں چاروں رکعتیں پڑھ چکا ہوں سلام پھیر دیا اور بعد سلام کے خیال آیا تو اس کو چاہیئے کہ دو رکعتیں اور پڑھ کر نماز تمام کر دے اور سجدۂ سہو کر لے۔

اگر کسی کو نماز میں شک ہو جائے کہ کتنی رکعتیں پڑھ چکا ہے تو اگر اس کی عادت شک کرنے کی نہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ پھر نئے سرے سے نماز پڑھے اور اگر اس کو شک ہوا کرتا ہو تو اپنے غالب گمان پر عمل کرے یعنی جتنے رکعتیں اس کو غالب گمان سے یاد پڑیں اسی قدر رکعتیں سمجھے کہ پڑھ چکا ہے اور اگر غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو کمی کی جانب کو اختیار کرے مثلاً کسی کو ظہر کی نماز میں شک ہو کہ تین رکعت پڑھ چکا ہے یا چار اور غالب گمان کسی طرف نہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ تین رکعتیں شمار کرے اور ایک رکعت اور پڑھ کر نماز پوری کرے اور سب صورتوں میں اس کو سجدہ سہو کرنا چاہیئے۔

اور اگر کسی شخص کو کسی رکعت کے بعد یہ شبہہ ہو کہ اس کے بعد قعدہ کرنا چاہیئے

Marfat.com

خواہ قعدۂ اولیٰ کا شبہ ہو یا قعدۂ اخیرہ کا تو اس کو چاہیئے کہ وہاں قعدہ کر دے اور سجدہ سہو کر لے۔

قضا نمازوں کا بیان

بے عذر نماز کا قضا کرنا گناہ کبیرہ ہے جو بے صدق دل سے توبہ کیئے ہوئے معاف نہیں ہوتا۔ حج کرنے سے بھی گناہ کبیرہ معاف ہوتے ہیں اور ارحم الراحمین کو اختیار ہے کہ بے کسی وسیلہ اور سبب کے معاف کر دے۔

اگر چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہو گئی ہو تو ان کو چاہیئے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں اگر بلند آواز کی ہو تو بلند آواز سے قرأت کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔

قضا نماز کا بالاعلان ادا کرنا گناہ ہے اس لیئے کہ نماز کا قضا ہونا گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا گناہ ہے نماز قضا کے پڑھنے کا وہی طریقہ ہے جو ادا نماز کا ہے قضا نماز میں یہ بھی نیت کرنا چاہیئے کہ میں فلاں نماز کی قضا پڑھتا ہوں اور اگر نہ نیت کرے تب بھی جائز ہے اس لیئے کہ قضا بہ نیت ادا اور ادا بہ نیت قضا درست ہے۔

فرض نمازوں کی قضا بھی فرض اور واجب کی قضا واجب ہے وتر کی قضا واجب ہے اور اسی طرح نذر کے نماز کی اور اس نفل کی جو شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو اس لیئے کہ نفل بعد شروع کرنے کے واجب ہو جاتی ہے۔ سنن مؤکدہ وغیرہ یا اور کسی نفل کی قضا نہیں ہو سکتی بلکہ جو نماز ان کی قضا کی غرض سے پڑھی جائے گی وہ مستقل نماز علیحدہ سمجھی جائے گی اس کی قضا نہ ہو گی ہاں فجر کی سنتوں کے لیئے یہ حکم ہے کہ اگر فرض کے ساتھ قضا ہو جائیں اور فرض کی قضا قبل زوال کے پڑھی جائے تو وہ سنتیں بھی پڑھی جائیں اور اگر زوال کے بعد پڑھی جائے تو نہیں اور اگر صرف سنتیں قضا ہوئی ہوں تو بعد طلوع آفتاب کے زوال سے پہلے پڑھ لی جائیں۔ اور ظہر کی سنتوں کے لیئے یہ حکم ہے کہ اگر رہ جائیں تو وقت کے اندر قبل ان دو سنتوں کے جو فرض کے بعد ہیں پڑھ لی جائیں وقت کے بعد نہیں پڑھی جا سکتیں خواہ فرض کے ساتھ رہ جائیں یا تنہا۔

وقتی نماز اور قضا نماز میں اور ایسا ہی قضا نمازوں میں باہم ترتیب ضروری

ہے بشرطیکہ وہ قضا فرض نماز ہو یا وتر کی مثلاً کسی کی ظہر کی نماز قضا ہوگئی ہو تو ظہر کی قضا اور عصر کی وقتی نماز میں اس کو ترتیب کی رعایت ضروری ہے یعنی جب تک پہلے ظہر کی قضا نہ پڑھ لے گا عصر کا فرض نہیں پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نفل ہو جائے گی اور اور اگر کسی نے وتر نہ پڑھی ہو تو وہ فجر کا فرض بے وتر ادا کئے ہوئے نہیں پڑھ سکتا اسی طرح اگر کسی کے ذمہ فجر اور ظہر کی قضا ہو تو ان دونوں کے آپس میں بھی ترتیب ضروری ہے یعنی جب تک پہلے فجر کی قضا نہ پڑھ لے گا ظہر کی قضا نہیں پڑھ سکتا اور اگر پڑھے گا تو وہ نفل ہو جائے گی اور ظہر کی قضا بدستور اس کے ذمہ باقی رہے گی۔ ہاں اگر بعد اس قضا کے پانچ نمازیں اسی طرح پڑھ لی جائیں تو پھر یہ پانچوں صحیح ہو جائیں گی یعنی نفل نہ ہوں گی فرض رہیں گی۔ چنانچہ آگے بیان ہوگا ترتیب ان تین صورتوں میں ساقط ہو جاتی ہے۔

پہلی صورت نسیان یعنی قضا نماز کا یاد نہ رہنا اگر کسی کے ذمہ قضا نماز ہو اور اس کو وقتی نماز پڑھتے وقت اس کے ادا کرنے کا خیال نہ رہے تو اس پر ترتیب واجب نہیں اور اس کی وقتی نماز جس کو ادا کر رہا ہے صحیح ہو جائے گی اس لئے کہ قضا نماز پڑھنے کا حکم یاد کرنے پر مشروط ہے۔ اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں مختلف ایام میں قضا ہوئی ہوں مثلاً ظہر کسی دن کی اور عصر کسی دن کی اور اس کو یہ نہ یاد رہے کہ پہلے کون قضا ہوئی تھی تو اس صورت میں ان کی آپس کی ترتیب ساقط ہو جائے گی جس کو چاہے پہلے ادا کرے چاہے پہلے ظہر کی قضا پڑھے یا عصر کی یا مغرب کی۔ (شامی)

اگر نماز شروع کرتے وقت قضا نماز کا خیال نہ تھا بعد شروع کرنے کے خیال آیا تو اگر قبل قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھنے کے یا بعد التحیات پڑھنے کے مگر قبل سلام کے یہ خیال آجائے تو وہ نماز اس کی نفل ہو جائے گی اور فرض اس کو پھر پڑھنا ہوگا۔ (شامی)

اگر کسی شخص کو وجوب ترتیب کا علم نہ ہو یعنی یہ نہ جانتا ہو کہ پہلے قضا نمازوں کو بغیر پڑھے ہوئے وقتی نمازوں کو نہ پڑھنا چاہیئے تو اس کا یہ جہل بھی نسیان کے حکم میں رکھا جائے گا اور ترتیب اس سے ساقط ہو جائے گی۔ (ردالمختار)

دوسری صورت۔ وقت کا تنگ ہو جانا۔ اگر کسی کے ذمہ کوئی قضا نماز ہو اور وقتی نماز ایسے تنگ وقت پڑھے جس میں صرف ایک نماز کی گنجائش ہو

خواہ اس وقتی کو پڑھ لے یا اس قضا کو تو اس صورت میں ترتیب ساقط ہو جائے گی اور بغیر اس قضا کے پڑھے ہوئے وقتی نماز کا پڑھنا اس شخص کے لئے درست ہو گا عصر کی نماز میں وقت مستحب کا اعتبار کیا گیا ہے یعنی اگر مستحب وقت میں صرف اسی قدر گنجائش ہو کہ صرف عصر کا فرض پڑھا جا سکتا ہو اس سے زیادہ کی گنجائش نہ ہو تو ترتیب ساقط ہو جائے گی اگرچہ اصل وقت میں گنجائش ہو اس لئے کہ بعد آفتاب زرد ہو جانے کے نماز مکروہ ہے۔ (شامی)

اگر کسی کے ذمہ کئی نمازوں کی قضا ہو اور وقت میں سب کی گنجائش نہ ہو بعض کی گنجائش ہو تب بھی صحیح یہ ہے کہ ترتیب ساقط ہو جائے گی اور اس پر یہ ضروری نہ ہو گا کہ جس قدر قضا نمازوں کی گنجائش وقت میں نہ ہو پہلے ان کو ادا کر لے اس کے بعد وقتی نماز جائے مثلاً کسی کی عشا کی نماز قضا ہوئی تھی اور فجر کو ایسے تنگ وقت میں اٹھا کہ صرف پانچ رکعت کی گنجائش ہو تو اس پر یہ ضروری نہیں کہ پہلے وتر پڑھ لے تب صبح کی نماز بلکہ بے وتر ادا کئے ہوئے بھی اگر صبح کے فرض پڑھے گا تو درست ہے

تیسری صورت۔ قضا نمازوں کا پانچ سے زیادہ ہو جانا۔ وتر کا حساب ان پانچ نمازوں میں نہیں ہے اگر وہ بھی ملا لی جائے تو یوں کہیں گے کہ چھ سے زیادہ ہو نا یہ قضا نمازیں خواہ حقیقۃً قضا ہوں جیسے وہ نمازیں جو اپنے وقت میں نہ پڑھی جائیں یا حکماً قضا ہوں جیسے وہ نمازیں جو کسی نماز کے بعد باوجود ترتیب واجب ہونے کے بے اس کے ادا کئے ہوئے پڑھ لی جائیں مثلاً کسی سے فجر کی نماز قضا ہوئی ہو اور وہ ظہر کی نماز بے اس کے ادا کئے ہوئے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے پڑھ لے تو یہ ظہر کی نماز حکماً قضا میں شمار ہو گی اس کے بعد عصر کی نماز بھی حکماً قضا میں سمجھی جائے گی اگر بے ادا کئے ہوئے ان دونوں نمازوں کے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے پڑھ لے اسی طرح مغرب اور عشا کی بھی پھر جب دوسرے دن کی فجر پڑھے گا تو چونکہ اس سے قضا نمازیں پانچ ہو چکی تھیں ایک حقیقۃً اور چار حکماً لہذا اب اس کے اوپر ترتیب واجب نہ تھی اور یہ فجر کی نماز اس کی صحیح ہو گی۔

پانچ نمازوں تک ترتیب باقی رہتی ہے اگرچہ وہ مختلف اوقات میں قضا ہوئی ہوں اور زمانہ بھی گزر چکا ہو مثلاً کسی کی کوئی قضا نماز ہوئی تھی اور وہ اس کو یاد نہ رہی

Marfat.com

چند روز کے بعد پھر اس کی کوئی نماز قضا ہو گئی اور اس کا بھی خیال اس کو نہ رہا پھر چند روز کے بعد اس کی کوئی نماز قضا ہوئی اور اس کا بھی اس کو خیال نہ رہا پھر چند روز کے بعد اس کی کوئی نماز قضا ہوئی اور اس کا بھی اس کو خیال نہ رہا پھر چند روز کے بعد اور کوئی نماز قضا ہوئی اور وہ بھی اس کو یاد نہ رہی تو اب یہ پانچ نمازیں ہو گئیں اب تک ان میں ترتیب واجب ہے یعنی ان کے یاد ہونے ہوئے باوجود وقت میں گنجائش کے وقتی فرض اگر پڑھے گا تو وہ صحیح نہ ہوگی اور نفل ہو جائے گی۔ (در مختار۔ رد المختار)

ترتیب ساقط ہو جانے کے بعد پھر عود نہیں کرتی مثلاً کسی کی قضا نمازیں پانچ سے زیادہ ہو جائیں اور اس سبب سے اس کی ترتیب ساقط ہو جائے بعد اس کے وہ اپنی قضا نمازوں کو ادا کرنا شروع کرے یہاں تک کہ ادا کرتے کرتے پانچ رہ جائیں تو اب وہ صاحب ترتیب نہ ہوگا اور بغیر ان کے ادا کئے ہوئے باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے جو فرض نماز پڑھے گا وہ صحیح ہوگی۔

اگر کسی کی کوئی نماز قضا ہو گئی ہو اور اس کے بعد اس نے پانچ نمازیں اور پڑھ لی ہوں اور اس قضا نماز کو باوجود یاد ہونے کے اور وقت میں گنجائش کے نہ پڑھا ہو تو پانچویں نماز کا وقت گزر جانے کے بعد یہ پانچوں نمازیں اس کی صحیح ہو جائیں گی یعنی فرض رہیں گی اس لئے کہ یہ پانچوں نمازیں حکماً قضا ہیں اور وہ ایک حقیقۃً قضا سب مل کر پانچ سے زیادہ ہو گئیں لہذا ان میں ترتیب ساقط ہو گئی اور ان کا ادا کرنا خلاف ترتیب درست ہو گیا۔

اگر کسی کی نمازیں حالت سفر میں قضا ہوئی ہوں اور اقامت کی حالت میں ان کو ادا کرے تو قصر کے ساتھ قضا کرنا چاہیے یعنی چار رکعت والی نماز کی دو رکعت اسی طرح حالت اقامت میں جو نمازیں قضا ہوئی تھیں ان کی قضا حالت سفر میں پڑھے تو پوری چار رکعتیں پڑھے قصر نہ کرے۔ (در مختار وغیرہ)

نفل نمازیں شروع کر دینے کے بعد واجب ہو جاتی ہیں اگرچہ وہ کسی وقت مکروہ میں شروع کی جائیں یعنی ان کا تمام کرنا ضروری ہے اور اگر کسی قسم کا فساد یا کراہت تحریمہ اس میں آ جائے تو ان کی قضا پڑھنا واجب ہو جاتی ہے بشرطیکہ وہ نفل قصداً شروع کی جائے اور شروع کرنا اس کا صحیح ہوا گر قصداً نہ شروع کی جائے مثلاً کوئی شخص یہ خیال کرکے

Marfat.com

کہ میں نے ابھی فرض نماز نہیں پڑھی فرض کی نیت سے نماز شروع کرے بعد اس کے اس کو یاد آجائے کہ میں فرض پڑھ چکا تھا تو یہ نماز اس کی نفل ہو جائے گی اس کا تمام کرنا اس پر ضروری نہ ہوگا اور اگر اس میں فساد وغیرہ آجائے گا تو اس کی قضا بھی اس کو نہ پڑھنا پڑے گی اسی طرح اگر کوئی قعدۂ اخیر میں سہوا کھڑا ہو جائے اور دو رکعتیں پڑھ لے تو یہ دو رکعتیں اس کی نفل ہو جائیں گی اور چونکہ قصداً نہیں شروع کی گئیں اس لئے ان کا تمام کرنا اس پر ضروری نہیں نہ فاسد ہو جانے کی صورت میں اس کی قضا ضروری ہے اور اگر شروع کرنا صحیح نہ ہو تب بھی اس کا تمام کرنا اور فاسد ہو جانے کی صورت میں اس کی قضا نہ کرنا ہوگی مثلاً کوئی مرد کسی عورت کی اقتدا میں نفل نماز شروع کرے تو یہ شروع کرنا ہی اس کا صحیح نہ ہوگا۔

اگر نفل نماز شروع کر دینے کے بعد فاسد کر دی جائے تو صرف دو رکعتوں کی قضا واجب ہوگی اگرچہ نیت دو رکعت سے زیادہ کی کی ہو اس لئے کہ نفل کا ہر شفع یعنی ہر دو رکعتیں علیحدہ نماز کا حکم رکھتی ہیں۔

اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور اس کے دونوں شفع میں قرأت نہ کرے یا پہلے شفع میں قرأت نہ کرے یا دوسرے میں نہ کرے یا صرف پہلے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے یا صرف دوسرے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے یا پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں اور دوسرے شفع کی ایک رکعت میں نہ کرے تو ان سب چھ صورتوں میں دو ہی رکعت کی قضا اس کے ذمہ لازم ہوگی۔ پہلی دوسری صورت میں صرف پہلے شفع اس لئے کہ پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں قرأت نہ کرنے کے سبب سے اس کی تحریمہ فاسد ہو گئی اور دوسرے شفع کی بنا اس پر صحیح نہ ہوگی گویا دوسرا شفع شروع ہی نہیں کیا گیا پس اس کی قضا بھی لازم نہ ہوگی تیسری صورت میں صرف دوسرے شفع کی اس سبب سے کہ پہلے شفع میں کچھ فساد نہیں آیا فساد صرف دوسرے شفع میں آیا ہے۔ چوتھی صورت میں صرف پہلے شفع کی اس لئے کہ فساد صرف اس میں آیا ہے دوسرا شفع بالکل صحیح ہے پانچویں صورت میں صرف دوسرے شفع کی اس لئے کہ فساد صرف اس میں آیا ہے پہلا شفع بالکل صحیح ہے چھٹی صورت میں صرف پہلے شفع کی اس لئے کہ پہلے شفع کی دونوں رکعتوں میں قرأت نہ کرنے کے سبب سے اس کی تحریمہ فاسد ہو جائے گی اور دوسرے شفع کی

Marfat.com

بنا اس پر صحیح نہ ہوگی لہذا اس کی قضا اس کے ذمہ لازم نہ ہوگی۔

اگر کوئی شخص چار رکعت نفل کی نیت کرے اور ہر شفع کی ایک ایک رکعت میں قرأت کرے ایک ایک میں نہ کرے یا پہلے شفع کی ایک اور دوسرے کی دونوں صورتوں میں چار رکعت کی قضا پڑھنا ہوگی اس لئے کہ ان دونوں صورتوں میں پہلے شفع کی تحریمہ فاسد نہیں ہوئی لہذا دوسرے شفع کی بنا اس پر صحیح ہوگی اور فساد دونوں شفعوں میں آیا ہے۔

حیض و نفاس کی حالت میں جو نمازیں نہ پڑھی جائیں وہ معاف ہیں ان کی قضا نہ کرنی چاہیئے ہاں اگر حیض و نفاس سے کسی ایسے وقت میں فراغت حاصل ہو جائے کہ اس میں تحریمہ کی بھی گنجائش ہو تو اس وقت کے نماز کی قضا اس کو پڑھنا ہوگی۔ اور اگر وقت میں زیادہ گنجائش ہو تو اسی وقت اس نماز کو پڑھ لے اگرچہ پڑھ چکی ہو اس لئے کہ اس سے پہلے اس پر نماز فرض نہ تھی اب فرض ہوئی ہے اس سے پہلے پڑھنے کا کچھ اعتبار نہیں یعنی فرض نہیں ساقط ہو سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی نابالغ ایسے وقت میں بالغ ہو تو اس کو بھی اس وقت کے نماز کی قضا پڑھنا ہوگی اس مسئلے کی تفصیل حیض کے بیان میں ہو چکی ہے۔

اسی طرح اگر کوئی لڑکا عشا کی نماز پڑھ کر سوئے اور بعد طلوع فجر کے بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو اس کو چاہیئے کہ عشا کی نماز کا پھر اعادہ کرے۔ (فتاوی قاضی خاں)

اگر کسی عورت کو آخر وقت میں حیض یا نفاس آجائے اور ابھی تک اس نے نماز نہ پڑھی ہو تو اس وقت کی نماز اس سے معاف ہے اس کی قضا اس کو نہ کرنا ہوگی۔ (شرح وقایہ وغیرہ)

اگر کسی کو جنون یا بیہوشی طاری ہو جائے اور چھ نمازوں کے وقت تک رہے تو اس کے ذمہ ان نمازوں کی قضا نہیں وہ نمازیں معاف ہیں ہاں اگر پانچ نمازوں تک بیہوشی رہے اور چھٹی نماز میں اس کو ہوش آجائے تو ان نمازوں کی قضا اسکو کرنا ہوگی۔

جو کافر دار الحرب میں اسلام لائے اور مسائل نہ جاننے کے سبب سے نماز نہ پڑھے تو جتنے دن وہاں رہنے کے سبب سے اس کی نمازیں گئی ہوں ان نمازوں کی قضا اس کے ذمے ہیں۔ (در مختار وغیرہ)

Marfat.com

اگر کسی کی بہت نمازیں قضا ہو چکی ہوں اور ان کو ادا کرنا چاہے تو قضا کے وقت ان کی تعیین ضروری ہے اس طرح کہ میں اس فجر کی قضا پڑھتا ہوں کہ جو سب کے آخر میں مجھ سے قضا ہوئی ہے پھر اس کے بعد یہ نیت کرے کہ میں اس فجر کی پڑھتا ہوں جو اس سے پہلے مجھ سے قضا ہوئی تھی اس طرح ظہر عصر وغیرہ کی نمازوں میں بھی تعیین کرے۔

اگر کسی شخص کی کچھ نمازیں حالت مرض میں فوت ہوئی ہوں اور وہ ان کے ادا کرنے پر قادر تھا اگرچہ اشارے ہی سے سہی تو اس کو چاہیئے کہ مرتے وقت اپنے وارثوں سے وصیت کر جائے کہ میرے مال میں سے ہر نماز کے عوض میں صدقہ دیدینا اور اس کے وارث اس کے مال کی تہائی سے ہر نماز کے عوض میں سوا سیر گیہوں یا ڈھائی سیر جو یا ان کی قیمت محتاجوں کو دے دیں انشاء اللہ تعالیٰ ان نمازوں کی قضا اس میت کے ذمہ سے اتر جائے گی۔

نماز کا شروع کر کے قطع کر دینا بے کسی عذر کے حرام ہے خواہ فرض نماز ہو یا واجب یا نفل اور اگر مال کے خوف سے قطع کر دی جائے خواہ اپنا مال ہو یا کسی دوسرے مسلمان بھائی کا تو جائز ہے مثلاً کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور کسی کو دیکھے کہ اس کا یا کسی دوسرے کا مال چرائے لئے جاتا ہے اور اگر اس کی تکمیل کے لئے قطع کرے تو مستحب ہے مثلاً کوئی شخص تنہا فرض پڑھ رہا ہو اور جماعت میں شریک ہونے کی غرض سے جو نماز کی تکمیل کا ذریعہ ہے اس فرض کو توڑ دے اور اپنی یا کسی دوسرے کی جان بچانے کے لئے قطع کرنا فرض ہے۔

اگر کوئی شخص کسی کو نماز کی حالت میں فریاد رسی کے لئے بلائے تو ایسی حالت میں بھی توڑ دینا فرض ہے اگرچہ یہ نہ معلوم ہو کہ اس پر کون مصیبت آئی ہے یا معلوم ہو اور جانتا ہو کہ میں اس کی مدد کر سکوں گا۔

اگر کسی کو نماز پڑھنے کی حالت میں اس کے ماں یا باپ پکاریں تو اگر فرض نماز ہو تو نہ توڑے اور نفل ہو اور وہ جانتے ہوں کہ نماز میں ہے تو بھی نہ توڑنا بہتر ہے اور توڑ دے تو کچھ مضائقہ نہیں اور اگر وہ لوگ نہ جانتے ہوں کہ نماز میں ہے تو توڑ دے اس خیال سے کہ وہ ناخوش نہ ہو جائیں۔ (شامی وغیرہ)

Marfat.com

مریض اور معذور کی نماز

اگر کوئی شخص کسی مرض کی وجہ سے نماز کے ارکان ادا کرنے پر پورے طور سے قادر نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنی طاقت اور قدرت کے موافق ارکان نماز کو ادا کرے۔

اگر قیام پر قدرت نہ ہو کہ اگر کھڑا ہو تو گر پڑے یا کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے کا خوف ہو یا کھڑے ہونے سے بدن میں کہیں سخت درد ہونے لگتا ہو تو اس پر قیام فرض نہیں اس کو چاہیئے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدے سر کے اشارے سے کرے اگر مسنون طریقہ سے بیٹھ سکتا ہو یعنی جس طریقے سے التحیات پڑھنے کے لئے حالت صحت میں بیٹھنا چاہیئے تو اسی طرح بیٹھے ورنہ جس طریقہ سے بیٹھنے میں اس کو آسانی ہو اسی طرح بیٹھے اور اگر تھوڑی دیر کھڑا ہو سکتا ہو تو اسکو چاہیئے کہ نماز کھڑے ہو کر شروع کرے اور جتنی دیر تک کھڑا ہو جائے کھڑا رہے بعد اس کے بیٹھ جائے حتیٰ کہ اگر صرف بقدر تکبیر تحریمہ کے کھڑے ہونے کی قوت ہو تب بھی اس کو چاہیئے کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے بعد اس کے بیٹھ جائے اگر نہ کھڑا ہو گا تو نماز نہ ہو گی اسی طرح اگر کسی چیز کے سہارے سے خواہ لکڑی کے یا تکیہ کے یا کسی آدمی کے کھڑا ہو سکتا ہو تب بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیئے۔ (درمختار۔ ردالمختار وغیرہ)

اگر کسی شخص کے پاس کپڑا اس قدر ہو کہ کھڑا ہونے کی حالت میں اس کا جسم عورت نہ چھپ سکتا ہو ہاں بیٹھنے کی حالت میں چھپ جاتا ہو تو اس صورت میں بھی کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھنا چاہیئے۔ اسی طرح اگر کوئی کمزور آدمی کھڑے ہونے سے ایسا ضعیف ہو جاتا ہو یا ضیق النفس میں مبتلا ہو جاتا ہو کہ قرأت نہ کر سکے تو اس کو بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا چاہیئے۔

(درمختار۔ شامی وغیرہ)

اگر رکوع اور سجدے یا صرف سجدے پر قدرت نہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ بیٹھ کر نماز پڑھے اگرچہ کھڑے ہونے کی قوت ہو اور رکوع اور سجدہ سر کے اشارے سے کرے سجدے کے لئے رکوع کی بہ نسبت زیادہ سر جھکاوے۔ کسی چیز کا پیشانی کے برابر اٹھا کر اس پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر کوئی اونچی چیز پیشانی کے برابر رکھ دی جائے اور اس پر سجدہ کیا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

Marfat.com

اگر کوئی مریض بیٹھنے سے بھی معذور رہو یعنی نہ اپنی قوت سے بیٹھ سکتا ہو نہ کسی کے سہارے سے تو اس کو چاہیئے کہ لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ لیٹنے کی حالت میں بہتر یہ ہے کہ چت لیٹے پیر قبلے کی طرف ہوں اور سر کے نیچے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ لے تاکہ منہ قبلے کے سامنے ہو جائے اور اگر پہلو پر لیٹے خواہ داہنے پر یا بائیں پہلو پر تب بھی درست ہے بشرطیکہ منہ قبلے کی طرف ہو اور سر سے رکوع سجدے کا اشارہ کرنا چاہیئے سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارے سے جھکا ہوا ہو۔ آنکھ یا ابرو وغیرہ کے اشارے سے سجدہ کرنا کافی نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

اگر کوئی عورت دردِ زہ میں مبتلا ہو مگر ہوش حواس قائم ہوں تو اس کو چاہیئے کہ بہت جلد نماز پڑھ لے تاخیر نہ کرے مبادا نفاس میں مبتلا ہو جائے ہاں اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں یہ خوف ہو کہ اگر اسی حالت میں بچہ پیدا ہو جائے گا تو اس کو صدمہ پہنچے گا تو بیٹھ کر پڑھے۔ اسی طرح اگر کسی عورت کے خاص حصے سے بچے کا کچھ حصہ نصف سے کم باہر آ گیا ہو مگر ابھی تک نفاس نہ ہوا ہو تو اس کو بھی نماز میں تاخیر کرنا جائز نہیں بیٹھے بیٹھے نماز پڑھے اور زمین میں کوئی گڑھا کھود کر روئی سو وغیرہ بچھا کر بچے کا سر اس میں رکھ دے یہ بھی نہ ممکن ہو تو اشاروں سے نماز پڑھ لے۔ (خزانۃ الروایات وغیرہ)

اگر کوئی مریض سر سے اشارہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اس کو چاہیئے کہ نماز اس وقت نہ پڑھے بعد صحت کے اس کی قضا پڑھ لے پھر اگر یہی حالت اس کی پانچ نمازوں سے زیادہ تک رہے تو اس پر ان نمازوں کی قضا بھی نہیں جیسا کہ قضا کے بیان میں گزر چکا۔

اگر کسی مریض کو رکعتوں کا شمار یاد نہ رہتا ہو تو اس پر بھی اس وقت کی نماز کا ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ بعد صحت کے ان کی قضا پڑھ لے ہاں اگر کوئی شخص اس کو بتلاتا جائے اور وہ پڑھ لے تو جائز ہے یہی حکم ہے اس شخص کا جو زیادہ بڑھاپے کے سبب سے مخبوط العقل ہو گیا ہو یعنی دوسرے شخص کے بتلانے سے اس کی نماز درست ہو جائے گی اور اگر کوئی بتلانے والا نہ ملے تو وہ اپنے غالب رائے پر عمل کرے۔ (نفع المفتی)

اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کی حالت میں بیمار ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ باقی نماز جس طرح پڑھ سکتا ہو تمام کر لے مثلاً اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا تھا اور اب کھڑے ہونے کی طاقت نہ رہی تو بیٹھ کر پڑھے رکوع سجدے سے بھی معذور ہو گیا ہو تو اشارے

سے رکوع سجدہ کرے بیٹھنے سے بھی معذور ہو گیا ہو تو لیٹ کر۔

اگر کوئی معذور حالت نماز میں قادر ہو جائے تو اگر صرف قیام سے معذور تھا اور بیٹھ کر رکوع سجدہ کرتا تھا اور اب کھڑے ہونے کی قدرت ہو گئی تو باقی نماز کھڑے ہو کر تمام کرے اور اگر رکوع سجدے سے بھی معذور تھا اور اس نے اشارے سے رکوع سجدہ کرنے کا ارادہ کر کے نیت باندھی تھی مگر ابھی تک کوئی رکوع سجدہ اشارے سے ادا نہیں کیا تھا اور اب اس کو رکوع سجدے پر قدرت ہو گئی تو وہ باقی نماز ابھی رکوع سجدے کے ساتھ ادا کرے اور اگر اشارے سے کوئی رکوع سجدہ کر چکا ہو تو وہ نماز اس کی فاسد ہو جائے گی اور پھر نئے سرے سے اس نماز کا پڑھنا اس پر لازم ہو گا۔

اگر کوئی شخص قرأت کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اس کو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔ (شامی وغیرہ)

نفل نماز میں جیسا کہ ابتدا میں بیٹھ کر پڑھنے کا اختیار حاصل ہے ویسا ہی درمیان نماز میں بھی بیٹھ جانے کا اختیار ہے اور اس میں کسی قسم کی کراہت نہیں (درمختار وغیرہ)

چلتی ہوئی کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے اگر یہ خوف ہو کہ چلتی ہوئی کشتی میں کھڑے ہونے سے سر گھومنے لگے گا۔

اگر کوئی کشتی دریا کے کنارے رکی ہوئی ہو تو وہ خشکی کے حکم میں ہے اور اس پر بیٹھ کر نماز کسی طرح جائز نہیں اور اگر دریا کے اندر رکی ہوئی ہو اور ہوا سے اس کو جنبش و حرکت بھی ہوتی ہو تو وہ چلتی ہوئی کشتی کے حکم میں ہے۔ کشتی میں نماز پڑھنے کی حالت میں استقبال قبلہ ضروری ہے اور جب کشتی اور کسی طرف پھرے کہ قبلہ بدل جائے تو نماز پڑھنے والے کو بھی پھر جانا چاہیئے تاکہ استقبال قبلہ نہ جانے پائے اگر استقبال قبلہ ممکن نہ ہو تو اخیر وقت تک تامل کرے جب دیکھے کہ اب نماز کا وقت جاتا ہے تو پھر جس طرف چاہے نماز پڑھ لے۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص کسی جانور پر سوار ہو اور اپنے گاؤں یا شہر کی آبادی سے باہر

Marfat.com

ہو تو اس کو تمام نوافل کا سوا سنت فجر کے اسی سواری پر بیٹھے بیٹھے پڑھنا جائز ہے رکوع سجدہ اشارہ سے کرے ایسی حالت میں استقبال قبلہ بھی شرط نہیں نہ نماز شروع کرتے وقت نہ حالت نماز میں بلکہ جس طرف وہ جانور جا رہا ہو اسی طرف نماز پڑھنا چاہیئے۔

اگر کسی شخص نے سواری پر نفل نماز شروع کی اور بعد اس کے بے عمل کثیر کے اس سواری سے اتر پڑا تو وہ اسی نماز کی بقیہ حصہ کو تمام کر لے نئے سرے سے نماز پڑھنے کی حاجت نہیں مگر اب استقبال قبلہ ضروری ہو جائے گا اور رکوع سجدہ اشارے سے کافی نہ ہوگا۔ اور اگر کسی نے اپنے گاؤں یا شہر سے باہر سواری پر نماز پڑھنا شروع کی تھی اور ابھی نماز تمام نہ ہونے پائی تھی کہ گاؤں یا شہر میں پہنچ گیا تو اس کو اسی سواری پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے بقیہ نماز تمام کر لینا چاہیئے اترنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

گاڑی وغیرہ کی سواری میں بھی نفل کا پڑھنا جائز ہے خواہ چلتی ہوئی گاڑی ہو یا کھڑی ہوئی۔ فرائض اور واجبات کا کسی جانور یا گاڑی کی سواری میں پڑھنا جائز نہیں۔ ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً سواری سے خود اتر نہ سکتا ہو یا اترنے کے بعد چڑھنا دشوار ہو یا اترنے میں کسی درندے جانور یا دشمن کا خوف ہو یا عورت کو اپنی بے حرمتی کا خوف ہو یا کیچڑ وغیرہ اس قدر ہو کہ اگر نیچے اتر کر نماز پڑھے تو منہ وغیرہ میں کیچڑ بھر جانے کا خوف ہو یا یہ خوف ہو کہ اگر اتر کر نماز پڑھے گا تو ساتھ کے لوگ آگے بڑھ جائیں گے اور خود تنہا رہ جائے گا ایسی صورتوں میں اسی سواری پر بیٹھے بیٹھے اشارے سے فرض اور واجب نمازوں کا پڑھنا بھی جائز ہے۔ مگر استقبال ضروری ہے۔ اور اگر گاڑی کا کوئی جز و جانور پر نہ ہو خواہ کھڑی ہو یا چلتی ہو جانور اس کو تسمہ یا رسّی کے سہارے سے کھینچ رہا ہو جس کا ایک سرا اس جانور پر ہو اور دوسرا سرا گاڑی پر فرائض اور واجبات کا بے عذر پڑھنا بھی جائز ہے مگر کھڑے ہو کر اور استقبال قبلہ کے ساتھ (شامی وغیرہ)

ریل کی سواری میں نماز پڑھنا جائز ہے خواہ فرض ہو یا نفل اور اترنے سے معذور ہو یا نہیں ہاں استقبال قبلہ ضروری ہے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنا چاہیئے (عمدۃ الرعایۃ)

اگر کھڑے ہونے میں ریل کی حرکت سے گر جانے کا خوف ہو جیسا کہ بعض

Marfat.com

ناہموار ٹبنوں میں ہوتا ہے تو پھر بیٹھ کر پڑھے۔

اگر کسی کے دانتوں میں درد ہوتا ہو اور بغیر منہ میں سرد پانی یا کوئی دوا ڈالے ہوئے درد میں سکون نہیں ہوتا تو اس کو چاہیئے کہ اگر کوئی شخص لائق امامت کے مل جائے تو اس کے پیچھے نماز پڑھ لے ورنہ اس حالت میں یعنی منہ میں دوا رکھے ہوئے خود ہی نماز پڑھ لے اور قرأت وغیرہ نہ کرے۔ (علبہ)

مسافر کی نماز

مسافر جب اپنے گاؤں یا شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے تو اس کو قصر یعنی چار رکعت کے فرض میں دو ہی رکعت پڑھنا واجب ہے اگر پوری چار رکعت پڑھے گا تو گنہگار ہوگا اور دو واجب اس سے ترک ہوں گے ایک قصر دوسرے قعدۂ اخیرہ کے بعد فوراً سلام پھیرنا اس لئے کہ پہلا قعدہ مسافر کے حق میں قعدۂ اخیرہ ہے اس کے بعد اس کو فوراً سلام پھیر دینا چاہیئے تھا اور اس نے نہیں پھیرا بلکہ کھڑا ہو گیا تین رکعت یا دو رکعت کے فرائض میں قصر نہیں ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسافر اگر چار رکعت پڑھے گا تو پہلی دو رکعتیں اس کی فرض ہو جائیں گی اور دوسری نفل اگر کوئی شخص اس مسافت کو جو متوسط چال سے تین دن سے کم میں طے کر لے نہیں طے ہو سکتی کسی تیز سواری کے ذریعہ سے مثل گھوڑے یا ریل وغیرہ کے تین دن سے کم میں طے کر لے تب بھی وہ مسافر سمجھا جائے گا متوسط چال سے مراد آدمی یا اونٹ کی متوسط رفتار ہے تین دن کی مسافت سے یہ مراد ہے کہ صبح سے دوپہر تک چلے نہ یہ کہ صبح سے شام تک اسی لئے ہم نے اس مسافت کا اندازہ چھتیس میل کیا ہے جیسا کہ اوپر لکھ چکے صبح سے دوپہر تک آدمی متوسط چال سے بارہ میل سے زیادہ نہیں چل سکتا۔

سفر خواہ جائز ہو یا ناجائز مثلاً کوئی شخص چوری کی غرض سے یا کسی کے قتل کے ارادے سے یا کوئی غلام اپنے مولیٰ کی بے اجازت یا کوئی لڑکا اپنے والدین کی خلاف مرضی سفر کرے ہر حال میں اس کو قصر کرنا چاہیئے۔

مسافر کو اس وقت تک قصر کرنا چاہیئے جب تک اپنے وطن اصلی نہ پہنچ جائے یا کسی مقام پر کم سے کم پندرہ دن ٹھہرنے کا قصد نہ کرے بشرطیکہ وہ مقام ٹھہرنے

کے لائق ہو۔ اگر کوئی شخص پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کرے تو اس کو قصر کرنا چاہیئے اسی طرح اگر پندرہ دن کی نیت کرے مگر وہ مقام قابل سکونت نہ ہو مثلاً کوئی شخص دریا میں ٹھہرنے کی نیت کرلے یا دارالحرب میں یا جنگل میں تو اس نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا ہاں خانہ بدوش لوگ اگر جنگل میں بھی پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلیں تو یہ نیت صحیح ہو جائے گی اس لئے کہ وہ جنگلوں رہنے کے عادی ہوتے ہیں (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص قبل قطع کرنے اس مقدار مسافت کے جس کا اعتبار سفر میں کیا گیا ہے کسی مقام میں ٹھہرنے کی یا اپنے وطن لوٹ جانے کی نیت کرلے تو وہ مقیم ہو جائے گا اگرچہ پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت کی ہو یہ سمجھا جائے کہ اس نے اپنے ارادۂ سفر کو فسخ کر دیا۔ (ردالمختار)

ان چند صورتوں میں اگر کوئی مسافر بعد قطع کرنے مسافت سفر کے پندرہ دن سے بھی زیادہ ٹھہر جائے تو وہ مقیم نہ ہوگا اور قصر کرنا اس پر واجب رہے گا۔ ۱۔ ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا نہ ہو مگر کسی وجہ سے بے قصد و ارادہ زیادہ ٹھہرنے کا اتفاق ہو جائے۔ ۲۔ کچھ نیت ہی نہ کی ہو بلکہ امروز فردا میں اس کا ارادہ وہاں سے چلے جانے کا ہو خواہ اسی پس و پیش میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ بھی ٹھہر جائے۔ ۳۔ پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے مگر وہ مقام قابل سکونت نہ ہو۔ ۴۔ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام میں بشرطیکہ ان دونوں مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کے اذان کی آواز دوسرے مقام میں نہ جا سکتی ہو مثلاً دس روز مکہ معظمہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز منیٰ میں مکہ سے منیٰ تین میل کے فاصلہ پر ہے اور اگر رات کو ایک مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں تو جس موضع میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کرلی ہے وہ اس کا وطن اقامت ہو جائے گا وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہوگی اب دوسرا موضع جس میں دن کو رہنا ہے اگر اس پہلے موضع سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جائے گا ورنہ مقیم رہے گا اور اگر ایک موضع دوسرے موضع سے اس قدر قریب ہو گا کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جا سکتی ہے تو وہ دونوں موضع ایک سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کے ارادے سے مقیم ہو جائے گا۔

Marfat.com

۵۔ خود اپنے سفر وغیرہ میں دوسرے کا تابع ہو مثلاً عورت اپنے شوہر کے ساتھ سفر میں ہو یا ملازم اپنے آقا کے ساتھ یا لڑکا اپنے باپ کے ساتھ ان سب صورتوں میں اور ان کے امثال میں اگر یہ لوگ پندرہ دن سے بھی زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لیں تب بھی مقیم نہ ہوں گے اور ان پر قصر واجب رہے گا ہاں اگر وہ لوگ جن کے یہ تابع ہیں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کر لیں تو یہ بھی مقیم ہو جائیں گے خواہ یہ لوگ ارادہ کریں یا نہیں بشرطیکہ ان لوگوں کے ارادے کا ان کو علم ہو جائے اگر ان لوگوں کے ارادے کا ان کو علم نہ ہو تو یہ لوگ مقیم نہ ہوں گے مسافر ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کو علم ہو جائے۔ (درمختار۔ ردالمختار وغیرہ)

مقیم کی اقتدا مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے خواہ ادا نماز ہو یا قضا اور مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہیئے کہ اپنی نماز اُٹھ کر تمام کر لے اور اس میں قرأت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے اس لئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدۂ اولیٰ اس مقتدی پر بھی فرض ہوگا۔ مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو بعد سلام پھیرنے کے فوراً اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کر دے۔ (درمختار وغیرہ)

مسافر بھی مقیم کی اقتدا کر سکتا ہے مگر وقت کے اندر بعد وقت کے نہیں اس لئے کہ مسافر جب مقیم کی اقتدا کرے گا تو بہ تبعیت امام کی پوری چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کا قعدۂ اولیٰ نفل ہوگا اور اس کا فرض امام کی تحریمہ قعدۂ اولیٰ کے نفل ہونے کے ساتھ ہوگی اور مسافر مقتدی کی اس کی فرضیت کے ساتھ بس فرض پڑھنے والے کی اقتدا نفل پڑھنے والے کے پیچھے ہوئی۔ اور یہ درست نہیں۔ (درمختار۔ ردالمختار)

مسافر فجر کی سنتوں کو ترک نہ کرے اور مغرب کی سنت کا بھی نہ ترک کرنا بہتر ہے اور باقی سنتوں کے ترک کا اختیار ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اگر چل رہا ہو اور اطمینان نہ ہو تو نہ پڑھے ورنہ پڑھ لے۔ (ردالمختار۔ درمختار)

ایک وطن اصلی دوسرے وطن اصلی سے باطل ہو جاتا ہے یعنی اگر کوئی شخص کسی مقام میں تمام عمر سکونت کے ارادے سے مقیم تھا بعد اس کے اس نے اس مقام

کو چھوڑ کر دوسرے مقام میں اسی نیت سے سکونت اختیار کی تو اب یہ دوسرا مقام وطن اصلی ہو جائے گا اور پہلا مقام وطن نہ رہے گا یہاں تک کہ اگر ان دونوں مقاموں میں سفر کی مسافت ہو اور اس دوسرے مقام سے سفر کر کے پہلے مقام میں جائے تو مقیم نہ ہوگا۔ (در مختار وغیرہ)

وطن اصلی وطن اقامت سے باطل نہیں ہوتا یعنی اگر کوئی شخص کسی مقام میں پندرہ روز کی سکونت اختیار کرے بعد اس کے اپنے وطن اصلی میں جائے تو معاً وہاں پہنچتے ہی مقیم ہو جائے گا۔

وطن اقامت وطن اصلی میں جانے سے باطل ہو جاتا ہے یعنی جب وطن اقامت سے وطن اصلی میں پہنچ جائے گا تو مقیم ہو جائے گا پھر جب وہاں سے اس وطن اقامت میں جائے تو مقیم نہ ہوگا۔ ہاں پھر وہاں پہنچ کر اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لے تو دوبارہ وطن اقامت ہو جائے گا اور وطن اقامت وطن اقامت سے بھی باطل ہو جاتا ہے یعنی اگر کوئی شخص ایک مقام میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت سے اقامت کرے بعد اس کے اس مقام کو چھوڑ دے اور بجائے اس کے دوسرے مقام میں اسی نیت کے ساتھ اقامت کرے تو وہ پہلا مقام وطن نہ رہے گا وہاں جانے سے مقیم نہ ہوگا۔

اگر کوئی مسافر کسی نماز کے وقت گو وہ اخیر وقت ہو جس میں صرف تحریمہ کی گنجائش ہو پندرہ دن اقامت کی نیت کر لے تو وہ مقیم ہو جائے گا اور اگر ابھی تک اس وقت کی نماز نہ پڑھی ہو اور چار رکعت والی نماز ہو تو اسے قصر جائز نہیں اور اگر قصر کے ساتھ پڑھ چکا ہو تو پھر اعادہ کی حاجت نہیں۔ (در مختار وغیرہ)

اگر کوئی مسافر حالت نماز میں اقامت کی نیت کر لے خواہ اول نماز میں یا درمیان میں یا اخیر میں مگر سجدۂ سہو یا سلام سے پہلے تو اس کو وہ نماز پوری پڑھنا چاہیے اس میں قصر جائز نہیں۔ ہاں اگر نماز کا وقت گزر جانے کے بعد نیت کرے یا لاحق ہو تو اس کی نیت کا اثر اس نماز میں ظاہر نہ ہوگا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر کرنا اس میں واجب ہوگا ہاں بعد اس نماز کے البتہ اس کو قصر جائز نہ ہوگا۔

مثال: ایک مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی بعد ایک رکعت پڑھنے کے وقت

گزر گیا بعد اس نے اقامت کی نیت کی تو یہ نیت اس نماز میں اثر نہ کرے گی اور یہ نماز اس کو قصر سے پڑھنا ہو گی۔ ۲۔ کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی ہوا اور لاحق ہو گیا پھر جب اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرنے لگا تو اس نے اقامت کی نیت کر لی تو اس نیت کا اثر اس نماز پر کچھ نہ پڑے گا اور نماز اگر چار رکعت کی ہو گی تو اس کو قصر سے نماز پڑھنا ہو گی۔ (درمختار وغیرہ)

خوف کی نماز

جب کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدہا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہیے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں ہاں اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں اور اگر اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں اس وقت نماز نہ پڑھیں[1] اطمینان کے بعد اس کی قضا پڑھ لیں۔

اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں ان کو جماعت نہ چھوڑنا چاہیے اس قاعدے[2] سے نماز پڑھیں۔ تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دیئے جائیں ایک حصہ دشمن کے مقابلے

---

[1] نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب کو ایسی ہی مجبوری کی حالت میں چار وقت کی نماز احزاب کی لڑائی میں قضا ہو گئی تھی جس کو آپ نے بعد اطمینان کے ادا کیا ۱۲

[2] قاعدہ نماز پڑھنے کا خلاف قیاس ہے اس میں بہت عمل کثیر کرنا ہوتا ہے قبلہ سے بھی انحراف ہوتا ہے مگر چونکہ احادیث میں و نیز قرآن مجید میں یہ طریقہ نماز خوف کا وارد ہو گیا ہے اس لئے مشروع رکھا گیا ہے قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ طریقہ ناجائز ہے ان کے نزدیک یہ طریقہ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص تھا آپ کے بعد پھر اس طریقے سے نماز پڑھنا ناجائز ہے۔ بحر العلوم نے ارکان اربعہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

میں رہے اور دوسرا حصہ نماز شروع کردے اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر، عصر، مغرب، عشاء بشرطیکہ یہ لوگ مسافر نہ ہوں۔ اور قصر نہ کریں تو جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونے لگے ورنہ ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جائے جیسے فجر، جمعہ، عیدین کی نماز یا ظہر، عصر، عشاء کی نماز قصر کی حالت میں۔ اور دوسرا حصہ وہاں سے آکر امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہئے پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو تنہا سلام پھیر دے اور یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آکر اپنی بقیہ نماز بے قرأت کے تمام کرلیں اس لئے کہ وہ لوگ لاحق ہیں پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلے میں چلے جائیں اور دوسرا حصہ یہاں آکر اپنی نماز قرأت کے ساتھ تمام کرے اس لئے کہ وہ مسبوق ہیں۔ حالت نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کے لئے آتے وقت پیادہ چلنا چاہئے اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے اور عمل کثیر کی اسی قدر اجازت دی گئی ہے جس کی سخت ضرورت ہو۔ اگر امام تین یا چار رکعت والی نماز میں پہلے حصے کے ساتھ ایک رکعت دوسرے کے ساتھ دو یا تین رکعت پڑھے گا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (شامی)

دوسرے حصے کا امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر چلا جانا اور پہلے حصے کا پھر یہاں آکر اپنی نماز تمام کرنا اس کے بعد دوسرے حصہ کا یہیں آکر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں تمام کرلے تب دشمن کے مقابلہ میں جائے جب

(بقیہ صفحہ سابقہ) میں اسے کو پسند کیا ہے مگر جس قدر دلائل بیان کئے ہیں وہ قابل تسکین نہیں ہیں ایک دلیل ان کی یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس طریقہ نماز کو حضرت کے زمانے کے ساتھ خاص کیا ہے اور انہیں سے خطاب کر کے کہا ہے کہ جب تم کسی لشکر میں ہو اور نماز پڑھاؤ تو یہ طریقہ کرو کسی دوسرے کو اجازت نہیں دی مگر درحقیقت اس آیت سے خصوصیت نہیں ثابت ہو سکتی بہت سی آیتیں ایسی ہیں جن میں حضرتؐ سے خطاب کیا گیا ہے اور مراد تعمیم ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے یہاں نہ آئے۔ (در مختار شامی وغیرہ)
یہ طریقہ نماز پڑھنے کا اس وقت کے لئے ہے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔

اگر یہ خوف ہو کہ دشمن بہت ہی قریب ہے اور جلد یہاں پہنچ جائے گا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدہ سے نماز پڑھی بعد اس کے یہ خیال غلط نکلا تو ان کو اس نماز کا اعادہ کر لینا چاہیئے اس لئے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے وقت خلاف قیاس عمل کثیر کے ساتھ مشروع کی گئی ہے بے ضرورت شدید اس قدر عمل کثیر مفسد نماز ہے۔

اگر کوئی ناجائز لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقہ سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں مثلاً باغی لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھائی کریں یا کسی دنیاوی غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کے لئے اس قدر عمل کثیر معاف نہ ہوگا۔

نماز خلاف جہت قبلے کی طرف شروع کر چکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہیئے کہ فوراً قبلے کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔

اگر اطمینان سے قبلے کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آجائے تو فوراً ان کو دشمن کی طرف پھر جانا چاہیئے اور اس وقت استقبال قبلہ شرط نہ رہے گا۔

اگر کوئی شخص دریا میں تیر رہا ہو اور نماز کا وقت اخیر ہو جائے تو اس کو چاہیئے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے۔

یہاں تک پنج وقتی نمازوں کا اور ان کے متعلقات کا ذکر تھا۔ اب چونکہ بحمد اللہ اس سے فراغت ملی لہٰذا نماز جمعہ کا بیان لکھا جاتا ہے اس لئے کہ نماز جمعہ بھی اعظم شعائر اسلام سے ہے اسی لئے عیدین کی نماز سے اس کو مقدم کیا گیا ہے

نماز جمعہ کا بیان

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اللہ تعالے کو نماز سے زیادہ کوئی عبادت پسند نہیں

Marfat.com

اور اسی واسطے کسی عبادت کی اس قدر سخت تاکید اور فضیلت شریعت صافیہ میں وارد نہیں ہوئی، اور اسی وجہ سے پروردگار عالم نے اس عبادت کو اپنے ان غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کے لئے جن کا سلسلہ ابتدائی پیدائش سے آخر وقت تک بلکہ موت کے بعد اور قبل پیدائش کے بھی منقطع نہیں ہوتا ہر دن میں پانچ وقت مقرر فرمایا ہے اور جمعہ کے دن چونکہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائض ہوئی ہیں حتی کہ حضرت آدم علیہ السلام جو انسانی نسل کے لئے اصل اول ہیں اسی دن پیدا کیے گئے لہذا اس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا اور ہم اوپر جماعت کی حکمتیں اور فائدے بھی بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جس قدر جماعت زیادہ ہو اسی قدر اُن فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلوں کے لوگ اس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں اور ہر پانچوں وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا ان سب وجوہ سے شریعت نے ہفتے میں ایک دن ایسا مقرر فرمایا جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں اور چونکہ جمعہ کا دن تمام دنوں میں افضل و اشرف تھا لہذا یہ تخصیص اسی دن کے لئے کی گئی۔

اگلی امتوں کو بھی خدائے تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا تھا مگر انہوں نے اپنی بدنصیبی سے اس میں اختلاف کیا اور اس سرکشی کا یہ نتیجہ ہوا کہ وہ اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اسی امت کے حصے میں پڑی۔ یہود نے سنیچر کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کے پیدا کرنے سے فراغت کی تھی۔ نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا اس خیال سے کہ یہ دن ابتدائے آفرینش کا ہے چنانچہ اب تک یہ دونوں فرقے ان دونوں دنوں میں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام دنیا کے کام چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ نصرانی سلطنتوں میں اتوار کے دن اسی سبب سے تمام دفاتر میں تعطیل ہو جاتی ہے۔

نماز جمعہ کی فرضیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ ہی میں معلوم ہو گئی تھی مگر غلبہ کفار کے سبب سے اس کے ادا کرنے کا موقع نہ ملتا تھا بعد ہجرت کے مدینہ منورہ میں تشریف لاتے ہی آپؐ نے نماز جمعہ شروع کر دی آپؐ کے تشریف لانے سے پہلے اسعد بن زرارہ رضی اللہ عنہ نے مدینہ منورہ میں اپنے اجتہاد صائب اور کشف صادق سے

Marfat.com

نماز جمعہ شروع کر دی تھی۔ (فتح الباری)

جمعہ کے فضائل

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے اسی میں حضرت آدم پیدا کیے گئے اور اسی دن وہ جنت میں بھیجے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے اور قیامت کا وقوع بھی اسی دن ہوگا۔ (صحیح مسلم)

علماء میں اختلاف ہے کہ جمعہ کا دن افضل ہے یا عرفہ کا یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جمعہ کا دن تمام دنوں سے بہتر ہے جس میں عرفہ بھی داخل ہے۔

۲۔ امام احمد رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہے اس لئے کہ اس شب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ فرما ہوئے اور حضرت کا تشریف لانا اس قدر خیر و برکت دنیا و آخرت کا سبب ہوا جس کا شمار و حساب کوئی نہیں کر سکتا۔ (اشعۃ اللمعات۔ شرح فارسی مشکوٰۃ)

۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو ضرور قبول ہو۔ (صحیح بخاری۔ مسلم)

علماء مختلف ہیں کہ یہ ساعت جس کا ذکر حدیث میں گزرا کس وقت ہے شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ میں چالیس قول نقل کیے ہیں مگر ان سب میں دو قولوں کو ترجیح دی ہے ایک یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے دوسرے یہ کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے اور اس دوسرے قول کو ایک جماعت کثیرہ نے اختیار کیا ہے۔ اور بہت احادیث صحیحہ اس کی موید ہیں شیخ دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جمعہ کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعہ کا دن ختم ہونے لگے تو ان کو خبر دے تاکہ وہ اس وقت ذکر اور دعا میں مشغول ہو جائیں۔ (اشعۃ اللمعات)

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن

افضل ہے اسی دن صور[1] پھونکا جائے گا اور اسی دن تمہارے اعمال میرے سامنے پیش کئے جائیں گے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا حالانکہ آپؐ کی ہڈیاں بھی نہ ہوں گی حضرتؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا بدن حرام کر دیا ہے۔ (ابوداؤد)

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شَاهِدٌ سے مراد جمعہ کا دن ہے کوئی دن جمعہ سے زیادہ بزرگ نہیں اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اس میں دعا نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو پناہ دیتا ہے۔ (ترمذی)

شَاهِدٌ کا لفظ سورۂ بروج میں واقع ہے اللہ تعالےٰ نے اس دن کی قسم کھائی ہے۔

وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُودِ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ط	قسم ہے آسمان کی جس میں برج ہیں اور قسم ہے یوم موعود (قیامت) کی اور قسم ہے شاہد (جمعہ) کی اور مشہود (عرفہ) کی ۱۲

۶۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب دنوں سے بزرگ ہے اور عید الفطر اور عید الضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اس کی عظمت ہے۔ (ابن ماجہ)

عید الاضحی

۷۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعہ کے دن یا شب جمعہ کو مرتا ہے اللہ تعالےٰ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (ترمذی)

۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ آیۃ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ ط کی تلاوت فرمائی ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ اگر ہم پر ایسی آیت اترتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن اتری یعنی جمعہ کے دن اور عرفے کا دن یعنی ہم کو بنانے کی کیا حاجت

---

[1] بعض علماء کے نزدیک تین مرتبہ صور پھونکا جائے گا مگر اکثر علماء کے نزدیک دو مرتبہ ایک مرتبہ سب لوگ مر جائیں گے دوسری مرتبہ پھر زندہ ہو جائیں گے ۱۲

Marfat.com

اس دن تو خود ہی دو عیدیں تھیں۔

۹۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتے تھے شب جمعہ کو فرماتے تھے کہ جمعہ کی رات سفید رات ہے اور جمعہ کا دن روشن دن ہے۔ (مشکوٰۃ)

۱۰۔ قیامت کے بعد جب اللہ تعالیٰ مستحقین جنت کو جنت میں اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیجدے گا اور یہی دن وہاں بھی ہوں گے اگرچہ وہاں دن رات نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ ان کو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹوں کا شمار تعلیم فرما دے گا پس جب جمعہ کا دن آئے گا اور وقت ہو گا جس وقت مسلمان دنیا میں جمعہ کی نماز کے لیے نکلتے تھے ایک منادی آواز دے گا کہ اے اہل جنت مزید کے جنگل میں چلو وہ ایسا جنگل ہے جس کا طول و عرض سوا خدا کے کوئی نہیں جانتا وہاں مشک کے ڈھیر ہوں گے آسمان کے برابر بلند انبیاء علیہم السلام نور کے منبروں پر بٹھلائے جائیں گے اور مومنین یاقوت کی کرسیوں پر پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں گے حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس سے وہ مشک جو وہاں ڈھیر ہوگا اڑے گا وہ ہوا اس مشک کو ان کے کپڑوں کے اندر لے جائے گی اور منہ میں اور بالوں میں لگائے گی وہ ہوا اس مشک کے لگانے کا طریقہ اس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہے جس کو تمام دنیا کی خوشبوئیں دی جائیں پھر حق تعالیٰ حاملان عرش کو حکم دے گا کہ عرش کو ان لوگوں کے درمیان میں لے جا کر رکھو پھر ان لوگوں کو خطاب کر کے فرمائے گا کہ اے میرے بندو جو غیب پر ایمان لائے ہو حالانکہ مجھ کو دیکھا نہ تھا اور میرے پیغمبرؐ کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی اب کچھ مجھ سے مانگو یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنے کا ہے سب لوگ ایک زبان کہیں گے کہ اے پروردگار ہم تجھ سے خوش ہیں تو بھی ہم سے راضی ہو جا حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اے اہل جنت اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو تم کو اپنی بہشت میں نہ رکھتا اور کچھ مانگو یہ دن مزید کا ہے تب سب لوگ متفق اللسان ہو کر عرض کریں گے کہ اے پروردگار ہم کو اپنی صورت زیبا دکھا دے کہ ہم تیری مقدس ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں پس حق سبحانہ پردے اٹھا دے گا اور ان لوگوں پر ظاہر ہو جائے گا اور اپنے جمال جہاں آرا سے ان لوگوں کو گھیر لے گا اگر اہل جنت کے لیے یہ حکم نہ ہو چکا ہوتا کہ یہ لوگ کبھی جلائے نہ جائیں تو بیشک وہ اس نور کی تاب نہ لا سکیں

Marfat.com

اور چل جائیں پھر ان سے فرمائے گا کہ اب اپنے اپنے مقامات پر واپس جاؤ اور ان لوگوں کا حسن و جمال اس جمال حقیقی کے اثر سے دونا ہو گیا ہو گا یہ لوگ اپنی بی بیوں کے پاس آئیں گے نہ بی بیاں ان کو دیکھیں گی نہ یہ بی بیوں کو تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جو اُن کو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جائے گا تب یہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے ان کی بی بیاں کہیں گی کہ جاتے وقت جیسی صورت تمہاری تھی وہ اب نہیں یہ لوگ جواب دیں گے کہ ہاں اس سبب سے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا اور ہم نے اس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ (شرح سفر السعادۃ) دیکھئے جمعہ دن کتنی بڑی نعمت ملی۔

۱۱۔ ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کی جاتی ہے مگر جمعہ کی برکت سے جمعہ کے دن نہیں تیز کی جاتی۔ (احیاء العلوم)

۱۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جمعہ کو ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانوں! اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید مقرر فرمایا ہے پس اس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کو اس دن لازم کر لو۔ (ابن ماجہ)

جمعہ کے آداب

۱۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ سے کرے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کرتے تھے پنجشنبے کے دن بعد عصر کے استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کر رکھے اور خوشبو گھر میں نہ ہو اور ممکن ہو تو اسی دن لا کر رکھ لے تاکہ پھر جمعہ کے دن ان کاموں میں اس کو مشغول ہونا نہ پڑے بزرگانِ سلف نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جمعہ کا فائدہ اس کو ملے گا جو اس کا منتظر رہتا ہو اور اس کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جس کو نہ معلوم ہو کہ جمعہ کب ہے حتیٰ کہ صبح کو لوگوں سے پوچھے کہ آج کون دن ہے اور بعض بزرگ شب جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی میں جا کے رہتے تھے۔ (احیاء العلوم)

۲۔ پھر جمعہ کے دن بعد نماز فجر کے غسل[1] کرنے کے سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب

---

[1] ہمارے امام صاحب کے نزدیک یہ غسل سنت مؤکدہ ہے اور بعض علماء (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

صاف کرے اگر کوئی شخص فجر کی نماز سے پہلے غسل کرے تو سنت ادا نہ ہوگی۔ اور مسواک کرنا بھی اس دن بہت فضیلت رکھتا ہے۔

۳۔ جمعہ کے دن بعد غسل کے عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخون وغیرہ بھی کترائے۔

۴۔ جامع مسجد میں بہت سویرے جائے جو شخص جتنے سویرے جائے گا اسی قدر اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں اور سب سے پہلے جو آتا ہے اس کو پھر اس کے بعد دوسرے کو اسی طرح درجہ بدرجہ سب کا نام لکھتے ہیں سب سے پہلے جو آیا اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ کی راہ میں اونٹ قربانی کرنے کو اس کے بعد پھر جیسے گائے کی قربانی کرتے میں پھر جیسے مرغ کی قربانی میں پھر جیسے اللہ کی راہ میں کسی کو انڈا صدقہ دیا جائے پھر جب خطبہ ہونے لگتا ہے تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)

اگلے زمانے میں صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستے گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں تمام لوگ اتنے سویرے سے جامع مسجد جاتے تھے اور سخت اژدہام ہوتا تھا جیسے عید کے دنوں میں پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو لوگوں نے کہا کہ یہ پہلی بدعت ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی یہ کہہ کر امام غزالی فرماتے ہیں کہ کیوں نہیں شرم آتی مسلمانوں کو

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس کے وجوب کے قائل ہیں احادیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے مگر چونکہ بعض احادیث میں ترک غسل کی اجازت بھی آگئی ہے اس لئے وہ تاکید وجوب کے حد تک نہ پہنچے گی۔ مگر بے ضرورت شدیدہ سنت مؤکدہ کو بھی ترک کرنا گناہ ہے اہل مدینہ جب کسی کو گالی دیتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ تو اس سے بھی زیادہ ناپاک ہے جو جمعہ کے دن غسل نہ کرے (احیاء العلوم) حضرت عثمانؓ ایک دن کسی وجہ سے غسل نہ کر سکے تو حضرت فاروقؓ نے خطبہ پڑھنے ہی کی حالت میں ان کو ٹوکا۔ رضی اللہ عنہما ۱۲

ف:۔ صحیح یہ ہے کہ یہ غسل نماز کے لئے سنت ہے جن لوگوں پر نماز جمعہ فرض نہیں ان پر غسل بھی مسنون نہیں چاہے کریں چاہے نہ کریں۔ واللہ اعلم (بحر الرائق۔ شرح وقایہ وغیرہ)

Marfat.com

یہود و نصاریٰ سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن یعنی یہود سنیچر کو اور نصاریٰ اتوار کو اپنے عبادت خانوں اور گرجا گھروں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبان دنیا کتنے سویرے بازاروں میں خرید و فروخت کے لیے پہنچ جاتے ہیں پس طالبان دین کیوں پیش قدمی نہیں کرتے۔

درحقیقت مسلمانوں نے اس زمانہ میں اس مبارک دن کی قدر بالکل گھٹا دی ان کو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ آج کون دن ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے افسوس وہ دن جو کسی زمانے میں مسلمانوں کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فخر تھا اور جو دن اگلی امتوں کو نصیب نہ ہوا تھا آج مسلمانوں کے ہاتھ سے اس کی ایسی ذلت اور ناقدری ہو رہی ہے خدا کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہے جس کا وبال ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ الم سجدہ اور ہل اتیٰ علی الانسان پڑھتے تھے لہٰذا انہیں سورتوں کو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سنت سمجھ کر پڑھا کرے کبھی ترک بھی کر دے تاکہ لوگوں کو وجوب کا خیال نہ ہو۔

۶۔ جمعہ کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ جمعہ اور سورہ منافقون یا سبح اسم ربک الاعلیٰ اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ پڑھتے تھے۔

۷۔ جمعہ کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے سورۂ کہف پڑھنے میں بہت ثواب ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن جو کوئی سورۂ کہف پڑھے اس کے لئے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آئے گا اور اس جمعہ سے پچھلے جمعہ تک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائیں گے۔ (شرح سفر السعادۃ)

علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں گناہ صغیرہ مراد ہیں اس لیئے کہ کبیرہ بے توبہ کے نہیں معاف ہوتے واللہ اعلم وہو ارحم الراحمین۔

۸۔ جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے اسی لیئے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرو۔

Marfat.com

اس کے علاوہ ہر عبادت کا ثواب جمعہ کے دن زیادہ ملتا ہے۔

نماز جمعہ کی فضیلت اور تاکید

نماز جمعہ فرض عین ہے قرآن مجید اور احادیث متواترہ اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اعظم شعائر اسلام سے ہے منکر اس کا کافر اور بے عذر اس کا تارک فاسق ہے۔

۱۔ قولہ تعالیٰ۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔

جب نماز جمعہ کے لئے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو۔ ذکر سے مراد اس آیت میں نماز جمعہ اور اس کا خطبہ ہے دوڑنے سے مقصود نہایت اہتمام کے ساتھ جانا ہے۔

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل اور طہارت بقدر امکان کرے بعد اس کے اپنے بالوں میں تیل لگائے اور خوشبو کا استعمال کرے اس کے بعد نماز کے لئے چلے اور جب مسجد میں آئے تو کسی آدمی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر نہ بیٹھے پھر جس قدر نوافل اس کی قسمت میں ہوں پڑھے جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو سکوت کرے تو گذشتہ جمعہ سے اس وقت تک کے گناہ اس شخص کے معاف ہو جائیں گے۔ (صحیح بخاری)

۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے دن خوب غسل کر لے اور سویرے مسجد میں پیادہ پا جائے سوار ہو کر نہ جائے پھر خطبہ سنے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اس کو ہر قدم کے عوض میں ایک سال کامل کی عبادت کا ثواب ملے گا ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نمازوں کا (ترمذی)

۴۔ ابن عمر اور ابن ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ نماز جمعہ کے ترک سے باز رہیں ورنہ خدائے تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا پھر وہ سخت غفلت میں پڑ جائیں

Marfat.com

گے۔(صحیح مسلم)

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعے سستی سے یعنی بلے عذر ترک کر دیتا ہے اس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر کر دیتا ہے۔(ترمذی) اور ایک روایت میں ہے کہ خداوند عالم اس سے بیزار ہو جاتا ہے۔

۶۔ طارق بن شہاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نماز جمعہ کا جماعت کے ساتھ ادا کرنا ہر مسلمان پر حق واجب ہے مگر چار پر (نہیں) غلام۔ عورت۔ لڑکا۔ بیمار۔(ابوداؤد)

۷۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکین جمعہ کے حق میں فرمایا کہ میرا مصمم ارادہ ہوا کہ کسی کو اپنی جگہ امام کروں اور خود ان لوگوں کے گھروں کو جلا دوں جو نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے۔

اسی مضمون کی حدیث ترک جماعت کے حق میں وارد ہوئی ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

۸۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بے ضرورت جمعے کی نماز ترک کر دیتا ہے وہ منافق لکھ دیا جاتا ہے ایسی کتاب میں کہ جو تغیر و تبدل سے بالکل محفوظ ہے (مشکوٰۃ) یعنی اس کے نفاق کا حکم ہمیشہ رہے گا ہاں اگر توبہ کر لے۔ یا ارحم الراحمین ایسے شخص عنایت سے معاملہ فرمائے تو وہ دوسری بات ہے۔

۹۔ جابر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرتؐ نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر مریض اور مسافر اور عورت اور لڑکا اور غلام پس اگر کوئی شخص لغو کام یا تجارت میں مشغول ہو جائے تو خداوند عالم بھی اس سے اعراض فرماتا ہے اور وہ بے نیاز اور محمود ہے (مشکوٰۃ) یعنی اس کو کسی کی عبادت کی پروا نہیں نہ اس کا کچھ فائدہ ہے اس کی ذات ہمہ صفت موصوف ہے کوئی اس کی حمد و ثنا کرے یا نہ کرے۔

۱۰۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جس شخص نے پے در پے کئی جمعے ترک کر دیئے پس اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔(اشعۃ اللمعات)

۱۱۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مرگیا اور وہ جمعے اور جماعت میں شریک نہ ہوتا تھا اس کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ وہ دوزخ میں ہے پھر وہ شخص ایک مہینے تک برابر ان سے یہی سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے۔ (احیاء العلوم)

ان احادیث سے سرسری نظر کے بعد بھی یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ نماز جمعے کی سخت تاکید شریعت میں ہے اور اس کے تارک پر سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ کیا اب بھی کوئی شخص بعد دعوت اسلام کے اس فرض کے ترک کرنے پر جرأت کر سکتا ہے۔

نماز جمعہ کے واجب ہونے کی شرطیں

۱۔ مقیم ہونا۔ مسافر پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

۲۔ تندرست ہونا۔ مریض پر نماز جمعہ واجب نہیں۔ جو مرض جامع مسجد تک پیادہ جانے سے مانع ہو اسی مرض کا اعتبار ہے۔ بڑھاپے کی وجہ سے اگر کوئی شخص کمزور ہوگیا ہو کہ مسجد تک نہ جا سکے یا نابینا ہو یہ سب لوگ مریض سمجھے جائیں گے اور نماز جمعہ ان پر واجب نہ ہوگی۔

۳۔ آزاد ہونا۔ غلام پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

۴۔ مرد ہونا۔ عورت پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

۵۔ جماعت کے ترک کرنے کے جو عذر اوپر بیان ہو چکے ہیں ان سے خالی ہونا اگر ان عذروں میں سے کوئی عذر موجود ہو تو نماز جمعہ واجب نہ ہوگی۔

مثال یہ۔ ۱۔ پانی بہت زور سے برستا ہو۔ ۲۔ کسی مریض کی تیمارداری کرتا ہو ۳۔ مسجد جانے میں کسی دشمن کا خوف ہو۔

۶۔ اور نمازوں کے واجب ہونے کی جو شرطیں اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں وہ بھی اس میں معتبر ہیں یعنی عاقل ہونا بالغ ہونا مسلمان ہونا۔

یہ شرطیں جو بیان ہوئیں نماز جمعہ کے واجب ہونے کی تھیں۔ اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرطوں کے نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی یعنی

Marfat.com

یعنی ظہر کا فرض اس کے ذمے سے اتر جائے گا مثلاً کوئی مسافر یا کوئی معورت نماز جمعہ پڑھے۔

نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی شرطیں

ا۔ مصر[1]۔ گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں۔ ہاں اگر کوئی گاؤں شہر سے اسقدر قریب ہو کہ وہاں سے نماز جمعہ پڑھنے کے لئے اگر کوئی شخص آئے تو دن ہی دن میں اپنے گھر واپس جا سکے تو ایسا مقام بھی مصر کے حکم میں ہے اور وہاں کے لوگوں پر بھی نماز جمعہ فرض ہے۔ (شرح سفر السعادۃ)

---

[1] یہ مذہب حنفیہ کا ہے امام شافعی اور امام احمد کے نزدیک ایسا مقام شرط ہے جہاں چالیس مرد آزاد مکلف رہتے ہوں امام مالک کے نزدیک وہ جگہ شرط ہے جہاں ملی ہوئی بستی اور مسجد اور بازار ہو خلاصہ یہ کہ باتفاق جمیع علمائے امت و اجماع مجتہدین ثلث آیت فرضیت جمعہ مکان کے بارے میں مطلق نہیں بلکہ ضرور کوئی نہ کوئی خاص مکان مراد ہے اور چونکہ حضرت علی مرتضےٰ سے مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں بسند صحیح مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جمعہ اور تشریق صحیح نہیں مگر مصر جامع میں اس لئے حنفیہ نے مصر کی شرط کی۔ اور صحابہ سے منقول نہیں کہ انہوں نے کسی گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ پڑھی ہو۔ (فتح القدیر) حضرت علی کی اس حدیث پر اگرچہ بعض محدثین نے جرح کی ہے مگر وہ قابل اعتبار نہیں بعض سندیں اس کی بالکل صحیح ہیں علامہ عینی عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ جو لوگ نووی نے کہا ہے کہ حدیث علی کا ضعف متفق علیہ ہے پس شاید وہ مطلع نہیں ہوئے اس سند پر جس میں حجاج ہیں اور اس سند پر جس میں جریر منصور سے راوی ہیں اس لئے کہ وہ سند صحیح ہے اگر یہ سندیں ان کو معلوم ہو جاتیں تو ایسا نہ کہتے۔ بعض لوگوں نے اس آیت کو مطلق قرار دیا ہے ان کے نزدیک ہر جگہ نماز جمعہ درست ہے گاؤں ہو یا شہر اور بخاری کی اس حدیث سے کہ ابن عباس نے فرمایا کہ سب سے پہلا جمعہ جو مسجد نبوی کے بعد قائم ہوا جواثی میں تھا جو ایک قریہ ہے بحرین کا اس شبہ سے استدلال نہیں ہو سکتا کہ قریہ کا اطلاق شہر پر بھی آیا ہے خود قرآن مجید میں جابجا استعمال واقع ہے سورۂ یوسف میں مصر جیسے شہر کو اور سورہ یٰسین میں انطاکیہ شہر کو قریہ لکھا ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

مصر[1]۔ فقہا کی اصطلاح میں اس مقام کو کہتے ہیں جہاں ایسے مسلمان جن پر نماز جمعہ واجب ہے اس قدر ہوں کہ اگر سب مل کر وہاں کی بڑی مسجد میں جمع ہونا چاہیں تو اس مسجد میں ان سب کی گنجائش نہ ہو اس مسجد سے مراد جامع مسجد نہیں ہے بلکہ پنجوقتی نماز کی مسجد مراد ہے۔

جس مقام میں یہ تعریف صادق ہو وہ مصر ہے اور جہاں نہ صادق ہو وہ قریہ ہے۔ (خزانتہ المفتین۔ بحر الرائق۔ مختصر وقایہ وغیرہ)

۲۔ دار السلام ہونا۔ دار الحرب میں نماز جمعہ درست نہیں۔ دار السلام وہ مقام ہے جہاں کا بادشاہ مسلمان ہو یا وہاں احکام اسلام جاری ہوں اور کافروں کی طرف سے کوئی مزاحمت احکام شرعیہ میں نہ ہوتی ہو اور اہل اسلام وہاں بامن و امان بلا اجازت کفار کے رہ سکتے ہوں جہاں جہاں یہ باتیں نہ ہوں وہ دار الحرب ہے۔

جو مقام کسی زمانے میں دار السلام تھا اس کے دار الحرب ہونے میں تین[2] شرطیں ہیں۔ ۱۔ اس میں کفر کے احکام علانیہ جاری ہونے لگیں۔ ۲۔ دار الحرب سے متصل ہو اس کے اور دار الحرب کے درمیان میں کوئی دوسرا شہر نہ ہو۔ ۳۔ کوئی مسلمان اس میں بغیر امان کفار نہ رہ سکے۔ (خزانتہ المفتین)

---

[1] مصر کی تعریف میں فقہا کے اقوال مختلف ہیں بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ جہاں حاکم اور قاضی رہتا ہو جو حدود شرعیہ جاری کرے۔ بعض نے یہ تعریف کی ہے کہ جہاں دس ہزار آدمی رہتے ہوں۔ بعض نے یہ کہ جہاں ہر پیشے والا اپنے پیشے کو چلا سکے۔ بعض نے یہ کہ جہاں اس قدر لوگ رہتے ہوں کہ اگر کوئی دشمن ان سے مقابلہ کرے تو وہ اس کے دفع پر قادر ہوں۔ بعض نے یہ کہ جہاں ہر روز کوئی نہ کوئی مفوت پیدائش ہوتی ہو مگر اکثر فقہاء کے نزدیک مختار اور تمام متاخرین کا مفتیٰ بہ وہی قول ہے جو ہم نے لکھا ہے ۱۲ (بحر الرائق۔ خزانتہ المفتین فتاویٰ ارادیہ)

[2] ہندوستان کو بعض لوگ دار الحرب سمجھتے تھے حالانکہ دار الحرب کی تعریف اس پر کسی طرح صادق نہیں آتی مولانا عبد الحی صاحب مرحوم کے فتاویٰ میں کئی فتوے اس مسئلے کی تحقیق و تفصیل میں موجود ہیں جس میں انھوں نے فقہا کی عبارتیں اس مضمون کی نقل کی ہیں کہ جو شہر آج کل کفار کے قبضے میں ہیں وہ دار الاسلام ہیں اس لئے کہ وہاں احکام اسلام جاری ہیں اور کفار کی طرف سے کوئی مزاحمت نہیں ہوتی واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

۳- بادشاہ اسلام یا اس کی طرف سے کسی شخص کا موجود ہونا۔[1] ہاں جن مقامات میں کفار کا قبضہ ہو اور وہاں کے قاضی اور حاکم سب کافر ہوں۔ وہاں یہ شرط نہیں مثلاً ہمارے زمانہ میں ہندوستان کا بھی حال ہے لہذا یہاں کے لئے یہ شرط نہیں، مسلمان خود ہی جمع ہو کر نماز پڑھ لیں درست ہے۔ (ردالمختار)

۴- ظہر کا وقت۔[2] وقت ظہر سے پہلے اور اس کے بعد نماز جمعہ درست نہیں۔ حتیٰ کہ اگر نماز جمعہ پڑھنے کی حالت میں وقت جاتا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ قعدۂ اخیرہ بقدر تشہد کے ہو چکا ہو اور اسی وجہ سے نماز جمعہ کی قضا نہیں پڑھی جاتی۔

۵- خطبہ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ کا ذکر کرنا خواہ صرف سبحان اللہ یا الحمد للہ کہہ دیا جائے اگرچہ صرف اسی قدر پر اکتفا کرنا بوجہ مخالفت سنت کے مکروہ ہے (درمختار وغیرہ)

۶- خطبے کا نماز سے پہلے ہونا۔ اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

۷- خطبے کے وقت ظہر کے اندر ہونا وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھ لیا جائے

---

[1] یہ شرط اس مصلحت سے کی گئی ہے کہ نماز جمعہ ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہے جس میں ہر قسم کے لوگ موجود ہوتے ہیں اور فتنہ فساد کا بھی خوف ہوتا ہے لہذا اگر کوئی شخص بادشاہ کی طرف سے موجود ہوگا تو اس کا انسداد کر سکے گا اور انتظام درست رہے گا اسی وجہ سے بعض فقہا نے لکھا ہے کہ بادشاہ کا مسلمان ہونا بھی شرط نہیں بعض محققین نے اس شرط کی مخالفت کی ہے کہ یہ شرط صرف احتیاطی عقلی ہے نہ یہ کہ بے اس کے شرعاً نماز نہ صحیح ہو شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے فتح المنان میں ایسا ہی لکھا ہے بعض نے یہ دلیل بھی پیش کی ہے کہ جس زمانہ میں حضرت عثمان باغیوں کے خوف سے خانہ نشین تھے جمعہ کی نماز بے ان کے اجازت اور موجودگی کی پڑھی گئی اور اگر نماز جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے بادشاہ کی اجازت وغیرہ شرط ہوتی تو وہ لوگ جو عالم تھے کیوں خلاف کرتے۔ مگر یہ واقعہ دلیل نہیں ہو سکتا حالت عذر و مجبوری میں ہمارے فقہا نے بھی اس شرط کو ساقط کر دیا ہے واللہ اعلم ۱۲ [2] بعض لوگوں نے جمعہ کی نماز زوال سے پہلے بھی جائز رکھی ہے حالانکہ کسی حدیث سے ثابت نہیں بخاری اور مسلم کی حدیثوں میں صاف صاف موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز زوال کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

تو نماز نہ ہوگی۔

۸۔ جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبہ سے نماز ختم ہونے تک موجود رہنا گو وہ تین آدمی جو خطبے کے وقت تھے اور ہوں اور نماز کے وقت اور مگر یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت کر سکیں اگر صرف عورت یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز نہ ہوگی۔ (بحر الرائق۔ بزازیہ۔ ردالمختار)

اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی نہ رہ جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی ہاں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو پھر کچھ حرج نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

۹۔ عام اجازت کے ساتھ علی الاعلان نماز جمعہ کا پڑھنا کسی خاص مقام میں چھپ کر نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں۔ اگر کسی ایسے مقام میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا جامع مسجد کے دروازے بند کر لیے جائیں تو نماز نہ ہوگی۔

یہ شرائط جو بیان ہوئے نماز کے صحیح ہونے کے تھے اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی یعنی ظہر کا فرض اس کے ذمہ سے نہ اترے گا نماز ظہر پھر اس کو پڑھنا ہوگی اور چونکہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے لہذا ایسی حالت میں نماز جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (ردالمختار)

خطبے کے مسائل

جب سب لوگ جماعت میں آ جائیں تو امام کو چاہیے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور مؤذن اس کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہے اذان کے بعد فوراً امام کھڑے ہو کر خطبہ شروع کر دے۔

خطبہ پڑھنے والے کا بالغ ہونا شرط نہیں اگر کوئی نابالغ لڑکا خطبہ پڑھ دے تب بھی جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

خطبے میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا فرض ہے اگر نہ کیا جائے تو وہ خطبہ معتبر نہ ہوگا اور نماز جمعہ کی شرط ادا نہ ہوگی۔ یا اگر صرف الحمد للہ یا سبحان اللہ کہہ لیا جائے مگر نہ

خطبہ کی نیت سے تب بھی خطبہ ادا نہ ہوگا۔

خطبہ میں بارہ چیزیں مسنون ہیں۔ ۱۔ خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا۔ ۲۔ دو خطبے پڑھنا۔ ۳۔ دونوں خطبے کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔ ۴۔ دونوں حدثوں سے طہارت کی حالت میں خطبہ پڑھنا۔ ۵۔ خطبے پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا۔ ۶۔ خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔ ۷۔ خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں۔ ۸۔ خطبے میں ان آٹھ قسم کے مضامین ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور اُس کی تعریف۔ خداوند عالم کی وحدت اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود۔ وعظ و نصیحت قرآن مجید کی آیتوں یا کسی سورت کا پڑھنا۔ دوسرے خطبے میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا۔ دوسرے خطبے میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔ خطبے کو زیادہ طول نہ دینا۔ بلکہ نماز سے کم رکھنا۔ خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا۔ ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا کہ بعض لوگوں کی ہمارے زمانے میں عادت ہے منقول نہیں۔ دونوں خطبوں کا عربی زبان میں ہونا۔ کسی اور زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض عوام کا دستور ہے خلاف سنت مؤکدہ اور مکروہ تحریمی ہے خطبہ سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا۔

سلہ باوجود صدہا بلاد عجم صحابہ کے زمانہ میں فتح ہو گئے تھے اور وہاں کے لوگ عربی سے بالکل واقف نہ تھے صحابہؓ نے ان کے لئے خطبہ ان کی زبان میں نہیں بدلا اور عربی زبان میں پڑھا کئے مصفٰے شرح موطا میں ہے کہ جب ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے خلفا رضی اللہ عنہم اور ان کے تابعین وغیرہ کے خطبوں کو دیکھا تو اس میں چند چیزیں معلوم ہوئیں اللہ تعالیٰ کی حمد اور وحدت اور رسالت کی شہادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود مسلمانوں کو تقوے کی نصیحت قرآن مجید کے کسی آیت کی تلاوت مسلمانوں کے لئے دعا اور خطبے کا عربی ہونا بسبب التزام مسلمانوں کے مشرق سے مغرب تک اس عربی خطبے پر باوجودیکہ اکثر ملکوں میں حاضرین عجمی ہوتے تھے فقط اور ہمارے (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

دوسرے خطبے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے آل و اصحاب و ازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ عنہم کے لئے دعا کرنا مستحب ہے بادشاہ وقت کے لئے بھی دعا کرنا جائز ہے مگر اس کی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہ تحریمی ہے۔ (بحرالرائق۔ درمختار وغیرہ)

جب امام خطبے کے لئے اٹھ کھڑا ہو اس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں قضا نماز کا پڑھنا اس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے پھر جب تک امام خطبہ ختم نہ کر دے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔

جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دور اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا بات چیت کرنا چلنا پھرنا سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالت نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے ہاں خطیب کو جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتا دے۔ اگر کوئی نماز پڑھ رہا ہو اور خطبہ شروع ہو جائے تو جماعت حاصل کرنے کے طریقہ پر عمل کرے۔ (خزانتہ المفتین)

دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اٹھا کر دعا[۲]

(بقیہ صفحہ سابقہ) فقہا جو لکھتے ہیں کہ خطبہ فارسی زبان میں جائز ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز جمعہ کی شرط ادا ہو جائے گی نہ یہ کہ بالکل خالی از کراہت ہے زیادہ تفصیل اس مسئلے کی مولانا شیخ عبدالحی لکھنوی کے رسالہ احکام النفائس میں موجود ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

[۱] مگر یہ ضروری ہے کہ اگر کچھ کہے تو عربی زبان میں کہے کسی اور زبان میں کہے گا تو مکروہ ہوگا ۱۲

[۲] بعض لوگ اس زمانے میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں اور طرفہ یہ کہ اس کو مسنون سمجھتے ہیں۔ ہاں چونکہ بعض لوگ اس طرف گئے ہیں کہ جمعہ کی وہ ساعت جس میں دعا مقبول ہوتی ہے اسی وقت اس لئے اگر آہستہ اپنے دل میں دعا مانگ لے تو کچھ مضائقہ نہیں ہاتھ اٹھا کر نہ چاہیئے احادیث میں صاف صریح موجود ہے کہ حضرتؐ اس وقت کچھ کام نہ کرتے تھے نہ دعا نہ غیر دعا۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ نے شرح سفر السعادۃ وغیرہ میں اس مسئلے کو صاف لکھ دیا ہے۔ واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

مانگنا مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں بے ہاتھ اٹھائے ہوئے اگر دل میں دعا مانگی جائے تو جائز ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب سے منقول نہیں۔

رمضان کے اخیر جمعہ کے خطبے میں وداع و فراق رمضان کے مضامین پڑھنا اگرچہ جائز ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحابؓ سے منقول نہیں نہ کتب فقہ میں کہیں اس کا پتہ ہے لہٰذا اس پر مداومت کرنا جس سے عوام کو اس کے سنت ہونے کا خیال پیدا ہو۔ نہ چاہیے۔

ہمارے زمانہ میں اس خطبے پر ایسا التزام ہو رہا ہے کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو وہ مورد طعن ہوتا ہے اور اس خطبے کے سننے میں اہتمام بھی زیادہ کیا جاتا ہے (ردع الاخوان)

خطبے کا کسی کتاب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک اگر خطبے میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ جمعہ کے دن

ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ اس غرض سے نقل نہیں کرتے کہ لوگ اسی خطبے پر التزام کریں بلکہ روش اور طریقہ معلوم کرنے کے لیئے ہاں کبھی کبھی بغرض تبرک و اتباع اس کے مقدس الفاظ بھی خطبے میں شامل کر لیئے جایا کریں تو مناسب ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ہر مرتبہ نیا خطبہ پڑھا جائے اور لوگوں کو جن مسائل کی زیادہ ضرورت ہو خطبے میں بیان کیئے جائیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ من اولہ الی آخرہ ابھی تک کسی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں گزرا ہاں کچھ ٹکڑے خطبے کے لوگوں نے نقل کیئے ہیں۔

عادت شریف یہ تھی کہ جب سب لوگ جمع ہو جاتے اس وقت آپؐ تشریف لاتے اور حاضرین کو سلام کرتے اور حضرت بلالؓ اذان کہتے جب اذان ختم ہو جاتی آپؐ کھڑے ہو جاتے اور معاً خطبہ شروع فرما دیتے جب تک منبر نہ بنا تھا لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو محراب

کے پاس تھا جہاں آپ خطبہ پڑھنے تکیہ لگا لیتے تھے بعد منبر[1] بن جانے کے پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا دینا منقول نہیں۔

دو خطبے پڑھتے اور دونوں کے درمیان میں کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کلام نہ کرتے نہ دعا مانگتے جب دوسرے خطبے سے آپؐ کو فراغت ہوتی حضرت بلالؓ اقامت کہتے اور آپ نماز شروع فرماتے خطبہ پڑھتے وقت حضرتؐ کی آواز بلند ہو جاتی تھی اور مبارک آنکھیں سرخ ہو جاتی تھیں مسلم میں ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت حضرتؐ کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے کوئی شخص کسی دشمن کے لشکر سے جو عنقریب آنا چاہتا ہوا اپنے لوگوں کو خبر دیتا ہو۔ اکثر خطبے میں فرمایا کرتے تھے کہ

بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ کَهَاتَيْنِ۔ میں اور قیامت اس طرح ساتھ بھیجا گیا ہوں جیسے یہ دو انگلیاں ۱۲

---

[1] بقول صحیح ۸ھ ہجری میں منبر بنایا گیا منبر بنانے کا قصہ یہ ہے کہ مدینہ میں ایک انصاریہ تھیں جن کا غلام نجار تھا۔ ان کے پاس حضرتؐ کا ارشاد پہنچا کہ بہتر ہوتا کہ اگر تم اپنے غلام سے میرے لئے ایک منبر بنوا دیتیں حسب الارشاد انہوں نے ایک منبر گز کی لکڑی سے جس میں تین سیڑھیاں تھیں بنوا کر مسجد شریف میں بھیج دیا جس مقام پر اب منبر شریف ہے وہیں وہ مقدس منبر رکھ دیا گیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس منبر پر خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے وہ ستون جس سے پہلے آپ تکیہ لگا لیتے تھے حضرت کے فراق صحبت سے فریاد صحبت کرنے لگا اور ایسی آواز سے رویا کہ جیسے اونٹنی بولتی ہے۔ بخاری کی روایت میں ہے کہ جیسے روتا ہوا لڑکا چپ کیا جائے تمام صحابہ اس کے حال سے رونے لگے حضرت منبر سے اتر پڑے اور اس ستون کو اپنے سینہ سے لگا لیا یہاں تک کہ اس کا رونا موقوف ہو گیا یہ روایت بہت صحیح اور مشہور ہے بعض نے لکھا ہے کہ متواتر ہے۔ ایک مرتبہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس مقدس منبر کو اپنے زمانہ خلافت میں شام لے جانا چاہا مگر جیسے ہی وہ منبر اپنی جگہ سے اٹھایا گیا آفتاب میں سخت گرہن پڑ گیا کہ ستارے نظر آنے لگے اس حال کو دیکھ کر وہ اپنے ارادے سے باز رہے ۶۵۴ھ ہجری میں جب مسجد شریف میں آگ لگی تھی وہ منبر جل گیا ۱۲ (شرح سفر السعادۃ)

اور بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا دیتے تھے اور بعد اسکے فرماتے تھے۔

أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللهِ وَخَيْرُ الْهُدٰى هُدٰى مُحَمَّدٍ وَشَرُّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ أَنَا أَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِأَهْلِهٖ وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا أَوْ ضَيَاعًا فَعَلَيَّ۔

لیکن بعد حمد و صلوٰۃ کے پس سب کلاموں سے بہتر خدا کا کلام ہے اور سب طریقوں سے اچھا طریقہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور سب چیزوں سے بری نئی باتیں ہیں ہر بدعت دوزخ میں ہے میں ہر مومن کا اس کی جان سے بھی زیادہ دوست ہوں جو شخص کچھ مال چھوڑے تو اس کے اعزا کا ہے اور اگر کچھ قرض چھوڑے یا کچھ اہل و عیال تو وہ میرے ذمے ہیں ۱۲

کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ أَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْا بِالْأَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَصِلُوا الَّذِيْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهٗ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُؤْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا أَنَّ اللهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ مَكْتُوْبَةً فِيْ مَقَامِيْ هٰذَا فِيْ شَهْرِيْ هٰذَا فِيْ عَامِيْ هٰذَا إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ مَنْ وَجَدَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا فَمَنْ تَرَكَهَا فِيْ حَيَاتِيْ أَوْ بَعْدِيْ جُحُوْدًا بِهَا وَاسْتِخْفَافًا بِهَا وَلَهٗ إِمَامٌ جَائِرٌ أَوْ عَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللهُ شَمْلَهٗ وَلَا بَارَكَ لَهٗ فِيْ أَمْرِهٖ أَلَا وَلَا صَلٰوةَ لَهٗ أَلَا وَلَا صَوْمَ لَهٗ أَلَا وَلَا زَكٰوةَ لَهٗ أَلَا وَلَا حَجَّ لَهٗ أَلَا وَلَا بِرَّ لَهٗ حَتّٰى يَتُوْبَ فَإِنْ تَابَ تَابَ اللهُ عَلَيْهِ أَلَا وَلَا تَؤُمَّنَّ امْرَأَةٌ رَجُلًا أَلَا وَلَا يَؤُمَّنَّ

اے لوگو توبہ کرو موت آنے سے پہلے اور جلدی کرو نیک کام کرنے میں اور پورا کرو اس عہد کو جو تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ہے اس کے ذکر کی کثرت اور صدقہ دینے سے ظاہر اور باطن میں اس کا ثواب پاؤ گے اور جان لو کہ اللہ نے تمہارے اوپر جمعہ کی نماز فرض کی ہے میرے اس مقام میں اسی شہر میں اسی سال میں قیامت تک بشرط امکان جو شخص اس کو ترک کرے میری زندگی میں یا میرے بعد اس کی فرضیت کا انکار کر کے یا سہل انگاری سے بشرطیکہ اس کا کوئی بادشاہ ہو ظالم یا عادل تو اللہ اس کی پریشانیوں کو نہ دور کرے۔ نہ اس کے کسی کام میں برکت دے سنو جی نہ اس کی نماز قبول ہوگی نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ کوئی نیکی یہانتک کہ توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرے گا سنو جی نہ امامت کرے کوئی عورت کسی مرد کی نہ کوئی اعرابی یعنی جاہل کسی

Marfat.com

اَعْرَابِیٌّ مُھَاجِرًا اَلَا لَا یَؤُمَّنَّ فَاجِرًا مُؤْمِنًا اِلَّا اَنْ یَقْھَرَہٗ سُلْطَانٌ یُخَافُ سَیْفُہٗ سَوْطُہٗ۔

مہاجر یعنی عالم کی نہ کوئی فاسق کسی صالح کی مگر یہ کہ کوئی بادشاہ جبراً ایسا کرائے جس کی تلوار اور کوڑے کا خوف ہو۔ ۱۲ (ابن ماجہ)

کبھی بعد حمد و صلوٰۃ کے یہ خطبہ[1] پڑھتے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَرْسَلَہٗ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا بَیْنَ یَدَیِ السَّاعَۃِ مَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاھْتَدٰی وَمَنْ یَّعْصِھِمَا فَاِنَّہٗ لَا یَضُرُّ اِلَّا نَفْسَہٗ وَلَا یَضُرُّ اللّٰہَ شَیْئًا۔

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے گناہوں کی بخشش چاہتے ہیں اور نفسوں کی شرارت اور اعمال کی برائی سے پناہ مانگتے ہیں جس کو اللہ ہدایت کرے اس کو کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کو کوئی ہدایت نہیں کر سکتا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور پیغمبر ہیں ان کو اللہ تعالیٰ نے سچی باتوں کی بشارت اور ان سے ڈرانے کے لئے قیامت کے قریب بھیجا ہے جو کوئی اللہ اور رسول کی تابعداری کرے گا وہ ہدایت پائے گا اور جو نافرمانی کریگا وہ اپنا ہی نقصان کریگا اللہ کا کچھ نقصان نہیں۔ (ابوداؤد وغیرہ)

اس کا ذکر اس مقام میں صرف عادۃً فرمایا ہے ورنہ جمعہ کی نماز تو کبھی کی فرض ہو چکی تھی۔

اعرابی چونکہ اکثر جاہل اور مہاجر عالم تھے اس لئے اعرابی سے جاہل اور مہاجر عالم مراد لیا گیا

حضرت سورۂ قٓ خطبے میں اکثر پڑھا کرتے تھے حتیٰ کہ میں نے سورۂ قٓ حضرت ہی سے سن سن کر یاد کی ہے جب آپ منبر پر اس کو پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

اور کبھی سورۃ العصر اور کبھی۔

---

[1] اسی خطبہ کی نسبت صاحب بحر الرائق نے لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا خطبہ تھا ۱۲۔

Marfat.com

لَا یَسْتَوِیْ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۔ | دوزخ والے اور جنت والے برابر نہیں ہو سکتے جنت والے اپنی مرادوں کو پہنچیں گے ۱۲

اور کبھی

وَنَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ۔ | دوزخ والے کہیں گے کہ اے مالک (داروغہ دوزخ) اب تیرا رب اس عذاب کو ختم کر دے وہ کہے گا تم ہمیشہ یہیں رہو گے ۱۲ (بحر الرائق)

نماز کے مسائل

بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز بھی پڑھائے اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے ۔ (درمختار وغیرہ)

اگر کوئی دوسرا شخص امام بنایا جائے تو وہ ایسا شخص ہو جس نے خطبہ سنا ہو اگر کوئی شخص ایسا امام بنا دیا جائے جس نے خطبہ نہیں سنا تو نماز نہ ہوگی اور اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنا لے تب بھی جائز نہیں ۔ ہاں بعد نماز شروع کر دینے کے اگر امام کو حدث ہو جائے اور اس وقت کسی کو امام بنائے تو اس میں یہ شرط نہیں جس نے خطبہ نہیں سنا اس کا امام بنانا بھی درست ہے ۔ خطبہ ختم ہونے ہی فوراً اقامت کہہ کر نماز شروع کر دینا مسنون ہے ۔ خطبے اور نماز کے درمیان میں کوئی دنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اس کے بعد خطبے کے اعادہ کی ضرورت ہے ہاں کوئی دینی کام ہو مثلاً کسی کو شرعی مسئلہ بتائے یا وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبے کے معلوم ہو کہ اس کو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرتے جائے تو کچھ کراہت نہیں نہ اور خطبے کے اعادہ کی ضرورت ہے ۔ (درمختار خزانۃ المفتین)

نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے

میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نماز جمعہ پڑھوں ۔

بہتر[1] یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مقام میں (ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں

---

[1] بعض علما کے نزدیک جمعہ کی نماز ایک مقام کی متعدد مساجد میں جائز نہیں مگر یہ قول مختار اور مفتی بہ نہیں ہے ۱۲ (بحر الرائق)

Marfat.com

اگرچہ ایک مقام کی متعدد مسجدوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے۔ (بحرالرائق وغیرہ)

اگر کوئی مسبوق قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھتے وقت یا سجدۂ سہو کے بعد آکر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعہ کی نماز تمام کرنی چاہیئے یعنی دو رکعت پڑھنے سے ظہر کی نماز اس کے ذمہ سے اتر جائے گی۔ (بحرالرائق۔ درمختار وغیرہ)

جب کسی مقام میں جمعہ کے صحیح ہونے کی کسی شرط میں شک پڑ جائے مثلاً مصر ہونے یا جیسا بعض علما کے نزدیک نماز جمعہ ایک مقام کی ایک ہی مسجد میں ہونا چاہیئے تو ایسی حالت میں وہاں کے لوگوں کو بہتر یہ ہے کہ بعد جمعہ کے فرض اور سنت پڑھ چکنے کے چار رکعت بہ نیت ظہر احتیاطاً[1] پڑھ لیا کریں اور اس کی نیت یوں کریں نویت ان اصلی آخر ظہر ادرکت وقتہ ولما اصلہ بعد -- [2] میں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اخیری ظہر جس کا وقت مجھے ملا اور اب تک اس کو میں نے نہیں پڑھا ادا کروں اور اس کی نماز چاروں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد دوسری سورت کا پڑھنا ضروری ہے۔ اس نماز کو کچھ ضروری نہ سمجھے اور نہ یہ خیال کرے کہ جمعہ کی نماز نہیں ہوئی کسی زمانہ میں اس نماز نے جاہلوں کو اس خیال میں ڈال دیا تھا کہ جمعہ کی نماز فرض ہی نہیں اسی سبب سے صاحب بحرالرائق لکھتے ہیں کہ میں نے کئی مرتبہ فتویٰ دیا کہ یہ نماز نہ پڑھی جائے تاکہ جاہلوں کا اعتقاد نہ خراب ہونے پائے۔

---

[1] امام محمد رحمۃ اللہ کے نزدیک اگر دوسری رکعت کا اکثر حصہ مل جائے تو شرکت صحیح ہوگی اور اس کو جمعہ کی نماز تمام کرنا ہوگی ورنہ اسے امام کے سلام کے بعد ظہر کی نماز تمام کرنا چاہیئے مثلاً ایک رکعت امام کے ساتھ ملی ہو تو بعد امام کے سلام کے تین رکعت اور پڑھے مگر فتویٰ اس قول پر نہیں نہ اس کی کوئی قوی دلیل ہے۔ (بحرالرائق)

[2] جب شہروں میں دو جمعے ہونے لگے تو وہاں کے علماء نے احتیاطاً چار رکعت ظہر احتیاطی پڑھنے کا حکم لوگوں کو دے دیا۔

(قلینہ)

Marfat.com

عیدینؑ کی نماز کا بیان

شوال کے مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الضحیٰ۔ یہ دونوں اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں ان دونوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکریہ پڑھنا واجب ہے۔

جمعہ کی نماز کے صحت و وجوب کے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکے ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں سوا خطبے کے۔ جمعہ کی نماز میں خطبہ شرط ہے عیدین کی نماز میں شرط نہیں جمعہ کا خطبہ فرض ہے عیدین کا خطبہ سنت ہے مگر عیدین کے خطبے کا سننا بھی مثل جمعہ کے خطبے کے واجب ہے جمعہ کا خطبہ نماز سے پہلے پڑھنا ضروری ہے اور عیدین کا نماز کے بعد مسنون ہے۔

عید الفطر کے دن بارہ چیزیں مسنون ہیں۔ ا۔ اپنی آرائش کرنا۔ ۲۔ غسل کرنا۔ ۳۔ مسواک کرنا۔ ۴۔ عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا۔ ۵۔ خوشبو لگانا۔ ۶۔ صبح کو بہت سویرے اٹھنا ۷۔ عیدگاہ میں بہت سویرے جانا۔ ۸۔ قبل عیدگاہ جانے

ؑ عید الفطر کی نماز ۲ھ ہجری میں شروع ہوئی حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ اہل مدینہ نے دو دن سال بھر میں مقرر کر لئے تھے کہ جن میں خوشی کیا کرتے تھے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر وہاں تشریف لائے تو پوچھا یہ دن کیسے ہیں لوگوں نے جواب دیا کہ ہم اسلام سے پہلے ان دنوں میں خوشی کیا کرتے تھے تب آپؐ نے فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تم کو ان کے عوض میں اس سے بہتر دوسرے دو دن دیئے ہیں عید الفطر کا دن اور عید الاضحیٰ کا دن ۱۲

(بحر الرائق)

ؑ صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں جو دستور ہے وہاں کے اور دودھ کو ملا کر کھانے کا ہے اس کی کوئی اصل نہیں مقصود یہ کہ اس کو مسنون نہ سمجھنا چاہیئے علی ہذا ہمارے زمانے میں ہندوستان میں سیویاں اور دودھ کھانے کی رسم ہے یہ بھی محض بے اصل اور رواجی امر ہے اس کو بھی مسنون نہ سمجھنا چاہیئے ۱۲ (در مختار وغیرہ)

Marfat.com

کے صدقہ فطر دے دینا۔ ۹۔ قبل عیدگاہ جانے کے کوئی شیریں[1] چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا۔ ۱۰۔ نماز عیدگاہ میں جاکر پڑھنا جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا۔ ۱۱۔ پیادہ[2] پا جانا اور ۱۲۔ راستے میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا۔

عید الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت کرے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْوَاجِبِ صَلٰوۃَ عِیْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَکْبِیْرَاتٍ وَاجِبَۃٍ میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں یہ نیت کرکے ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللھم پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ لٹکا دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر تک توقف کرے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں، تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت[3] پڑھ کر حسب دستور رکوع سجدے کرکے کھڑا ہو اور اس دوسری رکعت میں پہلے سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت پڑھ لے اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے[4] بلکہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع

---

[1] ہمارے زمانہ میں اکثر لوگ عید کی نماز شہر کی مسجدوں میں پڑھ لیتے ہیں عیدگاہ نہیں جاتے حالانکہ عیدگاہ جانا سنت مؤکدہ ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مقدس مسجد کو باوجود بے انتہا شرف وفضیلت کے عیدین کے دن چھوڑ دیتے تھے اور نماز پڑھنے عیدگاہ تشریف لے جاتے تھے۔ ۱۲

[2] سوار ہو کر واپس آنے کی اجازت ہے ۱۲ (در مختار وغیرہ) [3] عیدین کی نماز میں بھی مثل جمعہ کے نماز کے سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سبح اسم اور ھل اتاک حدیث الغاشیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ۱۲ [4] علامہ لکھنوی مولانا شیخ عبدالحی فرنگی محلی رحمۃ اللہ اپنے فتاویٰ میں لکھتے ہیں کہ میں اس تکبیر کے بعد ہاتھ باندھنے اور نہ باندھنے میں متردد تھا اور اپنے زمانہ کے علماء سے اس کا سوال بھی کیا مگر کسی نے منافی جواب نہ دیا یہاں تک کہ میں مجالس الابرار کی اس عبارت پہ مطلع ہوا اللہ تعالیٰ کا میں نے بہت شکر کیا کہ اس میں صاف تصریح سے نہ باندھنے کا حکم موجود ہے ۱۲

Marfat.com

میں جائے۔ (مجالس الابرار)

بعد نماز کے دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبے میں۔

بعد نماز عیدین کے یا بعد خطبے کے دعا مانگنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں اور اگر ان حضرات نے کبھی دعا مانگی ہوتی تو ضرور نقل کی جاتی۔ لہذا بغرض اتباع دعا نہ مانگنا دعا مانگنے سے بہتر ہے۔

عیدین کے خطبے میں پہلے تکبیر سے ابتدا کرے پہلے خطبہ میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے دوسرے میں سات مرتبہ۔ (بحر الرائق وغیرہ)

عید الاضحی کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہی سب چیزیں مسنون ہیں جو عید الفطر میں فرق اس قدر ہے کہ عید الاضحی کی نیت میں بجائے عید الفطر کے عید الاضحیٰ کا لفظ داخل کرے۔ اور عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے کوئی شیریں چیز کھانا مسنون ہے یہاں نہیں عید الفطر میں راستہ چلتے وقت آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے عید الفطر کی نماز دیر کر کے پڑھنا مسنون ہے اور عید الاضحی کی سویرے اذان واقامت نہ یہاں ہے نہ وہاں جہاں عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اور کوئی نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز سے پہلے بھی اور پیچھے بھی۔ ہاں بعد نماز کے گھر میں آکر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور قبل نماز کے یہ بھی مکروہ ہے۔ (بحر الرائق)

عورتیں اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھیں ان کو قبل نماز عید کے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔

عید الفطر کے خطبے میں صدقہ فطر کے احکام اور عید الاضحی کے خطبے میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنا چاہیے۔

تکبیر تشریق یعنی ہر فرض عین نماز کے بعد ایک مرتبہ

سلہ مولانا شیخ عبدالحی رحمۃ اللہ اور مولوی محمد نعیم صاحب مرحوم نے بھی اپنے فتوی میں ایسا ہی لکھا ہے ۱۲

Marfat.com

اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ کہنا واجب بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ مقام مصر ہو۔ یہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں ہاں اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائے گی۔ (ردالمختار)

یہ تکبیر عرفہ یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہیئے یہ سب تئیس نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔

اس تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے ہاں عورتیں آہستہ آواز سے کہیں۔ (ردالمختار)

نماز کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہیئے۔ اگر کوئی عمل منافی نماز کے عمداً کرے مثلاً قہقہہ سے ہنسے یا بات کر دے عمداً یا سہواً یا مسجد سے چلا جائے تو پھر ان چیزوں کے بعد تکبیر نہ چاہیئے اگر کسی کا وضو نماز کے بعد فوراً ٹوٹ جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسی حالت

لہ یہ مذہب امام صاحب کا ہے صاحبین کے نزدیک یہ کوئی شرط نہیں عورت اور مسافر اور منفرد پر اور قریہ میں بھی یہ تکبیر واجب ہے صاحب بحر الرائق نے سراج وہاج وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے۔ لہٰذا بہتر یہ ہے کہ یہ لوگ بھی تکبیر کہہ لیا کریں ۱۲ لہ یہ مذہب صاحبین کا ہے اور حضرت فاروق و مرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے امام صاحب کے نزدیک عرفے کی فجر سے عید کی عصر تک کل آٹھ نمازوں کے بعد تکبیر واجب ہے اور یہی مذہب ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا چونکہ بلند آواز سے تکبیر کہنا بدعت ہے اس لئے امام صاحب نے ابن مسعود کے مذہب کو اختیار کیا لیکن عبادات میں اکثر کا اختیار کرنا بہتر ہے اور اصول میں مقرر ہے کہ جب کوئی چیز بدعت اور وجوب میں دائر ہو تو اس کا کرنا اختیار کیا جائے اس لئے فتویٰ صاحبین کے قول پر دیا گیا اور اسی پر عمل ہے۔ واللہ اعلم ۱۲ لہ قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرفے کے دن مغرب کی نماز پڑھائی اور تکبیر تشریق کہنے کو بھول گیا تو امام ابو حنیفہ نے جو پیچھے نماز میں شریک تھے تکبیر کہہ دی۔ صاحب بحر الرائق یہ روایت نقل کر کے لکھتے ہیں کہ اس سے چند فائدے حاصل ہوئے ایک تو یہی مسئلہ یعنی اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدی کہہ دیں۔ دوسرے یہ کہ تعظیم استاد کی یہی ہے کہ اس کی اطاعت کرے دیکھو امام ابو یوسف ربانی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

ہیں فوراً تکبیر کہہ لے وضو کرنے نہ جائے اور اگر وضو کر کے کہے تب بھی جائز ہے۔ (بحر الرائق)

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں۔ (در مختار۔ بحر الرائق وغیرہ)

عید[1] الاضحیٰ کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا واجب ہے۔ (بحر الرائق۔ رد المحتار)

عیدین کی نماز بالاتفاق متعدد مساجد میں جائز ہے۔ (در مختار وغیرہ)

اگر کسی کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا اس لئے کہ جماعت اس میں شرط ہے یہی طرح اگر کوئی شریک نماز ہوا اور کسی وجہ سے اس کی نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے ہاں اگر کچھ لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھ سکتا ہے۔

اگر کسی عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور عید الاضحیٰ کی تیرھویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے اور یہ نماز قضا بھی جائیگی۔

عید الاضحیٰ کی نماز میں بے عذر بھی تیرھویں تاریخ تک تاخیر کرنا جائز ہے مگر مکروہ ہے اور عید الفطر میں بے عذر بالکل جائز نہیں۔ (بحر الرائق۔ در مختار وغیرہ)

عذر کی مثال۔ ا۔ کسی وجہ سے امام نماز پڑھانے نہ آیا ہو۔ ۲۔ پانی برس رہا ہو۔ ۳۔ چاند کی تاریخ محقق نہ ہو اور بعد زوال کے جب وقت جاتا رہے محقق

(بقیہ صفحہ سابقہ) امام صاحب کے حکم سے امام بن گئے یہ نہ خیال کیا کہ مجھے اپنے استاد کے ہوتے نماز نہ پڑھانا چاہیئے تیسرے یہ کہ استاد کو چاہیئے کہ جب اپنے کسی شاگرد کو لائق دیکھے تو لوگوں کے سامنے اس کی عظمت کرے تاکہ لوگ بھی اس کو بزرگ سمجھیں اور اس سے فائدے اٹھائیں۔ چوتھے یہ کہ شاگرد کو چاہیئے کہ اپنے استاد کا مرتبہ نہ بھول جائے دیکھو امام ابو یوسف استاد کی ہیبت سے تکبیر بھول گئے حالانکہ کئی وقت اس تکبیر کو کہتے ہوئے ہو چکے تھے ۱۲

[1] ہمارے فقہا لکھتے ہیں کہ عید کی نماز کے بعد تکبیر کہنا تمام سلف سے منقول ہے اس لئے ضرور کہہ لینا چاہیئے۔ صاحب رد المحتار لکھتے ہیں کہ بحر الرائق کی عبارت سے اس کا وجوب معلوم ہوتا ہے ۱۲

ہو جائے۔ لہ۔ ابر کے دن نماز پڑھی گئی ہو اور بعد ابر کھل جانے کے معلوم ہو کہ بیوقت نماز پڑھی گئی۔ (ردالمختار)

اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آکر شریک ہوا ہو کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو تو قیام میں آکر شریک ہوا ہو تو فوراً بعد نیت باندھنے کے تکبیر کہہ لے اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو اور اگر رکوع میں آکر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کے فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائے گا تو نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے بعد اس کے رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہے مگر حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر قبل اس کے کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اٹھا لے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔ (ردالمختار)

اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں چلی جائے تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرأت کر لے بعد تکبیر کہے اگرچہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہیئے تھا لیکن چونکہ اس طریقہ سے دونوں رکعتوں کی قرأت میں تکبیر فاصل ہو جاتی ہے اور یہ کسی کا مذہب نہیں ہے اس لئے اس کے خلاف حکم دیا گیا۔ (ردالمختار)

اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے اور رکوع میں اس کو خیال آئے تو اس کو چاہیئے کہ حالت رکوع میں تکبیر کہہ لے پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی فاسد نہ ہوگی۔

کعبۂ مکرمہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

جیسا کعبہ شریف کے باہر اس کی محاذات پر نماز پڑھنا درست ہے ویسا ہی کعبۂ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔ استقبال قبلہ ہو جائے گا خواہ جس طرف پڑھے اس وجہ سے کہ وہاں چاروں طرف قبلہ ہے جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے۔ مگر وہاں جب ایک طرف منہ کر کے نماز شروع کی جائے تو پھر حالت نماز میں دوسری طرف پھر جانا جائز نہیں اور جس طرح نفل نماز جائز ہے اسی طرح فرض نماز بھی۔ (ردالمختار)

لہ صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ میں کعبہ کے اندر نفل (باقی بر صفحہ آئندہ)

کعبہ شریف کی چھت پر کھڑے ہو کر اگر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہے اس لیے کہ جس مقام پر کعبہ ہے وہ زمین اور اس کی محاذی جو حصہ ہوا کا آسمان تک ہے سب قبلہ ہے۔ قبلہ کچھ کعبہ کی دیواروں پر منحصر نہیں اسی لئے اگر کوئی شخص کسی بلند پہاڑ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں کعبہ کی دیواروں سے بالکل محاذات نہ ہو تو اس کی نماز بالاتفاق درست ہے لیکن چونکہ اس میں کعبہ کی بے تعظیمی ہے اور اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع بھی فرمایا ہے اس لئے مکروہ تحریمی ہو گی۔

کعبہ کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جماعت سے بھی اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو اس لئے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے۔ ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ مقتدی امام سے آگے بڑھ کر نہ کھڑے ہوں۔ اگر مقتدی کا منہ امام کے منہ کے سامنے ہو تب بھی درست ہے اس لئے اس صورت میں وہ مقتدی امام سے آگے نہ سمجھا جائے گا آگے جب ہوتا کہ جب دونوں کا منہ ایک ہی طرف ہوتا مگر ہاں اس صورت میں نماز مکروہ ہو گی اس لئے کہ کسی آدمی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حائل کر لی جائے تو یہ کراہت نہ رہے گی۔ (در مختار وغیرہ)

اگر امام کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر حلقہ باندھے ہوئے ہوں تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن اگر صرف امام کعبہ کے اندر ہو گا اور کوئی مقتدی اس کے ساتھ نہ ہو گا تو نماز مکروہ ہو گی اس لئے کہ اس صورت میں امام کا مقام بقدر ایک قد کے مقتدیوں سے اونچا ہو گا۔ (رد المحتار)

اگر مقتدی اندر ہوں اور امام باہر تب بھی نماز درست ہے بشرطیکہ مقتدی

(بقیہ صفحہ سابقہ) نماز پڑھی ہے مگر چونکہ نفل اور فرض دونوں استقبال کعبہ کی شرط میں برابر ہیں اس لئے فرض بھی جائز ہے۔ امام مالک کے نزدیک فرض نماز جائز نہیں اس لئے کہ پورے قبلہ کا استقبال اس صورت میں نہیں ہوتا امام شافعی اس معاملہ میں ہمارے موافق ہیں صاحب شرح وقایہ نے جو ان کا اختلاف نقل کیا ہے یہ صحیح نہیں ان کے مذہب کی کتابوں میں ہمارے موافق لکھا ہے صاحب نہایہ لکھتے ہیں کہ یہ لفظ صاحب شرح وقایہ کے قلم سے سہواً نکل گیا۔ واللہ اعلم ۱۲

امام سے آگے نہ ہوں۔ (ردالمختار)

خداوند عالم کی توفیق سے ان نمازوں کا بیان تمام ہوچکا جن میں قرآن مجید کی قرأت فرض ہے لہذا اب ہم کو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی کے ساتھ ہی کچھ حالات قرآن مجید کے اور اس کی تلاوت وغیرہ کے احکام بھی لکھ دیں اور اسی لئے ہم نے سجدۂ تلاوت کا بیان ابھی تک نہیں کیا اگرچہ ہمارے فقہا کی عادت ہے کہ سجدۂ سہو کے بعد سجدۂ تلاوت کا بھی ذکر کردیتے ہیں۔ اگر خدا نے چاہا تو یہ تذکرہ بھی نہایت دلچسپ اور مفید ہوگا جس کی تفصیل سے اکثر فقہ کی کتابیں خالی ہیں۔ اس بحث میں سب سے پہلے ہم یہ لکھنا چاہتے ہیں کہ قرآن مجید کیا چیز ہے اور وہ ہم تک کیسے پہنچا اس کے بعد اس کے پڑھنے پڑھانے کی فضیلت اور ثواب بیان کریں گے اس کے بعد جو مسائل اس سے تعلق رکھتے ہیں ان کا ذکر کریں گے۔ واللہ حسبی ونعم الوکیل۔

قرآن مجید کے نزول اور جمع و ترتیب کے حالات

جاننے ہو قرآن مجید کیا چیز ہے ایک مقدس کتاب ہے جو نبی آخر الزماں بہترین پیغمبران محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی رب مالک عرش و کرسی کا کلام ہے جو اس نے اپنے ایک برگزیدہ پیغمبر اور مقرب بندے سے کیا اسلام کی بنا اسی پاک آسمانی فرمان پر ہے جس نے اطاعت کی وہ حلقۂ اسلام میں داخل ہوا جس نے ذرا بھی سرکشی کی وہ اس پاکیزہ جماعت سے خارج ہوگیا اللہ جل شانہ کے باغیوں میں شامل ہوا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سن شریف چالیس برس کا ہوا اس وقت آپ کو خلعت نبوت عطا ہوا اور تاج رسالت آپ کے سر پر رکھا گیا اسی زمانہ سے نزول قرآن کی ابتدا ہوئی۔ وقتاً فوقتاً بحسب حاجت و ضرورت تھوڑا تھوڑا تئیس برس تک نازل ہوتا رہا۔ اگلی کتابوں کی طرح پورا ایک[1] ہی مرتبہ نازل نہیں ہوگیا۔

---

[1] مثلاً حضرت موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام پر توریت اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل اور حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور یہ سب کتابیں پوری ایک ہی دفعہ نازل ہوگئیں اور بالاتفاق یہ سب کتابیں رمضان ہی کے مہینے میں اتریں۔ (اتقان) ۱۲

Marfat.com

صحیح یہ ہے کہ بعد آپ کی نبوت کے رمضان کی شب قدر میں پورا قرآن مجید لوح محفوظ سے اس آسمان پر جسے ہم دیکھ رہے ہیں حسب حکم رب العزت نازل ہو گیا۔ اور بعد اس کے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو جس وقت جس قدر حکم ہوا انہوں نے اس مقدس کلام کو بعینہ بے کم و کاست بے تغیر و تبدل نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا کبھی دو آیتیں کبھی ایک آیت سے بھی کم کبھی دس دس آیتیں کبھی کبھی پوری پوری سورتیں اسی کو شریعت میں وحی کہتے ہیں علماء نے وحی کے متعدد طریقے احادیث سے استخراج کیئے ہیں۔ ا۔ فرشتہ وحی لے کر آئے اور ایک آواز مثل گھنٹی کے معلوم ہو یہ کیفیت متعدد صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور یہ قسم وحی کی تمام اقسام میں سخت تھی بہت تکلیف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتی تھی حتیٰ کہ آپ نے فرمایا جب کبھی ایسی وحی آتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اب جان نکل جائے گی۔ ۲۔ فرشتہ دل میں کوئی بات ڈال دے۔ ۳۔ فرشتہ آدمی کی صورت میں آکر ہمکلام ہو۔ یہ قسم بہت آسان تھی اس میں تکلیف نہ ہوتی تھی۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ بلا واسطہ بیداری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام فرمائے جیسا کہ شب معراج میں۔ ۵۔ حق تعالیٰ حالت خواب میں کلام فرمائے یہ قسم بھی صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ ۶۔ فرشتہ حالت خواب میں آکر کلام کرے۔ مگر اخیر دو قسموں کی وحی سے قرآن مجید خالی ہے۔ تمام قرآن مجید حالت بیداری میں نازل ہوا۔ اگرچہ بعض علماء نے سورۂ کوثر کو اخیر قسم میں قرار دیا ہے مگر محققین نے اس کو رد کر دیا ہے اور ان کے شبہ کا کافی جواب دے دیا ہے۔ (اتقان)

قرآن مجید کے بدفعات نازل ہونے میں یہ بھی حکمت تھی کہ اس میں بعض آیتیں وہ تھیں جن کا کسی وقت منسوخ کر دینا خدائے تعالےٰ کو منظور تھا۔ قرآن مجید میں تین قسم کے منسوخات ہوئے بعض وہ جن کا حکم بھی منسوخ اور تلاوت بھی منسوخ۔

مثال۔ (۱) سورہ لم یکن میں لَوْ کَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادٍ یَّامِنْ مَالٍ لَاحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اِلَیْہِ الثَّانِیْ وَلَوْ کَانَ لَہُ الثَّانِیْ لَاحَبَّ اَنْ یَّکُوْنَ اِلَیْہِمَا الثَّالِثُ وَلَا یَمْلَاءُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ بھی تھا۔ (۲) دعائے قنوت بھی قرآن مجید کی دو سورتیں تھیں۔ بعض وہ ہیں جن کی تلاوت منسوخ ہو گئی مگر حکم باقی ہے جیسے آیت رجم کہ حکم اس کا باقی ہے مگر تلاوت اس کی نہیں ہوتی یہ دونوں قسمیں قرآن مجید سے نکال دی گئیں اور ان کا لکھنا بھی قرآن مجید میں جائز نہیں بعض

وہ ہیں جن کی تلاوت باقی ہے مگر حکم منسوخ ہو گیا ہے یہ قسم قرآن مجید میں داخل ہے اور اس کی بہت مثالیں ہیں بعض لوگوں نے مستقل تصانیف میں ان کو جمع کیا ہے فن تفسیر میں اس سے بہت بحث ہوتی ہے مگر یہ مقام انکی تفصیل کا نہیں (تفسیر اتقان)

جب شافع قیامت پناہ امت حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفیق اعلیٰ جل مجدہ کے جوار رحمت میں سکونت اختیار فرمائی اور نزول وحی موقوف ہو گیا قرآن مجید کسی کتاب میں جیساکہ آج کل ہے جمع نہ تھا متفرق چیزوں پر سورتیں اور آیتیں لکھی ہوئی تھیں اور وہ مختلف لوگوں کے پاس تھیں۔ اکثر صحابہؓ کو پورا قرآن مجید زبانی یاد تھا سب سے پہلے قرآن مجید کے یک جا کرنے کا خیال حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دل میں پیدا ہوا اور حق تعالیٰ نے ان کے ذریعہ سے اپنے اس سچے وعدے کو پورا کیا جو اپنے پیغمبر سے کیا تھا یعنی یہ کہ قرآن مجید کے ہم حافظ ہیں اس کا جمع کرنا اور حفاظت کرنا ہمارے ذمے ہے۔ یہ زمانہ حضرت امیر المومنین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت راشدہ کا تھا۔ حضرت فاروقؓ نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ حافظ قرآن شہید ہوتے جاتے ہیں اور بہت سے جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے مجھے خوف ہے کہ اگر یہی حال رہے گا تو بہت بڑا حصہ قرآن مجید کا ہاتھ سے جاتا رہے گا لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ اس طرف توجہ فرمایئے اور قرآن مجید کے جمع کرنے کا اہتمام کیجیے حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اس کو تم کیسے کر سکتے ہو حضرت فاروقؓ نے عرض کیا کہ خدا کی قسم یہ بہت اچھا کام ہے پھر وقتاً فوقتاً حضرت فاروقؓ اس کی تحریک کرتے رہے حتیٰ کہ حضرت صدیقؓ کے دل مبارک میں بھی یہ بات جم گئی انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو طلب کیا اور یہ سب قصہ بیان کر کے فرمایا کہ قرآن مجید کے جمع کرنے کے لئے میں نے آپ کو منتخب کیا ہے آپ کاتب وحی تھے اور جوان صالح ہیں انہوں نے بھی وہی عذر کیا کہ جو کام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اس کو آپ لوگ کیسے کر سکتے ہیں بالآخر وہ بھی راضی ہو گئے اور انہوں نے بہت اہتمام بلیغ سے قرآن مجید کو جمع کرنا شروع کیا۔

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے منتخب کرنے کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ ہر سال رمضان میں حضرت جبرئیل علیہ السلام سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرآن مجید

کا دَور کیا کرتے تھے اور سالِ وفات میں دو مرتبہ قرآن مجید کا دَور ہوا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اس اخیر دورے میں شریک تھے اور اس اخیر دورے کے بعد پھر کوئی آیت منسوخ نہیں ہوئی جس قدر قرآن اس دورے میں پڑھا گیا وہ سب باقی رہا لہذا ان کو منسوخ التلاوۃ آیتوں کا خوب علم تھا۔ (شرح السنۃ)

جب قرآن مجید صحابہؓ کے اہتمام بلیغ سے جمع ہو چکا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اس کی نظر ثانی کی اور جہاں کہیں کتابت میں غلطی ہو گئی تھی اس کی تصحیح فرمائی۔ سالہا سال اس فکر میں رہے اور اکثر اوقات صحابہؓ سے مناظرہ بھی کیا کبھی صحت اسی مکتوب کی ظاہر ہوتی تھی کبھی اس کے خلاف پس فوراً اس کو صحیح کر دیتے تھے پھر جب یہ سب مدارج طے ہو چکے حضرت فاروقؓ نے اس کے پڑھنے پڑھانے کا سخت اہتمام کیا حفاظ صحابہ کو دور دراز ملکوں میں قرآن و فقہ کی تعلیم کے لئے بھیجا جس کا سلسلہ ہم تک پہنچا۔

حق یہ ہے کہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کا احسان اس بارے میں تمام اُمّتِ محمدّیہ پر ہے انہی کی بدولت آج ہمارے پاس قرآن مجید موجود ہے اور ہم اس کی تلاوت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ اس احسان کی مکافات کس سے ہو سکتی ہے۔ اے اللہ اپنے رضوان کی خلعتیں ان کے زیب بدن فرما اور تاج کرامت و خلعت ان کے مقدس سر پہ رکھ۔ آمین۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس احسان کو اور بھی کامل کر دیا اپنے زمانۂ خلافت میں انہوں نے اس مصحف شریف کی سات نقلیں کرا کر ممالک بعیدہ میں بھیج دیں اور اختلاف قرأت کی وجہ سے جو فسادات برپا ہو رہے تھے اور ایک دوسرے کی قرأت خلاف حق اور باطل سمجھتا تھا ان سب جھگڑوں سے دین اسلام کو پاک کر دیا۔ صرف ایک قرأت پر سب کو متفق کر دیا اب بحمد اللہ تعالیٰ جیسی مضبوط کتاب اہل اسلام کے پاس ہے کوئی مذہب دنیا میں اس کی مثال نہیں لا سکتا

۱؎ حدیث میں معارضے کا لفظ ہے جس کا مطلب یہ ہوا کہ کبھی آپ ان کو سناتے تھے کبھی وہ آپ کو ۱۲ فتح الباری۔

Marfat.com

انجیل و توریت کی حالت ناگفتہ بہ ان میں وہ تحریف و تبدیل ہوئی کہ الامان۔ قرآن مجید کی نسبت مخالفوں کو بھی اقرار ہے کہ ہاں یہ وہی کتاب ہے جس کی نسبت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام خدا ہونے کا دعوے فرمایا تھا اس میں کسی قسم کی کمی زیادتی ان کے بعد نہیں ہوئی۔ والحمد للہ علی ذلک۔

قرآن مجید میں آیتوں اور سورتوں کی ترتیب جو اس زمانہ میں ہے یہ بھی صحابہؓ نے دی ہے مگر نہ اپنی رائے اور قیاس سے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس ترتیب سے پڑھتے تھے اور جو ترتیب اس عہد مبارک میں تھی اس کے ذرا بھی خلاف نہیں کیا صرف دو سورتوں کی ترتیب البتہ صحابہؓ نے اپنے قیاس سے دی ہے براۃ اور انفال تو یہ بھی یقیناً خلاف لوح محفوظ نہ ہوگی جس کا قادر قوی حافظ ہو اس میں ترتیب بھی خلاف مرضی نہیں ہوسکتی۔

بعض اور صحابہؓ نے بھی مثل ابن مسعودؓ اور ابیؓ بن کعب رضی اللہ عنہما کے قرآن مجید کو جمع کیا تھا کسی کی ترتیب نزول کے موافق تھی کسی کی اور کسی طرح جا بجا منسوخ التلاوۃ آیتیں بھی ان میں کسی غرض سے مندرج تھیں کہیں کہیں تفسیری الفاظ بھی ان میں لکھے ہوئے تھے ان سب مصاحف کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لے لیا ورنہ آگے چل کر ان کی وجہ سے سخت اختلاف پڑتا۔ علاوہ اس کے یہ متفقہ قوت جو اس مصحف کے جمع کرنے میں تھی ان مصاحف میں کہاں وہ صرف ایک ہی شخص کی محنت کا نتیجہ تھے اس سبب سے اور بھی خرابیاں ان میں ہوں گی۔

صحابہ کے زمانہ میں قرآن مجید میں سورتوں کے نام پاروں کے نشانات وغیرہ کچھ نہ تھے بلکہ حرفوں پر نقطے بھی نہ دیئے تھے بلکہ بعض صحابہؓ اس کو برا سمجھتے تھے وہ چاہتے تھے کہ مصحف میں سوا قرآن کے اور کوئی چیز نہ لکھی جائے عبدالملک کے زمانہ میں ابوالاسود یا امام حسن بصری نے اس میں نقطے بنائے اور ان کے بعد پھر خمس اور عشر لکھے گئے اور سورتوں اور پاروں کے نام بھی لکھ دیئے گئے علما ان سب چیزوں کے جواز پر متفق ہیں اس لئے کہ یہ ایسی چیزیں نہیں ہیں جن کے قرآن ہونے کا شبہ ہو اور منع ان چیزوں کا لکھنا ہے جن کے قرآن ہونے کا شبہہ پڑے۔

Marfat.com

قرآن مجید کے فضائل اور اس کی تلاوت وغیرہ کا ثواب

قرآن مجید کی عظمت اور بزرگی اور اس کی فضیلت اور رفعت کے لئے اسی قدر کافی ہے کہ وہ خداوند عالم خالق لوح وقلم کا کلام ہے تمام عیوب و نقائص سے بری اور پاک ہے فصاحت و بلاغت اس کی تمام عرب نے مان لی بڑے بڑے فصاحت و بلاغت کے مدعی اس کے مثل دو تین فقرے بھی صدہا برس کی کوششوں میں نہ بنا سکے بر سر مجمع اعلان بھی دیا گیا جوش دلانے والے خطاب سے کہا گیا کہ اگر تم اس کے کلام خدا ہونے میں شک کرتے ہو اور اس کو کلام بشر سمجھتے ہو تو تم اس کی چھوٹی سے چھوٹی سورت کے مثل کوئی عبارت بنا لاؤ اور تمام اعوان و انصار کو جمع کر و ہرگز نہ بنا سکو گے ہرگز نہ بنا سکو گے قوم جن نے جب اس کلام معجز نظام کو سنا بے ساختہ کہہ اٹھے کہ۔ اِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا یَّهْدِیْ اِلَی الرُّشْدِ ط

ترجمہ:۔ بے شک ہم نے ایک عجیب قرآن سنا جو نیکی کی طرف ہدایت کرتا ہے ہم اس پر ایمان لائے اور اپنے پروردگار کا کسی کو شریک ہرگز نہ سمجھیں گے۔ خود اللہ جل شانہٗ اس مقدس کلام کی تعریف فرماتا ہے پھر ہم لوگوں کی زبان وقلم میں کیا طاقت ہے کہ اس کے اوصاف و فضائل کا ایک شمہ بھی بیان کر سکیں۔

اس کے تلاوت اور پڑھنے پڑھانے کا ثواب محتاج بیان نہیں تمام علمائے امت متفق ہیں کہ کوئی ذکر تلاوت قرآن مجید سے زیادہ ثواب نہیں رکھتا احادیث اس باب میں بیش از بیش ہیں نمونے کے لئے تبرکاً چند حدیثیں نقل کی جاتی ہیں۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کوئی قرآن مجید کے پڑھنے میں مشغول ہو اور دعا یا کسی دوسرے ذکر کی اس کو فرصت نہ ملے میں اس کو دعا مانگنے والوں سے بھی زیادہ دوں گا اور کلام اللہ کی بزرگی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے خدا کی بزرگی تمام مخلوق پر۔ (سنن دارمی)

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے تمام آسمانوں اور زمینوں اور ان چیزوں سے جو اس میں ہیں۔ (سنن دارمی)

۳۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر قرآن مجید کسی کھال میں ہو تو وہ کھال آگ

میں نہیں جل سکتی۔ (دارمی) کھال سے مراد قلب مومن ہے کہ اگر اس میں قرآن مجید ہو تو عذاب دوزخ سے محفوظ رہے۔

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ تین قسم کے لوگوں کو قیامت میں خوف نہ ہوگا نہ ان سے حساب لیا جائے گا اور ان تین میں سے قرآن مجید پڑھنے والے کو آپ نے بیان فرمایا۔ (دارمی)

۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے خطبہ میں فرمایا کہ اے لوگو میں بھی ایک آدمی ہوں قریب ہے کہ میرے پروردگار کی طرف سے کوئی مجھ کو بلانے آئے اور میں چلا جاؤں میں تم میں دو گراں قیمت اور بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک خدا کی مقدس کتاب اس میں ہدایت اور نور ہے پس تم لوگ اللہ کی کتاب کو مضبوط پکڑ لو اور اس پر عمل کرو۔ (راوی کہتا ہے کہ پھر آپ نے لوگوں کو اس پر بہت رغبت دلائی) دوسرے میرے اہل بیت میں تم کو خدا کا خوف یاد دلاتا ہوں اپنے اہل بیت کی رعایت حقوق میں۔ (دارمی)

۶۔ قرآن مجید کی تلاوت کے وقت ملائکہ اور رحمت کا نزول ہوتا ہے صحیح بخاری میں اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک رات کو وہ سورۂ بقر پڑھ رہے تھے اور ان کا گھوڑا قریب ہی بندھا ہوا تھا وہ بھڑکنے لگا وہ چپ ہو گئے گھوڑے کو بھی سکون ہو گیا پھر انہوں نے پڑھنا شروع کیا پھر اس کی وہی حالت ہوئی تب انہوں نے تلاوت موقوف کر دی اس خیال سے کہ ان کے صاحبزادے یحییٰ قریب ہی تھے کہیں گھوڑا زیادہ بھڑکے اور وہ کچل نہ جائیں صبح کو یہ واقعہ حضرت رسالت مآب میں عرض کیا آپؐ نے فرمایا کہ اے ابن حضیر پڑھے جاؤ تب انہوں نے اپنا وہ خوف عذر میں پیش کیا اور کہا کہ بعد تلاوت ختم کرنے کے میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو ایک ٹکڑا ابر کا تھا جس میں چراغ روشن تھے یہاں تک کہ وہ میری نظر سے غائب ہو گیا حضرتؐ نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا چیز تھی انہوں نے عرض کیا کہ نہیں آپؐ نے فرمایا یہ فرشتے تھے تمہاری قرأت کے سبب سے نزدیک آ گئے تھے اگر تم پڑھے جاتے تو وہ فرشتے تمہارے پاس آ جاتے اور صبح کو سب لوگ ان کو دیکھتے۔ اسی قسم کا واقعہ کئی صحابہؓ کو قرأت قرآن مجید کے وقت پیش آیا جو صحیح احادیث میں مروی ہے کئی قصے تو صحیح بخاری میں ہیں

Marfat.com

۷۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ حسد کی اجازت نہیں مگر دو شخصوں پر ایک وہ جو قرآن مجید پڑھتا ہو اور وہ اس کی تلاوت میں راتوں کو مشغول رہتا ہو دوسرے وہ جس کو اللہ تعالےٰ نے مال دیا ہو اور وہ اس کو دن رات اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کرتا ہو۔ (صحیح بخاری)

اس حدیث میں حسد سے مراد غبطہ ہے دونوں میں فرق یہ ہے کہ کسی شخص کے نعمت کی زائل ہو جانے کی خواہش کرنا حسد ہے اور اس نعمت کا اپنے لئے خواہش کرنا بغیر اس کے کہ دوسرے شخص سے زائل ہو غبطہ ہے غبطہ مطلقاً جائز ہے حسد مطلقاً ناجائز اس حدیث میں غبطے کی اجازت صرف انہیں دونوں چیزوں میں منحصر کرنا مقصود نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ کوئی نعمت ان دو نعمتوں سے بڑھ کر نہیں جس کے حاصل ہونے کی خواہش کی جائے۔

۸۔ ابو صالح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرآن مجید اپنے پڑھنے والوں کی قیامت میں سفارش کرے گا پس اس کو لباس کرامت پہنایا جائے گا پھر قرآن مجید کہے گا کہ اے اللہ اور زیادہ اس کے اوپر انعام فرما تب اس کو تاج کرامت پہنایا جائے گا پھر کہے گا اے اللہ اور زیادہ دے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اپنی رضامندی کی گراں بہا خلعت اس شخص کو عطا فرمائے گا۔ (سنن دارمی)

۹۔ جو شخص اچھی طرح قرآن مجید پڑھے اور اس کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام جانے اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا اور اس کے دس عزیزوں کے حق میں جو مستحق دوزخ ہوں گے اس کی سفارش قبول فرمائے گا۔ (ترمذی۔ ابن ماجہ)

۱۰۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن مجید پڑھنے سے ہر حرف کے عوض میں دس نیکیاں ملتی ہیں میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف ہے لام ایک حرف ہے میم ایک حرف ہے۔ (سنن دارمی) مقصود یہ ہے کہ صرف الٓمٓ کہنے سے تیس نیکیاں ملتی ہیں۔ اللہ اکبر۔

۱۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سب میں بہتر وہ شخص ہے جس نے قرآن مجید کو پڑھا اور پڑھایا یہ حدیث ابو عبدالرحمٰنؓ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سن کر قرآن مجید پڑھانا شروع کیا حضرت عثمانؓ کے وقت خلافت سے حجاج کے زمانہ

Marfat.com

تک پڑھاتے رہے اور فرماتے تھے کہ اسی حدیث نے مجھے اس جگہ بٹھلا دیا ہے کہ قرآن پڑھانے میں مشغول ہوں۔ (صحیح بخاری۔ سنن دارمی)

۱۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص اپنے لڑکے کو قرآن مجید تعلیم کرتا ہے حق تعالیٰ اس کو قیامت میں ایک تاج جنت کا پہنائے گا (طبرانی)

۱۳۔ معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص اچھی طرح قرآن مجید پڑھے اور اس پر عمل کرے قیامت کے دن اس کے والدین کو ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بدرجہا بہتر ہوگی پھر کیا کہنا اس شخص کا جس نے پڑھا اور عمل کیا۔ (ابوداؤد)

۱۴۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ قرآن اللہ کا نعمت خانہ ہے اس سے لو جس قدر لے سکو میرے نزدیک اس گھر سے زیادہ کوئی بے برکت مقام نہیں جس گھر میں خدا کی کتاب نہ ہو اور بیشک وہ دل جس میں کچھ بھی قرآن نہ ہو ایک ویران گھر ہے جس میں کوئی رہنے والا نہیں۔ (دارمی)

۱۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید یاد کر کے بھول جائے وہ قیامت کے دن جذامی ہوگا۔ (صحیح بخاری) معاذاللہ۔

۱۶۔ خالد بن سعدان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص قرآن مجید پڑھے اس کو اکہرا ثواب ملے گا اور جو اس کو سنے اس کو دوہرا ثواب ملے گا۔ (دارمی)

اسی حدیث سے علماء نے اخذ کیا ہے کہ قرآن مجید کے سننے میں پڑھنے سے بھی زیادہ ثواب ہے۔ (کبیری)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی بہت مرغوب تھا کہ کوئی دوسرا شخص قرآن مجید پڑھے اور آپ سنیں۔ ایک مرتبہ عبدالرحمٰن بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ارشاد ہوا کہ تم پڑھ کر مجھ کو سناؤ انہوں نے کہا کہ میں آپ کو سناؤں آپ ہی پر نازل ہوا ہے ارشاد ہوا کہ مجھے اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کسی دوسرے سے سنوں عبداللہ بن مسعودؓ نے سورۂ نساء پڑھنا شروع کی یہاں تک کہ اس آیت پر پہنچے۔

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ	کیا حال ہوگا اس وقت جب ہم ہر امت کے لیے
وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۔	ان میں سے ایک گواہ نکالیں گے اور ان لوگوں پر تم کو

Marfat.com

گواہ بنائیں گے یہ ذکر قیامت کا ہے کہ اس دن
خدائے غفور رحیم ہر امت پر ان کے پیغمبر کو گواہ بنائے
گا اور ہم لوگوں پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو

حضرت نے فرمایا بس بس۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ آپ صلعم کی چشم مبارک سے آنسو بہہ رہے تھے[1] (صحیح بخاری۔ سنن دارمی)

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ جب کبھی ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے تو فرماتے کہ اے ابوموسیٰ ہم کو اپنے پروردگار کی یاد دلاؤ وہ قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیتے۔ (دارمی)

ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بہت خوش آواز تھے قرآن مجید بہت اچھا پڑھتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پڑھنے کی بہت تعریف فرمائی ہے۔

اسی طرح قرآن کی خاص خاص سورتوں کے فضائل بھی صحیح احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں مثلاً چند حدیثیں نقل کی جاتی ہیں سورہ فاتحہ کی نسبت احادیث میں وارد ہوا ہے کہ سبع مثانی اور قرآن عظیم یہی ہے۔[2] (صحیح بخاری) ایسی سورت کسی نبی پر نہیں نازل ہوئی۔ (مستدرک حاکم)

سورۂ بقر کے حق میں آیا ہے کہ جس گھر میں پڑھی جائے وہاں سے شیطان بھاگ جاتا ہے (ترمذی) اس کو پڑھو برکت ہوگی ورنہ حسرت ہوگی (مسلم) دو تروتازہ چیزوں کو پڑھا کرو۔ بقرہ اور آل عمران۔ یہ دونوں قیامت میں اپنے پڑھنے والے کی شفاعت کریں گی اور مالک روز جزا سے جھگڑ کر اس کو بخشائیں گی۔ آیت الکرسی تمام آیات قرآنی کی

---

[1] حضرت شاید اس سبب سے روئے کہ اس آیت میں آپؐ کے گواہ بنانے کا ذکر ہے اور آپؐ کو اپنی امت کے تمام اچھے اور برے حالات بیان کرنے پڑیں گے اور امت کی برائی آپ کو ناگوار ہے علاوہ اس کے آپ کی عادت بھی تھی کہ قرآن مجید پڑھتے اکثر رو دیا کرتے تھے ۱۲-

[2] قرآن مجید میں حضرت سے خطاب ہے کہ ہم نے تم کو سبع مثانی اور قرآن عظیم عنایت فرمایا ہے اسی کو آپؐ نے بیان فرمایا کہ سبع مثانی اور قرآن عظیم سے یہی سورت مراد ہے ۱۲

Marfat.com

بزرگ اور سردار ہے (مسلم) اخیر سورۂ بقر کی دو آیتیں جس گھر میں پڑھی جائیں تین دن تک شیطان اس گھر کے قریب نہیں جاتا۔ (ترمذی)

سورۂ انعام جب اتری تو حضرتؐ نے تسبیح پڑھی اور فرمایا کہ اس قدر فرشتے اس کے ساتھ تھے کہ آسمان کے کنارے بھر گئے۔ (مستدرک حاکم)

سورۂ کہف جمعہ کے دن جو شخص پڑھے اس کے لئے ایک نور ہوگا دوسرے جمعہ تک (مستدرک) اس کے لیئے نور ہوگا قیامت کے دن۔ (حصن حصین)

سورۂ یٰسین قرآن مجید کا دل ہے جو کوئی اس کو خدا کے لئے پڑھے وہ بخش دیا جائے گا اس کو اپنے مُردوں پر پڑھو۔ (مستدرک حاکم)

سورۂ فتح مجھ کو تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے۔ (صحیح بخاری)

سورۂ تبارک الذی نے ایک شخص کی سفارش کی یہانتک کہ بخش دیا گیا۔ (صحاح ستہ) یہ اپنے پڑھنے والے کے لئے دعائے مغفرت کرتی ہے یہانتک کہ وہ بخش دیا جائے گا۔ (صحیح ابن حبان)

میں چاہتا ہوں کہ یہ سورت ہر مومن کے دل میں رہے (مستدرک حاکم) یہ سورت اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے بچاتی ہے جو اس کو رات کو پڑھ لے اس نے بہت نیکی کی اور اچھا کام کیا۔ (مستدرک)

سورۂ اذا زلزلت نصف قرآن کے برابر ثواب رکھتی ہے۔ (ترمذی)

سورۂ قل یا ایہا الکافرون میں ربع قرآن کے برابر ثواب ہے۔ (ترمذی)

سورۂ اذا جاء کا ثواب ربع قرآن کا ثواب ہے۔ (بخاری) ایک شخص اس سورت کو ہر نماز میں پڑھا کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ ان کو دوست رکھتا ہے۔ (صحیح بخاری) اس کی محبت تم کو جنت میں داخل کرے گی۔ (صحیح بخاری)

ایک شخص کو یہ سورت پڑھتے ہوئے آپؐ نے سنا تو آپ نے فرمایا کہ جنت ضروری ہو گئی۔ (ترمذی)

سورۂ فلق اور ناس اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے (مستدرک) اس سے بڑھ کے کوئی دعا یا استغفار نہیں ہے۔ (نسائی) یعنی یہ بہت اعلیٰ درجہ کی دعا ہ

ہے اور اس کے پڑھنے سے تمام بلاؤں سے نجات ملتی ہے۔ جب سے یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کو ورد کر لیا اور دوسری دعائیں جو نظر جن یا حسد وغیرہ سے بچنے کے لئے پڑھتے تھے چھوڑ دیں۔ (ترمذی)

قرآن مجید تمام امراض جسمانی و روحانی کی دوا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شِفَاءٌ وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ وَ شِفَاءٌ لِمَا فِي الصُّدُورِ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی سچے دل سے قرآن مجید پڑھے تو پہاڑ بھی ہل جائے علامہ سیوطی اتقان میں لکھتے ہیں کہ قرآن مجید طبِ روحانی ہے بشرطیکہ نیک لوگوں کی زبان سے ادا ہو اللہ کے حکم سے ہر مرض کی شفا اس سے حاصل ہوتی ہے مگر چونکہ نیک لوگ کم ہیں اور ہر کس و ناکس کی زبان میں اثر نہیں ہوتا اس لئے لوگوں نے طبِ جسمانی کی طرف رجوع کیا۔

خاص خاص سورتوں کے خواص بھی صحیح احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں سیکڑوں مریضوں کو اس سے شفا ہوئی ہے۔ ہزاروں بلائیں اس سے دفع ہوئی ہیں۔

صحیح بخاری میں متعدد طرق سے مروی ہے کہ ایک شخص کو سانپ نے کاٹ لیا تھا کچھ صحابہؓ وہاں مسافرانہ اترے ہوئے تھے ان سے ایک شخص نے آکر کہا کہ یہاں کے سردار کو سانپ نے کاٹ لیا ہے آپ لوگوں میں اگر کوئی جھاڑتے ہوں تو چلیں ان میں سے ایک صحابی چلے گئے اور انہوں نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر پھونک دی وہ اچھا ہو گیا۔

کشتی پر سوار ہوتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِيهَا وَمُرْسٰهَا إِنَّ رَبِّي لَغَفُورٌ رَّحِيمٌ پڑھ لینے سے کشتی غرق ہونے سے محفوظ رہتی ہے۔ (اتقان)

۱ قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ۔ آخر سورت تک لینے سے چوری سے امان ہوتا ہے۔ (اتقان)

رات کو جس وقت اٹھنا منظور ہو سوتے وقت آخر سورۂ کہف پڑھ لے اس وقت ضرور آنکھ کھل جائے گی۔ ایک راوی اس حدیث کے کہتے ہیں کہ یہ میری آزمودہ ہے۔ (اتقان)

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ۔ بِغَيْرِ حِسَابٍ تک پڑھ لینا ادائے قرض کے لئے مفید ہے۔ (اتقان) یہ آیت اس بندہ ناچیز کی آزمودہ ہے مگر اس کے پڑھنے کا ایک خاص طریقہ بتلایا گیا ہے وہ یہ کہ ہر نماز کے بعد اوّل

Marfat.com

و آخر تین تین مرتبہ درود شریف پڑھ کر سات مرتبہ پڑھے واقعی بہت سریع التاثیر ہے چالیس دن بھی نہیں گزرنے پاتے کہ اثر ظاہر ہوتے لگتا ہے۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً جس عورت کے لڑکا نہ ہوتا ہو چالیس دن تک پڑھنے سے کامیاب ہو جاتی ہے یہ بھی میرے سامنے کئی مرتبہ آزمائی گئی

قرآن مجید کے فضائل اور اس کے پڑھنے پڑھانے کا ثواب مختصر بیان ہو چکا غالباً اس قدر ثواب و فضیلت معلوم کرنے کے بعد پھر کوئی مسلمان جرأت نہیں کر سکتا کہ قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے پڑھنے پڑھانے سے غفلت کرے۔

اے اللہ اے مالک عرش و کرسی اے توریت و انجیل و قرآن کے نازل کرنے والے اے قرآن کو تمام کتب پر فضیلت دینے والے منعم حقیقی اپنے فضل و کرم اپنی رحمت کاملہ و جود اتم کے صدقے میں ہم سب مسلمانوں کو اس اپنی مقدس کتاب سے فیض یاب فرما اس کے تلاوت کرنے کی ہمیں توفیق دے ہمارے اعمال و افعال کو اس کے موافق کر قیامت کے جانکاہ واقعہ میں جب ہمارے اعمال قبیحہ ہمیں دوزخ کا مستحق بنادیں قرآن مجید کو ہمارا شفیع کر اور قرآن پڑھنے والوں کے صدقے میں ہمیں بخش دے۔ آمین اے خوشا نصیب اس شخص کے جس کے ہر روز قرآن مجید کی زیارت اور تلاوت ہوتی ہو۔ سو عزیز جائیں اس نیک بندہ پر فدا جس کا وظیفہ ایسی مقدس کتاب ہو بیشک انشاء اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی یہ امید پوری ہو گی جس کو علامہ شاطبی اپنے ان اشعار میں ظاہر فرماتے ہیں۔

تَعَلَّى اِلٰهُ الْعَرْشِ يَا اِخْوَتِيْ يَقِيْ ۔۔۔ جَمَاعَتَنَا كُلَّ الْمَكَارِهِ هُوَّلًا

وَيَجْعَلُنَا مِمَّنْ يَكُوْنُ كِتَابُهٗ ۔۔۔ شَفِيْعًا لَهُمْ اِذْ مَا نَسُوْهُ فَيَمْحَلَا

لہ ترجمہ۔ امید ہے کہ اے بھائیو مالک عرش و کرسی ہماری جماعت کو تمام برائیوں اور خوف کی چیزوں سے بچالے اور ہم کو ان لوگوں میں شامل فرمائے جن کے لئے اس کی مقدس کتاب قیامت کے دن شفاعت کریگی اس لئے کہ ہم نے اس کی مقدس کتاب کو فراموش نہیں کیا جو وہ ناخوش ہو کر ہم سے کچھ برائی کرے اخیر جملہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جس کا مضمون یہ ہے کہ جو لوگ قرآن مجید (باقی برصفحہ آئندہ)

Marfat.com

یہ بھی واضح رہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب اس پر موقوف نہیں کہ اس کے معنی سمجھ کر تلاوت کی جائے۔ جو شخص عربی زبان نہ جانتا ہو قرآن مجید کے معنی نہ سمجھ سکتا ہو اس کو بھی قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب ملے گا اور وہ بھی اس فیض عام سے محروم نہ رہے اس لئے کہ قرآن مجید کے الفاظ بھی تاثیر اور فائدے سے خالی نہیں ہیں یہ دوسری بات ہے کہ اگر معنی سمجھ کر تلاوت کی جائے تو زیادہ ثواب ملے گا۔

قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کے آداب

جب قرآن مجید کے فضائل معلوم ہو چکے اور اس کی عظمت دلنشین ہو چکی تو یہ امر قابل بیان نہ رہا کہ اس کی تعظیم و تکریم میں کس درجہ کوشش کرنا چاہیئے اور اس کی تلاوت اور سماع میں کیسا ادب اور اہتمام ملحوظ رکھنا چاہیئے مگر چند ضروری اور مفید باتیں ہم بیان کیئے دیتے ہیں۔

صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت اور پڑھانے کے لئے کسی استاد سے اجازت لینا یا اس کو سنانا شرط نہیں ہاں اس قدر ضروری ہے کہ قرآن مجید صحیح پڑھتا ہو اگر اتنی لیاقت اپنے میں نہ دیکھے تو اس کو ضروری ہے کہ کسی استاد کو سنا دے یا اس سے پڑھ لے۔ (اتقان)

یہ بھی شرط نہیں[۲] ہے کہ قرآن مجید کے معانی سمجھ لیتا ہو اور اگر قرآن مجید میں اعراب

(بقیہ صفحہ سابقہ) سے غفلت کرتے ہیں قرآن مجید ان کو دوزخ میں بھیج لئے گا۔ جماعت سے مراد وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اس کے علوم حاصل کرتے ہیں ۱۲ [۱] شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ کے دیباچہ میں لکھا ہے کہ میں نے اس کتاب میں دعا اور اذکار کا ترجمہ نہیں کیا اس لئے کہ ان کے مجرد الفاظ میں خاصیت ہے معنی معلوم ہوں یا نہیں گو معنی معلوم ہو جانے سے ایک قسم کا سرور اور نشاط ہوتا ہے پس قرآن مجید جو افضل الاذکار ہیں اس کے الفاظ تاثیر و فیض سے کیسے خالی رہ سکتے ہیں ۱۲ [۲] علامہ سیوطی وغیرہ کی عبارت سے یہ مدعا بخوبی ظاہر ہے اور اس شرط کی کوئی وجہ بھی نہیں معلوم ہوتی علاوہ ان سب کے اگر یہ شرط لگائی جائے تو تلاوت یک قلم موقوف ہو جائے گی واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

نہ ہوں تب بھی اس کے صحیح اعراب پڑھ لینے پر قادر ہو۔

صحیح یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت کی نعمت صرف انسان کو دی گئی ہے شیاطین وغیرہ اس کی تلاوت پر قادر نہیں۔ بلکہ فرشتوں کو بھی یہ نعمت نصیب نہیں ہوئی وہ بھی اس آرزو میں رہتے ہیں کہ کوئی انسان تلاوت کرے اور وہ سنیں۔ ہاں مومنین جن کو البتہ یہ نعمت نصیب ہے اور وہ تلاوت قرآن پر قادر رہیں (لفظ المرجان۔ اتقان)

شاید اس سے حضرت جبرئیل علیہ السلام مستثنیٰ ہوں۔ اس لئے کہ ان کی نسبت حدیث میں وارد ہوا ہے کہ ہر رمضان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں تصریح کردی ہے کہ کبھی وہ پڑھتے تھے اور حضرت سنتے تھے اور کبھی آپ پڑھتے تھے اور وہ سنتے تھے۔ واللہ اعلم۔

بہتر یہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر باطہارت نہایت ادب سے کسی پاکیزہ مقام میں بیٹھ کر قرآن مجید پڑھا جائے سب سے بہتر اس کام کے لئے مسجد ہے۔ جو لوگ ہر وقت یا اکثر اوقات اس کی تلاوت میں مشغول رہنا چاہیں ان کے لئے ہر حال میں قرآن مجید پڑھنا بہتر ہے۔ لیٹے ہوں یا بیٹھے باوضو ہوں یا بے وضو ہاں جنابت کی حالت میں البتہ نہ چاہیے۔

حضرت عائشہؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیفیت بیان فرمائی ہیں کہ آپ ہر حال میں تلاوت فرمایا کرتے تھے وضو کی حالت میں بھی بے وضو بھی ہاں جنابت کی حالت میں البتہ نہ کرتے تھے۔

قرآن مجید کی تلاوت میں ایک خاص وقت مقرر کر لینا بھی درست ہے اکثر صحابہؓ فجر کی نماز کے بعد قرآن مجید پڑھا کرتے تھے۔ وقت مقرر کر لینے میں ناغہ بھی نہیں ہوتا۔

مسنون یہ ہے کہ پڑھنے والا شروع کرنے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ لے۔ اور اگر پڑھنے کے درمیان میں کوئی دنیاوی کلام کرے تو اس کے بعد پھر اس کا اعادہ چاہیے۔

قرآن مجید کی تلاوت مصحف میں دیکھ کر زیادہ ثواب رکھتی ہے بہ نسبت زبانی

لہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اتقان میں چند مرفوع حدیثیں بھی (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

پڑھنے کے لئے کہ وہاں دو عبادتیں ہوتی ہیں، ایک تلاوت دوسرے مصحف شریف کی زیارت۔

قرآن مجید کی پڑھنے کی حالت میں کوئی کلام کرنا یا اور کسی ایسے کام میں مصروف ہونا جو دل کو دوسری طرف متوجہ کردے مکروہ ہے۔ قرآن مجید پڑھتے وقت اپنے کو ہمہ تن اسی طرف متوجہ کردے نہ یہ کہ زبان سے الفاظ جاری ہوں اور دل میں ادھر ادھر کے خیالات۔

قرآن مجید کی ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ کہہ لینا مستحب ہے مگر سورۂ برأت کے شروع پر بسم اللہ نہ پڑھنا چاہیئے۔

بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کی سورتوں کو اسی ترتیب سے پڑھے جس ترتیب سے مصحف شریف میں لکھی ہیں۔ ہاں بچوں کے لئے آسانی کی غرض سے سورتوں کا خلاف ترتیب پڑھنا جیسا کہ آج کل پارۂ عم پنسالوں میں دستور ہے بلا کراہت جائز ہے۔ (ردالمحتار)

اور آیتوں کا خلاف ترتیب پڑھنا بالاتفاق ممنوع ہے۔ (اتقان)

قرآن مجید کی مختلف سورتوں کی آیتوں کے ایک ساتھ ملا کر پڑھنے کو علماء نے مکروہ لکھا ہے اس وجہ سے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپؐ نے اس سے منع فرمایا تھا۔ (اتقان وغیرہ)

مگر میرے خیال میں یہ کراہت اس وقت ہوگی جب ان آیتوں کی تلاوت ثواب کی غرض سے ہو، اس لئے کہ جھاڑ پھونک کے واسطے مختلف آیتوں کا ایک ساتھ پڑھنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب سے بصحت منقول ہے، اور ہر ایک آیت کے خواص جداگانہ ہیں لہذا جو خاص اثر ہمیں مطلوب ہے وہ جن جن آیتوں میں ہوگا ہم کو ان کا پڑھنا ضروری ہے۔

قرآن مجید نہایت خوش آوازی سے پڑھنا چاہیئے جس سے جس قدر ہو سکے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن مجید

(بقیہ صفحہ سابقہ) اس باب میں نقل کی ہیں مثل اس کے کہ بے مصحف میں بے دیکھے تلاوت کرنے سے ایک ہزار درجہ ثواب ملتا ہے اور دیکھ کر پڑھنے سے دو ہزار درجہ ۱۲

خوش آوازی سے نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے (داری) مگر جس کی آواز ہی نہ اچھی ہو وہ مجبور ہے۔ اور قواعد قرأت[1] کی پابندی سے قرآن مجید پڑھنا چاہیئے راگ سے پڑھنا اور گانا قرآن مجید کا بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے۔

قرآن مجید ٹھہر ٹھہر کر پڑھے بہت عجلت سے پڑھنا بالاتفاق مکروہ[2] ہے۔

جو شخص قرآن مجید کے معنی سمجھ سکتا ہو اس کو قرآن مجید پڑھتے وقت اس کے معانی پر غور کرنا اور ہر مضمون کے موافق اپنے میں اس کا اثر ظاہر کرنا مسنون ہے۔ مثلاً جب کوئی ایسی آیت پڑھے جس میں اللہ پاک کی رحمت کا ذکر ہو تو طلب رحمت کرے اور عذاب کا ذکر ہو تو پناہ مانگے کوئی جواب طلب مضمون ہو تو اس کا جواب دے مثلاً حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سورۂ والتین کے اخیر میں پہنچے تو کہتے بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِيْنَ[3] پڑھ لیتے (ترمذی) یا سورۂ قیامت کے اخیر میں جب پہنچے تو فرماتے کہ بَلٰی (ترمذی) سورۂ فاتحہ کو جب ختم کرتے تو آمین کہتے لیکن یہ جواب دینا یا دعا مانگنا اس وقت مسنون ہے کہ قرآن مجید فرض نماز میں یا تراویح میں نہ پڑھا جاتا ہو اگر فرض یا تراویح میں پڑھا جاتا ہو پھر جواب نہ دینا چاہیئے۔ (ردالمحتار)

قرآن مجید پڑھنے کی حالت میں رونا مستحب ہے۔ اگر رونا نہ آئے تو اپنی سنگدلی پر

---

[1] یہ ایک مستقل فن ہے جس میں قرآن مجید کی قرأت کے قواعد بیان کئے جاتے ہیں اور ان مختلف قرأتوں کا ذکر ہوتا ہے جن میں قرآن مجید نازل ہوا اس فن میں بہت کتابیں ہیں مگر حق یہ ہے کہ بے اسناد کے نہیں آتا ۱۲

[2] ایسی عجلت کہ جس سے الفاظ کے سمجھنے میں وقت ہو بالاتفاق مکروہ ہے ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے میں ثواب بھی زیادہ ہوتا ہے اسی لئے عجمی لوگ جو قرآن مجید کے معانی نہیں سمجھتے انکو بھی ٹھہر کر پڑھنا مفید ہے۔ (اتقان) افسوس ہمارے زمانہ میں قرآن مجید کی سخت بے تعظیمی ہوتی ہے پڑھتے میں ایسی عجلت کی جاتی ہے کہ سوا بعض بعض الفاظ کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا تراویح میں اکثر حافظوں کو ایسا ہی دیکھا گیا خدا جانے ان پر کس نے جبر کیا جو یہ تراویح پڑھنے آئے اس سے بہتر ہوتا کہ ایسے حضرات نہ پڑھتے قرآن مجید کی بے ادبی تو نہ ہوتی ۱۲

[3] ترجمہ۔ ہاں اور ہم اس پر گواہ ہیں چونکہ اس سورت کے اخیر میں حق تعالیٰ پوچھتا ہے کہ کیا ہم سب حاکموں کے حاکم نہیں ہیں لہذا اس کے جواب میں یہ جملہ عرض کیا گیا ۱۱

Marfat.com

رنج اور افسوس کرے

سورۂ والضحیٰ کے بعد سے اخیر تک ہر سورت کے ختم ہونے کے بعد اللہ اکبر کہنا مستحب ہے قرآن مجید ختم ہونے کے بعد دعا مانگنا مستحب ہے اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ ہر ختم کے بعد دعا مقبول ہوتی ہے۔ (اتقان)

قرآن مجید ختم کرتے وقت سورۂ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھنا متاخرین کے نزدیک بہتر ہے بشرطیکہ قرآن مجید خارج نماز میں پڑھا جائے۔

جب ایک مرتبہ قرآن مجید ختم کر چکے تو مسنون ہے کہ فوراً دوسرا شروع کر دے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہایت محبوب ہے کہ جب قرآن مجید ایک مرتبہ ختم ہو جائے تو دوسرا شروع کر دیا جائے اور اس دوسرے کو صرف اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ تک پہنچا کر چھوڑ دے بعد اس کے دعا وغیرہ مانگے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح احادیث میں مروی ہے۔

جہاں قرآن مجید پڑھا جاتا ہو وہاں سب لوگوں کو چاہیئے کہ ہمہ تن اسی طرف متوجہ رہیں۔ کسی دوسرے کام میں جو سننے میں خارج ہو مشغول نہ ہوں اس لئے کہ قرآن مجید کا سننا فرض ہے۔ ہاں اگر حاضرین کو کوئی ضروری کام ہو جس کی وجہ سے وہ اس طرف متوجہ نہ ہو سکیں تو پڑھنے والے کو چاہیئے کہ آہستہ آواز سے پڑھے اور اگر ایسی حالت میں بلند آواز سے پڑھے گا تو گناہ اسی پر ہوگا۔

اگر کوئی لڑکا قرآن مجید بلند آواز سے پڑھ رہا ہو اور لوگ اپنے ضروری کاموں میں مشغول ہوں تو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ حرج شریعت سے اٹھا دیا گیا ہے اور لڑکا اگر آہستہ آواز سے پڑھے تو عادتاً یاد نہیں ہوتا۔ (ردالمحتار)

سننے والوں کو تمام ان امور کی رعایت کرنا چاہیئے جو اوپر مذکور ہوئے سوا اعوذ باللہ اور بسم اللہ کے۔ اور حالت جنابت میں بھی قرآن مجید کا سننا جائز ہے۔

اگر کوئی شخص خوش آواز ہو قرآن اچھا پڑھتا ہو اس سے قرآن مجید پڑھنے کی درخواست کرنا مسنون ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے درخواست فرمائی۔ حضرت فاروق اعظم ابو موسےٰ اشعری رضؓ سے درخواست فرمایا کرتے تھے۔ رضی اللہ عنہما۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

قرآن مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے اور سننے سے ایک سجدہ واجب ہوتا ہے تفصیل ان آیتوں کی یہ ہے ۔ (سورۂ اعراف کے اخیر میں یہ آیت)

۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۔

ترجمہ بیشک جو لوگ تیرے رب کے پاس ہیں (فرشتے) وہ اسکی عبادت سے غرور اور انکار نہیں کرتے اور اس کا کرتے ہیں اس آیت میں لفظ "ولہ یسجدون" پر سجدہ ہے ۱۲

۲۔ سورۂ رعد کے دوسرے رکوع میں یہ آیت ۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ؕ

اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں تمام وہ چیزیں جو آسمانوں اور زمینوں میں ہیں کوئی خوشی سے کوئی ناخوشی سے اور ان کے سایہ صبح اور شام اس آیت کے اخیر میں سجدہ ہے ۱۲

۳۔ سورۂ نحل کے پانچویں رکوع کے اخیر کی یہ آیت ۔

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۔

اللہ تعالیٰ کا سجدہ کرتے ہیں وہ چیزیں جو آسمانوں میں ہیں اور جو زمین پر چل رہے ہیں اور فرشتے اور وہ غرور نہیں کرتے ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور سجدہ کرتے ہیں جو کچھ حکم پاتے ہیں اس آیت میں "ویفعلون ما یومرون" پر سجدہ ہے ۱۲

۴۔ سورۂ بنی اسرائیل کے بارھویں رکوع میں یہ آیت ۔

وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۩

گرتے ہیں منہ کے بل (یعنی سجدہ کرتے ہیں) روتے ہیں اور زیادہ ہوتا ہے انکو خشوع یہ ان لوگوں کا ذکر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے ایماندار لوگ تھے ۱۲

۵۔ سورۂ مریم کے چوتھے رکوع میں یہ آیت ۔

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۩

جب پڑھی جاتی ہیں ان پر رحمٰن کی آیتیں تو گرتے ہیں وہ سجدے کرنے کے لیے روتے ہوئے ۔ یہ انبیا علیہم السلام اور انکے اصحاب کا حال بیان فرمایا گیا ہے اس آیت میں

"سجداً و بکیاً" کے لفظ پر سجدہ ہے

۶۔ سورۂ حج کے دوسرے رکوع میں یہ آیت[1]۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ یَسْجُدُ لَہٗ	کیا نہیں دیکھا تو نے کہ اللہ کا سجدہ کرتی ہیں وہ چیزیں جو
مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ	آسمانوں اور زمینوں میں ہیں اور آفتاب ماہتاب اور
وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَابُّ	ستارے اور درخت اور جانور اور بہت سے آدمی اور
وَکَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ وَکَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْہِ	بہت سے آدمیوں پر عذاب ثابت ہو چکا ہے اور جس کو
الْعَذَابُ وَمَنْ یُّھِنِ اللّٰہُ فَمَا	اللہ ذلیل کرے اس کو کوئی عزت دینے والا نہیں بیشک
لَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَا یَشَآءُ	اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ مکہ کے کافروں کا حال ہے

کہ وہ سجدہ کرنے میں اپنی ذلت سمجھتے تھے اس آیت میں لفظ "یسجد لہ" پر سجدہ ہے مگر بعد آیت تمام ہو جانے کے سجدہ کرنا چاہیئے ۱۲

۷۔ سورۂ فرقان کے پانچویں رکوع کی یہ آیت۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اسْجُدُوْا	اور جب کہا جاتا ہے ان سے کہ سجدہ کرو رحمٰن کا
لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ	تو کہتے ہیں رحمٰن کیا چیز ہے کیا ہم سجدہ کریں اس کا
اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَھُمْ	جس کو تم کہتے ہو اور ہم کو نفرت بڑھتی ہے عرب کے کافر
نُفُوْرًا	خدا کو رحمٰن نہ کہتے تھے اس آیت کے اخیر میں سجدہ ہے ۱۲

۸۔ سورۂ نمل کے دوسرے رکوع میں یہ آیت۔

اَلَّا یَسْجُدُوْا لِلّٰہِ الَّذِیْ	یہ کہ نہیں سجدہ کرتے اللہ کا جو نکالتا ہے وہ چیزیں کہ
یُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ	آسمانوں اور زمین میں چھپی ہیں اور جانتا ہے وہ چیزیں
وَالْاَرْضِ وَیَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ	جن کو تم چھپاتے ہو اور ظاہر کرتے ہو وہی خدا ہے

---

[1] امام شافعی اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک سورۂ حج کی دوسری آیت میں بھی سجدہ ہے اور وہ آیت یہ ہے "یا ایہا الذین آمنوا ارکعوا واسجدوا"۔ ہمارے نزدیک صرف اسی آیت میں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے بھی ہمارے موافق طحاوی کی شرح معانی الآثار میں ایک روایت موجود ہے ۱۲

Marfat.com

وَمَا تُعْلِنُوْنَ اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط

کوئی اس کے سوا خدا نہیں مالک ہے عرش عظیم کا آسمانوں میں چھپی ہوئی چیزوں سے مراد پانی اور زمین میں چھپی ہوئی چیزوں سے مراد گھاس وغیرہ (معالم التنزیل) یہ قصہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا ہے ان سے ہُدہُد نے آکر بیان کیا تھا کہ آج میرا گزر شہر سباہ میں ہوا تھا وہاں کی بادشاہ عورت ہے (نام اس کا بلقیس تھا) وہ اور اسکی قوم آفتاب کی پرستش کرتے ہیں شیطان نے انکو سخت گمراہ کر رکھا ہے انکو ہدایت نہیں ہوتی یہ کہ نہیں سجدہ کرتے اللہ کا الخ اس آیت میں لفظ رب العرش العظیم پر سجدہ ہے اگر الّا مشدد پڑھا جائے جیسا کہ اکثر لوگوں کی قرأت ہے اور اگر الّا مشدد نہ پڑھا جائے کسائی کی قرأت کے موافق تو پھر الّا یسجدو پر سجدہ ہے۔ (ردالمختار)

۹۔ سورۂ الم تنزیل السجدہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت۔

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۔

ہماری آیتوں پر وہی لوگ ایمان رکھتے ہیں کہ جب انہیں وہ آیتیں یاد دلائی جائیں تو سجدہ کرنے کے لئے گر جائیں اور اللہ کی حمد و ثنا بیان کریں اور یہ لوگ غرور نہیں کرتے اس آیت کے اخیر لفظ میں سجدہ ہے

۱۰۔ سورۂ صٓ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت۔

وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ط فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ط

اور گر پڑا سجدہ کے لئے اور توبہ کی پس ہم نے بخشدیا ان کو اور بیشک ہمارے یہاں ان کا تقرب ہے اور عمدہ مقام ہے۔ یہ حال داؤد علیہ السلام کا ہے قصہ اسکا بہت طویل ہے اس آیت میں "وحسن مآب" کی لفظ پر سجدہ ہے بعض علماء کے نزدیک اناب کی لفظ پر ہے مگر یہ قول محقق نہیں۔ (ردالمختار)

۱۱۔ سورۂ حٰمٓ سجدہ کے پانچویں رکوع میں یہ آیت۔

Marfat.com

فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْئَمُوْنَ ط

پس اگر غرور کریں سجدہ کرنے سے یہ لوگ پس جو لوگ (فرشتے) تیرے رب کے پاس ہیں اس کی تسبیح پڑھتے ہیں رات و دن اور تھکتے نہیں اس آیت میں وہم لایسئمون" کی لفظ پر سجدہ ہے۔ ابن عباس اور وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے یہی منقول ہے کہ امام شافعی کے نزدیک "ان کنتم ایاہ تعبدون" پر ہے جو اس آیت سے پہلے ہے احتیاطاً ہم نے اس قول کو اختیار نہیں کیا۔ (ردالمختار)

۱۲۔ سورہ نجم کے آخر میں یہ آیت۔

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا — سجدہ کرو اللہ کا اور عبادت کرو ۱۲

۱۳۔ سورہ انشقت میں یہ آیت۔

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ لَا يَسْجُدُوْنَ ط — کیا حال ہے ان کا کہ جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو سجدہ نہیں کرتے ۱۲

۱۴۔ سورہ اقرأ میں یہ آیت۔

وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ط — پس سجدہ کر اور اللہ سے نزدیک ہو جا یہ خطاب ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے ۱۲

۱۔ سجدہ تلاوت کے واجب ہونے کے تین سبب ہیں۔ (۱) آیت سجدہ کی تلاوت خواہ پوری آیت کی تلاوت کی جائے یا صرف لفظ کی جس میں سجدہ ہے اور اس[1] کے ساتھ قبل یا بعد کا کوئی لفظ اور خواہ آیت سجدہ کی بعینہٖ تلاوت کی جائے یا اس کا ترجمہ کسی اور زبان میں اور خواہ تلاوت کرنے والا خود اپنی تلاوت کو سنے مثلاً کوئی بہرا تلاوت کرے۔ صحیح یہ ہے کہ اگر رکوع یا سجدے یا تشہد میں آیت سجدے کی تلاوت

---

[1] صاحب بحرالرائق نے مختصر سے نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص صرف واسجد کہہ کر سکوت کرے اور واقترب نہ کہے تو اس پر بھی سجدہ واجب ہو جائے گا اس سے معلوم ہوتا ہے لفظ سجدے کے قبل یا بعد سے کسی لفظ کے ملانے کی حاجت نہیں مگر صاحب بحرالرائق نے اس کی تصحیح نہیں کی اور ہم نے یہ شرط تصحیح کے ساتھ نقل کی ہے ۱۲

کی جائے تب بھی سجدہ واجب ہو جائے گا۔ اور اسی حالت میں اس کی بھی نیت کرلی جائے۔ (ردالمختار)

اگر کوئی شخص سونے کی حالت میں آیت سجدہ تلاوت کرے اس پر بھی بعد اطلاع کے واجب ہے۔

۲۔ آیت سجدہ کا کسی انسان سے سننا۔ خواہ پوری آیت سنے یا صرف لفظ سجدہ مع ایک لفظ ما قبل یا ما بعد کے اور خواہ عربی زبان میں سنے یا اور کسی زبان میں اور خواہ سننے والا جانتا ہو کہ یہ ترجمہ آیت سجدہ کا ہے یا نہ جانتا ہو لیکن نہ جاننے سے ادائے سجدہ میں جس قدر تاخیر ہوگی اس میں وہ معذور سمجھا جائے گا۔ (فتاوی عالمگیری)

کسی جانور سے مثل طوطے وغیرہ کے اگر آیت سجدے کی سنی جائے تو صحیح یہ ہے کہ سجدہ واجب نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر ایسے مجنون سے آیت سجدہ سنی جائے جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہو جائے اور زائل نہ ہو تو سجدہ واجب نہ ہوگا (۳) ایسے شخص کی اقتدا کرنا جس نے آیت سجدہ کی تلاوت کی ہو خواہ اس کی اقتدار سے پہلے یا اقتدا کے بعد اور خواہ اس نے ایسی آہستہ آواز سے تلاوت کی ہو کہ کسی مقتدی نے نہ سنا ہو یا بلند آواز سے کی ہو۔ اگر کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سنے اس کے بعد اس کی اقتدا کرے تو اس کو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیئے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اس کو اگر مل جائے تو اس کو سجدے کی ضرورت نہیں اس رکعت کے مل جانے سے سمجھا جائے گا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا اگر وہ رکعت نہ ملے تو پھر اس کو بعد نماز تمام کرنے کے خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔ بحر الرائق۔ ردالمختار،

مقتدی سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا نہ اس پر نہ اس کے امام پر نہ ان لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں ہاں جو لوگ اس نماز میں شریک نہیں خواہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدہ واجب ہوگا۔ (ردالمختار)

یہ تین سبب جو سجدے کے واجب ہونے کے بیان کئے گئے ان کے سوا

Marfat.com

اور کسی چیز سے سجدہ واجب نہیں ہوتا مثلاً اگر کوئی شخص آیت سجدہ لکھے یا دل میں پڑھے زبان سے نہ کہے یا ایک حرف کرکے پڑھے پوری آیت ایک دم نہ پڑھے یا اسی طرح کسی سے سنے تو ان سب صورتوں میں سجدہ واجب نہ ہوگا۔ (ردالمحتار)

۲۔ سجدہ تلاوت انہیں لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز واجب ہے ادائیاً قضاءً حیض ونفاس والی عورت پر واجب نہیں نابالغ پر اور ایسے مجنون پر واجب نہیں جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہوگیا خواہ اس کے بعد زائل ہو یا نہیں۔ جس مجنون کا جنون ایک دن رات سے کم رہے اس پر واجب ہے اسی طرح مست اور جنب پر بھی

۳۔ سجدۂ تلاوت کے صحیح ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو نماز کے صحیح ہونے کی ہیں یعنی طہارت اور ستر عورت اور نیت استقبال قبلہ تحریمہ اس میں شرط نہیں اس کی نیت میں آیت کی تعیین شرط نہیں کہ یہ سجدہ فلاں آیت کے سبب سے ہے اور اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھی جائے اور فوراً سجدہ کیا جائے تو نیت بھی شرط نہیں۔ (ردالمحتار)

۴۔ جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ان چیزوں سے سجدۂ سہو میں بھی آجاتا ہے اور پھر اس کا اعادہ واجب ہو جاتا ہے۔ ہاں اس قدر فرق ہے کہ نماز میں قہقہہ سے وضو جاتا رہتا ہے اور اس میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا اور عورت کی محاذات بھی یہاں مفسد نہیں۔

۵ سجدۂ تلاوت اگر خارج نماز میں واجب ہوا ہو تو بہتر یہ ہے کہ فوراً ادا کرلے اور اگر اس وقت نہ ادا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا اعادہ کرنا فوراً واجب ہے تاخیر کی اجازت نہیں۔ (ردالمحتار وغیرہ)

۶۔ خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جا سکتا پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ کرنا بھول جائے تو اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا جس کی تدبیر اس کے سوا کوئی نہیں کہ توبہ کرے یا ارحم الرحمین اپنے فضل وکرم سے معاف فرمادے گا۔ (بحرالرائق)

نماز کا سجدہ خارج نماز میں اس وقت ادا نہیں ہو سکتا جب کہ نماز فاسد نہ ہو اگر نماز فاسد ہو جائے اور اس کا مفسد خروج حیض نہ ہو تو وہ سجدہ خارج میں

Marfat.com

ادا کر لیا جائے۔ اور اگر حیض کی وجہ سے نماز میں فساد آیا ہو تو وہ سجدہ معاف ہو جاتا ہے۔ (بحر الرائق۔ در مختار وغیرہ)

۷۔ اگر کوئی شخص حالت نماز میں کسی دوسرے سے آیت سجدہ سنے خواہ وہ دوسرا بھی نماز میں ہو تو یہ سجدہ خارج نماز کا سمجھا جائے گا اور نماز کے اندر نہ ادا کیا جائے گا بلکہ خارج نماز میں۔

۸۔ اگر ایک آیت سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کئی بار کی جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہو گا۔ اور ایک آیت سجدہ کی تلاوت کی جائے پھر وہی آیت مختلف لوگوں سے سنی جائے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہو گا۔ اگر سننے والے کی مجلس نہ بدلے تو ایک ہی سجدہ واجب ہو گا خواہ پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے یا نہ بدلے۔ اور اگر سننے والے کی مجلس بدل جائے تو اس پر متعدد سجدے واجب ہوں گے خواہ پڑھنے والے کی بدلے یا نہ بدلے اگر پڑھنے والے کی بدل جائے گی تو اس پر بھی متعدد سجدے واجب ہوں گے۔ (بحر الرائق)

مجلس کے بدلنے کی دو صورتیں ہیں ایک حقیقی دوسری حکمی۔ اگر مکان بدل جائے تو حقیقی اور اگر مکان نہ بدلے بلکہ کوئی ایسا فعل صادر ہو جس سے یہ سمجھا جائے کہ پہلے فعل کو قطع کر کے اب یہ دوسرا فعل شروع کیا ہے تو حکمی ہے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

حقیقی کی مثال۔۱۔ دو گھر جدا جدا ہوں اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جائے بشرطیکہ ایک دو قدم سے زیادہ چلنا پڑے۔ ۲۔ سوار ہو اور اتر پڑے۔ ۳۔ راستے میں چلا جاتا ہو۔ ۴۔ کسی درخت کی ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چلا جائے خواہ وہ دوسری شاخ اس پہلی شاخ سے قریب ہو یا دور۔ ۵۔ کسی نہر یا حوض میں تیر رہا ہو۔ اگر ایک گھر ہو اور اس کے مختلف مقامات پر تلاوت کی جائے تو مجلس نہ بدلے گی مثلاً مسجد کے گوشوں میں۔ کشتی اگرچہ جاری ہو مگر مجلس نہ بدلے گی۔ اگر نماز پڑھتا ہوا گھوڑے پر سوار جا رہا ہو تو مجلس نہ بدلے گی اس لئے کہ نماز پڑھنے کی وجہ سے شرعاً ایک ہی مجلس کا حکم دیا گیا ہے۔ اس صورت میں فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص گھوڑے پر سوار حالت نماز میں ایک ہی آیت سجدہ کی تکرار کر رہا ہو تو اس پر ایک ہی سجدہ واجب ہو گا اور اس گھوڑے کے ہمراہ اگر کوئی شخص پیادہ جا رہا ہو تو اس پر ہر مرتبہ سننے سے ایک سجدہ واجب ہو گا۔ اگر دو

شخص علیحدہ علیحدہ گھوڑوں پر سوار نماز پڑھتے ہوئے جا رہے ہوں اور ہر شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو سنے تو ہر شخص پر دو سجدے واجب ہوں گے ایک تلاوت کے سبب سے دوسرا سننے کے سبب سے مگر تلاوت کے سبب سے جو ہوگا وہ نماز کا سمجھا جائے گا اور نماز ہی میں ادا کیا جائے گا اور سننے کے سبب سے جو ہوگا وہ خارج نماز کا سمجھا جائے گا اور بعد نماز کے ادا کیا جائے گا۔

حکمی کی مثال۔ آیت سجدہ کی تلاوت کر کے دو ایک لقمے سے زیادہ کھانا کھا لیا کسی سے دو ایک لفظ سے زیادہ باتیں کرنے لگا۔ لیٹ کر سو رہا۔ خرید و فروخت میں مشغول ہو گیا۔ کوئی عورت لڑکوں کو دودھ پلانے لگی۔ اگر ایک دو لقمہ سے زیادہ نہ کھائے کسی سے وہ ایک کلمہ سے زیادہ باتیں نہ کرے لیٹ کر نہ سوئے بلکہ بیٹھے بیٹھے ان سب صورتوں میں مجلس نہ بدلے گی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص تسبیح پڑھنے لگے یا بیٹھے سے کھڑا ہو جائے تب بھی مجلس مختلف نہ ہوگی۔

۹۔ اگر ایک سجدہ کئی مرتبہ ایک ہی مجلس میں پڑھی جائے تو اختیار ہے کہ سب کے بعد سجدہ کیا جائے یا پہلی ہی تلاوت کے بعد کیونکہ ایک ہی سجدہ اپنے ماقبل اور مابعد کی تلاوت کے لئے کافی ہے مگر احتیاط اس میں ہے کہ سب کے بعد کیا جائے (بحر الرائق)

اگر آیت سجدہ نماز میں پڑھی جائے اور فوراً رکوع کیا جائے یا بعد دو تین آیتوں کے اور اس رکوع میں جھکتے وقت سجدہ تلاوت کی بھی نیت کر لی جائے تو سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اور اسی طرح اگر آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد نماز سجدہ کیا جائے تب بھی یہ سجدہ ادا ہو جائے گا اور اس میں نیت کی بھی ضرورت نہ ہوگی۔ (در مختار۔ رد المختار وغیرہ)

۱۰۔ جمعہ اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہیئے اس لئے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔ (بحر الرائق)

۱۱۔ کسی صورت کا پڑھنا اور خاص کر آیت سجدہ کو چھوڑ دینا مکروہ ہے (بحر الرائق وغیرہ)

۱۲۔ اگر حاضرین باوضو سجدے کے لئے مستعد نہ بیٹھے ہوں تو آیت سجدہ کا آہستہ آواز سے تلاوت کرنا بہتر ہے اس لئے کہ وہ لوگ اس وقت سجدہ نہ کریں گے اور

Marfat.com

دوسرے وقت نشاید بھول جائیں تو گناہ گار ہوں گے۔ (درمختار وغیرہ)

سجدہ تلاوت کا یہ طریقہ ہے کہ قبلہ رو ہو کر نیت کر کے اللہ اکبر کہے اور سجدہ کرے پھر اٹھتے وقت اللہ اکبر کہہ کے اٹھے اور کھڑے ہو کر سجدہ کرنا مستحب ہے سجدہ تلاوت کئی آدمی مل کر بھی کر سکتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص کو مثل امام کے آگے کھڑا کریں۔ اور خود مقتدیوں کی طرح صف باندھ کر پیچھے کھڑے ہوں اور اس کی اتباع کریں یہ صورت درحقیقت جماعت کی نہیں ہے۔ اسی لئے اگر امام کا سجدہ کسی وجہ سے فاسد ہو جائے تو مقتدیوں کا فاسد نہ ہو گا اور اسی سبب سے عورت کا آگے کھڑا کر دینا بھی جائز ہے۔

آیت سجدہ اگر فرض نمازوں میں پڑھی جائے تو اس کے سجدے میں مثل نماز کے سجدے کے سبحان ربی الاعلیٰ کہنا بہتر ہے اور نفل نمازوں میں یا خارج نماز میں اگر پڑھی جائے تو اس کے سجدے میں اختیار ہے کہ سبحان ربی الاعلیٰ کہیں یا اور تسبیحیں جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں وہ پڑھیں مثل اس تسبیح کے۔

سجد وجھی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ بحولہ وقوتہ تبارک اللہ احسن الخالقین ط	میرے منہ نے سجدہ کیا اس کا جس نے اس کو پیدا کیا ہے اور جس نے اس کو بنایا ہے اور اس میں کان اور آنکھ پیدا کیں اپنی طاقت اور قوت سے پس بزرگ ہے اللہ اچھا پیدا کرنے والا

اور دونوں کو جمع کر لیں تو اور بھی بہتر ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تمام آیات سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کرے تو حق تعالیٰ اس کی مشکل کو رفع فرماتا ہے اور ایسی حالت میں اختیار ہے کہ سب آیتیں ایک دفعہ پڑھ لیں اور بعد اس کے چودہ سجدے کرے یا ہر آیت کو پڑھ کر اس کا سجدہ کرتا جائے۔ (ردالمحتار)

سجدۂ شکر مستحب ہے جب کوئی بڑی نعمت حق تعالیٰ کی طرف سے فائض ہو۔ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین سے منقول ہے مگر بعد نماز کے علی الاتصال سجدہ کرنا مکروہ ہے تاکہ جاہلوں کو اس کی سنت ہونے کا خیال نہ پیدا ہو۔

بعض ناواقف لوگ وتر کے دو سجدے کرتے ہیں اور اس کو مسنون سمجھتے ہیں بعض

لوگ ان سجدوں کے لئے ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بتول رضی اللہ عنہ کو ان سجدوں کا حکم دیا تھا حالانکہ یہ حدیث بتصریح محدثین موضوع اور بے اصل ہے لہذا ان سجدوں کا بخیال سنت ادا کرنا مکروہ ہے اور بہرحال اس کا ترک بہتر ہے۔ (ردالمختار وغیرہ)

جنازے کی نماز وغیرہ کا بیان

بچونکہ اسلام کی مقدس شریعت میں اپنے دینی بھائیوں کے ساتھ عمدہ سلوک اور احسانات اور ہر قسم کی مراعات ایک جزو اعظم قرار دی گئی ہے اور شریعت نہیں چاہتی کہ اس دینی اخوت اور محبت کا سلسلہ موت سے منقطع ہو جائے اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ جب کوئی مسلمان دنیا سے انتقال کرتا اس کے ساتھ وہ بہت احسان کرتے اور جو چیزیں اس کے لئے قبر اور قیامت میں مفید ہوں ان کی کوشش فرماتے اور اس کے اعزا اور اقارب سے بھی سلوک کرتے تفصیل ان مضامین کی آئندہ بیانات سے بخوبی ظاہر ہے۔ یہی سبب ہے کہ جنازے کی نماز جو در حقیقت میت کے لئے دعائے مغفرت ہے۔ مسلمانوں پر خدا کی طرف سے فرض کر دی گئی ہے اور اس کو پاک و صاف کر کے ایک عمدہ اہتمام سے آخری منزل تک پہنچا دینا ایک امر لازم کر دیا گیا۔ فی الواقع میت کے حقوق کی رعایت اس کی بیماری سے آخری وقت تک بلکہ اس کے بعد بھی جیسی اسلام میں ہوتی ہے کسی مذہب میں ان کا ایک شمہ بھی نہیں اگر کسی کی چشم بصیرت روشن ہو تو وہ ان معاملات کو نہایت قدر کی نگاہوں سے دیکھنے کے قابل سمجھے گا۔

بیمار کی عیادت کا بیان

جب کوئی شخص اپنے دوستوں میں بیمار ہو تو اس کے دیکھنے کو جانا اور اس کے حالات کو دریافت کرنا مستحب ہے اسی کو عیادت کہتے ہیں۔ اور اگر اس کے اعزا وغیرہ میں کوئی اس کی خبر گیری کرنے والا نہ ہو تو ایسی حالت میں اس کی تیمارداری عام مسلمانوں پر جن کو اس کی حالت معلوم ہو فرض کفایہ ہے۔

Marfat.com

عیادت کی فضیلت و تاکید اور اس کا ثواب احادیث میں بے حد وارد ہوا ہے مگر ہم اس بیان کو زیادہ بڑھانا نہیں چاہتے صرف دو تین مختصر حدیثیں بیان کیے دیتے ہیں۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حق تعالےٰ قیامت میں فرمائے گا کہ اے میرے بندے میں تیرا پروردگار ہوں میں بیمار ہوا اور میری عیادت کو نہ آیا بندہ عرض کرے گا کہ خداوندا تو تمام عالم کا پروردگار ہے تیری عیادت کیسے ہو سکتی ہے یعنی تو بیمار ہی نہیں ہو سکتا ارشاد ہو گا کہ فلاں میرا بندہ بیمار ہوا اور تو نے اس کی عیادت نہ کی۔ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھ کو اسی کے پاس پاتا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص صبح کو بیمار کی عیادت کرے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے شام تک دعائے مغفرت کرتے ہیں اور جو شام کو کرے اس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں صبح تک۔ (سفر السعادۃ)

جو کوئی اپنے بھائی مسلمان کی عیادت کرے اس کو ایک باغ ملے گا۔ بہشت میں۔ (ترمذی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے برگزیدہ اصحاب کو یہ حکم دیا تھا کہ تم لوگ بیمار کی عیادت کیا کرو اور جنازے کے ہمراہ جایا کرو۔ (صحیح بخاری)

عیادت کے آداب میں سے ہے کہ وضو کر کے محض ثواب اور حق تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جائے اور جب بیمار کے پاس پہنچے تو اس کا حال پوچھے اور اس کی تسکین کرے اور اس کو تسلی دے اور اس کو صحت کا امیدوار کرے اور بیماری کے جو جو فضائل اور ثواب حدیث میں وارد ہوتے ہیں اس کو سنائے اور اس کے لئے دعائے صحت کرے اور اپنے لئے بھی اس سے دعا کی درخواست کرے اور بیمار کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھے ہاں اگر بیمار اس کے بیٹھنے سے خوش ہوتا ہو تو زیادہ بیٹھنا بہتر ہے اور عیادت میں جلدی نہ کرے بلکہ جب دو تین روز بیماری کو گزر جائیں تب عیادت کو جائے یہی عادت نبی صلے علیہ و آلہ وسلم کی تھی۔ (شرح سفر السعادت)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہ تھی کہ جب کوئی آپ کے دوستوں میں بیمار ہوتا تو آپ اس کی عیادت کو تشریف لے جاتے اور بیمار کے سرہانے بیٹھ جاتے اور

Marfat.com

اس کا حال پوچھتے اور فرماتے کہ تم کو اپنی طبیعت کیسی معلوم ہوتی ہے اور تمہارا دل کس چیز کو چاہتا ہے اگر کسی چیز کی وہ خواہش کرتا اور وہ اس کے لئے مضر نہ ہوتی تو اس کے دینے کا حکم فرماتے اور اپنے سیدھے ہاتھ کو بیمار کے بدن پر رکھ کر اس کے لئے دعا فرماتے کبھی ان الفاظ سے۔

اللّٰھمّ ربّ الناس اذھب البأس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاءً لا یغادر سقماً ط

اے اللہ اے تمام لوگوں کے پروردگار بیماری کو دور کر دے اور صحت عطا فرما تو ہی صحت دینے والا ہے صحت وہی ہے جو تو عنایت فرمائے ایسی صحت دے کر پھر کوئی بیماری باقی نہ رہے ۱۲

اور اکثر مریض دعا فرماتے جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالےٰ عنہ بیمار ہوئے تو آپ نے فرمایا۔

اللّٰھمّ اشف سعداً اللّٰھمّ اشف سعداً اللّٰھمّ اشف سعداً ط

اے اللہ صحت دے سعد کو اے اللہ صحت دے سعد کو اے اللہ صحت دے سعد کو ۱۲

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کافروں کی بھی عیادت منقول ہے۔ ایک جوان یہودی آپؐ کی خدمت کیا کرتا تھا جب بیمار ہوا تو آپؐ اس کی عیادت کو تشریف لے گئے اور اس سے مسلمان ہو جانے کو ارشاد فرمایا، قسمت نے یاری کی اور وہ مسلمان ہو گیا جب آپؐ کے چچا ابوطالب بیمار ہوئے باوجودیکہ مشرک تھے آپ انکی عیادت کو تشریف لے گئے اور ان سے بھی مسلمان ہو جانے کی درخواست فرمائی مگر کاتب ازل نے یہ سعادت ان کی قسمت میں نہ لکھی تھی لہٰذا وہ تعمیل ارشاد سے محروم رہے اسی وجہ سے اکثر علماء کی یہ رائے ہے کہ عیادت حقوق اسلام سے نہیں ہے یعنی جو مسلمان بیمار ہو خواہ اس سے کبھی کی ملاقات ہو یا نہیں اس کی عیادت مسنون نہیں بلکہ حقوق صحبت سے ہے کہ جس شخص سے ملاقات ہو اس کی عیادت مسنون ہے خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر (شرح سفر السعادت)

قریب المرگ کے احکام

جب کسی مریض پر علامات موت ظاہر ہونے لگیں تو مسنون یہ ہے کہ اس کا منہ

قبلے کی طرف پھیر دیا جائے اور وہ مریض داہنے پہلو پر لٹا دیا جائے اور چت لٹاتے ہیں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔ اسی طرح کہ پیر قبلہ کی طرف ہوں یہ سب صورتیں اس وقت مسنون ہیں کہ مریض کو تکلیف نہ ہو اگر اس کو تکلیف ہو تو جس طرح اس کو آرام ملتا ہو اسی طرح اس کو لیٹا رہنے دیں۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اس وقت مستحب ہے کہ کوئی شخص اس کے اعزا یا احباب وغیرہ میں سے اس کو تلقین کرے یعنی اس کے سامنے بلند آواز سے کلمہ طیبہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ گواہی دیتا ہوں کہ سوا اللہ کے کوئی خدا نہیں ہے اور

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ گواہی دیتا ہوں کہ اسکی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے پیغمبر ہیں ۱۲

پڑھا جائے تاکہ وہ مریض اس کو سن کر خود بھی پڑھے اور اس بشارت کا مستحق ہو جائے جو صحیح احادیث میں وارد ہوئی ہے کہ جس کا آخری کلام لا الہ الا اللہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (بحر الرائق)

مگر مریض سے یہ نہ کہا جائے کہ تم بھی پڑھو مبادا کہ شدت مرض یا بدحواسی کے سبب سے اس کے منہ سے انکار نکل جائے۔ سورۂ یٰسین کا ایسے مریض کے پاس پڑھنا مستحب ہے۔ (رد المختار)

اس آخری وقت میں نیک اور پرہیزگار لوگوں کا موجود ہونا بہتر ہے کہ ان کی برکت سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

اس وقت مریض کے پاس کوئی خوشبودار چیز رکھ دینا یا آگ میں سلگا دینا مستحب ہے۔

پھر جب اس کی روح بدن سے مفارقت کر جائے تو اس کی آنکھیں نہایت نرمی اور آہستگی سے بند کر دی جائیں اور اس کا منہ کسی کپڑے کی پٹی سے باندھ دیا جائے اس طرح کہ وہ پٹی ٹھوڑی کے نیچے رکھی جائے اور سر پر لے جا کر اس کے دونوں کنارے باندھ دیئے جائیں اور اس کے اعضا سیدھے کر دیئے جائیں اور جوڑ نرم کر دیئے جائیں اس طرح کہ ہر جوڑ کو اس کے منتہی تک پہنچا کر کھینچ دیا جائے اور آنکھیں بند کرنے والا آنکھ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ أَمْرَهٗ اے اللہ آسان کر اس میت پر کام اس کا اور سہل کر

Marfat.com

وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهُ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْهُ

اس پر وہ زمانہ جو اب آئے گا اور مشرف فرما اس کو اپنے دیدار سے اور جہاں گیا ہے (یعنی آخرت) اسکو بہتر کر دے اس جگہ سے جہاں سے گیا ہے (یعنی دنیا سے)

بعد ان سب مراتب کے اس کے غسل اور تکفین اور نماز سے جس قدر جلد ممکن ہو فراغت کر کے دفن کر دیا جائے۔

غسل میت کے مسائل

میت کو غسل دینا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے اگر کوئی میت بے غسل کے دفن کر دی جائے تو تمام وہ مسلمان جن کو اس کی خبر ہو گی گنہگار ہوں گے۔

اگر میت کو بے غسل کے قبر میں رکھ دیا ہو مگر ابھی مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو اس کو قبر سے نکال کر غسل دید ینا ضروری ہے ہاں اگر مٹی پڑ چکی ہو تو پھر نہ نکالنا چاہیئے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی عضو میت کا خشک رہ گیا ہو اور کفن پہناتے کے بعد یاد آئے تو کفن کھول کر اس عضو کو دھو دینا چاہیئے ہاں اگر کوئی انگلی یا اس کے برابر کوئی حصہ جسم کا خشک رہ جائے اور بعد تکفین کے یاد آئے تو پھر اس کے دھوتے کی ضرورت نہیں۔ (بحر الرائق)

ایک مرتبہ غسل دینا فرض ہے اور تین مرتبہ مسنون ہے۔

میت کے غسل کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو کسی ایسے تخت وغیرہ پر لٹا کر جو تین یا پانچ یا سات مرتبہ کسی خوشبو دار چیز سے دھونی پا چکا ہو اس کے جسم عورت کو کسی کپڑے سے بند کر کے جو کپڑے اس کے بدن میں ہوں وہ بہت جلد آسانی

لہ کپڑے اتار لینے میں یہ مصلحت ہے کہ کپڑوں کی گرمی سے نعش کے خراب ہو جانے کا خوف ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس سے کپڑے نہیں اتارے گئے بلکہ آپ کو کپڑوں کے ساتھ غسل دیا گیا یہ آپ ہی کے ساتھ خاص تھا آپ کے جسم اقدس میں کسی خرابی کا معاذ اللہ خوف نہ تھا۔ ابوداؤد میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑے اتار کر غسل دینے میں صحابہ کا اختلاف ہوا نیب گھر کے ایک گوشہ سے آواز آئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کپڑوں کے ساتھ غسل دو آپ کے جسم اطہر سے کپڑے نہ اتارو ۱۲

سے اتار لئے جائیں اور اس کو استنجا کرایا جائے اس طرح کہ نہلانے والا اپنے ہاتھ میں کپڑا لپیٹ کر اس کے خاص حصے اور مشترک حصے کو دھودے بعد اس کے اس میت کو وضو کرایا جائے اس وضو میں نہ کلی کرائی جائے گی اور ناک میں پانی نہ ڈالا جائے اس لئے کہ پھر منہ اور ناک سے پانی کا نکلنا دشوار ہوگا ہاں نہلانے والا اپنی انگلی میں کپڑا لپیٹ کر اس کے دانتوں کو اور ناک کے اندرونی حصہ کو صاف کردے صحیح یہ ہے کہ اس وضو میں سر کا مسح بھی کرایا جائے گا۔ (بحر الرائق)

جب وضو سے فراغت ہو جائے تو اس کا سر اگر بال ہوں تو مل دیا جائے جس پانی سے سر ملا جائے اس میں خطمی جوش کر لی جائے یا صابن ملا دیا جائے تاکہ میل اچھی طرح صاف ہو جائے غسل کے لئے گرم پانی بہتر ہے اس لئے کہ اس سے میل خوب صاف ہوتا ہے جب سر صاف ہو چکے تو میت کو بائیں پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے اس قدر کہ پانی تخت تک پہنچ جائے یہ ایک مرتبہ غسل ہوا پھر دوسرے مرتبہ اس کو داہنے پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیں پھر اس کو بٹھا کر اس کا پیٹ آہستہ آہستہ ملا جائے تاکہ آلائش نکل جائے اور وہ دھو دی جائے بعد اس کے پھر اس کو بائیں پہلو پر لٹا کر تمام بدن پر پانی بہا دیا جائے یہ تیسرا مرتبہ ہوا۔ پہلے مرتبہ خالص پانی سے غسل دیا جائے دوسرے مرتبہ اس پانی سے جس میں بیری کی پتی یا خطمی جوش کی گئی ہو۔ تیسرے مرتبہ اس پانی سے جس میں کافور ہو جب غسل سے فراغت ہو جائے تو میت کا بدن کسی کپڑے سے خشک کر لیا جائے تاکہ بدن کی تری سے کفن نہ خراب ہو۔ بعد اس کے زعفران اور ورس[ل] کے سوا اور کوئی خوشبو اس کے سر اور ڈاڑھی میں لگا دی جائے اس کی پیشانی اور ناک اور دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک گھٹنوں پر کافور مل دیا جائے۔ میت کے بالوں میں کنگھی نہ کی جائے اور ناخون یا بال اس کے نہ کاٹے جائیں مونچھیں نہ کتری جائیں ہاں اگر کوئی ناخن ٹوٹ جائے تو اس کے علیحدہ کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ (بحر الرائق)

ل ورس ایک زرد گھاس ہے یہ عرب میں پیدا ہوتا ہے پتی اس کی کنجد کی پتی سے مشابہ ہوتی ہے اس سے کپڑے رنگے جاتے ہیں اس کا رنگ سرخی اور زردی کے درمیان میں ہوتا ہے ۱۲ قسطلانی

Marfat.com

میت کے نہلانے کی اجرت لینا جائز نہیں اس لئے کہ میت کا نہلانا خدا کی طرف سے فرض ہے پھر اس پر اجرت کیسی ہاں اگر کئی شخص نہلانے والے وہاں موجود ہوں تو پھر جائز ہے اس لئے کہ ایسی صورت میں کسی خاص شخص پر اس کا نہلانا فرض نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

نہلانے والا ایسا شخص ہونا چاہیئے کہ جس کو میت کا دیکھنا جائز ہو عورت کو مرد کا اور مرد کو عورت کا غسل دینا جائز نہیں ہاں منکوحہ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے اس لئے کہ وہ عدت کے زمانہ تک اس کے نکاح میں سمجھی جائے گی بخلاف شوہر کے کہ وہ عورت کے مرتے ہی اس عورت کے نکاح سے علیحدہ سمجھا جائے گا اور اس کو اس عورت کا غسل دینا جائز نہ ہوگا۔

اگر کوئی عورت ایسی جگہ مر جائے جہاں کوئی عورت نہ ہو جو اس کو غسل دے تو اگر کوئی مرد اس کا محرم موجود ہو تو وہ اس کو تیمم کرا دے اور اگر کوئی محرم نہ ہو تو غیر محرم اپنے ہاتھوں میں کپڑا لپیٹ کر اس کو تیمم کرا دے ہاں لونڈی کو اجنبی بھی بے کپڑا لپیٹے ہوئے تیمم کرا سکتا ہے اسی طرح اگر کوئی مرد ایسی جگہ مر جائے جہاں کوئی مرد غسل دینے والا نہ ہو تو اس کو محرم عورت کپڑا لپیٹے ہوئے اور غیر محرم ہاتھوں میں کپڑا لپیٹ کر تیمم کرا دے۔

نابالغ لڑکے اور لڑکی کو عورت اور مرد دونوں غسل دے سکتے ہیں۔

بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میت کا کوئی عزیز ہو اور اگر عزیز نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی متقی پرہیزگار آدمی اس کو غسل دے۔

اگر کوئی کافر یا نجس آدمی یا وہ شخص جسے میت کا دیکھنا جائز نہ تھا میت کو غسل دے تب بھی غسل صحیح ہو جائے گا۔ اگرچہ مکروہ ہوگا۔ (فتاوی عالمگیری)

بہتر یہ ہے کہ جس جگہ میت کو غسل دیا جائے وہاں غسل دینے والے اور اس شخص کے جو اس کا شریک ہو کوئی دوسرا شخص نہ جائے اور غسل دینے والا اگر اس میں کوئی عمدہ بات دیکھے تو لوگوں سے بیان کر دے اور اگر کوئی بری حالت دیکھے تو کسی پر ظاہر نہ کرے ہاں اگر میت کوئی مشہور بدعتی ہو اور اس میں کوئی بری بات دیکھے تو ظاہر کر دے تاکہ لوگوں کو عبرت ہو اور اس بدعت کے ارتکاب سے باز رہیں۔ (بحرالرائق۔ عالمگیری وغیرہ)

Marfat.com

اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے اس کا غسل دینا فرض ہے پانی میں ڈوبنا غسل کے لئے کافی نہ ہوگا اس لئے کہ میت کا غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں کوئی ان کا فعل نہیں ہوا ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اس کو پانی میں حرکت دے دی جائے تو غسل ہو جائے گا اسی طرح اگر میت کے اوپر مینہ کا پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہنچ جائے تب بھی اس کا غسل دینا فرض رہے گا۔ (فتاوٰی قاضی خاں بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)

اگر کسی آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے گا بلکہ یونہی دفن کر دیا جائے گا اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہیں ملے تو اس کا غسل دینا ضروری ہے خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے اور اگر نصف سے زیادہ نہ ہو بلکہ نصف ہو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائے گا ورنہ نہیں اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائے گا خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے۔ (بحر الرائق۔ ردالمختار)

اگر کوئی لڑکا پیدا ہوتے ہی مر جائے اس کا غسل دینا بھی فرض ہے اور اگر مرا ہوا پیدا ہو خواہ اس کے سب اعضا بن چکے ہوں یا نہیں تو بہتر یہی ہے کہ اس کو بھی غسل دیا جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر کوئی میت کہیں دیکھی جائے اور کسی قرینے سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر تو اگر دارالاسلام میں یہ واقعہ ہوا ہو تو اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی۔

اگر مسلمان کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز نہ باقی رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے گا اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کر لی جائیں اور صرف انہیں کو غسل دیا جائے۔ کافروں کی نعش کو غسل نہ دیا جائے۔

اگر کسی مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مر جائے تو اس کی نعش اس کے کسی ہم مذہب کو دے دی جائے اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجہ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے مگر نہ مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر اس کا نہ صاف کرایا جائے کافور وغیرہ اسکے بدن

ییں نہ ملا جائے بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر دھونے سے پاک نہ ہوگا حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اس کو لئے ہوئے نماز پڑھے تو اس کی نماز درست نہ ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

باغی لوگ یا ڈاکہ زن اگر مارے جائیں تو ان کے مردوں کو غسل نہ دیا جائے بشرطیکہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہوں۔

مرتد اگر مر جائے تو اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اس کے اہل مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمم کیا گیا ہو اور پھر پانی مل جائے تو اس کو غسل دے دینا چاہیئے۔

جب میت کو غسل دے چکیں اور اس کی تری کپڑے سے پونچھ کر دور کر دیں تو اس کو کفن پہنایا جائے۔

کفن کے مسائل

میت کو کفن دینا مثل غسل کے فرض کفایہ ہے۔ (بحر الرائق۔ رد المختار)

مردے کے کفن میں تین کپڑے مسنون ہیں ا۔ تہ بند[1]۔ کفنی[1]۔ چادر۔ اور عمامہ مکروہ ہے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

عورت کے کفن میں پانچ کپڑے مسنون ہیں۔ ا۔ تہ بند[2]۔ کفنی[2]۔ دوپٹہ[2]۔ سینہ بند[2] چادر۔ اگر مرد کے کفن میں صرف تہ بند اور چادر پر اکتفا کی جائے یا عورت کے کفن

---

[1] تہ بند کو عربی میں ازار اور کفنی کو قمیص اور چادر کو دو لکھتے ہیں ازار اور لفافہ دونوں چادر کو کہتے ہیں یہ چادریں سر سے پیر تک ہوتی ہیں اور لفافہ کی چادر ازار سے کچھ تھوڑی بڑی ہوتی ہے اور قمیص ایک قسم کا کرتہ ہے جو گردن سے لے کر پیر تک ہوتا ہے مگر اس کے دامنوں میں چاک نہیں ہوتا۔ (ہدایہ) ۱۲

[2] تہ بند اور چادر اور کفنی کی وہی حد ہے جو مرد کے کفن میں بیان ہو چکی ہے رہ گیا دوپٹہ سینہ بند دوپٹہ تین گز کا ہوتا ہے جو سر سے لے کر منہ پر ڈال دیا جاتا ہے لپیٹا نہیں جاتا اور سینہ بند سینے سے لے کر رانوں تک ہوتا ہے۔ (قاضی خاں)

ہیں صرف کفنی اور سینہ بند یا صرف دو سینہ بندوں پر اکتفا کی جائے تب بھی جائز ہے اور اگر اس قدر کفن بھی ممکن ہو تو جس قدر ہو سکے مگر کم سے کم اس قدر کپڑا ضروری ہے جو پورے بدن کو چھپا لے اگر اس قدر بھی نہ ہو تو لوگوں سے مانگ کر پورا کیا جائے یہ بھی نہ ہو سکے تو جس قدر جسم کھلا رہ گیا ہو گھاس وغیرہ[۱] سے چھپا دیا جائے۔

قبل اس کے کہ میت کو کفن پہنایا جائے کفن پر تین مرتبہ کسی خوشبودار چیز کی دھونی دے دینا مستحب ہے۔ (بحر الرائق)

مرد کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کفن کی چادر کسی تخت وغیرہ پر بچھا دی جائے اور اس کے اوپر سینہ بند بچھا دیا جائے اور میت کو کفنی پہنا کر سینہ بند پر لٹا دیں اور پہلے سینہ بند لپیٹ دیں اس طرح کہ پہلے بایاں جانب اس کا میت کے بدن پر رکھیں اس کے بعد داہنا تاکہ داہنا جانب بائیں کے اوپر رہے بعد اس کے پھر چادر کو اسی طرح لپیٹ دیں تاکہ داہنا جانب بائیں کے اوپر رہے۔

عورت کو کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کفن کی چادر کسی تخت وغیرہ پر بچھا کر اس کے اوپر سینہ بند بچھا دیں اور عورت کو کفنی پہنا کر اس کے بالوں کے دو حصے کر کے ایک حصہ گردن کے پیچھے سے داہنے جانب لاکر دوسرا گردن کے نیچے سے بائیں لاکر سینے پر رکھ دیں کفنی کے اوپر بعد اس کے دوپٹہ اس کے سر سے لے کر منہ تک ڈال دیں بعد اس کے سینہ بند پر اس کو لٹا دیں اور مثل سابق پہلے سینہ بند کو لپیٹ دیں اس کے بعد چادر کو ان سب کے بعد سینہ بند کو لپیٹ دیں اگر ہوا وغیرہ سے کفن سے کھل جانے کا خوف ہو تو اسکو کسی چیز سے باندھ دیں۔ (درمختار وغیرہ)

بالغ اور نابالغ محرم اور حلال سب کا کفن یکساں ہوتا ہے۔

جو لڑکا مرا ہوا پیدا ہو یا حمل ساقط ہو جائے اس کے لئے صرف کپڑے میں

---

[۱] اسی دلیل سے جب مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جنگ احد میں شہید ہوئے اور ان کے پاس صرف ایک چادر تھی کہ اگر اس سے ان کا سر چھپایا جاتا تھا تو پیر کھل جاتے تھے اور اگر پیر بند کئے جاتے تھے تو سر کھل جاتا تھا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے سر کو تو چادر سے بند کر دو اور پیر کو اذخر سے۔ اذخر ایک قسم کی گھاس ہے ۱۲

لپیٹ دینا کافی ہے کفن مسنون کی ضرورت نہیں۔ (رد المختار وغیرہ)

اسی طرح اگر انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے اس کو بھی کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو گو سر بھی نہ ہو تو پھر کفن مسنون دینا چاہیئے۔ (رد المختار وغیرہ)

کسی انسان کی قبر کھل جائے یا اور کسی وجہ سے اس کی نعش باہر نکل آئے اور کفن نہ ہو تو اس کو بھی کفن مسنون دینا چاہیئے بشرطیکہ وہ نعش پھٹی نہ ہو اگر پھٹ گئی ہو تو صرف کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے

کفن انہیں کپڑوں کا ہونا چاہیئے جن کا پہننا زندگی کی حالت میں جائز تھا مرد کے لئے خالص ریشمی یا زعفران یا کسم کے رنگے ہوئے کپڑے کا کفن نہ دیا جائے ہاں عورتوں کو اس قسم کا کفن دیا جا سکتا ہے اس لئے کہ ان کو حالت زندگی میں ایسے کپڑوں کا پہننا جائز تھا۔ کفن کا گراں قیمت کا ہونا مکروہ ہے اور بہت بُرے کپڑے کا بھی نہ ہونا چاہیئے بلکہ ایسے کپڑوں کا جن کو میت اپنی زندگی کی حالت میں جمعہ اور عیدین میں پہنتا ہو اور عورت کے لئے ایسے کپڑے کا جس کو اپنے ماں باپ کے پاس پہن کر جاتی ہو کفن سپید رنگ کے کپڑے کا بہتر ہے پرانے اور نئے کی کچھ تخصیص نہیں۔

میت کا کفن اس شخص کو بنانا چاہیئے جو حالت حیات میں اس کی کفالت کرتا تھا خواہ وہ کچھ مال چھوڑ کر مرا ہو یا نہیں جیسے عورت کا کفن اس کے شوہر کے ذمے ہے خواہ وہ کچھ مال چھوڑ کر مری ہو یا نہیں اور خواہ شوہر امیر ہو یا غریب اسی طرح غلام کا کفن اس کے آقا کے ذمے ہے خلاصہ یہ کہ جن لوگوں کا کھانا اور کپڑا زندگی میں جس شخص کے ذمے ہو گا اسی شخص کے ذمے بعد مرنے کے ان لوگوں کا کفن بھی ہو گا۔ (بحر الرائق)

اور اگر ایسا کوئی شخص نہ ہو جس پر حالت حیات میں اس کی کفالت ضروری تھی اور وہ میت کچھ مال چھوڑ کر مرا ہو تو اس کا کفن اس مال سے بنایا جائے ورنہ بیت المال اگر یہ نہ ہو جیسا ہمارے زمانے میں ہندوستان میں نہیں ہے تو مسلمانوں سے چندہ لے کر اس کا کفن بنا دیا جائے۔

کافر اگر مر جائے تو اس کا کفن مسنون طریقے سے نہ دیا جائے گا بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ دیا جائے گا اور مرتد کو بالکل کفن نہ دیا جائے گا نہ مسنون نہ غیر مسنون۔

Marfat.com

جب میت کو کفن پہنا چکیں تو اس کی نماز پڑھیں اور اس کے تمام اعزا واحباب و اہلِ محلّہ کو خبر کر دیں تاکہ وہ لوگ بھی اس کے حق سے ادا ہو جائیں اور نماز میں آکر شریک ہو لیں۔

نماز جنازہ کے مسائل

نماز جنازہ فرض کفایہ ہے۔ منکر اس کا کافر ہے۔

نماز جنازہ درحقیقت اس میت کے لئے دعا ہے ارحم الراحمین سے۔

نماز جنازہ کے واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کے لئے ہم اوپر لکھ چکے ہیں ہاں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم ہو جس کو بیخبر نہ ہوگی وہ معذور ہے نماز جنازہ اس پر ضروری نہیں۔ (ردالمختار)

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں ایک وہ جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لئے اوپر بیان ہو چکیں۔ ۱۔ طہارت ۲۔ ستر عورت ۔ ۳۔ استقبال قبلہ۔ ۴۔ نیت۔ ہاں اس وقت کے لئے شرط نہیں۔ اور اس کے لئے تیمم نماز نہ ملنے کے خیال سے جائز ہے۔ مثلاً نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں احتمال ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کر لے بخلاف اور نمازوں کے کہ ان میں اگر وقت کے چلے جانے کا بھی خوف ہو تو تیمم جائز نہیں۔

آج کل جنازے کی نماز پڑھنے والے جوتا پہنے ہوئے نماز پڑھتے ہیں ان کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جگہ جس پر کھڑے ہوں اور جوتے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتا پیر سے نکال دیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کو میت سے تعلق ہے۔

۱۔ میت کا مسلمان ہونا کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اس کی نماز صحیح ہے سوا ان لوگوں کے جو بادشاہ سے بغاوت کریں یا ڈاکہ زنی کرتے ہوں بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں۔ اگر بعد لڑائی کے یا موت سے مر جائیں تو پھر ان کی نماز پڑھی جائے گی۔

جس شخص نے اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہو اور اس کی سزا میں وہ مارا جائے تو اس کی نماز بھی نہ پڑھی جائے گی ان لوگوں کی نماز زجراً نہیں پڑھی جاتی۔ صحیح یہ ہے کہ جس نے اپنی جان خود کشی کر کے دی ہو اس پر نماز پڑھنا درست ہے جس لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائے گا۔ اور اس کی نماز پڑھی جائے گی۔ میت سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو مرا ہوا لڑکا اگر پیدا ہو تو اس کی نماز درست نہیں۔ (ردالمختار)

۲۔ میت کا بدن اور کفن نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر ہونا ہاں اگر نجاست حقیقیہ اس کے بدن سے خارج ہوئی ہو اور اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں نماز درست ہے۔ (ردالمختار)

اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے طاہر نہ ہو یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو یا درصورت ناممکن ہوتے غسل کے تیمم نہ کرایا گیا ہو اس کی نماز درست نہیں ہاں اگر اس کا طاہر کرنا ممکن نہ ہو مثلاً بے غسل یا تیمم کرائے ہوئے دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کی نماز اس کی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے۔ اگر کسی میت پر بے غسل یا تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور بعد دفن کے خیال آئے کہ اس کو غسل نہ دیا گیا تھا تو اس کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے اس لئے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں ہے لہذا نماز ہو جائے گی۔ اگر کسی مسلمان بے نماز پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے جب تک کہ اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہوگی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے۔ (درمختار۔ ردالمختار)

ا۔ میت جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں۔ (ردالمختار۔ فتاوی عالمگیریہ)

۲۔ میت کے جسم عورت کا پوشیدہ ہونا اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اس کی نماز درست نہیں۔ ۳۔ میت کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا۔ اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز نہ ہوگی۔ ۴۔ میت کا جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا اگر میت کو لوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہ ہوگی۔ (درمختار۔ ردالمختار وغیرہ)

۵۔ میت کا وہاں موجود ہونا[1] اگر میت وہاں نہ موجود ہو تو نماز نہ صحیح ہوگی۔

نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں۔ ۱۔ چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت کے سمجھی جاتی ہے۔ ۲۔ قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا جس طرح فرض اور واجب نمازوں میں قیام فرض ہے اور بے عذر کے ان کا بیٹھ کر پڑھنا جائز نہیں اسی طرح یہاں بھی قیام فرض ہے اور بے عذر اس کا ترک جائز

---

[1] یہ مذہب حنفیہ اور مالکیہ کا ہے امام احمد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کے نزدیک میت کا وہاں موجود ہونا شرط نہیں انکے نزدیک غائب پر بھی نماز جنازہ درست ہے وہ اپنے استدلال میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ جب نجاشی بادشاہ حبشہ نے انتقال فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر ہوئی تو آپ نے مدینہ میں ان پر نماز پڑھی حنفیہ اور مالکیہ کہتے ہیں کہ یہ خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا اس پر دوسرے کو قیاس نہیں کر سکتے اور واقعی یہ بات ٹھیک معلوم ہوتی ہے دیکھئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدیون کے جنازہ کی نماز نہ پڑھتے تھے کیا دوسرے کو بھی ایسا کرنے کا اختیار ہے۔ دوسرا جواب حنفیہ اور مالکیہ کا یہ ہے کہ ممکن ہے کہ نجاشی کا جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر کر دیا گیا ہو خدا کی قدرت سے صحیح ابن حبان میں ایک حدیث بھی مل گئی ہے جس سے یہ جواب بہت قوی ہو گیا اس حدیث کو علامہ زیلعی نے نصب الرایہ میں نقل کیا ہے عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا اٹھو ان پر نماز پڑھو آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے اور صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم بھی آپ کے پیچھے صف بستہ کھڑے ہوئے صحابہ رضی اللہ تعالےٰ عنہم کو یہی معلوم ہوتا تھا کہ نجاشی کا جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہے اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ نجاشی کا جنازہ حاضر کر دیا گیا تھا حتیٰ کہ صحابہ رضؓ نے بھی اس کو دیکھا۔ اس کے علاوہ اگر نماز جنازہ غائب پر درست ہوتی تو قراء صحابہ جن میں حضرت خبیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ بھی تھے شہید ہوئے اور حضرت جبرئیلؑ نے آپ کو خبر دی تو آپ ان پر ضرور نماز پڑھتے اس لئے کہ وہ لوگ آپ کو نہایت محبوب تھے۔ واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

نہیں۔ عذر کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ رکوع سجدے قعدے وغیرہ اس نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں۔(۱) اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا۔(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا۔(۳) میت کے لئے دعا کرنا۔

جماعت جیساکہ اور نمازوں کے لئے شرط نہیں ہے ویسا ہی یہاں بھی شرط نہیں ہے اگر ایک شخص بھی جنازہ کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا خواہ وہ عورت ہو یا مرد بالغ ہو یا نابالغ۔(ردالمختار) ہاں یہاں جماعت کی زیادہ ضرورت ہے اس لئے کہ یہ دعا ہے میت کے لئے اور چند مسلمانوں کا جمع ہو کر بارگاہِ الٰہی میں کسی چیز کے لئے دعا کرنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کے لئے۔ نماز جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینے کے محاذی کھڑا ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں۔ اَنْ اُصَلِّیَ صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَدُعَاءً لِّلْمَیِّتِ میں نے یہ ارادہ کیا کہ نماز جنازہ پڑھوں جو خدا کی نماز ہے اور میت کے لئے دعا ہے یہ نیت کرکے دونوں ہاتھ مثل تکبیر تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کے ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں۔ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ۔ اس کو پڑھ کر پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں بعد اس کے درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود شریف پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے اور جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اس تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کریں اگر بالغ ہو تو یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اور بعض

ع۵ اے اللہ بخش دے ہمارے زندوں کو اور مردوں کو اور ان کو جو حاضر ہیں اور ان کو جو غائب ہیں اور ہمارے چھوٹوں بڑوں کو اور مردوں اور عورتوں کو اے اللہ جس کو زندہ رکھے تو ہم سے اس کو زندہ رکھ اسلام پر اور جس کو موت دے اس کو موت دے ایمان پر ۱۲

احادیث میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ وَارْحَمْهُ وَعَافِهٖ وَاعْفُ عَنْهُ وَاَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهٗ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهٖ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهٖ وَاَهْلًا خَيْرًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَزَوْجًا خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهٖ وَاَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَاَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ۔ اور اگر ان دونوں دعاؤں کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہے بلکہ شامی نے ردالمختار میں دونوں دعاؤں کو ایک ہی میں ملا کر لکھا ہے اور دونوں دعاؤں کے سوا اور دعائیں بھی احادیث میں وارد ہوئی ہیں ان کو ہمارے فقہاء نے بھی نقل کیا ہے جس دعا کو چاہے اختیار کرے۔ اور اگر میت نابالغ ہے تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا ذُخْرًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا جب دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہیں اور اس مرتبہ بھی

عہ اے اللہ بخش دے اس میت کو اور رحم فرما اس پر اور معاف فرما دے اس کی سب خطائیں اور عمدہ سامان کر اس کے اترنے کا اور کشادہ کر دے اس کی قبر کو اور غسل دے اس کو پانی سے اور صاف کر اس کو گناہوں سے جیسے سپید رنگ کا کپڑا میل سے صاف کیا جاتا ہے اور دنیا کے گھر کے عوض میں اس کو اس سے اچھا گھر عنایت فرما اور اس کے اعزہ سے بہتر کر وہاں کے لوگوں کو اور اس کی بی بی سے بہتر بی بی اس کو مرحمت فرما اور اس کو بہشت بریں میں داخل فرما اور عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے اس کو نجات دے ۱۲

اس حدیث میں پانی اور برف اور اولے سے غسل دینے کی دعا کا مطلب یہ ہے کہ اس کو انواع واقسام کی طہارتوں سے طاہر فرما تاکہ پھر کسی قسم کا گناہ اس کا باقی نہ رہے ۱۲

عہ اے اللہ اس بچے کو ہمارے لئے فرط کر دے اور اسکو ہمارے لئے ذخیرہ بنا دے اے اللہ اسکو ہمارے لئے سفارش کرنیوالا بنادے اور اسکی سفارش قبول فرما۔ فرط اس جماعت کو کہتے ہیں جو قافلے سے پہلی منزل پر پہنچ کر آسائش کا سامان مہیا کر رکھے مقصود یہ ہے کہ اس کی سفارش ہمارے حق میں قبول فرما اور اسکو ہمارے لئے سفارش کرنے کی اجازت دے ۱۲

Marfat.com

بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں۔ اس نماز میں التحیات اور قرآن مجید کی قرأت وغیرہ نہیں ہے ہاں اگر کوئی شخص سورۂ فاتحہ پہلی تکبیر کے بعد اس نیت سے پڑھے کہ یہ حق تعالیٰ کی حمد وثنا ہے تلاوت کی نیت سے نہ پڑھے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ (ردالمختار)

نماز جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزیں یعنی ثناء اور درود اور دعا مقتدی بھی آہستہ آواز سے پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز سے پڑھے گا۔

جنازے کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں[عہ] کر دی جائیں یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ایک آدمی ان میں سے امام بنا دیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں اور دوسری میں دو اور تیسری میں ایک۔ (ردالمختار)

جنازے کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد آتا ہے صرف اس قدر فرق ہے کہ جنازے کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا اور عورت کی محاذاۃ سے اس میں فساد نہیں آتا۔

جنازے کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنجوقتی نمازوں یا جمعے عیدین کی نماز کے لئے بنائی گئی ہو خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے باہر ہاں جو مسجد خاص جنازے کے لئے بنائی گئی ہو اس میں مکروہ نہیں۔ (ردالمختار۔ درمختار۔ بحرالرائق وغیرہ)

میت کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔ (درمختار۔ بحرالرائق وغیرہ)

جنازے کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔ (درمختار وغیرہ)

عہ اس کے مستحب ہونے کی یہ وجہ ہے کہ صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس میت پر تین صفیں نماز پڑھ لیں وہ بخشا جاتا ہے ۱۲ (ابوداؤد)

Marfat.com

اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہیئے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے خواہ اس طرح کہ ایک کے آگے ایک رکھ دیا جائے کہ ہر ایک کے سر کے پاس دوسرے کے پیر ہوں خواہ اس طرح کہ ایک جنازے کے سامنے دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور خواہ اس طرح کہ ہر ایک کا سر دوسرے کے شانے کے محاذی ہو ان سب صورتوں میں دوسری صورت بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے محاذی ہو جائے گا جو مسنون ہے اور باقی صورتوں میں امام کو اختیار ہے کہ جس جنازے کے سامنے کھڑا ہو۔ (در مختار۔ رد المختار وغیرہ)

اگر جنازے مختلف اصناف کے ہوں تو اس ترتیب سے ان کی صف قائم کی جائے امام کے قریب مردوں کے جنازے ان کے بعد لڑکوں کے ان کے بعد مخنثوں کے ان کے بعد بالغ عورتوں کے ان کے بعد نابالغ لڑکیوں کے۔ (در مختار وغیرہ)

اگر کوئی شخص جنازے کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو جس قدر تکبیریں ہو چکی ہیں ان کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائے گا اور اس کو چاہیئے کہ فوراً آتے ہوئے مثل اور نمازوں کے تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک نہ ہو جائے بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہو گی پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کر لے۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق میں مسبوق سمجھا جائے گا اور اس کو چاہیئے کہ فوراً تکبیر کہہ کر شریک ہو جائے اور بعد ختم نماز کے اپنی گئی ہوئی تین تکبیروں کا اعادہ کر لے۔

اگر کوئی شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا اور کسی تکبیر کے وقت موجود تھا اور نماز میں شرکت کے لئے مستعد تھا تو اس کو فوراً تکبیر کہہ کر شریک نماز ہو جانا چاہیئے امام کی دوسری تکبیر کا اس کو انتظار نہ کرنا چاہیئے اور جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اس تکبیر کا اعادہ اس کے ذمہ نہ ہو گا بشرطیکہ قبل اس کے کہ امام دوسری تکبیر کہے یہ اس تکبیر کو

Marfat.com

ادا کرے گو امام کی معیت نہ ہو۔ (بحر الرائق وغیرہ)

جنازے کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے اور خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر ہو گی اور جنازہ اٹھ جائے گا تو دعا نہ پڑھے۔

جنازے کی نماز میں اگر کوئی شخص لاحق ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو اور نمازوں کے لاحق کا ہے۔ (بحر الرائق)

جنازے کی نماز میں امامت کا استحقاق سب سے زیادہ بادشاہ وقت کو ہے بشرطیکہ مسلمان ہو گو تقویٰ اور ورع میں اس سے بہتر لوگ بھی وہاں موجود ہوں اگر بادشاہ وقت وہاں نہ ہو تو اس کا نائب یعنی جو شخص اس کی طرف سے حاکم شہر ہو وہ مستحق امامت ہے گو ورع اور تقویٰ میں اس سے افضل لوگ وہاں موجود ہوں وہ بھی نہ ہو تو قاضی شہر وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کا امام بنانا جائز نہیں[عہ] انہیں کا امام بنانا واجب ہے اگر یہ لوگ کوئی وہاں موجود نہ ہوں تو اس محلہ کا امام مستحق ہے بشرطیکہ میت کے اعزا میں کوئی شخص اس سے افضل

عہ یہ مذہب قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا ہے ان کے نزدیک نماز جنازہ بھی جس وقت کوئی شخص پہنچے اس کو فوراً شریک ہو جانا چاہیئے اور اس تکبیر کے حق میں وہ مسبوق نہ ہو گا اور امام صاحب اور امام محمدؒ صاحب کے نزدیک چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آئے وہ نماز میں شریک ہی نہیں ہو سکتا اس لئے کہ جنازے کی نماز چوتھی تکبیر سے ختم ہو جاتی ہے لیکن اس مسئلے میں امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتوے ہے اگرچہ بعض علماء نے اس مسئلہ میں بھی امام صاحب کے موافق فتوٰی دیا ہے۔ علامہ شامی نے اس مقام کو شرح درمختار میں بہت صاف لکھا ہے صاحب بحر الرائق نے اس مقام کو اچھا نہیں لکھا ان کی عبارت سے جو شکوک پیدا ہوتے ہیں وہ بھی شامی سے دور ہو جاتے ہیں واللہ اعلم ۱۲

عہ اسی وجہ سے جب حضرت امام حسن رضی اللہ تعالے عنہ شہید ہوئے تو حضرت امام حسین رضی اللہ تعالے عنہ نے سعید بن عاص کو جو حاکم مدینہ تھے امام بنایا اگرچہ وہ خود ورع اور تقوٰی میں سعید سے بدرجہا افضل تھے چنانچہ خود بھی انہوں نے سعید سے فرمایا کہ اگر یہ طریقہ اسلام کا نہ ہوتا تو میں ہرگز تم کو نہ بناتا ۱۲

Marfat.com

نہ ہو ورنہ میت کے وہ اعزا جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جس کو امامت کا استحقاق نہیں تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے حتی کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے تاوقتیکہ نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو۔

اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جس کو امامت کا استحقاق ہے تو پھر ولی میت نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا اسی طرح اگر ولی میت نے بحالت نہ موجود ہوتے بادشاہِ وقت وغیرہ کے نماز پڑھادی ہو تو بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادے کا اختیار نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر ولی میت بحالت موجود ہونے بادشاہِ وقت وغیرہ کے نماز پڑھ لے تب بھی بادشاہِ وقت کو اعادے کا اختیار نہ ہوگا گو ایسی حالت میں بادشاہِ وقت کے امام نہ بنانے سے ترک واجب کا گناہ اولیائے میت پر ہوگا۔ (ردالمختار)

حاصل یہ کہ ایک جنازے کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں مگر ولی میت کو بشرطیکہ اس کی بے اجازت کسی غیر مستحق نے نماز پڑھادی ہو۔

دفن کے مسائل

میت کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور نماز۔

جب میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کے لئے جہاں قبر کھدی ہو لے جانا چاہیئے۔ اگر میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہیئے کہ اس کو دست بدست لے جائیں یعنی ایک آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھالے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے اسی طرح بدلتے ہوئے لے جائیں اور اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو تو اس کو کسی چارپائی وغیرہ پر رکھ کر لے جائیں اور

عہ وہ اعزا میت کے جن کو حق ولایت حاصل ہے کتاب النکاح میں بیان کئے جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالےٰ ۱۲

Marfat.com

اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے میت کی چارپائی ہاتھوں سے اٹھا کر شانوں پر رکھنا چاہیئے مثل مال اسباب کے شانوں لادنا مکروہ ہے اسی طرح اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھ لے جانا بھی مکروہ ہے۔

میت کے اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کا اگلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر اور کم سے کم دس قدم چلے بعد اس کے پچھلا داہنا پایا داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے اس کے بعد اگلا بایاں پایا اپنے شانے پر رکھ کر پھر پچھلا بایاں پایا بائیں شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم تک چلے تاکہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس[1] قدم قدم ہو جائیں جنازے کا تیز قدم لے جانا مسنون ہے مگر نہ اس قدر کہ نعش کو حرکت و اضطراب ہونے لگے۔ (ردالمختار)

جو لوگ جنازے کے ہمراہ جائیں ان کو قبل اس کے کہ جنازہ شانوں سے اُتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ (ردالمختار وغیرہ)

جو لوگ جنازے کے سامنے نہوں بلکہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں ان کو جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہو جانا[2] نہ چاہیئے۔ (ردالمختار۔ درمختار وغیرہ)

جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہوں ان کو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے اگرچہ جنازے کے آگے چلنا بھی جائز ہے ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے (ردالمختار وغیرہ)

جنازے کے ہمراہ پیادہ پا چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔

---

[1] حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص جنازے کو اٹھا کر چالیس قدم چلے اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں ۱۲ (شامی از زیلعی)

[2] کتب احادیث میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنازہ دیکھ کر کھڑے ہو جایا کرتے تھے مگر اخیر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ترک کر دیا اور یہ فعل منسوخ ہو گیا۔ (صحیح مسلم وغیرہ)

Marfat.com

جنازے کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا[1] یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔ (درمختار وغیرہ)

میت کی قبر کم سے کم اس کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور موافق اس کے قد کے لمبی ہو اور بغلی[2] قبر بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی نہ کھودی جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

یہ بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔ (بحر الرائق۔ درمختار وغیرہ)

جب قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتار دیں اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلے کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے[3] ہو کر میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔

قبر میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون[4] نہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی قبر مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔ (ردالمختار)

قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ کہنا مستحب ہے۔

---

[1] حضرت ابراہیم نخعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ برا جانتے تھے اس کو کہ جو لوگ جنازے کے ہمراہ ہوں وہ بلند آواز سے کہیں کہ اللہ تمہاری میت کو بخش دے یہ روایت لکھ کر علامہ شامی ردالمختار میں لکھتے ہیں کہ جب بلند آواز سے دعا اور ذکر کا یہ حال ہے تو میت کے ہمراہ گانے کا کیا حال ہوگا جو آج کل ہمارے شہروں میں رائج ہے ۱۲

[2] بغلی قبر بنانے کا یہ طریقہ ہے کہ قبر کھودی جائے اور بعد اس کے قبلے کی جانب ایک گڑھا اور کھودا جائے جس میں جنازہ رکھا جائے اور صندوق کا یہ طریقہ ہے کہ قبر کے بیچ میں گڑھا کھودا جائے اور اس میں میت رکھی جائے ۱۲ ردالمختار [3] یہ مذہب حنفیہ کا ہے۔ شافعیہ کے نزدیک میت قبر کے پائنتی رکھی جائے اور سر اٹھا کر کھینچتے ہوئے قبر کے اندر لے جا کر رکھ دیں ۱۲ [4] یہ مذہب حنفیہ کا ہے شافعیہ کے نزدیک طاق عدد مسنون ہے ۱۲

Marfat.com

میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اس کو قبلہ[1] رو کر دینا مسنون ہے (ردالمختار)
قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔ (بحر الرائق وغیرہ)

بعد اس کے کچی کوٹھیوں[2] یا نرکل سے اس کو بند کر دیں پختہ کوٹھیوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے جہاں زمین بہت نرم ہو کر قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو پختہ کوٹھیوں یا لکڑی کے تختے رکھ دینا بھی جائز ہے۔ (ردالمختار وغیرہ)

عورت اور مخنث کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے (ردالمختار)

مردوں کے دفن کے وقت قبر پر پردہ کرنا نہ چاہیئے ہاں اگر علت ہو مثلاً پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہے۔ (ردالمختار وغیرہ)

جب میت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اس پر ڈال دیں اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے بشرطیکہ بہت زیادہ ہو کر قبر ایک بالشت سے زیادہ اونچی ہو جائے اگر اس سے کم رہے تو پھر مکروہ نہیں۔ (ردالمختار)

قبر میں مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتدا کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے اور پہلی مرتبہ پڑھے مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ[3] اور دوسری مرتبہ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَىٰ۔ (ردالمختار)

---

[1] قبلہ رو کر دینے کو صاحب درمختار وغیرہ نے واجب لکھا ہے اس وجہ سے کہ صاحب ہدایہ نے ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس کا حکم فرمایا مگر علامہ شامی نے لکھا ہے کہ یہ مضمون کسی حدیث میں علماء کو نہیں ملا پھر انھوں نے تحفہ سے جو فقہ شافعی کی کتاب ہے اس کا مسنون ہونا نقل کیا اور ان کا میلان بھی اس کے مسنون ہونے کی طرف ان کی تحریر سے ظاہر ہوتا ہے اس لئے ہم نے بھی اس کو مسنون لکھا ہے واللہ اعلم ۱۲ [2] کوٹھی ایک قسم کی اینٹ کو کہتے ہیں لیکن یہ اینٹ عمارت کی معمولی اینٹوں سے زیادہ لمبی ہوتی ہے ۱۲ [3] یہ قرآن مجید کی آیت ہے معنی اس کے یہ ہیں کہ اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا اور اسی میں لے جائیں گے ہم تم کو اور اسی سے پھر دوبارہ تم کو نکالیں گے ۱۲

Marfat.com

بعد دفن کے تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا[۱] اور میت کے لئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے۔ (در مختار وغیرہ)

بعد مٹی ڈال چکنے کے قبر پر پانی چھڑک دینا[۲] مستحب ہے (رد المختار وغیرہ)

کسی میت کو چھوٹا ہو بڑا امکان کے اندر دفن کرنا نہ چاہیئے اس لئے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔ (در مختار وغیرہ)

قبر کا مربع بنانا[۳] مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی مثل کوہان شتر کے بنائی جائے اس کی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونا چاہیئے۔ (در مختار۔ رد المختار)

قبر کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند[۴] کرنا مکروہ تحریمی ہے

قبر پر گچ کرنا[۵] یا اس پر مٹی لگانا مکروہ ہے۔ (در مختار وغیرہ)

---

[۱] نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فراغت پاتے تو تھوڑی دیر اسکی قبر پر ٹھہرتے اور فرماتے کہ اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو اور اللہ سے سوال کرو کہ اسکو ایمان پر قائم رکھے اس لئے کہ اس وقت اس سے سوال ہو رہا ہے (ابو داؤد) ۱۲ [۲] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا تھا اور بھی بعض صحابہ کی قبروں پر پانی چھڑکنے کا حکم دیا تھا جیسا کہ کتب احادیث سے ظاہر ہے ۱۲ [۳] یہ مذہب حنفیہ کا ہے امام شافعی کے نزدیک مربع بنانا بہتر ہے مگر احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس کو مربع نہیں بیان کیا گیا بلکہ کوہان شتر کے ۱۲ [۴] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا تھا کہ جو قبر بلند دیکھو اس کو زمین کے برابر کر دو (ترمذی) اور بھی یہ مضمون متعدد صحابہ سے منقول ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے رفیق حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی قبر بھی بلند نہیں ہے ۱۲ [۵] مسلم اور ترمذی اور ابو داؤد اور نسائی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا قبروں پر گچ کرنے سے اور ان پر لکھنے سے اور ان پر عمارت بنانے سے اور مٹی لگانے سے مضامین اس حدیث کے ان تمام کتابوں میں کچھ کسی میں مروی ہے، شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادۃ میں جہاں صاحب سفر السعادۃ نے ان امور کی ممانعت لکھی ہے فرماتے ہیں کہ جو کچھ مصنف نے ذکر کیا ہے سب حق ہے اور صحیح احادیث میں یہ مضامین وارد (باقی بر صفحہ آیندہ)

بعد دفن کر چکنے کے قبر پر کوئی عمارت[1] مثل گنبد یا قبے وغیرہ کے بنانا بغرض زینت، حرام ہے اور مضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے۔ (رد المختار وغیرہ)

میت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو ورنہ[2] جائز نہیں۔ (رد المختار وغیرہ)

شہید کے احکام

اگرچہ شہید بھی بظاہر میت ہے مگر عام موتی کے سب احکام اس میں جاری نہیں ہو سکتے اور فضائل بھی اس کے بہت ہیں اس لئے اس کے احکام علیحدہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ہوئے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین اور صحابہ کے زمانہ میں یہی طریقہ تھا اگرچہ اخیر زمانہ میں لوگوں نے اس مصلحت سے کہ مشائخ اور علماء کی قدر و منزلت لوگوں کی نظروں میں رہے بزرگوں کی قبریں پر تکلفات شروع کر دیے خصوصاً ہندوستان میں کفار کے مرعوب کرنے کی مصلحت بھی مدنظر تھی۔ مگر اصل یہ ہے کہ جب صحیح احادیث میں ان چیزوں کی صاف ممانعت آچکی اور اس کی کوئی علت خاص نہ بیان کی گئی نہ معلوم ہوتی ہے تو پھر ان کے مقابلے میں یہ مصلحتیں کیا کام دے سکتی ہیں اخیر میں شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی لکھ دیا کہ اگر جہال و عوام کوئی بات کریں تو یقین ہے کہ بزرگوں کی روح اس سے ہرگز خوش نہ ہوگی ان بزرگوں کی دیانت اور کمال اس کو مقتضی ہے واللہ اعلم ۱۲ (صفحہ ہذا)

[1] جو احادیث کہ اوپر کے حاشیہ میں نقل کی گئیں ان سے قبر پر عمارت بنانے کی ممانعت ظاہر ہو رہی ہے ۱۲

[2] اگرچہ اس حدیث سابق سے لکھنے کی ممانعت معلوم ہوتی ہے مگر چونکہ صحیح حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جب عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کو آپ نے دفن کیا تھا تو ایک پتھر ان کی قبر پر آپ نے رکھ دیا اور فرمایا کہ یہ اس لئے تاکہ اس قبر کی پہچان رہے اور میں اپنے اعزا کو اس کے قریب دفن کروں پھر آپ نے اپنے فرزند عزیز حضرت ابراہیم کو وہیں دفن کیا لہذا معلوم ہوا کہ قبر پر علامت بنانا جائز ہے مگر ضرورت کے وقت اور وہ حدیث جس میں لکھنے کی ممانعت ہے اس وقت کے لئے ہے جب ضرورت نہ ہو۔ ۱۲

Marfat.com

شہید کے اقسام احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں بعض علماء[1] نے ان اقسام جمع کرنے کے لئے مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں مگر یہاں ہم کو شہید کے جو احکام بیان کرنا مقصود ہیں وہ اس شہید کے ساتھ خاص ہیں جس میں یہ شرطیں پائی جائیں۔

۱۔ مسلمان ہونا اسلام کے لئے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہو سکتی۔

۲۔ مکلف یعنی عاقل بالغ ہونا۔ جو شخص حالت جنون وغیرہ میں مارا جائے یا عدم بلوغ کی حالت میں تو اس کے لئے شہادت کے وہ احکام جن کا ہم ذکر آگے کریں گے ثابت نہ ہوں گے۔

۳۔ حدث اکبر سے پاک ہونا۔ کوئی شخص حالت جنابت یا حیض و نفاس میں شہید ہو جائے تو اس کے لئے بھی شہید[2] کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

---

[1] علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ لکھا ہے اَبوابُ السَّعادۃِ فی اَسْبابِ الشَّہَادۃِ ط اس میں شہید کے تمام اقسام جمع کئے ہیں جن کی نسبت احادیث وارد ہوئی ہیں۔ (۱) منجملہ ان کے وہ شخص ہے جو جہاد میں مارا جائے اور یہ اعلیٰ درجہ کا شہید ہے اور شہید کے لفظ سے اکثر یہی قسم مراد ہوتی ہے (۲) جو مرض طاعون میں مرے یا زمانہ طاعون میں کسی اور مرض سے مر جائے۔ (۳) وہ شخص پیٹ کی بیماری میں مرے مثلاً دستوں کے سبب سے یا درد شکم استسقاء وغیرہ سے یا عورت نفاس وغیرہ کی خرابیوں سے (۴) جو ڈوب کر مرے (۵) ذات الجنب سے جو شخص مرے۔ (۶) جو شخص جمعے کے دن یا اس کی رات میں مرے (۷) جو شخص جل کر مرے (۸) جو شخص گر کر مرے (۹) جو شخص شہادت کی تمنا دل میں رکھتا ہو مگر کسی وجہ سے اتفاق نہ ہو (۱۰) مرض سل میں جس کا انتقال ہو (۱۱) حالت سفر میں جس کی جان نکلے (۱۲) بخار کے مرض میں جو انتقال کرے (۱۳) سانپ کے کاٹنے سے جس کا انتقال ہو (۱۴) اپنے مال یا اولاد کی حفاظت میں مقتول ہو یا بے گناہ قید کیا گیا ہو اور جیل میں اس کا انتقال ہو جائے (۱۵) کسی پر عاشق ہو اور اسی حالت میں مر جائے بشرطیکہ کوئی امر خلاف شریعت اس سے صادر نہ ہو۔ حالت طلب علم میں جو شخص مر جائے۔ جو شخص ہر روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سو مرتبہ درود شریف پڑھے ۱۲

[2] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک برگزیدہ صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ حالت جنابت میں شہید ہوئے تھے انکو فرشتوں نے غسل دیا تھا انکا قصہ صحیح احادیث میں مذکور ہے ۱۲۔

Marfat.com

(۴) بے گناہ مقتول ہونا۔ اگر کوئی شخص بے گناہ نہ مقتول ہوا ہو بلکہ کسی جرم شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو یا مقتول ہی نہ ہوا ہو بلکہ یوں ہی مر گیا ہو تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

(۵) اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلہ جارحہ[لہ] سے مارا گیا ہو اگر کسی مسلمان ذمی کے ہاتھ سے بذریعۂ آلہ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے تو اس پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے اور اگر کوئی شخص حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکہ زنوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا ان کے معرکۂ جنگ میں مقتول ملے تو اس میں آلہ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہیں حتیٰ کہ اگر کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ ماریں اور مر جائے تو شہید کے احکام اس پر جاری ہو جائیں گے بلکہ یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود مرتکب قتل ہوئے ہوں بلکہ اگر وہ سبب قتل ہوئے ہوں یعنی ان سے وہ امور وقوع میں آئیں جو باعث قتل ہو جائیں تب بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

مثال۔ ا۔ کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے کسی مسلمان کو روند ڈالا (۲) کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار تھا اس جانور کو حربی وغیرہ نے بھگایا جس کی وجہ سے مسلمان اس جانور سے گر کر مر گیا (۳) کسی حربی وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز میں آگ لگا دی جس سے کوئی جل کر مر گیا۔ (بحر الرائق وغیرہ)

(۶) اس قتل کی سزا میں ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض مقرر نہ ہو بلکہ قصاص اگر مالی عوض مقرر ہو گا تب بھی اس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

مثال (۱) کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلہ جارحہ سے قتل کر دے (۲) کوئی مسلمان کسی کو آلہ جارحہ سے قتل کرے مگر خطاءً مثلاً کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کر رہا ہو اور وہ کسی انسان کے لگ جائے (۳) کوئی شخص کسی جگہ سوا معرکۂ جنگ کے مقتول پایا جاوے اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو۔ ان سب صورتوں میں چونکہ اس قتل کے عوض میں

لہ آلہ جارحہ سے مراد وہ آلہ ہے جس میں کاٹنے کی قوت ہو جیسے تلوار چھری یا اور کوئی پاڑھ دار چیز خواہ لوہے کی ہو یا نہ ہو مثلاً اگر کوئی شخص کسی بانس کے ٹکڑے یا ناخون کی نوک سے ذبح کر ڈالا جائے اس پر بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے ۱۲

Marfat.com

مال واجب ہوتا ہے قصاص نہیں واجب ہوتا اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ مالی عوض کے مقرر ہونے میں ابتداءً کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداءً قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کی سبب سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلہ میں مال واجب ہوا ہو تو وہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

مثال ۔ا۔ کسی حربی کافر نے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہو مگر اس مسلمان کے وارثوں سے اور اس کافر سے کچھ مال کے عوض میں صلح ہو گئی ہو تو اس صورت میں چونکہ ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتداءً نہیں واجب نہیں ہوا تھا بلکہ صلح کے سبب سے اس لئے یہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے (۲) کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلہ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت میں ابتداءً قصاص ہی واجب ہوا تھا مال ابتداءً نہیں واجب ہوا بلکہ باپ کے احترام وعظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلے میں مال واجب ہوا ہے لہذا یہاں بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

(۷) بعد زخم لگنے کے پھر کوئی امور راحت و زندگی کے مثل کھانے پینے سونے دوا کرنے خرید و فروخت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئیں اور نہ بمقدار وقت ایک نماز کے اس کی زندگی حالت ہوش وحواس میں گذرے اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے اٹھا کر لائیں ہاں اگر جانوروں کے پامال کرنے کے خوف سے اٹھا لائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔ اگر کوئی شخص بعد زخم کے زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا اس لئے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرے تو وصیت اگر کسی دنیاوی معاملے میں ہو تو وہ شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملے میں ہے تو نہ خارج ہوگا۔ اگر کوئی شخص معرکہ جنگ میں شہید ہوا اور اس سے یہ باتیں صادر ہوں تو اگر معرکہ جنگ کے بعد صادر ہوں گی تو شہید کے احکام سے خارج ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

جس شہید میں یہ سب شرائط پائے جائیں اس کا ایک حکم[۱] یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا

---

[۱] شہید کے یہ دونوں حکم صحیح احادیث سے ثابت ہیں جنگ احد میں جو صحابہ شہید ہوئے تھے انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بے غسل کے دفن کر دینے کا حکم دیا تھا اور جن (باقی برصفحہ آئندہ)

Marfat.com

جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح اس کو دفن کردیں دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہو ان کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اتاریں ہاں اگر اس کے کپڑے کفن مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون کے پورا کرنے کے لئے اور کپڑوں کا زیادہ کر دینا جائز ہے اسی طرح اگر اس کے کپڑے کفن مسنون سے زیادہ ہوں تو زائد کپڑوں کا اتار لینا بھی جائز ہے اور اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں جن میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو ان کو بھی اتار لینا چاہیئے ہاں اگر ایسے کپڑوں کے سوا اس کے جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ کو نہ اتارنا چاہیئے ٹوپی، جوتہ، موزہ، ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اتار لیا جائے گا اور باقی سب احکام جو اور موتی کے لئے ہیں مثل نماز وغیرہ کے وہ سب ان کے حق میں بھی جاری ہوں گے۔

اگر کسی شہید میں ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور تیا کفن بھی پہنایا جائے گا۔

متفرق مسائل

(۱) اگر میت کو قبر میں قبلہ رو کرنا یاد نہ رہے اور بعد دفن کرنے اور مٹی ڈال دینے کے خیال آئے تو پھر قبلہ رو کرنے کے لئے اس کی قبر کھولنا جائز نہیں ہاں اگر صرف کچی رکھی گئی ہوں مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو وہاں کو ٹھیا اٹھا کر اسکو قبلہ رو کر دینا چاہیئے۔

(۲) عورتوں کو جنازے کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(بقیہ صفحہ سابقہ) کپڑوں کو پہنے ہوئے تھے انہیں میں ان کے دفن کا حکم فرمایا تھا اور ان پر نماز پڑھنا متعدد احادیث سے ثابت ہے اگرچہ ہر ہر حدیث ضعیف بھی ہو مگر مجموعہ ان سب کا حسب اصول حدیث ضرور حسن ہے اور صحیح بخاری کی نماز پڑھنے کی روایت پر مثبت و نافی کے قاعدے سے اسی کو ترجیح ہے باقی رہے یہ شرائط ان کی وجہ یہ ہے کہ میت کو غسل نہ دینا اور کفن نہ پہنانا خلاف قیاس ہے اور جو حکم خلاف قیاس مروی ہوتا ہے وہ انہیں خصوصیات میں منحصر رہتا ہے اور یہ حکم شہدائے احد کے بارے میں صادر ہوا تھا لہذا انکے حالات و خصوصیات کا لحاظ کر کے ان شرائط کا اعتبار کیا گیا ۱۲ (ردالمختار)

(۳) رونے والی عورتوں کا یا بیان کرنے والیوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔ (درمختار وغیرہ)

(۴) میت کو قبر میں رکھتے وقت اذان کہنا مکروہ نہیں بلکہ بدعت ہے۔ (ردالمختار)

(۵) اگر امام جنازے کی نماز میں چار تکبیر سے زیادہ کہے تو حنفی مقتدیوں کو چاہیئے کہ ان زائد تکبیروں میں امام کا اتباع نہ کریں بلکہ سکوت کیئے ہوئے کھڑے رہیں جب امام سلام پھیرے تو خود بھی پھیر دیں ہاں اگر یہ زائد تکبیریں امام سے نہ سنی جائیں بلکہ مکبر[1] سے تو مقتدیوں کو چاہیئے کہ اتباع کریں اور ہر تکبیر کو تکبیر تحریمہ سمجھیں یہ خیال کر کے کہ شاید اس سے پہلے جو چار تکبیریں مکبر نقل کر چکا ہے وہ غلط ہوں امام نے اب تکبیر تحریمہ کی ہو۔ (ردالمختار وغیرہ)

(۶) اگر کوئی شخص کشتی پر مر جائے اور زمین وہاں سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت چاہیئے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کر کے اس کو دریا میں ڈال دیں اور اگر زمین اس قدر دور نہ ہو تو اس نعش کو رکھ چھوڑیں اور زمین میں دفن کر دیں۔ (درمختار وغیرہ)

(۷) اگر کسی شخص کو نماز جنازے کی وہ دعا جو منقول ہے یاد نہ ہو تو اس کو صرف اللّٰھمّ اغفر للمؤمنین والمؤمنات[2] کہہ دینا کافی ہے اگر یہ بھی نہ ہو سکے اور صرف چار تکبیروں پر اکتفا کی جائے تب بھی نماز ہو جائے گی اس لئے یہ دعا فرض نہیں بلکہ مسنون ہے اور اسی طرح درود شریف بھی فرض نہیں ہے (بحرالرائق وغیرہ)

(۸) جب قبر میں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں ہاں اگر

---

[1] جب جماعت ہوتی ہے اور یہ خیال ہوتا ہے کہ امام کے تکبیروں کی آواز اخیر صفوں تک نہ پہنچ سکے گی تو بیچ میں ایک دو شخص حسب ضرورت مقرر کر دیئے جاتے ہیں کہ امام کی تکبیر سنکر بلند آواز سے تکبیر کہہ دیں تاکہ وہ مقتدی جو ان کے بعد ہیں ان کی تکبیر کو سن کر ارکان نماز کے ادا کرنے میں خطا نہ کریں اسی تکبیر کہنے والے کو مکبر کہتے ہیں ۱۲ [2] ترجمہ۔ اے اللہ بخشدے تمام مسلمانوں مردوں اور عورتوں کو ۱۲

کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکال لینا جائز ہے۔ (مثال)۔ ا۔ جس زمین میں اس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے کی مِلک ہو اور وہ اس کے دفن پر راضی نہ ہو۔

(۲) کسی شخص[1] کا مال قبر میں رہ گیا ہو۔

(۹) اگر کوئی عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کرکے وہ بچہ نکال لیا جائے اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مرجائے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کرکے نکال لیا جائے۔ (درمختار وغیرہ)

(۱۰) قبل دفن کے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کے لئے لے جانا جائز خلاف اولیٰ ہے بشرطیکہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں اور بعد دفن کے نعش کھود کر لے جانا تو ہر حال میں ناجائز ہے۔

(۱۱) میت کی تعریف کرنا خواہ نظم میں ہو یا نثر میں جائز ہے بشرطیکہ تعریف میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو وہ تعریفیں بیان نہ کی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔ اس تعریف کرنے کو ہمارے عرف میں مرثیہ کہتے ہیں۔

۱۲۔ میت کے اعزا کو تسکین و تسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا ثواب ان کو سُنا کر صبر پر رغبت دلانا۔ اور ان کے اور نیز اس میت کے لئے دعا کرنا جائز ہے۔ اسی کو تعزیت[2] کہتے ہیں تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر تعزیت

---

[1] ایک صحابی کی انگوٹھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس میں رہ گئی تھی بعد دفن کے اور مٹی ڈال چکنے کے ان کو خیال آیا اور باتفاق صحابہ قبر کھول کر وہ اندر گئے اور انگوٹھی نکال لائے اصل مقصود ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تھی چنانچہ اکثر وہ فخر کیا کرتے تھے کہ میں تم سے زیادہ تر قریب العہد ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ۱۲

[2] حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی کسی مصیبت رسیدہ کی تعزیت کرے اللہ تعالیٰ اس کو بھی اسی قدر ثواب عنایت فرماتا ہے جس قدر اس مصیبت رسیدہ کو۔ تعزیت کے وقت میں ان کلمات کا کہنا منقول ہے اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَکَ وَاَحْسَنَ عَزَاءَکَ وَغَفَرَ لِمَیِّتِکَ ترجمہ اللہ تیرا اجر زیادہ کرے اور تجھے عمدہ صبر عطا فرمائے اور تیری میت کو بخش دے ۱۲ (ردالمختار)

Marfat.com

کرنے والا یا میت کے اعزا سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں بعد تین دن کے بھی تعزیت مکروہ نہیں جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو اس کو پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

(۱۳) اپنے لئے کفن تیار کر رکھنا مکروہ نہیں قبر کا تیار کر رکھنا مکروہ[1] ہے۔ (درمختار)

(۱۴) میت کے کفن پر کوئی دعا مثل عہد نامہ وغیرہ کے لکھنا یا اس کے سینے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور پیشانی پر انگلی سے بغیر روشنائی کے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لکھنا جائز ہے مگر کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں اس لئے اس کے مسنون یا مستحب ہونے کا خیال نہ رکھنا چاہیئے۔

(۱۵) قبر پر کوئی سبز شاخ رکھ دینا مستحب[2] ہے اور اگر اس کے قریب کوئی درخت وغیرہ نکل آیا ہو تو اس کا کاٹ ڈالنا مکروہ ہے۔ (ردالمختار)

(۱۶) ایک قبر میں ایک سے زیادہ نعش کا دفن کرنا نہ چاہیئے مگر بوقت ضرورت جائز ہے پھر اگر سب مرد ہی مرد ہوں تو جو ان سب میں افضل ہو اس کو پہلے رکھیں اس کے بعد درجہ بدرجہ رکھ دیں اور اگر کچھ مرد ہوں کچھ عورتیں تو مردوں کو پہلے رکھیں ان کے بعد عورتوں کو۔ (فتاوی عالمگیریہ)

---

[1] کفن کا تیار رکھنا اس وجہ سے مکروہ نہیں کہ اس کی حاجت یقینی ہے بخلاف قبر کے اس لئے کہ یہ معلوم نہیں کسی کو کہ کہاں مرے گا اور کس طرح موت آئے گی شاید دریا کے سفر میں موت آجائے اور قبر کی حاجت ہی نہ پڑے یا خشکی میں مرے مگر جہاں قبر تیار کرائی ہے وہاں نہ موت آئے بلکہ دوسری جگہ ۱۲

[2] حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قبروں پر ایک تازی شاخ کے دو حصے کرکے رکھ دیئے اور فرمایا کہ جب تک یہ خشک نہ ہوں گی اس وقت تک اس میت پر عذاب کی تخفیف رہے گی بعض مالکیہ کا قول ہے کہ یہ تخفیف عذاب صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے ہوئی تازی شاخ کی تسبیح وغیرہ کو اس میں دخل نہیں ہر شخص کے رکھنے سے یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی مگر یہ قول بے دلیل ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ بے دلیل کے ثابت نہیں ہو سکتا ۱۲ (ردالمختار)

Marfat.com

ایصال ثواب کے مسائل

چونکہ ایصال ثواب کے طریقوں میں آج کل بہت نامشروع باتوں اور رسم ورواج کی آمیزش ہوگئی ہے۔ حتیٰ کہ اکثر لوگوں کو ان امور کے مسنون ومشروع ہونے کا خیال ہے جو بالکل ناجائز ہیں اور اس سے طرح طرح کی خرابیاں واقع ہو رہی ہیں

یہ خرابی کیا کم ہے کہ ایک ایسا فعل امور دین سے سمجھ لیا جائے اور عام طور پر اس کا التزام کر لیا جائے جو اصول شریعت سے ثابت نہ ہو جس کی نسبت نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرما گئے ہوں کہ جو ایسا کام دین میں نکالا جائے وہ مردود ہے اور گمراہی کا سبب ہے۔

یہ خرابی کیا کم ہے کہ عورتوں کے رسم ورواج اور جاہلوں کے افعال سنت سمجھ لئے جائیں اور مثل سنت رسول اللہ کے ان پر عمل ہونے لگے اور بدعت سے اجتناب اور احتراز کی جس قدر سخت تاکیدیں شریعت میں وارد ہوئی ہیں وہ سب بالائے طاق کر دی جائیں۔

ان وجوہ سے مناسب معلوم ہوا کہ ایصال ثواب کے کچھ مسائل اور اس کا شرعی طریقہ بیان کر دیا جائے جس کو دیکھ کر ناظرین خود سمجھ لیں گے کہ آپ کے سوا اور باتیں جو اس زمانے میں ایجاد کر لی گئی ہیں سب غیر مشروع ہیں۔ بلکہ بعض بعض غیر مشروع باتوں کا ذکر بھی کر دیا جائے گا تمام ان نامشروع چیزوں کا ذکر کرنا جو اس زمانہ میں رائج ہیں اگرچہ مفید تھا مگر ہمارے امکان میں نہیں اس لئے کہ ہر ملک میں جداگانہ رسم ورواج وہاں کے لوگوں نے جاری کر رکھے ہیں خود ہندوستان ہی کے مختلف مقامات میں رسوم جاری ہیں ان سب پر ہم کو اطلاع نہیں۔

اس بیان میں ہم زیادہ طول دینا بوجہ اس کے کہ یہ مسئلہ اس فن کا نہیں ہے۔ مناسب نہیں سمجھتے یہاں ہم سب سے پہلے بدعت کی تعریف لکھتے ہیں۔

مسئلہ ۔ حسب تصریح علمائے محققین بدعت کے دو معنی ہیں ایک لغوی دوسرے اصطلاحی شرعی لغت میں بدعت ہر نئی چیز کو کہتے ہیں خواہ عبادت کی قسم سے ہو یا عادات کی اس معنی کے اعتبار سے ہر چیز کو اس کے ماسبق کے اعتبار سے بدعت کہہ سکتے ہیں

Marfat.com

دین اسلام کو بھی باعتبار دین عیسویین کے بدعت کہا جا سکتا ہے اسی اعتبار سے حضرت فاروق اعظم نے تراویح کی جماعت عامہ کو بدعت فرمایا اور اسی لحاظ سے فقہا نے بدعت کی پانچ قسمیں کی ہیں، بدعت واجبہ، بدعت مستحبہ، بدعت مباحہ۔ بدعت مکروہہ بدعت محرمہ اور اصطلاح شریعت میں بدعت اس چیز کو کہتے ہیں جو امور دینیہ سے سمجھی جائے اور کسی دلیل شرعی سے اس کا ثبوت نہ ہو نہ کتاب اللہ سے نہ احادیث سے نہ اجماع مجتہدین سے نہ قیاس شرعی سے اس معنی کے لحاظ سے بدعت کی کوئی قسم سوا مذمومہ کے نہیں ہو سکتی اور اس معنی کے اعتبار سے حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے کہ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ جب بدعت کی تعریف معلوم ہو چکی تو ہر مسلمان کو یہ امر ضروری ہوا کہ جب کوئی کام دین کا کرے تو پہلے تحقیق کرے کہ اس کام کا ثبوت کسی دلیل شرعی سے ہوتا ہے یا نہیں اگر نہ ہوتا ہو تو گو وہ کام اپنی طبیعت کو کیسا ہی اچھا معلوم ہوا اور کتنے ہی بڑے لوگوں نے اس کام کو کیا ہو مگر اس کے کرنے سے سخت اجتناب کرے ورنہ اس وعید شدید کا مستحق ہوگا جو صحیح حدیث میں وارد ہوئی ہے۔

مسئلہ۔ اہل سنت کا اس امر پر اجماع[1] ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اعمال وعبادات کا ثواب خواہ مالی ہوں جیسے صدقہ وغیرہ یا بدنی جیسے نماز روزہ قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کسی دوسرے کو دیدے تو حق جل شانہٗ محض اپنے فضل سے ان عبادات کا ثواب اس کو پہنچا دیتا ہے ہاں[2] اس میں اختلاف ہے کہ فرائض کا ثواب بھی دوسرے کو پہنچ سکتا ہے یا صرف نوافل کا اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ زندوں کو بھی یہ ثواب پہنچ سکتا ہے یا صرف مردوں کو۔

(فائدہ) قرآن مجید کی تلاوت کا ثواب پہنچانے کو ہمارے عرف میں فاتحہ[3] کہتے ہیں۔

---

[1] امام مالک رحمۃ اللہ کے نزدیک عبادات بدنیہ کا ثواب میت کو نہیں پہنچتا ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ سے بھی یہی روایت مشہور ہے مگر متاخرین شافعیہ کی تحقیق میں ہمارا ہی مذہب مقبول ہوا ہے (ردالمختار)

[2] صاحب بحرالرائق نے لکھا ہے کہ فرائض اور نوافل دونوں کا ثواب پہنچ سکتا ہے اور اسی طرح زندہ اور مردہ دونوں کو ثواب پہنچ سکتا ہے مگر مشہور اور محقق اس کے خلاف ہے ۱۲ [3] شاید اس کو فاتحہ اس سبب سے کہتے ہیں کہ اس تلاوت میں سورۂ فاتحہ بھی ہوا کرتی ہے ۱۲

مسئلہ:۔ صحیح یہ ہے کہ جس وقت جو عبادت کی جائے اس کے ساتھ ہی دوسرے کو اس کا ثواب دینے کی نیت شرط نہیں حتیٰ کہ اگر بعد اس عبادت کے بھی کسی دوسرے کو اس کے دینے کی نیت کر لی جائے تب بھی جائز ہے اور اس کا ثواب دوسرے کو پہنچ جائے گا۔ (بحر الرائق)

مسئلہ۔ اگر کوئی شخص اپنی کسی عبادت کا ثواب دوسرے شخص کو دیدے تو یہ نہیں ہوتا کہ اس عبادت کا ثواب اس کے کرنے والے کو بالکل نہ ملے بلکہ اس عبادت کا ثواب اس کو بھی ملتا ہے اور جس کو دیا گیا ہے اس کو بھی یہ محض فضل الٰہی ہے۔ اسی وجہ سے علماء نے لکھا ہے کہ جب کوئی شخص کسی نفل عبادت کو کرے تو اس کو چاہیئے کہ اس کا ثواب مومنین کی ارواح کو پہنچا دے تاکہ اس کو بھی ثواب ملے اور لوگوں کو بھی بلکہ اس صورت میں مومنین کی نفع رسانی کے سبب سے دوہرے ثواب کی امید ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص کسی ایک عبادت کا ثواب کئی مُردوں کی ارواح کو پہنچائے تو وہ ثواب تقسیم ہو کر ان مُردوں کو نہیں دیا جاتا بلکہ ہر شخص کو پورا پورا ثواب جو اس عبادت کا مقرر ہے عنایت ہوتا ہے۔

مسئلہ:۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب مقدس میں بھی عبادات کا ثواب بھیجنا مشروع ہے حضرت امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کئی عمرے کئے اور ان کا ثواب اپنی طرف سے آنحضرتؐ کی مقدس روح کو پہنچایا اور بھی بعض بعض صحابہ اپنی عبادتوں کا ثواب اس بارگاہ نورانی میں ہدیہ کیا کرتے تھے۔ علمائے امت نے بھی اس سعادت عظمیٰ سے بہرۂ وافر حاصل کیا ہے علامہ ابن سراج رحمۃ اللہ نے آپ کی طرف سے دس ہزار سے زیادہ قرآن مجید ختم کئے اور اسی قدر قربانیاں کیں حضرات صوفیہ کے یہاں ایک نماز رائج ہے جو ظہر۔ مغرب۔ عشاء کے بعد دو رکعت پڑھی جاتی ہے اور اس کا ثواب آپؐ کی مقدس روح کو پہنچایا جاتا ہے اس نماز کو ہدیۃ الرسول کہتے ہیں اس نماز کو بعض ناواقف مسنون سمجھتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے مگر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے اس لئے اس کا پڑھنا موجب ثواب ضرور ہے۔

لہذا بعض علماء کا یہ خیال کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس روح کو

Marfat.com

ایصال مشروع محض فاسد ہے۔

علماء نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مقدس کو ایصال ثواب مستحب ہے اس لئے کہ آپ کے حقوق جو امت پر ہیں بیحد و بے حساب ہیں جو جو احسانات آپ نے کئے ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ یہ کیا احسان ہے کہ چاہ ضلالت سے نکل کر شاہ راہ ہدایت پر چلنا آپ ہی کی بدولت نصیب ہوا اور کفر کی روح فرسا تاریکیوں سے نجات پاکر اسلام کی دلربا روشنی آپ ہی کی طفیل سے ملی۔ ان احسانات کی مجازات اگر ہم سے کچھ ہو نہیں سکتی تو اسی قدر سہی کہ کبھی کبھی اگر کچھ عبادت ہو سکے تو اس کا ثواب آپ کی روح شریف کو پہنچادیں۔ میرے خیال میں وہ شخص بہت بد نصیب ہے جس کو تمام عمر میں ایک دفعہ بھی یہ سعادت نہ نصیب ہوئی ہو۔

مسئلہ:۔ ایصال ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ جس عبادت کا پہنچانا منظور ہو اس عبادت سے فراغت کر کے اللہ تعالے سے دعا کرے کہ اے اللہ اس عبادت کا ثواب فلاں شخص کی روح کو پہنچادے۔

(مثال) قرآن مجید کی سورتیں یا اور کوئی ذکر یا تسبیح وغیرہ پڑھ کر یا نفل نماز پڑھ کر

؎ بعض علماء کا خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جناب مقدس میں ایصال ثواب مشروع نہیں بدو وجہ اول یہ کہ حضرتؐ نے اپنے لئے اس کا حکم نہیں دیا دوسرے یہ کہ ایصال ثواب یا ترقی درجات کو مفید ہوتا ہے یا مغفرت ذنوب کو یہ دونوں باتیں وہاں بے سود ہیں جو درجات عالیہ کہ حضرت کو عنایت ہوئے ہیں ان سے بڑھ کر اور کوئی درجہ ہی نہیں جس کے حصول کی امید ہو گناہوں کا ذکر ہی کیا جن کے معافی کی آرزو کی جائے۔ مگر یہ خیال صحیح نہیں اولاً اس لئے کہ ایسے امور میں خاص اجازت اور حکم کی ضرورت نہیں ورنہ صحابہ اور علماء امت ایسا نہ کرتے خصوصاً ابن عمرؓ جیسے متبع سنت صحابی کا اس کو کرنا کیسے ممکن ہے۔ ثانیاً اس لئے کہ یہاں ایصال ثواب سے ترقی درجات کی آرزو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مراتب عالیہ میں ترقی ممکن ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے لئے زیادت مراتب کی دعا نہ کرتے حالانکہ صحیح احادیث سے ثابت ہے اور درود شریف میں بھی زیادتی کی دعا کی جاتی ہے اور وہ بھی احادیث سے ثابت ہیں ۱۲ (ردالمحتار)

Marfat.com

یا کسی محتاج کو کھانا کھلا کر یا کچھ دے کر یا روزہ رکھ کر یا حج کر کے حق تعالیٰ سے دعا کرے کہ اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ ھٰذِہِ الْعِبَادَۃِ اِلٰی فُلَانٍ۔

آج کل ہمارے اطراف میں جو یہ طریقہ رائج ہے کہ کھانا یا شیرینی وغیرہ آگے رکھ کر قرآن مجید کی سورتیں پڑھتے ہیں اور اس کو ایک ضروری امر خیال کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس کے خلاف کرے یعنی بغیر اس کے کہ کھانا آگے رکھا جائے قرآن مجید کی سورتیں پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچا دے تو اس پر سخت انکار کیا جاتا ہے عوام کے خیال میں یہ بات جم گئی ہے کہ جب تک یہ خاص صورت نہ کی جائے میت کو ثواب نہ پہنچے گا حالانکہ یہ ایک سخت بدعت ہے کھانا اگر کسی کو کھلایا جائے تو اس کا ثواب علیحدہ میت کو پہنچے گا قرآن مجید کی سورتیں پڑھ کر بخشی جائیں گی تو اس کا ثواب علیحدہ پہنچے ان دونوں میں ایک دوسرے پر موقوف سمجھنا نہایت جہل ہے۔ عوام کے اس خیال کا سبب جہاں تک میں غور کرتا ہوں شاید یہ ہوا ہو کہ کسی بزرگ نے کسی میت کے ایصال ثواب کے لئے چاہا ہو گا کہ عبادت مالی اور عبادت بدنی دونوں کا ثواب اس کو پہنچایا جائے لہٰذا انہوں نے قرآن مجید کی تلاوت بھی کی ہو گی اور کھانا بھی کسی محتاج کو کھلایا ہو گا اور یہ دونوں عبادتیں کسی اتفاق سے ایک ہی مجلس میں ہوئی ہوں گی اس حالت اجتماعی کو دیکھ کر بعض ناواقف سمجھے ہوں گے کہ کھانے کا آگے رکھ کر پڑھنا ضروری امر ہے۔ یہ رسم سوا ہندوستان کے اور کسی ملک میں نہیں ہوتی۔

ہمارے زمانہ میں عوام کو یہ بھی خیال ہے کہ قبر پر جا کر پڑھنے میں زیادہ ثواب ہے بہ نسبت اس کے کہ اپنی جگہ پر پڑھ دیا جائے یہاں تک کہ جب کسی کو کچھ پڑھ کر کسی میت کو اس کا ثواب پہنچانا منظور ہوتا ہے تو خاص کر اس بیچارے کی قبر پر جانا پڑتا ہے حالانکہ یہ خیال محض بے اصل ہے جیسا کہ قبر پر جا کر پڑھنا ویسا ہی اپنی جگہ پر ہاں یہ دوسری بات ہے کہ جب زیارت قبر کے لئے جائیں تو وہاں فاتحہ بھی پڑھ لیں۔

مسئلہ:۔ چند لوگوں کا مقرر کر دینا کہ وہ قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن مجید پڑھا کریں اور اس کا ثواب میت کو دیا کریں جائز ہے بشرطیکہ قبر پر بیٹھنا صرف اس غرض سے ہو کہ قرآن مجید پڑھنا التزام و اطمینان کے ساتھ ہو جایا کرے۔ (در مختار۔ رد المختار)

مسئلہ:۔ ایصال ثواب کے لئے دن اور تاریخ کا مقرر کرنا جیسا کہ ہمارے

زمانہ میں رائج ہے۔ تیجہ۔ دسواں۔ بیسواں۔ چالیسواں ششماہی۔ برسی بے اصل ہے لیکن اگر اس تقرر تاریخ سے کوئی غرض صحیح متعلق ہو تو پھر بیجا نہ ہوگا مثلاً اس کے کہ کام کا وقت مقرر کر لینے سے کام اچھا اور انتظام اور اطمینان سے ہوتا ہے جیسا کہ صحابہؓ نے قرآن مجید کی تلاوت کا وقت مقرر کر لیا تھا یا یہ غرض ہو کہ وقت مقرر ہو جانے سے لوگوں کے بلانے کی زحمت نہ اٹھانا پڑے گی اور لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت[۱] رہا کرتی ہے اور بے کسی غرض صحیح کے ناجائز ہے اسی لحاظ سے شیخ دہلوی نے اس اجتماع خاص کو جو سوم کے دن ہوتا ہے بدعت و حرام لکھا ہے۔ (شرح سفر السعادۃ)

ہمارے زمانہ میں ان تاریخوں پر سخت التزام ہو گیا ہے اگر کوئی ان تاریخوں میں ان اعمال کو نہ کرے تو نشانۂ ملامت ہوتا ہے جس کے سبب سے دو خرابیاں سخت پیدا ہو گئی ہیں ایک یہ کہ عوام کا اعتقاد خراب ہو گیا وہ خدا جانے ان تاریخوں کے اعمال کو کیا سمجھنے لگے سنت یا مستحب یا شاید اس سے بھی زیادہ دوسرے یہ کہ بعض لوگ جو ان اعمال کی اصلیت سے ناواقف ہیں ان کے اعتقاد میں کسی قسم کی خرابی نہیں آئی محض خوف ملامت سے ان اعمال کو کرتے ہیں اس سے مقصود خوشنودی[۲] الٰہی نہیں ہوتی۔ بیچارہ دل سے جس طرح ممکن ہوا قرض دام لے کر جو دستور ہوتا ہے کرنا ہی پڑتا ہے علاوہ ان سب خرابیوں کے جس چیز کو شریعت نے ہم پر لازم نہیں کیا اس کو لازم سمجھ لینا یہ خود ہی کیا کم بدعت ہے زمانے کی یہ حالت دیکھ کر یہی مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ ان تعینات کے اٹھا دینے کی کوشش کی جائے[۳] اور اصلی حالت اعمال کی ظاہر

---

[۱] لوگوں کے جمع ہونے کی ضرورت ایک تو یہ ہوتی ہے کہ چند مسلمانوں کا مل کر دعائے مغفرت کرنا زیادہ مقبولیت کا سبب ہوتا ہے دوسرے یہ کہ چند لوگ مل کر عبادت کریں گے تو زیادہ ہوگی بہ نسبت ایک دو شخص کے اور اس کا ثواب بھی زیادہ ہوگا اور یہی اصل مقصود ہے تیسرے یہ کہ فقرا کو کھانا تقسیم کیا جاتا ہے اس کا انتظام بھی اچھا ہوگا ۱۲ [۲] علامہ شامی سراج سے ناقل ہیں کہ یہ تمام افعال لوگوں کے دکھلانے کو ہوتے ہیں خدا کی خوشنودی ان سے مقصود نہیں ہوتی لہٰذا اس سے احتراز چاہیئے ۱۲ [۳] عوام کے اعتقادات کی حفاظت کے لئے شریعت نے بہت اہتمام کیا ہے بہت ایسی باتیں جو مباح ہیں بلکہ باعث ثواب ہیں اٹھا دی گئی ہیں تفصیل (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

کردی جائے کہ نہ یہ سنت ہیں نہ مستحب۔

مسئلہ:۔ چند لوگوں کا مقرر کر دینا کہ وہ قبر پہ بیٹھ کر قرآن مجید پڑھا کریں اور اس کا ثواب میت کو پہنچائیں جائز ہے۔ (درمختار وغیرہ)

مسئلہ:۔ قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جا کر دیکھنا مستحب[1] ہے بہتر یہ ہے کہ ہر مہینے میں کم سے کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور بہتر یہ[2] ہے کہ وہ دن جمعے کا ہو۔ بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کر کے جانا بھی جائز[3] ہے۔ عورتوں کے

(بقیہ صفحہ سابقہ) کتابیں جس نے دیکھی ہیں اس پر اس کی مثالیں پوشیدہ نہیں دیکھئے چار رکعت احتیاطی ظہر کی نسبت صاحب بحرالرائق نے یہ فتویٰ دیا کہ نہ پڑھی جائیں محض اس خیال سے کہ عوام اس کو ضروری سمجھ لیں گے اور جمعے کی نماز کی فرضیت میں ان کو تردد ہو گا فجر کی سنتیں بعد فرض کے قبل طلوع آفتاب کے حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہیں مگر عوام کے لئے علامہ شامی نے فتویٰ دیا ہے کہ عیدگاہ میں قبل نماز عید کے نفل ناجائز ہے مگر حضرت علی مرتضےٰ نے عوام کو منع نہ کیا اس خیال سے کہ معلوم نہیں وہ لوگ ممانعت کا کیا مطلب سمجھیں ۱۲

[1] حدیث میں وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ سے فرمایا کہ میں نے تم لوگوں کو زیارت قبور سے منع کیا تھا اب اجازت دیتا ہوں قبروں کی زیارت کیا کرو۔ علاوہ اس کے قبروں کی زیارت سے اگر انسان خیال کرے تو بہت بڑی عبرت حاصل کر سکتا ہے اور اپنی موت کے یاد کرنے کی تو اس سے بہتر کوئی صورت نہیں اور موت کا یاد کرنا بھی عبادت ہے ۱۲

[2] علامہ شامی نے ردالمحتار میں نقل کیا ہے کہ جمعے کے دن اور ایک دن اس سے پہلے اور ایک دن اس کے بعد اگر کوئی شخص قبر کی زیارت کرے تو میت کو اس کا علم ہوتا ہے ۱۲

[3] چونکہ اولیاء اللہ کی قبور سے مختلف اقسام کے فیوض جاری ہیں کسی سے کسی قسم کے کسی سے کسی قسم کے اس لئے ان کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا بے سود نہ ہو گا اور یہ امر سلف سے معمول ہے امام شافعی سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک اجابت دعا کے لئے تریاق مجرب ہے علامہ شامی لکھتے ہیں کہ بعض ائمہ شافعیہ نے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے اور دوں کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کو منع کیا ہے مگر امام غزالی نے اس کو رد کر دیا ہے اس خبر زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مقدس کی زیارت کے لئے سفر کرتے ہیں (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

لئے بھی زیارت قبور جائز ہے بشرطیکہ جوان نہ ہوں اور رنج وغم کے تازہ کرنے کے لئے زیارت نہ کریں بلکہ عبرت اور برکت حاصل کرنے کی غرض سے۔ (ردالمختار۔ شرح منیہ وغیرہ)

زیارت قبر کے وقت کھڑا رہنا اور کھڑے کھڑے کچھ پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچانا اور اس کے لئے اور اپنے لئے دعا کرنا مستحب ہے[1] اور مسنون ہے کہ جب زیارت قبر کے لئے جائے تو قبرستان میں یا قبر کے پاس پہنچتے ہی کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ وَنَسْاَلُ اللّٰهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ[2] زیارت قبور کا محض اس خیال سے ترک کر دینا کہ وہاں عوام لوگ بدعت اور شرک کی باتیں مثل طواف قبور اور سجدۂ قبور وغیرہ وغیرہ کی کرتے ہیں یا نامحرم عورتیں وغیرہ وہاں جمع ہوتی ہیں نہ چاہیئے بلکہ ایسی حالتوں میں انسان کو لازم ہے کہ ان امور کو حتی الامکان روکے اور زیارت قبور سے باز نہ رہے۔ (ردالمختار۔ بحرالرائق)

مسئلہ:۔ کسی میت کے غم میں کپڑوں کا پھاڑنا یا منہ پر طمانچے مارنا یا سینے[3] کا کوٹنا ناجائز ہے ہاں بغرض اس کے کہ زبان سے کچھ کہا جائے صرف رونا جائز ہے

(بقیہ صفحہ سابقہ) بہت زور شور سے حرمت کے فتوے دیئے گئے تھے مگر بحمداللہ کہ جناب مولوی عبدالحیٔ صاحب فرنگی محلی نے ان کا کافی انسداد کیا اور اس بحث میں کئی رسالے لکھ کر خصم کو ساکت کر دیا جس کا جی چاہے السعی المشکور دیکھ لے ۱۲ [1] اس میں علماء نے اختلاف کیا ہے کہ جب کوئی شخص زیارت قبر کو جائے تو میت کے سرہانے کھڑا ہو یا پائنتی محققین نے دونوں صورتوں کو یکساں لکھا ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دونوں صورتوں میں منقول ہے ۱۲ (ردالمختار) [2] ترجمہ سلام ہو تجھ پر اے گھر مومنوں کے اور اے مومنوں ہم انشاءاللہ تم سے ملنے والے ہیں اللہ سے اپنے لئے خیریت چاہتے ہیں ۱۲

[3] حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ماتم میں سینہ کوبی کو بعض جاہل ثواب سمجھتے ہیں حالانکہ صحیح بخاری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا صاف ارشاد موجود ہے کہ جو شخص منہ پر طمانچے مارے یا کپڑے پھاڑے وہ ہمارے گروہ سے خارج ہے ۱۲

Marfat.com

اور مسنون ہے کہ جب کوئی مسلمان کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ کی کثرت کرے۔

نمازوں کے تمام اقسام کا بیان ہو چکا ہے اب ہم ایک ضروری اور مفید بیان پر جس کے مسائل اکثر فقہ کی کتابوں میں متفرق ذکر کئے گئے ہیں اور اس سبب سے ان کے دستیاب ہونے میں فی الجملہ دقت ہوتی ہے اس جلد کو ختم کئے دیتے ہیں۔

مسجد کے احکام

یہاں ہم کو مسجد کے وہ احکام بیان کرنا مقصود نہیں جو وقف سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے کہ ان کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ وقف کے بیان میں آئے گا۔ ہم یہاں ان احکام کو بیان کرتے ہیں جو نماز سے یا مسجد کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔

(۱) مسجد کے دروازہ کا بند کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر نماز کا وقت ہو اور مال و اسباب کی حفاظت کے لئے دروازہ بند کر لیا جائے تو جائز ہے۔

(۲) مسجد کی چھت پر پاخانہ پیشاب یا جماع کرنا مکروہ تحریمی ہے جس گھر میں مسجد ہو اس پورے گھر کو مسجد کا حکم نہیں اسی طرح اس جگہ کو بھی مسجد کا حکم نہیں جو عیدین یا جنازے کی نماز کے لئے مقرر کی گئی ہو۔

(۳) مسجد کے در و دیوار کا منقش کرنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی شخص اپنے خاص مال[۲] سے بنائے مگر بہتر یہی ہے کہ مسجد میں نقش و نگار نہ[۳] بنائے جائیں۔

(۴) مسجد کے در و دیوار پر قرآن مجید کی آیتوں یا سورتوں کا لکھنا اچھا نہیں۔

---

۱ ترجمہ ہم سب اللہ جل شانہ کے مملوک ہیں اور اسی کے پاس ہم کو جانا ہے اس کلمہ کے بہت فضائل اس قدر تو قرآن مجید میں ہے کہ اس کلمے کے کہنے والوں پر اللہ پاک کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور وہ لوگ مراد کو پہنچیں گے ۱۲

۲ اگر مال وقف سے نقش و نگار بنائے جائیں تو اس کا حکم وقف کے بیان میں لکھا جائے گا ۱۲

۳ مسجد کی آرائش عبادت سے ہوتی ہے نقش و نگار اس کی زینت نہیں یہ درحقیقت ایسا ہی ہے کہ کسی مرد کو بغرض زینت ہاتھوں میں چوڑیاں کانوں میں بالیاں پہنا دی جائیں ۱۲

Marfat.com

(۵) مسجد کے اندر وضو یا کلی کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر کوئی ظرف رکھ لیا جائے کہ وضو کا پانی اس میں گرے مسجد میں نہ گرنے پائے تو پھر جائز ہے۔

(۶) مسجد کے اندر یا مسجد کی دیواروں پر تھوکنا یا ناک صاف کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر نہایت ضرورت درپیش آئے تو چٹائی یا فرش پر تھوک دینا بہتر ہے بہ نسبت زمین مسجد کے اس لئے کہ چٹائی وغیرہ مسجد کا جزو نہیں ہیں نہ ان کو مسجد کا حکم ہے۔

(۷) جنب اور حائض کو مسجد کے اندر جانا مکروہ تحریمی ہے۔

(۸) مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اعتکاف کی حالت میں بقدر ضرورت مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا جائز ہے ضرورت سے زیادہ اس وقت بھی ناجائز ہے۔

(۹) اگر کسی کے پیر میں مٹی وغیرہ بھر جائے تو اس کو مسجد کی دیوار یا ستون میں پونچھنا مکروہ ہے۔

(۱۰) مسجد کے اندر درختوں کا لگانا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ دستور اہل کتاب کا ہے ہاں اگر اس میں مسجد کا کوئی نفع ہو تو جائز ہے مثلاً مسجد کی زمین میں نمی زیادہ ہو کہ دیواروں کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں اگر درخت لگایا جائے تو وہ نمی کو جذب کرلیگا۔

(۱۱) مسجد میں کوئی کوٹھڑی وغیرہ مسجد کا اسباب رکھنے کے لئے بنانا جائز ہے۔

(۱۲) مسجد کو راستہ قرار دینا جائز نہیں ہے ہاں اگر سخت ضرورت لاحق ہو تو ایسی حالت میں مسجد سے ہو کر نکل جانا جائز ہے۔

(۱۳) مسجد میں کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہیں اس لئے کہ مسجد دین کے کاموں خصوصاً نماز کے لئے بنائی جاتی ہے اس میں دنیا کے کام نہ ہونے چاہئیں ہاں اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کے لئے مسجد میں بیٹھے اور ضمناً اپنا کام بھی کرتا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں مثلاً کوئی کاتب یا درزی مسجد کے اندر بغرض حفاظت مسجد کے اندر بیٹھے اور ضمناً اپنی کتابت یا سلائی بھی کرتا جائے تو جائز ہے۔

حق جل شانہ کی توفیق سے علم الفقہ کی دوسری جلد تمام ہوگئی جس میں نماز کا بیان ہے۔
وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

Marfat.com

نماز کے اذکار غیر عربی زبان میں پڑھے جا سکتے ہیں یا نہیں؟

حامداً و مصلیاً و مسلماً کے اس زمانے میں میرے عزیز گرامی نے مجھ سے پے در پے درخواستیں کیں اور مجھے اس امر پر مجبور کیا کہ میں ایک سالہ مستقل اس مسئلہ پر لکھ دوں کہ نماز کے اذکار میں کس ذکر کا غیر عربی زبان میں پڑھنا جائز ہے اور کس کا نہیں اور جائز ہے تو مع الکراہت یا بدون الکراہت اس لئے کہ آج کل بعض لوگوں کا خیال ہے کہ نماز میں قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ لینا کافی ہے۔ حتیٰ کہ بعض لوگوں نے اس کی تائید میں رسالے بھی لکھے اطراف دکن میں اس مسئلہ کا بہت شور ہے کم علم مسلمانوں کو سخت تشویش ہے ان کو یہ بھی سمجھا دیا گیا ہے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا بھی یہی قول ہے۔ لہذا میں نے محض تائید الٰہی پر بھروسہ کر کے اس بحث میں خامہ فرسائی کی واللہ ولی التوفیق۔

پہلا مسئلہ:۔ نماز میں قرآن مجید کی اصل عبارت کا پڑھنا فرض ہے یا اگر اس کا ترجمہ کسی زبان میں کر کے پڑھ لیا جائے تب بھی جائز ہے۔

جواب:۔ اصل عبارت کا جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بتواتر منقول ہے اسی کا پڑھنا نماز میں فرض ہے اگر اس کا ترجمہ کر کے کسی زبان میں پڑھا جائے گا تو نماز نہ ہوگی حتیٰ کہ خود عربی زبان کا لفظ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متواتر منقول نہ ہو اس کے پڑھنے سے بھی نماز نہیں ہوتی گو وہ لفظ قرآنی کا مرادف ہو۔

س:۔ اگر کسی کو قرآن مجید کی کوئی سورت یاد نہ ہو اور نہ یاد کر سکتا ہو اس کی زبان سے عربی الفاظ نہ ادا ہوتے ہوں یا یاد ہو مگر عربی زبان کے نہ جاننے کے سبب سے اس کے معانی نہ سمجھتا ہو تو وہ کیا کرے اگر بے معنی سمجھے ہوئے طوطے کی طرح زبان سے الفاظ کہہ دے تو دل پر کچھ اثر نہ ہوگا اور نماز میں خشوع کی کیفیت نہ پیدا ہوگی۔

ج:۔ جس شخص کو قرآن مجید کی کوئی سورت یاد نہ ہو اس کو چاہیئے کہ یاد کرنے کی کوشش کرے اور جب تک یاد نہ ہو جائے وہ اصطلاح فقہ میں امی سمجھا جائے

Marfat.com

گا کہ بمقدار قرأت واجبہ سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے اور جس شخص کی زبان سے عربی الفاظ نہ ادا ہوتے ہوں اس کو اختیار ہے چاہے سورہ فاتحہ اور کسی دوسری سورت کا ترجمہ اپنی زبان میں کرا کر پڑھ لے اور چاہے سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے۔

قرأۃ غیر العربی یسمی قرانا مجازا الا یری انہ یصح نفی القرأت عنہ فیقال لیس بقرأن وانما ھو ترجمۃ وانما جوزناہ للعاجز۔ اذا لم یخل بالمعنی لانہ قرآن وجہ باعتبار اشتمالہ علی المعنی فالاتیان بہ اولی من الترک و مطلقا اذا لتکلیف بحسب الوسع وھو نظیر الایماء (معراج الدرایۃ) واما الی الصحیح الذی رجع الیہ ان القرآن اسم النظم والمعنی کما ھو قولھما لا یفترض علیہ الا تعلم العربی ولا اعلم خلافا فی ان القرآن عندھما اسم النظم والمعنی جمیعا وقد منا عن الاتفاقی ان الفارسیۃ عندھما لیست قرآنا (النفحۃ القدسیہ عشر نبلالی) اور وہ شخص جو عربی زبان نہ جاننے کے سبب سے معانی نہیں سمجھ سکتا۔ اس کو چاہیے کہ بے معنی سمجھے ہوئے وہی اصلی الفاظ نماز میں پڑھے، ہاں اس امر کی کوشش کرنا اس پر ضروری ہے کہ عربی زبان سے اتنی واقفیت کر لے کہ اس سے قرآن مجید کے معانی سمجھنے لگے۔ رہ گیا یہ کہ بے معنی سمجھے ہوئے پڑھنے میں خشوع نہ پیدا ہوگا بالکل غلط اور خلاف مشاہدہ ہے

لہ غیر عربی کو قرآن کہنا مجاز ہے کیا نہیں معلوم کہ قرآن کی نفی اس سے درست ہے اور یہ کہہ دینا کہ ذکر قرآن نہیں ہے صرف اس کا ترجمہ ہے اور ہم نے اس کو معذور کے لئے اس وقت جائز کیا ہے کہ معنی میں خلل نہ آنے پائے کیونکہ قرآن معنی کو بھی شامل ہے، پس اسی کو ادا کر لینا بہ نسبت بالکل چھوڑ دینے کے بہتر ہے کیونکہ تکلیف طاقت کے موافق ہے اور وہ اشارے کی نماز پڑھنے کے مثل ہے کہ معذور کو جائز ہے۔ غیر معذور کو نہیں، لیکن اس صحیح مذہب کی بنا پر جس کی طرف امام صاحب نے رجوع کیا کہ قرآن عبارت و معنی دونوں کا نام ہے جیسا کہ صاحبین کا قول، تو اس پر عربی بھی زبان کا سیکھنا فرض ہے، اور میں نہیں جانتا کہ کسی نے اس میں اختلاف کیا ہو کہ صاحبین کے نزدیک قرآن عبادت و معنی دونوں کا نام ہے اور ہم اتفاقی سے نقل کر چکے ہیں کہ فارسی ترجمہ صاحبین کے نزدیک نہیں ہے ۱۲

Marfat.com

ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہزاروں معنی سمجھنے والوں کو نماز میں کچھ بھی خشوع نہیں ہوتا اور معنی نہ سمجھنے والے بہت لوگوں کو کیفیت خشوع حاصل ہوتی ہے اصل یہ ہے کہ خشوع کا ہونا سمجھنے پر موقوف نہیں، بلکہ رقتِ قلب اور قوتِ ایمان کا ثمرہ ہے بلکہ اگر کوئی شخص معنی سمجھتا ہو اور اپنا خیال ہمہ تن معنی پر مقصود کر دے تو یقیناً یہ بھی ایک سبب عدم خشوع کا ہو جائے گا۔

س:۔ کیا امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک ترجمہ قرآن مجید کے پڑھ لینے سے نماز ہو جاتی ہے اگر فی الواقع ان کا یہ مذہب ہے تو ان کی کیا دلیل ہے۔

ج:۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی ترجمہ قرآن مجید کے پڑھ لینے سے نماز نہیں ہوتی۔ ہاں کسی زمانے میں وہ اس امر کے قائل تھے مگر جب ان کو اس قول کا کمزور اور بے دلیل ہونا معلوم ہوا تو انہوں نے اس سے رجوع کیا، ان کا رجوع کرنا فقہ کی تمام کتابوں میں بہت صراحت سے منقول ہے، ہدایہ میں ہے۔ ویُروٰی[1] رجوعه فی اصل المسالة الی قولهما وعلیه الاعتماد بنایہ شرح ہدایہ میں ہے۔ ویُروٰی[2] رجوعه ش ای رجوع ابی حنیفة فی اصل المسالة ش یعنی القراءة بالفارسیة الی قولهما ش ای الی قول ابی یوسف ومحمد رواه ابو بکر الرازی وغیرہ وعلیه الاعتماد ابن مالک شرح منار میں لکھتے ہیں الاصح[3] انه رجع من هذا القول کما رواه نوح ابن ابی مریم کفایہ میں ہے و ذکر[4] ابو بکر الرازی انه رجع الی قولهما وهو الصحیح تلویح میں ہے۔

---

[1] اور امام صاحب کا اس مسئلہ میں صاحبین کی طرف رجوع کرنا مروی ہے اور اسی پر اعتماد ہے ۱۲ [2] رجوع ان کا یعنی امام صاحب کا اصل مسئلہ میں یعنی قرآن کے فارسی زبان میں پڑھنے میں ان کے یعنی صاحبین کے قول کی طرف اس کو ابو بکر رازی وغیرہ نے روایت کیا ہے اور اسی پر اعتماد ہے ۱۲
[3] بہت صحیح یہ ہے امام صاحب نے اس قول سے رجوع کیا جیسا کہ نوح ابن ابی مریم نے روایت کیا ہے ۱۲ [4] ابو بکر رازی نے ذکر کیا ہے کہ امام صاحب نے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کیا ۱۲

Marfat.com

رواہ[1] ای الرجوع نوح بن ابی مریم شہاب خفاجی حاشیہ بیضاوی میں ہے۔
وقد قیل ان الصحیح من مذہبہ ان القرآن ھو النظم والمعنی تفسیر
احمدی میں ہے۔ وقد[2] صح رجوعہ الی قولھما وعلیہ الاعتماد تفسیر روح المعانی
میں ہے وکان[3] رضی اللہ عنہ قد ذھب الی خلافہ ثم رجع عنہ وقد
صحح[4] رجوعہ الی القول بجواز قراءۃ غیر العربیۃ مطلقا جمع
من الثقات المحققین باقی رہا یہ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنے قول کی کیا دلیل
بیان کی ہے معلوم نہیں تفسیر احمدی میں ہے۔ ولا یدری ما قال ابوحنیفۃ اولا من
عدم لزوم النظم العربی ولم یقل بدلیل شاف یوجب ذلک تلویح میں ہے
قال[5] فخر الاسلام لان ما قالہ یخالف کتاب اللہ ظاہرا حیث
وصف المنزل بالعربی وقال ابوالیسر ھذہ المسألۃ مشکلۃ لا
یتضح لاحد ما قالہ ابوحنیفۃ وقد صنف الکرخی فیہا تصنیفا طویلا ولم یات بدلیل شاف
مگر بعض لوگوں نے جو دلائل ان کی طرف سے بیان کیے ہیں۔ ان سب میں بڑی دلیل یہ ہے
قولہ تعالیٰ وانہ لفی زبر الاولین۔ انہ کی ضمیر قرآن مجید کی طرف راجع ہے۔
یعنی بے شک قرآن اگلی کتابوں میں ہے پس اگر قرآن الفاظ عربیہ اور معانی دونوں کا نام
ہو تو وہ اگلی کتابوں میں کیسے ہو سکتا ہے۔ اگلی کتابیں تو عربی زبان میں تھی ہی نہیں اس سے
معلوم ہوا کہ قرآن صرف معانی کا نام ہے گو وہ کسی زبان میں ہوں، یہ دلیل بہ چند وجوہ
مخدوش ہے۔ اوّل یہ کہ انہ کی ضمیر جیسے قرآن کی طرف پھر سکتی ہے۔ اسی طرح نبی صلی اللہ

---

[1] رجوع کرنے کو نوح ابن ابی مریم نے روایت کیا ہے ۱۲ [2] بے شک کہا گیا ہے کہ امام ابوحنیفہؒ کا صحیح مذہب یہ ہے کہ قرآن عبارت اور معنی دونوں کا نام ہے ۱۲ [3] اور امام صاحب کا اپنے قول سے صاحبین کے قول کی طرف رجوع کرنا صحیح ہے ۱۲ [4] اور امام ابوحنیفہؓ اس کے خلاف کی طرف گئے تھے مگر اس سے رجوع کیا اور ان کا اس قول سے رجوع کرنا کہ قرآن کی قرأت غیر عربی میں جائز ہے، پرہیزگار محققین کی ایک جماعت نے صحیح کہا ہے ۱۲ [5] اور نہیں معلوم ہوا کہ امام ابوحنیفہؒ نے پہلے عربی عبارت کے ضروری نہ ہونے کو کیوں کہا تھا اور وہ کسی دلیل شافی کے ساتھ جو اس کو ثابت کرے قائل نہ ہو سکے ۱۲

علیہ وسلم کی طرف پھر سکتی ہے اور ان قصوں کی طرف بھی پھر سکتی ہے جو اس آیت سے پہلے مذکور ہوئے پس ان تین احتمالات میں ایک کے خاص کر لینے کی کیا وجہ ہے اور اگر خاص بھی کیا جائے تو تیسرا احتمال کیونکہ وہ سباق کلام کے زیادہ مناسب ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر مان لیا جائے کہ ضمیر قرآن کی طرف راجع ہے تو اس کی کیا دلیل ہے کہ حقیقت قرآن کی طرف ضمیر راجع ہے یہ کیوں نہ کہا جائے کہ ذکر قرآن یا معانی کی طرف ضمیر پھرتی ہے جیسا کہ اکثر مفسرین کا قول ہے معالم التنزیل میں ہے۔ وانہ[1] ای ذکر القرآن قال اکثر المفسرین۔ بیضاوی میں ہے وانہ لفی زبر الاولین وان ذکرہ او معناہ لفی الکتب المتقدمۃ شہاب خفاجی میں ہے یعنی[2] انہ علی تقدیر مضاف والاول اقرب لان مثلہ مستفیض کما یقال فلان فی دفتر الامیر ولذا قدمہ وفیہ اشارۃ الی رد ما نقل عن ابی حنیفۃ من عدم جواز القراءۃ بالفارسیۃ فانہ اذا کان علے تقدیر مضاف لم یکن کذلک مدارک میں ہے۔ وانہ[5] ای القرآن لفی زبر الاولین یعنی ان ذکرہ مثبت فی سائر الکتب السماویۃ وقیل ان معانیہ فیہا

---

[1] فخر الاسلام نے کہا ہے کہ جو امام ابو حنیفہؒ نے کہا تھا وہ کتاب اللہ سے کھلی ہوئی مخالفت رکھتا تھا اس لئے کہ اللہ نے قرآن کو عربی کے ساتھ موصوف کیا ہے اور ابو الیسر نے کہا کہ یہ مسئلہ مشکل ہے کسی کو نہیں معلوم کہ امام ابو حنیفہؒ نے کیا کہا تھا اور کرخی نے اس مسئلہ میں ایک بڑی کتاب لکھی ہے مگر انہوں نے بھی کوئی دلیل شافی نہیں بیان کی ۱۲ [2] اور بے شک وہ یعنی قرآن کا ذکر یہی اکثر مفسرین کا قول ہے ۱۲ [3] اور بے شک اس کا ذکر یا اس کے معنی اگلی کتابوں میں ہیں ۱۲ [4] یعنی انہ کی ضمیر قرآن کی طرف ایک مضاف کے مقدر کرنے سے پھرتی ہے اور ذکر کا مقدر کرنا معنی کے مقدر کرنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس قسم کا محاورہ بہت رائج ہے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں شخص امیر کے رجسٹر میں ہے اور اسی وجہ سے صاحب بیضاوی نے اس کو مقدم کیا اور اس میں اس کے رد کی طرف اشارہ ہے جو امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ فارسی زبان میں قرأت جائز ہے کہ جب مضاف مقدر ہو جائے گا تو یہ معنی نہ بن سکیں گے ۱۲ [5] یعنی ذکر اس کا تمام اگلی کتابوں میں ہے اور بعض نے کہا کہ معانی قرآن کے ان میں ہیں ۱۲

روح البیان میں ہے وانہ ای ذکر القرآن لا عینہ روح المعانی میں ہے وانہ لفی زبر الاولین ای وان ذکر القرآن لفی الکتب المتقدمۃ علی[1] ان الضمیر[2] للقرآن والکلام علی حذف مضاف وھذا کما یقال ان فلانا فی دفتر الامیر تفسیر احمدی میں ہے ای[3] نعمت محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی زبر الاولین او القرآن ذکرہ ثبت فی سائر کتب السماویہ او معانیہ فیہا کشاف میں ہے۔ وانہ ای القرآن یعنی ذکرہ مثبت فی سائر الکتب السماویہ اور اس کے بعد جو صاحب کشاف نے لکھا ہے کہ قیل[5] ان معانیہ فیہا وبہ یحتج لابی حنیفۃ فی جواز القرآۃ بالفارسیہ فی الصلوٰۃ علے انہ القرآن وان ترجم بغیر العربیۃ یہ خود صاحب کشاف کے نزدیک بھی ضعیف ہے بلفظ قیل اس کو بیان کرنا اور آیت کے ساتھ اس کو مرتبط نہ کرنا اس طرف اشارہ کر رہا ہے حواشی علوی علی الکشاف میں ہے قولہ قیل ان معانیہ فیہا الخ فیہ اشعار بان الوجہ ھو الاول دوسری دلیل جو اس زمانے میں بعض لوگوں نے بیان کی یہ ہے کہ صحابہ اپنی طرف سے قرآن مجید کے الفاظ بدل بدل کر پڑھا کرتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جائز رکھتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بالکل غلط ہے کوئی ضعیف سے ضعیف روایت بھی اس مضمون کی شہادت نہیں دیتی بلکہ جس نے حدیث کی کتابیں سرسری نظر

---

[1] یعنی ذکر قرآن کا نہ کہ خود قرآن ۱۲ [2] یعنی ذکر قرآن کا اگلی کتابوں میں ہے اس بنا پر کہ ضمیر قرآن کی طرف پھرتی ہے اور یہ ویسا ہے کہ کہا جائے کہ فلاں شخص امیر کے رجسٹر میں ہے ۱۲ [3] یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تعریف اگلی کتابوں میں سے ہے یا قرآن کا ذکر ان میں ہے، یا اس کے معانی ان میں ہیں ۱۲ [4] قرآن یعنی اس کا ذکر اگلی کتابوں میں ہے ۱۲ [5] بعض نے کہا ہے کہ قرآن کے معانی کتابوں میں ہیں اور اسی سے امام ابو حنیفہ رحمہ کے قول کی سند بیان کی جاتی ہے۔ قرأت کے فارسی میں جائز ہونے پر اس بنا پر کہ قرآن کا ترجمہ بھی قرآن ہے چاہے غیر عربی زبان میں کیا جائے ۱۲

Marfat.com

سے بھی دیکھی ہیں، وہ خوب جانتا ہے کہ صحابہ حفظ قرآن مجید میں سخت اہتمام فرماتے تھے۔ جس لفظ کو جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتے تھے۔ اس کو اسی طرح ادا کرتے تھے۔ سر مو فرق نہ ہونے پاتا تھا اور حکم نبوی یہ بھی تھا کہ قرآن مجید کی آیتیں لکھ لی جایا کریں اور اگر کسی صحابی نے کوئی لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ سنا ہوتا اور دوسرا صحابی اس کو سنتا اور پڑھتا تو وہ نہ سننے والا اس پر بحث و انکار کرتا تھا حضرت فاروقؓ کا ایک شخص کو اسی بات پر گلے میں رسی ڈال کر کھینچتے ہوئے حضور رسالت میں لے جانا اور اسی بات پر ان کا اُبیّ بن کعب سے کئی بار مناظرہ کرنا اور حضرت ابن مسعودؓ کا اسی بناء پر سورۂ واللیل میں لفظ ما خلق کے پڑھنے سے سخت انکار کرنا مشہور ہے اور بروایات صحیحہ منقول ہے اسی قسم کے بہت سے واقعات ہیں جنہوں نے غیر قوموں سے بھی اقرار کرا لیا ہے کہ قرآن مجید بے کم وکاست بے تغیر و تبدل وہی کتاب ہے جس کی نسبت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوے کیا تھا کہ یہ خدا کی کتاب ہے، ولیم میور جو عیسائیوں کا ایک مشہور اور محقق مؤرخ ہے اس کی تاریخ دیکھئے۔ المختصر اسی قسم کی اور بھی دلیلیں ہیں جن کے ذکر سے شرم آتی ہے سمجھدار کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اگر اس قول پر کوئی دلیل ہوتی تو امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اس سے کیوں رجوع کرتے۔

س:۔ جو لوگ اس امر کے قائل ہیں کہ ترجمہ قرآن، قرآن نہیں ہے اور اس کے پڑھنے سے نماز نہیں ہوتی وہ کون لوگ ہیں اور ان کی کیا دلیل ہے۔

ج:۔ تمام علمائے امت اور مجتہدین شریعت اسی طرف ہیں جیسے امام شافعی و احمد اور قاضی ابی یوسف اور آخر میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہم بھی ان لوگوں کی دلیل یہ ہے کہ حق جل شانہ نے قرآن مجید کو عربیت کے ساتھ موصوف کیا ہے۔ (۱) انا انزلناہ قرآناً عربیاً (۲) کتابٌ فصلت ایاتہ قرآناً عربیاً (۳) انا جعلناہ قرآناً عربیاً۔ (۴) بلسانٍ عربیٍ مبین (۵) ھذا لسانٌ عربیٌ مبین۔ وغیر ذلک پس اگر

لہ بیشک ہم نے اسکو عربی قرآن اتارا ہے ۱۲ لہ ایسی کتاب جس کی آیتیں مفصل ہیں عربی قرآن ہے ۱۲ لہ ہم نے اسکو قرآن بلایا ہے ۱۲ لہ صاف عربی زبان میں ۱۲ لہ یہ قرآن عربی زبان ہے ۱۲

Marfat.com

قرآن صرف معانی کا نام ہوتا تو اس کو عربیت کے ساتھ موصوف کرنے کی کوئی وجہ نہیں معنی کو کسی زبان کی خصوصیت سے کیا تعلق، یہ شان تو الفاظ کی ہے معنی نہ عربی ہوتے ہیں نہ فارسی نہ ہندی لہذا معلوم ہوا کہ قرآن ان خاص عربی الفاظ کا نام ہے جو معانی مخصوصہ پر دلالت کرتے ہیں اور ان کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ یہ اللہ کا نام ہے۔ علاوہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بہت سے عجمی لوگ اسلام لائے تھے جو عربی زبان بالکل نہ سمجھتے تھے مگر کسی کو آپ نے یہ حکم نہیں دیا کہ تم قرآن کا ترجمہ اپنی زبان میں کر کے نماز میں پڑھ لیا کرو اور پھر صحابہ رض کے زمانے میں تو صدہا بلادِ عجم مفتوح ہوئے اور وہاں کے لوگ اسلام لائے مگر یہ منقول نہیں کہ صحابہ رض نے کسی کو اجازت دی ہو کہ تم قرآن مجید کا ترجمہ نماز میں پڑھ لیا کرو اب یہاں چند احتمالات باقی ہیں۔

۱۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رض نے شاید عجمیوں کو یہ اجازت دی ہو مگر اس کی روایت نہیں کی گئی یا روایت ہوئی مگر کتب میں درج نہیں ہوئی، اس وجہ سے ہم کو وہ روایت معلوم نہیں۔

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رض نے کچھ اس طرف خیال نہیں کیا، اگر خیال آتا تو ضرور اجازت دیتے۔

۳۔ اس زمانے میں لوگوں کو عربی زبان سیکھ لینا آسان تھا، اس سبب سے اس اجازت کی ضرورت نہیں ہوئی، اب مشکل ہو گیا ہے۔ لہذا اس اجازت کی ضرورت ہے، مگر یہ احتمالات ایک معمولی شخص کے نزدیک بھی قابل وقعت نہیں ہیں پہلے احتمال کا جواب یہ ہے کہ وہ لوگ دیدہ ودانستہ کسی امر شرعی کی روایت میں ہرگز ہرگز کوتاہی نہ کرتے تھے۔ اور جس واقعہ کی دن رات ضرورت رہتی ہو اس کے متعلق ایسی بڑی بات بھول جانا خلاف عقل ہے، جس زمانے میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) ترجمہ قرآن سے جواز نماز کے قائل ہوئے تھے، اس وقت بڑے بڑے تابعین موجود تھے۔ اگر انہیں صحابہ رض کی اجازت معلوم ہوتی اور وہ اس کو بھول گئے ہوتے تو اس واقعہ پر ضرور ان کو یاد آجاتی اول ان پر اس مسئلہ کا طعن نہ کیا جاتا اور بعد حدیث مل جاتے کے امام صاحب اپنے پہلے قول سے رجوع نہ کرتے، حاصل یہ کہ کسی امر کا باوجود کثرت و

Marfat.com

شدت دواعی اور عدم موانع کے منقول نہ ہونا، اس کے عدم کی دلیل ہے، دوسرا احتمال تو ایک اولو العزم پیغمبر اور اس کے خلفائی طرف کوئی ذی عقل مسلمان نہیں کر سکتا۔ نماز سے بڑھ کر شریعت میں کسی چیز کی تاکید نہیں، پھر جب اسی کا خیال نبی نے نہ کیا تو اور چیزوں میں تو نہ معلوم کیا کچھ بے خیالی کی ہوگی، معاذ اللہ نبوت کیا ہوئی ایک کھیل ہو گیا، تیسرا احتمال بھی بالکل لغو ہے بلکہ پہلے عربی کا حاصل کرنا مشکل تھا۔ قواعد مدون نہ تھے، باقاعدہ تعلیم نہ ہوتی تھی اب بحمد اللہ دونوں باتیں موجود ہیں پہلے اگر ایک سال میں عربی زبان کی مہارت ہو سکتی تھی تو اب چھ مہینے میں وہی کیفیت حاصل ہو سکتی ہے۔

س:۔ اگر باوجود قدرت کے کوئی شخص قرآن مجید کا ترجمہ نماز میں پڑھ لے تو نماز میں فساد آئے گا یا نہیں؟

ج:۔ اگر صرف ترجمہ پر اکتفا کی جائے تو ہر حال میں نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر ترجمہ بھی پڑھا جائے اور اصل عبارت قرآنیہ بھی پڑھی جائے تو وہ ترجمہ اگر کسی قصہ کا یا کسی حکم کا ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر کسی ذکر یا تسبیح کا ترجمہ ہوگا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ فتح القدیر میں ہے۔ الوجه انه اذا كان المقروء من مكان القصص والامر والنهى ان يفسد بمجرد قراءته حينئذ متكلم بكلام غير قرآن بخلاف ما اذا كان ذكرا او تنزيها فانه انما تفسد اذا اقتصر على ذالك بسبب اخلاء الصلوٰة عن القراءة۔ انتهى۔

دوسرا مسئلہ۔ اذان واقامت کا عربی کے سوا کسی اور زبان میں کہنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک ہر حال میں جائز ہے۔ بشرطیکہ لوگ سمجھ لیں کہ اذان ہو رہی ہے، اور صاحبین کے نزدیک اگر عربی الفاظ کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو جائز ہے ورنہ نہیں، مگر امام صاحب کے نزدیک بھی خلاف سنت ہونے کے سبب سے مکروہ اور بدعت ضرور ہے بعض فقہاء نے مثل

Marfat.com

صاحب مراقی الفلاح وغیرہ کے صاحبین کے قول پر فتوےٰ دیا ہے مگر صحیح نہیں۔
(تبیین الحقائق، فتاوی قاضی خاں)

تیسرا مسئلہ:۔ نماز کی نیت عربی زبان میں کہنا چاہیئے یا اپنی مادری زبان میں بھی جائز ہے۔

جواب:۔ اصل تو یہ ہے کہ نیت دلی ارادے کا نام ہے۔ زبان سے کچھ کہنا نیت ہی نہیں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہؓ کا یہ دستور تھا، ہاں متاخرین نے بخیال اس کے کہ کبھی آدمی متفکر ہوتا ہے اور دلی ارادے کا اس کو خیال نہیں رہتا۔ لہذا اگر زبان سے کہہ لیا کرے گا تو دلی ارادہ بھی ہو جایا کرے گا اور بعض افاضل علماء نے اس کو بدعت حسنہ لکھا ہے لہذا اگر ایسا کیا جائے تو عربی زبان کی تخصیص نہیں جس زبان کو سمجھتا ہو اسی زبان میں نیت کے الفاظ کہے۔

چوتھا مسئلہ:۔ تکبیر تحریمہ اور اسی طرح باقی تکبیرات کا غیر عربی زبان میں کہنا جائز ہے یا نہیں۔

جواب:۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز ہے اس لئے کہ اللہ پاک نے فرمایا ہے ذکر اسم ربہ فصلے اس میں کسی زبان کی تخصیص نہیں کی، ہاں اس میں شک نہیں کہ مخالفت سنت کے سبب سے بدعت اور مکروہ ضرور ہوگا بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ امام صاحب نے اس مسئلہ سے بھی رجوع کیا، مگر یہ صحیح نہیں۔

Marfat.com

چند مطبوعات دارالاشاعت کراچی ع۱

		قیمت
اکسیر ہدایت اردو ترجمہ کیمیائے سعادت از حجۃ الاسلام امام محمد غزالی	کیمیائے سعادت اسلامی لٹریچر میں زندہ جاوید کتاب جو اسرار تصوف، تہذیب اخلاق، تزکیۂ نفس، اصلاح ظاہر و باطن میں بینظیر کتاب ہے۔ مولانا فخر الدین لکھنویؒ نے سلیس اردو ترجمہ کیا ہے۔ عکسی طباعت مجلد اعلیٰ	۵۴/
المعجم اردو سے عربی جامع ڈکشنری	تقریباً چالیس ہزار الفاظ کی اردو سے عربی ڈکشنری مع اضافہ الفاظ مترادفہ و قواعد عربیہ، عکسی طباعت مجلد پلاسٹک کور	۳۶/
القاموس القرآن قرآنی ڈکشنری عربی سے اردو	از قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی۔ جس میں قرآن کریم کے تمام الفاظ مع اردو تشریح اور ضروری صرفی و نحوی ترکیب کے درج ہیں اور اہم الفاظ پر تفسیری نوٹ لکھے گئے ہیں۔ عکسی طباعت	۳۶/
اسلام کا نظام اراضی وعشر خراج مع فتوح الہند از مولانا مفتی محمد شفیعؒ	زمینوں کی شرعی اقسام اور ان کے احکام کی مکمل تحقیق زمین کے متعلق قرآنی آیات کی تفسیر عشر و خراج کے تفصیلی احکام ہند و پاکستان کی اراضی کے متعلق شرعی احکام اور پاک و ہند کی تاریخ کا فکر انگیز مجموعہ۔ سفید کاغذ مجلد عکسی طباعت	۲۸/
اسلام کا نظام مساجد از مولانا ظفیر الدین صاحب	اسلام کے نظام مساجد کے تمام گوشوں پر مکمل اور دلپذیر بحث جس میں مسجد سے متعلق ہر قسم کے احکام و معلومات نہایت عام فہم انداز سے قرآن و حدیث کی روشنی میں جمع کی گئی ہیں مجلد سفید کاغذ	۱۸/۷۵
اسلام کا نظام عفت و عصمت از مولانا ظفیر الدین صاحب سائز ۱۸×۲۲/۸	نظام عفت و عصمت کی جامعیت و اہمیت پر پہلی محققانہ کتاب جس میں عفت و عصمت اور اس کے لوازم کے ایک ایک گوشے پر بصیرت افروز اور دلپذیر بحث کی گئی ہے صفحات ۴۰۰ عکسی طباعت سفید کاغذ مجلد مع حسین ڈسٹ کور	۲۱/۷۵
آپ حج کیسے کریں از مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہٗ	یہ کتاب سفر حج میں ساتھ رکھنے سے بالکل یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کوئی اللہ کا بندہ حاجی کا ہاتھ پکڑ کر عاشقانہ اور مسنون حج ادا کر رہا ہے آپ بھی اس کو رہنما بنائیں۔ عکسی طباعت سفید کاغذ بکس بورڈ جلد	۱/۵۰

ملنے کا پتہ دارالاشاعت ۔ مقابل مولوی مسافر خانہ ۔ کراچی ع۱

Marfat.com

علم الفقہ حصہ سوم

صوم — روزہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

الحمد للہ الذی جعل الصیام جنۃ من النیران وعد للصائمین باب الریان نیالہ من عظیم الفضل وعمیم الاحسان والصلوٰۃ والسلام علیٰ نبیہ سیدنا محمد وآلہٖ وصحبہٖ ما تتابع الملوان ؕ

جب علم الفقہ کی دوسری جلد بعنایت ایزدی تمام ہو چکی جس میں اسلام کے رکن اعظم یعنی نماز کا بیان ہے۔ ارادہ ہوا کہ اب زکوٰۃ کا بیان شروع کروں جو اسلام کا دوسرا رکن ہے اور اکثر علمائے اسلام نے اپنی تصانیف میں اسی ترتیب کو اختیار کیا ہے مگر ہم نے بوجوہ ذیل اس ترتیب کے خلاف روزے کا بیان شروع کر دیا بعض علماء نے ہماری اس ترتیب کو اختیار بھی کیا ہے جیسے امام محمد نے جامع صغیر میں۔

(۱) جن لوگوں پر روزہ فرض ہے وہ بہت زیادہ ہیں ان سے جن پر زکوٰۃ فرض ہے اس لئے کہ زکوٰۃ صرف امراء پر ہے اور روزے میں سب شریک ہیں، خصوصاً آج کل کہ اسلام میں غربت وافلاس زیادہ ہے۔ زکوٰۃ کے مخاطب اور بھی کم ہیں اس لئے زیادہ لوگوں کو ضرورت روزے کے مسائل کی ہے۔

(۲) روزہ زکوٰۃ سے افضل ہےع جیسا کہ عنقریب معلوم ہوگا۔

(۳) وہ زمانہ جس میں ہم یہ تیسری جلد لکھ رہے ہیں ماہِ مبارک سے قریب ہے اور عنقریب اس کے مسائل کی سخت ضرورت ہونے والی ہے۔

(۴) زکوٰۃ صرف انہیں لوگوں پر فرض ہے جو معصوم نہیں ہیں انبیاء علیہم السلام پر فرض

ع سید طحطاوی نے درمختار کی شرح میں زکوٰۃ کا افضل ہونا نقل کیا ہے مگر یہ قول شاذ معلوم ہوتا ہے احادیث صحیحہ صریحہ اس قول کو رد کر رہی ہیں واللہ اعلم ۱۲

Marfat.com

نہیں ہے اور روزہ ان پر بھی فرض ہے یہ امر بھی روزہ کی جلالت شان کے لئے کافی ہے۔

(۵) شارع نے بھی روزہ کے احکام زکوٰۃ سے پہلے بیان فرمائے ہیں اس لئے کہ زکوٰۃ کی فرضیت علی سبیل التفصیل[عہ] روزے کی فرضیت کے بعد[عہ] اتری ہے۔

رمضان کے روزے ہجرت کے اٹھارویں مہینے شعبان میں فرض کئے گئے اس سے پہلے بقول بعض کوئی روزہ فرض نہ تھا اور بقول بعض عاشوراء محرم کی دسویں تاریخ کا روزہ فرض تھا۔ ابتدائے فرضیت رمضان میں بہت کچھ سختی تھی۔ غروب آفتاب کے بعد سونے سے پہلے کھانے پینے کی اجازت تھی بعد سونے کے اگرچہ بے کھائے پئے سو گیا ہو اور کھانا پینا جائز نہ تھا، اور جماع تو کسی حالت میں درست نہ تھا مگر جب یہ احکام لوگوں پر شاق ہوئے اور کئی واقعات پیش آئے تب منسوخ ہو گئے۔ اب بحمد اللہ کسی قسم کی سختی نہیں (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح) اگلی امتوں پر بھی روزہ فرض تھا مگر معلوم نہیں کہ کس دن اور کتنے۔

عہ علی سبیل التفصیل کے لفظ اس لئے بڑھائے گئے کہ حسب تحقیق ملا قاری صاحبؒ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ اجمالی فرضیت زکوٰۃ کی مکے ہی میں اتر چکی تھی مگر مسائل اس کے ہجرت کے بعد بیان کئے گئے ۱۲۔

عہ اگرچہ علماء کے نزدیک زکوٰۃ کی فرضیت رمضان سے پہلے ہوئی ہے صاحب درمختار وغیرہ نے اسی قول کو اختیار کیا ہے مگر شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے سفر السعادت میں ایک نہایت صحیح حدیث سے ثابت کر دیا ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت رمضان کے بعد ہوئی لہذا ہم نے انہیں کا قول اختیار کیا۔ وہ فرماتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت رمضان کے بعد ہوئی بدلیل اس حدیث کے کہ جس کو امام احمد اور ابن ماجہ اور نسائی اور ابن خزیمہ اور حاکمؒ نے بسند صحیح وثابت قیس بن سعد بن عبادہؓ سے روایت کیا کہ انہوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ فطر کا زکوٰۃ سے پہلے حکم دیا تھا اس کے بعد زکوٰۃ کی فرضیت ہوئی پھر ہم کو صدقہ فطر کا حکم دیا اور نہ منع کیا اور ہم اس کو اب بھی کرتے ہیں یہ حدیث صحیح دلالت کرتی ہے فرضیت رمضان کے مقدم ہونے پر ۱۲۔

روزے کی فضیلت اور تاکید اور رمضان کی بزرگی

روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے اس کی بیش از بیش تاکید ہے ماہرین شریعت خوب واقف ہیں منکر اس کا کافر، تارک اس کا فاسق ہے، اس کی فضیلت کے لئے صرف اسی قدر کافی ہے کہ بعض علماء نے اس کے بے انتہا فضائل کو دیکھ کر اس کو نماز جیسی عظیم الشان عبادت پر ترجیح و تفضیل دی اور اپنے قول کی تاکید و تائید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ حدیث پیش کی ہے جس کو امام نسائی نے ابو امامہؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسی چیز بتلایئے جس کو میں آپؐ سے یاد رکھوں۔ آپ نے فرمایا کہ روزے کو اپنے اوپر لازم کر لو اس لئے کہ کوئی عمل اس کے مثل نہیں، اگرچہ اکثر علماء کا مذہب تفضیل نماز ہے اور وہی حق ہے (شرح سفر السعادۃ) پس جب اس میں اختلاف ہو رہا ہے کہ نماز افضل ہے یا روزہ، تو اب کسی دوسری عبادت کا کیا رتبہ ہے جو اس کی ہمسری کر سکے زکوٰۃ ہو یا حج۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

قرآن مجید کو اگر دیکھئے تو کہیں روزے کی فرضیت بیان ہو رہی ہے کہ یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون ایاما معدودات اے ایمان والو فرض کیا گیا تم پر روزہ چند دنوں جیسے فرض کیا گیا تھا تم سے اگلوں پر تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ اور کہیں روزے کی فضیلت بیان ہو رہی ہے کہ ان تصوموا خیر لکم ط روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر اور مفید ہے، کہیں ماہ صیام کی بزرگی ظاہر فرمائی جاتی ہے شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرتا ہے اور نشانیاں ہیں ہدایت کی اور حق کو باطل سے جدا کرنے کی حتیٰ کہ ایک پوری صورت اس کی ایک رات کی فضیلت میں نازل ہوئی۔

انا انزلنٰہ فی لیلۃ القدر وما ادراک ما لیلۃ القدر ط لیلۃ القدر خیر من الف شھر ط بے شک ہم نے اتارا ہے اس (قرآن) کو لیلۃ القدر میں اور تم جانتے ہو کہ کیا مرتبہ ہے لیلۃ القدر کا، لیلۃ القدر بہتر ہے

Marfat.com

ہزار مہینوں سے نماز جو بالاتفاق تمام عبادات میں اعلیٰ اور اعظم ہے اس کے مسائل بھی کتاب اللہ میں اس قدر نہیں ہیں جتنے روزے کے، کہیں رویت ہلال کے احکام بیان ہوتے ہیں کہ من شھد منکم الشھر فلیصمہ ط جو شخص تم میں سے پائے اس مہینے کو تو چاہیئے کہ روزہ رکھے اس کا۔ کہیں روزے کی ابتدا انتہاء اور افطار کے احکام ارشاد ہوتے ہیں کہ ثم اتموا الصیام الی الیل پھر پورا کرو روزہ کو رات تک اور کہیں سحر کھانے کی اجازت اور اس کا وقت بیان فرمایا جاتا ہے کہ کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر۔ کھاؤ اور پیو یہاں تک کہ ظاہر ہو تم کو سفید لکیر (صبح صادق) سیاہ لکیر (رات) سے فجر کے وقت، کہیں شب کے وقت جماع وغیرہ کی اجازت عطا ہوتی ہے کہ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم ھن لباس لکم وانتم لباس لھن جائز کیا گیا تمہارے لئے روزے کی رات میں لذت حاصل کرنا اپنی عورتوں سے وہ تمہاری چھپانے والی ہوں اور تم ان کے چھپانے والے، کہیں اعتکاف کا ذکر ہو رہا ہے کہ ولا تباشروھن وانتم عاکفون ط اور نہ ملو (جماع کرو) عورتوں سے جس حالت میں کہ تم معتکف ہو مسجدوں میں کہیں اس کی قضا کے احکام ارشاد ہوتے ہیں کہ من کان منکم مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخرط اور جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو تو اس کو شمار کرنا چاہیئے دوسرے دنوں سے کہیں معذورین کے حق میں خطاب ہوتا ہے کہ وعلی الذین یطیقونہ فدیۃ طعام مسکین اور ان لوگوں پر جو نہیں طاقت رکھتے ہیں اس روزے کی واجب

عـه اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ روزے کی خاصیت ہے کہ آدمی کو پرہیزگار بنا دیتا ہے اسی واسطے حضرات صوفیہ کے یہاں معمول ہے کہ ابتدا میں روزے کی کثرت کرائی جاتی ہے چالیس چالیس روزے پے در پے رکھتے ہیں۔

عـه ہزار مہینوں سے بہتر ہونے کا مطلب علماء نے یہ لکھا ہے کہ اس ایک رات کی عبادت میں جس قدر ثواب ملتا ہے ہزار مہینوں کی عبادت میں بھی اس قدر نہیں ملتا ۱۲

عـه کنایہ ہے حالت جماع سے کہ اس وقت ایک دوسرے کو چھپا لیتا ہے ۱۲ (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

ہے صدقہ ایک محتاج کا کھانا۔

غرضکہ اسی طرح بکثرت کتاب اللہ میں اس کا ذکر ہے کہیں صراحۃً کہیں اشارۃً صبر کے لفظ سے قرآن مجید میں اکثر یہی مراد ہے

مدد چاہو روزے اور نماز سے۔ صبر سے مراد یہاں روزہ ہے۔ (تفسیر جلالین)۔

اب حدیث کو دیکھئے۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہاں رمضان کی پہلی رات ہوئی شیاطین اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں کوئی دروازہ اس کا کھلا نہیں رہتا، اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں کوئی دروازہ اس کا بند نہیں رہتا اور ایک منادی پکارتا ہے کہ اے طالبِ خیر سامنے آ اور اے طالبِ شر رک جا اور اللہ آزاد کرتا ہے لوگوں کو دوزخ سے اور یہ ندا اور آزادی ہر روز ہوتی ہے (ترمذی)

اگر کسی کو شبہ ہو کہ جب شیاطین مقید ہو جاتے ہیں تو چاہیے کہ کوئی شخص اس ماہِ مبارک میں گناہ اور نافرمانی نہ کرے، حالانکہ مشاہدہ اس کے خلاف ہے، جواب اس کا یہ ہے کہ گناہوں کی کمی تو ضرور ہو جاتی ہے، بہت سے نمازی نماز پڑھنے لگتے ہیں رمضان کے نمازی مشہور ہیں، ہاں بالکل نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ نفس انسانی جو گیارہ مہینے تک شیطان کے اغوا سے اس کے ہم رنگ ہو رہا ہے اس میں خود گناہ کرنے کی استعداد آگئی ہے۔ بقول کے ؎

اول ابلیسے مرا استاد بود　　　بعد ازاں ابلیس پیشم باد بود

بقیہ صفحہ سابقہ۔ علہ اس لفظ کا ترجمہ اکثر مفسرین نے لکھا ہے کہ طاقت رکھتے ہیں اس سبب سے انکو سخت دقت پیش آئی بعضوں نے تو یہاں نا مقدر کیا جس کے لانے سے یہ معنی ہوئے کہ طاقت نہیں رکھتے ہیں بعض نے اس آیت کو منسوخ الحکم قرار دیا مگر جبکہ کتب صرفیہ میں باب افعال کا خاصہ سلب ماخذ لکھا ہوا ہے اور کلام عرب میں اس کے شواہد بھی موجود ہیں تو ان تکلفات کی کیا ضرورت بغیر لا کے مقدر کئے ہوئے اس کے معنی یہی (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

(۲) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ آگیا رمضان کا مبارک مہینہ اللہ نے تم پر اس کے روزے فرض کئے ہیں اس مہینے میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر لئے جاتے ہیں اور قید کر دیئے جاتے ہیں اس میں سرکش جن، اس میں ایک رات اللہ کی ہے جو بہتر ہے ہزار مہینوں سے جو کوئی اس کے فائدے سے محروم رہا وہ بے شک بے نصیب ہے۔
(نسائی، مسند امام احمد)

(۳) سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن میں ہم لوگوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ اے لوگو! تم پر سایہ فگن ہوا ہے، ایک بزرگ مہینہ ایک مبارک مہینہ ایسا مہینہ جس میں ایک رات ہے جو بہتر ہے ہزار مہینوں سے اللہ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے ہیں اور اس کی راتوں کو عبادت کرنا سنت قرار دیا ہے جو شخص اس مہینے میں اللہ کا تقرب چاہے کوئی نفل عبادت کر کے وہ مثل اس شخص کے ہوگا جو اور دنوں میں فرض ادا کرے اور جو اس مہینے میں ایک فرض ادا کرے وہ مثل اس شخص کے ہوگا جو اور دنوں میں ستر فرض ادا کرے یہ مہینہ ہے صبر کا اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ ہے یک جا ہو کر عبادت کرنے اور مل جل کر کھانے پینے کا، یہ مہینہ ہے جس میں مومن کا رزق بڑھایا جاتا ہے جو شخص اس مہینے میں کسی روزہ دار کی روزہ کشائی کرے اس کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے اور دوزخ سے آزاد کر دیا جائے گا اور اس کو اسی قدر ثواب ملے گا جتنا اس روزہ دار کو بے اس کے کہ اس روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی نہ کی جائے

بقیہ صفحہ سابقہ۔ ہوتے ہیں جو ہم نے لکھے اس صورت میں منسوخ الحکم کہنا بھی بے سود ہے ۱۲
ع۵ ترجمہ۔ پہلے ایک شیطان میرا استاد تھا۔ بعد اس کے شیطان بھی میرے سامنے ہوا تھا یعنی میری شرارت سے وہ بھی بھاگتا تھا ۱۲

سلمانؓ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم میں سے ہر شخص اس قدر نہیں پاتا ہے جس سے روزہ دار کی روزہ کشائی ایک گھونٹ پانی یا ایک چھوہارے سے کرائے اور جو سیر ہو کر کھلائے اس کو اللہ میرے حوض سے ایسا شربت پلائے گا کہ پھر پیاسا نہ ہوگا آخر جنت میں داخل ہوگا یہ ایسا مہینہ ہے جس کا شروع (پہلا عشرہ) رحمت ہے اور درمیان مغفرت ہے اور اس کا آخر آزادی ہے دوزخ سے جو کوئی اس مہینہ میں اپنے غلام سے کم کام لے اللہ اس کو بخش دے گا اور دوزخ سے آزاد کر دیگا (مشکوٰۃ)

(۴) ایک حدیث میں آیا ہے کہ رمضان سب مہینوں کا سردار ہے (مرقاۃ المفاتیح)

(۵) انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن ہم سب لوگ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص اونٹ پر سوار آیا اور مسجد میں اونٹ کو بٹھلا کر وہیں باندھ دیا پھر ہم لوگوں سے پوچھا کہ تم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں کے درمیان میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے ہم لوگوں نے کہا، یہ ہیں۔ تب اس نے آپ سے عرض کیا کہ اے ابن عبدالمطلب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو جواب دیا۔ اس نے کہا میں آپ سے کچھ پوچھنے والا ہوں اور پوچھنے میں سختی کروں گا۔ آپ اپنے دل میں رنجیدہ نہ ہوں، آپؐ نے فرمایا کہ جو کچھ تیرے دل میں آئے پوچھ۔ تب اس نے کہا کہ میں آپ سے پوچھتا ہوں۔ آپ کو قسم دے کر آپ کے پروردگار کی اور اگلوں کے پروردگار کی کہ کیا اللہ نے آپ کو تمام لوگوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا بارِ خدایا ہاں، پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم کیا ہے دن رات میں ان پانچ نمازوں کے پڑھنے کا۔ آپ نے فرمایا بارِ خدایا ہاں، پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ کیا

لہ یعنی اس کے شروع میں رحمت کی کثرت ہوتی ہے۔ اور درمیان میں مغفرت کی اور آخر میں آزادی کی ۱۲ سلہ یہ واقعہ ۵ سنہ ہجری کا ہے فتح الباری ۱۲ سلہ بارِ خدایا ایک لفظ ہے محاورہ کے تبرکاً یا کلام کی تصدیق کے لئے استعمال ہوتا ہے ۱۲

اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے سال بھر میں اس مہینے کے روزے رکھنے کا۔ آپ نے فرمایا بار خدایا ہاں، پھر اس نے کہا میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارے مالداروں سے صدقہ لے کر ہمارے فقیروں کو دیجئے؟ آپ نے فرمایا بار خدایا ہاں، پھر اس نے کہا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ کیا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ ہمارے مالداروں سے صدقہ لے کر ہمارے فقیروں کو دیجئے، آپ نے فرمایا بار خدایا ہاں تب اس نے کہا کہ میں نے یقین کیا آپ کی باتوں پر، میں قاصد ہوں اپنی قوم کا میرا نام ضمام بن ثعلبہ ہے ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر یہ سچ کہتا ہے تو بے شک ضرور جنت میں داخل ہوگا (بخاری)

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ لوگ قبیلۂ[1] عبد القیس کے آئے اور عرض کیا کہ ہم آپ کے پاس ایک دور جگہ سے آئے ہیں اور ہمارے آپ کے درمیان کفار مضر رہتے ہیں ان کے سبب سے ہم سوا ان حرام مہینوں کے اور کبھی نہیں آسکتے لہٰذا آپ ہم کو کوئی ایسی بات بتلا دیجئے کہ ہم اپنے قبیلے والوں سے جا کر کہہ دیں اور اس کے سبب سے ہم سب جنت میں داخل ہوں آپ نے ان کو چار چیزوں کا حکم دیا اور چار چیزوں سے منع کیا، حکم دیا صرف اللہ پر ایمان لانے کا پھر پوچھا کہ جانتے ہو صرف اللہ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے انہوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے آپ نے فرمایا یہ ہے کہ گواہی دو اس کی کہ سوا اللہ کے کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے پیغمبر ہیں اور حکم دیا نماز پڑھنے کا اور زکوٰۃ دینے کا اور روزہ رکھنے کا ان سب کے بعد فرمایا کہ اس کی خبر اپنے قبیلے والوں کو بھی کر دو (صحیح بخاری)

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان کے روزے رکھے اور

---

[1] قبیلہ عرب میں ویسا ہی ہے جیسے ہمارے یہاں محلہ، فرق اس قدر، کہ محلہ میں مختلف لوگ رہتے ہیں اور قبیلے میں صرف ایک شخص کی اولاد اور اسی کے نام سے وہ قبیلہ مشہور ہوا ہے۔ ۱۲

اس کی رات میں عبادت کرے ایمان دار ہو کر ثواب سمجھ کر اس کے اگلے گناہ سب بخش دیئے جاتے ہیں اور جو لیلۃ القدر میں عبادت کرے ایماندار ہو کر ثواب سمجھ کر اس کے بھی اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (بخاری ترمذی)

(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا پروردگار فرماتا ہے کہ ہر نیکی کے عوض میں دس ثواب ملتے ہیں سات سو تک مگر روزہ کہ وہ میرے ہی لئے ہے میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اور روزہ آگ کے لئے سپر ہے اور بے شک روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کو زیادہ پسند ہے مشک کی خوشبو سے اور اگر کوئی جاہل کسی روزہ دار سے جھگڑا کرے تو اس کو چاہیئے کہ کہہ دے اِنِّیْ صَائِمٌ میں روزہ دار ہوں۔ (بخاری۔ ترمذی)

یہ حدیث نہایت غور سے دیکھنے کے قابل ہے۔ روزے کی نسبت پروردگار عالم کا ارشاد ہوتا ہے کہ یہ ان تمام عبادتوں سے مستثنی ہے جن کا اجر دس گنے سے سات سو تک ملتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے کہ اس کی جزا میں دوں گا۔ فرشتوں کا بھی واسطہ نہ ہوگا۔ اس سے زیادہ روزہ داروں کو اور کیا خوشی ہو سکتی ہے کہ وہ اپنی اس عبادت کا بدلہ اپنے مالک کے ہاتھوں سے پائیں گے۔ کسی غیر کو دخل تک نہ ہوگا پھر وہ بھی خدا جانے کیا اور کس قدر در حقیقت جو لوگ روزے کو نماز پر فضیلت دیتے ہیں۔ فی الجملہ ایک حد تک معذور ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ روزے

ملہ اس مضمون کی احادیث میں اس جگہ قام اور احی کے الفاظ ہیں جن کے معنی پوری شب کا جاگنا ہوا مگر احادیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر شب کا اکثر حصہ عبادت میں گذرے تو پوری شب کا شمار عبادت میں ہوتا ہے ہاں اگر پوری شب عبادت کرے اور کسی قسم کی ماندگی نہ آئے تو اور بھی بہتر ہے ۱۲

ملہ مطلب یہ ہے کہ حالت صوم میں کسی سے جھگڑا نہ کرے اگر کوئی کرے بھی تو ٹال دے اور اس سے کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں جھگڑا نہ کروں گا۔ بعض علماء نے لکھا ہے کہ صرف دل میں سمجھ لینا کافی ہے کہنے کی ضرورت نہیں مگر بہتر یہی ہے کہ بغرض اتباع کہہ دے ۱۲ شرح سفر السعادت

ملہ اسی حدیث کی طرف اشارہ کر کے مولانا جامی فرماتے ہیں ؎

آنجہ بلال شرع بشارت دہ است ۔۔۔ از ہمہ حرف آنکہ اجری بہ است

کو فرمایا کہ یہ ہمارے لئے ہے علماء نے اس کے کئی مطالب بیان فرمائے ہیں۔ (۱) روزہ ایسی عبادت ہے کہ کسی زمانے میں غیر خدا کے لئے نہیں کی گئی۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ یہ ہمارے لئے (۲) روزے میں ریا کا احتمال نہیں اگر صرف لوگوں کے خیال سے کوئی شخص روزہ رکھنا چاہیئے ممکن ہے کہ وہ پوشیدہ طور پر کھا پی لے کسی کو علم نہیں ہو سکتا کہ شخص روزہ دار نہیں پس جو شخص فی الواقع روزہ رکھتا ہے وہ خدا ہی کے لئے رکھتا ہے (۳) روزہ اللہ کی صفت ہے نہ کھاتا اور نہ پیتا اور جماع سے باز رہنا اسی کا وصف ہے اس لئے فرمایا گیا کہ روزہ ہمارے لئے ہے (شرح سفر السعادۃ)

خیر جو کچھ بھی ہو روزے کے فخر کے لئے کافی ہے کہ اس کو مالک عرش نے اپنا فرمایا ہے۔

ازاں دم کہ بام کس خویش خوانند ۔۔۔ دگر با کسے آشنائی نمانند

(۹) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کا نام ریّان ہے روزہ دار اسی سے بلائے جائیں گے جو روزہ دار ہوگا اسی دروازے سے داخل ہوگا اور جو اس دروازے سے داخل ہوگا کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ (ترمذی)

(۱۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن فرمایا کہ جو شخص دو چیزیں ایک قسم کی اللہ کی راہ میں خرچ کرے وہ جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا، جو شخص اہل نماز[۱] سے ہوگا وہ نماز کے دروازے سے اور جو شخص اہل صیام سے ہوگا وہ ریّان کے دروازے سے اور شخص اہلِ صدقہ سے ہوگا وہ صدقہ کے دروازے سے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جو شخص ان سب دروازوں سے بلایا جائے اس کو تو پھر کوئی ضرورت نہیں کیا کوئی ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا، آپ نے فرمایا کہ ہاں میں امید کرتا ہوں

---

[۱] اہل نماز سے وہ شخص مراد ہے جو نماز بہت پڑھا کرتا ہو اسی طرح اہل صیام وغیرہ سے ورنہ اگر ایک فرض نہ ادا کرے گو دوسرے کو ادا کرتا ہو ہرگز اس جزا کا مستحق نہیں ۱۲

کہ تم انہیں میں ہوگے (بخاری)

(۱۱) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جو کوئی اللہ کے واسطے ایک دن روزہ رکھے حق تعالیٰ اس کو دوزخ سے بہ قدر مسافت ستر برس کے دور رکھے گا۔ (بخاری)

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ دار کو دو دفعہ فرحت حاصل ہوتی ہے ایک افطار کے وقت دوسرے اس وقت جب اپنے پروردگار کو دیکھے گا۔ (بخاری، ترمذی)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روزے کی بدولت پروردگار بزرگ کے دیدار کی عظمت عظمیٰ بھی حاصل ہوگی۔

(۱۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ کو عید کا مہینہ فرماتے تھے (بخاری)

(۱۴) عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ اور قرآن[1] دونوں شفاعت کریں گے، بندے کا روزہ کہے گا کہ اے پروردگار میں نے اس کو کھانے سے روکا اور تمام خواہشات سے دن بھر باز رکھا پس میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما اور قرآن کہے گا میں نے سونے سے رات میں روکا پس میری سفارش اس کے لئے قبول فرما پس دونوں کی سفارش قبول ہو جائے گی (مشکوٰۃ)

(۱۵) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی راتوں میں عبادت کرنے کی ترغیب دیا کرتے تھے بغیر اس کے کہ کوئی قطعی حکم دیں فرماتے تھے کہ جو شخص رمضان کی رات میں عبادت کرے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ پس وفات پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور حال یہی رہا پھر حال یہی رہا خلافت میں ابوبکر صدیق کی اور شروع خلافت میں عمر بن خطاب کی رضی اللہ عنہما۔ (بخاری۔ ترمذی)

---

[1] یہاں قرآن سے مراد نماز تراویح ہے جیسا کہ کتاب اللہ میں قرآن الفجر سے نماز فجر مراد ہے (مرقاۃ المفاتیح)

(۱۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رمضان میں بے عذر شرعی ایک دن بھی روزہ نہ رکھے تو اس روزے کے بدلے میں اگر تمام عمر روزہ رکھے تو کافی نہ ہوگا۔ (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ وہ گناہ معاف نہ ہوگا اور وہ ثواب نہ ملے گا ورنہ قضا تو صحیح ہو جائے گی اور اگر صدق دل سے توبہ کرے تو امید معافی کی بھی ہے۔

یہاں تک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اقوال تھے اگر آپ کے اعمال و عبادات پر جو اس ماہ مبارک میں ہوتے تھے نظر ثانی کی جائے تو فی الواقع سوا اس کے کہ قوت نبوت تھی ورنہ کوئی بشر ان کا تحمل نہیں کر سکتا، ایک ادنیٰ بات یہ تھی کہ کبھی دو دو دن تین تین اور کبھی اس سے بھی زیادہ پے در پے روزے رکھتے تھے اور رات کو بھی افطار نہ فرماتے تھے نہ کچھ کھاتے تھے نہ کچھ پیتے تھے، یوں تو آپ پورے مہینہ میں عبادت کی کثرت فرماتے تھے مگر خاص کر اخیر عشرہ میں زیادہ اہتمام ہوتا تھا، احادیث صحیحہ میں ہے کہ جب اخیر عشرہ آتا تو آپ اپنے ازار کو سخت[1] باندھتے تھے اور اپنے گھر والوں کو بھی شب بیداری کا حکم دیتے تھے، جود و سخا آپ کا یوں ہی عام تھا مگر خاص کر اس مہینے میں اور ہی کیفیت ہوتی تھی، اللہ پاک کے جود و کرم کا ایک سچا نمونہ صفحۂ ہستی پر کھچ جاتا تھا، ایک صحیح حدیث کے الفاظ یہ ہیں - كان النبیّ صلّى الله عليه وسلّم اجود الناس واجود ما يكون فی رمضان حين يلقاه جبرئيل و كان جبرئيل يلقاه كلّ ليلة فی رمضان حتیٰ ينسلخ فاذا لقيه جبرئيل كان اجود الناس بالخير من الريح المرسلة لايسال شيئًا الا اعطاه ط[2]

خیر یہ حال تو ایک اولوالعزم پیغمبر کا تھا صحابہ کا حال ایک اجمالی نظر سے دیکھئے ان کے دلوں میں کس قدر عظمت اور محبت اس مہینے کی تھی اور روزے پر کس قدر دلدادہ

---

[1] کنایہ ہے ترک جماع سے ۱۲ [2] نبی صلی اللہ علیہ وسلم یوں ہی تمام لوگوں سے زیادہ بخشش کرنے والے تھے مگر تمام دنوں سے زیادہ رمضان میں آپ کا جود ہوتا تھا جب آپ سے جبرئیل ملاقات کرتے تھے اور وہ رمضان ہر رات میں آتے تھے بس اسی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم جود و بخشش میں ہوا سے بھی تیز ہوتے تھے کسی چیز کا آپ سے سوال کیا جاتا تھا مگر آپ دیدیتے تھے ۱۲

اور حریص تھے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت میں منقول ہے کہ انہوں نے پندرہ دن تک رات کو بھی افطار نہیں کیا اور دوسرے بزرگوں سے بھی اس قسم کی روایتیں منقول ہیں۔ (شرح سفر السعادۃ)

انس بن مالک کہتے ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جہاد کے خیال سے نوافل کے روزے بہت کم رکھتے تھے۔ بعد آپ کے میں نے ایام ممنوعہ کے سوا کبھی ان کو افطار کرتے نہیں دیکھا (صحیح بخاری)

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میرے اس قول کی خبر پہنچی کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک زندہ رہوں گا ہمیشہ روزہ رکھوں گا، آپؐ نے مجھ سے پوچھا کہ تم ایسا کہتے ہو، میں نے اقرار کیا، آپؐ نے فرمایا کہ یہ نبھ نہ سکے گا کبھی روزہ رکھو کبھی نہ رکھو، مہینے میں تین دن روزہ رکھ لیا کرو، سال بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ کو اس سے زیادہ طاقت ہے، ارشاد ہوا کہ اچھا ایک دن روزہ رکھو، دو دن افطار کرو، میں نے عرض کیا کہ مجھ کو اس سے بھی زیادہ طاقت ہے، ارشاد ہوا کہ اچھا ایک دن روزہ رکھو ایک دن افطار کرو اور یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا طریقہ تھا اور یہ افضل ہے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھ کو اس سے بھی زیادہ طاقت ہے تب آپؐ نے فرمایا کہ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں۔ (صحیح بخاری)

ذرا اس حرص کو دیکھئے صحابہؓ نے تو یہاں تک کیا کہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو روزہ رکھاتے تھے جن کو بھوک کی برداشت نہ ہوتی تھی اور بہلاوے لگتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حضور میں ایک آدمی لایا گیا جس نے رمضان میں نشہ پیا تھا تو آپ نے فرمایا کہ تیری خرابی ہو ہمارے بچے تک تو روزہ دار ہیں اور اس شخص پر حد جاری کی۔ (صحیح بخاری)

ربیع رضی اللہ عنہا معوذ بن عفرا کی بیٹی فرماتی ہیں کہ ہم خود روزہ رکھتے تھے اور اپنے

۱؎ یہ ابو طلحہ انس بن مالک کی والدہ کے شوہر ہیں رضی اللہ عنہم ۱۲

۲؎ حدیث میں فطر اور اضحیٰ کے لفظ ہیں مگر چونکہ اضحیٰ سے تمام ایام تشریق مراد ہیں اس لئے ہم نے بجائے اس کے ایام ممنوعہ کا لفظ استعمال کیا ۱۲

Marfat.com

بچوں کو روزہ رکھاتے تھے اور روئی کی گڑیاں بنا رکھتے تھے جب کھانے کے لئے وہ روتے تو وہی گڑیاں ان کو دیتے تھے اسی طرح شام تک ان کو بہلا رکھتے تھے۔ (صحیح بخاری)

رویت ہلال کے احکام

(۱) شعبان کی انتیسویں تاریخ کو لوگوں پر واجب کفایہ ہے کہ رمضان کا چاند دیکھنے کی کوشش کریں اگر چاند دیکھ لیا جائے تو اسی کی صبح سے روزہ رکھنا شروع کردیں اور اگر نہ دیکھا جائے تو اس کی صبح کو روزہ نہ رکھیں، بلکہ یہ خیال کرلیں کہ شعبان کا مہینہ تیس دن کا تھا۔

(۲) رجب کی انتیسویں تاریخ کو شعبان کا چاند دیکھنے کی کوشش کرنا مستحب ہے اس لئے کہ ممکن ہے انتیسویں رجب کو چاند نکل آئے اور ان لوگوں کو خبر نہ ہو اور یکم شعبان کو تیس رجب سمجھیں اور یہ اختلاف اخیر تاریخ تک پہنچے جس سے یہ تیس شعبان کو انتیس سمجھیں اور اس روز کسی سبب سے چاند دکھلائی دے تو اس کی صبح کو تیس شعبان، حالانکہ وہ یقیناً یکم رمضان کی ہوگی اس صورت میں ان لوگوں کا ایک روزہ مفت میں جاتا رہے گا۔

(۳) جو شخص رمضان کا چاند دیکھے اس پر واجب ہے کہ اسی رات میں اس مقام کے لوگوں کو خبر کردے۔ یہاں تک کہ غلام بے اجازت اپنے آقا کے اور منکوحہ پردہ نشین عورت بے رضامندی شوہر کے اپنے گھر سے نکل کر اس خبر کو بیان کرے، یہ حکم اس وقت کے لئے ہے جب کہ ایک ہی شخص نے چاند دیکھا ہو اور وہ شخص فاسق نہ ہو، اگر کئی شخصوں نے چاند دیکھا ہو تو پھر کسی پر واجب نہیں اسی طرح اگر وہ دیکھنے والا فاسق ہو، تب بھی واجب نہیں اس خیال سے کہ فاسق کی شہادت اکثر مقبول نہیں ہوتی، مگر بہتر اس صورت میں بھی یہی ہے کہ وہ اپنے دیکھنے کی خبر بیان کردے۔ (در مختار۔ رد المختار۔ فتاوی ہندیہ)

عورت کے لئے یہ حکم نہایت ضرورت کے وقت ہے جب یہ بات معلوم ہو کہ بے اس کی شہادت کے رویت کا ثبوت کسی طرح نہ ہوگا (رد المختار)

(۴) رمضان کے چاند میں صرف ایک آدمی کی خبر مقبول ہو جاتی ہے تین شرطوں سے (۱) خبر دینے والا مسلمان عاقل بالغ ہو اور فاسق نہ ہو یا اس کا فسق و عدالت دونوں غیر معلوم ہوں (۲) اپنے دیکھنے کی خبر دے (۳) چاند کے نکلنے کی جگہ غبار یا ابر وغیرہ کی وجہ سے صاف نہ ہو کہ ہر شخص اس کو آسانی سے دیکھ لے پہلی شرط اگر نہ پائی جائے۔ مثلاً کوئی کافر یا مجنون مست یا نابالغ بچہ خبر دے یا کوئی ایسا شخص خبر دے جس کا فاسق ہونا وہاں کے لوگوں پر ظاہر ہو تو پھر اس کا قول اعتبار کے قابل نہ ہوگا اور اگر دوسری شرط نہ پائی جائے۔ مثلاً کوئی شخص دوسرے لوگوں کا دیکھنا بیان کرے تو قابل اعتبار نہیں، ہاں اگر اسی شہر کے قاضی کا دیکھنا بیان کرے اور یہ کہ قاضی نے اس کو اس خبر دینے کا حکم دیا ہے تو ایسی صورت میں اس کا قول معتبر ہوگا، اور اگر تیسری شرط نہ پائی جائے۔ یعنی مطلع صاف ہو تب بھی ایک شخص کا بیان کرنا کافی نہیں ہے، ہاں اگر وہ شخص کسی اور شہر کا رہنے والا ہو یا وہ اپنا چاند دیکھنا جنگل میں بیان کرے یا اسی شہر میں رہتا ہو مگر کسی اونچے مقام سے اپنا دیکھنا بیان کرے تو ایسی حالت میں اس کا قول کافی ہوگا۔ (ردالمحتار۔ عالمگیری)

(۵) عید الفطر کا چاند بغیر اس کے کہ دو متقی پرہیزگار مرد یا ایک مرد اور ایک دو عورت قاضی کے پاس گواہی دیں ثابت نہ ہوگا، یہ بھی اس وقت جب کہ مطلع صاف نہ ہو۔

(۶) اگر مطلع صاف نہ ہو تو رمضان اور فطر دونوں میں دو ایک آدمیوں کا کہنا کفایت نہ کرے گا۔ بلکہ اس قدر آدمی ہوں جن کے خبر دینے سے یقین یا گمان غالب ہو جائے۔

(۷) جن مقامات میں شریعت کی طرف سے کوئی قاضی یا حاکم ہو وہاں چاند دیکھنے کی خبر حاکم یا قاضی کے سامنے بیان کرنا چاہیے اس کو اختیار ہے کہ جو اس وقت روئداد حال سے اس کو حق معلوم ہو حکم دے۔

(۸) جن مقامات میں کوئی قاضی یا حاکم شریعت کی جانب سے نہ ہو جیسے ہندوستان میں تو وہاں کے لوگ خود ان قواعد کے موافق عمل کریں۔ (ردالمحتار، عالمگیری)

Marfat.com

(۹) جس شخص نے رمضان یا فطر کا چاند دیکھا ہو اور اس کی خبر کسی سبب سے قابل اعتبار قرار نہ پائے تو اس کو دونوں دنوں میں روزہ رکھنا واجب ہے فرض نہیں۔

(۱۰) اگر حاکم یا قاضی رمضان کا چاند خود دیکھے تو اس کو اختیار ہے کہ کسی کو اپنا نائب مقرر کرکے عام لوگوں کو خبر کردے یا خود لوگوں کو حکم دے بخلاف عید کے اس لئے کہ عید میں ایک آدمی کی شہادت کسی حالت میں کافی نہیں۔

(۱۱) چاند کا ثبوت نجوم کے قواعد سے جیسا جنتری وغیرہ میں لکھا جاتا ہے کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ اگرچہ چند لوگ ثقہ اور پرہیزگار اس علم کے ماہر اس کی خبر دیں اور صحیح یہ ہے کہ ان لوگوں کو خود بھی اپنے حساب پر عمل کرنا جائز نہیں (ردالمختار)

(۱۲) چاند کی رویت کسی کے تجربہ سے بھی ثابت نہیں ہوتی، گو وہ تجربہ کیسا ہی معتبر کیوں نہ ہو، مثلاً امام جعفر صادقؓ سے منقول ہے کہ رجب کی پانچویں تاریخ جس دن ہوتی ہے اسی دن رمضان کی پہلی تاریخ ہوتی ہے یہ تجربہ اکثر علماء کے امتحان میں آچکا ہے حتیٰ کہ مولانا شیخ محمد عبدالحی فرنگی محلی نے فلک الدوار میں لکھا ہے کہ میں بھی اس کو بارہ برس سے آزما رہا ہوں، ہر مرتبہ صحیح نکلتا ہے، مگر پھر بھی اس تجربے کے اعتماد پر چاہیئے کہ رویت ہلال کا ثبوت ہو جائے، ہرگز نہیں ہو سکتا۔

(۱۳) چاند کی خبر تار یا خط کے ذریعہ سے قبول نہ کی جائے گی، ہاں اگر قاضی کا خط قاضی کے پاس آئے تو وہ قابل اعتبار ہے۔

(۱۴) اگر کسی شہر کے کچھ[ع] لوگ آکر شہادت دیں کہ وہاں چاند دیکھا گیا اور قاضی نے ان کی خبر قبول کر لی تو یہ شہادت ان کی معتبر ہوگی، بخلاف اس کے اگر صرف وہاں کے لوگوں کا دیکھنا یا صرف قاضی کا لوگوں کو حکم دینا نقل کریں تو یہ نقل قابل قبول نہ ہوگی۔

(درالمختار، ردالمختار وغیرہ)

ع یہ لوگ کم سے کم دو مرد یا ایک مرد اور دو عورت ہوں۔

Marfat.com

(۱۵) ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت[1] ہے ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فصل کیوں نہ ہو حتیٰ کہ ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے

---

[1] ظاہر روایت میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہی منقول ہے اور جمہور حنفیہ کا اسی پر اعتماد ہے امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے نزدیک ایک شہر والوں کا دیکھنا دوسرے شہر والوں کے لئے کافی نہیں بعض حنفیہ نے مثل صاحب تبیین الحقائق وغیرہ کے اسی قول کو ترجیح دی ہے مگر یہ قول خلاف مذہب ہونے کے علاوہ چونکہ بے دلیل بھی ہے لہذا قابل ترک ہے حنفیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں صُوْمُوْا لِرُؤْیَتِہٖ وَاَفْطِرُوْا لِرُؤْیَتِہٖ خطاب عام ہے تمام دنیا کے مسلمانوں سے لہذا اگر ایک بھی دیکھ لے گا تو سب پر روزہ رکھنا ضروری ہو جائے گا۔ امام شافعی وغیرہ کے عقلی اور قیاسی دلائل کے جوابات تو شامی وغیرہ میں موجود ہیں۔ باقی رہی ایک حدیث جس کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ ابن عباسؓ نے کریب سے جب وہ سفر شام سے واپس آئے پوچھا کہ وہاں چاند کب دیکھا گیا انہوں نے کہا کہ شب جمعہ کو ابن عباس نے پوچھا کہ تم نے دیکھا انہوں نے کہا اور لوگوں نے دیکھا اور روزہ رکھا حضرت امیر معاویہؓ نے بھی روزہ رکھا۔ ابن عباسؓ نے کہا ہم نے شب شنبہ کو دیکھا ہے اسی حساب سے روزہ رکھیں گے کریب نے کہا کہ کیا آپ کے نزدیک حضرت معاویہؓ کا روزہ رکھنا اور دیکھنا کافی نہیں ہے انہوں نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا ہے امام ترمذی کے نزدیک ابن عباسؓ کے نہ ماننے کا سبب اختلاف شہر ہے حالانکہ یہ سبب بھی ہو سکتا ہے کہ شہادت باقاعدہ نہ تھی کریب نے اپنا دیکھنا بیان نہیں کیا بلکہ دوسروں کا دیکھنا اور ایسی حالت میں کم سے کم دو آدمی اس بات کے گواہ ہونا چاہئیں کہ وہاں کے لوگوں نے چاند دیکھا اور حضرت معاویہؓ نے ان کے قول کو قبول کر لیا صرف کریب کا کہنا کافی نہیں ہو سکتا جیسا کہ نمبر ۱۳ میں بیان ہو چکا ہے۔ یہی مطلب اس حدیث کی عبارت سے ظاہر بھی ہے ورنہ ابن عباس کا ان کی رویت کو پوچھنا بالکل بیکار ہو جائے گا۔ اگر انکار اختلاف شہر کے سبب سے ہوتا تو پہلے ہی سے کہہ دیتے کہ ہم اس رویت کا اعتبار نہ کریں گے اس پوچھنے کی کیا ضرورت تھی کہ تم نے خود دیکھا یا نہیں۔ حنفیہ کو بھی اس امر کا انکار نہیں ہے کہ دو شہروں میں اختلاف طلوع ممکن نہیں بلکہ جن شہروں میں ایک مہینہ کی مسافت ہوگی وہاں اختلاف طلوع ضرور ہوگا (باقی بر صفحہ آئندہ)

اور اس کی خبر معتبر طریقے سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا (در مختار۔ ردالمختار وغیرہ)

(۱۶) اگر دو ثقہ آدمیوں کی شہادت سے رویت ہلال ثابت ہو جائے اور اسی حساب سے لوگ روزہ رکھیں بعد تیس روزے پورے ہو جانے کے عید الفطر کا چاند نہ دیکھا جائے خواہ مطلع صاف ہو یا نہیں تو اکتیسویں دن افطار کر لیا جائے اور وہ دن شوال کی پہلی تاریخ سمجھی جائے (ردالمختار وغیرہ)

(۱۷) اگر صرف ایک آدمی کے کہنے سے لوگوں نے روزہ رکھا ہو اور تیسویں دن کا چاند نہ دیکھا جائے اور اگر مطلع صاف نہ ہو تو اکتیسویں دن افطار کر لیا جائے اور اگر مطلع صاف ہو تو پھر افطار جائز نہیں اور حاکم وقت پر اس کو اس جھوٹی خبر کی سزا دینی لازم ہے۔

(۱۸) اگر تیس[1] تاریخ کو دن کے وقت چاند دکھلائی دے تو وہ شب آئندہ کا سمجھا جائے[2] گا شب گذشتہ کا نہ سمجھا جائے گا اور وہ دن آئندہ مہینے کی تاریخ نہ قرار دیا جائے گا خواہ یہ رویت زوال سے پہلے ہو[3] یا زوال کے بعد (ردالمختار وغیرہ)

(۱۹) چاند دیکھنے کے وقت انگلیوں سے اشارہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (ردالمختار)

(۲۰) جو شخص رمضان یا عید کا چاند دیکھے اور کسی سبب سے اس کی شہادت شرعاً قابل اعتبار نہ قرار پائے اس پر دونوں دنوں کا روزہ رکھنا واجب[4]

(بقیہ صفحہ سابقہ) ہوگا بحث اس میں ہے کہ اس اختلاف کا شریعت میں اعتبار ہے یا نہیں حنفیہ امر ثانی کے قائل ہیں اور شافعیہ حنبلیہ امر اول کے واللہ اعلم بالصواب ۱۲۔ [1] تیس تاریخ کی قید اس لئے لگائی گئی ہے کہ انتیس تاریخ کو اگر ایسا واقعہ ہوتا تو بالاتفاق شب آئندہ کا سمجھا جائیگا ورنہ لازم آئے گا کہ مہینہ اٹھائیس دن کا ہو جائے اور یہ ممکن نہیں ۱۲ [2] یہ مذہب امام ابوحنیفہؒ اور امام محمد کا ہے اور فقہائے حنفیہ اسی کے قائل ہیں قاضی ابی یوسف کے نزدیک اگر قبل زوال دیکھا جائے تو شب گذشتہ کا سمجھا جائے گا ۱۲ [3] یہ مذہب حنفیہ کا ہے کہ کفارہ پر عبادات فرض نہیں امام شافعی اس کے خلاف ہیں نتیجہ اس خلاف کا یہ ہوگا کہ ان کے نزدیک کفارہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

ہے۔(ردالمختار)

روزے کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر پر روزہ واجب نہیں۔
(۲) بالغ ہونا۔ نابالغ پر روزہ واجب نہیں۔
(۳) رمضان کی فرضیت سے واقف ہونا یا دارالاسلام میں رہنا جو شخص دارالحرب میں رہتا ہو اور رمضان کی فرضیت سے ناواقف ہو اس پر روزہ واجب نہیں (ردالمختار وغیرہ)
(۴) ان عذروں سے خالی ہونا جن کی حالت میں روزہ نہ رکھنا مباح ہے وہ عذر دس ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے (۱) سفر خواہ جائز ہو یا ناجائز[1] (۲) حمل بشرطیکہ روزہ رکھنے میں اپنے یا بچے کی مضرت کا گمان غالب ہو (۳) دودھ پلانا بشرطیکہ بچے کی مضرت کا گمان غالب ہو خواہ دودھ پلانے والی بچے کی ماں ہو یا دائی[2] خواہ اس دائی نے رمضان سے پہلے نوکری کی ہو یا عین رمضان میں۔ گمان غالب کی چند صورتیں ہیں۔ اپنے یا کسی کے تجربہ سے مضرت ثابت ہو چکی ہو، یا کسی طبیب حاذق مسلمان کی رائے مضرت کی جانب ہو بشرطیکہ وہ طبیب متقی و پرہیزگار ہو یا اس کا تقویٰ اور عدم تقویٰ کچھ نہ معلوم ہو۔ (۴) کسی مرض کے پیدا ہو جانے یا بڑھ جانے یا مر جانے کا خوف ہو۔ مثلاً کسی کو سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا ہو اور اگر وہ روزہ رکھے اور دوا کا استعمال نہ کرے تو مر جائے یا بیمار ہو جائے

(بقیہ صفحہ سابقہ) پر عبادات کے نہ ادا کرنے کا بھی عذاب ہوگا۔ ہمارے نزدیک نہیں بعض فقہائے مثل صاحب بدائع کے ان دونوں روزوں کو مستحب کہا ہے مگر اکثر فقہا کی تصریحات کے خلاف ہے ۱۲۔ [1] امام شافعیؒ کے نزدیک ناجائز سفر میں روزہ رکھنا مباح نہیں ۱۲
[2] بعض فقہاء نے مثل صاحب ذخیرہ کے صرف دائی کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت کے ساتھ خاص کیا ہے ماں کو نہیں اس لئے کہ باپ کسی اور کو دودھ پلانے کے لئے نوکر رکھ سکتا ہے مگر یہ قول اکثر فقہاء کے خلاف ہے ۱۲ (بحرالرائق)

کا خوف ہو اور درد چشم اور درد سر وغیرہ بھی ان امراض میں ہیں جن کے بڑھ جانے کے خوف سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ جو شخص کسی بیمار کی خدمت کرتا ہو اور اس کے روزہ رکھنے سے اس بیمار کی تکلیف کا خیال ہو وہ بھی اس حکم میں داخل ہے (۵) کمزوری ایسی کہ روزہ نہ رکھ سکتا ہو خواہ یہ کمزوری بڑھاپے کے سبب سے ہو یا بیماری کی خواہ پھر قوت آنے کی امید ہو یا نہیں (۶) جان یا بدن کا خوف مثلاً کوئی دشمن کہے کہ اگر تو روزہ رکھے گا تو ہم تجھ کو مار ڈالیں گے یا تیرا کوئی عضو کاٹ لیں گے (۷) جہاد یعنی کسی دشمن سے محض خدا کے لئے لڑنا بشرطیکہ روزہ رکھنے سے کمزوری کا خیال ہو کہ جس سے لڑائی میں نقصان آئے (۸) بھوک ایسی کہ روزہ کا تحمل نہ ہو سکے (۹) پیاس اس قدر کہ روزہ نہ رکھ سکے (۱۰) بے عقل ہونا جنون اور مستی اور بیہوشی کی حالت میں روزہ واجب نہیں۔ (در مختار۔ رد المحتار وغیرہ)

یہ عذر جو ہم نے بیان کئے ان میں سے بعض ایسے ہیں جن کے رفع ہو جانے کے بعد جس قدر روزے فوت ہوئے ان کی قضا یا عوض کچھ لازم نہیں ہوتا اور بعض ایسے ہیں کہ جن میں روزے کا عوض واجب ہوتا ہے بعض ایسے ہیں جن کے رفع ہو جانے کے بعد قضا لازم ہوتی ہے ان سب عذروں کے تفصیلی حالات عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ بیان ہوں گے۔

روزے کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر کا روزہ صحیح نہیں۔

(۲) حیض نفاس سے خالی ہونا حیض نفاس والی عورتوں کا روزہ صحیح نہیں، ہاں اس کے بعد کہ حیض نفاس بند ہو چکا ہو، گو غسل نہ کیا گیا ہو، روزہ صحیح ہے، اس لئے کہ روزے کے صحیح ہونے میں طہارت شرط نہیں۔

(۳) نیت[1] یعنی دل سے روزے کا قصد کرنا۔ اگر کوئی شخص بے قصد و بے ارادہ کچھ نہ کھائے نہ پئے اور تمام ان چیزوں سے جن سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے،

---

[1] امام زفر رحمۃ اللہ کے نزدیک نیت شرط نہیں ہے۔ یہ ہمارے امام صاحب کے شاگرد ہیں ۱۲

Marfat.com

بچے تو اس کا روزہ صحیح نہیں۔

نیت کے مسائل:۔ (۱) رمضان کے ہر روزے میں نیت کرنا ضروری ہے ایک روز نیت کر لینا تمام روزوں کے لئے کافی نہیں (۲) نیت کا زبان سے ظاہر کرنا کچھ ضروری نہیں، صرف دلی قصد کافی ہے حتیٰ کہ سحور کھانا خود قائم مقام نیت کے ہے۔ اس لئے کہ سحور روزہ رکھنے کی غرض سے کھائی جاتی ہے (بحر الرائق)

ہاں اگر کسی کی عادت اس وقت کھانے کی ہو یا کوئی بدبخت سحور کھاتا ہو روزہ نہ رکھتا ہو اس کے لئے سحور کھانا قائم مقام نیت کے نہیں (۳) رمضان کے ادائی روزوں میں اور اس نذر کے روزوں میں جس میں دن تاریخ کی تخصیص کر دی گئی ہو اور نوافل کے روزوں میں غروب آفتاب کے بعد سے نصف نہار شرعی[1] سے کچھ پہلے تک نیت کر لینی کافی ہے، اگر کوئی شخص رات کو نیت کرنا بھول جائے، صبح کو یاد آئے، یا دن چڑھے تو اس وقت بھی نیت کر سکتا ہے۔ (۴) رمضان کے قضائی روزوں میں اور نذر غیر معین اور کفارات کے روزوں میں اور اس نفل کی قضا میں جو شروع کر کے فاسد کر دی گئی ہو غروب آفتاب کے بعد سے صبح صادق کے طلوع تک نیت کر لینا ضروری ہے۔ بعد صبح صادق کے اگر نیت کی جائے تو کافی نہ ہوگی (۵) کسی روزے کی نیت غروب آفتاب سے صحیح نہیں (۶) رمضان کے ادائی روزوں میں صرف روزے کی نیت کر لینا کافی ہے، فرض کے تخصیص کی کچھ ضرورت نہیں، بلکہ اگر کسی کو معلوم نہ ہو کہ یہ مہینہ رمضان کا ہے اور وہ کسی نفل یا کسی واجب روزے کی نیت کرے تب بھی کافی ہے۔ ہاں مریض کے لئے چونکہ اس پر رمضان کا روزہ فرض نہیں، اس لئے فرض کی تخصیص ضروری ہے اور اگر کسی نفل یا صرف روزے کی نیت کرے گا تو پھر رمضان کا روزہ نہ ہوگا، بلکہ اسی نفل کا، لہٰذا مریض پر رمضان کے روزے کے لئے فرض کی

---

[1] نصف نہار یعنی آدھا دن شرعی کی قید اس لئے کہ عرفی نصف نہار تک نیت کی اجازت نہیں شرعی نہار صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہوتا ہے اور عرفی طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک لہٰذا شرعی نہار کا نصف پہلے ہوگا اور عرفی کا اس کے بعد مثلاً عرفی نصف نہار بارہ بجے ہو تو شرعی گیارہ بجے ہو جائے گا کچھ کم و بیش ۱۲

Marfat.com

تخصیص ضروری ہے اور مسافر کو یہ ضروری ہے کہ کسی دوسرے واجب روزے کی نیت نہ کرے خواہ رمضان کی نیت کرے یا نفل کی صرف روزے کی نیت رمضان کے قضائی روزوں میں اور مطلق اور نوافل کی قضا کے روزوں میں ان کی تخصیص ضروری ہے بے تخصیص کے ان کی نیت درست نہ ہوگی (۸) نیت میں تبرکاً انشاء اللہ کہہ لینا کچھ مضر نہیں (۹) روزے کی حالت میں افطار کی نیت کر لینے سے روزے کی نیت باطل نہیں ہوتی۔

روزے کے اقسام

روزے کی آٹھ قسمیں ہیں۔ فرض معین[عہ]، فرض غیر معین، واجب معین، واجب غیر معین، مسنون، مستحب، مکروہ تحریمی، مکروہ تنزیہی۔

فرض معین۔ رمضان کے ادائی روزے۔

فرض غیر معین۔ رمضان کے قضائی روزے۔

واجب معین (۱) نذر معین یعنی جس میں دن تاریخ کی تخصیص مثلاً کوئی شخص منت مانے کہ میں فلاں تاریخ فلاں دن یا فلاں مہینے میں روزہ رکھوں گا تو اس کو اسی دن اسی تاریخ یا اسی مہینے میں روزہ رکھنا واجب ہوگا (۲) جس شخص نے رمضان یا عید کا چاند دیکھا ہو اور شرعاً اس کی شہادت قبول نہ ہوئی ہو اس پر ان دونوں دنوں کا روزہ۔

واجب غیر معین، کفارے[عہ] کے روزے (۲) نذر غیر معین جس میں دن تاریخ کی تخصیص نہ ہو مثلاً کوئی شخص منت کرے کہ میں چار روزے رکھوں گا اور دن تاریخ کا کچھ ذکر نہ کرے (۳) ان روزوں کی قضا جو شروع کرنے کے بعد فاسد ہو گئے ہوں۔ مسنون۔

عہ معین سے مقصود یہ ہے کہ اس کا وقت مقرر ہو اور غیر معین جس کا وقت مقرر نہ ہو ۱۲

عہ کفارے کے روزوں کو اکثر فقہائے فرائض میں شمار کیا ہے مگر درحقیقت یہ فرض نہیں، اسلئے کہ ان کے منکر کو کوئی کافر نہیں کہتا، ہاں واجب کی اعلیٰ قسم میں ہیں اسی وجہ سے محقق کمال الدین بن ہمام نے ان کو واجبات میں لکھا ہے، اور علامہ شامی لکھتے ہیں کہ یہی مناسب ہے ۱۲

Marfat.com

(۱) عرفہ[1] کا روزہ (۲) عاشورا[1] محرم کی دسویں تاریخ) کا روزہ ایک دن ملا کر خواہ اس کے بعد کا یا اس کے قبل کا (۳) ہر مہینے کی تیرھویں یا چودھویں پندرھویں کا روزہ۔

مستحب :۔ شوال کے مہینے میں عید کے بعد چھ دن روزہ رکھنا، بہتر یہ ہے کہ یہ روزے درمیان میں فصل دے دے کر رکھے جائیں (۲) دوشنبہ اور پنجشنبہ کا روزہ۔ (۳) ذی الحجہ کے پہلے عشرے کے آٹھ دن کا روزہ (۴) صوم[2] داؤد علیہ السلام یعنی ایک دن بیچ میں ناغہ دے کر سوائے ایام ممنوعہ کے ہمیشہ روزہ رکھنا (۵) خواص کو یوم شک کا روزہ۔

مکروہ تحریمی :۔ (۱) عید الفطر کے دن روزہ رکھنا (۲) ایام تشریق میں روزہ رکھنا۔ (۳) خاص کر عاشورہ کا روزہ رکھنا (۴) بالتخصیص سینچر یا اتوار کو روزہ رکھنا۔ (۵) بالتخصیص صرف جمعہ کا روزہ (۶) نوروز[3] کا روزہ (۷) مہرجان کا روزہ۔ (۸) عوام کو یوم شک[4] کا روزہ رکھنا (۹) عورت اور غلام اور مزدور کو نفل کا روزہ بے رضامندی اپنے شوہر اور مالک اور آقا کے (۱۰) رمضان سے پہلے ایک دو دن بغرض تعظیم رمضان کے روزہ رکھنا۔

مکروہ تنزیہی :۔ (۱) بغیر کسی دن کے بیچ میں ناغہ کئے ہوئے ہمیشہ روزہ رکھنا۔ (۲) روزہ میں وصال کرنا یعنی شب کو بھی افطار نہ کرنا اس کی کراہت اس شخص کے حق میں ہے جو اپنی طبیعت پر جبر کر کے ایسا کرے یا اس کو اس سے کچھ تکلیف ہو۔ اگر کوئی آدمی ایسا ہو جس کو ذرا بھی گراں نہ گذرے نہ کسی قسم کی تکلیف ہو تو اس کو

---

[1] عرفے اور عاشورے کے روزے کو بعض نے مستحب لکھا ہے اور بعض نے صوم عرفہ کو مستحب لکھا ہے در حقیقت یہ دونوں سنت ہیں ان دونوں کے فضائل حدیث میں بہت وارد ہوئے ہیں صوم عرفہ کی نسبت وارد ہوا ہے کہ وہ ایک سال گذشتہ اور ایک سال آئندہ گناہوں کا کفارہ ہے اور صوم عاشورا ایک سال گذشتہ کا ۱۲ سے[2] اس کو بھی بعض فقہا نے مستحب لکھا ہے مگر صحیح نہیں ان تاریخوں کے روزوں کو صیام ایام بیض کہتے ہیں فضائل ان کے بہت ہیں آنحضرت کی اس پر مداومت تھی ۱۲ سے[3] نوروز اور مہرجان دونوں مجوسیوں کے عید کے دن ہیں مہرجان بڑے دن کو کہتے ہیں اور نوروز شمسی سال کے ابتدائی دن کو کہتے ہیں ۱۲ سے[4] یوم شک یعنی شعبان کی ۳۰ تاریخ (باقی بر صفحہ آئندہ)

مکروہ نہیں سلف صالح خاص کر ہمارے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے بطریق صحیحہ منقول ہے (۳) سکوت کا روزہ رکھنا۔

روزے کے فرائض

چونکہ روزے سے حق جل شانہٗ کا اصل مقصود یہ ہے کہ بندوں میں ایک قوت صبر کی پیدا ہو جائے جو ایک اعلیٰ درجہ کا انسانی کمال ہے اور انسان اپنے نفس کی خواہشوں کے خلاف کرنے پر جو تمام خرابیوں اور حکم الٰہی کی نافرمانیوں کا منبع ہے قادر ہو جائے۔ چنانچہ اسی طرف قرآن شریف کا یہ لفظ اشارہ کر رہا ہے۔ لعلکم تتقون۔ پس دراصل اپنے نفس کی خواہشوں کے خلاف کرنا ہی روزے کی حقیقت ہے مگر شریعت نے تمام خواہشوں کے ترک کو فرض نہیں فرمایا بلکہ صرف بڑی بڑی تین خواہشوں کے ترک کو فرض فرمایا ہے جب انسان ان کے ترک پر قادر ہو جائے گا تو اور باقی خواہشیں کوئی چیز نہیں ہیں۔ وہ تین فرض یہ ہیں۔

(۱) صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک کچھ نہ کھانا۔ جن صورتوں میں کہ درحقیقت کوئی چیز کھائی نہیں جاتی مگر کھانے کی مشابہت ان میں پائی جاتی ہے ان کا بھی ترک کر دینا فرض ہے۔ (مثال) کوئی شخص کان ناک وغیرہ میں تیل ڈالے اور جوف میں پہنچ جائے پس اس صورت میں اگرچہ کوئی چیز کھائی نہیں گئی مگر کھانے کی مشابہت ضرور ہے۔ کھانے میں بھی ایک چیز جوف میں پہنچائی جاتی ہے اور اس میں بھی ایسا ہی ہوا تفصیل ان سب صورتوں کی مفسدات

(بقیہ صفحہ سابقہ) جب کہ ۲۹ کو بسبب ابر یا غبار کے رویت ہلال نہ ہوئی ہو۔ عوام اس دن احتیاطاً روزہ رکھتے ہیں، نیت یہ کرتے ہیں کہ اگر رویت ہوگئی ہو تو یہ روزہ رمضان کا ہے ورنہ نفل، اور یہ تردد نیت میں مکروہ ہے اسی سے عوام کو اس روزے کی ممانعت کی جاتی ہے، اگر قطعی طور پر نفل کی نیت کی جائے تو کچھ کراہت نہیں بلکہ مستحب ہے جو شخص قطعی نیت کرنے پر قادر ہو جائے وہ عوام میں نہ سمجھا جائے گا اور اگر رویت ہوگئی ہوگی تو وہ رمضان کا ہو جائے گا، نیت کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ۱۲ (ردمحتار وغیرہ)

(۲) صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک کچھ نہ پینا۔
(۳) صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک جماع نہ کرنا۔ لواطت بھی جماع کے حکم میں ہے اور جس فعل سے عادتاً خروج ہو جاتا ہے اس کے ذریعہ سے منی کا خارج نہ کرنا بھی فرض ہے۔ (مثال) کسی جانور کے جماع سے یا بذریعہ جلق کے منی کا خارج کرنا بخلاف کسی عورت کے دیکھنے یا بوسہ لینے یا لپٹانے کے اس لئے کہ ان سے عادۃً خروج منی نہیں ہوتا۔ پس ان افعال سے اگر منی خارج ہو جائے گی تو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔

صبح صادق کے طلوع سے ابتدائے طلوع مراد ہے اور غروب آفتاب سے جرم آفتاب کا نظر سے غائب ہو جانا کہ ان کی شعاع وغیرہ بالکل باقی نہ رہے جس وقت مغرب کا وقت آجاتا ہے۔

روزے کے سنن اور مستحبات

روزے میں تمام چیزوں سے بچنا مسنون ہے جن کے کرنے میں گناہ ہے۔ مثلاً غیبت کرنا جھوٹ بولنا چغلی کھانا کسی مال کا ناحق لے لینا۔ کسی کو ظلماً مارنا۔ یا کچھ سخت کہنا۔

اور بہ نسبت اور دنوں کے اس زمانہ میں عبادت کی کثرت کرنا خصوصاً رمضان کے اخیر عشرے میں شب بیداری کرنا اور مسجد میں اعتکاف کرنا بھی مسنون ہے رات کو پچھلے وقت صبح صادق سے پہلے کچھ کھا لینا مسنون ہے جس کو سحور[1] کہتے ہیں۔

روزے کے افطار میں جلدی کرنا یعنی وقت آجانے کے بعد تاخیر نہ کرنا

---

[1] حدیث میں اس کے بہت فضائل وارد ہوئے ہیں اور اس کو انبیاء علیہم السلام کی سنت فرمایا گیا ہے یہاں تک کہ اس کی تاکید کی گئی ہے کہ اگر کچھ نہ ممکن ہو تو صرف پانی ہی پی لو، یہود و نصاریٰ کے روزوں میں سحور کی اجازت نہ تھی ۱۲

Marfat.com

مستحب ہے اور اسی طرح سحری میں دیر کرنا یعنی صبح صادق سے تھوڑی دیر پہلے کھانا مستحب ہے، بہت پہلے کھا لینے میں سحری کا ثواب نہیں، روزے میں تمام ان چیزوں سے بچنا جن سے اور ائمہ کے نزدیک روزہ فاسد ہو جاتا ہے اگرچہ حنفیہ کے نزدیک ان سے فساد نہیں آتا ان چیزوں کی تفصیل انشاء اللہ تعالےٰ مفسدات صوم سے معلوم ہوگی۔

روزہ جن چیزوں سے فاسد ہو جاتا ہے

یہ بات ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ روزے میں اکل و شرب اور جماع کا ترک کرنا فرض ہے پس جب کوئی امر اس فرض کے خلاف کیا جائے گا تو روزہ فاسد ہو جائے گا یعنی جاتا رہے گا، فرق صرف اس قدر ہے کہ اگر کوئی ایسی چیز جوف میں پہنچائی جائے گی جس کے نافع ہونے کا خیال ہے خواہ غذا ہو یا دوا تو ایسی حالت میں روزے کی قضا رکھنا پڑے گی اور اس جرم کا کفارہ دینا ہوگا اور اگر کوئی ایسی چیز قصداً پہنچائی جائے، بلکہ خود پہنچ جائے یا اس کے نافع ہونے کا خیال نہ ہو تو صرف روزے کی قضا رکھنا پڑے گی۔ اسی طرح اگر کوئی ایسا فعل کیا جائے گا جس کی لذت جماع کی لذت کے برابر ہے تو قضا اور کفارہ دونوں ورنہ صرف قضا، حاصل یہ کہ روزہ کی فاسد کرنے والی چیزیں دو قسم کی ہیں، ایک وہ کہ جن سے صرف قضا لازم ہوتی ہے دوسرے وہ جن سے قضا کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں ہم ہر قسم کی تفصیل علیحدہ بیان کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔

(۱) بے قصد کوئی ایسی چیز جو غذاً یا دواءً انسان کے استعمال میں آتی ہو اجوف[۱] میں پہنچ جائے (مثال) ۱۔ کسی شخص نے کلی کرنے کے لئے منہ میں پانی لیا اور وہ حلق کے نیچے اتر گیا (۲) سوتے کی حالت میں کسی نے کچھ کھا پی لیا (۳) کسی کے منہ میں پانی گو ایک ہی قطرہ ہو یا برف کا ٹکڑا چلا گیا اور حلق کے نیچے چلا گیا (۴) ناک یا

۱؎ جوف سے جسم کا وہ اندرونی حصہ مراد ہے جو سینے سے شانے تک ہے دماغ بھی جوف کے حکم میں ہے شانہ جوف سے خارج ہے۔ (رد المختار)

Marfat.com

کان میں تیل وغیرہ ڈالا اور دماغ یا پیٹ میں پہنچ گیا۔ (۵) پیٹ یا دماغ کے زخم میں دوا ڈالی اور وہ اس زخم کی راہ سے پیٹ یا دماغ میں پہنچ گئی۔

(۲) کسی روزہ دار کو زبردستی کھلا پلا دی جائے۔

(۳) کوئی شخص احتقان[1] لے یا ناس کا استعمال کرے۔

(۴) کوئی شخص اس خیال سے کہ آفتاب غروب ہوگیا افطار کرے یا اس خیال سے کہ ابھی رات باقی ہے سحور کھالے تو اس کی اٹھارہ صورتیں ہیں کہ منجملہ ان کے پانچ میں صرف قضا واجب ہوتی ہے وہ یہ ہیں۔ (۱) اس گمان غالب پر کہ ابھی رات باقی ہے سحور کھالی اور بعد کھانے کے اس گمان کا غلط ہونا ظاہر ہوا یعنی رات نہ تھی (۲) اس[2] شک پر کہ ابھی رات باقی ہے سحور کھالی اور بعد کو اس شک کا غلط ہونا معلوم ہوا (۳) باوجود گمان غالب صبح صادق کے ہوجانے کا تھا اور رات ہوجانے کا صرف مرجوح خیال تھا مگر سحور کھائی اور اس گمان غالب کا صحیح ہونا ظاہر ہوا (۴) اس گمان غالب پر کہ آفتاب غروب ہوگیا، افطار کرلیا اور بعد کو اس گمان کا غلط ہونا ظاہر ہوگیا (۵) باوجودیکہ غروب آفتاب میں شک تھا افطار کرلیا اور بعد کو اس شک کا صحیح یا غلط ہونا کچھ نہ معلوم ہوا (۶) کسی شخص نے بہ سبب اس کے کہ اس کو روزے کا خیال نہ رہا کچھ کھاپی لیا، یا جماع کرلیا (۷) کسی کو بے اختیار قے ہوگئی یا احتلام ہوگیا یا صرف کسی عورت وغیرہ کے دیکھنے سے انزال ہوگیا اور مسئلہ نہ معلوم ہونے کے سبب وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا اور عمداً اس نے کھاپی لیا۔

(۵) کوئی شخص روزے کی حالت میں عمداً قے کرے بشرطیکہ وہ قے منہ بھر کر ہو

---

[1] کسی دوا کے مشترک حصہ کے ذریعہ سے پیٹ میں پہنچا دینا احتقان ہے جس کو ہمارے عرف میں عمل کہتے ہیں ۱۲ [2] شک اور گمان میں فرق یہ ہے کہ حالت شک میں دونوں جانب نفی اثبات کے برابر ہوتے ہیں اور گمان میں ایک جانب غالب ہوتا ہے اور اسی جانب غالب کو گمان کہتے ہیں۔ رات باقی ہونے کا شک ہے یعنی دل کو جس طرح رات ہونے کا خیال ہے اور اسی قدر رات نہ ہونے کا بھی خیال ہے ۱۲

Marfat.com

خواہ ایک ہی مرتبہ کی قے منہ بھر کر ہو یا کئی مرتبہ کی مگر ایک ہی مجلس میں اور خواہ کھانے پانی، صفرا خون کی قے ہو یا بلغم کی۔

(۶) کسی شخص نے روزے کی نیت ہی نہ کی، یا کی مگر بعد نصف نہار شرعی کے۔

(۷) کسی شخص نے رات کو روزے کی نیت نہ کی بلکہ بعد صبح صادق کے نصف نہار سے پہلے اس نے عمداً کچھ کھا پی لیا۔

(۸) کسی شخص نے کوئی ایسی چیز اپنے جوف میں پہنچائی جس کے مفید اور نافع ہونے کا خیال نہیں نہ غذاً نہ دواءً خواہ منہ کے ذریعہ سے پہنچائے یا ناک کان سے یا مشترک حصے سے یا عورت اپنے خاص حصہ سے، مرد اگر اپنے خاص حصہ کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالے تو وہ چونکہ جوف تک نہیں پہنچتی، اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔ (ردالمختار)

مثال:۔ (۱) کسی نے کوئی مٹی کی کنکری یا لکڑی کھالی (۲) کسی چیز سے بخارات یا دھواں اٹھ رہا ہو اور کوئی شخص اس کو سونگھے جس کے سبب سے وہ بخارات جوف میں داخل ہو جائیں۔ بشرطیکہ وہ بخارات بخیال نفع نہ پہنچائے گئے ہوں حقہ کا دھواں بھی اس حکم میں ہے مگر اس شخص کے لئے جس کو حقہ پینے کی عادت نہ ہو اور نہ کسی نفع کی غرض سے اس نے پیا ہو (۳) کوئی لکڑی یا کپڑا روئی وغیرہ مشترک حصہ یا عورت اپنے خاص حصہ میں اس طرح داخل کرے کہ سب اس کے اندر داخل ہو جائے ایسی چیز کا کھانا جس سے انسان بالطبع کراہت رکھتا ہے اسی حکم میں ہے، یعنی روزہ فاسد ہو جاتا ہے اور صرف قضا لازم ہوتی ہے، جیسے کسی کی قے کھا لینا یا کسی کے منہ سے نکلے ہوئے لقمہ کا کھا لینا، بشرطیکہ وہ شخص محبوب نہ ہو اس لئے کہ محبوب کے منہ سے نکلی ہوئی

لہ یہ مذہب امام ابو یوسف کا ہے ان کے نزدیک بلغم کی قے سے بھی وہ روزہ جاتا رہتا ہے اور وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے امام صاحب اور امام محمد کے نزدیک نہ روزہ ٹوٹتا ہے نہ وضو جاتا ہے۔ علامہ محقق کمال الدین بن ہمام نے لکھا ہے روزے کے بارے میں امام ابو یوسف کا قول قابل عمل ہے اور وضو کے مسئلہ میں امام صاحب اور امام محمد کا اور بیعت ان کے اور فقہانے بھی اسی قول کو ترجیح دی ہے۔ ۱۲

چیز سے کراہت نہیں ہوتی، دیکھو بزرگان دین کے منہ سے نکلی ہوئی چیز ان کے مریدین کس خوشی سے کھاتے ہیں اور اگر کوئی چیز ایسی ہو جس سے کسی کی طبیعت نفرت کرے، کسی کی نہ کرے تو جس شخص کی طبیعت کو نفرت ہو اس پر کھانے سے صرف قضا لازم ہوگی اور جس کو نفرت نہ ہو اس پر اس کے کھانے سے قضا اور کفارہ دونوں۔ (ردالمختار)

(۹) کسی شخص کے منہ میں آنسو یا پسینے کے اس قدر قطرے چلے گئے کہ جن کا مزہ یعنی نمکینیت تمام منہ بھر میں محسوس ہوئی اور روزہ دار ان کو پی گیا۔

(۱۰) کسی نے مردہ عورت یا ایسی کم سن نابالغہ لڑکی جس کے ساتھ جماع کی رغبت نہیں ہوتی یا کسی جانور سے جماع کیا یا کسی کو لپٹایا یا بوسہ لیا یا جلق کا مرتکب ہوا اور ان سب صورتوں میں منی کا خروج ہو گیا۔

(۱۱) کسی روزہ دار عورت سے زبردستی یا سونے کی حالت میں یا بحالت جنون جماع کیا گیا۔

(۱۲) کسی رنگین دھاگے کو کسی نے بٹنے کی غرض سے منہ میں ڈالا اور اس کا رنگ زبان میں آگیا۔ (ردالمختار)

(۱۳) کسی شخص کے دانتوں کے درمیان میں کچھ غذا باقی رہ گئی ہو اور وہ اس کو بغیر منہ سے نکالے ہوئے کھا جائے بشرطیکہ وہ غذا چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو یا چنے سے کم ہو مگر منہ سے باہر نکال کر کھائے۔

(۱۴) کوئی شخص اپنی قے کو نگل جائے بشرطیکہ منہ بھر کر ہو گو پوری قے نہ نگلی ہو بلکہ اس کا بہت ہی حصہ چنے کے برابر۔

(۱۵) کسی ناواقف سے روزے کی حالت میں کوئی ایسا فعل ہوا جس سے حنفیہ کے نزدیک روزے میں فساد نہیں آتا اور اس نے کسی عالم سے اس کا مسئلہ پوچھا اور اس نے فاسد ہو جانے کا فتوے دے دیا حالانکہ اس کا فتوے غلط تھا۔

(۱۶) رمضان کے ادائی روزوں کے سوا اور کسی قسم کا روزہ فاسد ہو جائے خواہ عمداً فاسد کیا جائے یا خطاءً ہر حال میں صرف قضا واجب ہوگی۔ (تمام تفصیل)

Marfat.com

جو اوپر بیان ہوئی صرف رمضان کے ادائے روزوں کے لئے تھی۔

دوسری قسم:۔ یعنی وہ صورتیں جن میں قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں

(۱) وہ شخص جس میں روزے کے واجب ہونے کے تمام شرائط پائے جاتے ہوں، رمضان کے اس ادائی روزے میں جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو عمداً منہ کے ذریعہ سے جوف میں کوئی ایسی چیز پہنچائے جو انسان کی دوا یا غذا میں مستعمل ہوتی ہو یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا نفع جسمانی یا لذت منصور ہو اور اس کے استعمال سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت نہ کرتی ہو گو وہ بہت ہی قلیل ہو حتیٰ کہ ایک تل کے برابر یا جماع کرے یا کرائے لواطت بھی اس حکم میں ہے جماع میں خاص حصے کے سر کا داخل ہو جانا کافی ہے منی کا خارج ہونا بھی شرط نہیں، بہر صورت قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے۔ مگر یہ بات شرط ہے کہ جماع ایسی عورت سے کیا جائے جو قابل جماع ہو، بہت کم سن لڑکی نہ ہو، جس میں جماع کی بالکل قابلیت نہ پائی جائے۔ (بحر الرائق، رد المختار)

مذکورہ بالا قیود کے فوائد۔ روزے کی شرائط وجوب کا پایا جانا اس لئے شرط کیا گیا کہ نابالغ بچے اور مجنون پر کفارہ نہیں ہوتا اور اسی طرح وہ شخص جو حالت سفر میں ہو یا حیض و نفاس والی عورت پر بھی کفارہ نہیں واجب ہوتا اگرچہ ان لوگوں نے روزے کی نیت کر لی ہو اور اگرچہ نیت کے وقت ان میں شرائط وجوب پائے جاتے ہوں، سفر یا حیض و نفاس بعد نیت کے طاری ہوا ہو۔ (درمختار، رد المختار)

رمضان کی قید اس لئے لگائی گئی کہ سوا رمضان کے اور کسی روزے کے افطار سے کفارہ نہیں لازم ہوتا۔

ادائی کی قید اس لئے لگائی گئی کہ رمضان کے قضائی روزے کے افطار سے کفارہ نہیں ہوتا نیت اور پھر اس کا صبح صادق سے پہلے ہونا اس لئے شرط کیا گیا کہ جس روزے میں نیت نہ کی گئی ہو اس کے افطار کرنے سے کفارہ لازم نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وہ روزہ ہی صحیح نہیں ہوا روزے کے صحیح ہونے کے لئے نیت شرط ہے اور جب روزہ ہی صحیح نہ ہوا تو کفارہ کیسا، کفارہ تو روزے کے افطار سے ہوتا ہے۔ اسی

Marfat.com

طرح جس روزے کی نیت بعد صبح صادق کے کی جائے اس کے افطار سے بھی کفارہ نہیں ہوتا اس لئے کہ امام شافعی کے نزدیک قبل صبح صادق کے نیت کرنا شرط ہے پس ان کے نزدیک روزہ ہی نہیں ہوا اور کفارہ اس روزے کے افطار میں ہوتا ہے جس کے صحیح ہونے میں کسی کا اختلاف نہ ہو یا خلاف ایسا ہو جو بے دلیل یا مخالف اجماع ہونے کے سبب سے قابل اعتبار نہ ہو۔

عمداً کی قید اس لئے کی گئی کہ اگر کوئی شخص بغیر قصد کے روزے کو بھول کر سوتے میں کچھ کھا پی لے یا غلطی سے کوئی چیز اس کے حلق سے اتر جائے مثلاً کلی کرنے کی غرض سے منہ میں پانی لے اور حلق کے نیچے اتر جائے یا کوئی شخص کسی روزہ دار کو کچھ کھلا پلا دے یا زبردستی جماع کرے تو ان سب صورتوں میں کفارہ واجب نہیں ہوتا۔

منہ کے ذریعہ سے اور پھر جوف میں پہنچنے کی شرط اس لئے کی گئی کہ اگر کوئی شخص کسی اور راستے سے کوئی چیز پہنچائے تو اس پر کفارہ نہ ہوگا مثلاً کوئی شخص ناک کان کے ذریعہ سے یا مشترک حصہ سے یا عورت اپنے خاص حصہ سے کوئی چیز داخل کرے، جیسے ناس اور عمل وغیرہ، اور اسی طرح اگر جوف میں نہ پہنچے جیسے کوئی شخص سر میں تیل ڈالے یا سرمہ لگائے یا مرد اپنے مشترک حصہ کے سوراخ میں کوئی چیز داخل کرے تو چونکہ یہ چیزیں جوف تک نہیں پہنچتیں، اس لئے ان سے کفارہ کیا قضا بھی واجب نہ ہوگی۔

غذاء یا دواء اس چیز کا مستعمل ہونا اس لئے شرط کیا گیا کہ جو چیز ایسی نہ ہو جیسے مٹی کی کنکری یا لکڑی یا درخت کی پتی وغیرہ اس کے استعمال سے کفارہ واجب نہ ہوگا، ہاں جو لکڑی دواءً مستعمل ہو جیسے اصل السوس وغیرہ یا جس درخت کی پتی کھائی جاتی ہو جیسے چنے کی یا املی کی کونپل اس کے استعمال سے کفارہ ہو جائے گا جو لوگ حقہ پینے کے عادی ہوں یا کسی نفع کی غرض سے حقہ پئیں ان پر بھی کفارہ واجب ہوگا۔

سلیم الطبع انسان کی طبیعت کا نفرت نہ کرنا اس لئے شرط کیا گیا کہ جس چیز سے نفرت ہوتی ہو اس کے استعمال سے کفارہ واجب نہیں ہوتا جیسے تھوک پیشاب پاخانہ وغیرہ منہ کا نکالا ہوا لقمہ اس کی تفصیل اوپر ہو چکی، ہاں کچے گوشت کے کھانے سے

Marfat.com

کفارہ لازم ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ سڑا نہ ہو علامہ شامی ردالمحتار میں فرماتے ہیں کہ میں نے کسی فقیہ کا اس میں اختلاف نہیں دیکھا، باوجودیکہ کچے گوشت سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت کرتی ہے۔ شاید اس کی یہ وجہ ہو کہ گوشت میں غذائیت کا وصف بہت بڑھا ہوا ہے اجماع میں عورت کے قابل جماع ہونے کی شرط اس لئے کی گئی کہ ناقابل جماع عورت سے جماع کرنے میں کفارہ نہیں ہوتا۔

ناقابل جماع عورت کی تشریح ہم پہلی جلد میں کر چکے ہیں ہاں عورت کے لئے مرد کا بالغ ہونا شرط نہیں حتیٰ کہ اگر کوئی عورت کسی نابالغ بچے یا مجنون سے جماع کرائے تب بھی اس کو قضا اور کفارہ دونوں کا حکم دیا جائے گا۔ (ردالمحتار)

جماع میں عورت اور مرد دونوں کا عاقل ہونا شرط نہیں، حتیٰ کہ اگر ایک مجنون ہو اور دوسرا عاقل تو عاقل پر کفارہ لازم ہوگا۔ مثلاً مرد عاقل ہو اور عورت مجنون تو مرد پر بالعکس تو عورت پر۔

(۲) کوئی ایسا فعل کرنے کے بعد جس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور نہ اس میں روزے کے فاسد ہو جانے کی کوئی ظاہری صورت معلوم ہوتی ہو اور نہ اس فعل کا مفسد صوم ہونا اس کو کسی عالم کے فتوے یا حدیث سے معلوم ہوا ہو بلکہ صرف اپنے خیال میں یہ سمجھ کر کہ روزہ فاسد ہو گیا عمداً روزے کو فاسد کر ڈالا۔ مثال پچھنے لگائے یا فصد لے یا سرمہ لگایا، یا کسی عورت کو لپٹا یا یا بوسہ لیا یا کسی مردہ یا جانور سے جماع کیا مگر منی کا خروج نہیں ہونے پایا اور بعد ان افعال کے یہ سمجھ کر کہ میرا روزہ جاتا رہا عمداً روزے کو فاسد کر ڈالا۔

مذکورۂ بالا قیود کے فوائد:۔ اگر کوئی ایسا فعل کرے جس میں روزے کے فاسد ہو جانے کی ظاہری صورت معلوم ہوتی ہو جیسے کسی نے روزے میں کچھ کھا پی لیا یا جماع کر لیا یا احتلام ہو گیا یا کسی عورت کے دیکھنے یا تصور کرنے سے منی خارج ہو گئی یا بے اختیار قے ہو گئی اور ان افعال کے بعد مسئلہ نہ معلوم ہونے کے سبب سے اس نے یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا اور کچھ کھا پی لیا تو چونکہ ان افعال میں ظاہری صورت فساد صوم کی موجود ہے اس لئے اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا۔

Marfat.com

اسی طرح اگر کسی عالم سے فتویٰ پوچھا اور اس نے فتوٰے دے دیا کہ اس فعل سے تمہارا روزہ جاتا رہا اور بعد اس فتوٰے کے اس نے عمداً روزے کو فاسد کر دیا اس صورت میں گو اس عالم کا فتوٰے غلط بھی ہو تب بھی کفارہ لازم نہ ہوگا۔ بشرطیکہ وہ عالم اس شہر کے لوگوں میں معتمد اور معتبر ہو لوگ اس سے فتوی پوچھتے ہوں اس لئے کہ حسب تصریح محققین جاہل پر اپنے شہر کے عالم کی تقلید[1] واجب ہے گو وہ کسی مذہب کا ہو، شافعی یا حنفی یا مالکی یا حنبلی۔

اسی طرح اگر کسی حدیث کے سننے سے اس فعل کا مفسد ہونا اسے معلوم ہوا ہو اور اس وجہ سے اس نے عمداً روزے کو فاسد کر دیا ہو تب بھی کفارہ لازم نہ ہوگا اگرچہ وہ حدیث صحیح نہ ہو یا اس کا مطلب اس نے غلط سمجھا ہو۔

حاصل یہ کہ جب کسی شبہ سے روزہ فاسد کیا جائے گا تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔ اس لئے کہ کفارہ ایک قسم کی سزا ہے اور سزا کا مستحق وہی شخص ہوتا ہے جو دیدۂ دانستہ[2] خلاف ورزی کرے ہاں اگر مفتی کا غلط فتوی یا وہ غیر صحیح حدیث یا صحیح حدیث کا وہ غلط مطلب جو اس نے سمجھا ہے اجماع کے خلاف ہوگا تو پھر اس فتوے وغیرہ کا اعتبار نہ کیا جائے گا اور اس صورت میں عمداً روزہ فاسد کرنے سے قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ (فتح القدیر)

مثال :۔ (۱) کسی شخص نے غیبت کی یا سر میں تیل لگایا بعد اس کے کسی عالم سے مسئلہ پوچھا اور اس نے روزہ فاسد ہو جانے کا فتوٰے دے دیا یا غیبت[3] سے روزہ فاسد ہو جانے کی غیر صحیح حدیث سن کر روزے کو فاسد کر ڈالا۔

(۲) کسی شخص نے پچھنے لگائے اور کسی عالم سے مسئلہ پوچھا اور روزہ فاسد

---

[1] زیادہ تفصیل اس مسئلہ کی ہمارے رسالہ در فریدیہ میں ہے ۱۲

[2] یہ حکم اللہ کے حقوق میں ہے، بندوں کے حقوق تلف کرنے سے تو ہر حال میں اس کو سیاستاً سزا دی جائے گی اس کو مقصود خلاف ورزی نہ ہو ۱۲

[3] غیبت سے روزہ فاسد ہو جانے کی جس قدر حدیثیں ہیں ان میں کوئی صحیح نہیں جیسا کہ علامہ محقق نے فتح القدیر میں لکھا ہے ۱۲

Marfat.com

ہو جانے کا فتویٰ دے دیا اس نے حدیث صحیح افطر الحاجم والمحجوم کا غلط مطلب سمجھ کر روزہ فاسد کر ڈالا، تو ان صورتوں میں چونکہ یہ فتوے اور غیر صحیح یا حدیث صحیح کا غلط مطلب مخالف اجماع ہے۔ لہٰذا کفارہ لازم ہوگا

وہ صورتیں جن میں روزہ فاسد نہیں ہوتا

روزہ جن چیزوں سے فاسد نہیں ہوتا ان کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ کہ جن کے کرنے میں کسی قسم کی کراہت بھی نہیں دوسرے وہ کہ جن کے کرنے میں کراہت ہے۔

(۱) پہلی قسم۔ یعنی جن چیزوں سے روزہ فاسد نہیں ہوتا نہ کسی قسم کی کراہت آتی ہے۔ کسی شخص کو روزے کا خیال نہ رہا اور اس وجہ سے اس نے کچھ کھا پی لیا یا جماع کر لیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا خواہ فرض ہو یا نفل روزے کی نیت کر چکنے کے بعد کھائے پیئے اس سے پہلے بشرطیکہ کسی شخص نے اس کو یاد نہ دلایا ہو، ایسی حالت میں دوسرے لوگوں پر واجب ہے کہ اس کو یاد دلائیں بشرطیکہ اس میں روزہ رکھنے کی قوت ہو ہاں اگر اس میں قوت نہ ہو تو پھر یاد دلانا کچھ ضروری نہیں۔

لہ تمام علما کا اجماع ہے کہ اس حدیث کا ظاہری مطلب مراد نہیں ہے۔ بلکہ جیسے اذا اقبل اللیل من ھھنا فقد افطر الصائم میں ظاہری مطلب مراد نہیں ہے بلکہ جہاں غروب آفتاب ہوا تو روزہ افطار ہو جاتا ہے خواہ روزہ دار افطار کرے یا نہ کرے بلکہ یہ مطلب ہے کہ غروب کے بعد روزہ کے افطار کا وقت آجاتا ہے اسی طرح اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ پچھنے لگانے سے ضعف ہو جائے گا جو روزہ رکھنے سے معذور کر دے گا اور اس کو مجبوراً افطار کرنا پڑے گا اور اگر اس نے اپنے اوپر جبر کیا اور روزہ فاسد کیا تب بھی روزہ مکروہ ہو جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ روزہ کا ثواب اس کو نہیں ملتا اور جب ثواب نہ ملا تو روزے کا رکھنا اور نہ رکھنا برابر ہے تو گویا اس نے روزہ افطار کر لیا یعنی فاسد کر ڈالا ۱۲

Marfat.com

(۲) کسی شخص کے حلق میں بے قصد و اختیار مکھی یا دھواں یا غبار چلا جائے بخلاف اس کے اگر قصداً کوئی شخص ان چیزوں کو اپنے جوف میں داخل کرے تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا جیسا بیان ہو چکا ہے۔

(۳، ۴) سر یا بدن میں تیل ملنا، سرمہ لگانا، روزہ فاسد نہ ہو گا اگرچہ تیل یا سرمہ کا اثر حلق میں محسوس ہو مثلاً سرمہ کی سیاہی تھوک میں نکلے۔

(۵) پچھنے لگانا ہاں اگر ضعف کا خیال ہو تو مکروہ ہے جیسا کہ دوسری قسم میں بیان ہو گا۔

(۶) سونے کی حالت میں منی کا خارج ہونا جس کو احتلام کہتے ہیں اگرچہ بغیر غسل کئے ہوئے روزہ رکھے اس لئے کہ صوم میں طہارت شرط نہیں۔

(۷) کسی عورت یا اس کا خاص حصہ دیکھنے سے یا صرف کسی بات کا خیال دل میں کرنے سے منی خارج ہو جائے۔ (البحر الرائق۔ رد المحتار)

(۸) کسی جانور کے خاص یا مشترک حصہ کو چھونا اگرچہ انزال بھی ہو جائے تب بھی مفسد نہیں۔

(۹) جماع یا لواطت کے سوا اور کسی ایسے فعل کا مرتکب ہونا جس سے عادتاً خروج منی ہو جاتا ہو بشرطیکہ منی خارج ہو گئی ہو، (مثال) (۱) جلق (۲) کسی عورت وغیرہ کی ناف وغیرہ سے مباشرت کرنا (۳) کسی جانور یا مردے کے خاص یا مشترک حصہ میں اپنے خاص حصہ کا داخل کرنا۔

(۱۰) عورتوں کا باہم مباشرت کرنا جس کو عام لوگ چپٹی[۱] لگانا کہتے ہیں۔ ان سب صورتوں میں اگر منی خارج نہ ہو گی تو روزہ فاسد نہ ہو گا اور اگر منی خارج ہو جائے گی تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف قضا واجب ہو جائے گی۔

(۱۱) مرد کا اپنے خاص حصہ کے سوراخ میں کوئی چیز مثل تیل یا پانی کے ڈالنا خواہ پچکاری کے ذریعہ سے یا اسی طرح یا سلائی[۲] وغیرہ کا داخل کرنا اگرچہ یہ چیزیں مثانہ تک پہنچ جائیں تب بھی روزہ فاسد نہ ہو گا اس لئے کہ مثانہ جوف سے خارج ہے۔ (رد المحتار)

---

[۱] نفائس اللغات میں ایسا ہی دیکھا ہے واللہ اعلم ۱۲

[۲] مرض سوزاک میں اور سنگ مثانہ وغیرہ میں اس کی ضرورت پڑتی ہے۔

Marfat.com

(۱۲) کوئی لکڑی وغیرہ یا خشک انگلی کوئی شخص اپنے مشترک حصہ میں یا عورت اپنے خاص حصہ میں داخل کرے بشرطیکہ پوری لکڑی اندر نہ غائب ہو جائے ورنہ روزہ فاسد ہو جائے گا یہی حکم ہے اگر کوئی عورت اپنے خاص حصہ میں روئی رکھے[1] کہ اگر سب اندر غائب ہو جائے گی تو روزہ فاسد ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

(۱۳) کسی شخص نے بسبب اس کے کہ اس کو روزے کا خیال نہیں رہا یا رات باقی سمجھ کر جماع شروع کر دیا یا کچھ کھانے پینے لگا اور بعد اس کے جیسے ہی روزے کا خیال آگیا یا گمان کی غلطی معلوم ہوئی فوراً علیحدہ ہو گیا یا لقمہ کو منہ سے پھینک دیا اگرچہ بعد علیحدہ ہو جانے کے منی بھی خارج ہو جائے تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا اور یہ انزال احتلام کے حکم میں ہوگا۔

(۱۴) کلی کرنے کے بعد پانی کی تری جو منہ میں باقی رہ جاتی ہے اس کا نگل جانا اگر اس میں یہ شرط ہے کہ کلی کرنے کے بعد ایک یا دو مرتبہ تھوک منہ سے نکال دیا جائے اس لئے کہ کلی کرنے کے بعد کچھ پانی باقی رہ جاتا ہے ہاں وہ ایک مرتبہ تھوک دینے کے بعد پھر پانی نہیں رہ جاتا اس کی خفیف تری رہ جاتی ہے۔

(۱۵) کان میں پانی کے خود بخود چلے جانے یا قصداً ڈالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا بخلاف تیل کے کہ اس کے ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے بشرطیکہ تیل جوف میں داخل ہو جائے۔

(۱۶) کوئی چیز جو غذا وغیرہ کی قسم سے دانتوں کے درمیان میں باقی رہ گئی ہو[2] اس کا نگل جانا بشرطیکہ وہ چنے کی مقدار سے کم ہو اور منہ سے باہر نکال کر نہ کھائی جائے۔

---

[1] جن عورتوں کو استحاضہ یا خروج رطوبت کی شکایت ہوتی ہے ان کو اس کی ضرورت پڑتی ہے ۱۲

[2] یہ واقعہ پان کھانے والوں کو اکثر پیش آتا ہے کہ ڈلی کا چھوٹا ٹکڑا کبھی دانتوں کے درمیان میں رہ جاتا ہے اور وہ دن میں نکلتا ہے بعض ناواقف سمجھتے ہیں کہ ہمارا روزہ فاسد ہو گیا حالانکہ چنے سے کم ہو اور بے منہ سے باہر نکالے ہوئے نگل لیا جائے تب بھی روزہ فاسد نہ ہوگا ۱۲

Marfat.com

(۱۷) کسی کے دانتوں سے یا منہ کے اندرونی اور کسی جزء سے خون نکلے اور حلق میں چلا جائے بشرطیکہ پیٹ تک نہ پہنچے یا پہنچ جائے مگر تھوک ساتھ مخلوط ہو کر اور تھوک سے کم۔
(۱۸) کسی شخص کے زخم لگا اور نیزہ یا تیر جوف تک پہنچ گیا خواہ تیر کی گانسی وغیرہ جوف میں رہ جائے بہرحال روزہ فاسد نہ ہوگا۔
(۱۹) بے اختیار قے ہو جانا خواہ کسی قدر ہو منہ بھر کر یا اس سے زیادہ۔
(۲۰) قے ہونے کی حالت میں بے اختیاری سے کچھ حصہ اس کے حلق سے نیچے اتر جائے اگرچہ وہ قے منہ بھر کر ہو۔
(۲۱) اگر کوئی شخص قصداً قے کرے تو اگر منہ بھر کر نہ ہوگی تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔
(۲۲) جو قے عمداً کی جائے اور منہ بھر کر نہ ہو وہ اگر بے اختیار حلق کے نیچے اتر جائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر کوئی مقصداً نگل جائے تب بھی صحیح یہ ہے کہ روزہ فاسد نہ ہوگا۔ (ردالمحتار)
(۲۳) کسی شخص کی ناک میں بلغم آجائے[1] اور وہ اس کو چڑھا جائے یہاں تک کہ حلق کے نیچے اتر جائے جیسا کہ اکثر بے تمیز اور کثیف الطبع لوگ کرتے ہیں۔
(۲۴) کسی کے منہ سے لعاب نکلے اور وہ مثل تار کے لٹک کر ذقن تک پہنچ جائے اور اس لعاب کو پھر وہ اوپر کھینچ کر نگل جائے۔
(۲۵) کسی خوشبو کی چیز کا مثل پھول یا عطر وغیرہ کے سونگھنا بخلاف ایسی چیز کے سونگھنے کے جس سے بخارات اٹھ رہے ہوں۔
(۲۶) مسواک کرنا اگرچہ بعد[2] زوال کے ہو تازی لکڑی سے یا خشک سے۔
(۲۷) گرمی وغیرہ کے سبب سے کلی کرنا یا ناک میں پانی لینا یا منہ بھر پانی ڈالنا

---

[1] امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جبکہ بلغم وغیرہ کے تھوک دینے پر قادر ہو اور نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے ۱۲
[2] امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک بعد زوال کے مسواک کرنا مکروہ ہے ۱۲

نہانا کپڑا پانی سے تر کرکے بدن پر ڈالنا۔[1] (رد المختار وغیرہ)
دوسری قسم :- یعنی وہ چیزیں جن کے ارتکاب سے روزہ فاسد تو نہیں ہوتا، مگر مکروہ ہو جاتا ہے۔ علامہ محمد بن عابدین شامی رد المختار میں فرماتے ہیں کہ بظاہر ان چیزوں کی کراہت تنزیہی ہے۔
(۱) کسی چیز کا مزہ چکھنا یا اس کو چبانا[2] مکروہ تنزیہی[3] ہے۔ بشرطیکہ کسی عذر کے سبب سے نہ ہو۔
عذر کی مثال۔ (۱) کوئی عورت یا لونڈی اپنے شوہر یا آقا کے لئے کھانا پکاتی ہو اور اس کی بدمزاجی سے یہ خوف ہو کہ اگر نمک درست نہ ہوگا تو وہ ناخوش ہوگا (۲) کوئی چیز بازار سے ایسی خریدی جائے کہ بے چکھے ہوئے لینے میں اس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو اور اس چیز کا لینا بھی ضروری ہو اور کوئی دوسری صورت اس نقصان سے بچنے کی نہ ہو۔ (۳) کوئی چھوٹا بچہ بھوکا ہو اور سب اس کے کہ کوئی چیز منہ سے اس کو چبا کر دی جائے اور کچھ نہ کھاتا ہو اور وہاں کوئی شخص بے روزہ نہ ہو۔
(۲) عورت سے بوسہ لینا اور بغل گیر ہونا مکروہ ہے۔ بشرطیکہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس کے بے اختیار ہو جانے کا اور اس حالت میں جماع کر لینے کا اندیشہ ہو، اگر یہ خوف و اندیشہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔[4]

---

[1] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پیاس یا گرمی کی شدت سے صوم کی حالت میں اپنے سر پر پانی ڈالا تھا (ابو داؤد) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کپڑے کو تر فرما کر اپنے بدن پر لپیٹ لیتے تھے امام ابو حنیفہ کے نزدیک یہ افعال مکروہ ہیں مگر فتویٰ ان کے قول پر نہیں ۱۲ (رد المختار) [2] عورتیں اکثر کوئلہ وغیرہ چبا کر اپنے دانتوں کو صاف کیا کرتی ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے ۱۲ [3] یعنے فقہا کے نزدیک اس کی کراہت صرف فرض روزوں کے ساتھ خاص ہے۔ مگر یہ صحیح نہیں ہر روزہ اس سے مکروہ ہو جاتا ہے ۱۲ (رد المختار) [4] ابو داؤد میں بہ سند صحیح ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک بوڑھے آدمی کو ان افعال کی اجازت دی اور جوان کو ممانعت فرمائی، معلوم ہوا کہ وجہ ممانعت خوف شہوت ہے ۱۲

Marfat.com

(۳) کسی عورت وغیرہ کے ہونٹ کا منہ میں لینا اور مباشرت فاحشہ ہر حال میں مکروہ ہے خواہ انزال یا جماع کا خوف ہو یا نہیں۔

(۴) حالت صوم میں کوئی ایسا فعل کرنا جس سے ضعف کا خیال ہو کہ اخیر نتیجہ اس کا یہاں تک پہنچے کہ اس کو روزہ توڑ ڈالنا پڑے مکروہ ہے۔

اگر کوئی شخص کوئی پیشہ ایسا کرتا ہو جس کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ وہ غریب محتاج ہو کہ اگر وہ اس پیشے کو چھوڑ دے تو بظاہر کوئی سامان کھانے پینے کا نہ ہو اور اس پیشے کے سوا کوئی دوسرا پیشہ جانتا ہی نہ ہو اور اگر کسی شخص کا خود ذاتی کام ہو اور وہ اتنی مقدرت رکھتا ہو کہ دوسرے نوکر رکھ کر کام کرائے مگر مزدوری دستور سے زائد مانگتا ہو تب بھی اس کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے اور اگر ایسا غریب بھی نہیں یا کوئی دوسرا پیشہ بھی جانتا ہے مگر رمضان کے آنے سے پہلے کسی پیشے کا ٹھیکہ لے چکا اور اب ٹھیکیدار ٹھیکہ توڑنے پر راضی نہیں ہوتا تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

معذورین کے احکام

روزے کے عذر ہم اوپر بیان کر چکے ہیں جن کی حالت میں شریعت مقدسہ نے روزہ نہ رکھنے کی اجازت فرمائی ہے، اب یہاں ہم ان عذروں کے تفصیلی حالات بیان کرتے ہیں جس کا وعدہ اوپر کر چکے ہیں، ان عذروں کو صاحب تنویر الابصار نے پانچ پر ختم کر دیا ہے صاحب درمختار نے چار اور بڑھائے ہیں، علامہ شامی نے ان کو نہایت خوش اسلوبی سے اپنے اشعار میں نظم فرمایا ہے[۱]

وعوارض الصوم التی قد لیغتفر — للمرء فیھا الفطر تسع تستطر
حمل وارضاع واکراہ سفر — مرض جہاد جوعہ عطش کبر

---

[۱] ترجمہ وہ چیزیں جو صوم میں عارض ہوتی ہیں جن میں آدمی کو روزہ نہ رکھنا معاف کر دیا جاتا ہے۔ نو ہیں جو لکھی جاتی ہیں، حمل اور رضاع اور اکراہ اور سفر اور مرض اور جہاد اور بھوک اور پیاس اور بڑھاپا ۱۲

Marfat.com

ہم نے جنون اور بیہوشی کو اس پر اضافہ کر دیا اس لئے کہ دونوں سے بھی خالی ہونا شرط صحت ہے۔ پس کل عذر بارہ ہوئے، اب ان کے احکام سنیئے۔

سفر خواہ[1] جائز ہو یا ناجائز، بے مشقت ہو جیسے ریل کا یا بامشقت جیسے پیادہ پا گھوڑے وغیرہ کی سواری پر ہر حال میں روزہ نہ رکھنا جائز ہے، مگر بے مشقت سفر میں مستحب یہی ہے کہ روزہ رکھ لے، ہاں اگر چند لوگ اس کے ہمراہ ہوں اور وہ روزہ نہ رکھیں اور تنہا اس کے روزہ نہ رکھنے میں کھانے وغیرہ کے انتظام میں ان لوگوں کو تکلیف ہو تو پھر گو مشقت بھی نہ ہو تب بھی نہ رکھے۔

اگر کوئی مقیم رمضان میں بعد نیت صوم کے سفر کرے تو اس پر اس دن کا روزہ رکھنا ضروری ہے، لیکن اگر اس روزے کو فاسد کر دے تو کفارہ نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی مسافر قبل نصف نہار کے مقیم ہو جائے اور ابھی تک کوئی فعل منافی صوم کے مثل کھانے پینے وغیرہ کے اس سے صادر نہ ہوا ہو تو اس کو بھی روزہ رکھنا ضروری ہے، لیکن اگر فاسد کر دے تو کفارہ نہ دینا پڑے گا۔ (بحر الرائق)

اگر کوئی مسافر کسی مقام میں کچھ دنوں ٹھہرنے کا ارادہ کرے گو پندرہ دن سے کم کی نیت کی ہو پھر بھی جتنے دنوں وہاں ٹھہرے تو اس کو ان دنوں میں روزہ نہ رکھنا مکروہ ہے (رد المحتار)

اگر کوئی مقیم بعد نیت صوم کے مسافر بن جائے اور تھوڑی دور جا کر کسی بھولی ہوئی چیز کے لینے کو اپنے مکان واپس آئے اور وہاں پہنچ کر روزے کو فاسد کر دے تو اس کو کفارہ دینا ہوگا اس لئے کہ اس پر اس وقت مسافر کا اطلاق نہ تھا گو وہ ٹھہرنے کی نیت سے نہ گیا تھا اور نہ وہاں ٹھہرا۔

حمل:۔ حاملہ عورت کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے، بشرطیکہ اپنی یا اپنے بچے کی مضرت کا گمان غالب ہو خواہ وہ گمان اس کا واقع کے مطابق نکلے یا نہیں اگر کسی عورت کو بعد نیت صوم کے اپنے حاملہ ہونے کا علم ہوا تب بھی اس کو روزے کا فاسد کر دینا

---

[1] سفر میں اس کی تعریف اور تحدید جلد دوم کے مقدمہ میں بیان ہو چکی اور جائز و ناجائز کی مثالیں گذر چکی ہیں ۱۲

Marfat.com

جائز ہے صرف قضا لازم ہوگی۔

ارضاع :۔ یعنی دودھ پلانا جس عورت کے متعلق کسی بچے کا دودھ پلانا ہو خواہ وہ بچہ اسی کا ہو یا کسی دوسرے کا باجرت پلاتی ہو یا مفت بشرطیکہ بچے کی مضرت کا گمان غالب ہو، جیسا کہ اکثر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ حالت صوم میں دودھ خشک ہوجاتا ہے، بچہ بھوک کے سبب سے تڑپتا ہے اور کچھ حرارت بھی دودھ میں آجاتی ہے، وہ بھی بچہ کو نقصان کرتی ہے، ہاں اگر مفت دودھ پلاتی ہو اور کوئی دوسرا دودھ پلانے والا مل جائے اور وہ بچہ بھی اس سے پینے پر راضی ہوجائے تو پھر ایسی حالت میں اس کو روزہ نہ رکھنا جائز نہیں، بعض بچوں کو عادت ہوتی ہے کہ ہر شخص کا دودھ نہیں پیتے، جس سے طبیعت مانوس ہوجاتی ہے اس کے سوا دوسرے کی طرف التفات نہیں کرتے، اگرچہ بھوک سے مرجائیں۔ (ردالمختار)

جس دائی نے کہ عین رمضان کے دن دودھ پلانے کی نوکری[1] کی ہو اس کو اس دن بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے گو اس سے پہلے صوم کی نیت کرچکی ہو۔

مرض :۔ اگر روزہ رکھنے سے کسی نئے مرض کے پیدا ہوجانے یا مرض موجودہ بڑھ جانے کا خوف ہو یا گمان ہو کہ صحت دیر میں حاصل ہوگی تو اس کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے بشرطیکہ ان سب چیزوں کا گمان غالب ہو صرف وہم و خیال پر فرض روزے کا ترک کردینا جائز نہیں، گمان غالب کی مثال ہم دے چکے ہیں۔

بعد روزے کی نیت کرلینے کے اگر کوئی مرض پیدا ہوجائے مثلاً کسی کو سانپ بچھو کاٹ لے یا بخار چڑھ آئے یا درد سر ہونے لگے تو اس کو اس دن کا روزہ رکھنا بھی ضروری نہیں بلکہ اس کا فاسد کردینا بہتر ہے، لیکن اگر کوئی ایسا مرض ہو کہ جس میں اس نے خود اپنے کو مبتلا کیا ہو تو پھر روزہ نہ رکھنے یا رکھے ہوئے روزے کو فاسد کردینے کی

---

[1] بعض فقہا نے مثل علامہ صدر الشریعۃ کے دائی کے لئے روزہ رکھنے کی اجازت میں یہ شرط کی ہے کہ اس نے رمضان سے پہلے نوکری کی ہو رمضان کے بعد اگر نوکری کرے تو پھر اس کو اجازت نہیں اس نے نوکری ہی کیوں کی مگر یہ اکثر محققین فقہاء کے خلاف ہے۔ ۱۲ (ردالمختار)

Marfat.com

اجازت نہیں، مثلاً کسی ایسی دوا یا غذا کا استعمال کرے جس سے کوئی مرض پیدا ہو جائے اور اس دوا کا یہ اثر جانتا ہے۔ ضعف[1] ایسا کہ روزہ رکھنے سے عاجز ہو خواہ یہ ضعف بڑھاپے کے سبب سے ہو یا بیماری کے اور خواہ پھر قوت آنے کی امید ہو یا نہ ہو۔ فرق یہ ہے کہ جو ضعف بڑھاپے کے سبب سے ہو گا یا ایسی بیماری کے کہ جس میں صحت کی امید بالکل نہ رہی ہو ایسے ضعف کے سبب سے جو روزہ قضا ہو گا اس کے ہر روزے کے عوض میں ایک فدیہ یعنی ایک مقدار صدقۂ فطر کی واجب ہو گی، خواہ اسی وقت دیدے یا کچھ دنوں کے بعد۔ اکراہ[2] یعنی مجبور کیا جانا۔ جو شخص روزہ نہ رکھنے پر مجبور کیا جائے اس کو بھی شریعت نے روزہ نہ رکھنے کی اجازت دی ہے بشرطیکہ جان سے مار ڈالنے یا کسی کے عضو کے کاٹ لینے یا ضرب شدید کا خوف اس کو دلایا جائے اگر ان چیزوں کا خوف اس کو نہ دلائے جائے، بلکہ اس سے کہا جائے کہ اگر تم روزہ رکھو گے تو تم کو قید کر دیں گے یا ایک دو طمانچے ماریں گے یا شراب پلائیں گے یا سؤر کا گوشت کھلائیں گے تو ان صورتوں میں اس کو روزہ نہ رکھنا جائز نہیں اس لئے کہ سؤر کا گوشت شراب وغیرہ بوقت ضرورت حلال ہیں (ردالمحتار)

خوف ہلاک یا نقصان عقل جس شخص کو کسی مشقت یا محنت کی وجہ سے روزہ رکھنے میں اپنی جان کے ہلاک ہو جانے یا عقل میں فتور آجانے کا خیال ہو اس کو بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے اگر بعد روزے کی نیت کر لینے کے کوئی ایسی صورت پیش آئے تب بھی اس دن کا روزہ فاسد کرنا اس کے اختیار میں ہے صرف قضا اس کے ذمہ ہو گی۔ مثال۔ (۱) گرمیوں کے زمانے میں روزے نیت کرنے کے بعد کسی شخص کو دھوپ میں کچھ کام کرنا پڑا خواہ کسی دوسرے کے مجبور کرنے سے یا اپنی ضرورت سے۔

---

[1] اکثر فقہا نے اس مقام پر صرف بڑھاپے کا ذکر کیا ہے بیماری کے ضعف کو نہیں لکھا، مگر علامہ شامی نے قہستانی سے نقل کیا ہے کہ ایسی بیماری کے ضعف سے جس میں صحت کی مایوسی ہو چکی ہو اگر روزہ نہ رکھا جائے تو کفارہ لازم نہ ہو گا۔ بحرالرائق میں اور بھی تعمیم کی ہے کہ جب کسی کو ایسا عذر لاحق ہو جائے جس سے نجات کی امید نہ ہو تو ہر روزے کے عوض میں فدیہ دینا چاہیے ۱۲

جہاد۔ اگر کسی کو یہ معلوم ہو جائے کہ رمضان میں کسی دشمن دین سے لڑنا پڑے گا اور اگر روزہ رکھے گا تو لڑائی میں نقصان آئے گا اس کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ اگر بعد نیت کر لینے کے ایسا واقعہ پیش آجائے تو اس کو اس روزہ کے فاسد کر دینے کا اختیار ہے کفارہ نہ دینا پڑے گا۔

بھوک۔ جس شخص کو بھوک کا اس قدر غلبہ ہو کہ اگر کچھ نہ کھائے تو جان جاتی رہے یا عقل میں فتور آجائے، اس کو بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے، بعد نیت کر لینے کے اگر ایسی حالت پیدا ہو جائے تب بھی اس کو اختیار ہے فاسد کر دے گا تو کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا واجب ہوگی۔

پیاس کی شدت میں بھی روزہ نہ رکھنا یا رکھے ہوئے روزے کا فاسد کر دینا جائز ہے بشرطیکہ پیاس اس درجہ کی ہو جس درجہ کی بھوک میں شرط کی گئی۔

بیہوشی۔ بیہوشی کی حالت میں بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے، مگر ان روزوں کی قضا اس پر لازم ہوگی، گو یہ بیہوشی رمضان بھر رہے[1]۔

جس دن یا جس دن کی رات میں بیہوشی پیدا ہوئی ہو اس دن کے سوا باقی تمام دنوں کی قضا ضروری ہوگی، اس خیال سے کہ اس دن اس نے روزے کی نیت ضرور کی ہوگی اور کوئی امر مفسد صوم اس سے ظہور میں نہیں آیا، پس وہ دن اس کا صوم میں شمار ہوگا، ہاں اگر وہ شخص صوم سے معذور رکھا تو یہ سمجھ کر اس نے نیت نہ کی ہوگی وہ دن صوم میں شمار نہ ہوگا اور اس دن کی قضا اس پر لازم ہوگی۔ اور اگر اس کو اپنے نیت کرنے یا نہ کرنے کا حال معلوم ہو تو پھر اپنے علم کے موافق عمل کرے، اگر نیت کرنے کا علم ہو تو اس دن روزہ قضا نہ کرے اور اگر نیت نہ کرنے کا علم ہو تو اس دن کا بھی روزہ قضا کرے۔

جنون کی حالت میں بھی روزہ نہ رکھنا معاف ہے۔ خواہ جنون[2] عارضی ہو یا اصلی، اگر ایسا جنون ہو کہ رات میں کسی وقت افاقہ نہ ہوتا ہو اس زمانے کے روزوں کی قضا لازم نہ ہوگی اور اگر کسی وقت افاقہ ہو جاتا ہو خواہ رات کو یا دن کو تو پھر اس کی قضا ر

---

[1] ایک ماہ کامل بیہوشی کا رہنا اگرچہ ممکن نہیں مگر احتیاطاً ایک صورت فرض کر کے اس کا حکم لکھ دیا گیا ۱۲ -

[2] بعض فقہائے جنون کے اصلی ہونے کی شرط کی ہے مگر ظاہر روایت میں یہ شرط (باقی بر صفحہ آئندہ)

کرنا پڑے گی۔

مذکورۂ بالا اعذار میں سوا ضعف اور بیہوشی اور جنون کے تمام عذروں میں بعد ان کے زائل ہو جانے کے قضا ضروری ہے فدیہ دینا درست نہیں یعنی فدیہ دینے سے روزہ معاف نہ ہوگا اور اگر وہ لوگ حالت عذر میں مرجائیں تو ان پر فدیہ کی وصیت کرجانا بھی لازم نہیں اور وارثوں کو ان کی طرف سے فدیہ دینے کی کچھ ضرورت بھی نہیں۔ اگر بعد عذر کے زائل ہو جانے کے بے قضا کے ہوتے مرجائیں تو ان پر وصیت کرجانا ضروری ہے اور اگر ان کے وارث ان کی طرف سے بغیر وصیت کے احساناً فدیہ دے دیں تو ان کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

ضعف کی حالت میں صرف فدیہ دینا ضروری ہے قضا نہیں۔

بیہوشی کے سبب سے جو روزے قضا ہوئے ان کی قضا ضروری ہے، ہاں روز اول کی قضا ضروری نہیں، بشرطیکہ اس دن کے نیت کرنے نہ کرنے کا حال معلوم نہ ہو یا نیت کرنے کا حال معلوم ہو۔

جنون کے سبب سے جو روزے قضا ہوئے ہوں ان میں نہ قضا کی ضرورت نہ فدیہ کی ہاں اگر کسی وقت افاقہ ہو جاتا ہو تو پھر اس دن کی قضا ضروری ہوگی۔

قضا اور کفارے کے مسائل

قضا کے روزوں کا علی الاتصال رکھنا ضروری نہیں خواہ رمضان کے روزوں کی قضا ہو یا اور کسی قسم کے روزوں کی۔

قضا کے روزوں کا معاً عذر زائل ہوتے ہی رکھنا بھی ضروری نہیں اختیار ہے جب چاہے رکھے نماز کی طرح اس میں ترتیب بھی فرض نہیں ادا کے روزے بے قضا روزوں کے رکھے ہوئے رکھ سکتا ہے۔

کفارے کے روزے کئی قسم کے ہیں یہاں ہم صرف رمضان کے کفارے کو بیان کرتے ہیں

ایک روزے کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرنا چاہیے، اگر یہ ممکن نہ ہو

(بقیہ صفحہ سابقہ) نہیں، اصلی جنون وہ ہے جو بلوغ کے پہلے کا ہو عارضی وہ جو بلوغ کے بعد عارض ہوا ہو ۱۲

Marfat.com

عدم استطاعت کے سبب سے یا اس مقام پر غلام نہ ملنے کی وجہ سے تو ساٹھ روزے رکھنا واجب ہے، اگر کسی وجہ سے ساٹھ روزے بھی نہ رکھ سکے تو ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلانا واجب ہے، ان ساٹھ روزوں کا علی الاتصال رکھنا ضروری ہے، درمیان میں کوئی دن ناغہ نہ ہونے پائے اور اگر کسی وجہ سے کوئی دن ناغہ ہو جائے تو پھر نئے سرے سے شروع کرنا ہوگا جس قدر روزے رکھ چکا ہے ان کا حساب نہ ہوگا، ہاں اگر کسی عورت کو حیض آجائے اور اس سبب سے درمیان کے روزے ناغہ ہو جائیں تو اس کا یہ ناغہ معاف ہوگا اور بعد حیض کے صرف اسی قدر روزے رکھنا ضروری ہوں گے جتنے باقی رہ گئے ہیں، بہتر یہ ہے کہ پہلے قضا کے روزے رکھے جائیں۔ اس کے بعد علی الاتصال کفارے کے روزے، اگر کوئی پہلے کفارے کے روزے رکھ لے، اس کے بعد قضا کے روزے رکھے یا قضا کا روزہ رکھنے کے بعد کفارے کے روزے، تب بھی جائز ہے، سوا جماع کے اور کسی سبب سے اگر کفارہ واجب ہوا ہو اور ایک کفارہ ادا کرنے پایا ہو کہ دوسرا واجب ہو جائے تو ان دونوں کے لئے ایک ہی کفارہ کافی ہے، اگرچہ دونوں کفارے دو رمضان کے ہوں، ہاں جماع کے سبب سے جتنے روزے فاسد ہوئے ہوں، ہر ایک کا کفارہ علیحدہ رکھنا ہوگا، اگرچہ پہلا کفارہ نہ ادا کیا ہو،

اگر کوئی شخص کفارے کے تینوں طریقوں پر قادر ہو یعنی غلام بھی آزاد کر سکتا ہو ساٹھ روزے بھی رکھ سکتا ہو، ساٹھ محتاجوں کو کھانا کھلا سکتا ہو تو جو طریقہ اس پر زیادہ شاق ہو اس کو اسی کا حکم دینا چاہیئے اس لئے کہ کفارے سے مقصود زجر اور تنبیہ ہے اور جب شاق نہ ہوا تو کچھ تنبیہ نہ ہوگی۔

صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں کہ اگر کسی بادشاہ پر کفارہ واجب ہوا ہو تو اس کو غلام کے آزاد کرنے یا ساٹھ محتاجوں کے کھانا کھلانے کا حکم نہ دینا چاہیئے کیونکہ یہ چیزیں اس کے نزدیک کچھ دشوار نہیں ان سے کچھ بھی تنبیہ اس کو نہ ہوگی بلکہ ساٹھ روزے رکھنے کا حکم دینا چاہیئے کہ اس پر گراں گزرے اور آئندہ پھر رمضان کے روزے کو اس طرح فاسد نہ کرے۔

روزے کے متفرق مسائل

(۱) جن لوگوں میں روزے کے صحیح ہونے اور واجب ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں اور کسی وجہ سے ان کا روزہ فاسد ہو گیا ہو ان پر واجب ہے کہ جس قدر دن باقی ہو اس میں کھانے پینے، جماع وغیرہ سے اجتناب کریں اور اپنے کو روزہ داروں کے مشابہ بنائیں۔

مثال۔ (۱) کسی نے عمداً روزے کو فاسد کر دیا (۲) یوم شک میں روزہ نہ رکھا گیا اور بعد میں معلوم ہوا کہ وہ دن رمضان کا تھا (۳) بخیال رات باقی ہونے کے سحور کھائی گئی اور تحقیق سے معلوم ہوا کہ رات نہ تھی۔

(۲) جس شخص میں دن کے اول وقت شرائط وجوب یا صحت کے نہ پائے جاتے ہوں اور اس وجہ سے اس نے روزہ نہ رکھا ہو مگر بعد نصف نہار کے شرائط پائے جائیں تو اس کو مستحب ہے کہ جس قدر دن باقی رہ گیا ہو اس میں کھانے پینے وغیرہ سے اجتناب کرے۔

مثال۔ (۱) کوئی مسافر بعد نصف نہار کے مقیم ہو جائے (۲) کسی عورت کا حیض یا نفاس بعد نصف نہار کے بند ہو جائے (۳) بعد نصف نہار کے کسی مجنون یا بیہوش کو افاقہ ہو جائے (۴) کوئی مریض بعد نصف نہار کے شفا پا جائے (۵) کسی شخص نے بحالت اکراہ روزہ فاسد کر دیا ہو اور بعد نصف نہار کے اس کی مجبوری جاتی رہے (۶) کوئی نابالغ بعد نصف نہار کے بالغ ہو جائے (۷) کوئی مسافر بعد نصف نہار کے اسلام لائے، ان سب لوگوں کو باقی دن میں مثل روزہ داروں کے کھانے پینے وغیرہ سے اجتناب کرنا مستحب ہے اور اس دن کی قضا ان پر ضروری ہوگی، سوا نابالغ اور کافر کے۔

(۳) جو نفل روزہ قصداً شروع کیا گیا ہو بعد شروع کر چکنے کے اس کا تمام کرنا ضروری ہے اور در صورت فاسد ہو جانے کے اس کی قضا ضروری ہے خواہ قصداً فاسد کرے یا بے قصد فاسد ہو جائے۔

(۴) حیض آنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے (ردالمحتار)

Marfat.com

(۵) اگر عیدین یا ایام تشریق (ذی الحجہ کی ۱۱۔۱۲۔۱۳ تاریخ) میں کوئی ایسا شخص صوم کی نیت کرے تو اس صوم کا تمام کرنا اس پر ضروری نہ ہوگا اور در صورت فاسد ہو جانے کے اس کی قضا بھی لازم نہ ہوگی بلکہ اس کا فاسد کر دینا واجب ہے۔ اس لئے کہ ان ایام میں روزہ رکھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۶) صحیح یہ ہے کہ نفل روزے کا بھی بغیر عذر کے افطار کرنا جائز نہیں ہاں اس قدر فرق ہے کہ نفل میں خفیف عذر کے سبب سے بھی افطار کرنا جائز ہے بخلاف فرض کے مثلاً روزہ دار کسی کی دعوت کرے اور مہمان بغیر اس کی شرکت کے کھانا نہ کھائے یا رنجیدہ ہو جائے تو ایسی حالت میں اگر اس کو اپنے نفس پر کامل وثوق ہو کہ اس کی قضا رکھ لے گا تو نفل روزہ توڑ ڈالے ورنہ نہیں (ردالمختار)

(۷) عورت کو بے رضامندی شوہر کے سوا رمضان کے روزوں کے اور کوئی روزہ رکھنا مکروہ تحریمی[۱] ہے اور اگر روزہ رکھ لینے کے بعد شوہر اس کے فاسد کر دینے کا حکم دے تو توڑ ڈالنا ضروری ہے پھر اس کی قضا بے اس کی اجازت کے نہ رکھے۔ (بحر الرائق)

(۸) غلام بھی عورت کے حکم میں ہے کہ بے اجازت اپنے آقا کے نفل روزہ رکھنا اس کو جائز نہیں۔

---

[۱] بعض فقہاء نے مثل صاحب درمختار کے اس مسئلہ میں تخصیص کی ہے کہ اگر شوہر کا کوئی نقصان ہو یعنی جماع میں اس کے خلل واقع ہوتا ہو تو اس کو منع کرنے کا اختیار ہے ورنہ نہیں مثلاً بیمار ہو یا کہیں سفر میں مگر صاحب بحر الرائق نیز اور فقہا نے اس میں تعمیم کی ہے۔ صاحب بحر الرائق نے یہ بھی کہا ہے کہ روزہ نہ رکھنے دینے کی غرض صرف جماع میں منحصر نہیں روزے سے لاغری بدن میں آجاتی ہے ممکن ہے کہ اس سے محفوظ رکھنا مدنظر ہو علامہ شامی نے اس کا جواب دیا ہے کہ ایک روزے سے لاغری نہیں آسکتی مگر یہ نہیں لکھا کہ آخر کتنے روزوں کے بعد لاغری آتی ہے کہ شوہر کو منع کرنے کا اختیار ہو اس لئے ہم کو صاحب بحر الرائق کا قول قواعد کے زیادہ مناسب معلوم ہوا اور اسی کو ہم نے اختیار کیا ۱۲

Marfat.com

(۹) شوال کے چھ روزوں کا درمیان میں فصل دے دے کر رکھنا مستحب ہے اور اگر فصل نہ کیا جائے تب بھی جائز ہے۔

(۱۰) اگر کوئی شخص ایام مجموعہ کے روزوں کی نذر کرے کہ میں پورے ایک سال کے روزے رکھوں گا تو اس کو چاہیئے کہ ایام ممنوعہ کے روزے نہ رکھے ہاں اس کے بدلے دوسرے دنوں میں رکھ لے اس لئے کہ نذر کا پورا کرنا واجب ہے نذر کے الفاظ چونکہ قسم کا احتمال بھی رکھتے ہیں یعنی جن الفاظ سے نذر کا مضمون ادا کیا جاتا ہے انہیں الفاظ سے قسم کا بھی مضمون ادا ہو سکتا ہے۔ اس لئے باعتبار نیت متکلم کے فقہا نے اس کی صورتیں لکھی ہیں (۱) کچھ نیت نہ کرے (۲) صرف نذر کی نیت کرے (۳) نذر کے ہونے اور قسم کے نہ ہونے کی نیت کرے، ان تینوں صورتوں میں صرف نذر ہوگی، (۴) قسم کے ہونے اور نذر کے نہ ہونے کی نیت کرے اس صورت میں صرف قسم ہوگی (۵) نذر اور قسم دونوں کی نیت کرے (۶) قسم کی نیت کرے نذر کا خیال ہی دل میں نہ آئے ان دو صورتوں میں نذر اور قسم دونوں ہونگی۔

ف نذر اور قسم میں فرق یہ ہے کہ قسم کے روزوں کو اگر فاسد کر دے تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر عمر بھر نہ رکھے تو اس کے کنارے کی وصیت کر جانا اس پر ضروری ہے بخلاف نذر کے کہ اس کے روزوں کے فاسد کرنے میں صرف قضا لازم ہوتی ہے کفارہ لازم نہیں ہوتا ہاں وصیت کرنا اسمیں بھی ضروری ہے

(۱۱) اگر کوئی شخص کسی غیر معین مہینے کے روزوں کی نذر کرے اس پر تیس دن کے روزے علی الاتصال رکھنا واجب ہوں گے اور اگر اس مہینے میں ایام ممنوعہ آجائیں تو ان میں روزہ نہ رکھے اور پھر نئے سرے سے تیس روزے رکھے پہلے جس قدر روزے رکھ چکا ہے ان کا حساب نہ ہوگا۔ (ردالمحتار وغیرہ)
نذر کی دو قسمیں ہیں معلق اور غیر معلق، معلق وہ نذر جس میں کسی شرط کا اعتبار کیا گیا ہو خواہ وہ شرط مقصود ہو جیسے کوئی مریض کہے کہ اگر مجھ کو اس مرض سے صحت ہو جائے تو میں اتنے روزے رکھوں گا یا غیر مقصود جیسے کوئی کہے کہ اگر میں نماز نہ پڑھوں تو اس قدر روزے رکھوں گا، نذر غیر معلق کسی جگہ کے

Marfat.com

ساتھ خاص نہیں ہوتی اگرچہ متکلم تخصیص کرے۔
مثال ؎ کوئی شخص یہ نذر کرے کہ میں جمعہ کے دن روزہ رکھوں گا اور وہ دوشنبہ کے دن رکھ لے تب بھی نذر پوری ہو جائے گی (۲) کوئی شخص نذر کرے کہ میں مکہ معظمہ میں روزے رکھوں گا اور وہ اپنے گھر ہی میں رکھ لے تب بھی جائز ہے، نذر غیر معلق کے روزوں میں البتہ اس شرط کی پابندی کرنا ہوگی، جس کا اس میں لحاظ کیا گیا ہو جو شخص یہ نذر کرے کہ میں اگر فلاں مقصد میں کامیاب ہو جاؤں تو اس قدر روزے رکھوں گا اور قبل کامیابی کے روزے رکھ لے تو درست نہیں، یعنی اس کی نذر پوری نہ ہوگی اور بعد کامیابی کے اس کو پھر روزے رکھنا ہوں گے نذر اور قسم کے احکام یہاں ہم نے بہت مختصر لکھے اس لئے کہ نذر اور قسم کے احکام انشاء اللہ مستقل عنوان سے اپنے مقام پر ذکر کیے جائیں گے۔

اعتکاف کا بیان

اعتکاف کے معنی لغت میں کسی جگہ ٹھہرنا اور اصطلاح شریعت میں مسجد کے اندر ٹھہرنا چونکہ اعتکاف رمضان کے اخیر عشرے میں سنت مؤکدہ ہے، گویا رمضان کا مہینہ اعتکاف ہی پر ختم کیا جاتا ہے اس مناسبت سے ہم صوم کا بیان اعتکاف کے ذکر پر ختم کرتے ہیں واللہ الموافق۔

یہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ رمضان کا مہینہ خاص کر عبادت کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس مہینے میں بہ نسبت اور مہینوں کے عبادت کا زیادہ اہتمام فرماتے تھے، خصوصاً عشرہ اخیر میں، اس مضمون کی ایک صحیح حدیث بلحاظ ہم نقل کر چکے ہیں اسی اخیر عشرے میں آپ اعتکاف بھی فرماتے تھے، عشرہ اخیر کی تخصیص کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ لیلۃ القدر اکثر اسی عشرے میں ہوتی ہے

ؔله امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کے نزدیک لیلۃ القدر صرف رمضان ہی میں ہوتی ہے مگر کسی عشرے اور کسی تاریخ کے ساتھ خاص نہیں کسی رمضان میں کسی تاریخ کو اور کسی میں کسی (باقی بر صفحہ آئندہ)

جس کی نسبت قرآن مجید میں وارد ہوا ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے اس کے علاوہ یہ زمانہ ماہ رمضان کا اخیر ہوتا ہے اور قاعدے کی بات ہے کہ جب کوئی عزیز کہیں جانے لگتا ہے اور اس کے جلد واپس آنے کی امید نہیں ہوتی تو اس کے پاس زیادہ تر نشست و برخاست کی جاتی ہے اور اس کی دلجوئی اور رضا طلبی میں اور بھی زیادہ کوشش کی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی عمر کے اخیری رمضان میں بیس دن اعتکاف فرمایا، آپ[1] جانتے تھے کہ اب میری عمر آخر ہو چکی اور آئندہ سال میں یہ عزیز اور مبارک مہینہ مجھ کو نہ ملے گا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اعتکاف ایسا مرغوب تھا کہ ایک مرتبہ کسی مصلحت[2] سے اخیر عشرہ میں اعتکاف نہ فرما سکے تو بجائے اس کے شوال میں دس دن اعتکاف فرمایا۔

اعتکاف کی حکمتیں علماء نے بہت کچھ بیان کی ہیں منجملہ اس کے یہ کہ جب مسجد میں رہے گا تو بڑی بات یہ ہوگی کہ ہر وقت کی نماز جماعت سے ملے گی اور دوسرے اور

(بقیہ صفحہ سابقہ) تاریخ کو اور جن احادیث سے کہ اس کا عشرہ اخیر میں ہونا معلوم ہوتا ہے ان احادیث کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ وہ صرف اسی رمضان کا حال ہے جس میں وہ حدیث ارشاد ہوئی (رد المختار) چونکہ عشرہ اخیر کی نسبت احادیث بہت ہیں اس لئے اس میں اکثر ہونے کا انکار نہیں ہو سکتا، ابن عربی فتوحات میں لکھتے ہیں کہ رمضان کے ساتھ بھی مخصوص نہیں ۱۲ (صفحہ ہذا) [1] حق تعالے نے آپ کو اس کی خبر دیدی تھی چنانچہ ایک مرتبہ ارشاد فرمایا تھا "پھر ایک بندے کو اللہ نے دنیا و آخرت میں اختیار دیا تو اس نے آخرت کو اختیار کر لیا" اس رمز کو حضرت ابو بکر صدیقؓ سمجھ گئے اور بہت روئے اور صحابہؓ نے تعجب بھی کیا کہ اس میں رونے کی کیا بات تھی، مگر آپ کی وفات کے بعد سب کو معلوم ہو گیا کہ اس حدیث میں آپ نے اپنا ہی حال بیان فرمایا تھا اس وقت حضرت علی مرتضے رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا کہ ابو بکر کو ہم سب سے زیادہ علم تھا صحیح بخاری ۱۲۔

[2] وہ مصلحت یہ تھی کہ ایک مرتبہ آپ کی اجازت سے ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا نے بھی مسجد میں اعتکاف کے لئے ایک خیمہ نصب کیا ان کو دیکھ کر ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے لئے ایک خیمہ نصب کیا، صبح کو جب آپ نے یہ حال دیکھا تو فرمایا کہ تم لوگ کیا اس (مسجد میں اعتکاف کرنے کو) اچھا سمجھتی ہو یہ کہہ کر آپ نے اعتکاف ترک کر دیا (بخاری) مقصود یہ تھا کہ عورتیں اس میں ٹھہرا نہ کریں ۱۲

Marfat.com

دوسرے اور لغویات سے بھی بچے گا جو مسجد میں نہیں ہو سکتے۔ مجھے سخت افسوس اور رنج ہوتا ہے جب یہ خیال کرتا ہوں کہ اعتکاف جیسی پسندیدہ عبادت اور مرغوب سنت اس زمانے میں یک قلم ترک ہو گئی۔ مسلمانوں کی بڑی بڑی بستیوں میں بھی ایک آدمی اعتکاف کرنے والا نہیں ملتا افسوس کوئی اپنے نبی کی ایسی پسندیدہ سنت کو اس بے پروائی سے ترک کرتا ہے۔ میرا افسوس اور بھی بڑھ جاتا ہے، جب دیکھتا ہوں کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ اور مشرکین ہند کیسی کیسی سخت عبادتیں نہایت سرگرمی سے ادا کرتے ہیں، یہ مانا کہ اعتکاف سنت مؤکدہ عینیہ نہیں ہے، مگر کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ بالکل اسے ترک ہی کر دیا جائے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ہر شخص اپنی دینی دنیاوی ضرورتوں کو ترک کر دے اور ہمہ تن اعتکاف میں مشغول ہو جائے، نہیں جو لوگ بالکل بیکار رہتے ہیں وہ تو نہ ترک کریں عمر بھر میں بھی ایک آدھ دفعہ کر لیا کریں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ یہ تھی کہ رمضان کے اخیر عشرے میں اعتکاف فرماتے تھے، جہاں رمضان کا اخیر عشرہ آتا تو آپ کے لئے مسجد مقدس میں ایک جگہ مخصوص کر دی جاتی اور وہاں آپ کے لئے کوئی پردہ چٹائی وغیرہ کا ڈال دیا جاتا یا کوئی چھوٹا سا خیمہ نصب ہو جاتا اور بیسویں تاریخ کو فجر کی نماز پڑھ کر آپ وہاں چلے جاتے تھے اور عید کا چاند دیکھ کر وہاں سے باہر تشریف لاتے تھے۔ اس درمیان میں آپ برابر وہیں اکل و شرب فرماتے، وہیں سوتے، آپ کی ازواج طاہرات میں جس کو آپ کی زیارت مقصود ہوتی، وہیں چلی جاتیں اور تھوڑی دیر بیٹھ کر چلی آتیں، بغیر کسی شدید ضرورت کے آپ وہاں سے باہر نہ تشریف لاتے، ایک مرتبہ آپ کو سر صاف کرنا مقصود تھا اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا ایام معمولہ سے تھیں تو آپ نے اپنا سر مبارک کھڑکی سے باہر کر دیا اور ام المومنین نے مل کر صاف کر دیا (صحیح بخاری وغیرہ)

اعتکاف کے مسائل

(۱) اعتکاف کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں (۱) مسجد میں ٹھہرنا خواہ[1] اس مسجد میں

---

[1] بعض فقہاء نے مسجد جماعت کی شرط رکھی ہے، یعنی وہ مسجد جس میں امام اور (باقی بر صفحہ آئندہ)

Marfat.com

پنج وقتی نمازیں ہوتی ہوں یا نہیں (۲) بہ نیت اعتکاف ٹھہرنا بے قصد وارادہ ٹھہر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے، چونکہ نیت کے صحیح ہونے کے لئے نیت کرنے والے کا مسلمان اور عاقل ہونا شرط ہے لہذا عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آگیا۔ (۳) حیض ونفاس سے خالی اور پاک ہونا اور جنابت سے پاک ہونا، جس اعتکاف میں کہ صوم شرط ہے اس میں حیض ونفاس سے خالی ہونا شرط صحت ہے اس لئے کہ ان دونوں سے خالی ہونا صوم کی صحت میں شرط ہے اور جس اعتکاف میں صوم شرط نہیں اس میں حیض ونفاس سے خالی ہونا شرط صحت نہیں بلکہ شرط حلت ہے اور حیض و نفاس سے پاک ہونا اور جنابت سے پاک ہونا تو کسی اعتکاف میں شرط صحت نہیں بلکہ شرط حلت ہے، شرط صحت اور شرط حلت میں فرق یہ ہے کہ شرط صحت کے نہ پائے جانے سے اعتکاف ہی صحیح نہ ہوگا، لہذا اگر کسی نے اعتکاف کی نذر کی یا قسم کھائی تو اس کی نذر اور قسم پوری نہ ہوگی اور شرط حلت کے نہ پائے جانے سے گو ایک فعل حرام[۲] کا ارتکاب ہوگا، مگر اعتکاف فی نفسہٖ صحیح اور درست ہو جائے گا، نذر کرنے والے کی نذر اور قسم کھانے والے کی قسم پوری ہو جائے گی، بالغ ہونا یا مرد ہونا اعتکاف کے لئے شرط نہیں، نابالغ مگر سمجھ دار اور عورت کا اعتکاف درست ہے۔

سب سے افضل وہ اعتکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبۂ مکرمہ میں کیا جائے، اس کے بعد مسجد نبوی کا، اس کے بعد مسجد بیت المقدس کا، اس کے بعد اس جامع مسجد کا جس میں جماعت کا انتظام ہو اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلے کی مسجد اس کے بعد وہ مسجد جس میں زیادہ جماعت ہوتی ہو، (۳) عورتوں کو اپنے گھر کی

(بقیہ صفحہ سابقہ) مؤذن مقرر ہو، بعض نے یہ شرط کی ہے کہ اس میں پنج وقتی نمازیں ہوتی ہوں، مگر صاحبین یعنی امام محمد اور امام ابو یوسف کے نزدیک ہر مسجد میں اعتکاف درست ہے۔ اسی کی اکثر علماء نے تائید کی اور اس زمانے میں اسی پر فتویٰ ہے (درالمختار) [۱] خالی ہونے اور پاک ہونے میں یہ فرق ہے کہ جب عورت کا حیض یا نفاس بند ہو جائے گا تو وہ حیض یا نفاس سے خالی سمجھی جائے گی (اور روزے کے صحیح ہونے کے لئے اسی قدر شرط ہے) مگر پاک اس وقت ہوگی جب غسل کرلے اور کوئی عذر ہو تو تیمم کرلے ۱۲

[۲] فعل حرام سے مراد مسجد میں جانا کہ حدث اکبر کی حالت میں جانا جائز نہیں ورنہ اعتکاف بے اسکے ہو نہیں سکتا ۱۲

Marfat.com

مسجد میں اعتکاف کرنا بہتر ہے اور کسی دوسری مسجد میں مکروہ تنزیہی[۵] ہے

(۴) اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ واجب[۱]، سنت مؤکدہ[۲]، مستحب[۳]۔

واجب ہے اگر نذر کی جائے نذر خواہ غیر معلق ہو جیسے کوئی شخص بے کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا معلق جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اعتکاف کروں گا۔

سنت مؤکدہ ہے رمضان کے اخیر عشرے میں، اس عشرے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے باالالتزام اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے۔

مستحب ہے رمضان کے اخیر عشرے کے سوا اور کسی زمانے میں خواہ وہ رمضان کا پہلا دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ۔

(۵) اعتکاف کے لئے صوم شرط ہے جب کوئی شخص اعتکاف کرے گا تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا بلکہ یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہ رکھوں گا تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا، اسی وجہ سے اگر کوئی شخص صرف رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ لغو سمجھی جائے گی، کیونکہ رات روزے کا محل نہیں ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی اور رات کو اعتکاف کرنا ضروری ہوگا، اور اگر صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو پھر رات ضمناً داخل نہ ہوگی روزے کا خاص اعتکاف

---

[۵] گو احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ازواج طاہرات نے اعتکاف کیا جس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا اعتکاف فی نفسہ ایک امر جائز ہے مگر بہت ایسی مباح چیزیں ہیں جو کسی عارضی فساد کے سبب سے ناجائز ہو جاتی ہیں عورتوں کی مسجد محلہ میں اعتکاف کرنے کی خرابیاں ظاہر ہیں مسجد میں اگر پردہ ڈالا جائے تو جگہ رکے گی اس کی ممانعت ہے جیسا کہ بعض آثار سے معلوم ہوگا اور پردہ نہ ڈالا جائے گا تو بے ستری ہوگی ہر قسم کے لوگ مسجد میں آتے ہیں فساد کا خوف ہے اس سبب سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ہے کہ اگر اس زمانے کی حالت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھتے تو ضرور عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کر دیتے ۱۲

Marfat.com

کے لئے رکھنا ضروری نہیں خواہ کسی غرض سے روزہ رکھا جائے، اعتکاف کے لئے کافی ہے، مثلاً کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لئے بھی کافی ہے، ہاں اس روزے کا واجب ہونا ضروری ہے نفل روزہ اس کے لئے کافی نہیں، مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور بعد اس کے اسی دن اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں، اگر کوئی شخص رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں نہ کر سکے تو کسی اور مہینے میں اس کے بدلے کر لینے سے اس کی نذر پوری ہو جائے گی مگر علی الاتصال روزے رکھنا اور ان میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

(۶) اعتکاف مسنون میں تو روزہ ہوتا ہی ہے اس لئے اس کے واسطے شرط کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۷) اعتکاف مستحب میں روزہ شرط نہیں۔

(۸) اعتکاف واجب کم سے کم ایک دن ہو سکتا ہے اور زیادہ جس قدر نیت کرے اور اعتکاف مسنون ایک عشرہ اس لئے کہ اعتکاف مسنون رمضان کے اخیر عشرے میں ہوتا ہے اور اعتکاف مستحب کے لئے کوئی مقدار مقرر نہیں ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم ہو سکتا ہے۔

(۹) حالت اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہو جائے گا اور اس کی قضا کرنا پڑے گی، اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائے گا۔ اس لئے کہ اعتکاف مستحب کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں۔

پہلی قسم۔ معتکف سے بے ضرورت باہر نکلنا ضرورت عام ہے خواہ طبعی ہو یا شرعی طبعی جیسے پاخانہ، پیشاب، غسل، جنابت بشرطیکہ مسجد میں غسل ممکن نہ ہو، مسجد میں غسل ممکن ہونے کی دو صورتیں ہیں مسجد میں غسل خانہ یا حوض وغیرہ بنا ہو یا کوئی ظرف اس قدر بڑا ہو جس میں بیٹھ کر نہائے اور مسجد میں غسل کا پانی نہ گرنے پائے، کھانا کھانا بھی ضرورت طبعی میں داخل ہے۔ بشرطیکہ کوئی شخص کھانا لانے والا نہ ہو، شرعی ضرورت جیسے جمعہ اور عیدین کی نماز یا پنج وقتی نماز کی جماعت۔

Marfat.com

جس ضرورت کے لئے اپنے معتکف سے باہر جائے بعد اس سے فارغ ہونے کے وہاں قیام نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ ضرورت رفع کرے جو اس کے معتکف سے زیادہ قریب ہو، مثلاً پاخانہ کے لئے اگر جائے اور اس کا گھر دور ہو اور اس کے کسی دوست وغیرہ کا گھر قریب ہو تو وہیں جائے اگر اس کی طبیعت اپنے گھر سے مانوس ہو تو اور دوسری جگہ جانے سے اس کی ضرورت رفع نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ اگر جمعہ کی نماز کے لئے کسی مسجد میں جائے اور بعد نماز کے وہیں ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

بھولے سے بھی اپنے معتکف کو ایک منٹ بلکہ اس سے کم بھی چھوڑ دینا جائز نہیں۔

جو عذر کثیر الوقوع نہ ہوں ان کے لئے بھی اپنے معتکف کو چھوڑ دینا جائز نہیں، مثلاً کسی مریض کی عیادت کے لئے یا کسی ڈوبتے ہوئے کے بچانے کو یا آگ بجھانے کو یا مسجد کے گرنے کے خوف سے گو ان صورتوں میں معتکف سے نکل جانا گناہ نہیں بلکہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف قائم نہ رہے گا اگر کسی طبعی یا شرعی ضرورت کے لئے نکلے اور اس درمیان میں خواہ ضرورت رفع ہو لے سکے پہلے یا اس کے بعد کسی مریض کی عیادت کرے یا نماز جنازہ میں شریک ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ (بحر وغیرہ)

جمعہ کی نماز کے لئے ایسے وقت جانا جائز ہے کہ تحیۃ المسجد اور سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور بعد نماز کے بھی سنت پڑھنے کے لئے ٹھہرنا جائز ہے اس مقدار وقت کا اندازہ اس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا۔ (رد المحتار)

اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے سے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

اگر کوئی شخص زبردستی معتکف سے باہر نکال دیا جائے تب بھی اس کا اعتکاف قائم نہ رہے گا مثلاً کسی جرم میں حاکم کی طرف سے وارنٹ جاری ہو اور سپاہی اس کو گرفتار کر لے جائیں یا کسی کا قرض چاہتا ہو اور وہ اس کو باہر نکال لے اسی طرح اگر کسی طرح اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے کوئی قرض خواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر معتکف تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا۔

دوسری قسم۔ جماع وغیرہ کرنا خواہ عمداً کیا جائے یا سہواً۔ اعتکاف کا خیال

Marfat.com

نہ رہنے کے سبب سے مسجد میں کیا جائے یا مسجد سے باہر ہر حال میں اعتکاف باطل ہو جائے گا، جو افعال کہ غالباً باعث جماع ہوتے ہیں، مثل بوسہ لینے یا مباشرت فاحشہ وغیرہ کے وہ بھی حالت اعتکاف میں ناجائز ہیں مگران سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا، تاوقتیکہ منی خارج نہ ہو ہاں اگر ان افعال سے منی کا خروج ہو جائے تو پھر اعتکاف فاسد ہو جائے گا صرف خیال اور فکر سے اگر منی خارج ہو جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہوگا۔

(۱۰) حالت اعتکاف میں بے ضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے مثلاً بے ضرورت خرید و فروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا، ہاں اگر کوئی کام نہایت ضروری ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اس کے سوا دوسرا کوئی شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو ایسی حالت میں خرید و فروخت کرنا جائز ہے مگر مبیع کا مسجد میں لانا کسی حال میں جائز نہیں بشرطیکہ اس کے مسجد میں لانے سے مسجد کے خراب ہو جانے یا جگہ رُک جانے کا خوف ہو ہاں اگر مسجد کے خراب ہو جانے یا جگہ رک جانے کا خوف نہ ہو تو پھر جائز ہے۔

(ردالمختار)

حالت اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا بھی مکروہ تحریمی ہے ہاں بُری باتیں زبان سے نہ نکالے، جھوٹ نہ بولے، غیبت نہ کرے، بلکہ قرآن مجید کی تلاوت یا کسی دینی علم کے پڑھنے پڑھانے یا کسی اور عبادت میں اپنے اوقات صرف کرے مقصود یہ کہ چپ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں، الحمد اللہ کہ صیام کا بیان اور اس کے احکام ختم ہوئے اب میں حصہ چہارم زکوٰۃ کا بیان شروع کرتا ہوں۔

علم الفقہ حصہ چہارم

زکوٰۃ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی بعث الینا ازکی المرسلین. بالشریعۃ السھلۃ البیضاء وکتاب مبین. سیدنا محمدا المحمود فی زبر الاولین فصلی اللہ علیہ وعلی الہ وصحبہ الذین بھم تکامل نصاب الدین ورضی عنھم رب العالمین ہ۔

جب حق سبحانہ کی نامحدود عنایت سے جو اس بندہ ناچیز پر ہے علم الفقہ کی تیسری جلد ختم ہو چکی جس میں صوم کا بیان ہے تو اب میں اس چوتھی جلد کو شروع کرتا... ہوں اس میں زکوٰۃ کا بیان ہوگا، قادر ذوالجلال محض اپنے فضل وکرم سے اس جلد کو بھی اپنی مرتضیٰ کے موافق اتمام کو پہنچائے اور مسلمانوں کو اس سے بھی ویسا ہی منتفع فرمائے جیسا پہلی تین جلدوں سے منتفع فرمایا اور مجھے حق لکھنے اور خطا سے بچنے کی توفیق دے د یرحم اللہ عبدا قال امینا میں اپنے پروردگار کے احسان کا شکر کس طرح ادا کروں کہ اس نے مجھ جیسے ناقابل اور ناچیز کو اس دینی خدمت کے لیے منتخب فرمایا جس سے آج صدہا مسلمانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے۔ سچ ہے ؎

دادِ حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرطِ قابلیت دادِ دست

فللہ الحمد اولاً واٰخراً زکوٰۃ کے معنی لغت میں طہارت اور برکت اور بڑھنے کے ہیں اور اصطلاح شریعت میں اپنے مال کی مقدار معین کے اس جز کا جس کو شریعت نے مقرر کر دیا ہے کسی مستحق کو مالک بنا دینا چونکہ اس فعل سے باقی مال پاک ہو جاتا ہے اور اس میں حق تعالیٰ کی طرف سے برکت عنایت ہوتی ہے اور اس مال کی دنیا میں بھی ترقی ہوتی ہے اور آخرت میں اللہ پاک اس کا دس گنا بلکہ اس سے بھی زیادہ ثواب عطا فرماتا ہے اس لئے اس کا نام زکوٰۃ رکھا گیا۔

Marfat.com

زکوٰۃ بھی نماز کی طرح تمام انبیاء کی امتوں پر فرض تھی ہاں اس کی مقدار اور اس مال کی تحدید ہیں جس پر زکوٰۃ فرض ہو ضرور اختلاف رہا اور یہ بھی یقینی ہے کہ اسلام میں اس کے متعلق بہت آسان احکام ہیں، اگلی امتوں پر اتنی آسانی نہ تھی۔

زکوٰۃ کی فضیلت اور اس کی تاکید

زکوٰۃ کی فضیلت اور تاکید کے لئے یہ بات کیا کم ہے کہ قرآن مجید میں بتیس جگہ تو اس کا ذکر نماز جیسی عظیم الشان عبادت کے ساتھ فرمایا گیا ہے اور بہت جگہ اس کا ذکر علیحدہ بھی ہے اس کے ادا کرنے والوں کو دلکش اور سچے وعدوں سے عزت دی گئی ہے اور اس کے ادا سے باز رہنے والوں کو ایسے سخت سخت عذاب کی خبر دی گئی ہے کہ خدا جانتا ہے ایمان والوں کے دل اس عذاب کے خیال کرنے سے کانپ اٹھتے ہیں، آفرین ہے ان لوگوں کی مردانہ ہمت پر جو اس عذاب کے برداشت کرنے کو تیار ہو گئے ہیں۔

زکوٰۃ اسلام کا ایک بڑا رکن ہے اس کی فرضیت قطعی ہے، منکر اس کا کافر اور تارک اس کا فاسق ہے اب میں بطور نمونہ چند آیات و احادیث زکوٰۃ کی تاکید کے متعلق نقل کرتا ہوں آیات (۱) ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنٰھم ینفقون (بقرہ) ترجمہ (قرآن مجید) ان پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز پڑھا کرتے ہیں اور جو ہم نے ان کو دیا ہے اس سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں یہ آیت قرآن مجید کی ہدایت سے فیضیاب ہونے کا انھیں لوگوں سے وعدہ کیا گیا جو نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔

(۲) واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین (بقرہ) ترجمہ اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور نماز پڑھنے والوں کے ساتھ (مل کر جماعت سے نماز پڑھا کرو)۔

(۳) واقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وما تقدموا لانفسکم من خیر تجدوہ

عند اللہ (بقرہ) (ترجمہ) اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور یقین کر لو کہ جو نیکی تم اپنے لئے (مرنے سے) پہلے کر لو گے اس (کے ثواب) کو تم اللہ کے یہاں پاؤ گے۔

(۴) لکن البر من اٰمن باللہ والملٰئکۃ والنبیین واٰتی المال علی حبہ ذوی القربٰی والیتٰمی والمساکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلوٰۃ واٰتی الزکوٰۃ (الٰی قولہ تعالٰی) اولٰئک الذین صدقوا واولٰئک ھم المتقون (بقرہ) ترجمہ لیکن نیک وہ شخص ہے جو اللہ پر اور (اس کے) فرشتوں اور پیغمبروں پر ایمان لائے اور اللہ کی محبت پر (اپنے) قرابت والوں اور یتیموں اور غریبوں کو اور مسافروں کو اور سوال کرنے والوں کو مال دے اور (غلاموں (کے آزاد کرانے) میں (خرچ کرے) اور نماز پڑھے اور زکوٰۃ دے یہی لوگ ہیں جو سچے (ایماندار ہیں) اور یہی لوگ پرہیزگار ہیں، دیکھئے اس آیت میں سچے ایماندار اور پرہیزگار ہونے کا حصر ان صفات پر کر دیا گیا۔

(۵) یا ایھا الذین اٰمنوا انفقوا مما رزقنٰکم من قبل ان یاتی یوم لابیع فیہ ولاخلۃ ولا شفاعۃ (بقرۃ) ترجمہ اے ایمان والو جو کچھ ہم نے تم کو دیا اس سے کچھ (ہماری راہ میں) خرچ کرو اس دن کے آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ (کسی کی) دوستی اور سفارش کام (آئے گی)

(۶) مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضاعف لمن یشاء (بقرہ) ترجمہ ان لوگوں کے مال کا حال جو اللہ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ کرتے ہیں اس دانے کے مثل ہے جو سات بالیاں نکالے اور ہر بالی میں سو دانے ہوں (یعنی ایک چیز کا ثواب سات سو گنا ملے گا) اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے اس سے (بھی) بڑھا دیتا ہے۔

(۷) یا ایھا الذین اٰمنوا انفقوا من طیبٰت ما کسبتم و مما اخرجنا لکم من الارض (بقرہ) ترجمہ اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں سے اور اس چیز سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالی ہے (ہماری راہ میں) خرچ کرو۔

(۸) ان تبدوا الصدقات فنعما ھی وان تخفوھا وتوتوھا الفقراء فھو خیر لکم ویکفر عنکم سیاتکم (بقرہ) ترجمہ اگر تم صدقے ظاہر کر کے دو تو وہ (بھی) اچھا ہے اور اگر ان کو چھپاؤ اور فقیروں کو دو تو وہ تمہارے لئے (زیادہ) مفید ہے اور تمہارے گناہ تم سے دور کر دے گا۔

(۹) الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا وعلانیہ فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون (بقرہ) ترجمہ جو لوگ اپنے مال دن رات کھلے اور چھپے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرتے ہیں تو ان کے لئے ان کی مزدوری ان کے پروردگار کے یہاں ہے اور (وہاں) نہ ان پر خوف ہو گا نہ غمگین ہوں گے۔

(۱۰) والمقیمین الصلوٰۃ والموتون الزکوٰۃ والمومنون باللہ والیوم الاٰخر اولئک سنؤتیھم اجرا عظیما (بقرہ) ترجمہ اور نماز پڑھنے والے اور زکوٰۃ دینے والے اور اللہ پر اور قیامت پر ایمان رکھنے والے یہی لوگ ہیں جن کو ہم بڑا اچھا بدلہ دیں گے۔

(۱۱) وقال اللہ انی معکم لئن اقمتم الصلوٰۃ واٰتیتم الزکوٰۃ واٰمنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللہ قرضا حسنا لاکفرن عنکم سیاتکم ولادخلنکم جنات تجری من تحتھا الانھار (مائدہ) ترجمہ اور اللہ نے اہل کتاب سے فرمایا کہ اگر تم نماز پڑھتے رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور میرے (سب) پیغمبروں پر ایمان لاؤ اور ان کی مدد کرو اور اللہ کو قرض حسنہ دو تو میں تمہارے ساتھ ہوں اور بیشک میں تمہارے گناہ تم سے دور کر دوں گا اور ضرور تمہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے درختوں کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔

(۱۲) ورحمتی وسعت کل شئی فساکتبھا للذین یتقون ویوتون الزکوٰۃ والذین ھم بایتنا یومنون (اعراف) ترجمہ اور میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے پس عنقریب میں اس کو ان لوگوں کے لئے مقرر کر دوں گا جو پرہیز گار ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں پر ایمان لایا کرتے ہیں۔

Marfat.com

(۱۳) انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم ایاتہ زادتھم ایمانا وعلٰی ربھم یتوکلون الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون اولئک ھم المومنون حقا لھم درجات عند ربھم ومغفرۃ ورزق کریم (انفعال) ترجمہ مومن وہی لوگ ہیں کہ جب (ان کے سامنے) اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ کے سنائی جائیں تو ان کا ایمان بڑھ جائے اور وہ اپنے پروردگار ہی پر بھروسہ کرتے ہیں وہ (ایسے) لوگ ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں اور جو کچھ ہم نے دیا ہے اس سے (ہماری راہ میں) خرچ کرتے ہیں یہی لوگ سچے ایمان دار ہیں انھیں کے لیے ان کے پروردگار کے یہاں (بڑے) درجے ہیں اور بخشش اور عمدہ رزق ہے اس آیت کا حصر بھی دیکھنے کے قابل ہے

(۱۴) فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم (توبہ) ترجمہ پھر اگر یہ لوگ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں تو ان کی راہ (نہ) بند کرو اور ان کو تکلیف نہ دو بلکہ ان کو چھوڑ دو۔ معلوم ہوا کہ جو شخص زکوٰۃ نہ دیتا ہو وہ اسلام کی امان میں نہیں ہے اسی سبب سے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جہاد کیا۔

(۱۵) فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین (توبہ) ترجمہ پھر اگر یہ لوگ توبہ کر لیں اور نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ دینے لگیں تو دین میں وہ تمہارے بھائی ہیں معلوم ہوا کہ جو لوگ زکوٰۃ نہیں دیتے وہ دینی بھائی نہیں ہیں ذرا اس بات پر غور کیجئے کہ کہاں تک پہنچتی ہے

(۱۶) ویقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ ویطیعون اللہ ورسولہ اولئک سیرحمھم اللہ (توبہ) ترجمہ اور نماز پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں اور یہی لوگ ہیں کہ عنقریب ان پر مہربانی کرے گا۔

(۱۷) خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا (توبہ۔ ترجمہ۔ (اے نبی)) ان کے مالوں سے تم صدقہ لو جس کے ذریعہ سے تم ان کو (گناہوں سے)

Marfat.com

پاک کرد اور ان کے دلوں کو صاف کر دو معلوم ہوا کہ صدقہ دینا گناہوں کی معافی کا سبب ہے
(۱۸) واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیا (مریم) ترجمہ اور حضرت مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ نے مجھے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا ہے جب تک کہ میں زندہ ہوں، معلوم ہوا کہ زکوٰۃ صرف شریعت اسلامیہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام پیغمبروں کو اس کا حکم دیا گیا ہے، علماء نے لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام پر زکوٰۃ فرض نہیں حضرت مسیح علیہ السلام کو حکم دینے سے یہ مقصود ہے کہ وہ اپنی امت کو اس کی تعلیم کریں۔

(۱۹) وکان یامر اھلہ بالصلوٰۃ والزکوٰۃ وکان عند ربہ مرضیا (مریم) ترجمہ۔ اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اپنے کنبے کو نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم دیا کرتے تھے اور وہ اپنے پروردگار کے نزدیک پسندیدہ تھے، دیکھئے زکوٰۃ کی تعلیم کو اللہ پاک نے ایک اولوالعزم پیغمبر کی تعریف میں ذکر فرمایا۔

(۲۰) واوحینا الیھم فعل الخیرات واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ وکانوا لنا عابدین (انبیاء) ترجمہ اور ہم نے ان کی طرف نیکیوں کے کرنے اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے کا حکم بھیجا اور وہ ہمارے عبادت گزار تھے۔

(۲۱) قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون (مومنون) ترجمہ بیشک کامیاب ہوں گے وہ ایماندار جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں اور جو زکوٰۃ (ادا) کرنے والے ہیں۔

عہ علماء نے انبیاء پر زکوٰۃ فرض نہ ہونے کا سبب یہ بیان کیا کہ زکوٰۃ کی غرض گناہوں سے پاک ہونا ہے اور انبیاء یوں ہی گناہوں سے پاک ہوتے ہیں مگر یہ وجہ درست نہیں معلوم ہوتی اسلئے کہ زکوٰۃ حق مال ہے خواہ صاحب مال گناہوں سے پاک ہو یا نہ ہو بلکہ اصل وجہ اس کی جو میری فہم ناقص میں آتی ہے یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اللہ پاک کے پورے اور کامل بندے ہوتے ہیں ان کا حال بالکل ویسا ہی ہوتا ہے جیسا رقیق (غلام) کا کہ کوئی چیز اسکی ملک نہیں ہوتی اس کے ہاتھ میں چاہے جتنا مال آئے سب اس کے مالک کا ہوتا ہے اسی طرح انبیاء علیہم السلام بھی کسی چیز کے مالک نہیں ہوتے جو کچھ ان کے ہاتھ میں آجائے وہ سب اللہ کا ہے پس جب وہ کسی مال کے مالک نہیں ہوتے تو زکوٰۃ کس چیز کی دیں یہی سبب ہے کہ انکے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی اور اسی کی طرف اس صحیح حدیث میں اشارہ ہے کہ نحن معاشر الانبیاء لا نورث ما ترکناہ صدقۃ یعنی ہم گروہ انبیاء کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مال متروکہ سے آپکی ازواج اور بنات کو حصہ نہ ملا۔ ۱۲

(۲۲) قل لعبادی الذین آمنوا یقیموا الصلوٰۃ وینفقوا مما رزقنٰھم سرًا وعلانیۃ من قبل ان یاتی یوم لا بیع فیہ ولا خلال (رعد) ترجمہ (اے نبی میرے ان بندوں سے جو ایمان لائے ہیں کہدو کہ نماز پڑھا کریں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے کچھ (ہماری راہ میں) چھپے اور کھلے خرچ کیا کریں اس دن (یعنی قیامت) کے آنے سے پہلے جس میں نہ خرید و فروخت ہو گی اور نہ (لوگوں کی) دوستی (کام آئے گی)

(۲۳) رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوٰۃ وایتاء الزکوٰۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار (نور) ترجمہ ایسے مرد کہ ان کو کوئی تجارت اور کوئی بیع اللہ کی یاد سے اور نماز پڑھنے سے اور زکوٰۃ دینے سے غافل نہیں کرتی وہ اس دن (یعنی قیامت) سے ڈرتے ہیں جس میں (خوف کے مارے لوگوں کے) دل اور آنکھیں الٹ جائیں

(۲۴) ولا یحسبن الذین یبخلون بما اتٰھم اللہ من فضلہ ھو خیرا لھم بل ھو شر لھم سیطوقون ما بخلوا بہ یوم القیمۃ (آل عمران) ترجمہ اور جو لوگ اللہ کے دئیے ہوئے مال میں بخل کرتے ہیں وہ یہ نہ سمجھیں کہ بخل ان کے لیے مفید ہے بلکہ (وہ یقین کر لیں کہ) وہ ان کے لیے برا ہے، عنقریب قیامت کے دن جس چیز کے ساتھ انہوں نے بخل کیا ہے اس کا طوق انہیں پہنایا جائے گا۔ اس آیت کی توضیح حدیث سے ہو گی۔

(۲۵) والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمٰی علیھا فی نار جھنم فتکوی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون ۔ ترجمہ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے تو (اے نبی) تم ان کو ایک دردناک عذاب کی خوشخبری دیدو جس دن کہ وہ (سونا چاندی) دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائیگا پھر اس سے ان (بد نصیبوں) کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی (اور ان سے کہا جائیگا کہ یہ وہی (سونا چاندی) جس کو تم نے اپنے لیے جمع کیا تھا پس (اب) جو تم نے جمع کیا تھا اس (کے مزے) کو چکھو۔ اللہ اکبر کیسی سخت وعید ہے کہ سننے سے دل کانپتا ہے۔ اسے مہربان پروردگار اپنے فضل و کرم

Marfat.com

کی طرف نظر فرما اور اس ناقابل برداشت عذاب سے اپنے برگزیدہ نبی کی مرحوم امت کو بچائے ان آیات کے دیکھنے کے بعد ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ زکوٰۃ کی کس قدر تاکید اللہ پاک کو منظور ہے نماز اور زکوٰۃ کے سوا کسی عبادت کا اس قدر ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے گو اس کے مسائل روزہ کی طرح بیان نہیں فرمائے گئے، یہ خیال کرنا چاہیے کہ جس قدر آیتوں میں زکوٰۃ کا ذکر ہے ہم نے وہ سب یہاں لکھ دی ہیں بلکہ ابھی بہت سی آیتیں باقی ہیں جن کو ہم نے طول کے سبب سے نہیں ذکر کیا اب ذرا ایک سرسری نظر سے احادیث کو بھی دیکھئے۔

احادیث (۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھ کو یہی اچھا معلوم ہوگا کہ تین دن بھی نہ گزرتے پائیں کہ وہ سب خرچ ہو جائے اور میرے پاس کچھ بھی نہ رہ جائے (صحیح بخاری)

(۲) ابوہریرہ رضؓ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر صبح کو دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک یہ دعا کرتا ہے کہ اے اللہ سخی کو اس کے مال کا بدل عنایت فرما، دوسرا دعا کرتا ہے کہ اے اللہ بخیل کو ہلاکت نصیب کر (بخاری ومسلم)

(۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی اللہ سے قریب ہے، جنت سے بھی قریب ہے، لوگوں سے بھی قریب ہے اور دوزخ سے بعید ہے اور بخیل اللہ سے بھی بعید ہے، جنت سے بھی بعید ہے، لوگوں سے بھی بعید ہے اور دوزخ سے قریب ہے اور بے شک سخی جاہل بخیل عابد سے اللہ کو زیادہ پسند ہے (ترمذی)

شیخ مصلح الدین شیرازی نے اسی حدیث کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ہے ؎

بخیل ار بود زاہد بحر و بر بہشتی نباشد بحکم خبر

(۴) ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوا آپ کعبہ مکرمہ کے سائے میں بیٹھے ہوئے تھے مجھ کو دیکھ کر فرمانے لگے کہ پروردگار کعبہ کی قسم وہی لوگ نقصان پانے والے ہیں، میں نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں، ارشاد ہوا کہ جن کے پاس مال زیادہ ہو۔ مگر ہاں جو اس مال کو آگے سے پیچھے سے اور داہنے سے اور بائیں سے اللہ کی راہ میں خرچ کریں۔ اور ایسے کم لوگ ہیں (صحیح بخاری)

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اللہ مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ ادا کرے تو اس کا مال قیامت کے دن اس کے لیے سانپ کی شکل میں ظاہر کیا جائے گا وہ اس کے دونوں

Marfat.com

جبڑوں کو اپنے منہ میں لے لے گا یعنی اس کو کاٹے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں. پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ الآیۃ۔ (صحیح بخاری)

(۶) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو عورتوں کے ہاتھ میں سونے کے کنگن دیکھے تو ان سے پوچھا کہ ان کی زکوٰۃ دیتی ہو یا نہیں انہوں نے عرض کیا کہ نہیں تب آپ نے فرمایا کہ کیا تم کو یہ منظور ہے کہ اس کے بدلے میں تم کو آگ کے کنگن پہنائے جائیں انہوں نے عرض کیا کہ نہیں، آپ نے فرمایا اس کی زکوٰۃ دیا کرو (ترمذی)

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص بکری کو اپنی گردن پر لادے ہوئے قیامت میں میرے پاس نہ آئے اور مجھے پکارے یعنی مجھ سے مدد چاہے اور میں اس سے کہہ دوں کہ میں تیرے لئے کچھ نہیں کر سکتا میں نے تو تم لوگوں کو احکام الٰہی سنا دئے تھے اور کوئی شخص اونٹ کو اپنی گردن پر لادے ہوئے میرے پاس نہ آئے اور مجھے پکارے اور میں کہہ دوں کہ میں تیرے لیے کچھ نہیں کر سکتا میں تبلیغ کر چکا (صحیح بخاری)

ذرا اس حدیث کو دیکھئے زکوٰۃ نہ دینے والے کو کیسے سخت عذاب کی خبر دی گئی ہے کہ وہ بکری اور اونٹ جن کی زکوٰۃ نہیں دی گئی اس کی گردن پر سوار ہوں گے سب سے زیادہ مصیبت یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت سے انکار فرماتے ہیں اب کہئے زکوٰۃ نہ دینے والوں کا کہاں ٹھکانہ ہے۔

(۸) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں کہ جو شخص پاک کمائی سے ایک خرمے کے برابر بھی صدقہ کرتا ہے تو اللہ خود اس کو اپنے ہاتھ میں لے کر اس کے ثواب کو بڑھاتا ہے جیسے تم اپنے پالے ہوئے بچھے کی پرورش کرتے ہو یہاں تک کہ وہ ثواب ایک پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے (صحیح بخاری)

(۹) قیامت کے دن جو سات آدمی اللہ کے سائے میں ہوں گے ان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کو بھی بیان فرمایا ہے جو ایسا چھپا کے صدقہ دے کہ اس کے دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو (صحیح بخاری)

(۱۰) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے آپ سے پوچھا کہ ہم میں سب سے پہلے آپ سے کون ملیگا ارشاد ہوا کہ جس کا ہاتھ تم سب میں بڑا ہوگا انہوں نے اس کا ظاہری مطلب سمجھ کر ایک لکڑی سے سب کے ہاتھ ناپے تو ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا کا ہاتھ سب میں بڑا نکلا

Marfat.com

مگر جب سب سے پہلے ام المومنین زینب رضؓ کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کے بڑے ہونے سے سخاوت مراد تھی اور ام المومنین زینب رضؓ سب سے زیادہ سخیہ تھیں۔ (صحیح مسلم)

اس حدیث کو دیکھئے صدقہ دینے کی کتنی فضیلت اس سے نکلتی ہے کیا کسی ایماندار کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی اور نعمت ہو سکتی ہے کہ مرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا قرب اس کو نصیب ہو حاشا وکلا یہ وہ نعمت ہے جس کے سامنے جنت بھی کوئی چیز نہیں۔

(۱۱) عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے لوگو آگ سے بچو اگرچہ چھوہارے کا ایک ٹکڑا ہی دیکر سہی (صحیح بخاری)

معلوم ہوا کہ صدقہ دینا چاہیے، کتنی ہی کم چیز ہو دوزخ سے نجات کا سبب ہوتا ہے ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ صدقہ ہر بلا کو دور کرتا ہے اور ہر مرض کو اس سے شفا ہوتی ہے۔

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جب کوئی شخص کچھ مال صدقہ دینے کے لیے لاتا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے اور اس کے لیے رحمت کی دعا فرماتے تھے چنانچہ ابو اوفیٰ رضی اللہ عنہ جب اپنا صدقہ لائے تو آپ نے ان الفاظ سے دعا فرمائی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی اٰلِ اَبِیْ اَوْفٰی اے اللہ رحمت نازل فرما ابی اوفیٰ کے خاندان پر۔ (صحیح بخاری)

یہانتک تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس اقوال تھے اگر آپ کے حالات سخاوت ذکر کیے جائیں، اور صرف انھیں پر اکتفا کی جائے جو نہایت صحیح طریقوں سے مروی ہیں تب بھی ایک ضخیم دفتر کی ضرورت ہے۔

(۱۳) ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھی اور بعد اس کے بہت جلد آپ اٹھ کھڑے ہوئے اور مکان میں تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر کے بعد باہر تشریف لائے، صحابہ نے اس خلاف عادت واقعہ کا سبب پوچھا تو ارشاد ہوا کہ سونے کا ایک ٹکڑا گھر میں رہ گیا تھا مجھے اچھا نہ معلوم ہوا کہ رات کو گھر میں رہے تو میں اس کو تقسیم کر آیا۔ (صحیح بخاری)

(۱۴) ایک مرتبہ مرض وفات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چھ یا سات دینار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھے تو آپ نے حکم دیا کہ ان کو تقسیم کر دو حضرت ام المومنین فرماتی ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیماری کے سبب سے کچھ خیال نہ رہا آپ نے پھر مجھ سے پوچھا کہ وہ دینار کیا ہوئے میں نے عرض کیا کہ آپ کی بیماری کے سبب سے مجھ کو خیال نہیں رہا،

Marfat.com

تب آپ نے ان کو اپنے ہاتھ میں رکھ کر فرمایا کہ اللہ کے نبی کا خیال ہے کہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے کہ یہ اس کے پاس نہ ہوں۔ (مسند امام احمد)

اب صحابہ رضؓ کے حالات سنیے کہ انھیں زکوٰۃ کے معاملات میں کیسی سرگرمی ہوتی تھی اور صدقہ دینے پر کیسے حریص اور دلدادہ تھے اور کیوں نہ ہوتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا اثر کہاں جاسکتا ہے

آثارِ صحابہ سب سے بڑا واقعہ زکوٰۃ کے متعلق جو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں بلکہ خلیفہ ہوتے ہی ہوا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ لوگ زکوٰۃ کے منکر ہو گئے اور یہ کہنے لگے کہ زکوٰۃ صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں فرض تھی آپ کے بعد اس کی فرضیت نہیں رہی۔ صحابہ نے ان لوگوں کو مرتد سمجھا اور ان سے اسی طرح جہاد کیا جیسے مرتدوں سے کیا جاتا ہے چنانچہ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے اور عرب کے بعض لوگ مرتد ہو گئے اور حضرت صدیقؓ نے ان سے جہاد کا ارادہ کیا تو حضرت فاروقؓ نے ان سے عرض کیا کہ آپ ان سے کیوں جہاد کرتے ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب کوئی لا الٰہ الا اللہ کہدے تو اس کا جان و مال میری طرف سے مامون ہو جاتا ہے، حضرت صدیق رضؓ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم کہ جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق سمجھا اس سے میں ضرور لڑوں گا خدا کی قسم اگر وہ اونٹ کا چھوٹا بچہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دیتے تھے اور مجھ کو نہ دیں گے تو میں ان سے ضرور جہاد کروں گا، حضرت فاروقؓ فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ اللہ نے ابوبکرؓ کے دل میں یہ بات ڈالی ہے پس مجھ کو یقین ہو گیا کہ یہ حق ہے۔

صحابہ میں بعض لوگ ایسے تھے کہ جو حاجت سے زائد ایک پیسہ کا بھی رکھنا حرام سمجھتے تھے، اور جو شخص ایسا کرے اس کے لیے وہی عذاب بیان کرتے تھے جو اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الآیہ میں مذکور ہے، حضرت ابوذر غفاری بدری رضی اللہ عنہ کا ذکر اس مقام پر خاص طور سے کیا جاتا ہے ان کو اس مسئلہ میں سخت غلو تھا تمام لوگ ان کے مخالف ہو گئے اسی کے سبب سے ان کو اپنا پیارا وطن مدینہ چھوڑنا پڑا، مگر اس مسئلے سے نہ پھرے اخیر وقت تک یہی کہتے رہے کہ زائد از حاجت جو ایک پیسہ بھی رکھے گا وہ اسی سخت عذاب کا مستحق ہے اور صحابہ کی عموماً یہ عادت تھی کہ جس مسئلے کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

Marfat.com

اخذ کرتے تھے گو اس کے اخذ کرنے میں ان سے غلطی ہوتی ہو مگر پھر اس سے رجوع نہ کرتے تھے، صحیح بخاری میں ہے کہ زید بن وہب رضؓ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میرا گزر مقام ربذہ میں ہوا تو مجھ کو ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ ملے میں نے ان سے پوچھا کہ آپ یہاں کیسے رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں شام میں تھا مجھ سے اور معاویہؓ سے اس آیت کی تفسیر میں اختلاف ہوا۔ اَلَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّھَبَ وَالْفِضَّۃَ معاویہؓ کہتے تھے کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں ہے میں کہتا تھا نہیں ان کے اور ہمارے سب کے حق میں ہے تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کو میری شکایت لکھ بھیجی حضرت عثمانؓ نے مجھ کو مدینہ میں بلا لیا مدینہ والوں نے میرے پاس سخت ہجوم کیا کہ گویا اس سے پہلے انہوں نے مجھے دیکھا ہی نہیں تھا میں نے حضرت عثمانؓ سے یہ کیفیت بیان کی انہوں نے کہا اگر تم چاہو تو مدینے سے باہر کسی اور قریب کے مقام میں جا کر رہو اسی سبب سے میں یہاں پڑا ہوں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی یہ بھی عادت تھی کہ جہاں لوگوں کا مجمع دیکھتے تو زکوٰۃ کا وعظ ضرور کہتے۔

صحابہ کی تو یہ کیفیت تھی کہ جن کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا تھا تو وہ صرف صدقہ دینے کے لئے مزدوری کرتے تھے، بوجھ لادتے تھے، صحیح بخاری میں ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب صدقہ کی آیت اتری تو ہم بازار جا کر مزدوری کرتے تھے اور بوجھ اٹھاتے تھے جو کچھ ہم کو مل جاتا اس کو صدقے میں دیتے تھے، اللہ اکبر، اس حرص کو دیکھیے، کھانے کو میسر نہ تھا مگر صدقہ کے فضائل سن کر ان سے نہ رہا گیا خاص صدقے کے لیے مزدوری کرتے تھے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو صدقہ دینے کا حکم دیا، حضرت فاروقؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت اتفاق سے میرے پاس مال تھا میں اپنا نصف مال لے آیا اور اپنے دل میں کہا کہ اگر کبھی ابوبکرؓ سے سبقت لے جاؤں گا تو وہ آج ہی کا دن ہوگا جب میں اپنا مال لایا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم نے اپنے گھر والوں کیلیے کس قدر چھوڑ دیا میں نے عرض کیا کہ اسی قدر، اور ابوبکرؓ اپنا کل مال لے آئے، ان سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی پوچھا، انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اپنے گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسولؐ کو چھوڑ دیا ہے تب میں نے کہا کہ میں ابوبکرؓ پر کبھی سبقت نہ لیجا سکوں گا (ترمذی)

غرضکہ اسی قسم کے اور بھی بہت سے واقعات ہیں جن سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہؓ

Marfat.com

کو جیسی سرگرمی اور دلدہی زکوٰۃ کے متعلق تھی اس کی نظیر ملنا دشوار ہے۔

زکوٰۃ کے فضائل میں گو بظاہر ہم نے کچھ زیادہ بیان کیا، مگر درحقیقت اس کی جس قدر تاکید اور فضیلت شریعتِ اسلامیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ میں بیان فرمائی گئی ہے اس کا ایک شمہ بھی بیان نہیں ہوا لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ جس کے دل میں ایک ذرہ برابر بھی ایمان ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ ایک دن مجھ کو خداوند رب العزت کے حضور میں جانا ہے وہ ان قدر قلیل تاکیدوں کے دیکھنے کے بعد بھی اس امر کی جرأت نہیں کرسکتا کہ ادائے زکوٰۃ میں ذرا بھی کوتاہی کرے، کیا کسی میں ایسی طاقت ہے کہ ان عذابوں کی برداشت کرے جو زکوٰۃ نہ دینے والوں کے لیے حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمائے ہیں۔

مقدمہ۔ جس میں ان اصطلاحی الفاظ کا بیان ہوگا جو زکوٰۃ کے مسائل میں مستعمل ہوتے ہیں۔

نصاب۔ مال کی وہ خاص مقدار ہے جس پر شریعت نے زکوٰۃ فرض کی مثلاً اونٹ کے لئے پانچ اور پچیس وغیرہ کا عدد اور بکری کے لیے چالیس اور ایکسو اکیس وغیرہ کا عدد اور چاندی کے لیے دو سو درم اور سونے کے لیے بیس مثقال۔

سائمہ۔ وہ جانور جن میں یہ تین باتیں پائی جائیں (۱) سال کے اکثر حصہ میں اپنے منہ سے چر کے اکتفا کرتے ہوں اور گھر میں ان کو کچھ نہ دیا جاتا ہو اگر نصف سال اپنے منہ سے چر کے رہتے ہوں اور نصف سال ان کو گھر میں کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں، اسی طرح اگر گھانس ان کے لیے گھر میں منگائی جاتی ہو خواہ وہ بہ قیمت یا بے قیمت تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں (۲) جو گھانس وہ چرتے ہوں اس کے چرنے کی کسی طرف سے ممانعت نہ ہو، اگر کسی کی منع کی ہوئی اور ناجائز گھانس ان کو چرائی جائے تب بھی وہ سائمہ نہ ہوں گے (۳) دودھ کی غرض سے یا نسل کے زیادہ ہونے کے لیے رکھے گئے ہوں، اگر دودھ اور نسل کی غرض سے نہ رکھے گئے ہوں بلکہ گوشت کھانے کے لیے یا سواری کے لیے تو پھر وہ سائمہ نہ کہلائیں گے۔

ضرورتِ اصلیہ۔ وہ ضرورت جو جان یا آبرو سے متعلق ہو یعنی اس کے پورا نہ ہونے سے جان یا آبرو کا خوف ہو مثلاً کھانا، پینا، کپڑے، رہنے کا مکان، پیشہ ور کو اس کے پیشہ کے اوزار وغیرہ۔

درم[۱] زکوٰۃ کے مسائل میں جب بولا جاتا ہے تو اس سے دو ماشہ اور ڈیڑھ رتی مراد ہوتی ہے۔ اور

---

[۱] نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں درم مختلف اوزان کے ہوتے تھے (بقیہ صفحہ ۴۸۰ پر دیکھئے)

Marfat.com

ایک ماشہ آٹھ رتی کا ہوتا ہے اور ایک رتی چار جو کی ہوتی ہے پس ایک درم[ع۵] میں ستر جو ہوئے اور ساڑھے سترہ رتی۔

مثقال تین ماشے اور ایک رتی کا ہوتا ہے اس لیے کہ مثقال بیس قیراط کا ہوتا ہے اور ایک قیراط پانچ جو کا ہوتا ہے پس ایک مثقال میں سو جو ہوئے اور سو جو کی (بحساب) چار (جو فی رتی پچیس رتیاں ہوئیں اور پچیس رتی کے (بحساب آٹھ رتی فی ماشہ) تین ماشے ایک رتی ہوئی۔

صاع[ع۶] انگریزی سیر کے حساب سے جو کلدار اسی روپیہ کا ہوتا ہے سوا دو سیر نو تولہ سات ماشہ کا ہوتا ہے یا یوں کہا جائے کہ پانچ ماشہ کم دو سیر ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے غرض کہ پانچ ماشہ کی کمی کوئی کمی نہیں ایک صاع کو دو سیر ڈیڑھ پاؤ سمجھنا چاہیے کیونکہ حسب تصریح محققین ایک صاع ایک ہزار چالیس درم کا ہوتا ہے اور ہر درم دو ماشہ ڈیڑھ رتی کا۔ پس صاع میں دو ہزار دو سو پچھتر ماشے ہوئے اور ان ماشوں کے ایک سو نواسی تولے سات ماشے ہوئے اور ان تولوں کے بحساب اسی تولہ فی سیر دو سیر ایک پاؤ نو تولے سات ماشے ہوئے۔

زکوٰۃ کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۲) بالغ ہونا، نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں، نابالغ کے ملک میں چاہے جس قدر مال آجائے، مگر نہ اس پر نہ اس کے ولی پر، کسی پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں۔

(بقیہ صفحہ ۴۶۵) حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں جب دیکھا کہ درم کے مختلف ہونے سے لوگوں میں نزاع ہوتی ہے تو انہوں نے اس نزاع کے دور کرنے کے لیے ہر وزن کا ایک ایک درم کے لیے گلوایا اور ان کے تین درم برابر برابر وزن کے بنوائے بعد اس کے وزن کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ہر درم چودہ قراط کا ہے پس اسی پر تمام صحابہ کا اجماع ہوگیا اور تمام عرب میں یہی درم رائج ہوا اسی حساب سے تمام شرعی فرائض مثل زکوٰۃ اور حد سرقہ وغیرہ کے ادا ہونے لگے یہاں درم کا یہی وزن لکھا گیا (کذا فی البحر الرائق وغیرہ ۱۲

ع۵ علم الفقہ کی پہلی جلد کے صفحہ ۳۵ کے حاشیہ میں درم کا وزن ۲ ماشہ ایک رتی لکھا ہے مگر وہ صحیح نہیں غلطی سے لکھ دیا گیا ہے ۱۲ ع۶ صاع کا وزن جو یہاں لکھا گیا عراقی صاع کا ہے جو حنفیہ کے یہاں معتبر ہے اور یہ حساب صاحب در مختار اور دوسرے محققین حنفیہ کے موافق ہے۔ مگر صاحب شرح وقایہ نے صاع کے حساب میں اختلاف کیا ہے مگر وہ اکثر حنفیہ کے نزدیک مقبول نہیں اسلئے اختیار نہیں کیا گیا امام شافعیؒ کے نزدیک حجازی صاع کا اعتبار ہے وہ انگریزی سیر سے ڈیڑھ سیر ایک چھٹانک ہوتا ہے ۱۲

(۳) عاقل ہونا، مجنون پر زکوٰۃ فرض نہیں نہ اس شخص پر جس کے دماغ میں کوئی مرض پیدا ہو گیا۔ اور اس سبب سے اس کی عقل میں فتور آ گیا ہو، ہاں اس قدر تفصیل ہے کہ جنون غیر[1] اصلی اور یہ نقصان عقل اگر پورے سال بھر رہے گا تو زکوٰۃ فرض نہ ہو گی اور اگرچہ پورے سال بھر نہ رہے تو لغو سمجھا جائے گا اور زکوٰۃ فرض ہو گی البتہ اگر جنون اصلی ہے تو اس کا ہر حال میں اعتبار ہو گا، سال بھر نہ رہے تب بھی زکوٰۃ فرض نہ ہو گی۔ مثلاً کسی کو سال میں دو ایک مرتبہ جنون ہو جائے تو اس سال کی زکوٰۃ اس پر فرض نہ ہو گی بلکہ جس وقت سے اس کا جنون زائل ہوا ہے اسی وقت سے اس کے سال کی ابتدا سمجھی جائے گی۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۴) زکوٰۃ کی فرضیت سے واقف ہونا یا دار الاسلام میں ہونا، جو شخص زکوٰۃ کی فرضیت سے ناواقف ہو اور دار الاسلام میں بھی نہ رہتا ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۵) آزاد ہونا غلام پر گو وہ مکاتب[2] یا ماذون[3] ہو زکوٰۃ فرض نہیں۔

(۶) ایسی چیز کے نصاب کا مالک ہونا جو ایک سال تک قائم رہتی ہو، جو چیز ایک سال تک قائم نہ رہتی ہو جیسے ککڑی، کھیرا، خربوزہ، تربوز اور باقی ترکاریاں وغیرہ ان پر زکوٰۃ فرض نہیں،

(۷) اس مال پر ایک سال کامل کا گزر جانا بغیر ایک سال کے گزرے ہوئے زکوٰۃ فرض نہیں،

(۸) سال کے شروع اور آخر میں نصاب کا پورا ہونا چاہیے سال کے درمیان میں کم ہو جائے ہاں اگر سال کے شروع یا آخر میں نصاب کم ہو جائے تو پھر زکوٰۃ فرض نہ ہو گی۔

(۹) اس مال کا ایسے قرض سے محفوظ ہونا جس کا مطالبہ بندوں کی طرف سے ہو سکتا ہے خواہ اللہ جل شانہ کا قرض ہو جیسے زکوٰۃ عشر خراج وغیرہ کہ حق اللہ تو ہیں مگر ان کا مطالبہ امام وقت کی طرف سے ہو سکتا ہے یا وہ قرض بندوں کا ہو زوجہ کا مہر بھی اسی قرض میں داخل ہے اگرچہ موجل ہو، جو مال اس قسم کے قرض میں مستغرق ہو یا اس قدر قرض ہو کہ اس کے ادا کرنے کے بعد نصاب پورا نہ رہے تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں، ہاں اگر ایسا قرض ہو کہ جس کا مطالبہ بندوں کی

---

[1] جنون اگر بالغ ہونے سے پہلے عارض ہوا ہو تو اصلی ہے ورنہ غیر اصلی ۱۲

[2] مکاتب وہ غلام ہے جس کو اس کے آقا نے اس شرط پر آزاد کر دیا ہو کہ وہ اس قدر روپیہ کما کر اس کو دیدے جب تک وہ اس قدر روپیہ کما کر نہ دے غلام رہتا ہے اور بعد دیدینے کے آزاد ہو جاتا ہے ۱۲۔

[3] ماذون وہ غلام جس کو اس کے آقا نے اجازت دیدی ہو کہ وہ کمائی کرے اور اپنے آقا کو لا کر دے ۱۲

طرف سے نہیں ہو سکتا مثلاً کسی پر کفارہ واجب ہو یا حج تو اس پر زکوٰۃ فرض ہو گی۔ سال کے درمیان میں اگر قرض ہو جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ مال فنا ہو گیا یہاں تک کہ اگر قرض خواہ اس قرض کو معاف کر دے تب بھی زکوٰۃ دینا پڑے گی۔ بلکہ جس وقت اس نے معاف کیا ہے اس وقت سے اس مال کے سال کی ابتدا رکھی جائے گی۔ اگر کسی کے پاس کئی قسم کے مالوں کا نصاب ہو اور اس پر قرض ہو تو اس کو چاہیے کہ قرض کو ایسی چیز کی طرف راجع کرے جس کی زکوٰۃ کم ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ دے مثلاً کسی کے پاس چاندی کا ایک نصاب ہو اور بکری کا بھی ایک ہو تو اس کو چاہیے کہ قرض کو چاندی کے نصاب کی طرف راجع کرے کیونکہ چاندی کے ایک نصاب کی زکوٰۃ بہ سبب اس کے کہ چاندی کے ایک نصاب کی زکوٰۃ ہے بکری کے ایک نصاب کی زکوٰۃ سے بہت کم ہوتی ہے ہاں اگر وہ قرض اس قدر زیادہ ہو کہ ایک چیز کا نصاب اس لیے کافی نہ ہو تو پھر جتنے نصابوں میں اس کی ادائی ممکن ہو اسی قدر نصابوں کی طرف راجع کیا جائے گا اور ان کی زکوٰۃ نہ دی جائے گی۔

(۱۰) وہ مال اپنی اصلی ضرورتوں سے زائد ہو جو مال اپنی اصلی ضرورتوں کے لیے ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں بس پہننے کے کپڑے اور رہنے کے گھر پر اور خدمت کے غلاموں پر اور سواری کے گھوڑوں پر اور خانہ داری کے اسباب پر زکوٰۃ فرض نہیں اور اسی طرح ان کتابوں پر جو تجارت کی نہ ہوں خواہ کسی اہل علم کے پاس ہوں یا کسی جاہل کے پاس ہوں اور اسی طرح پیشہ وروں کے اوزار و اسباب پر زکوٰۃ فرض نہیں خواہ وہ اوزار اس قسم کے ہوں کہ ان سے نفع لیا جائے اور وہ باقی رہیں جیسے کلہاڑی بسولی وغیرہ یا ایسے ہوں کہ نفع لینے سے ان کی ذات فنا ہو جاتی ہو مگر اس میں یہ شرط ہے کہ اس کا اثر باقی نہ رہے جیسے صابون وغیرہ کہ دھونے سے خود فنا ہو جاتا ہے اور اس کا اثر کپڑے پر نہیں رہتا اور اگر اثر باقی رہتا ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہو گی جیسے کسم کے رنگنے سے فنا ہوتا ہے مگر اس کا اثر کپڑے پر باقی رہ جاتا ہے پس اس پر زکوٰۃ فرض ہو گی۔

اور اسی طرح وہ روپیہ جو اپنی اصلی ضرورتوں کے لئے رکھا ہو اس پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں[ع] بشرطیکہ

ع بعض فقہا نے لکھا ہے کہ روپیہ پر ہر حال میں زکوٰۃ فرض ہے خواہ ضرورت اصلیہ سے زائد ہو یا نہیں مگر چونکہ علامہ ابن ملک نے تصریح کر دی ہے کہ اگر روپیہ اصلی ضرورتوں کیلئے رکھا ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں اور متون فقہ کی ظاہر عبارت بھی اسی کی موید ہے لہذا علامہ شامی لکھتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ دونوں قولوں میں اس طرح تطبیق دی جائے کہ وہ ضرورت اگر بالفعل موجود ہے تو زکوٰۃ فرض نہ ہو گی ورنہ ہو گی۔ ۱۲۔ ردالمحتار

Marfat.com

وہ ضرورت اسی سال میں درپیش ہو اور اگر وہ ضرورت سال آئندہ میں پیش آنے والی ہو تو پھر اس پر زکوٰۃ فرض نہ ہو گی (رد المحتار)

(۱۱) مال کا اپنے یا اپنے وکیل کے ملک و قبضے میں ہونا جو مال ملک اور قبضے میں نہ ہو یا ملک میں ہو قبضے میں نہ ہو یا قبضے میں ہو ملک میں نہ ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں پس مکاتب کے کمائے ہوئے مال میں زکوٰۃ، نہ اس پر نہ اس کے مولی پر اس لئے کہ وہ مال مکاتب کی ملک میں نہیں گو قبضے میں ہے اور مولی کے قبضہ میں نہیں گو ملک میں ہے اور اسی طرح ماذون کی کمائی میں بھی زکوٰۃ فرض نہیں اور رہن کی ہوئی چیز پر بھی زکوٰۃ فرض نہیں۔ نہ رہن رکھنے والے پر نہ رہن کرنے والے پر اس لئے کہ اس کا مالک ہے اسی طرح جو مال ایک مدت تک کھویا رہا بعد اس کے مل گیا تو جس زمانہ تک کھویا رہا اس زمانہ کی زکوٰۃ فرض نہیں کیونکہ اس وقت قبضے میں نہ تھا اسی طرح جو مال دریا میں گر جائے اور کچھ دنوں کے بعد نکالا جائے تو جس زمانہ تک گرا رہا اس زمانہ کی زکوٰۃ فرض نہیں اسی طرح جو مال کسی جنگل میں دفن کر دیا گیا ہو اور اس کا مقام یاد نہ رہا ہو اور کچھ زمانہ کے بعد یاد آجائے تو جتنے زمانہ تک بھولا رہا اس کی زکوٰۃ فرض نہیں، ہاں اگر کسی مکان میں دفن کیا گیا ہو اور اس کا مقام یاد نہ رہے اور پھر یاد آجاوے تو جس زمانہ میں بھولا رہا اس کی زکوٰۃ فرض ہو گی کیونکہ وہ مال قبضہ سے باہر نہیں ہوا۔ اسی طرح جو مال کسی کے پاس امانت رکھا گیا ہو اور بھول جائے کہ کس کے پاس رکھا تھا اور پھر یاد آجائے تو جس زمانہ تک بھولا رہا اس کی زکوٰۃ فرض نہ ہو گی۔ بشرطیکہ وہ شخص جس کے پاس امانت رکھی گئی تھی اجلبی ہو اگر کسی جانے ہوئے آدمی کے پاس امانت رکھی جائے اور یاد نہ رہے تو اس بھولے ہوئے زمانہ کی زکوٰۃ بھی فرض ہو گی، اسی طرح اگر کسی کو کچھ قرض دیا جائے اور قرض دار انکار کر جائے اور کوئی تمسک یا گواہی اس کی نہ ہو خواہ قرض دار مالدار ہو یا مفلس، پھر چند روز کے بعد وہ لوگوں کے سامنے یا قاضی کے روبرو اقرار کرلے تو اس انکار کے زمانہ کی زکوٰۃ فرض نہ ہو گی اسی طرح جو مال کسی سے ظلماً چھین لیا جائے اور پھر چند روز کے بعد وہ اس کو مل جائے تو جس زمانہ تک وہ اس کو نہیں ملا اس زمانہ کی زکوٰۃ اس پر فرض نہ ہو گی حاصل یہ کہ جب مال قبضہ یا ملک سے نکل جائے گا تو زکوٰۃ فرض نہ رہے گی زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے قبضہ اور ملک دونوں کا ہونا شرط ہے۔

(۱۲) مال میں ان تین وصفوں سے ایک وصف کا پایا جانا (۱) نقدیت (۲) سوم (۳) نیت تجارت سونے اور چاندی میں نقدیت پائی جاتی ہے لہذا ان میں بہرحال زکوٰۃ فرض ہو

Marfat.com

گی خواہ نیت تجارت کی ہو یا نہیں اور خواہ سونا چاندی مشکوک ہو یا غیر مشکوک اور خواہ اس کے زیور[ع] یا برتن بنائے گئے ہوں، سائمہ جانوروں میں سوم پایا جاتا ہے۔ غیر سائمہ جانور اور باقی اموال اگر ان میں تجارت کی نیت کی جائے تو زکوٰۃ ہو گی ورنہ نہیں خواہ وہ مال کتنا ہی قیمتی اور از قسم جواہر کیوں نہ ہو، تجارت کی نیت مال کے مول لیتے وقت ہونا چاہیے۔ اگر بعد مول لینے کے نیت کی جائے تو وہ قابل اعتبار نہیں تاوقتیکہ اس کی تجارت شروع نہ کر دی جائے اگر کوئی مال تجارت کے لیے مول لیا گیا ہو اور بعد مول لینے کے یہ نیت نہ رہے تو وہ مال تجارتی نہ رہے گا اور اس پر زکوٰۃ فرض نہ رہے گی پھر اس کے بعد اگر نیت کی جائے تو وہ قابل اعتبار نہ ہو گی جب تک کہ اس کی تجارت نہ کر دی جائے۔

(۱۳) اس سال میں کوئی دوسرا حق مثل عشر یا خراج کے واجب نہ ہو۔
اگر عشر یا خراج اس مال پر ہو گا تو پھر اس پر زکوٰۃ فرض نہ ہو گی کیونکہ دو حق ایک مال پر فرض نہیں ہوتے۔

زکوٰۃ کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا۔ کافر کا زکوٰۃ دینا صحیح نہیں، اگر کوئی کافر اپنے مال کی کئی سال پیشگی

ع امام شافعی رضی اللہ عنہ کے نزدیک زیور جو پہننے کے لیے ہو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ان کے نزدیک پہننے کا زیور بھی پہننے کے کپڑوں کے حکم میں ہے مگر یہ صرف ان کا قیاس ہے حنفیہ کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں چاندی اور سونے کی زکوٰۃ نہ دینے والوں کی خرابی بیان فرمائی ہے وہاں زیور کو مستثنےٰ نہیں کیا۔ احادیث میں بھی کہیں زیور کو مستثنیٰ نہیں فرمایا بلکہ صحیح احادیث میں زیور کی زکوٰۃ دینے کا حکم وارد ہوا ہے چنانچہ ابوداؤد میں عمرو بن شعیب سے مروی ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اس کے ساتھ اسکی ایک لڑکی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے کنگن تھے، آپ نے پوچھا کہ تو اس کی زکوٰۃ دیتی ہے اس نے عرض کیا کہ نہیں آپ نے فرمایا کہ کیا تجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ تجھے آگ کے کنگن پہنائے۔ فتح القدیر میں ابوالحسن قطان سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے اس حدیث کو صحیح کہا اور منذری نے بھی اس کے سند کی تنقید کی اور ہر راوی کو جانچا اور اسی کو صحیح کہا اسی قسم کی اور حدیثیں بھی ہیں ۱۲۔

Marfat.com

زکوٰۃ دیدے اور بعد اس کے مسلمان ہو جائے تو وہ زکوٰۃ دینا اس کے لیے کافی نہ ہوگا بلکہ اس کو پھر زکوٰۃ دینا ہوگی۔

(۲) عاقل ہونا، مجنون اور ناقص العقل کی زکوٰۃ صحیح نہیں۔

(۳) بالغ ہونا۔ نابالغ کی زکوٰۃ صحیح نہیں۔

(۴) زکوٰۃ کا مال فقیر کو دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا یعنی دل میں یہ ارادہ کرنا کہ میرے اوپر جس قدر مال کا دینا فرض تھا محض اللہ پاک کی خوشنودی کے لیے دیتا ہوں اگر کوئی شخص زکوٰۃ دے دینے کے بعد نیت کرے اور مال فقیر کے پاس ابھی موجود ہو تو یہ نیت صحیح ہو جائیگی اور اگر وہ مال فقیر کے پاس خرچ ہو چکا ہے تو نیت صحیح نہ ہوگی اور اس کو پھر دوبارہ زکوٰۃ دینا ہوگی، اگر کوئی شخص اپنے وکیل کو زکوٰۃ کا مال تقسیم کرنے کے لیے دے اور اس کو دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کرے تو درست ہے، خواہ وکیل فقیروں کو دیتے وقت نیت کرے یا نہیں، اگر کوئی شخص اپنے مال میں سے زکوٰۃ کا مال علیحدہ کرے اور علیحدہ کرتے وقت زکوٰۃ کی نیت اس کے دل میں ہو تو یہ نیت کافی ہے کہ فقیروں کو دیتے وقت نیت نہ کرے۔

(۵) زکوٰۃ کے مال کا جس شخص کو دیا جائے اس کو مالک اور قابض بنا دینا، اگر کوئی شخص کچھ کھانا پکوا کر فقیروں کو اپنے گھر جمع کر کے کھلا دے اور زکوٰۃ کی نیت کرے تو صحیح نہ ہوگا ہاں اگر وہ کھانا فقیروں کو دیدے اور انہیں اختیار دے کہ اس کو جو چاہیں کریں جہاں چاہیں کھائیں تو پھر درست ہے۔

(۶) زکوٰۃ کا مال ایسے شخص کو دینا جو اس کا مستحق ہو۔ اس مسئلے کی زیادہ تفصیل زکوٰۃ کے مستحقین کے بیان میں انشاء اللہ تعالیٰ آئے گی اس میں بعض صورتیں ایسی بھی ہیں کہ غیر مستحق کو دیدیا جائے اور پھر بھی درست ہو وہ سب وہیں بیان کی جائیں گی چونکہ شریعت نے چار قسم کے مالوں پر زکوٰۃ فرض کی ہے (۱) سائمہ جانوروں پر (۲) سونے چاندی پر (۳) تجارتی مال پر خواہ وہ کسی قسم کا ہو (۴) کھیتی اور درختوں کی پیداوار پر گو اس چوتھی قسم کو فقہا کی کتابوں میں زکوٰۃ کے لفظ سے یاد نہیں کرتے بلکہ عشر کہتے ہیں لہٰذا ہم ہر قسم کی زکوٰۃ علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔

سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان

سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ وہ جنگلی نہ ہوں جنگلی جانوروں پر زکوٰۃ فرض نہیں

Marfat.com

ہاں اگر تجارت کی نیت سے رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوٰۃ فرض ہوگی۔ جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے مل کر پیدا ہوں تو اگر ان کی ماں دیسی ہے تو وہ دیسی سمجھے جائیں گے اور اگر جنگلی ہے تو جنگلی سمجھے جائیں گے۔

مثال۔ بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہوا تو وہ بکری کے حکم میں ہے اور نیل گاؤ اور گائے سے کوئی جانور پیدا ہوا تو وہ گائے کے حکم میں ہے۔

جو جانور سائمہ ہو اور سال کے درمیان میں اس کے تجارت کی نیت کرلی جائے تو اس سال کی زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی اور جب سے اس نے تجارت کی نیت کی ہے اس وقت سے اس کا تجارتی سال شروع ہوگا۔

جانوروں کے بچوں پر اگر وہ تنہا ہوں تو زکوٰۃ فرض نہیں ہاں اگر ان کے ساتھ بڑا جانور بھی ہو گو ایک ہی ہو تو ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہوگی اور زکوٰۃ میں وہی جانور دیا جائیگا اور سال پورا ہونے کے بعد اگر وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی (در مختار وغیرہ)

وقف کے جانوروں پر اور ان گھوڑوں[ع] پر جو دینی غزوے کے لیے رکھے گئے ہوں زکوٰۃ فرض نہیں گھوڑوں پر خواہ وہ سائمہ ہوں یا غیر سائمہ اور گدھے اور خچر پر بشرطیکہ تجارت کے لیے نہ ہوں زکوٰۃ فرض نہیں۔

اونٹ کا نصاب|پانچ اونٹ میں زکوٰۃ فرض ہے اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں، پانچ اونٹ میں ایک بکری دینا فرض ہے خواہ نر ہو یا مادہ۔

ع امام صاحب کے نزدیک گھوڑوں پر بھی زکوٰۃ فرض ہے یہاں ہم نے فرض نہ ہونے کو لکھا یہ صاحبین کا قول ہے اور اسی پر اکثر فقہا مثل علامہ طحاوی اور قاضی خاں اور زیلعی وغیرہ کا فتویٰ ہے گو صاحب فتح القدیر نے بہت کوشش کی ہے کہ امام صاحب کے قول کو ترجیح دیں مگر جو دلائل انہوں نے بیان کئے ہیں وہ ناکافی ہیں۔ دار قطنی میں مروی ہے کہ کچھ لوگ شام کے رہنے والے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ہمارے پاس گھوڑے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ ان کی زکوٰۃ دیں، حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ میرے صاحبین (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ) مجھ سے پہلے کر گئے ہیں وہی کرتا ہوں۔ پھر انہوں نے صحابہ سے مشورہ کیا تو انہوں نے کہا کہ بہتر ہے اور حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا بہتر ہے بشرطیکہ ایک چیز مقرر نہ ہو جائے جو آپ کے بعد ہمیشہ لی جایا کرے اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں گھوڑوں کی زکوٰۃ نہیں دی جاتی تھی اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی بطور فرض کے مقرر نہیں کی ۱۲۔

Marfat.com

چھ سے چوبیس تک کچھ نہیں۔

پچیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو دوسرا برس شروع ہو۔

چھبیس سے پینتیس تک کچھ نہیں۔

چھتیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو تیسرا برس شروع ہو چکا ہو۔

سینتیس سے پینتالیس تک کچھ نہیں۔

چھیالیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو چوتھا برس شروع ہو۔

سینتالیس سے ساٹھ تک کچھ نہیں۔

اکسٹھ اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو پانچواں برس شروع ہو۔

باسٹھ سے پچھتر تک کچھ نہیں۔

چھہتر اونٹ میں دو اونٹنیاں جن کو تیسرا برس شروع ہو۔

ستتر سے نوے تک کچھ نہیں۔

اکانوے اونٹ میں دو اونٹنیاں جن کو چوتھا برس شروع ہو۔

بانوے سے ایک سو بیس تک کچھ نہیں۔

ایک سو بیس سے زائد ہو جائیں تو پھر نیا حساب کیا جائے گا یعنی اگر چار زیادہ ہیں تو کچھ نہیں جب زیادتی پانچ تک پہنچ جائے یعنی ایک سو پچیس ہو جائیں تو ایک بکری اور پچیس اونٹ بڑھ جائیں گے۔ تو ایک دو برس والی اونٹنی اور تیس اونٹ بڑھ جائیں گے تو ایک چوتھے برس والی اونٹنی پھر جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو نئے سر سے حساب عه ہوگا یعنی پانچ اونٹوں میں ایک بکری اور پچیس میں ایک دو برس والی اونٹنی اور چھتیس میں ایک تیسرے برس والی اونٹنی پھر چھیالیس میں ایک چوتھے برس والی اونٹنی۔ پھر جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو ہمیشہ اسی طرح نیا حساب ہوتا رہے گا۔

اونٹ کی زکوٰۃ میں اگر اونٹ دیا جائے تو مادہ ہونی چاہیے نر اگر دیا جائے گا تو صحیح نہیں اور اگر قیمت دی جائے تو پھر اختیار ہے چاہے نر کی قیمت دے چاہے مادہ کی۔

عه اس حساب میں صرف اس قدر فرق ہے کہ پہلے چھبیس میں یہ زکوٰۃ تھی اور یہاں تیس میں ہے مگر اس کے بعد جو حساب ہیں وہ سب پہلے حساب کے موافق ہیں اور چھبیس کا نصاب اس میں رکھا گیا ہے تیس کا منیر ۱۲

Marfat.com

گائے بھینس کا نصاب گائے اور بھینس دونوں ایک قسم میں ہیں، دونوں کا نصاب بھی ایک ہے اور اگر دونوں کو ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملالیں گے مثلاً بیس گائے ہوں اور دس بھینسیں تو دونوں کو ملا کر تیس کا نصاب پورا کرلیں گے مگر زکوٰۃ میں وہی جانور دیا جائے گا جس کی تعداد زیادہ ہو یعنی اگر گائے زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں گائے دی جائے گی اور اگر بھینس زیادہ ہیں تو زکوٰۃ میں بھینس دی جائے گی اور جو دونوں برابر ہوں تو اختیار ہے

تیس گائے بھینس میں ایک گائے یا ایک بھینس کا بچہ جو پورے ایک برس کا ہو۔

تیس سے کم میں کچھ نہیں اور تیس کے بعد انتالیس تک بھی کچھ نہیں۔

چالیس گائے بھینس میں پورے دو برس کا بچہ۔

اکتالیس سے انسٹھ تک کچھ نہیں عہ

جب ساٹھ ہو جائیں تو ایک ایک برس کے دو بچے دیئے جائیں گے پھر جب ساٹھ سے زیادہ ہو جائیں تو ہر تیس میں ایک برس کا بچہ اور ہر چالیس میں دو برس کا بچہ۔ مثلاً ستر ہو جائیں تو ایک ایک برس کا بچہ اور ایک دو برس کا بچہ کیونکہ ستر میں ایک تیس کا نصاب ہے اور ایک چالیس کا اور جب اسی ہو جائیں تو دو برس کے دو بچے کیونکہ اس میں چالیس کے دو نصاب ہیں اور نوے میں ایک ایک برس کے تین بچے کیونکہ نوے میں تیس کے نصاب ہیں اور سو میں دو بچے ایک ایک برس کے اور ایک بچہ دو برس کا کیونکہ سو میں دو نصاب تیس کے اور ایک نصاب چالیس کا ہے ہاں جہاں کہیں دونوں نصابوں کا حساب مختلف نتیجہ پیدا کرتا ہے وہاں اختیار ہے چاہے جس کا اعتبار کریں مثلاً ایک سو بیس میں چار نصاب تو تیس کے ہیں اور تین نصاب چالیس کے پس اختیار ہے کہ تیس کے نصاب کا اعتبار کرکے ایک برس کے چار بچے دیں یا چالیس کے نصاب کا اعتبار کرکے دو برس کے تین بچے دیں۔ غرضکہ ساٹھ کے بعد پھر ہر دہائی سے نصاب بدلتا رہے گا دہائی سے کم بڑھے تو زکوٰۃ میں زیادتی نہ ہو

عہ یہ صاحبین کا قول ہے اور امام صاحب سے بھی ایک روایت میں یہی منقول ہے اور اسی پر محققین فقہا کی ایک جماعت کا فتویٰ ہے اور امام صاحب سے ایک روایت میں منقول ہے کہ چالیس سے جس قدر زیادہ ہوں گے ان کی زکوٰۃ بھی اسی حساب سے دی جائیگی مثلاً ایک زیادہ ہو تو دو برس والے بچے کا چالیسواں حصہ یعنی اس کی پوری قیمت کا چالیسواں حصہ اور دو زیادہ ہو جائیں تو وہ چالیسویں حصے وعلیٰ ہذا القیاس مگر اس روایت کو محققین نے قبول نہیں کیا (در مختار۔ بحر الرائق۔ رد المختار) ۱۲۔

گی وہی زکوٰۃ دینا ہوگی جو اس سے پہلے دی جاتی تھی۔

بکری بھیڑ کا نصاب زکوٰۃ کے بارے میں بکری بھیڑ سب یکساں ہیں خواہ بھیڑ دم دار ہو جس کو دنبہ کہتے ہیں یا معمولی ہو، اگر دونوں کا نصاب پورا ہو تو دونوں کی زکوٰۃ علیحدہ دی جائے گی اور ہر ایک کا نصاب تو پورا نہ ہو مگر دونوں کے ملا لینے سے زیادہ ہو جاتا ہو تو دونوں کو ملا لیں گے اور جو زیادہ ہوگا تو زکوٰۃ میں وہی دیا جائے گا اور دونوں برابر ہوں تو اختیار ہے

چالیس بکری یا بھیڑ میں ایک بکری یا بھیڑ۔

چالیس سے کم میں اور چالیس کے بعد ایک سو بیس تک کچھ نہیں۔

ایک سو اکیس میں دو بھیڑ یا بکریاں۔

ایک سو بائیس سے دو سو تک کچھ نہیں۔

دو سو ایک میں تین بھیڑ یا بکریاں۔

دو سو دو سو سے تین سو ننانوے تک کچھ نہیں۔

چار سو میں چار بکریاں یا بھیڑیں۔

چار سو سے زیادہ ہوں تو ہر سو میں ایک بکری کے حساب سے زکوٰۃ دینا ہوگی سو سے کم زیادتی میں کچھ نہیں۔

بھیڑ بکری کی زکوٰۃ میں نر مادہ کی قید نہیں ہاں ایک سال سے کم کا بچہ نہ ہونا چاہیے خواہ بھیڑ ہو یا بکری۔

چاندی سونے اور تجارتی مال کا نصاب

چاندی سونے اور تمام تجارتی مالوں میں چالیسواں حصہ زکوٰۃ فرض ہے۔

چاندی کا نصاب دو سو درم ہے جس کے چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے ہوتے ہیں جس کی زکوٰۃ دس ماشے ساڑھے سات رتی چاندی ہوئی کیونکہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشہ کا چالیسواں حصہ اسی قدر ہوتا ہے۔

چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے سے کم چاندی[ؔ] پر زکوٰۃ نہیں۔

ؔ بعض لوگوں نے چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولے اور سونے کا ساڑھے سات تولے بیان کیا ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ پر دیکھیے)

Marfat.com

سونے کا نصاب بیس مثقال ہے جس کے پانچ تولہ ڈہائی ماشہ ہوتے ہیں جس کی زکوٰۃ ایک ماشہ ساڑھے چار رتی سونا ہوا کیونکہ پانچ تولہ ڈھائی ماشہ کا چالیسواں حصہ اسی قدر ہوتا ہے پانچ تولہ ڈھائی ماشہ سے کم سونے پر زکوٰۃ نہیں۔

تجارتی مال کا نصاب اس کی قیمت کے اعتبار سے ہوگا اگر اس کی قیمت چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشہ چاندی یا پانچ تولے ڈھائی ماشہ سونے تک پہنچتی ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں، اگر چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشہ چاندی اور پانچ تولے ڈھائی ماشہ سونا دونوں قیمت میں برابر ہوں تو اختیار ہے ورنہ جس کے اعتبار سے نصاب پورا ہو جائے یا جس کا رواج زیادہ ہو اسی کا حساب کریں۔

سونے چاندی یا تجارتی مالوں کا جو نصاب بیان کیا گیا اس نصاب سے اگر کچھ مال زیادہ ہو جائے تو وہ زیادتی اگر نصاب کے پانچویں حصے کے برابر ہے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں مثلاً اگر کسی کے پاس علاوہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشہ چاندی کے سات تولے ایک ماشہ دو رتی چاندی اور بڑھ جائے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی کیونکہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے

(بقیہ حاشیہ صفحہ) مگر یہ خلاف تحقیق ہے ہدایہ اور بحر الرائق اور فقہ کی تمام معتبر کتابوں میں اس کے خلاف ہے چنانچہ یہ لکھتے ہیں کہ چاندی کی زکوٰۃ میں وہ درم مراد ہے جس کے دس درم سات مثقال کے برابر ہوں اور مثقال بالاتفاق تین ماشے اور ایک رتی کا ہوتا ہے پس سات مثقال کے اکیس ماشے سات رتی ہوئی جس کو دس پر تقسیم کیا جائے تو دو ماشے ڈیڑھ رتی حاصل ہوتا ہے پس معلوم ہوا ایک ماشہ ڈیڑھ رتی کا ہوتا ہے اس کو اگر دو سو سے جو زکوٰۃ کا نصاب ہے ضرب دیجئے تو چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشہ ہوتا ہے پس یہی چاندی کا نصاب ہے اسی طرح سونے کے نصاب میں لوگوں نے غلطی کی ہے تمام فقہا لکھتے ہیں کہ سونے کا مثقال حساب سے تین ماشہ ایک رتی کا ہوتا ہے پس تین ماشے ایک رتی کو بیس سے ضرب دیا جائے تو پانچ تولہ ڈھائی ماشہ ہوتا ہے دوسری غلطی لوگوں نے روپیہ کی تعداد بیان کرنے میں کی ہے بعض نے انگریزی سکہ دار باون روپے لکھے ہیں اور بعض نے کچھ بعض نے کچھ، حالانکہ اگر روپیہ انگریزی ساڑھے گیارہ ماشے کا ہوتا تو تقریباً اڑتالیس میں نصاب پورا ہوتا ہے اور اگر روپیہ پورے تولہ بھر کا ہو جیسے کہ میں نے بعض محقق سادہ کاروں سے تحقیق کی ہے تو چھتیس روپیہ ایک اٹھنی میں نصاب پورا ہو جائیگا مگر میں نے روپیہ کی تعداد کو قصداً اس لئے نظر انداز کر دیا ہے کہ زکوٰۃ گنتی سے دینا خلاف احتیاط ہے تول کر دینا چاہیے یعنی روپیہ کو تولیں جتنے روپیہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشہ کے ہوں ان کا ایک نصاب سمجھیں اسی طرح سونے کی زکوٰۃ بھی تول کر دیں۔

Marfat.com

کا پانچواں حصہ ہے اور اگر علاوہ پانچ تولہ ڈھائی ماشہ کے ایک تولہ چار رتی سونا اور بڑھ جائے تو اس پر زکوٰۃ ہوگی کیونکہ یہ پانچ تولہ ڈھائی ماشہ کا پانچواں حصہ ہے۔ اسی طرح جب پانچویں حصے کے برابر زیادتی ہو جائے گی تو اس پر زکوٰۃ فرض ہو جائے گی، پانچویں حصے سے کم زیادتی پر زکوٰۃ معاف ہے پیسوں کا کوئی خاص نصاب نہیں جب ان کی قیمت چاندی یا سونے کے نصاب کے برابر ہو جائے گی تو ان پر زکوٰۃ ہوگی ورنہ نہیں، اگر کسی مال میں سونا اور چاندی ملے ہوئے ہوں تو جو زیادہ ہوگا اسی کا اعتبار کیا جائے گا یعنی اگر سونا زیادہ ہے تو وہ سونا سمجھا جائیگا اور سونے کے نصاب سے اس کی زکوٰۃ دی جائے گی اور اگر اس میں چاندی زیادہ ہے تو وہ چاندی سمجھا جائیگا اور چاندی کے نصاب سے اس کی زکوٰۃ دی جائے گی۔

اگر چاندی یا سونے میں کسی اور چیز کا میل ہو جائے اور وہ چیز غالب نہ ہو تو وہ کالعدم سمجھی جائے گی اور اگر وہ چیز غالب ہوگی تو وہ اگر تجارتی مال کے قسم سے ہے تو اس کی قیمت کے اعتبار سے اس میں زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر تجارتی مال نہیں ہے تو اس کی چاندی یا سونا اگر علیحدہ ہو سکتا ہو اور وہ بقدر نصاب کے ہو تو اس پر زکوٰۃ ہوگی اور اگر علیحدہ نہ ہو سکتا ہو مگر شہر میں اس کا عام رواج ہو تب بھی اس پر زکوٰۃ ہوگی اور اگر عام رواج نہ ہو تو اس پر زکوٰۃ نہ ہوگی۔

اگر کسی کے پاس صرف چاندی کا نصاب بھی پورا نہ ہو اور صرف سونے کا بھی پورا نہ ہو مگر دونوں کے ملا لینے سے نصاب پورا ہو جاتا ہو تو اس وقت دونوں کو ملا لیں گے مثلاً کسی کے پاس بارہ تولے چاندی ہو اور ایک تولہ سونا اور ایک تولہ سونے کی قیمت چوبیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی کے برابر ہوتی ہو تو دونوں کو ملا لیں گے یعنی سمجھیں گے کہ چھتیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی ہے اور اس کی زکوٰۃ دی جائے گی، اس صورت میں اختیار ہے کہ چاہے کم کو زیادہ سے ملائیں اور چاہے زیادہ کو کم کے ساتھ مگر وہ صورت اختیار کرنی چاہیے جس سے نصاب پورا ہو جائے اگر چاندی اور سونے کا نصاب پورا نہ ہو اور تجارتی مال بھی موجود ہو اس کے ملا لینے سے نصاب پورا ہو جاتا ہو تو اس کو بھی ملا لیں گے مثلاً کسی کے پاس چھ روپیہ ہوں اور ایک تجارتی گھڑی ہو جس کی قیمت تیس تولے ساڑھے پانچ ماشے چاندی کے برابر ہو تو دونوں کو ملا کر سمجھیں گے کہ چاندی کا نصاب پورا ہے اور اس کی زکوٰۃ دیں گے۔

Marfat.com

زکوٰۃ کے مسائل

(۱) اگر کچھ مال چند لوگوں کی شرکت میں ہو تو ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر کے اگر نصاب پورا ہوتا ہو تو زکوٰۃ اس پر فرض ہوگی ورنہ نہیں مثلاً چالیس بکریاں یا آدھ سیر چاندی دو آدمیوں کی شرکت میں ہو تو کسی پر زکوٰۃ فرض نہ ہوگی کیونکہ ہر ایک کا حصہ علیحدہ کر دینے سے نصاب پورا نہیں رہتا۔

(۲) دو نصابوں کے درمیان میں جو مال ہو اس پر زکوٰۃ معاف ہے وہ اگر ہلاک ہو جائے تو زکوٰۃ میں کچھ کمی نہ ہوگی۔ؑ

(۳) زکوٰۃ واجب ہو جانے کے بعد اگر مال ہلاک ہو جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائیگی گو زکوٰۃ کے دینے کا وقت آگیا ہو اور حاکم وقت کی طرف سے اس کا مطالبہ بھی کیا گیا ہو اور اس نے کسی وجہ سے نہ دی ہو، ہاں اگر خود ہلاک کر دے تو پھر اس کو زکوٰۃ دینا ضروری ہوگی۔ مثلاً جانوروں کو چارہ پانی نہ دے اور وہ مر جائیں۔ یا کسی مال کو قصداً ضائع کر دے کسی کو قرض یا عاریت دینے کے بعد اگر مال تلف ہو جائے تو اس کا شمار ہلاک کرنے میں نہ ہوگا اور اس کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی تجارتی مال کو تجارتی مال سے بدل لینا ہلاک کرنے میں ہے لہٰذا اس بدل لینے میں زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی تجارتی مال کو غیر تجارتی مال سے بدل لینا اسی طرح سائمہ جانور کو دوسرے سائمہ جانور سے بدل لینا ہلاک کر لینا ہے اور اس سے زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی (در مختار وغیرہ)

(۴) زکوٰۃ میں اختیار ہے خواہ وہ چیز دیجائے جس پر زکوٰۃ واجب ہوئی ہے یا اس کی قیمت دیجائے اور قیمت اسی زمانے کی معتبر ہوگی جس زمانے میں زکوٰۃ دینا چاہتا ہے خواہ زمانہ وجوب کے اعتبار سے اس وقت اس چیز کی قیمت زیادہ ہو یا کم ہو مثلاً آخر سال میں جب زکوٰۃ فرض ہوئی تھی۔ ایک بکری کی قیمت تین روپے تھی اور ادا کرتے وقت چار روپے ہو جائے یا دو روپے ہو جائے تو اس کو چار روپے یا دو روپے دینا ہوں گے۔

ؑ صاحبین کے نزدیک اس صورت میں زکوٰۃ کم ہو جاتی ہے ۱۲۔

Marfat.com

(۵) اگر کل مال عمدہ ہے تو زکوٰۃ میں عمدہ مال دینا چاہیئے اور اگر سب مال خراب ہے تو خراب مال دیا جائے اور اگر کچھ مال عمدہ اور کچھ خراب ہے تو زکوٰۃ میں متوسط درجہ کا مال دینا چاہیئے۔ اگر ادنیٰ درجہ کی چیز دی جائے اور اس میں جس قدر کمی ہو اس کے بدلے میں کچھ قیمت دے دی جائے یا اعلیٰ درجہ کی چیز دی جائے اور اس میں جس قدر زیادتی ہے اس کی قیمت واپس لے لی جائے تو جائز ہے۔

(۶) جو مال سال کے اندر حاصل ہوا ہو خواہ مول لینے سے یا تناسل سے یا وراثت سے یا ہبہ وغیرہ سے وہ اپنے ہم جنس نصاب کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور اسی کے ساتھ اس کی بھی زکوٰۃ دی جائے گی۔

مثال۔ شروع سال میں پچیس اونٹ تھے سال کے درمیان میں ان کے پچیس بچے ہوئے تو اب سال کے ختم پر یہ بچے بھی ان اونٹوں کے ساتھ ملا دیئے جائیں گے اور کل اونٹوں کی زکوٰۃ میں چوتھے برس کا اونٹ دینا ہوگا گو ان بچوں پر ابھی پورا سال نہیں گزرا۔ ہاں اگر اس مال کے ملا دینے سے ایک ہی مال پر دو مرتبہ زکوٰۃ دینا پڑے تو نہ ملائیں گے مثلاً کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ دے چکا ہو بعد اس کے اس مزکیٰ روپیہ سے کچھ جانور مول لے تو وہ جانور اپنے ہم جنس نصاب کے ساتھ نہ ملائیں گے ورنہ ان کی زکوٰۃ پھر دینا ہو گی اور ابھی ان کی قیمت کی زکوٰۃ دی جا چکی ہے اسی طرح اگر کوئی شخص جانوروں کی زکوٰۃ دے چکا ہو بعد اس کے ان مزکیٰ جانوروں کو بیچ ڈالے تو ان کی قیمت کا روپیہ روپے کے نصاب کے ساتھ نہ ملایا جائے گا۔

(۷) اگر کسی شخص کے پاس کوئی تجارتی مال ہو مگر اس کی قیمت نصاب سے کم ہو تو پھر چند روز کے بعد اس چیز کے گراں ہو جانے کے سبب سے اس کی قیمت بڑھ کر بقدر نصاب کے ہو جائے تو جس وقت سے قیمت بڑھی ہے اسی وقت سے اس کے سال کی ابتدا رکھی جائے گی (طحطاوی مراقی الفلاح)

(۸) ہر چیز کا نفع جو سال کے اندر حاصل ہوا ہو اس کی اصل کے ساتھ ملایا جائے گا اور آخر سال میں جب اس کی اصل کی زکوٰۃ دی جائے گی تو اس کی زکوٰۃ بھی دی جائے گی گو اس پر پورا سال نہیں گزرا۔

(۹) اگر کسی شخص کے پاس ایک مال کے دو نصاب ایسے ہوں کہ ایک دوسرے

کے ساتھ ملایا نہیں جا سکتا مثلاً زکوٰۃ دیئے ہوئے جانوروں کی قیمت کا کچھ روپیہ اس کا اس کے علاوہ ہو پھر اس کو کہیں سے کچھ روپیہ اور مل جائے تو یہ روپیہ اس روپیہ کے ساتھ ملایا جائے گا جس کا سال پہلے ختم ہوتا ہو یعنی اگر بکریوں کی قیمت کے روپے کا سال پہلے ختم ہوتا ہو تو یہ روپیہ اس کے ساتھ ملایا جائے گا اور اگر دوسرے روپے کا سال پہلے ختم ہوتا ہو تو یہ روپیہ اسی کے ساتھ ملایا جائے گا۔

(۱۰) اگر حاکم وقت کوئی مسلمان عادل ہے تو اس کو ہر قسم کے مال کی زکوٰۃ لینے کا حق حاصل ہے وہ تمام لوگوں سے زکوٰۃ وصول کر کے مستحقین پر صرف کریگا۔

(۱۱) اگر حاکم وقت کوئی ظالم یا غیر مسلم ہو تو اس کو زکوٰۃ کے لینے کا کچھ حق نہیں ہے اور اگر جبراً لے تو دیکھنا چاہیے کہ اس نے اس مال کو مستحقین پر صرف کیا یا نہیں اگر مستحقین پر صرف کیا ہے تو خیر ورنہ ان لوگوں کو چاہیے کہ پھر دوبارہ زکوٰۃ نکالیں اور بطور خود مستحقین پر تقسیم کریں (در مختار وغیرہ)

(۱۲) اگر کوئی شخص زکوٰۃ نہ دیتا ہو تو حاکم وقت کو چاہئے کہ اسکو قید کر دے اور اس سے زکوٰۃ طلب کرے جبراً اس کے مال کو قرق کر لینا چاہیے کیونکہ زکوٰۃ کے صحیح ہونے میں نیت شرط ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب اس کا مال جبراً لیا جائے تو وہ نیت زکوٰۃ کی نہ کرے گا۔

(۱۳) اگر کوئی شخص حرام مال کو حلال مال کے ساتھ ملا دے تو سب کی زکوٰۃ اس کو دینا ہوگی

(۱۴) اگر کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ سال ختم ہونے سے پہلے یا کئی سال کی پیشگی دے دے تو جائز ہے۔

(۱۵) اگر کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مر جائے تو اس کے مال کی زکوٰۃ نہ لی جائے گی ہاں اگر وہ وصیت کر گیا ہو تو اس کا تہائی مال زکوٰۃ میں لے لیا جائے گا۔ گو یہ تہائی پوری زکوٰۃ کو کفایت نہ کرے اور اگر اس کے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر تیار نہ ہوں تو جس قدر وہ اپنی خوشی سے دیدیں لے لیا جائے گا۔

(۱۶) اگر کسی کو شک پیدا ہو جائے کہ اس نے زکوٰۃ دی ہے یا نہیں تو اس کو چاہیے کہ پھر دیدے۔

(۱۷) جو دین کہ اس کا ثبوت کافی دائن کے پاس موجود ہو یا مدیون اس دین سے منکر نہ ہو اور وہ دین قوی ہو یا متوسط تو ایسی حالت میں اس دین کی زکوٰۃ دینا

Marfat.com

دائن[1] کے ذمہ لازم ہے مگر بعد قبضہ کے دین قوی میں تو بعد چالیس درم پر قبضہ کے اور دین متوسط میں دو سو درم پر قبضہ پانے کے بعد۔ اور اگر ضعیف ہے تو اس کی زکوٰۃ دینا لازم نہیں ہاں جب وہ قبضہ میں آجائے اور اس پر ایک سال گزرے گا تو مثل اور مالوں کے اس کی زکوٰۃ بھی دینی ہو گی۔

دین کی تین قسمیں[2] ہیں، قوی، متوسط، ضعیف

قوی وہ دین ہے جو کسی کو بطور قرض کے دیا گیا ہو یا کسی ایسے مال کا عوض ہو کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہے مثلاً کسی نے اپنی سائمہ بکریاں کسی کے ہاتھ ادھار فروخت کی ہوں تو ان کی قیمت مشتری کے ذمہ دین قوی ہے اور اسی طرح اگر کسی اور تجارتی مال کو ادھار فروخت کیا ہو تو اس کی قیمت بھی مشتری کے ذمہ دین قوی ہے اور جب بائع کو اس کی قیمت میں سے چالیس درم مل جائیں گے تو اسے ان مقبوضہ درموں کی زکوٰۃ اس وقت سے دینا ہو گی کہ جب سے وہ اصل مال جس کی وہ قیمت ہے اس کے پاس تھا۔

مثال۔ کسی شخص نے اپنی سائمہ بکریاں جو اس کے پاس چھ مہینہ سے تھیں ادھار بیچیں اور چھ مہینے کے بعد اسے دو سو درم ملے تو ان دو سو درموں کی زکوٰۃ پانچ درم اس کو فوراً دینا چاہئیں کیونکہ ان پر ایک سال کامل گزر گیا چھ مہینے تو اس کے اصل کے یعنی وہ بکریاں جو اس کے پاس رہی تھیں اور چھ مہینے مدیون کے پاس اس مال کو گزرے۔

متوسط وہ دین ہے جو ایسے مال کا عوض ہو جس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی مثلاً کسی نے اپنی خدمت کے غلام یا غیر سائمہ بکریاں کسی کے ہاتھ ادھار بیچیں تو ان کی قیمت مشتری پر دین متوسط کی قسم سے ہے اور دین متوسط کا سال اس کی اصل کے زمانہ سے نہ رکھا جائیگا کیونکہ اس کی اصل پر تو زکوٰۃ فرض ہی نہ تھی بلکہ اس زمانہ سے رکھا جائے گا جب سے وہ مال اس نے بیچا ہے۔

ضعیف وہ دین ہے جو کسی کے عوض میں نہ ہو مثل دین مہر اور دین دیت اور بدل

---

[1] جو شخص کسی کو قرض دے اس کو دائن کہتے ہیں اور قرضدار کو مدیون کہتے ہیں ثبوت کافی کی قید اس واسطے لگائی گئی کہ اگر ثبوت کافی نہ ہو اور مدیون بھی منکر ہو تو زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا۔

[2] دین کی تین قسمیں امام صاحب کے نزدیک ہیں صاحبین کے نزدیک ہر دین میں زکوٰۃ فرض ہے ۱۲۔

Marfat.com

کتابت اور دین خلع وغیرہ کے اس دین کی زکوٰۃ دائن پر فرض نہیں ہاں جب اس کے قبضے میں آجائے گا اور اس پر بعد قبضے کے ایک سال گزر جائیگا تو ان کی زکوٰۃ دینا ہوگی اور اگر دین نصاب سے کم ہو تو اس پر کسی حال میں زکوٰۃ فرض نہیں اگرچہ قوی یا متوسط کیوں نہ ہو ہاں اگر اس کے پاس اس کا ہم جنس نصاب کوئی چیز متعدد ہے تو یہ دین بعض قبضے کے اس اپنے ہم جنس چیز کے ساتھ ملا دیا جائیگا اور جب اس کا سال ختم ہوگا تو اس دین کی بھی زکوٰۃ دی جائے گی۔ اور اگر ایک سال کے بعد دائن اپنا دین مدیون کو معاف کر دے تو پھر زکوٰۃ اس ایک سال کی اس کو نہ دینا پڑے گی، ہاں اگر وہ مدیون مالدار ہے تو اس کو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائے گا اور دائن کو زکوٰۃ دینا پڑے گی کیوں کہ زکوٰتی مال کے ہلاک کر دینے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی جیسا کہ اوپر گزر چکا۔ (بحر الرائق)

اگر کسی عورت کو نکاح کے بعد پورا مہر مل جائے اور ایک سال تک اس کے قبضے میں رہے اور بعد اس کے اس کا شوہر قبل خلوت صحیحہ کے اسے طلاق دیدے اور دیئے ہوئے مہر میں سے نصف واپس کرے تو اگر وہ مہر نقد یعنی سونے چاندی کی قسم سے ہے تو اس عورت کو پورے مہر کی زکوٰۃ دینا ہوگی اور اگر وہ نقد کی قسم سے نہیں ہے تو پھر پورے مہر کی زکوٰۃ اس کے ذمہ نہ ہوگی بلکہ نصف کی ہوگی۔

(۱۸) اگر کوئی شخص اپنا مال کسی کو ہبہ کر دے اور بعد ایک سال کے رجوع کرے یعنی وہ ہبہ کی ہوئی چیز واپس کرے تو اس سال کی زکوٰۃ واہب پر ہوگی نہ موہوب پر اور ہبہ کرنے سے پہلے جتنے زمانہ تک وہ مال واہب کے قبضہ میں رہا تھا وہ زمانہ کالعدم سمجھا جائیگا، اس کا حساب نہ کیا جائے گا، مثلاً کسی نے زکوٰتی مال دس مہینے تک اپنے پاس رکھ کر کسی کو ہبہ کر دیا اور پھر چند روز کے بعد اس سے واپس لے لیا تو اب وہ پہلا زمانہ محسوب کر کے دو مہینے کے بعد اس پر زکوٰۃ دینے کا حکم نہ دیا جائے گا بلکہ جب از سر نو پورا سال گزریگا تب زکوٰۃ واجب ہوگی تب اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر کوئی شخص خاصکر زکوٰۃ کے ساقط کرنیکی نیت سے حیلہ کرے کہ زکوٰۃ کا سال جب ختم ہونیکے قریب آئے تو وہ مال کسی کو ہبہ کرتے پھر واپس لے لے تو اگرچہ زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی مگر یہ فعل اس کا مکروہ تحریمی[1] ہوگا کیونکہ اس میں

---

[1] امام ابو یوسف کے نزدیک اس قسم کا حیلہ کرنا مکروہ نہیں ہے بشرطیکہ نیت زکوٰۃ کے ساقط کرنے کی نہ ہو

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر دیکھیے)

Marfat.com

فقیروں کا نقصان اور ان کے حق کا باطل کرنا اور زکوٰۃ کے دروازہ کا بند کرنا ہے۔

عُشر یعنی زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ کا بیان

عُشر عربی زبان میں دسویں حصے کو کہتے ہیں اور یہاں اس سے مراد عام ہے خواہ دسواں حصہ ہو یا اس کا نصف یعنی بیسواں حصہ یا اس کا دونا یعنی پانچواں حصہ کیونکہ بعض صورتوں میں عشر واجب ہوتا ہے جو بعض میں اس کا نصف بعض میں اس کا دونا زمین کی پیداوار سے کھیتی اور درختوں کے پھل اور شہد مراد ہے ان تمام چیزوں کا عشر نکالنا فرض ہے عشر کا ثبوت قرآن مجید سے بھی ہے اور احادیث سے بھی اور اجماع و قیاس بھی اس کی فرضیت پر دلالت کرتے ہیں **قولہ تعالیٰ** انفقوا من طیبات ما کسبتم و مما اخرجنا لکم من الارض وآتوا حقہ یوم حصادہ ترجمہ:۔ ہماری راہ میں اپنی پاکیزہ کمائیوں سے اور اس چیز سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہے خرچ کرو۔ **قولہ تعالیٰ** وآتوا حقہ یوم حصادہ ترجمہ:۔ زمین کی پیداوار کا حق دے دو جب اس کے کٹنے کے دن تم پر ثابت ہوتا ہے۔ تمام مفسرین کا اس پر اتفاق ہے کہ اس حق سے عُشر اور نصف عشر مراد ہے سائمہ جانوروں اور نقد اور تجارتی مالوں کی زکوٰۃ میں اور عشر میں سات فرق ہیں۔

(۱) عشر کے واجب ہونے میں کسی نصاب کی شرط نہیں قلیل اور کثیر ہر چیز میں عشر واجب ہوتا ہے بشرطیکہ ایک صاع سے کم نہ ہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ) بلکہ یہ مقصود ہو کہ زکوٰۃ میرے ذمہ واجب ہی نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص بسبب بخل کے ایسا کرے یا اس کی نیت ہی ہو کہ مجھے زکوٰۃ نہ دینا پڑے تو ان کے نزدیک بھی مکروہ ہے بعض کوتاہ اندیشوں نے امام ابو یوسف کی نسبت لکھدیا ہے کہ وہ خود زکوٰۃ ساقط کرنے کے لیے اس قسم کا حیلہ کیا کرتے تھے یہ محض غلط ہے ۱۲ ر

(حاشیہ صفحہ ہذا) یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے۔ صاحبین کے نزدیک اور نیز امام شافعیؒ کے نزدیک پانچ وسق سے کم میں عشر فرض نہیں ایک وسق سات صاع کا ہوتا ہے صاع کی تحقیق اوپر گزر چکی اور امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی تحقیق چہل آثار میں آوے گی ۱۲ ر

Marfat.com

(۲) اس میں یہ بھی شرط نہیں کہ وہ چیز ایک سال تک باقی رہ سکے جو چیزیں نہ باقی رہ سکیں ان پر بھی عشر واجب ہے جیسے ترکاریاں کھیرا ککڑی، تربوز، خربوزہ، لیمو نارنگی، امرود، آنبہ وغیرہ۔

(۳) اس میں ایک سال کے گزرنے کی بھی قید نہیں حتیٰ کہ اگر کسی زمین میں سال کے اندر دو مرتبہ کاشت کی جائے تو ہر مرتبہ کی پیداوار میں عشر واجب ہوگا سال میں دو مرتبہ تو اکثر زمینیں کاشت کی جاتی ہیں مگر درختوں میں سوا امرود کے کوئی درخت سال میں دو مرتبہ نہیں پھلتا اور بالفرض اگر کوئی درخت دو مرتبہ یا اس سے زیادہ پھلے تو ہر مرتبہ عشر دینا ہوگا۔

(۴) عشر کے واجب ہونے کے لیے عاقل کی بھی شرط نہیں، مجنون کے مال میں بھی عشر واجب ہے۔

(۵) بالغ ہونا بھی شرط نہیں نابالغ کے مال میں بھی عشر واجب ہے۔

(۶) آزاد ہونا بھی شرط نہیں، مکاتب اور ماذون کے مال میں بھی عشر واجب ہے۔

(۷) زمین کا مالک ہونا بھی شرط نہیں، اگر وقف کی زمین ہو یا کرایہ کی تو اس کی پیداوار پر بھی عشر واجب ہے ہاں شرط ضرور ہے کہ وہ چیز قصداً بوئی گئی ہو یا خرید و فروخت کے قابل ہو اگر خودرو اور بے قیمت چیز ہو جیسے گھانس وغیرہ تو اس پر عشر نہیں۔ ایک چیز بعض مقامات میں قابل قدر ہوتی ہے اور اس کی خرید و فروخت کی جاتی ہے اور بعض مقامات میں وہی چیز بے قدر ہوتی ہے کوئی اس کی خرید و فروخت نہیں کرتا وہ قابل قدر ہے اس پر عشر واجب ہوگا اور جہاں بے قدر ہے وہاں نہ ہوگا اور یہ بھی شرط ہے کہ اس زمین پر خراج واجب نہ ہوگا اگر خراج واجب ہوگا تو پھر عشر واجب نہیں ہو سکتا کیونکہ دو حق ایک زمین پر واجب نہیں ہوتے۔

جو زمین کہ خراجی نہ ہو اور وہ بارش کے یا دریا کے پانی سے سینچی جائے تو اس کی پیداوار میں عشر فرض ہے اور جو زمین کنوئیں سے سینچی جائے خواہ بذریعہ چرسے کے یا بذریعہ ڈول کے یا موٹ کے پانی سے تو اس کی پیداوار میں عشر کا نصف یعنی بیسواں حصہ فرض ہے۔

اور اگر کوئی زمین دونوں قسم کے پانیوں سے سینچی گئی ہو تو اس میں اکثر کا اعتبار

Marfat.com

ہوگا، یعنی اگر زیادہ تر بارش یا دریا کے پانی سے سینچی گئی ہے تو عشر دینا پڑے گا اور اگر زیادہ تر کنویں سے یا موٹ کے پانی سے سینچی گئی ہو تو نصف عشر دینا ہوگا اور جو دونوں قسم کے پانی برابر ہوں تو بھی نصف عشر دینا ہوگا۔

پہاڑ اور جنگل کی پیداوار میں بھی عشر ہے بشرطیکہ امام یا حاکم اسلام نے راہزنوں اور کافروں سے اس کی حمایت کی ہو۔

جس قدر پیداوار ہے اس سب کا عشر ہونا چاہیے بغیر اس کے کہ بیج کی قیمت بیلوں کا کرایہ ہل چلانے والے باغ یا کھیت کی حفاظت کرنے والوں کی مزدوری یا کھیت کا لگان وغیرہ اس سے وضع کیا جائے۔

مثال کسی کھیت میں بیس من غلہ پیدا ہوا تو اس کو چاہیے کہ دو من عشر میں نکال دے، اگر زمین بارش یا دریا سے سینچی گئی ہو اور جو کنویں وغیرہ سے سینچی گئی ہو تو ایک من نکالے یہ نہ کرے کہ اس بیس من غلہ سے تمام اس کے اخراجات کاشت نکالنے کے بعد جو باقی رہ جائے مثلاً دس من رہ جائے تو اس کا عشر یعنی ایک من یا نصف عشر یعنی بیس سیر نکالے۔

مسلمان پر ابتداءً خراج نہ مقرر کیا جائیگا بلکہ اس کے لائق یہی ہے کہ اس پر عشر مقرر کیا جائے کیوں کہ عشر ایک قسم کی عبادت ہے اور خراج محصول ہے لیکن اگر خراجی زمین کوئی مسلمان خریدے گا پھر اس پر بھی خراج واجب ہو جائیگا۔

زمین کی تین قسمیں ہیں۔ عشری، خراجی، تضعیفی۔

عشری وہ زمین ہے کہ جس کو مسلمانوں نے بزور شمشیر فتح کیا ہو اور وہاں کی زمین اپنے لشکر پر تقسیم کر دی ہو، یا وہاں کے رہنے والے اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے ہوں، عرب کی اور بصرہ کی زمین باوجود ان شرائط کے نہ پائے جانے کے بھی عشری ہے۔ خراجی وہ زمین ہے جس کو اہل اسلام نے بزور شمشیر نہ فتح کیا ہو اور وہاں کی زمین بذریعہ صلح کے فتح ہوئی ہو، عراق کی زمین باوجود ان شرائط کے نہ پائے جانے کے بھی خراجی ہے۔

تضعیفی وہ عشری زمین ہے جو کسی بنی تغلب[۵] کے نصرانی کے قبضہ میں ہو تضعیفی اس کو

---

[۵] بنی تغلب عرب کا ایک قبیلہ ہے اس قبیلہ کے نصرانیوں سے حضرت عمرؓ نے یہ معاہدہ کیا تھا کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ)

Marfat.com

اس سبب سے کہتے ہیں کہ بنی تغلب کے نصرانیوں کو عشری زمین کے پیداوار میں عشر کا ضعف (دونا) یعنی کل پیداوار کا پانچواں حصہ دینا ہوتا ہے۔ مسلمان اگر عشری زمین کو خریدے گا تو اس کے پاس بھی عشری رہے گی اور خراجی کو خریدیگا تو اس کے پاس بھی خراجی رہے گی اور جو تضعیفی کو خریدے گا تو اس کے پاس بھی تضعیفی رہے گی۔ تغلبی اگر عشری زمین کو خریدیگا تو اس کی ملک میں آتے ہی تضعیفی ہو جائے گی اور جو خراجی کو خریدے گا تو خراجی رہے گی اور جو تضعیفی کو خریدے گا تو وہ بھی تضعیفی رہے گی اور اگر کوئی ذمی خراجی یا تضعیفی زمین کو خریدے گا تو بدستور اس کے پاس بھی خراجی اور تضعیفی رہے گی اور جو عشری زمین خریدے گا تو وہ اس کے ملک میں آتے ہی خراجی ہو جائے گی۔

مگر جس وقت یہ عشری زمین جو اس کے ملک میں آنے سے خراجی ہو گئی ہے بذریعہ حق شفعہ کے کسی مسلمان کے ملک میں چلی جائے گی تو پھر عشری ہو جائیگی اسی طرح اگر کوئی کافر مسلمان سے عشری زمین مول لے اور پھر بہ سبب بیع کے فاسد ہونے یا خیار شرط یا خیار رویت کے ذریعہ سے اسی مسلمان کے پاس واپس آجائے تو عشری ہی رہے گی اور جو خیار عیب کے سبب سے واپس کی جائے تو اس میں شرط ہے کہ قاضی کے حکم سے واپس ہو تو عشری رہے گی اور جو بے حکم قاضی کے واپس کی جائے تو خراجی ہو جائے گی۔

ہندوستان کی زمینیں جو مسلمانوں کے قبضہ میں ہیں ان کی نو حالتیں ہیں۔

(۱) بادشاہان اسلام کے وقت سے موروثی ہیں۔

(۲) موروثی ہیں مگر بادشاہی وقت سے نہیں اور معلوم نہیں کیونکر قبضے میں آئیں۔

(۳) مسلمانوں نے مسلمانوں سے مول لی ہیں اور ان بیچنے والے مسلمانوں نے بھی مسلمانوں سے مول لی ہیں۔

(۴) مسلمانوں نے مسلمانوں سے مول لی ہیں مگر یہ معلوم نہیں کہ ان بیچنے والے مسلمانوں نے کس سے مول لی ہیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ) جس قدر مسلمانوں سے لیا جاتا ہے اس کا دو نا تم سے لیا جائے گا اسی واسطے اب تک وہ قاعدہ جاری ہے یہ مسئلہ اگرچہ ہندوستانیوں کے لیے غیر ضروری ہے کیونکہ وہ قوم ہی نہیں اور ہو بھی تو کیا عشر لینا تو بادشاہ کا کام ہے مگر صرف علم کی غرض سے یہ مسئلہ لکھدیا گیا ۱۲۔

Marfat.com

(۵) سرکار انگلشیہ نے بطور معافی کے عنایت کی ہیں اور وہ اس سے پہلے مسلمانوں کے ملک میں تھیں۔

(۶) سرکار انگلشیہ نے بطور معافی کے عنایت کی ہیں اور معلوم نہیں کہ وہ اس سے پہلے کس کی ملک میں تھیں۔

(۷) مسلمانوں نے مسلمانوں سے مول لیں اور ان بیچنے والے مسلمانوں نے غیر مسلم سے مول لی تھیں۔

(۸) مسلمانوں نے غیر مسلم سے مول لیں۔

(۹) سرکار انگلشیہ نے بطور معافی کے عنایت کیں اور وہ اس سے پہلے غیر مسلم کی مملوکہ تھیں۔

پہلی پانچوں صورتوں میں ان زمینوں کی پیداوار پر اگر وہ بارش یا دریا کے پانی سے سینچی جائیں تو عشر فرض ہے اور جو مول کے پانی سے یا کنویں سے سینچی جائیں تو نصف عشر فرض ہے کیونکہ ان سب صورتوں میں یہ زمینیں یا مملوکہ اہل اسلام ہیں یا کچھ معلوم نہیں نہ معلوم ہونے کی صورت میں بھی انھیں کی مملوکہ سمجھی جائیں گی کیونکہ انھیں کی سلطنت تھی اور مسلمانوں کی مملوکہ زمینوں پر عشر یا نصف عشر ہی فرض ہوتا ہے اور آخیر کی چار صورتوں میں ان زمینوں کی پیداوار پر عشر واجب نہیں بلکہ وہ زمینیں خراجی ہیں یعنی اگر بادشاہ اسلام ہوتا تو ان پر خراج ہوتا سرکاری مالگذاری جو دی جاتی ہے یہ عشر میں محسوب نہیں ہو سکتی کیونکہ عشر کے مصارف میں صرف نہیں کی جاتی پس اس کے دینے سے عشر ساقط نہ ہوگا اگر کوئی ذمی کافر اپنے گھر یا افتادہ زمین کو باغ یا کھیت بنائے تو وہ خراجی ہے اگر کوئی مسلمان اپنے گھر یا افتادہ زمین کو باغ یا کھیت بنائے تو اگر سینچائی خراج کے پانی سے کرے تو خراجی ہے اور اگر دونوں سے سینچے تب بھی وہ عشری ہوگی اور اگر عشر کے پانی سے کرے تو عشری ہے اگرچہ خراج کا پانی زیادہ ہو (درمختار وغیرہ)

خراجی وہ پانی ہے جس پر پہلے کفار کا قبضہ ہوا اور پھر اہل اسلام نے بزور اس کو اپنے قبضہ میں لے لیا ہو اور جو ایسا نہ ہو وہ عشری ہے جیسے بارش کا پانی اور ان کنووں، چشموں کا پانی جو کسی کے قبضہ میں نہ ہو، گھر میں قبرستان میں اور تیل وغیرہ کے چشمے میں کچھ بھی واجب نہیں اجب کھیتی اور درخت پھل جائیں اور ان کے پھل عادتاً استعمال کے

Marfat.com

قابل ہوجائیں تو ان پر عشر واجب ہوجاتا ہے خواہ وہ پکے ہوں یا نہیں اکٹھے کے قابل ہوں یا نہیں، بعض غلے قبل پکنے کے استعمال میں آنے لگتے ہیں مثل نخود اور بڑی جوار وغیرہ کے اسی طرح بعض درختوں کے پھل بھی مثل آنبہ کے کہ کچے پن ہی میں چٹنی اچار کے کام آنے لگتے ہیں پس جس وقت سے جو غلہ اور جو پھل عادتاً قابل استعمال ہوجائے اسی وقت سے اس پر عشر واجب ہے۔

جس غلہ اور جس پھل پر عشر واجب ہوگیا اس کا استعمال بغیر عشر ادا کئے جائز نہیں اور اگر کوئی شخص استعمال میں لائے گا تو اسے تاوان دینا پڑے گا، جس شخص پر عشر فرض ہوا اور وہ بغیر ادا کئے ہوئے عشر کے مرجائے تو اس کے مال متروکہ سے عشر لیا جائے گا، خواہ وہ وصیت کرگیا ہو یا نہیں۔ (درمختار وغیرہ)

کوئی شخص باوجود قدرت کے کسی عشری زمین میں کاشت نہ کرے تو اس کو عشر دینا پڑے گا بخلاف خراج کے۔

اگر کوئی شخص اپنی کھیتی یا پھلا ہوا باغ بیچ ڈالے تو اگر قبل پکنے کے بیچا ہے تو عشر مشتری کے ذمے ہوگا اور اگر پکنے کے بعد بیچا ہے تو عشر بائع کے ذمہ ہوگا۔

کرایہ کی زمین میں عشر کرایہ دار پر[ا] ہوگا جو اس کی کاشت کرتا ہے، نہ مالک پر، اسی طرح عاریت کی زمین پر عشر عاریت لینے والے پر ہوگا نہ عاریت دینے والے پر (درمختار وغیرہ)

اگر دو آدمی شرکت میں کھیتی کریں تو دونوں پر[۲] عشر ہوگا خواہ بیج ان میں سے ایک ہی کا ہو (درمختار وغیرہ)

عشر میں بھی اختیار ہے کہ خواہ خود وہ چیز دے جس پر عشر واجب ہوا ہے خواہ اس کے بدلے میں قیمت دیدے۔

[ا] یہ صاحبین کا مذہب ہے اس پر اکثر متقدمین کا فتویٰ ہے اور یہی قواعد کے موافق ہے کیونکہ عشر پیداوار پر ہوتا ہے اور مالک پیداوار کا بھی مالک ہے امام صاحب کے نزدیک زمین کے مالک پر عشر فرض ہے بعض متاخرین نے ان کے قول پر بھی فتویٰ دیا ہے مگر ترجیح صاحبین ہی کے قول کو معلوم ہوتی ہے واللہ اعلم ۱۲۔

[۲] یہ مذہب صاحبین کا ہے فتویٰ اسی پر ہے ۱۲۔

ساعی اور عاشر کا بیان

آنحضرت علیہ السلام اپنے مسعود زمانے میں زکوٰۃ کی تقسیم کا انتظام خود بنفس نفیس فرماتے تھے تمام مسلمانوں کی زکوٰۃ کسی خاص شخص کے ذریعہ سے تحصیل فرما کر بطور خود مستحقین پر صرف کیا کرتے تھے اور جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو آپ نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا تو ان کو بھی یہی حکم دیا تھا کہ مسلمانوں کی زکوٰۃ تم خود وصول کر کے فقراء پر تقسیم کرنا اور اسی پر خلفائے راشدین کا عمل رہا اور اس کے بعد بادشاہان اسلام نے بھی اس پر عمل کیا خلفائے عباسیہ وغیرہ تک اس امر کا پتہ کچھ کچھ چلتا ہے اور ہر قسم کی زکوٰۃ اور صدقہ کا بیت المال یعنی خزانہ علیحدہ رہا کرتا تھا مثلاً خمس کا بیت المال علیحدہ رہتا تھا اس میں غنیمت کے مالوں کا پانچواں حصہ اور دفینوں وغیرہ کا پانچواں حصہ جو اللہ کی راہ میں لیا جاتا ہے رہتا تھا اس میں زکوٰۃ اور عشر کا بیت المال علیحدہ ہوتا تھا خراج اور جزیہ کا بیت المال جدا ہوتا تھا اور جس شخص کو زکوٰۃ کی تحصیل کے لیے مقرر کرتے تھے اور وہ مسلمانوں کے گھر جا کر زکوٰۃ وصول کر کے لاتا تھا اس کو ساعی کہتے تھے اس ساعی کی تنخواہ اسی زکوٰۃ کے مال سے دی جاتی تھی جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے اور آئندہ بیان ہوگا ایک دوسرا طریقہ اور تھا کہ عام شاہراہوں پر جس طرف سے تاجروں کی آمد و رفت رہتی تھی امام یعنی حاکم وقت کی طرف سے ایک شخص مقرر کر دیا جاتا تھا جو ان کے مالوں کی رہزنوں سے حفاظت کیا کرتا تھا اور ان کے تجارتی مالوں سے بشرطیکہ وہ بقدر نصاب ہوں اور ایک سال ان پر گزر چکا ہو اور قرض سے محفوظ ہوں ایک خاص حصہ لے لیا کرتا تھا یعنی مسلمانوں سے چالیسواں حصہ ذمی کافروں سے بیسواں حصہ حربی کافروں سے دسواں حصہ اور اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ حربیوں نے مسلمان تاجروں سے جو ان کے ملک میں گئے تھے اس سے زیادہ یا کم لیا تھا تو ان سے بھی اسی قدر لیا جاتا تھا ہاں اگر یہ معلوم ہوتا کہ وہ مسلمانوں کا سب مال لے لیتے ہیں تو ان کے ساتھ ایسا نہ کیا جاتا تھا کیونکہ یہ ظلم صریح ہے اور اگر یہ معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ لوگ مسلمانوں سے کچھ نہیں لیتے ہیں تو پھر ان سے بھی کچھ نہ لیا جاتا تھا۔

Marfat.com

اس شخص کو جو ان شاہراہوں پر بیٹھ کر تاجروں کے مال سے حصہ لیتا تھا عاشر کہتے تھے یہ عاشر جو کچھ وصول کرتا تھا امام یعنی حاکم وقت کے پاس بھیج دیتا تھا اور وہ زکوٰۃ کے بیت المال میں جمع رہتا تھا اور بعند الضرورت مستحقین پر صرف ہوتا تھا ہم نے عاشر کے احکام نہایت اجمال سے بلکہ کچھ بھی نہیں بیان کئے ہم کو صرف یہ بتانا منظور تھا کہ عاشر کس کو کہتے ہیں اس کے احکام کی ضرورت ہم کو آج کل نہیں ہے اس لیے کہ بدنصیبی سے ہم ان مبارک ازمنہ سے جن میں احکام شرعیہ پر عمل ہوتا تھا بہت بعد پیدا ہوئے ہیں

اب وہ زمانہ ہے کہ مسلمان کو خود اس کا انتظام کرنا چاہیے ہر شخص اپنی زکوٰۃ خود قواعد شرعیہ کے لحاظ سے نکالے اور خود اپنے طور پر مستحقین پر صرف کرے خود اپنے ہی صندوقچہ کو زکوٰۃ کا بیت المال بنائے یعنی زکوٰۃ کا سال جس وقت ختم ہو یا عشر جس وقت واجب ہو فوراً اگر مستحقین دستیاب ہو جائیں تو اسی وقت تقسیم کر دے ورنہ اس کو صندوقچہ میں علیحدہ جمع رکھے جس وقت مستحقین ملتے جائیں اس مال کو صرف کرتا رہے اس زمانہ میں جو لوگ مستعدی سے قواعد شریعت قادسہ پر عمل کرتے ہیں ان کے لیے بڑا اجر ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں بصراحت وارد ہو گیا ہے، اللہ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین بالنبی الامین۔

زکوٰۃ اور عشر کے مستحقین کا بیان

جس طرح اللہ پاک نے قرآن مجید میں زکوٰۃ کا اتنا بڑا اہتمام فرمایا ہے کہ نماز جیسی عبادت کے ساتھ اس کو بتیس جگہ ذکر فرمایا ہے اور اس کے علاوہ بھی جابجا اس کی تاکید و فضیلت کے بیان کو اپنے مقدس کلام سے زینت دی ہے اسی طرح حق سبحانہ نے زکوٰۃ کے مصارف بھی بیان فرما دیئے ہیں اور جن جن لوگوں کو زکوٰۃ کا مال لینے کا استحقاق ہے ان کی پوری تفصیل بیان کر دی ہے فقہا نے جو کچھ لکھا ہے سب اسی ایک آیت کی تفسیر ہے انما الصدقات للفقراء والمساکین والعاملین علیها والمؤلفة قلوبهم وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللہ وابن السبیل ترجمہ:۔ صدقہ (کے مال) تو صرف فقیروں اور مسکینوں کے لیے ہیں اور

Marfat.com

عاملوں کے لیے اور ان لوگوں کے لیے جن کی تالیف قلب کی جائے اور غلاموں رکی آزادی) میں خرچ کرنے کے لیے اور قرض داروں کے رقرض اداکروانے) کے لیے اور اللہ کی راہ میں رخرچ کرنے کے لیے) اور مسافر کے لیے۔

اس آیت میں صدقات سے صدقات واجبہ[عہ] مراد ہیں صدقات نافلہ کا ان لوگوں کے سوا دوسروں کو دینا بھی جائز ہے جیساکہ عنقریب واضح ہوگا اس آیت میں آٹھ قسم کے لوگ بیان ہوئے ہیں جن کو صدقہ کا مال دینا چاہیے اور ان کے سوا کسی اور کو دینا جائز نہیں۔ فقیر مسکین عاملین صدقہ مولفۃ القلوب، غلام قرضدار۔ فی سبیل اللہ مسافران آٹھ قسموں میں مولفۃ القلوب[عہ] کا حصہ حنفیہ[سہ] کے نزدیک ساقط ہوگیا ہے لہٰذا ان کے نزدیک سات قسمیں رہ گئیں جس کی تفصیل حسب ذیل ہے فقیر وہ شخص ہے جو کسی ایسے مال کے نصاب کا مالک نہ ہو جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے مگر بالکل تہی دست بھی نہ ہو۔

عہ صدقات کی دو قسمیں ہیں واجب اور نفل، واجب وہ صدقات ہیں جن کی فرضیت یا وجوب شریعت سے ثابت ہو جیسے زکوٰۃ اور عشر اور صدقہ فطر اور نذر کئے ہوئے صدقے اور ان کے علاوہ جو اپنی طرف سے کوئی شخص صدقہ دے تو وہ نفل ہے ۱۲۔

عہ شروع اسلام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ لوگوں کو تالیف قلب کے لیے صدقات کے مال دے دیتے تھے کچھ لوگ تو کافر تھے جن کو دینے سے مقصود یہ تھا کہ ان کے دل میں اسلام کی محبت پیدا ہو اور وہ مسلمان ہو جائیں اور کچھ کافروں کو اس غرض سے دیا جاتا تھا کہ وہ شر و فساد نہ کریں اور کچھ لوگ نومسلم ضعیف الایمان تھے، ان کو اس لیے دیا جاتا تھا کہ ان کے دل میں اسلام کی جڑ مضبوط ہو جائے ۱۲۔

سہ امام مالک کا بھی یہی مذہب ہے اور یہ مذہب اکابر صحابہ سے منقول ہے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت صدیق ہی کے زمانہ خلافت سے مولفۃ القلوب کو صدقہ دینا موقوف کرا دیا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخر عمر کی حدیث ہے کہ جب آپ نے معاذؓ کو یمن کا قاضی بنا کر بھیجا تھا اسی مذہب کی تائید ہوتی ہے کیونکہ آپ نے ان سے فرمایا تھا کہ مالدار مسلمانوں سے صدقہ لے کر فقیر مسلمانوں کو دینا مولفۃ القلوب کا ذکر آپ نے ان سے نہیں کیا امام شافعی اس کے مخالف ہیں وہ فرماتے ہیں کہ یہ حکم اب بھی باقی ہے اگر ضرورت ہو تو اب بھی تالیف قلب کے لیے صدقات کا مال کافروں کو دیا جا سکتا ہے ۱۲۔

Marfat.com

مسکین وہ شخص[1] ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو حتیٰ کہ دوسرے وقت کا کھانا بھی۔
عاملین صدقہ وہ لوگ ہیں جو زکوٰۃ کی تحصیل کے لیے حاکم اسلام کی طرف سے مقرر ہوں عاشر بھی ان میں داخل ہیں ان لوگوں کی تنخواہ زکوٰۃ کے مال سے دی جائے گی اور تنخواہ کی مقدار ہر شخص کے کام کے موافق حاکم وقت کی تجویز سے مقرر ہوگی۔ اس قدر کہ اس کو اور اس کے متعلقین کو کافی ہو سکے اور اگر صدقات کے مال جو اس نے جمع کئے ہیں اس کی تحویل سے ہلاک ہو جائیں تو پھر اس کو کچھ نہ ملے گا خاندان بنی ہاشم کے لوگ اگر عامل مقرر کئے جائیں تو جائز[2] ہے مگر ان کی تنخواہ زکوٰۃ اور عشر کے مال سے نہ دی جائے کیونکہ اس قسم کا مال لینا ان کو مکروہ تحریمی ہے مگر ان کی تنخواہ کسی ایسے روپیہ سے دی جائے جس کا لینا ان کو جائز ہو۔
غلام یعنی مکاتب[3] بشرطیکہ وہ کسی ہاشمی کے ملک میں نہ ہو خواہ اس کا آقا غنی ہو یا فقیر ہر سال میں اس کو دینا جائز ہے تاکہ وہ اپنے آقا کو دیکر آزادی حاصل کرلے قرضدار یعنی وہ شخص جس پر کسی کا قرض چاہتا ہو اور اس کے پاس اندر مال نہ ہو کہ اس قرض کو ادا کرے تو اس کو صدقات کا مال دیدیا جائے تاکہ وہ اپنے قرض خواہ کا قرض ادا کر کے اس بار عظیم سے سبکدوش ہو جائے۔
فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں مجاہد لوگ مفلسی کے سبب سے لشکر اسلام کے ساتھ جہاد کے لئے نہ جا سکتے ہوں اور جو لوگ بارادۂ حج گھر سے نکلے ہوں اور

---

[1] مسکین کی یہ تعریف حنفیہ کے نزدیک ہے ان کے نزدیک مسکین کا درجہ فقر میں فقیر سے بڑھا ہوا ہے اور بعض ائمہ کے نزدیک مسکین اور فقیر میں کچھ فرق نہیں اور بعض کے نزدیک فقیر کا درجہ فقر میں مسکین سے زیادہ ہے ۱۲۔

[2] بعض فقہا کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ ہاشمی کا عامل مقرر کرنا جائز ہی نہیں مگر یہ صحیح نہیں جیساکہ شامی وغیرہ میں بتصریح موجود ہے ۱۲۔

[3] یہ مذہب حنفیہ کا ہے ان کے نزدیک غلام سے یہی خاص قسم غلام کی مراد ہے اور یہی اکثر اہل علم کا مذہب ہے امام حسن بصریؒ سے بھی یہی منقول ہے مکاتب کے سوا اور کسی قسم کے غلام کو زکوٰۃ کا مال دینا حنفیہ کے نزدیک جائز نہیں ہے نہ زکوٰۃ کے مال سے غلاموں کا مول لے کے آزاد کرنا درست ہے ۱۲۔

Marfat.com

اثنائے راہ میں کسی سبب سے مفلس ہو جائیں کہ حج کے لیے نہ جا سکیں اور جو لوگ طلب علم کرتے ہوں اور بے سامانی اور افلاس ان کو پریشان کر رہا ہو یہ سب لوگ اس میں داخل ہیں[عہ] اور ان سب کو صدقات کے مال دیئے جا سکتے ہیں۔

مسافر یعنی وہ شخص جس کے ملک میں مال ہو مگر بالفعل اس کے قبضے میں نہ ہو خواہ اس سبب سے کہ وہ اپنے وطن سے باہر ہو جہاں اس کا مال ہے یا اس سبب سے کہ اس کا مال کسی دوسرے پر قرض ہو اور وہ اس کے لینے پر قادر نہ ہو یا اور کوئی صورت ایسی ہو کہ اس کا مال اس کے قبضے سے نکل گیا ہو اور بالفعل اس کے قبضے میں نہ آسکتا ہو، یہ معنی مسافر کے تعمیماً بیان کئے گئے ہیں ورنہ حقیقت یہ ہے کہ مسافر اس کو کہتے ہیں جو اپنے وطن سے باہر ہو۔

زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ ان اقسام میں سے جس قسم کو چاہے اپنی زکوٰۃ کا مال دیدے یہ ضروری[عہ] نہیں کہ ان تمام اقسام کو دے۔

زکوٰۃ کا مال ان مصارف کے سوا اور کسی کام میں نہ صرف کیا جائے کسی میت کا کفن اس مال سے نہ بنائے نہ میت کا قرض اس مال سے ادا کیا جائے، نہ ان سے مسجد وغیرہ بنائی جائے، اسی طرح زکوٰۃ کے مال سے غلاموں کو مول لے کر آزاد کرنا بھی صحیح نہیں کیونکہ ان سب صورتوں میں کسی فقیر کو مال کا مالک نہیں بنایا جاتا اور زکوٰۃ کے صحیح ہونے میں یہ شرط ہے کہ کسی فقیر کو اس کا مالک بنا دیا جائے جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔

زکوٰۃ کا مال کسی ایک شخص کو نہ دینا چاہیے جس سے زکوٰۃ دینے والے کو ابوت یا بنوت کا تعلق ہو پس اپنے باپ دادا پر دادا وغیرہ اور دادی پر دادی وغیرہ اور ماں اور ماں کے باپ دادا پر دادا وغیرہ کو نہ دے اور اپنے بیٹے اور پوتے پر پوتے اور بیٹی اور نواسی اور نواسے وغیرہ کو بھی نہ دے اور اسی طرح اس کو بھی نہ دینا چاہیے جس سے

عہ۔ بعض فقہا نے اس میں خلاف کیا ہے کہ فی سبیل اللہ سے صرف مجاہدین مراد ہیں مگر صحیح یہ ہے کہ جو شخص اللہ کی عبادت اور دین کے کاموں میں کوشش کرتے ہوں اور وہ مفلس ہوں تو وہ سب فی سبیل اللہ میں داخل ہیں جیسا کہ ردالمحتار وغیرہ میں بصراحت موجود ہے ۱۲۔

عہ یہ حنفیہ کا مذہب ہے امام شافعیؒ کے نزدیک تمام قسموں کے تین تین آدمیوں کو دینا ضروری ہے

Marfat.com

زوجیت کا تعلق ہو پس شوہر اپنی بی بی کو اور بی بی اپنے شوہر کو زکوٰۃ کا مال نہ دے، عورت اگر مطلقہ ہو مگر عدت کے اندر ہو تو اس کو بھی زکوٰۃ کا مال نہ دے ہاں بعد عدت کے چونکہ زوجیت کا تعلق باقی نہیں رہتا اس لیے اس وقت دینا جائز ہے اور اسی طرح اس کو بھی نہ دے جس سے ملکیت کا تعلق ہو پس اپنی لونڈی اور غلام کو زکوٰۃ نہ دے اگرچہ اس کو مکاتب[عہ] یا مدبر[عہ] کر چکا ہو ان سب لوگوں کو زکوٰۃ کا مال دینا اس سبب سے ناجائز[عہ] ہے کہ یہ لوگ ایک اعتبار سے زکوٰۃ دینے والے سے متحد ہیں پس ان کو زکوٰۃ دینا گویا اپنی ہی ذات کو نفع پہنچانا ہے اور زکوٰۃ کے مال سے خود منتفع ہونا جائز نہیں۔ مذکورہ بالا اعزّہ کے سوا اور عزیزوں کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز ہے بلکہ یہ بہتر ہے کہ جہاں تک اپنے اعزّہ میں صاحب حاجت لوگ ملیں غیر کو نہ دے، جب اعزّہ میں کوئی صاحب حاجت نہ ملے تو اپنے دوستوں کو جو محتاج ہوں دے اور ان کے بعد پڑوسیوں کا حق ہے۔

اگر یہ خیال ہو کہ اس کے اعزّہ زکوٰۃ کا روپیہ دینے سے برا مانیں گے تو ان کو نہ بتائے کہ میں تم کو زکوٰۃ کا مال دیتا ہوں کیونکہ زکوٰۃ کی صحت میں یہ شرط نہیں کہ جس کو دیا جائے اس سے بھی یہ کہدیا جائے کہ یہ زکوٰۃ کا مال ہے بلکہ اس کی بہت عمدہ صورت یہ ہے کہ برسم عیدی یا اور کسی خوشی کی تقریب میں اپنے اعزہ کے لڑکوں کو زکوٰۃ کا روپیہ دیدے اس طور پر ان کو ہرگز خیال بھی نہ ہوگا کہ یہ زکوٰۃ کا روپیہ ہے مگر اس میں شرط ہے کہ وہ لڑکے سمجھ دار ہوں ناسمجھ بچے کو زکوٰۃ کا مال درست نہیں (در المختار وغیرہ)

اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو کچھ ہدیہ دے جیسے امراء کے یہاں پہلے پہل کے پھل کی ڈالی لگائی جاتی ہے تو اس ڈالی لگانے والے کو زکوٰۃ کے مال سے دینا درست ہے بشرطیکہ اس میں مستحقین کے اوصاف پائے جاتے ہوں۔ اور اس ڈالی کا عوض نہ سمجھے (در المختار)

عہ اصل وجہ اس کی یہی ہے کہ آیت میں رقاب کے لفظ سے جس کے معنی غلام کے ہیں حنفیہ کے نزدیک صرف مکاتب مراد ہے۔ ۱۲۔ عہ مکاتب وہ غلام ہے جس کو اس کے آقا نے کہدیا ہو کہ یہ اگر اس قدر مال ادا کرے تو آزاد ہے اور مدبر وہ غلام ہے جس کی نسبت اس نے کہدیا ہو کہ میرے مرنے کے بعد یہ آزاد ہے ۱۲۔ عہ ان لوگوں کو زکوٰۃ کا مال دینا تو ناجائز ہے مگر ان کی خبر گیری اور ان کی کفالت شریعت کی طرف سے ہر شخص پر لازم کر دی گئی ہے ۱۲۔

Marfat.com

مالدار کو اور اس کے غلام کو زکوٰۃ کا مال دینا جائز نہیں ہاں اس کے مکاتب غلام کو دینا جائز ہے اور اس کے اس ماذون غلام کو بھی دینا جائز ہے جس پر اس قدر قرض ہو جو اس کی قیمت اور اس کے مال سے زیادہ ہو۔ مالدار سے وہ شخص مراد ہے جس کے پاس اصلی ضرورتوں سے زائد مال ہو اور وہ تمام مال کم از کم بہ قدر نصاب ہو۔

بنی ہاشم[1] کے تین خاندان کے لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد کو، حارث کی اولاد کو، ابو طالب کی اولاد کو، سادات بنی فاطمہ اور سادات علویہ اس تیسرے خاندان میں داخل ہیں کیونکہ وہ حضرت علی المرتضیٰؓ کی اولاد ہیں اور حضرت علی مرتضیٰؓ ابوطالب کے بیٹے ہیں ان خاندانوں کے غلاموں کو بھی زکوٰۃ کا مال نہ دینا چاہیے ہاں صدقات واجب یعنی زکوٰۃ عشر اور صدقۂ فطر کے سوا اور قسم کے صدقات سے ان کی مدد کرنا جائز ہے۔

کافروں کو بھی صدقات کا مال دینا جائز نہیں ہاں اگر ذمی کافر ہو تو اس کو زکوٰۃ عشر خراج کے سوا اور صدقات کا دینا جائز ہے۔

اگر کوئی شخص اپنے غالب گمان میں کسی شخص کو زکوٰۃ کا مستحق سمجھ کر زکوٰۃ کا مال دیدے اور بعد میں یہ ظاہر ہو کہ وہ اپنا ہی غلام تھا یا مکاتب یا کافر حربی یا کافر مستامن تو اس کو چاہیے کہ پھر دوبارہ زکوٰۃ ادا کرے اور اگر یہ ظاہر ہو کہ وہ مالدار تھا یا ذمی کافر تھا یا اس کا باپ یا بیٹا تھا یا اس کی بی بی تھی یا بنی ہاشم کے ان خاندانوں میں سے تھا جن کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں تو پھر دوبارہ دینے کی ضرورت نہیں ہاں اگر بغیر غالب گمان کے دیدے تو ان صورتوں میں پھر دوبارہ زکوٰۃ دینے کی ضرورت ہوگی۔ (درمختار وغیرہ)

کسی فقیر کو زکوٰۃ کا مال بقدر نصاب یا اس سے زیادہ دینا مکروہ ہے مگر اس صورت میں کہ وہ قرضدار ہو یا اس کے لڑکے بالے بہت ہوں۔

زکوٰۃ کا مال دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ ہے مگر اس صورت میں کہ اس کے اعزہ محتاج ہوں اور دوسرے شہر میں رہتے ہوں یا اس شہر سے دوسرے شہر میں زیادہ محتاج لوگ ہوں یا وہ لوگ بہ نسبت یہاں کے لوگوں کے پرہیزگار زیادہ ہوں جو شخص دار الحرب میں

---

[1] ہاشم عبد المطلب کے والد یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پردادا کا نام ہے علاوہ عبد المطلب کے ان کے تین بیٹے اور تھے مگر نسل صرف عبد المطلب سے جاری ہوئی عبد المطلب کے بارہ بیٹے تھے جن میں صرف ان تین بیٹوں کی اولاد کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں عباسؓ۔ حارثؓ۔ ابوطالبؓ۔ ۱۲۔

Marfat.com

رہتا ہو اس کو اپنی زکوٰۃ کا دارالاسلام میں بھیجنا مکروہ نہیں کیونکہ دارالاسلام کے فقراز یادہ استحقاق رکھتے ہیں۔

اسی طرح طالب علم کے واسطے بھی زکوٰۃ کا ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ نہیں، اور اگر سال کے تمام ہونے سے پہلے کوئی شخص زکوٰۃ دے تو اس کا ایک شہر سے دوسرے شہر میں بھیجنا کسی حال میں مکروہ نہیں۔

علاوہ فرض صدقات یعنی زکوٰۃ اور عشر کے اگر کوئی شخص نذر مانے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اللہ کے لئے اس قدر صدقہ دوں گا۔ تو یہ صدقہ واجب ہے اور جس قسم کے لوگوں کے دینے کی اس میں نیت کی جائے اسی قسم کے لوگوں کو دیا جائے گو وہ صدقہ کا استحقاق باعتبار آیت کے نہ رکھتے ہوں۔

فرض و واجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا اسی وقت میں مستحب ہے جبکہ مال اپنی ضرورتوں اور اپنے اہل وعیال کی ضرورتوں سے زائد ہو ورنہ مکروہ ہے اسی طرح اپنے کل مال کے صدقہ میں دیدینا بھی مکروہ ہے ہاں اگر وہ اپنے نفس میں توکل اور صبر کی صفت بہ یقین جانتا ہو تو پھر مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔

جو شخص نفل صدقہ دے اس کے لیے افضل ہے کہ اس کا ثواب تمام مسلمانوں کی ارواح کو بخش دے کیونکہ اس سے خود اس کا ثواب کم نہ ہوگا اور تمام مسلمانوں کو اس کا فائدہ پہونچے گا۔ اس فائدہ رسانی کا ثواب انشاءاللہ اس کو علاوہ ملے گا۔

رکاز کا بیان

رکاز اس مال کو کہتے ہیں جو زمین کے نیچے پوشیدہ ہو خواہ اس کو کسی نے گاڑا ہو جیسے روپیہ پیسہ وغیرہ کو لوگ گاڑتے ہیں یا خود وہیں پیدا ہوا ہو مثل کان وغیرہ کے قسم اول کو کنز کہتے ہیں اور قسم دوم کو معدن۔

اگر کوئی مسلمان یا ذمی دارالاسلام کی کسی زمین میں معدن پا جائے اور وہ معدن ایسی منجمد چیز کا ہو جو آگ میں ڈالنے سے نرم ہو جاتی ہو جیسے لوہا، چاندی، سونا، رانگا، پارہ[ع]

ع۔ پارہ اگرچہ خود آگ پر نہیں ٹھہرتا مگر دوسری چیز کے ساتھ ملاکر ٹھہر جاتا ہے ۱۲۔

Marfat.com

وغیرہ تو دیکھنا چاہیے کہ وہ زمین کسی کی مملوک ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کسی ایک کی یا تمام مسلمانوں کی۔ اگر کسی کی مملوک نہیں ہے تو اس معدن کا پانچواں حصہ بیت المال کا ہے اور چار حصے پانے والے کے ہیں اور اگر کسی ایک کی مملوک ہے تو ایک حصہ بیت المال کا اور چار حصے مالک کے اور اگر تمام مسلمانوں کی مملوک ہے تو وہ سب مال بیت المال میں رہے گا۔ کیونکہ بیت المال تمام مسلمانوں کا خزانہ ہے۔

اگر معدن میں کوئی ایسی چیز نکلے جو منجمد نہ ہو جیسے تیل وغیرہ یا آگ میں ڈالنے سے نرم نہ ہوتی ہو جیسے جواہرات وغیرہ تو ان میں بیت المال کا کچھ بھی حصہ نہیں ہے بلکہ وہ سب پانے والے کا ہے۔

اسی طرح اگر کسی کے گھر میں یا دوکان میں کوئی معدن نکل آئے تو وہ بھی کل اسی کا ہے بیت المال کا اس میں کچھ بھی حصہ نہیں ہے۔

اگر کسی مسلمان یا ذمی کو کنز مل جائے تو اس بات کے دریافت کرنے کی کوشش کرنی چاہیے کہ وہ مسلمانوں کا گاڑا ہوا ہے یا کافروں کا اگر کسی قرینے سے یہ معلوم ہو جائے کہ وہ کافروں کا ہے یا کچھ نہ معلوم ہو تو اس کا پانچواں حصہ بیت المال کا اور باقی پانے والے کا خواہ وہ کسی کی مملوکہ زمین ہو یا نہیں (در المختار)

اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ وہ مال مسلمانوں کا گاڑا ہوا ہے تو وہ لقطہ کے حکم میں ہے اور لقطہ کا حکم یہ ہے کہ عام شاہراہوں پر اور مسجدوں کے دروازوں پر اس کی منادی کیجائے یہانتک کہ جب ظن غالب ہو جائے کہ اب اس کا کوئی مالک نہ ملے گا تو فقیروں کو دیدیا جائے اور اگر خود فقیر ہو تو اپنے اوپر خرچ کرے۔

آج کل خصوصاً ہمارے ملک میں چونکہ بیت المال کا کچھ انتظام نہیں ہے اس لئے بیت المال کا حصہ بطور[عـہ] خود ان لوگوں کو جن کا ذکر مستحقین زکوٰۃ کے بیان میں گزر چکا تقسیم کر دیا جائے (در مختار وغیرہ)

عـہ یہ امام ابو یوسفؒ کا مذہب ہے اور اسی پر اس زمانے میں فتویٰ ہے (رد المحتار)

Marfat.com

صدقہ فطر کا بیان

ہم دوسری جلد میں لکھ چکے ہیں کہ عید الفطر کے دن ایک مقدار معین کا محتاجوں کو دینا واجب ہے اسی کو صدقۃ الفطر کہتے ہیں مگر وہاں ہم نے اس کے احکام نہیں بیان کئے تھے اب یہاں چونکہ تمام صدقات کا بیان ہو رہا ہے لہٰذا اس کا بھی بیان کیا جاتا ہے کیونکہ یہ بھی ایک قسم کا صدقہ ہے۔

صدقہ فطر کا حکم نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سال دیا تھا جس سال رمضان کے روزے فرض ہوئے تھے۔

عید الفطر کے دن خاص کر اس صدقہ کے تقرر میں یہ مصلحت معلوم ہوتی ہے کہ وہ دن خوشی کا ہے اور اس دن اسلام کی شان و شوکت کثرت و جمعیت کے ساتھ دکھائی جاتی ہے اور صدقہ دینے سے یہ مقصود خوب کامل ہو جاتا ہے علاوہ اس کے اس میں روزے کی بھی تکمیل ہے (حجۃ البالغہ)

علامہ طحطاوی شرح مراقی الفلاح میں ناقل ہیں کہ صدقہ فطر کے دینے سے روزہ مقبول ہو جاتا ہے انتہیٰ۔ اور اس صدقہ میں حق تعالیٰ کے اس عظیم الشان احسان کا کہ اس نے ماہ مبارک سے ہمیں مشرف کیا اور اس میں روزہ رکھنے کی ہم کو توفیق دی۔ کچھ ادائے شکر بھی ہے

مسائل

(۱) صدقہ فطر واجب[ع۱] ہے فرض نہیں۔

(۲) صدقہ فطر کے واجب ہونے کیلئے صرف تین چیزیں شرط ہیں۔

۱۔ آزاد ہونا۔ لونڈی غلام پر اصالتاً[ع۲] صدقہ فطر واجب نہیں

ع۱ فقہا نے لکھا ہے کہ امام شافعی کے نزدیک صدقہ فطر فرض ہے مگر درحقیقت یہ کوئی اختلاف نہیں اس لیے کہ ان کے نزدیک واجب کی اصطلاح قائم ہی نہیں ہاں فرض کی دو قسمیں ہیں کہ یہاں بھی ہیں قطعی اور ظنی سو صدقہ فطر ان کے نزدیک بھی قطعی نہیں ہے ۱۲۔ ع۲ اصالتاً کی قید اس لیے کہ خود اس پر تو واجب نہیں مگر اس کے مالک پر اس کی طرف سے دینا واجب ہے اسی طرح کافر پر بھی اصالتاً واجب نہیں لیکن اگر وہ کسی مسلمان

۲۔ مسلمان ہونا کافر پر اصالتًا صدقہ فطر واجب نہیں۔

۳۔ کسی ایسے مال کے نصاب کا مالک ہونا جو اصلی ضرورتوں سے فارغ ہو۔ اور قرض سے بالکل یا بہ قدر ایک نصاب کے محفوظ ہو۔ اس مال پر ایک سال کا گذر جانا شرط نہیں نہ مال کا تجارتی ہونا شرط ہے نہ صاحب مال کا بالغ ہونا اور عاقل ہونا شرط ہے حتیٰ کہ نابالغ بچوں اور مجنونوں پر بھی صدقہ فطر واجب ہے ان کے اولیا، کو ان کی طرف سے ادا کرنا چاہیے اور اگر ولی نہ ادا کرے اور وہ اس وقت خود مالدار ہوں تو بعد بالغ ہونے یا جنون زائل ہو جانے کے خود ان کو اپنے عدم بلوغ یا جنون کے زمانے کا صدقہ فطر ادا کرنا چاہیے۔ (رد المحتار وغیرہ)

(۳) صدقہ فطر کے صحیح ہونے میں وہی سب شرطیں ہیں جو زکوٰۃ کے صحیح ہونے میں تھیں

(۴) صدقہ فطر کا وجوب عید الفطر کی فجر طلوع ہونے پر ہوتا ہے لہٰذا جو شخص قبل طلوع فجر کے مر جائے یا فقیر ہو جائے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اسی طرح جو شخص بعد طلوع فجر کے اسلام لائے اور مال پا جائے یا جو لڑکا طلوع فجر کے بعد پیدا ہوا اس پر بھی صدقہ فطر واجب نہیں، ہاں جو لڑکا قبل طلوع فجر کے پیدا ہوا ہو یا جو شخص قبل طلوع فجر کے اسلام لائے یا مال پا جائے اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔

(۵) صدقہ فطر کے واجب ہونے میں روزہ دار ہونا شرط نہیں جس شخص نے کسی عذر[عـہ] کے سبب سے روزہ نہ رکھا ہو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے۔

(۶) صدقہ فطر کا ادا کرنا اپنی طرف سے بھی واجب ہے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے بھی اور بالغ اولاد کی طرف سے بھی بشرطیکہ وہ فقیر ہوں اور اپنی خدمت کے لونڈی غلاموں کی طرف سے بھی اگرچہ وہ کافر ہوں، نابالغ اولاد اگر مالدار ہوں تو ان کے مال سے ادا کر دے اور جو مالدار نہ ہوں تو اپنے مال سے بالغ اولاد اگر مالدار ہوں تو ان

(بقیہ حاشیہ صفحہ) کا غلام ہو تو اس مسلمان پر اس کی طرف سے بھی صدقہ فطر کا دینا واجب ہے ۱۲ حاشیہ صفحہ ہذا

عـہ عذر کی قید اس لیے لگائی گئی کہ مسلمان کبھی بے عذر روزہ کو ترک نہیں کر سکتا اور اگر کوئی بدنصیب برائے نام مسلمان بے عذر ترک کر دے تو اس کا بھی یہی حکم ہے یعنی صدقہ فطر اس کے ذمہ بھی واجب ہوگا ۱۲۔

Marfat.com

کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں ہاں احساناً اگر ادا کردے تو جائز ہے یعنی پھر
ان اولاد کو دینے کی ضرورت نہ رہے گی اور اگر بالغ اولاد مالدار تو ہوں مگر مجنوں ہوں تب
بھی ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے مگر انھیں کے مال سے جو لونڈی غلام
خدمت کے نہ ہوں بلکہ تجارت کے ہوں ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں
باپ اگر مرگیا ہو تو دادا باپؔ کے حکم میں ہے یعنی پوتے اگر مالدار ہیں تو ان کے مال سے
ورنہ اپنے مال سے ان کا صدقۂ فطر ادا کرنا اس پر واجب ہے اپنی بی بی کی طرف سے صدقۂ
فطر ادا کرنا واجب نہیں ہاں احساناً ادا کردے تو جائز ہے اسی طرح ماں کو اپنی اولاد کی طرف
سے اور بی بی کو اپنے شوہر کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب نہیں اور بے اجازت
اگر احساناً ادا کرے تو جائز نہیں یعنی اس کے ادا کرنے سے ان کے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا۔

اگر کسی نابالغ لڑکی کا نکاح کردیا جائے اور وہ شوہر کے گھر میں رخصت کردی جائے
تو اگر وہ قابل خدمت کے یا موانست کے ہے تو اس کے باپ کے ذمہ اس کا صدقۂ فطر
واجب نہیں بلکہ اگر وہ لڑکی مالدار ہے تو خود اس کے مال سے صدقۂ فطر دیدیا جائے
ورنہ اس پر واجب ہی نہیں، اور اگر وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست کے نہ ہو تو اس
کا صدقۂ فطر اس کے باپ کے ذمہ واجب رہے گا اور اگر شوہر کے گھر میں رخصت نہیں
کی گئی تو گو وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست کے ہو ہر حال میں اس کے
باپ پر اس کا صدقۂ فطر واجب ہوگا (رد المختار وغیرہ)

(۷) صدقۂ فطر میں گیہوں اور اس کے آٹے یا ستو کا آدھا صاع ہر شخص کی طرف
سے ہونا چاہیے اور چھوہارے یا منقّے یا جو کا ایک صاعؔ۔

عہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے بعض لوگوں کے نزدیک دادا باپ کے حکم میں نہیں ہے محققین ابن ہمام نے فتح القدیر
میں، دیگر اور محققین نے اپنی اور کتابوں میں اسی کو ترجیح دی ہے کہ اگر باپ مرجائے تو دادا اس کے حکم میں ہے ۱۲۔

عہ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں جو اور چھوہارے اور منقّے وغیرہ قیمت میں برابر تھے اور گیہوں کی
قیمت ان کے اعتبار سے دونی ہوتی تھی ۱۲۔

سہ صاع کی مقدار کی تحقیق اسی جلد کے مقدمہ میں گزرچکی کہ وہ تقریباً دو سیر ڈیڑھ پاؤ ہوتا ہے اور اس
حساب سے آدھا صاع ایک سیر تین چھٹانک ہوا ۱۲۔

Marfat.com

انھیں چار چیزوں کا ذکر احادیث میں ہے لہٰذا اگر کوئی شخص ان کے علاوہ اور چیز دینا چاہے تو اس کو چاہیئے کہ انھیں چیزوں کی قیمت کا لحاظ کرے یعنی اسی قدر دے کہ جس کی قیمت آدھ صاع گیہوں یا ایک صاع جو وغیرہ کے برابر ہو جائے اور اگر نقد دینا چاہے تو اختیار ہے کہ جس کی قیمت چاہے دے خواہ نصف صاع گیہوں کی یا ایک صاع جو چھوہاروں وغیرہ کی۔

ان چاروں چیزوں میں ایک کو بلحاظ دوسرے کی قیمت کے اس کی مقدار معین سے کم دینا جائز نہیں مثال کوئی شخص چھوہارے بقدر چوتھائی صاع کے دے اس لحاظ سے کہ چھوہارے کا چوتھائی گیہوں کے نصف صاع یا جَو کے پورے صاع کی برابر ہے تو یہ جائز نہ ہوگا اسی طرح اگر کوئی شخص گیہوں کا آٹا آدھے صاع سے کم دے بخیال اس کے کہ یہ نصف صاع سے کچھ بھی کم ہوگا تو نصف صاع گیہوں کی قیمت کے برابر ہوگا تو یہ بھی جائز نہیں ہے (رد المحتار وغیرہ)

اگر کسی کے پاس ایک قسم کی چیز پوری نہ ہو یعنی نہ گیہوں نصف صاع ہوں اور نہ جو وغیرہ ایک صاع تو اس وقت اختیار ہے کہ دو قسموں کو ملا کر مقدار واجب کو پورا کر دے مثلاً نصف صاع جَو دے اور نصف صاع چھوہارا۔ یا نصف صاع جَو دے اور چوتھائی صاع گیہوں۔ (بحر الرائق وغیرہ)

اگر زمانہ ارزانی کا ہو تو نقد دینا بہتر ہے اور اگر خدا نخواستہ گرانی کا زمانہ ہو تو کھانے کی چیزوں کا دینا افضل ہے۔ (مراقی الفلاح)

(۸) صدقۂ فطر کے مستحقین بھی وہی ہیں جو زکوٰۃ اور عشر کے ہیں ان کے سوا کسی اور کو صدقۂ فطر کا دینا جائز نہیں یعنی اوروں کے دینے سے صدقۂ فطر ادا نہ ہوگا ہاں عامل زکوٰۃ اس سے مستثنیٰ ہے یعنی جس طرح اس کو زکوٰۃ کے مال سے دینا جائز تھا صدقۂ فطر کے مال سے دینا جائز نہیں۔

عہ میرے نزدیک امرا کو یہ مناسب ہے کہ اگر ان سے گراں چیز کی قیمت دیں مثلاً آج کل چھوہارا اور منقّیٰ ان سب چیزوں میں گراں ہیں لہٰذا اس کی قیمت دیا کریں کیونکہ حدیث میں وارد ہوا ہے اذا وسع اللہ فوسعوا جب اللہ تمہیں زیادہ دے تو تم بھی زیادہ دو۔ ۱۲

عہ امام شافعی رح کے نزدیک یہ جائز نہیں ہے ۱۲

Marfat.com

صدقۂ فطر کا مال اس شخص کو دینا جو سحر کے لیے لوگوں کو اٹھاتا ہو جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اس کو اس کی اجرت میں نہ قرار دے بلکہ پہلے کچھ اور اس کو دیدے اس کے بعد صدقۂ فطر کا مال دے۔

(۹) صدقۂ فطر کا قبل رمضان کے آنے کے ادا کر دینا بھی جائز ہے اور دوسرے شہر میں بھی بوجوہ مذکورۂ بالا بھیجنا درست ہے۔

(۱۰) صدقۂ فطر کا اگر وہ عید کے دن سے پہلے ادا نہ کر دیا گیا ہو تو عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دینا مستحب ہے۔

(۱۱) بہتر یہ ہے کہ ایک شخص کا صدقہ ایک محتاج کو دیا جائے اور اگر ایک شخص کا صدقہ کئی محتاجوں کو دیا جائے تو بھی جائز ہے مگر مکروہ تنزیہی ہے۔ (درالمختار) اور اگر کئی شخصوں کا صدقہ ایک محتاج کو دیا جائے تو بھی جائز ہے بکراہت اگر اس کی ضرورت سے زیادہ ہو اور بے کراہت۔ اگر اس کی ضرورت کے موافق ہو۔

زکوٰۃ کے مسائل ختم ہو گئے اب حصہ پنجم مسائل حج شروع ہوتے ہیں

واللہ المعین

علم الفقہ حصہ پنجم ۵

حج

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ وَضَعَ لِلنَّاسِ بَیْتَہٗ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ وَبَعَثَ فِیْھَا اَشْرَفَ الرُّسُلِ دَاعِیًا اِلَی الشَّرْعِ الْمُبِیْنِ فَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ مَا طَافَ طَائِفٌ بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ وَمَا دَامَ الْبَلَدُ الْاَمِیْنُ ط

حق جل شانہ کی توفیق سے علم الفقہ کی چار جلدیں تمام ہو چکیں اب یہ پانچویں جلد شروع ہوتی ہے جس میں اسلام کے پانچویں رکن حج کا بیان ہے امید ہے کہ خدائے تعالیٰ اس کو بھی بخیر وخوبی انجام کو پہنچائے، آمین بالنبی الامین

حج کے معنی لغت میں کسی باعظمت چیز کی طرف جانے کا قصد کرنا اور اصطلاح شریعت میں کعبۂ مکرمہ کا طواف اور مقام عرفات میں ٹھیرنا، انہیں خاص طریقوں سے جو صاحب شریعت سے منقول ہیں اسی خاص زمانہ میں جو شریعت سے ثابت ہے (مراقی الفلاح وغیرہ) صحیح یہ ہے کہ حج کی فرضیت اسی امت مکرمہ کے ساتھ خاص ہے گو حج کا رواج حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے ہے مگر اس وقت اس کی فرضیت کا حکم نہ تھا حج کی فرضیت ۹ سنہ ہجری کے آخر[1] میں ہوئی جب اللہ تعالیٰ کا فرمان نازل ہوا تھا کہ

---

[1] اکثر علما اس طرف ہیں کہ حج کی فرضیت ۶ سنہ ھ میں ہوئی مگر علامہ ابن عابدین نے رد المحتار میں لکھا ہے کہ ان علما کے پاس کوئی اس کی دلیل نہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے بہت بعید ہے کہ خدا کے حکم کی تعمیل میں اس قدر تاخیر کریں حج کی فرضیت تو ۶ سنہ ھ میں ہو اور آپ ۱۰ سنہ ھ پورے چار برس تک اس کی تعمیل نہ کریں قبیلۂ عبد القیس کے لوگ جب آپ کے پاس آئے تو آپ نے ان کو حج کا حکم نہیں دیا در صحیح بخاری قاضی عیاض لکھتے ہیں کہ حج کا حکم نہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ اسی وقت تک حج فرض نہ ہوا تھا اور یہ واقعہ ۸ سنہ ھ کا ہے اور حج ۹ سنہ ھ میں فرض ہوا تھا (فتح الباری)

Marfat.com

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا ترجمہ اللہ کی خوشنودی کے لیے لوگوں پر کعبہ کا حج (ضروری) ہے (یعنی اس شخص پر جو وہاں تک جا سکے جس سال یہ آیت نازل ہوئی حج کا زمانہ باقی نہ تھا، سال آئندہ یعنی سنہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان عالی شان کی تعمیل فرمائی اور یہ آپ کا آخری حج تھا جو حجۃ الوداع کے لقب سے مشہور ہے درالمختار، فرضیت کے بعد اسی ایک حج کا اتفاق ہوا اس کے بعد آپ نے اپنی مفارقت سے دنیا کو بے نور کر دیا فالی اللہ المشتکی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

حج کی تاکید اور فضیلت

حج کا ضروری ہونا جس کو اصطلاح فقہ میں فرضیت کہتے ہیں، قرآن مجید سے اسی صراحت کے ساتھ ثابت ہے جیسے نماز، روزہ، زکوٰۃ کا قرآن مجید میں اس کے چند مسائل بھی مذکور ہیں، سچے مسلمانوں کے لیے تو یہی دو تین لفظیں کافی ہیں مگر سوتوں کے جگانے کے لیے چند احادیث بھی نقل کی جاتی ہیں۔

اس سے زیادہ اور کیا تاکید ہو گی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز روزہ کی طرح حج کو بھی اسلام کا مبنی قرار دیا ہے۔ (بخاری ومسلم) اسی طرح بہت سی حدیثیں ہیں کہ کچھ ان میں سے دوسری تیسری چوتھی جلد میں مذکور ہو چکی ہیں یہاں ہم چند حدیثیں نقل کرتے ہیں جو ابھی تک نہیں لکھی گئیں۔

(۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں سے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو بیشک اللہ نے تم پر حج فرض کیا ہے لہٰذا تم حج کرو، تو ایک شخص بولا، یا رسول اللہ کیا ہر سال (حج فرض ہے) تو آپ نے سکوت فرمایا یہاں تک اس شخص نے یہی تین مرتبہ کہا تو آپ نے فرمایا کہ اگر میں کہہ دیتا ہاں تو یقیناً (ہر سال کے لیے) ضروری ہو جاتا اور بلاشبہ تم لوگ (ہر سال حج) نہ کر سکتے، پھر آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں کہا کروں مجھ سے نہ پوچھا کرو اس لیے کہ اگلے لوگ جو ہلاک ہوئے تو انبیاء سے زیادہ پوچھنے اور اختلاف کرنے سے ہوئے لہٰذا جب میں تم کو کسی بات کا حکم دیدوں تو حتی الامکان

اس کو کرو اور جب میں تم کو کسی بات سے منع کر دوں تو اس کو چھوڑ دو۔ (مسلم)

(۲) ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا عمل زیادہ فضیلت رکھتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا عرض کیا گیا کہ پھر کون آپ نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں (کافروں سے) لڑنا عرض کیا گیا کہ پھر کون آپ نے فرمایا کہ حج مبرور (بخاری)

(۳) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لیے حج کرے اور اثنائے حج میں فحش گوئی سے بچے تو وہ ایسا بے گناہ ہو کے لوٹے گا جیسے اس دن بے گناہ تھا کہ جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا (بخاری ومسلم)

(۴) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عمرہ ان گناہوں کا کفارہ ہے جو دوسرے عمرہ تک ہوں اور حج مبرور کا بدلہ سوا جنت کے کچھ نہیں ہے (بخاری ومسلم)

(۵) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کے برابر ہے۔

(۶) ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہا نہ رہے اور کوئی عورت بغیر اپنے محرم کی (ہمراہی) کے سفر نہ کرے، تو ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ میرا نام تو فلاں فلاں جہاد میں لکھ دیا گیا ہے اور میری بی بی حج کرنے نکلی ہے آپ نے فرمایا کہ (تو جہاد میں نہ جا بلکہ اپنی عورت کے ساتھ جا) اور اپنی عورت کے ہمراہ حج کر۔ (بخاری ومسلم)

(۷) عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ (ایک مرتبہ) میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جہاد میں (جانے کی) اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا کہ تمہارا جہاد حج ہے۔ (بخاری ومسلم)

(۸) علی المرتضیٰ رضؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص زاد راہ اور سواری رکھتا ہو جو اسے بیت اللہ تک پہنچا دے اور (پھر بھی) وہ حج نہ کرے تو اس کے لیے یہودی یا نصرانی مرجانے میں (اور بے حج مرجانے میں کچھ فرق نہیں) اور یہ اس لئے کہ اللہ بزرگ و برتر فرماتا ہے کہ اللہ (کی خوشنودی) کے لیے لوگوں پر کعبہ کا حج کرنا (ضروری) ہے (یعنی) اس پر جو وہاں تک جا سکتا ہو (ترمذی)

(۹) ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج اور عمرہ ساتھ

Marfat.com

کرو اس لیے کہ یہ دونوں فقر کو اور گناہوں کو ایسا دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے اور چاندی کے میل کو دور کرتی ہے اور حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (ترمذی)

(۱۰) ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کو حج کرنے سے کوئی کھلی ہوئی ضرورت یا کوئی ظالم بادشاہ یا کوئی معذور کر دینے والا مرض نہ روکے اور وہ بغیر حج کیے مر جائے تو اسے اختیار ہے چاہے یہودی ہو کر مر جائے چاہے نصرانی ہو کر (دارمی) اس حدیث کو خوب غور سے دیکھو اور سمجھو کیسی سخت تاکید ہے۔

(۱۱) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حج کرنیوالے اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں اگر وہ اللہ سے دعا کریں تو اللہ ان کی دعا قبول کرے اور اگر وہ اس سے مغفرت مانگیں تو اللہ ان کی مغفرت فرمائے۔ (ابن ماجہ)

(۱۲) ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی حج کرنیوالے سے ملاقات کرو تو اسے سلام کرو اور اس سے مصافحہ کرو اور اس سے کہو کہ ہمارے لئے استغفار کرے کیونکہ اس کی مغفرت ہو چکی ہے۔ (مسند امام احمد)

(۱۳) ابوہریرہ رضی اللہ کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حج کرنے یا عمرہ کرنے کے لیے یا جہاد کرنے کے لیے (اپنے گھر سے) نکلے پھر راستہ ہی میں مر جائے تو اللہ اس کو غازی و عمرہ ادا کرانے والے کا ثواب دے گا۔ (بیہقی)

(۱۴) ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ قیامت اس وقت قائم ہو گی کہ بیت اللہ کا حج نہ کیا جائے۔ (بخاری)

احادیث میں وارد ہوا ہے کہ قیامت اس وقت قائم ہو گی جب معاصی کی کثرت ہو جائیگی اور حج نہ کرنا چونکہ ایک بڑی معصیت ہے لہٰذا آپ نے اس کے ترک کو علامات قیامت قرار دیا۔ یہاں تک تو حج کے فضائل تھے۔ مکہ مکرمہ کے فضائل میں بھی بہت صحیح حدیثیں ہیں مگر اس کی فضیلت کے لیے یہ بات کیا کم ہے اللہ جل شانہ کا مقدس مکان یعنی کعبہ مکرمہ وہاں ہے اور یہ شہر خدا کے پیارے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے آباد ہوا۔ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس شہر مقدس کو بلد امین اور ام القریٰ کے خطاب سے مشرف فرمایا ہے۔ حج کی نسبت اگر صحابہ اور اگلے مسلمانوں کے ذوق شوق کی کچھ کیفیت بیان کی جائے تو بلا مبالغہ ایک بہت بڑا ضخیم دفتر بھی کفایت نہ کرے گا اور ان کے دلی جذبات اور شوق

کیفیات کا ایک شمہ بھی بیان نہ ہو سکے گا۔ اب تو روز بروز خشکی اور تری کے سفروں میں آسانی پیدا ہوتی جاتی ہے، پہلے زمانہ میں یہ باتیں کہاں تھیں مگر وہ اپنے ذوق شوق میں تمام مصائب کو راحت سمجھتے تھے۔

اس بیان کو طول دینا مناسب نہیں، گو ائمہ ماضین کے حالات کا دل پر بہت بڑا اثر پڑتا ہے لیکن حج تو ایک ایسی پیاری اور مرغوب عبادت ہے کہ اس کے لیے زیادہ ترغیب و تزئین کی کچھ ضرورت نہیں، وہ کون مسلمان ہے جس کا دل یہ نہ چاہتا ہو کہ خدا کے مقدس گھر کی زیارت کرے اس پاک سرزمین کے جمال سے اپنی آنکھوں کو روشن کرے جہاں سے اسلام نکلا، رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم وہاں پیدا ہوئے وہیں نبی ہوئے برسوں وہاں وعظ فرمایا، صدہا صحابہ سو رہے ہیں وہ کون مسلمان ہے جس کو یہ آرزو نہ ہو کہ اس پر لٹنے اور باعظمت گھر کا طواف کرے جس کے گرد حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہما وسلم پھرا کرتے تھے، اے میرے ذوالجلال پروردگار، اے خداوند لوح و قلم، اے وہ کہ تیرا پاک جلوہ عرش بریں پر ہے اے وہ کہ کعبہ مکرمہ کا رب البیت ہے اپنے برگزیدہ نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پسندیدہ ہم نشینوں کے طفیل میں تمام مسلمانوں کو اس نعمت عظمی سے فیضیاب کر سب کے دلوں کو اپنے جمال بے مثال کا پروانہ بنا دے اور اس ناچیز عاجز کو بھی اپنی نیک نظر سے مورد لطف و کرم فرما اور اگلے بزرگوں ورد ذوق کا ایک آدھا قطرہ اس کو بھی عنایت کر آمین بالنبی الامین ؎

زان حریفم اگر رسد حرفے　　بندم از دولت ابد طرفے

اصطلاحی الفاظ اور مقامات کے ناموں کی تشریح

میقات۔ وہ مقام جس سے آگے مکہ مکرمہ کا جانے والا بغیر احرام کے نہ جا سکے آفاقی کے لئے پانچ میقات ہیں، اہل مدینہ کے ذوالحلیفہ کوفہ بصرہ والوں کے لئے ذات عرق شام والوں کے لیے جحفہ یمن کے رہنے والوں کے لیے یلملم ہندوستانیوں کی بھی یہی میقات ہے قرن اہل نجد کے لیے اور حلی کی میقات حل ہے۔ اور حرمی کی میقات حج کے لیے تو حرام ہے مگر عمرہ کے لیے حل۔

Marfat.com

آفاقی ۔ وہ شخص جو میقات سے باہر کا رہنے والا ہو جیسے مدنی، عراقی، شامی، ہندوستانی ۔

حلی ۔ وہ شخص جو میقات کے اندر مگر مکہ مکرمہ سے باہر رہتا ہو جیسے نخلہ محمود کے رہنے والے

حرمی ۔ خاص مکہ مکرمہ کا رہنے والا ۔

احرام حج یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ یا کوئی ایسا فعل کرنا جو قائم مقام تلبیہ کے ہو مثل ہدی کے روانہ کرنے کے جو شخص احرام باندھے اس کو محرم کہتے ہیں ۔

حج بحالت احرام کعبۂ مکرمہ کا طواف اور عرفہ کا وقوف ایک مخصوص زمانہ میں کرنے والے کو حاج کہتے ہیں ۔

عمرہ بحالت احرام کعبہ کا طواف اور سعی عمرہ کرنے والے کو معتمر کہتے ہیں ۔

افراد صرف حج کا احرام باندھنا اور صرف حج پر اکتفا کرنا جو شخص ایسا کرے اس کو مفرد کہتے ہیں ۔

قران حج و عمرہ دونوں کا احرام ایک ساتھ باندھنا اور پہلے عمرہ کر کے پھر حج کرنا جو شخص ایسا کرے اس کو قارن کہتے ہیں ۔

تمتع ایام حج میں پہلے عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ کر لینا اور اس کے بعد اسی سال اسی سفر میں حج کا احرام باندھ کر حج کرنا جو شخص ایسا کرے اس کو متمتع کہتے ہیں ۔

طواف کعبۂ شریفہ کے گرد گھومنا اور کبھی صفا مروہ کے درمیان میں سعی کرنے کو کہتے ہیں ۔

شوط ۔ ایک چکر ۔

استلام ۔ جب حجر اسود کی نسبت مستعمل ہوتا ہے تو اس کا بوسہ لینا مقصود ہوتا ہے اور جب رکن یمانی کی نسبت بولا جاتا ہے تو صرف اس کا چھو لینا مراد ہوتا ہے ۔

تلبیہ اس عبارت کا پڑھنا لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ ؏

تہلیل کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط کا پڑھنا ۔

تلبید کسی چیز کا مثل گوند وغیرہ کے احرام سے پہلے بالوں میں لگا لینا تاکہ ٹوٹنے سے محفوظ رہیں ۔

؏ اے اللہ میں تیرے دروازے پر بار بار حاضر ہوں اور تیری طلبی کو بار بار قبول کرتا ہوں تیرا کوئی شریک نہیں بیشک تعریف اور احسان تیرے ہی لئے ہے اور بادشاہت تیری ہی ہے کوئی تیرا شریک نہیں ۱۲ ۔

Marfat.com

وقوف کے معنی لغت میں ٹھیرنا اور اصطلاح میں عرفات اور مزدلفہ میں پہنچ جانا۔
رمی ایک خاص مقام میں کنکریوں کا مارنا۔
رمل شانہ ہلاکر کچھ تیزی کے ساتھ قریب قریب قدم رکھ کر چلنا۔
اضطباع چادر کا اس طرح اوڑھنا کہ اس کا ایک سرا داہنے شانے سے اتار کر داہنی بغل نیچے سے نکال کر بائیں شانے پر ڈال لے۔
تقلید بالوں کی یا کپڑے کی رسی بناکر اس میں جوتی کا ٹکڑا یا کسی درخت کی چھال وغیرہ باندھ کر ہدی کے گردن میں ڈال دینا تاکہ دیکھتے ہی ہر شخص سمجھ لے کہ یہ ہدی ہے اور اس سے مزاحمت نہ کرے اور اس رسی کو قلادہ کہتے ہیں۔
اشعار ہدی کی پہچان کے لیے اس کے داہنے شانے پر خفیف زخم لگا دینا جو اس کی کھال کو کاٹ دے مگر گوشت تک نہ پہنچے۔
تجلیل۔ ہدی کو جھول اڑھا دینا۔
تحلیق۔ بالوں کا منڈوانا۔
تقصیر۔ بالوں کا کتروانا۔
رفث۔ جماع کرنا یا عورتوں کے سامنے جماع وغیرہ کا ذکر کرنا اشارۃً یا صراحۃً۔
مکہ۔ ایک شہر ہے جو کسی زمانہ میں بالکل جنگل تھا کوہستان اور بے آب وگیاہ ریگستان ہوتے کے سبب سے لوگ وہاں رہنے کا قصد نہ کرتے تھے جب حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فرزند حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور ان کی والدۂ ماجدہ بی بی ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو اس جنگل میں لاکر چھوڑا اور خدا سے دعا کی کہ اس جنگل کو آباد کر دے اور یہاں کے رہنے والوں کو میوہ جات سے رزق عطا فرما اس وقت حق تعالیٰ نے اس جنگل مقدس کو آباد کر دیا میوہ جات بھی وہاں بکثرت آنے لگے وہ جنگل خدا کو ایسا محبوب ہوا کہ اس کو خوب سرسبز کیا اور بلد امین کا مبارک لقب اسے دیا اور سردار انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں مبعوث فرمایا بکہ بھی اسی شہر کو کہتے ہیں۔
کعبہ شہر مکۂ مکرمہ میں ایک مقدس مکان ہے جس کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے فرشتوں نے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش سے پہلے زمین پر بیت معمور کی محاذات میں تعمیر کیا تھا بیت معمور ساتویں آسمان پر ایک مکان ہے

جس کا فرشتے طواف کیا کرتے ہیں پھر حضرت آدم علیہ السلام نے اس کو بوجہ پہلی عمارت کے منہدم ہو جانے کے درست کیا اور ان کی اولاد نے اس کو آباد رکھا یہاں تک کہ نوح علیہ السلام کے طوفان میں وہ غرق ہو گیا پھر حق تعالیٰ نے اپنے خلیل مکرم حضرت ابراہیم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی تعمیر کا حکم دیا، انہوں نے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے اس کی تعمیر کی جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ مکرمہ میں دو دروازے بنائے ایک بجانب مشرق دوسرا بجانب مغرب کہ ایک دروازہ سے آدمی داخل ہو اور دوسرے سے نکل جائے۔ اور انہوں نے دروازوں کی چوکھٹ اونچی نہ بنائی تھی بلکہ زمین سے ملی ہوئی، پھر لوگ برابر اس مکان تقدس نشان کی تعمیر اور درستی کرتے رہے اور اس کا طواف کرنے کو دور دور سے لوگ آتے رہے یہاں تک کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں نبوت سے پہلے کچھ حصہ کعبۂ شریفہ کا آگ سے جل گیا اہل مکہ نے اس کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اس بات پر اتفاق کیا کہ پاک کمائی سے جو مال پیدا کیا گیا ہو وہی اس کی تعمیر میں صرف کیا جائے الغرض انہوں نے تعمیر شروع کی مگر قدیم طرز عمارت کو بدل دیا اور بجائے دو دروازوں کے صرف ایک دروازہ بجانب مشرق باقی رکھا۔ اتفاق سے سرمایہ کم پڑ گیا اس سبب سے بقدر چھ گز کے دیوار چھوٹی کر دی گئی۔

(اعلام الاعلام ببنائے مسجد الحرام) پھر آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخر عمر میں اپنی یہ تمنا ظاہر فرمائی کہ اگر میں سال آئندہ تک زندہ رہا تو کعبہ کی از سر نو تعمیر کروں گا اور خلیل علیہ السلام کی طرز پر اس کی عمارت کر دوں گا اور جو حصہ کفار قریش نے کعبہ سے نکال دیا ہے اس کو پھر اس میں داخل کر دوں گا مگر سال آئندہ میں آپ کی وفات ہو گئی خلفائے راشدین کو مہمات خلافت سے اتنی مہلت نہ ملی کہ وہ آپ کی اس تمنا کے پوری ہونے کی کوشش کرتے جب عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو اہل حجاز وغیرہ نے خلیفہ بنایا تو انہوں نے کعبہ کی تعمیر سرور انبیاء کی تمنا کے موافق شروع کی اور خلیل علیہ السلام کے طرز پر کعبے کی عمارت بنا دی بعد اس کے جب عبدالملک نے عبداللہ بن زبیر سے لڑنے کے لیے حجاج کو بھیجا اور اس نے ان پر فتح پائی تو اس نے نہ چاہا کہ ابن زبیر کا بنایا ہوا کعبہ باقی رہے چنانچہ اس نے حجر اسود کی

Marfat.com

طرف دیوار توڑ دی اور اس کی عمارت کا پھر وہی طرز کر دیا جو زمانہ جاہلیت میں تھا اور اب بھی اسی طرز پر ہے کعبہ مکرمہ دنیا میں سب سے پہلا مکان ہے جو اللہ جل شانہ کی عبادت کے لیے بنایا گیا چنانچہ حق سبحانہ اس کی تعریف میں فرماتا ہے اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ فِیْہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰھِیْمَ وَمَنْ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ترجمہ بے شک (سب سے) پہلا گھر جو لوگوں کے (عبادت کرنے کے لیے) بنایا گیا یقیناً وہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور لوگوں کا رہنما اس میں واضح نشانیاں (ہماری قدرت کی) ہیں یعنی مقام ابراہیم اور جو کوئی وہاں داخل ہو جاتا ہے (دشمن کے شر سے) بے خوف ہو جاتا ہے۔

حطیم وہ حصہ جو حضرت خلیل علیہ السلام کے عہد میں کعبہ کے اندر داخل تھا اور قریش نے سرمایہ کم ہو جانے کے سبب سے اس کو داخل نہیں کیا۔

حجر اسود ایک سیاہ رنگ کا پتھر ہے جو کعبہ مکرمہ کے مشرقی گوشہ میں جو دروازے سے قریب ہے گڑا ہوا ہے یہ پتھر جنت سے نازل ہوا ہے جس وقت نازل ہوا تھا دودھ سے زیادہ سپید تھا مگر آدمیوں کے گناہ نے اس کو سیاہ کر دیا (ترمذی) قیامت کے دن یہ پتھر بھی اٹھایا جائے گا اور اس کو آنکھیں اور زبان عنایت ہو گی جس نے اس کا استلام کیا ہے اس کے مومن ہونے کی گواہی دے گا (ترمذی۔ دارمی)

رکن یمانی ایک پتھر ہے جو کعبہ مکرمہ کے ایک گوشہ میں بجانب یمن گڑا ہوا ہے۔

مقام ابراہیم ایک پتھر ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کے دیکھنے کو مکہ آتے تھے تو اونٹ سے اسی پتھر پر اترتے تھے اور جب جانے لگتے تو اسی پتھر پر کھڑے ہو کر اونٹ پر سوار ہوتے اسی پتھر پر ان کے دونوں مبارک قدموں کا نشان بن گیا ہے

زمزم ایک چشمہ جو بی بی ہاجرہ اور ان کے فرزند اسمٰعیل علیہ السلام کیلئے حق تعالیٰ نے جاری کیا تھا اس پانی کے بہت فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں اسی سبب سے اس پانی کو کھڑے ہو کر پینے کا حکم ہے۔

میلین اخضرین صفا اور مروہ کے درمیان میں ایک نشیب تھا جس سے بی بی ہاجرہ دوڑ کر نکل جاتی تھیں اب وہ نشیب تو باقی نہ رہا مگر اس کی حد معلوم

Marfat.com

کرنے کے لیے اس کے دونوں سروں پر ایک ایک نشان گاڑ دیا گیا ہے، ان دونوں نشانوں کو میلین اخضرین کہتے ہیں۔

منیٰ ایک گاؤں ہے حدود حرم میں مکہ مکرمہ سے تقریباً تین میل۔

عرفات ایک پہاڑ کا نام ہے جس میدان میں وہ پہاڑ واقع ہے اس کو وادی عرفات کہتے ہیں۔

بطن عرنہ۔ میدان عرفات میں ایک خاص مقام کا نام ہے۔

مزدلفہ۔ ایک مقام ہے منیٰ اور عرفات کے درمیان میں۔

محسّر۔ مزدلفہ میں ایک خاص مقام کا نام ہے۔

ذوالحلیفہ۔ ایک مقام ہے مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتا ہے مسجد نبوی سے پانچ میل سے کچھ کم ہے۔

ذات عرق ایک مقام ہے اس میں عرق نامی ایک پہاڑ ہے کوفہ بصرہ سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتا ہے مکہ مکرمہ سے بیالیس میل ہے۔

جحفہ ایک مقام ہے شام سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتا ہے مکہ سے تقریباً تین مراحل ہے۔

قرن ایک مقام ہے نجد سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتا ہے مکہ مکرمہ سے بیالیس میل ہے

یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے یمن سے مکہ مکرمہ آتے ہوئے ملتا ہے ہندوستان سے جو لوگ مکہ جاتے ہیں ان کو بھی یہ پہاڑ ملتا ہے۔ مکہ سے دو مراحل ہے۔

جبل الرحمۃ۔ میدانِ عرفات کے وسط میں ایک پہاڑ ہے۔

جبل قزح۔ مزدلفہ میں ایک پہاڑ ہے۔

مسجد خیف۔ منیٰ میں ایک مسجد ہے۔

محصّب۔ منیٰ اور مکہ مکرمہ کے درمیان میں ایک مقام ہے۔

حج کے فوائد اور اس کی حکمتیں

اگرچہ شریعت کا کوئی حکم مصالح اور فوائد سے خالی نہیں مگر ان کی حکمتوں کا

Marfat.com

کما ینبغی سمجھ لینا بڑی عقل قدسی کا کام ہے اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ایک بات سمجھ میں آجاتی ہے مگر اس کے بیان کرنے کے لیے بہت سے مقدمات کی تمہید کی ضرورت پڑتی ہے اور ان کے مبادی ذہن میں حاضر نہیں ہوتے بہرکیف جو کچھ سمجھ میں آرہا ہے اور جہاں تک قوت بیانیہ کام دیتی ہے لکھتا ہوں۔

(۱) حج حضرت ابراہیم علیہ السلام کا طریقہ ہے جو حق سبحانہ کے خلیل اور بڑے برگزیدہ تھے اور یہ بڑی حکمت ہے کہ جب کسی سے تقرب اور ازدیاد محبت منظور ہو تو ان لوگوں کا طریقہ اختیار کیا جائے جو اس کی نظر میں محبوب اور پسندیدہ ہوں۔

(۲) خاص کر اس امت کے لیے حج کی فرضیت میں یہ بڑی حکمت ہے کہ حج کرنے سے ان مقامات متبرکہ کی زیارت نصیب ہوتی ہے جہاں اس امت کے سردار کے آثار نمایاں طور پر موجود ہیں، وہیں آپ پیدا ہوئے، وہیں رہے وہیں کی مبارک زمین سے آپ کے مقدس قدموں نے مس کیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ان امور کے ملاحظہ کرنے سے ایمانی کیفیت میں ایک عجیب ترقی ہوتی ہے اسی سبب سے ہر مذہب کے عقلا نے اپنے مذہبی مقامات کی زیارت کو لازم کر لیا ہے۔

(۳) حج کے جتنے افعال ہیں وہ عاشقانہ ہیں اور ان سب سے از خود رفتگی اور شیفتگی ظاہر ہوتی ہے اپنے محبوب کے لیے اپنے وطن گھر بار کا چھوڑ دینا مصائب سفر کا برداشت کرنا، ایک مدت تک جنگل جنگل پھرنا، تمام آرائش اور زیب و زینت کی چیزوں کو ترک کر دینا اور اکثر نفسانی خواہشوں سے اجتناب کرنا پھر اس کے گھر کے گرد نہایت شغف کے ساتھ چکر لگانا یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ اگرچہ بہ تکلف کی جائیں اور دلی کیفیت سے نہ صادر ہوں تب بھی دل میں کچھ نہ کچھ اثر کر جاتی ہیں اور خدانخواستہ یہ بھی نہ ہو تو یہ بات تو ضرور ہے کہ عشاق کی صورت بنائی جاتی ہے اور محض اللہ کے لیے تکالیف اور مصائب اٹھانے اور گھر بار چھوڑنے کی نفس کو عادت ہوتی ہے۔

(۴) وہ مقامات متبرکہ جن کی زیارت حج میں نصیب ہوتی ہے انوار و برکات الہیہ کے مہبط ہیں پس لامحالہ ان کے زیارت کرنے والے پر انوار و برکات کا ضرور انعکاس ہوتا ہے اسی کی طرف حدیث شریف میں اشارہ ہے کہ حج کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے اسی دن کا پیدا ہوا بچہ۔

Marfat.com

(۵) شریعت کا ایک بڑا مقصود اتحاد فیما بین المسلمین اور اظہار شوکت وجلالت بھی ہے یہ مقصود بھی حج میں پورے طور سے حاصل ہوتا ہے، دور دراز ممالک کے مسلمان ایک جگہ جمع ہوتے ہیں سب ایک ہی کام میں مصروف ہوتے ہیں اس اجتماع سے کیسی کچھ ہیبت اور شوکت اسلام کی ظاہر ہوتی ہے۔

حج کے احکام

فرض ہے عمر بھر میں ایک بار جبکہ وہ تمام شرائط پائے جائیں جن سے حج فرض ہوتا ہے باوجود پائے جانے ان شرائط کے جو شخص حج نہ کرے وہ فاسق گنہگار ہے اور جو شخص فرضیت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

صحیح یہ ہے کہ جب حج کے شرائط پائے جائیں تو علی الفور[۱] حج کرنا فرض ہے دوسرے سال تک اس میں تاخیر کرنا گناہ ہے (مراقی الفلاح درمختار وغیرہ)

واجب ہے (۱) اس شخص پر جو میقات کے اندر بغیر احرام باندھے چلا جائے اور اس کے بعد[۲] حج کا احرام باندھے (۲) اس شخص پر جس نے حج کی نذر کی ہو۔

حرام ہے۔ ناجائز مال سے حج کرنا۔

مکروہ تحریمی ہے (۱) بغیر اجازت ان لوگوں کے حج کرنا جن سے اجازت لینا ضروری[۳] ہے (۲) جن کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے نفقہ کے انتظام کیے بغیر حج کرنا۔

---

[۱] یہ امام ابوحنیفہ اور قاضی ابویوسف کا مذہب ہے ان کے نزدیک بعد تمام شرائط کے پائے جانے کے اگر کسی سال حج نہ کیا جائے تو ایسے شخص کی گواہی نہیں قبول کی جاتی۔ امام محمد کے نزدیک علی الفور حج کرنا کچھ ضروری نہیں ان کے نزدیک تاخیر سے کچھ گناہ نہیں ہوتا ۱۲ [۲] میقات کے اندر بغیر احرام باندھے ہوئے جانا ممنوع ہے لہٰذا اگر کوئی شخص سہواً بے احرام باندھے چلا جائے تو اس پر واجب ہے کہ پھر میقات پر واپس آکر احرام باندھے پس اگر حج کا احرام باندھے گا تو یہ حج واجب ہوگا اور اگر عمرہ کا احرام باندھے گا تو عمرہ واجب ہے ۱۲ [۳] مثلاً کسی کے ماں باپ اس کی خدمت کے محتاج ہوں یا کسی کا قرض اس کے ذمہ آتا ہو اور اس کے پاس مال نہ ہو یا کسی کی ضمانت کی ہو تو ان سب صورتوں میں ماں باپ یا قرض خواہ یا جس سے ضمانت کی ہے اس سے اجازت طلب کرنا ضروری ہے ۱۲

حج کے واجب ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا کافر پر واجب نہیں۔
(۲) حج کی فرضیت سے واقف ہونا یا دارالاسلام میں ہونا۔
(۳) بالغ ہونا نابالغ بچوں پر حج فرض نہیں۔
(۴) عاقل ہونا۔ مجنون، مست، بیہوش پر حج فرض نہیں۔
(۵) آزاد ہونا۔ لونڈی غلام پر حج فرض نہیں۔
(۶) استطاعت یعنی اس قدر مال کا مالک[ل] ہونا جو ضرورت اصلیہ سے اور قرض سے محفوظ ہو اور اس کے زادہ راہ اور سواری[ل] کے لیے کافی ہو جائے اور جن لوگوں کا نفقہ اس کے ذمہ واجب ہے ان کے لیے بھی اس میں سے اس قدر چھوڑ جائے جو اس کے لوٹنے تک ان لوگوں کو کفایت کر سکے۔

زادراہ سے وہ متوسط مقدار مراد ہے جو اس کی صحت قایم رکھ سکے مثلاً جو شخص گوشت اور مٹھائی کا عادی ہو اس کے لیے انھیں چیزوں کا ہونا ضروری ہے، اگر ایسے شخص کے پاس فقط اس قدر روپیہ ہو جو صرف خالی روٹی یا دال وغیرہ کے لیے کافی ہو سکے تو وہ شخص زادراہ کا مالک نہ سمجھا جائے گا۔

سواری انھیں لوگوں کے لیے شرط ہے جو مکۂ معظمہ کے رہنے والے نہ ہوں مکۂ مکرمہ

ل مالک ہونے کی قید اس لیے لگائی گئی اگر کوئی شخص کسی کو حج کرنے کے لیے یا اور کسی غرض سے کچھ مال ہبہ کرے تو اس پر حج فرض نہیں نہ اس کے ذمہ ہبہ کا قبول کرنا ضروری ہے گو ہبہ کرنیوالا اس کا عزیز کیوں نہ ہو مثل باپ ماں لڑکے بالوں اور بی بی کے ف نفقہ کے معنی خرچ کرنا کھانے پینے کپڑے کا خرچ رہنے کا مکان سب نفقہ میں داخل ہیں ۱۲۔ ل سواری کے بیان میں فقہا نے بہت تفصیل کی ہے کہ کس قسم کی ہونی چاہیے مگر ماحصل اس کا یہ ہے کہ یعنی سواری ہو جس پر سوار ہونے کی اسے عادت ہو یا اس پر سوار ہونے سے اسے تکلیف نہ ہو پس جو شخص گھوڑے کی سواری کا عادی نہ ہو نہ اس پر سوار ہونے سے اس کو تکلیف ہوتی ہو اس کے لیے گھوڑے کی سواری کا موجود ہونا کافی نہیں ہے ۱۲۔

Marfat.com

اور اس کے آس پاس کے رہنے والوں کے لیے بشرطیکہ وہ پیادہ چل سکیں، سواری کی شرط نہیں اور جو پیادہ نہ چل سکیں تو ان کے لیے بھی شرط ہے (مراقی الفلاح)

(۷) ان سب شرائط کے ساتھ اس قدر وقت کا ملنا جس میں ارکان حج ادا ہو سکیں اور مکہ معظمہ تک رفتار معتاد سے پہنچ سکے۔ (رد المحتار)

یہاں تک جو شرائط بیان ہوئے یہ وہ تھے کہ اگر نہ پائے جائیں تو حج فرض ہی نہ ہوگا اور باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے اگر حج کیا جائے تو اس کے بعد جب وقت یہ شرائط پائے جائیں گے دوبارہ حج کرنا پڑے گا پہلا حج کافی نہ ہوگا اور اب آگے جو شرائط بیان کیے جاتے ہیں وہ ایسے ہیں کہ ان کے نہ پائے جانے سے فرضیت حج کی ثابت رہے گی ہاں بذاتِ خود اس وقت حج کرنا ضروری نہ ہوگا بلکہ دوسرے سے حج کرا لینا یا وصیت کر جانا کافی ہوگا اور جب شرائط پائے جائیں گے پھر بذاتِ خود حج کرنا پڑے گا اور باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے اگر حج کریگا تو دوبارہ نہ کرنا پڑے گا۔ (رد المحتار)

(۸) بدن کا ایسے عوارض[۱] سے محفوظ ہونا جن کے سبب سے سفر نہ کر سکے پس اندھے اور لنگڑے اپاہج اور ایسے بوڑھے پر جو سواری پر بیٹھنے کی قدرت نہ رکھتا ہو بذات خود حج کرنا فرض نہیں اسی طرح تمام ان امراض کو قیاس کر لو جو سفر سے باز رکھیں۔

(۹) کسی بادشاہ ظالم کا خوف یا کسی کی قید میں نہ ہونا۔

(۱۰) راستہ میں امن[۲] ہونا۔ اگر راستہ میں ڈاکہ زنی ہوتی ہو یا کوئی دریا ایسا حائل ہو کہ اس میں بکثرت جہاز ڈوب جاتے ہوں یا اور کسی قسم کا خوف ہو تو ایسی حالت میں بذات خود حج کرنا فرض نہیں بلکہ اس امر کی وصیت کر جانا کہ بعد امن کے میری طرف سے حج کر لیا جائے، کافی ہے۔

(۱۱) عورت کے لئے ہمراہی میں شوہر یا کسی اور محرم[۳] کا موجود ہونا، اور محرم کا

---

[۱] یہ صاحبین کا مذہب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے امام ابو حنیفہ کے نزدیک ایسے عوارض کے حالات میں دوسرے سے بھی حج کرانے کی ضرورت نہیں ۱۲ [۲] ہمارے زمانہ میں حجاج کے لیے قرنطینہ مقرر ہے پس اگر اس میں حج کرنیوالوں کے ساتھ زیادہ سختی کی جائے تو اس کا شمار بے امنی میں ہوگا ۱۲ [۳] محرم اس کو کہتے ہیں جس کے ساتھ نکاح درست نہ ہو خواہ نسب کے سبب سے جیسے باپ چچا بھائی بیٹا وغیرہ یا دودھ کے باعث جیسے دودھ شریک بھائی وغیرہ یا سسرالی قرابت کی وجہ سے جیسے خسر وغیرہ لیکن پھر بھی احتیاط اس کو چاہتی ہے کہ جوان

بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۱ پر دیکھیے

عاقل بالغ مسلمان ہونا بھی شرط ہے اور فاسق نہ ہونا تو شوہر اور محرم دونوں میں شرط ہے۔

(۱۲) عورت کے لیے عدت[1] کا نہ ہونا جو عورت عدت میں ہو خواہ عدت وفات کی ہو یا طلاق کی خواہ طلاق رجعی کی یا بائن کی بہرحال اس پر اس وقت حج فرض نہ ہوگا اگر سفر کر چکنے کے بعد عدت لاحق ہو جائے مثلاً اس کا شوہر مر جائے یا طلاق بائن ہو جائے تو اس کو دیکھنا چاہیے کہ جس مقام میں وہ ہے وہاں سے مکہ مکرمہ کی دوری بقدر مسافت سفر کے ہے یا اس کے وطن کی اگر دونوں اس مقدار سے کم ہیں تو اس کو اختیار ہے چاہے وطن واپس آئے اگر ایک کم ہے اور دوسری زیادہ تو جو کم ہے اسی کو اختیار کرے یعنی اگر مکہ مکرمہ مسافت سفر سے کم ہو تو وہاں چلی جائے اور اگر وطن کم ہو تو وطن واپس آجائے اور دونوں کی دوری مسافت سفر کی برابر ہو تو اگر وہ مقام جہاں وہ ہے کوئی شہر یا امن کی جگہ ہو تو وہیں ٹھیر جائے اور عدت پوری کرے اور اگر امن کی جگہ نہ ہو تو امن کے مقام میں جو وہاں سے قریب تر ہو جا کر عدت پوری کرے عدت کے پورا کرنے کے بعد اگر حج کا زمانہ باقی ہو تو وہ حج کے لیے جا سکتی ہے اور اگر اس کے شوہر نے اس کو طلاق رجعی دی ہو تو اس کے شوہر کو چاہیے کہ اس کو اپنے ہمراہ رکھے۔

حج کے صحیح ہونے کی شرطیں

(۱) مسلمان ہونا، کافر کا حج صحیح نہیں بعد اسلام کے اس کا پہلا حج کافی نہ ہوگا۔

(۲) حج کے تمام فرائض کا بجالانا اور مفسدات سے بچنا۔

(۳) زمانہ حج میں حج کرنا اور اس کے ہر رکن کا اپنے اپنے وقت میں ادا کرنا۔ مثلاً وقوف اپنے وقت میں، طواف اپنے وقت میں۔ حج کرنے کے مہینہ یہ ہیں۔ شوال، ذیقعدہ اور ذی الحجہ کا پہلا عشرہ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) عورت اپنے سسرالی یا دودھ کے رشتہ والوں کے ہمراہ سفر نہ کرے ۱۲ ر حاشیہ صفحہ ہذا۔

[1] عدت اس کو کہتے ہیں جو عورت کے لیے بعد طلاق کے یا بعد شوہر کی وفات کے شریعت کی طرف سے مقرر کیا گیا ہے کہ اس مدت کے اندر دوسرا نکاح نہیں کر سکتی ۱۲۔

Marfat.com

(۴) مکان یعنی حج کے ہر رکن کا اسی مقام میں ادا کرنا جو اس کے لیے معین ہے مثلاً طواف کا مسجد حرام کے گرد ہونا وقوف عرفات کا عرفات میں ہونا وغیرہ ذلک۔

(۵) سمجھدار اور عاقل ہونا۔

(۶) جس سال احرام باندھا ہے اسی سال حج کرنا۔

حج کی فرضیت ساقط ہونے کی شرطیں

حج کی فرضیت کی پہلی سات شرطیں اور حج کے صحیح ہونے کی کل شرطیں جو مذکور ہیں ان کا پایا جانا بھی ضروری ہے اور ان کے علاوہ چار شرطیں اور ہیں۔

(۱) اسلام کا آخر عمر تک باقی رہنا اگر خدا نخواستہ درمیان میں مرتد ہو جائے (معاذ اللہ منہ) تو وہ پہلا حج کافی نہ ہوگا اور درصورت پائے جانے شرائط فرضیت کے دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔

(۲) بہ شرط قدرت بذات خود حج کرنا اگر باوجود قدرت کے دوسرے سے حج کرائے تو فرض ادا نہ ہوگا گو ثواب مل جائے گا۔

(۳) حج کا احرام باندھتے وقت نفل کی نیت نہ کرنا۔

(۴) حج کا احرام باندھتے وقت کسی دوسرے کی طرف سے نیت نہ کرنا۔

حج کا مسنون و مستحب طریقہ

اے زگلت نازدہ سرحب دل ماندہ زحُبِّ وطنت پا بہ گل
خیز کہ شد پردہ کش پردہ ساز مطرب عشاق براہ حجاز
رو بہ حرم کن کہ دران خوش حریم ہست سیاہ پوش نگارے مقیم
صحن حرم روضۂ خلد بریں او بہ چنان صحن مربع نشین
قبلۂ خوبان عرب روے او سجدہ شوخان عجم سوئے او

جب کسی خوش نصیب صاحب اقبال پر رب العرش کی رحمت خاصہ کا نزول ہو

Marfat.com

اور حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس کو اس سعادت عظمیٰ کی توفیق دے اور حج بیت اللہ کا مبارک ارادہ اس کے قابل قدر دل میں پیدا ہوا تو اس کو چاہیے کہ استخارہ[1] کر کے کوئی تاریخ اس سفر مقدس کی معین کرے اور جہاں تک ممکن ہو ابرار و اخیار کے ہمراہی کی کوشش کرے اور اس امر کے لیے بھی استخارہ کرے اور اپنے ماں باپ سے اجازت حاصل کرے اور تمام اپنے احباب و اعزا سے رخصت ہو اور ان سے معافی طلب کرے اور جن جن لوگوں کے حقوق مانند قرض وغیرہ کے اس کے ذمہ ہوں ان کو ادا کرے یا ان سے اجازت لے لے جب چلنے لگے تو مسجد میں دو رکعت نماز سفر پڑھے اور کچھ صدقہ دے اور خدا کا شکر کرتا ہوا منزل مقصود کی طرف روانہ ہو جائے[2]؎

زہے سعادتِ آں بندہ کہ کرد نزول
گہے بہ بیتِ خدا و گہے بہ بیتِ رسول

کم از کم اپنے وطن سے ایسے وقت چلے کہ مکۂ مکرمہ میں ذیحجہ کی ساتویں تاریخ سے پہلے پہنچ جائے تاکہ ساتویں تاریخ کا خطبہ سُن سکے۔

جب میقات پر پہنچے تو احرام باندھ لے اگر مفرد ہو تو صرف حج کا اور قارن ہو تو حج و عمرہ دونوں کا متمتع ہو تو صرف عمرہ کا۔

احرام[3] کے بعد تمام گناہوں سے اور تمام ان باتوں سے جو حالت احرام میں ممنوع ہیں پرہیز کرے اور احرام کے بعد فوراً اور تیز ہر صبح کو اور جب بلندی پر چڑھے یا نشیب میں اترے یا کسی سوار کو آتا ہوا دیکھے اور جب باہم ایک دوسرے سے ملاقات کرے اور ہر نماز کے بعد غرض ہر حال میں کھڑے بیٹھے سوا حالت طواف کے بلند آواز سے تلبیہ کی کثرت کرے مگر اتنا نہ چلائے کہ تکلیف ہو اور جب مکۂ مکرمہ قریب

---

[1] استخارہ کا مسنون طریقہ اور اس کی دعا دوسری جلد میں دیکھو ۱۲۔

[2] بعض فقہا نے لکھا ہے کہ پنجشنبہ کے دن روانہ ہو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لیے پنجشنبہ کے دن مدینہ طیبہ سے روانہ ہوئے تھے ۱۲۔

[3] گناہ کا ارتکاب تو ہر حالت میں ممنوع ہے لیکن احرام کی حالت میں اس کا ارتکاب اور بھی زیادہ قبیح ہے اور حالت احرام میں جو چیزیں ممنوع ہیں ان کا ذکر ان شاء اللہ آگے ہوگا ۱۲۔

Marfat.com

آجائے تو غسل کرے اور روہاں دن میں کسی وقت باب المعلیٰ سے داخل ہو اور سب سے پہلے مسجد حرام کی زیارت کرے اور حرم میں باب السلام کی طرف سے شرف وصول حاصل کرے اور اس وقت اگر بدقسمتی سے خدانخواستہ حالت ذوق وشوق میں کچھ کمی ہو تو بہ تکلف آثار شوق پیدا کرے[۱] اور نہایت خشوع خضوع کی حالت اپنے اوپر طاری کرے اور اس مقام مقدس کی جلالت وعظمت کا تصور ہر وقت دل میں رکھے اور تلبیہ کے ساتھ تہلیل[۲] بھی کرتا رہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا رہے اور اس وقت جو شخص اس سے مزاحمت کرے اس کے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آئے اور کعبہ کے جمال دلربا پر نظر پڑتے ہی جو کچھ دل چاہے اپنے پروردگار سے طلب[۳] کرے پھر تکبیر وتہلیل کرتا ہوا حمد وصلوٰۃ پڑھتا ہوا حجر اسود کے مقابلہ میں آئے اور اس کا استلام کرے۔

آفاقی ہو تو طواف قدوم کرے طواف کرتے وقت اپنی چادر بصورت اضطباع اوڑھ لے طواف اپنی داہنی طرف سے جو کعبۂ مکرمہ کے دروازہ سے قریب ہے شروع کرے۔ طواف میں حطیم کو بھی شامل کرے اور سات شوط کرے ہر شوط کا ختم حجر اسود کے مقابلہ میں اور ہر مرتبہ جب حجر اسود کے مقابلہ میں آئے تو اس کا استلام کرے اور پہلے تین شوطوں میں رمل کرے، اور نیز ہر شوط میں رکن یمانی کا بھی استلام کرے، بعد اس کے دو رکعت نماز طواف بہ نیت واجب مقام ابراہیم علیہ السلام میں پڑھے وہاں نہ میسر ہو تو کعبۂ شریفہ کے اندر جس جگہ چاہے نماز پڑھ لے اس کے بعد ملتزم میں آئے اور زمزم کا پانی پیئے اور پھر حجر اسود کا استلام کرکے سعی کرے

---

[۱] زیادہ تکلف کی بھی ضرورت نہیں صرف یہ خیال کر لینا کافی ہے کہ یہ کون مقام مقدس ہے جس کی آرزو برسوں لوگوں کے دلوں میں رہتی ہے اور بڑی خوش قسمتی سے یہ دن نصیب ہوتا ہے علاوہ بریں اس عظیم الشان مجمع میں اکثر لوگ صاحب درد وذوق ہوں گے ان کی حالت پر نظر کرنا بھی بہت مفید ہوگا ۱۲۔ [۲] تلبیہ کے ساتھ تہلیل کرنے میں علماء نے یہ حکمت لکھی ہے کہ اس سے توہم شرک دفع ہوجاتا ہے کوئی یہ نہ سمجھے کہ اس مقام کی پرستش منظور ہے [۳] علماء نے لکھا ہے کہ پندرہ مقامات ایسے ہیں جہاں دعا قبول ہوتی ہے منجملہ ان کے کعبۂ مکرمہ کے دیکھنے وقت اور زمزم کا پانی پیتے وقت اور ملتزم میں وغیر ذلک ۱۲ [۴] زمزم کا پانی کھڑے ہوکر پینا مستحب ہے علماء نے لکھا ہے کہ تین قسم کے پانیوں کا بغرض تعظیم کھڑے ہوکر پینا وارد ہے زمزم کا پانی وضو کا بچا ہوا پانی مومن کا جھوٹا پانی۔ ان کے علاوہ اور کسی پانی کا کھڑے ہوکر پینا مکروہ ہے ۱۲

اور جب صفا پر چڑھے تو بیت اللہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور تکبیر و تہلیل کرے درود پڑھے اور ہاتھ اُٹھا کر دعا مانگے، پھر جب مروہ پر چڑھے تو اسی طرح کرے، یہاں بھی سات شوط پورے کرے ہر شوط کی ابتدا صفا سے ہو اور انتہا مروہ پر اور ہر شوط میں میلین اخضرین کے درمیان میں سعی کرے اور بہتر ہے کہ طواف قدوم کے بعد بحالت احرام مکہ مکرمہ میں ٹھہرا رہے اور جتنے دن وہاں رہے روزانہ جس قدر چاہے طواف کرے طواف کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں جس وقت چاہے مگر ان طوافوں میں رمل اور ان کے بعد سعی نہ کرے۔

پھر ذیحجہ کی ساتویں تاریخ کو کعبۂ مکرمہ کے اندر امام خطبہ پڑھے اور اس میں حج کے مسائل بیان کرے، یہ خطبہ ظہر کی نماز کے بعد پڑھا جائے اور ایک خطبہ ہو پھر ذیحجہ کی آٹھویں تاریخ کو فجر کی نماز مکۂ معظمہ میں پڑھ کر منیٰ جانے کی تیاری کرے اور ایسے وقت جائے کہ ظہر کی نماز منیٰ ہی جا کر پڑھے اور منیٰ میں قیام کرے اور حتی الوسع مسجد خیف کے قریب ٹھہرے منیٰ میں نویں تاریخ کو فجر کی نماز اول وقت اندھیرے میں پڑھے پھر جب آفتاب نکل آئے تو عرفات جائے اور وہاں وقوف کرے جب ظہر کا وقت آ جائے تو فوراً مسجد نمرہ میں جائے اور امام اس وقت مثل جمعہ کے دو خطبے پڑھے اور ان کے درمیان میں خفیف جلسہ بھی کرے اور جس وقت امام منبر پر بیٹھے اس کے سامنے اذان بھی دی جائے ان خطبوں میں حج کے مسائل بیان کئے جائیں خطبوں سے فراغت کر کے ظہر اور عصر کی نماز ایک ساتھ پڑھ لی جائے اذان صرف ایک مرتبہ دی جائے، ہاں اقامت دونوں فرضوں کے لیے علیحدہ علیحدہ پڑھی جائے اور دونوں فرضوں کے درمیان میں کوئی نفل نہ پڑھی جائے ان دو نمازوں کے ایک وقت میں پڑھنے کی اسی شخص کو اجازت ہے جو محرم ہو اور امام کے ساتھ نماز پڑھے۔ نماز سے فارغ ہو کر پھر موقف چلا جائے عرفات میں سوا بطن عرنہ کے جہاں چاہے وقوف کرے اور وقوف کے لیے زوال کے بعد غسل بھی کرے اور جبل رحمت کے پاس قبلہ رو کھڑے ہو کر تکبیر تہلیل تلبیہ کرتا ہوا ہاتھ پھیلا کر خوب دل سے دعا مانگے اور بہت گڑگڑائے اور اپنے اور اپنے والدین اور تمام اعزہ کے لیے استغفار کرے اور اس وقت کو غنیمت سمجھے خصوصاً آفاقی ہو کیونکہ اس کو یہ دن کہاں نصیب ہوتا ہے اور وقوف سواری پر افضل ہے ورنہ کھڑا رہنا بہ نسبت بیٹھے رہنے کے بہتر ہے اور امام اس کے بعد ایک خطبہ پڑھے اس میں

Marfat.com

حج کے مسائل بیان کرے یہ خطبہ نماز ظہر کے بعد پڑھا جائے پھر جب آفتاب غروب ہو جائے تو امام مع تمام لوگوں کے آہستگی کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ کی طرف روانہ ہو جائے اور جب وسیع میدان مل جائے تو تیز روی بھی کر سکتے ہیں بشرطیکہ کسی کو تکلیف نہ ہو جب مزدلفہ پہنچ جائیں تو جبل قزح کے قریب اتریں اور آنے جانے والوں کے لیے راہ چھوڑ دیں، اور وہیں مغرب وعشا کی نماز ایک ساتھ پڑھیں، اذان بھی ایک ہی مرتبہ پڑھی جائے اور اقامت بھی ایک ہی مرتبہ اور دونوں فرضوں کے درمیان میں کوئی نفل نہ پڑھیں اور اگر کوئی شخص مزدلفہ کے راستے میں مغرب کی نماز پڑھ لے تو وہ درست نہ ہوگی بلکہ اس کو چاہیے کہ طلوع آفتاب سے پہلے پہلے اس کا اعادہ کرلے۔

دسویں تاریخ کی رات بھر مزدلفہ میں ٹھہرے جب صبح ہو جائے تو فجر کی نماز سب لوگ اول وقت اندھیرے میں پڑھ لیں، پھر سب لوگ وہاں وقوف کریں۔ مزدلفہ میں سوا بطن محسر کے جہاں چاہیں وقوف کر سکتے ہیں، اس وقوف کی حالت میں سب لوگ نہایت الحاح وزاری کے ساتھ اپنی دینی ودنیوی مقاصد کے لئے خداوند عالم سے دعا کریں اور بہت الحاح وزاری کے ساتھ التجا کریں کہ اے پروردگار جس طرح تو نے ہمارے سردار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں قبول فرمائیں اسی طرح اپنے فضل سے ہماری دعائیں بھی قبول فرما، آفتاب کے نکلنے سے کچھ پہلے وقوف ختم کر دیں، پھر جب روشنی خوب پھیل جائے تو آفتاب نکلنے سے پہلے سب لوگ امام کے ہمراہ منیٰ واپس جائیں اور وہاں اتریں پھر جمرۃ العقبہ کے پاس آکر نشیب سے اس کو رمی کریں سات کنکریاں ماری جائیں اور یہ کنکریاں یا تو مزدلفہ سے ہمراہ لیتے آئیں یا راستہ سے اٹھالیں جمرۃ العقبہ کے پاس سے نہ لیں رمی کے ابتدا ہی سے تلبیہ موقوف کر دیں۔ بعد اس کے قربانی کریں پھر اپنے سر کو منڈوا ڈالیں یا ایک انگل کتروا دیں، مرد کے لئے منڈوانا بہتر ہے اور عورت کو منڈوانا منع ہے اس کو کتروا دینا چاہیے اس کے بعد وہ تمام باتیں جو حالت احرام میں منع تھیں سوا رفث کے جائز ہو جائیں گی پھر منیٰ میں نماز عید پڑھ کر اسی دن مکہ معظمہ جائے اور طواف زیارت کرے اس طواف میں رمل اور سعی دونوں نہ کرے اور اگر اس سے پہلے طواف میں سعی نہ کی ہو تو اس طواف میں رمل اور سعی دونوں کرے طواف زیارت کر کے پھر منیٰ میں واپس آئے وہاں ٹھہرے طواف زیارت کے بعد رفث بھی جائز ہو جاتا ہے۔

گیارھویں تاریخ کو زوال کے بعد پیادہ پائینوں جمرون کی رمی کرے جو مسجد خیف کے پاس ہے اس کو سات کنکریاں مارے ہر مرتبہ تکبیر کہتا جائے بعد اس کے وہیں ٹھیر کر حمد و صلوٰۃ پڑھ کر جو کچھ چاہے دعا کرے اپنے اور اپنے والدین اور تمام مسلمانوں کے لیے استغفار کرے، پھر اسی طرح اس جمرہ کی رمی کرے جو پہلے جمرہ کے قریب ہے اور اس کے پاس بھی ٹھیر کر دعا کرے پھر سوار ہو کر جمرہ لعقبہ کی رمی کرے اور وہاں نہ ٹھیرے پھر رات بھر منیٰ میں رہے۔

بارھویں تاریخ کو تینوں جمروں کی بدستور سابق پھر رمی کرے اور اسی دن غروب آفتاب سے پہلے مکۂ مکرمہ واپس چلا آئے اور راستہ میں تھوڑی دیر کے لیے محصب میں اترے پھر جب مکہ معظمہ سے سفر کرنے لگے تو طواف وداع کرے اس طواف میں بھی رمل و سعی نہیں ہے پھر طواف کی دو رکعتیں پڑھ کر زمزم کا مبارک پانی پیئے اور گھونٹ گھونٹ کر کے پیئے اور ہر مرتبہ کعبۂ مکرمہ کی طرف دیکھ کر حسرت سے آہ سرد بھرے پھر اس مقدس چوکھٹ کو بوسہ دے جو بیت اللہ میں ہے اور اپنا منہ اور سینہ ملتزم پر رکھدے اور کعبۂ مکرمہ کے پردوں کو پکڑ کر دعا کرے اور روئے اگر خود بخود یہ حالت طاری نہ ہو تو اس مقدس سرزمین کے فراق کا تصور کر کے بہ تکلف اپنے اوپر یہ حالت پیدا کرے پھر پچھلے پیروں واپس آئے یعنی کعبہ شریفہ کی طرف پشت نہ کرے حج کے تمام افعال ختم ہو گئے۔

عورت بھی اسی طرح حج کرے مگر بلند آواز سے تلبیہ نہ کرے اور میلین اخضرین کے درمیان میں سعی نہ کرے اور ازدحام کے وقت حجر اسود کا استلام نہ کرے اور رمی کے بعد اپنے بالوں کو نہ منڈوائے بلکہ ایک ایک انگل کتروا ڈالے۔ یہ طریقہ مفرد کے حج کا ہے قارن بھی اسی طرح تمام افعال ادا کرے صرف فرق یہ ہے کہ وہ جب مکۂ مکرمہ میں پہنچے تو سب سے پہلے عمرہ کا طواف کرے اس کے بعد طواف قدوم کرے عمرہ کا طواف اور طواف قدوم دونوں کا طریقہ ایک ہی ہے سعی بھی ہر طواف کے بعد کرے پھر دسویں تاریخ کو جمرۃ العقبہ کی رمی کر کے قربانی ضرور کرے اگر استطاعت نہ ہو تو تین روزے دسویں تاریخ سے پہلے اور سات روزے بعد ایام تشریق کے رکھ لے متمتع کو چاہیے کہ وہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ معظمہ آئے

Marfat.com

اور عمرہ کا طواف کرے اور اسی وقت تلبیہ موقوف کر دے۔ طواف کے بعد نماز طواف پڑھ کر سعی کرے اس طواف کے پہلے تین شوطوں میں رمل بھی کرے بعد اس کے اپنے سر کو منڈوا ڈالے یا بال کتروالے پھر چاہے تو احرام سے باہر ہو جائے چاہے نہ باہر ہو۔ باہر ہو جائے گا تو حج کے احرام کے لیے میقات جانا پڑے گا۔ نہ باہر ہو گا اور مکہ میں رہے گا تو اس کی میقات حرم ہے۔ الغرض اسی طواف کے بعد از سر نو حج کا احرام باندھے اور بہتر ہے کہ آٹھویں تاریخ کو حج کا احرام باندھے پھر مفرد کی طرح حج کے تمام ارکان بجالائے اور قارن کی طرح قربانی اس پر بھی ضروری ہے نہ کر سکے تو اس کے مانند دس روزے رکھے۔

اور اگر متمتع اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو تو وہ عمرے کے طواف کے بعد قربانی کرے اس کے بعد حج کا احرام کرے اور پھر بدستور سابق حج کرے بعد اس کے دسویں تاریخ کو تحلیق یا تقصیر کرے تب وہ عمرہ اور حج دونوں کے احرام سے باہر ہو جائے گا اس سے پہلے عمرہ کے احرام سے بھی باہر نہیں ہو سکتا۔

حج کے فرائض

حج میں پانچ فرض ہیں۔

(۱) احرام، یہ حج کے لیے شرط بھی ہے اور رکن بھی ہے، اگر شرط نہ ہوتا تو زمانہ حج سے پیشتر احرام صحیح نہ ہوتا اور اگر رکن نہ ہوتا تو جس کو حج نہ ملے اس کو احرام پر قائم رہنا درست نہ ہوتا۔

(۲) وقوف عرفات، گو ایک منٹ ہی کے بقدر ہو اور خواہ دن میں ہو یا رات میں۔

(۳) طواف کا اکثر حصہ یعنی چار شوط۔

(۴) ان فرائض میں ترتیب کا لحاظ یعنی احرام کو وقوف پر مقدم کرنا اور وقوف کو طواف زیارت پر مقدم کرنا۔

(۵) ہر فرض کو اسی کے مکان مخصوص میں ادا کرنا یعنی وقوف کا خاص عرفات میں اور طواف کا خاص مسجد حرام یعنی کعبۂ مکرمہ کے گرد ہونا۔

Marfat.com

(۶) ہر فرض کا اسی خاص وقت میں ادا کرنا جو شریعت سے اس کے لیے مقرر ہے یعنی وقوف کا نویں ذی الحجہ کی ظہر کے وقت سے دسویں تاریخ کی فجر سے پہلے ادا کرنا اور طواف کا اس کے بعد ادا کرنا

حج کے واجبات

حج میں چھ واجب ہیں۔

(۱) وقوف مزدلفہ (۲) سعی

(۳) رمی (۴) آفاقی کے لیے طواف قدوم

(۵) حلق یا تقصیر (۶) قارن اور متمتع کو قربانی کرنا حج کے واجبات لوگوں نے پینتیس تک لکھے ہیں مگر درحقیقت وہ بلاواسطہ حج کے واجبات نہیں ہیں بلکہ اس کے افعال کے ہیں کوئی احرام کا ہے اور کوئی طواف کا اور کوئی وقوف کا لہٰذا ہم نے بضرورت انھیں چھ واجبات پر اکتفا کی اور باقی واجبات کو ہم اسی فعل کے ضمن میں بیان کریں گے جس کا وہ واجب ہے۔

حج کے مسائل

حج میں بہت سے ارکان ہیں ہر رکن کے مسائل علیحدہ بیان کئے جاتے ہیں تاکہ اُن کے معلوم کرنے میں آسانی رہے۔

احرام (۱) میقات سے بغیر احرام کے آگے نکل جانا مکروہ تحریمی ہے گو مکہ معظمہ بغرض تجارت یا سیر ہی کیوں نہ جاتا ہو۔ (۲) میقات پر پہنچ کر احرام باندھنا واجب ہے اور جو میقات سے پہلے باندھ لے بشرطیکہ اس کے آداب کی رعایت کر سکے تو افضل ہے (۳) احرام جس چیز کا باندھا جائے خواہ حج کا یا عمرہ کا اس احرام سے بغیر اس چیز کے پورا کئے ہوئے باہر ہو جانا جائز نہیں اگرچہ وہ فاسد بھی ہو جائے تو اس کا پورا کرنا بخلاف نماز کے کہ اگر وہ فاسد ہو جائے تو اس کا پورا کرنا جائز نہیں ہاں اگر حج کا احرام کیا ہو اور حج کا زمانہ فوت ہو جائے تو عمرہ کر کے احرام سے

Marfat.com

باہر ہو جائے اسی طرح حج سے روک دیا جائے تو بھی ہدی ذبح کر کے احرام سے باہر ہو جائے (۴) احرام باندھنے سے پہلے غسل کرنا سنت موکدہ ہے نہ ہو سکے تو صرف وضو پر اکتفا کرے حیض و نفاس والی عورت اور نابالغ بچوں کے لیے بھی غسل مسنون ہے اس غسل کے عوض میں تیمم مشروع نہیں کیونکہ یہ غسل صفائی کے لیے ہے نہ طہارت کی غرض سے (۵) غسل سے پہلے ناخون کا کتروانا اور حجامت بنوانا اور بعد غسل کے سپید چادر اور تہبند کا پہننا اور خوشبو لگانا مستحب ہے (۶) احرام کا طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز بہ نیت نفل پڑھے[۱] بشرطیکہ کوئی وقت مکروہ نہ ہو بعد اس کے مفرد اپنے دل میں صرف حج کا ارادہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اس ارادہ میں کامیابی کی دعا مانگے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ اے اللہ میں حج کا ارادہ رکھتا ہوں پس تو اس کو میرے لیے آسان کر دے اور اس کو مجھ سے قبول فرما اور معتمر اپنے دل میں صرف عمرہ کی نیت کرے اور یوں دعا مانگے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْہُ لِیْ وَتَقَبَّلْہُ مِنِّیْ اے اللہ میں عمرہ کا ارادہ رکھتا ہوں پس تو اس کو میرے لیے آسان کر دے اور اس کو مجھ سے قبول فرما اور قارن حج و عمرہ دونوں کی نیت ایک ساتھ کرے اور یوں دعا مانگے کہ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا لِیْ وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّیْ اے اللہ میں حج اور عمرہ کا ارادہ رکھتا ہوں پس تو ان دونوں کو میرے لیے آسان کر دے اور ان کو مجھ سے قبول فرما اور متمتع پہلے عمرہ کی نیت بطریق مذکور کرے بعد اس کے جب عمرہ کے افعال سے فراغت پائے تو حج کی نیت کرے۔ بعد ان تینوں کے تلبیہ کرے اور دل میں نیت حج و عمرہ وغیرہ کی مضبوط رکھے، نیت کر کے تلبیہ کہتے ہی احرام بندھ جاتا ہے جس طرح نماز میں نیت کر کے تکبیر کہتے ہی تحریمہ بندھ جاتی ہے اور اگر کوئی شخص بعد نیت کے تلبیہ نہ کرے بلکہ مکہ مکرمہ کی طرف اونٹ قربانی کے لے کر روانہ ہو جائے یا کسی اونٹ کی تقلید کر دے خواہ وہ اونٹ کسی نفل قربانی کا ہو یا حرم میں کوئی شکار اس نے کیا ہو اس کے بدلہ کا ہو اور اس کے ہمراہ حج کے ارادہ سے خود بھی روانہ ہو جائے یا اس کو پہلے روانہ کر دے اور بعد اس کے خود بھی چل دے کہ میقات سے پہلے اس سے

---

[۱] اور بہتر ہے کہ پہلی رکعت میں قل یاایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھے ۱۲

جا کر مل جائے یا عمرہ یا قران کے لیے روانہ کرے اور پھر خود بہ نیت احرام روانہ ہو جائے[1] تو یہ افعال قائم مقام تلبیہ کے ہو جائیں گے اور ان افعال کے کرتے ہی احرام بندھ جائیگا بشرطیکہ یہ سب افعال حج کے زمانہ میں ہوں، بخلاف اس کے اشعار اور تجلیل اور اونٹ کے سوار اور کسی جانور کی تقلید یا قربانی کا نہ بغرض عمرہ و قران کے روانہ کرنا اور پھر اس سے میقات کے پہلے نہ مل جانا قائم مقام تلبیہ کے نہیں اور ان افعال سے احرام نہ ہوگا۔

(۷) احرام کے صحیح ہونے کے لیے کسی رکن خاص کا نیت میں معین کرنا ضروری نہیں بلکہ اگر کسی رکن کی تعیین نہ کرے یعنی نیت میں نہ حج کی تخصیص کرے نہ عمرہ کی تب بھی احرام صحیح ہو جائے گا ہاں قبل شروع کرنے کے افعال کے اس کو معین کرنا ضروری[2] ہے اور نہ کرے گا اور افعال شروع کر دے گا تو وہ احرام عمرہ کے لیے معین ہو جائے گا اور اگر کوئی شخص حج کی نیت کرے مگر اس میں فرض یا نفل کی تخصیص نہ کرے تو وہ احرام حج فرض کا ہو جائے گا بشرطیکہ اس کے ذمہ حج فرض ہوا[3] اور اگر باوجود حج کے فرض ہونے کے نفل کی نیت کرے گا تو وہ احرام نفل ہی کا ہوگا اسی طرح اگر کسی کے ذمہ حج فرض ہو اور وہ اپنے حج میں کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی نیت کرلے یا نذر کے حج کی نیت کرلے تو جیسی نیت اس نے کی ہوگی ویسا ہی[4] ہوگا۔

---

[1] جس صورت میں کہ عمرہ یا قران کی قربانی روانہ کرے تو اس صورت میں خود لے کر جانا یا اس سے میقات کے پہلے جا کر مل جانا ضروری نہیں ۱۲ [2] یعنی ہدی کا روانہ کرنا یا اس کو لے کر جانا ۱۱ اور یہ افعال قائم مقام تلبیہ کے اس سبب سے ہیں کہ جس طرح تلبیہ نسک یعنی حج یا عمرہ ہی کے وقت ہوتا ہے اسی طرح یہ افعال بھی نسک کے ساتھ خاص ہیں بخلاف اشعار وغیرہ کے کہ وہ بسا اوقات اور کسی فائدہ کے لیے بھی کیے جاتے ہیں مثلاً اشعار بغرض علاج اور تجلیل سردی سے محفوظ رکھنے کے لیے بھی ہوتے ہیں ۱۲ [3] چنانچہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ جب یمن سے واپس آئے ہیں تو انھوں نے یہی کہکر احرام باندھا ہے کہ جس نسک کے لئے رسول خدا صلعم نے احرام باندھا ہے اسی کے لیے میں بھی احرام باندھتا ہوں الخ (رواہ الکبی)

[4] یہ امام ابو حنیفہ اور قاضی ابو یوسف کا مذہب ہے اور امام شافعی کے نزدیک جس شخص کے اوپر حج فرض ہے وہ اگر حج نفل کی نیت کرے یا کسی دوسرے کی طرف سے تو وہ احرام حج فرض ہی کے لیے ہوگا اور اس کا فرض ادا ہو جائیگا امام شافعی حج کو روزے پر قیاس کرتے ہیں کہ جس طرح رمضان کے مہینہ میں اگر نفل روزہ کی نیت کی جائے تب بھی فرض ہی ادا ہوتا ہے اسی طرح حج کے زمانہ میں چاہے نفل کی نیت کرے تب بھی

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۶ پر دیکھیے)

(۸) احرام کی حالت میں ان افعال کا ارتکاب ممنوع ہے رفث کرنا. گناہ کا ارتکاب[1] کسی سے جھگڑا[2] کرنا جنگلی جانور[3] کا خود شکار کرنا یا اس کی طرف اشارہ کرنا تاکہ کوئی دوسرا شخص شکار کرے یا کسی قسم کے شکار میں اعانت[4] کرنا سلے[5] ہوئے کپڑے کا پہننا[6] مثل کرتہ، پائجامہ، ٹوپی، عبا، قبا موزوں[7] وغیرہ کے، اورس یا زعفران یا کسم یا کسی اور خوشبودار[8] چیز سے رنگے ہوئے کپڑے کا استعمال کرنا منہ اور سر کا کسی چیز سے چھپانا[9]، داڑھی[10] اور سر کے بالوں کا خطمی سے دھونا خوشبو کا استعمال کرنا تیل[11] کا استعمال کرنا اپنے جسم کے بالوں کا (خواہ وہ سر کے ہوں یا داڑھی کے یا اور کسی مقام کے) منڈانا[12] یا کسی دوا کے ذریعہ سے ان کا اڑا دینا یا

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۵) فرض ادا ہوگا، مگر یہ قیاس صحیح نہیں، حج کا وقت روزہ کے وقت کے مثل نہیں ہے بلکہ نماز کے وقت کے مثل ہے جیساکہ اصول فقہ میں ثابت ہو چکا ہے ۱۲ منہ حاشیہ صفحہ ھذا

[1] گناہ کا ارتکاب اگرچہ ہر حالت میں ممنوع ہے مگر حالت احرام میں اس کا صدور اور بھی زیادہ قبیح ہے جس طرح ریشمی لباس کا استعمال ہر حالت میں منع ہے مگر حالت نماز میں اس کا استعمال اور بھی زیادہ برا ہے (درالمختار)

[2] اس سے مراد دنیاوی امور میں یا بلا ضرورت دینی امور میں جھگڑنا. لیکن اگر ضرورت اگر سخت واقع ہو جائے اور دینی معاملہ ہو تو پھر کچھ مضائقہ نہیں کیونکہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر تو حج کی تکمیل کا باعث ہے (شامی)

[3] دریائی جانوروں کے شکار کی ممانعت نہیں گو وہ از قسم ماکولات نہ ہوں ۱۲ منہ

[4] کسی شخص کو شکار کے ذبح کرنے کے لیے چاقو وغیرہ دینا یا کوئی آلہ شکار کا مثل بندوق وغیرہ کے اس کے حوالہ کرنا اور شکار کا بھگانا یا اس کے پر وغیرہ کا توڑ ڈالنا یا اس کی خرید و فروخت کرنا اس کا گوشت کھانا یہ سب شکار کی اعانت میں داخل ہے جوئیں اور مچھر وغیرہ کا بھی شمار جنگلی جانوروں میں ہے ان کا قتل بھی ناجائز ہے ان کے مر جانے کے لیے کپڑے کا دھوپ میں ڈالنا یا اس کا دھونا ممنوع ہے ۱۲ منہ

[5] اگر کوئی کپڑا اس طرح بنایا گیا ہو کہ خود بخود جسم پر قائم رہے مثل پائتابہ بنیان وغیرہ کے وہ بھی سلے ہوئے کے حکم میں ہے ۱۲ منہ [6] پہننے سے مراد طریقہ استعمال ہے جو مروج ہو مثلاً کرتہ کا پہننا اس طرح معمول ہے کہ آستین میں ہاتھ ڈالے جاتے ہیں اور سر اس کے گریبان میں داخل کیا جاتا ہے اگر کوئی شخص کرتہ کو اپنی پشت پر ڈال لے اور اس کی آستینوں میں ہاتھ نہ داخل کرے نہ اس کے گریبان میں سر ڈالے تو ممنوع نہیں ۱۲ منہ [7] ہاں اگر نعلین نہ ملے تو موزوں کو کاٹ ڈالے تاکہ ٹخنوں سے نیچے ہو جائیں اس کے بعد ان کو پہن سکتا ہے [8] ہاں اگر اس کو دھو ڈالے کہ اس کی خوشبو بالکل جاتی رہے تو اس کا پہننا جائز ہے۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ ۴۷ پر دیکھئے)

کتروانایا اکھاڑ ڈالنا یا جلا دینا، ناخونوں کا کتروانا[سلہ] ان باتوں کے علاوہ اور کسی بات کی ممانعت نہیں نہانا[سلہ]، سایہ میں آرام لینا بشرطیکہ وہ چیز جس سے سایہ لے اس کے سر اور چہرہ میں نہ لگنے پائے ہمیانی کا کمر میں باندھنا ہتھیاروں کا کمر میں لگانا اپنے پاس رکھنا، انگوٹھی وغیرہ پہننا، بے خوشبو سرمہ کا استعمال کرنا ختنہ کرانا، فصد لینا، پچھنے لگوانا بشرطیکہ بال نہ ٹوٹنے پائے دانت کا اکھڑوانا، اپنے بدن یا سر کا نرمی کے ساتھ کھجلانا کہ بال نہ ٹوٹنے پائیں نہ جوئیں وغیرہ گرنے پائیں، نکاح کرنا، غرض یہ تمام باتیں جائز ہیں۔

تلبیہ (۱) احرام کے بعد ایک بار تلبیہ کرنا تو فرض ہے اور ایک مرتبہ سے زیادہ سنت ہے اور جس طرح نماز میں ہر انتقال کے وقت تکبیر مسنون ہے اسی طرح حج میں ہر نئی حالت کے بعد تلبیہ مسنون ہے مثلاً نماز پڑھنے کے بعد اور صبح شام کو اور نشیب و فراز میں اترتے چڑھتے وقت کسی سے ملاقات ہونے کے وقت۔

(۲) مستحب ہے کہ جب تلبیہ کرے تو تین مرتبہ اس کی تکرار کرے۔

(۳) تلبیہ بلند آواز سے کرنا مسنون ہے مگر نہ ایسی بلند آواز کہ اس سے مشقت ہو۔

(۴) تلبیہ کی عبارت جو اوپر لکھی گئی اس سے کم نہ کہنا چاہیے ہاں زیادہ رکھنے کا اختیار ہے

(۵) تلبیہ کرنے کی حالت میں سوا اسلام کے جواب کے اور کوئی بات کرنا مکروہ ہے۔

(۶) تلبیہ کرنے والے کو سلام کرنا مکروہ ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۶) ۹ خواہ پورا منہ چھپائے یا اس کا بعض حصہ ہاں کسی بدبو وغیرہ کی وجہ سے یا یونہی ناک پر ہاتھ رکھ لینا جائز ہے۔

۱۰ خوشبو کا بغیر استعمال کے بالاختیار سونگھنا بھی مکروہ ہے ۱۲ (شامی)

۱۱ تیل کا اگرچہ اکثر مصنفین نے ذکر نہیں کیا لیکن وہ چونکہ تمام خوشبوؤں کی اصل ہے اس لیے وہ بھی خوشبو میں داخل ہے اور اس کا استعمال ممنوع ہے ۱۲ (بحر الرائق)

۱۲ جس طرح اپنے بالوں کو منڈوانا منع ہے اسی طرح حالت احرام میں کسی دوسرے کے بالوں کا مونڈ دینا بھی ناجائز ہے اگرچہ وہ دوسرا محرم نہ ہو ۱۲

سلہ ہاں اگر کوئی ناخون ٹوٹ گیا ہو کہ اس میں نمو نہ ہو سکے تو اس کا کاٹ ڈالنا جائز ہے ۱۲

سلہ مگر مستحب ہے کہ نہانے میں بدن کا میل نہ صاف کیا جائے بلکہ حرارت کے دفع کرنے کے لیے نہائے کیونکہ حج میں نظافت اور لطافت مطلوب نہیں بلکہ پراگندگی اور شوریدہ سری مرغوب ہے ۱۲

Marfat.com

(۷) تلبیہ کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا مستحب ہے۔

طواف (۱) طواف میں بیس باتیں واجب ہیں کہ ان کے ترک کر دینے سے ایک قربانی کرنی پڑتی ہے طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا، ابتدا طواف کی اپنی داہنی جانب سے کرنا، اگر کوئی عذر نہ ہو تو پیادہ پا طواف کرنا، اگر بغیر عذر کے سوار ہو کر طواف کریگا تو اس کا اعادہ اس پر ضروری ہوگا ہاں اگر نفل کا طواف ہو اور تھکا ہوا ہو تو سوار ہو کر کر سکتا ہے لیکن پھر بھی پیادہ پا کرنا افضل ہے، طواف کی حالت میں نجاست حکمیہ کے دونوں فردوں یعنی حدث اصغر و اکبر سے پاک ہونا، حالت طواف میں اپنے جسم عورت کا پوشیدہ رکھنا طواف کے باقی تین شوط کا پورا کرنا سعی کی ابتدا صفا سے کرنا، سعی پیادہ پا کرنا بشرطیکہ کوئی معذوری نہ ہو، ہر سات شوط کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا، رمی اور ذبح اور حلق میں ترتیب کا لحاظ رکھنا، یعنی پہلے رمی اس کے بعد ذبح اس کے بعد حلق ہاں جس کے اوپر ذبح واجب نہ ہو جیسے مفرد تو اس کو صرف رمی اور حلق کے درمیان میں ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری ہے حلق کا ایک مقام خاص یعنی حرم کے اندر ہونا، مفرد اور قارن اور متمتع کے لیے ایک خاص زمانے یعنی ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں، بارہویں، ان تاریخوں میں سے کسی تاریخ میں ہونا، ذی الحجہ کی دسویں، گیارہویں، بارہویں تاریخوں میں کسی تاریخ میں طواف زیارت کا کرنا، طواف کا حطیم کے پیچھے سے ہونا۔ تاکہ حطیم بھی طواف میں شامل ہو جائے، عرفات میں شب کے کسی جز کے اندر وقوف کرنا، عرفات سے امام کے پیچھے نہ روانہ ہونا، عرفات سے آتے وقت راستے میں مغرب کی نماز نہ پڑھنا بلکہ مزدلفہ پہنچنے تک اس میں تاخیر کرنا، ہر دن کی رمی دوسرے دن پر نہ اٹھا رکھنا، سعی کا کم از کم بغیر چار شوط طواف کے کئے ہوئے نہ کرنا، ممنوعات احرام سے اجتناب کرنا۔ زیادہ تفصیل ان واجبات کی ان شاء اللہ جنایات کے بیان میں ہوگی۔

(۲) اگر کوئی شخص طواف کرتے وقت شوطوں کا عدد بھول جائے یعنی یہ نہ یاد رہے کہ کے شوط کر چکا ہے تو اس کو اعادہ کرنا چاہیے ہاں اگر کوئی راست گو آدمی بتا دے تو اس کے قول پر عمل کرے۔

لہ نجاست حکمیہ کی تعریف اور حدث اصغر و اکبر کا بیان پہلی جلد میں ہو چکا ۱۲۔

لہ طواف میں سات شوط ہیں اس میں چار فرض تین واجب ۱۲۔

(۳) اگر کوئی شخص بھولے سے سات شوط کے بعد ایک شوط اور زیادہ کر جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ہاں اگر دیدہ و دانستہ کریگا تو اس کے بعد چھ شوط اور کرنے ہوں گے تاکہ ایک طواف پورا ہو جائے کیونکہ نفل عبادت بھی شروع کرنے کے بعد لازم ہو جاتی ہے۔

(۴) طواف کرتے کرتے اگر جنازہ کی نماز یا پنج وقتی نماز پڑھنے یا وضو کرنے چلا جائے تو پھر جب لوٹ کر آئے تو وہیں سے شروع کر دے جہاں سے باقی ہے نئے سرے سے طواف شروع کرنے کی ضرورت نہیں۔

(۵) طواف کی حالت میں کوئی چیز کھانا اور خرید و فروخت کرنا اور شعر پڑھنا اور بے ضرورت کلام کرنا مکروہ ہے۔

(۶) طواف کی حالت میں نجاست حقیقیہ سے پاک ہونا مسنون ہے۔

(۷) جن اوقات میں نماز مکروہ ہے طواف مکروہ نہیں۔

(۸) طواف کے ہر سات شوط کے بعد دو رکعت نماز پڑھنا واجب ہے خواہ علی الاتصال پڑھ لے یا کچھ دیر کے بعد مگر جب تک ان دو رکعتوں کو نہ پڑھ لے دوسرا طواف شروع نہ کرے کیونکہ دو طوافوں کا وصل کر دینا مکروہ تحریمی ہے۔ (بحر الرائق)

رمل (۱) طواف کے پہلے تین شوطوں میں رمل کرنا مسنون ہے۔

(۲) رمل اسی طواف میں مسنون ہے جس کے بعد سعی ہو پس اگر کوئی شخص طواف قدوم کے بعد سعی نہ کرے بلکہ اس کا ارادہ طواف زیارت کے بعد سعی کرنے کا ہو تو اس کو چاہیے کہ طواف قدوم میں رمل نہ کرے بلکہ طواف زیارت میں اسی طرح جو شخص قارن ہو اور وہ عمرہ کے طواف میں رمل کر چکا ہو وہ حج کے طواف قدوم میں رمل نہ کرے۔

(۳) اگر کوئی شخص پہلے شوط میں رمل کرنا بھول جائے تو وہ صرف دو شوطوں میں رمل کرے اور ان دو شوطوں میں جو سب کے بعد ہیں۔

(۴) اور اگر کوئی شخص پہلے تینوں شوطوں میں رمل کرنا بھول جائے تو اب وہ رمل کو بالکل موقوف کر دے۔

(۵) اگر کوئی شخص طواف کے ساتوں شوطوں میں رمل کر جائے تو اس پر کوئی جنایت نہیں، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ مخالفت سنت کی وجہ سے کراہت تنزیہی آجائے گی۔

(۶) اگر ازدحام کی وجہ سے رمل دشوار ہو تو تھوڑی دیر توقف کرے کہ ازدحام کچھ کم ہو جائے،

Marfat.com

اور اگر کعبہ سے کچھ فاصلہ پر جاکر رمل کرسکے تو بہتر ہے کہ فاصلہ پر جاکر رمل کے ساتھ طواف کرے۔

استلام (۱) ہر شوط کی ابتدا پر اور طواف کے ختم ہو جانے پر حجر اسود کا استلام مسنون ہے اور رکن یمانی کا مستحب۔

(۲) حجر اسود اور رکن یمانی کے سوا کعبۂ مکرمہ کے کسی اور رکن کا استلام کرنا مکروہ تنزیہی ہے

(۳) حجر اسود کے استلام میں صرف منہ کا اس پر رکھدینا مسنون ہے بوسہ کی آواز نکالنا نہ چاہیئے (بحر الرائق)

(۴) اگر ممکن ہو تو حجر اسود پر سجدہ کرنا بھی مسنون ہے۔

(۵) حجر اسود کا استلام اس وقت مسنون ہے جبکہ اور کسی کو تکلیف نہ ہو ازدحام کے وقت لوگوں کو ہٹانا اور ان کو ایذا دے کر اندر جانا اور استلام کرنا مکروہ ہے بلکہ ازدحام کے وقت چاہیے کہ کسی لاٹھی سے حجر اسود کو مس کر کے اس لاٹھی کا بوسہ لے لے یہ بھی ممکن نہ ہو تو حجر اسود کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جائے اور اپنے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھائے ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف کر کے ان کو بوسہ دے لے۔

سعی (۱) طواف کے بعد صفا مروہ کے درمیان میں سعی واجب ہے طواف سے پہلے جائز نہیں۔

(۲) سعی کے ساتوں شوط واجب ہیں کوئی بھی فرض نہیں۔

(۳) طواف کے بعد علی الاتصال سعی کرنا مسنون ہے واجب نہیں، اور سعی کی حالت میں نجاست حکمیہ سے طاہر ہونا بھی مسنون ہے اور صفا مروہ پر چڑھنا اور ان کے بعد کے افعال بھی مسنون ہیں۔

(۴) سعی میں پیادہ رہنا واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو۔

(۵) پورے حج میں صرف ایک مرتبہ سعی کرنا چاہیئے چاہے طواف قدوم کے بعد کرے چاہے طواف زیارت کے بعد بعض فقہا نے لکھا ہے کہ طواف زیارت کے بعد بہتر ہے۔

وقوف (۱) آٹھویں تاریخ کو کسی وقت منیٰ جانا مسنون ہے اور مستحب ہے کہ بعد طلوع آفتاب کے جائے اور نماز ظہر کی وہیں پڑھے اور رات کو وہیں سو رہے

(۲) نویں تاریخ کو بعد طلوع آفتاب کے عرفات جائے اور وقوف کرے و

Marfat.com

میں صرف عرفات کے اندر پہنچ جانا ضروری ہے نیت کرنا یا ٹھہرا رہنا کچھ ضروری نہیں۔

(۳) وقوف مزدلفہ کے لیے پیادہ پا داخل ہونا مسنون ہے یعنی جب مزدلفہ قریب آجائے تو سواری سے اتر پڑے اور مزدلفہ کی حد کے اندر پیادہ پا جائے۔

(۴) مزدلفہ میں وقتاً فوقتاً تلبیہ، تہلیل اور تحمید مستحب ہے۔

(۵) مزدلفہ میں ایک رات شب باشی کرنا مسنون ہے۔

(۶) وقوف مزدلفہ کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے، اگر طلوع آفتاب تک ہے، اگر طلوع فجر سے پہلے یا طلوع آفتاب کے بعد وقوف کیا جائے تو وہ قابل اعتبار نہیں۔

رمی (۱) رمی واجب ہے۔

(۲) رمی کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کنکری کو انگلی کی نوک سے پکڑ کر پھینکیں۔

(۳) واجب ہے کہ سات کنکریاں سات دفعہ کر کے ماری جائیں۔ اگر کوئی شخص ایک ہی مرتبہ میں سات کنکریاں مار دے تو یہ ایک ہی رمی سمجھی جائے گی۔

(۴) پہلے مرتبہ یعنی ذیحجہ کی دسویں تاریخ کو صرف جمرۃ العقبہ کی رمی کی جائے پھر گیارہویں بارہویں تاریخوں میں تینوں جمروں کی رمی کرے مگر تیرھویں تاریخ کی رمی کچھ ضروری نہیں بلکہ مستحب ہے اگر بارھویں تاریخ کو منیٰ سے کوچ نہ کیا ہو تو بہتر ہے کہ کرے

(۵) رمی تمام ان چیزوں سے جائز ہے جو از قسم زمین ہوں جن سے تیمم جائز ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص مٹھی بھر خاک پھینک دے تب بھی رمی ہو جائے گی لکڑی اور عنبر و مشک اور جواہرات وغیرہ سے جائز نہیں۔

(۶) کنکری اگر جمرہ پر جا کر نہ لگے بلکہ کسی آدمی یا جانور پر پڑ جائے تب بھی درست ہے بشرطیکہ جمرہ کے قریب جا کر پڑ جائے اور قصداً ایسا نہ کرے۔

(۷) نشیب میں کھڑے ہو کر رمی کرنا مسنون ہے اونچے مقام سے مکروہ ہے

(۸) ہر رمی کے ساتھ ساتھ تکبیر کہنا مسنون ہے۔

(۹) کنکریاں مارنے اور جمرہ کے درمیان میں تقریباً پانچ گز کا فصل ہونا چاہیے۔

Marfat.com

(۱۰) رمی کے لیے جمرہ[عہ] کے پاس سے کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے اور مستحب یہ ہے کہ مزدلفہ سے ہمراہ لیتا آئے۔

(۱۱) یہ بھی مکروہ ہے کہ ایک پتھر کو توڑ کر سات کنکریاں بنائے۔

(۱۲) سات مرتبہ سے زیادہ رمی کرنا بھی مکروہ ہے۔

(۱۳) جو کنکری کہ بالیقین نجس[عہ] ہو اس سے بھی رمی کرنا مکروہ ہے۔

(۱۴) دسویں تاریخ کی رمی کا مسنون وقت طلوع آفتاب سے زوال تک رہتا ہے اگرچہ غروب تک جائز ہے اور بعد غروب کے فجر تک مکروہ وقت ہے اور باقی تاریخوں کی رمی کا مسنون وقت زوال کے بعد سے غروب تک ہے ہاں تیرھویں تاریخ کی رمی کا وقت فجر سے شروع ہو جاتا ہے لیکن نہ وقت مسنون بلکہ وقت جائز۔

(۱۵) دسویں تاریخ کی رمی شروع کرتے ہی تلبیہ موقوف کر دینا چاہیئے۔

(۱۶) دسویں تاریخ کی رمی کے بعد قربانی اور حلق یا تقصیر کر کے طواف زیارت کے لیے مکہ مکرمہ جانا چاہیئے اور وہاں طواف زیارت کر کے ظہر کی نماز مکہ[عہ] میں پڑھ کر اسی دن پھر منیٰ میں واپس آجائے، کیونکہ دوسرے دن رمی کرنا ہوگی اور رمی کے لیے ایک شب منیٰ میں شب باشی کرنی مسنون ہے۔

عہ جمرہ کے پاس سے کنکریاں اٹھانا اس سبب سے مکروہ ہے کہ وہاں وہی کنکریاں پڑی رہ جاتی ہیں جو مردود ہوتی ہیں اور جس قدر کنکریاں مقبول ہو جاتی ہیں وہ وہاں سے اٹھ جاتی ہیں فرشتے اٹھالے جاتے ہیں چنانچہ دار قطنی کی روایت میں ہے کہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یا رسول اللہ یہ کنکریاں جن سے ہم ہر سال رمی کرتے ہیں ہم خیال کرتے ہیں کہ وہ کم ہو جاتی ہیں آپ نے فرمایا ہاں جس قدر ان میں سے مقبول ہو جاتی ہیں وہ اٹھالی جاتی ہیں اور اگر ایسا نہ ہوتا تو تم ان کے ڈھیر پہاڑوں کے برابر دیکھتے ۱۲۔

عہ اور اگر اس کی نجاست بھی یقینی نہ ہو تو اس کا دھو ڈالنا مستحب ہے ۱۲ (بحر الرائق)

عہ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ ظہر کی نماز منیٰ میں جاکر پڑھے جیسا کہ صحیح مسلم میں مروی ہے مگر صحاح ستہ میں نبی صلعم سے منقول ہے کہ آپ نے ظہر کی نماز مکہ میں پڑھی تھی۔ صاحب فتح القدیر نے اسی کو ترجیح دی ہے ۱۲۔

(۱۷) سوا تیرھویں تاریخ کے جس تاریخ کی رمی رہ جائے تو اس دن کے بعد جو شب آئے اس میں وہ رمی ادا ہو سکتی ہے اور قضا نہ سمجھی جائے گی ہاں مخالفت سنت کے سبب سے کراہت ضرور ہو گی اور تیرھویں تاریخ کی رمی اگر رہ جائے تو وہ ہر حال میں قضا ہی سمجھی جائے گی کیونکہ اس دن کے بعد جو شب آئے گی وہ اس میں نہیں ادا کی جا سکتی۔

(۱۸) دسویں تاریخ کی رمی کے بعد اس ترتیب سے رمی کرنا مسنون ہے پہلے اس جمرہ کی جو مسجد خیف سے قریب ہے پھر اس کی جو اس سے قریب ہے پھر جمرۃ العقبہ کی۔

(۱۹) پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی کے بعد بقدر قرآۃ سورۃ فاتحہ کے کھڑا رہنا اور تحمید وتہلیل اور تکبیر اور درود پڑھنے میں مصروف ہونا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون ہے۔

(۲۰) پہلے اور دوسرے جمرہ کی رمی تو پیادہ پا افضل ہے اور جمرۃ العقبہ کی سوار ہو کر۔

(۲۱) رمی سے فراغت کر کے جب مکہ مکرمہ آنے لگے تو تھوڑی دیر کے لیے محصب میں اترنا مسنون ہے۔

حلق وتقصیر

(۱) دسویں تاریخ کو جمرۃ العقبہ کی رمی کے بعد حلق یا تقصیر واجب ہے، مرد کے لیے حلق افضل ہے اور عورت کو تقصیر چاہیئے۔

(۲) تقصیر میں صرف چوتھائی سر کے بال سے بقدر ایک انگل کے کتروا دینا کافی ہے اور پورے سر کے بالوں سے ایک ایک انگل کتروا دے تو اولیٰ ہے۔

(۳) جو شخص گنجا ہو یا اس کے سر میں زخم ہوں تو صرف استرہ پھروا لینا اس کے لیے ضروری ہے

(۴) اگر کوئی شخص نورہ وغیرہ یعنی کسی تیزاب سے بال اڑا دے تو یہ بھی کافی ہے

(۵) حلق یا تقصیر کے بعد آدمی احرام سے باہر ہو جاتا ہے جیسے نماز میں سلام کے بعد تحریمہ سے باہر ہو جاتا ہے یعنی جو اشیاء حالت احرام میں ممنوع تھیں اب جائز ہو جاتی ہیں سوا عورتوں کے کہ وہ بعد[1]

---

[1] عورتوں کا حلال ہونا بھی حلق یا تقصیر ہی کے سبب سے ہوتا ہے نہ کہ طواف زیارت کے سبب سے ہاں حلق وتقصیر کا اثر عورتوں کے حلت کے بارہ میں کعبہ کے طواف زیارت کے بعد ظاہر ہوتا ہے ۱۲

طواف زیارت کے حلال ہوتی ہیں۔

عمرہ

(۱) عمر بھر میں ایک بار سنت موکدہ ہے (۲) عمرہ کے لیے کسی خاص زمانہ کی شرط نہیں جیسے کہ حج کے لیے ہے بلکہ جس وقت چاہے کرسکتا ہے ہاں رمضان میں اس کا کرنا مستحب[1] اور نویں ذیحجہ کو اور اس کے بعد چار دن تک جدید احرام[2] سے عمرہ کرنا مکروہ ہے۔

(۳) عمرہ کا حال بالکل حج کے مثل ہے وہی طریقہ احرام کا وہی فرائض وہی واجبات وہی محرمات وہی مفسدات سوا ان چند امور کے، عمرہ کے لیئے وقت مقرر نہیں، عمرہ میں طواف قدوم و طواف وداع نہیں، عمرہ میں مزدلفہ اور عرفات کا وقوف نہیں اور نہ رمی ہے، عمرہ میں نہ کوئی خطبہ ہے اور نہ دو نمازوں کا ایک ساتھ پڑھنا، عمرہ کے فاسد کرنے سے یا حالت جنابت میں عمرہ کا طواف کر لینے سے اونٹ یا گائے کی قربانی واجب نہیں ہوتی بلکہ ایک بکری کی قربانی کافی ہے عمرہ کی میقات تمام لوگوں کے لیے حل ہے۔[3]

قِران

(۱) قران افراد اور تمتع دونوں سے افضل ہے۔ قران کا طریقہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں (۲) قران میں پہلے عمرہ کا طواف کرنا واجب ہے (۳) قارن کو عمرہ کا طواف حج کے مہینوں میں کرنا ضروری ہے، اگر کل شوط زمانہ حج میں نہ ہوں تو اکثر ضرور ہوں (۴) عمرہ کی سعی کے بعد حلق

---

[1] اہل مکہ ماہ رجب میں عمرہ کیا کرتے ہیں لیکن رمضان میں عمرہ کے مستحب ہونے کی وجہ ملا علی قاری نے اپنے رسالہ ادب فی رجب میں یہ لکھی ہے کہ ابن زبیر نے رمضان میں کیا تھا اور سب کو حکم دیا تھا اور ظاہر ہے کہ صحابہ کا فعل بھی حجت ہے۔

[2] جدید احرام کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر عمرہ کا احرام پہلے سے کیا ہے تو ان دنوں میں اس کے ادا کرنے میں ممانعت نہیں مثلاً کوئی شخص قارن ہو اور حج اس سے فوت ہو گیا ہو تو اس کو اسی زمانہ میں عمرہ کر لینا جائز ہے ۱۲

[3] بخلاف حج کے کہ اس کی میقات اہل مکہ کے لیے حرم ہے ۱۲

وتقصیر ممنوع ہے (۵) مسنون ہے کہ قارن عمرہ کے تمام افعال سے فراغت کر کے حج کے افعال کرے اگر کوئی قارن عمرہ کا طواف اور حج کا طواف قدوم ایک ساتھ کرلے بعد اس کے ایک ہی ساتھ دونوں کی سعی کرلے تو جائز ہے لیکن خلاف سنت ہونے کے سبب سے گنہگار ہوگا (۶) قارن پر دسویں تاریخ کی رمی کے بعد قران کے شکریہ میں ایک قربانی واجب ہے، اگر قربانی میسر نہ ہو تو اس کے بدلہ میں دس روزے رکھنا واجب ہیں، تین دسویں تاریخ سے پہلے اور سات ایام تشریق کے بعد (۷) اگر کوئی قارن عمرہ کے پورے یا اکثر طواف سے پہلے عرفات میں وقوف کرلے تو اس کا عمرہ باطل ہوجائیگا اور اس باطل کرنے کے سبب سے ایک قربانی اس کو کرنی پڑے گی اور اس عمرہ کی ایام تشریق کے بعد قضا بھی اس پر ضروری ہوگی اور اب وہ قارن نہ رہے گا بلکہ مفرد ہوجائے گا لہٰذا قران کے شکریہ میں جو قربانی واجب ہوتی ہے وہ اس پر واجب نہ ہوگی۔

تمتع

(۱) تمتع افراد سے افضل ہے۔ تمتع کی دو قسمیں ہیں ایک تو یہ کہ اپنے ہمراہ ہدی لائے دوسرے یہ کہ ہدی نہ لائے پہلی قسم دوسری قسم سے افضل ہے تمتع کا طریقہ ہم اوپر بیان کرچکے ہیں۔

(۲) تمتع کے صحیح ہونے کے لیے آٹھ شرطیں ہیں، عمرہ کا پورا طواف یا اس کا اکثر حصہ حج کے مہینوں میں ہو، اگر کسی شخص نے رمضان میں عمرہ کا احرام باندھ کر صرف تین شوط اس کے طواف کے کئے ہوں اور چار شوط شوال میں کرے تب بھی اس کا تمتع صحیح ہوگا، عمرہ کا احرام حج سے پہلے کرے، حج کے احرام سے پہلے عمرہ کا پورا طواف یا اس کا اکثر حصہ ادا

---

[۱] اگر کسی وجہ سے کوئی شخص دسویں تاریخ سے پہلے روزہ نہ رکھ سکے تو پھر اس پر قربانی مکرر ضروری ہو جائے گی اب کوئی اس کا بدل اس کے لیے نہیں ہو سکتا بہتر یہ ہے کہ یہ روزے اور نیز وہ سات روزے جو بعد ایام تشریق کے رکھے جائیں پے در پے رکھے جائیں بشرطیکہ ضعف کا خیال نہ ہو اور بہتر یہ ہے کہ پہلے روزے اس طرح رکھے جائیں کہ آخری روزہ نویں تاریخ کو پڑے ۱۲ ار

کرے، عمرہ کا اور حج کا فاسد نہ کرنا، عمرہ اور حج کے احرام کے درمیان میں المام[1] نہ کرے عمرہ اور حج دونوں کا طواف ایک ہی سال میں ادا کرے۔ اگر کوئی شخص ایک سال عمرہ کا طواف کرے اور دوسرے سال حج کا تو وہ متمتع نہ کہلائے گا اگرچہ اس نے المام بھی نہ کیا ہو اور دوسرے سال تک احرام سے بھی باہر نہ ہوا۔ مکی الوطن نہ ہو، جب حج کے مہینے شروع ہوں تو وہ مکہ میں غیر محرم نہ ہو اور نہ ایسا محرم ہو کہ عمرہ کا اکثر طواف زمانہ حج سے پہلے کر چکا ہو، ہاں اگر کوئی شخص عمرہ کا طواف زمانۂ حج سے پہلے کر کے اپنے وطن چلا گیا ہو پھر دوبارہ آکر اس نے عمرہ کا احرام باندھا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔

(۳) متمتع اگر ہدی نہ لایا ہو تو عمرہ کی سعی کے بعد حلق یا تقصیر کرائے اور احرام سے باہر ہو جائے اس کے بعد حج کے لیے جدید احرام باندھے اور بہتر تو یہ ہے کہ آٹھویں تاریخ سے پہلے حج کا احرام باندھ لے نہ ہو سکے تو آٹھویں کو سہی اگر نویں کو باندھے تب جائز ہے اور اگر اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو تو پھر دسویں تاریخ سے پہلے احرام سے باہر نہ ہو دسویں تاریخ کو ہدی کی قربانی کر کے احرام سے باہر ہو اور حج کا احرام باندھے اور اس کی میقات اب وہی ہے جو اہل مکہ کی ہے یعنی حرم۔

(۴) متمتع کو طواف قدوم کرنا مسنون نہیں اور طواف زیارت میں اس کو رمل کرنا چاہیئے۔

(۵) قارن کی طرح متمتع پر بھی قربانی واجب ہے، نہ میسّر ہو تو اسی طرح دس روزے رکھنا چاہیے، تمتع اور قران اہل مکہ اور تمام ان لوگوں کے لیے جو داخل میقات رہتے ہوں مکروہ تحریمی ہے متمتع تو بالکل صحیح ہی نہیں اور قران صحیح تو ہے مگر کراہت تحریمیہ کے ساتھ زیادہ تحقیق و تفصیل اس مسئلہ کی رد المحتار میں ہے۔

عورتوں کے حج و عمرہ کا بھی یہی طریقہ ہے صرف ان چند باتوں میں فرق ہے۔

---

[1] المام کے اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ عمرہ کے افعال ادا کرنیکے بعد اپنے گھر واپس چلا جائے اور پھر مکہ لوٹنے کی کوئی شرعی ضرورت اسکو نہ ہو شرعی ضرورت کی دو صورتیں ہیں اول یہ کہ وہ ہدی اپنے ہمراہ لایا ہو۔ ہدی کی صورت میں دسویں تاریخ سے پہلے احرام کے باہر ہونا جائز نہیں لہٰذا اس کو پھر واپس آجانا چاہیے، دوسری صورت یہ کہ بغیر حلق و تقصیر کے چلا گیا ہو حلق کا خاص حرم کے اندر ہونا ضروری ہے اس لیے اس کو پھر واپس آنا پڑے گا۔

Marfat.com

(۱) احرام کی حالت میں وہ اپنے سر کو بند رکھیں اور صرف منہ کو کھلا رکھیں اور منہ کے کھلا رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی چیز اس پر نہ ڈالیں جو اس سے مس کرے بلکہ منہ پر لکڑی وغیرہ کی تیلیاں رکھ کر اوپر سے کپڑے ڈال لیں، تاکہ کپڑا منہ سے ہٹا ہوا رہے[1]

(۲) حالت احرام میں سلا ہوا کپڑا اور موزے اور زیور پہننا ان کو ممنوع نہیں۔

(۳) تلبیہ بلند آواز سے نہ کریں بلکہ آہستہ آواز سے۔

(۴) طواف کے وقت اضطباع نہ کریں۔

(۵) طواف میں رمل نہ کریں (۶) میلین اخضرین کے درمیان دوڑیں نہیں۔

(۷) حلق نہ کرائیں بلکہ بالوں کا چوتھائی حصہ کتروا دیں، سب بالوں کا چوتھائی کتروا دیں تو بہتر ہے ورنہ چوتھائی سر کے بالوں کی چوتھائی تو ضرور ہی کتروا دیں۔

(۸) ازدحام اور مجمع کے وقت حجر اسود کا استلام نہ کریں۔

(۹) اگر عورت کو حیض یا نفاس ہو جائے تو وہ سوا طواف اور سعی کے تمام افعال حج کے بجا لائے صرف طواف اور سعی نہ کرے بلکہ طواف میں مسجد کے اندر داخل ہونا پڑتا ہے اور حیض و نفاس والی عورت کو مسجد کے اندر داخل ہونا ممنوع ہے، رہ گئی سعی سو وہ طواف کی تابع ہے جب طواف نہ کیا تو سعی بھی نہ کرے پھر اگر تیرھویں تاریخ تک اس کو اپنے حیض سے ایسے وقت طہارت حاصل ہو جائے کہ چار شوط طواف کے کر سکتی ہے تو فوراً بعد غسل کے طواف زیارت کرے اگر تاخیر کرے گی تو ایک بدنہ کی قربانی اس پر واجب ہو جائے گی ہاں اگر تیرھویں تاریخ کو بھی پاک نہ ہو تو پھر طواف زیارت کی تاخیر سے اس پر گناہ نہ ہوگا کیونکہ وہ معذور ہے۔

---

[1] عورت کے لیے اجنبی لوگوں سے منہ کا چھپانا ضروری ہے سنایہ میں اس کو واجب لکھا ہے اور محیط میں لکھا ہے کہ اس مسئلہ سے معلوم ہوا کہ عورت کو بلا ضرورت اجنبیوں کے سامنے اپنا چہرہ کھولنا منع ہے اور ایسا ہی فتاوی قاضی خاں میں بھی ہے اور بحر الرائق میں ہے کہ اگر وہاں کوئی اجنبی نہ ہو تو منہ کا چھپانا مستحب ہے اور اگر کوئی اجنبی ہو تو منہ کا چھپانا واجب ہے ۱۲

جنایتوں کا بیان

جنایت کے معنی لغت میں برا کام کرنا۔ اور اصطلاح شریعت میں فعل حرام کا ارتکاب خواہ مال سے تعلق رکھتا ہو مثل اس کے کہ کسی کی کوئی چیز بغیر اس کی مرضی کے لے لی جائے یا جسم سے تعلق رکھتا ہو مثل ترک نماز اور شراب خواری وغیرہ کے مگر فقہا کی اصطلاح جنایت خاص ایسی فعل حرام کو کہتے ہیں جو جسم سے تعلق رکھتا ہو۔

لیکن حج کے بیان میں جنایت سے مراد وہ فعل حرام ہے جس کی حرمت احرام کے سبب سے ہو یا حرم کے سبب سے، اب پہلے ہم ان جنایتوں کو بیان کرتے ہیں جو احرام کے سبب سے ہیں، اس کے بعد ان جنایتوں کو بیان کریں گے جو حرم کے سبب سے ہیں۔

احرام کی جنایتیں

ان میں بعض ایسی ہیں کہ ان کے ارتکاب سے صرف ایک قربانی واجب ہوتی ہے بعض ایسی ہیں کہ ان کے ارتکاب سے دو قربانیاں واجب ہوتی ہیں، بعض ایسی ہیں کہ جن سے صرف صدقہ واجب ہوتا ہے، پھر کسی سے تو نصف صاع گیہوں کسی سے اس سے بھی کم اور بعض ایسی ہیں کہ ان سے ایک خاص چیز کی قیمت ادا کرنا واجب ہوتا ہے لہٰذا ہم ہر ایک کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں۔ ایک قربانی کی جنایتیں (۱) خوشبو کا استعمال کرنا، اگر خوشبو زیادہ ہے تو بہر حال ایک قربانی واجب ہو گی اور اگر کم ہے تو اس میں یہ شرط ہے کہ پورے ایک عضو میں جو بہت چھوٹا نہ ہو مثل کان ناک وغیرہ کے خوشبو کا استعمال کرے جیسے ہاتھ، پیر، سر وغیرہ اگر خوشبو کم ہو اور پورے ایک ایک بڑے عضو میں نہ لگائی گئی ہو بلکہ آدھے عضو میں مثلاً کسی چھوٹے عضو میں تو قربانی واجب نہ ہو گی۔ اگر کوئی شخص کسی خوشبودار چیز کو کھا کر منہ کو خوشبودار کرلے تو اس پر بھی قربانی واجب ہو گی بشرطیکہ وہ خوشبو خالص

ہو کسی دوسری چیز کی آمیزش اس میں نہ ہو اور اگر خوشبو کسی دوسری چیز میں ملادی گئی ہو اور وہ چیز کھانے پینے کی ہو جیسے حلوہ یا شربت وغیرہ تو اگر وہ پکی ہوئی شے ہے تو کسی حالت میں اس کو خوشبو کا حکم نہ دیا جائے گا۔ خواہ خوشبو غالب ہو یا مغلوب اور وہ پکی ہوئی چیز نہیں ہے تو کھانے کی چیز میں اس کے غلبہ[1] کا اعتبار کیا جائیگا اگر خوشبو غالب ہے تو اس کی خوشبو کا حکم دیا جائے گا نہیں تو نہیں اور پینے کی چیز میں خواہ خوشبو غالب ہو یا نہیں بہرحال اس کو خوشبو کا حکم دیا جائے گا۔ ہاں اتنا فرق ہے اگر غالب ہوگی تو قربانی واجب ہوگی اور غالب نہ ہوگی تو صدقہ واجب ہوگا غالب نہ ہونے کی صورت میں اگر کئی بار پئے گا تب بھی قربانی واجب نہ ہوگی، اور اگر وہ چیز جس میں خوشبو ملائی گئی ہے نہ کھانے کی ہو نہ پینے کی بلکہ ایسی چیز ہو جو بدن میں لگائی جاتی ہے مثل صابن، موم، روغن وغیرہ کے تو اس کا یہ حکم ہے کہ اگر اس کو دیکھ کر لوگ کہیں کہ یہ صابن ہے یا موم یا روغن ہے تب اس میں صدقہ واجب ہوگا اور اگر اس کو دیکھ کر لوگ کہیں کہ یہ خوشبو ہے تو قربانی واجب ہوگی۔

اگر ایک ہی مجلس میں پورے بدن پر خوشبو لگائے تو ایک ہی قربانی واجب ہوگی اور اگر مختلف مجالس میں پورے بدن پر لگائے تو جے مرتبہ خوشبو لگائے گا ہر مرتبہ کے عوض میں ایک قربانی واجب ہوگی ہاں جس مرتبہ کی خوشبو کم ہوگی اور پورے ایک عضو میں نہ لگائی گئی ہوگی اس کے عوض میں قربانی واجب ہوگی۔

اگر کسی نے خوشبو لگانے کے بعد قربانی کرلی مگر اس خوشبو کو جسم سے زائل نہیں کیا تو پھر دوسری قربانی واجب ہوگی۔ خوشبو دار لباس کے استعمال سے بھی قربانی

---

[1] اس میں فقہا کا اختلاف ہے کہ غلبہ معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہے بعض تو کہتے ہیں کہ اگر خوشبو مل جانے کے بعد اس مرکب میں ویسی ہی خوشبو آئے جیسی اس خالص خوشبو میں تھی تو سمجھا جائیگا کہ خوشبو غالب ہے ورنہ سمجھا جائیگا مغلوب ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مقدار کا لحاظ کیا جائےگا اگر خوشبو کی مقدار زیادہ ہے تو وہ غالب سمجھی جائے گی ورنہ مغلوب، اسی کو ردالمحتار میں ترجیح دی ہے ۱۲۔

[2] یہ اس خوشبو کا حکم ہے جو بعد احرام کے لگائی ہو ورنہ اگر قبل احرام کے لگائی گئی ہو اور اس کا اثر جسم پر بعد احرام کے باقی رہ جائے تو کچھ جنایت نہیں ۱۲۔

Marfat.com

واجب ہوتی ہے مگر جب پورے ایک دن اس کو پہنے رہے اور خوشبو زیادہ ہو یا ایک بالشت مربع میں لگی ہو خوشبو کا استعمال ہر حالت میں قربانی کو واجب کرتا ہے گو بطور دوا کے استعمال کی جائے اور خوشبودار چیز کا مثل پھول عطر وغیرہ کے استعمال کرنا مکروہ ہے۔

(۲) رقیق مہندی[۵۱] کا استعمال خواہ سر میں لگائے یا ڈاڑھی میں یا ہاتھ پیر وغیرہ میں۔

(۳) روغن زیتون یا روغن کنجد کا لگانا۔ ان دونوں تیلوں کے کھانے سے یا دوا استعمال کرنے سے کوئی جنایت نہیں ہوتی۔

(۴) سلے ہوئے کپڑے کا موافق رواج[۵۲] اور عادت کے استعمال کرنا۔ اس میں یہ شرط ہے کہ پورے ایک دن یا پوری ایک رات اس کو پہنے رہے اس سے کم میں قربانی واجب نہ ہوگی، بلکہ صدقہ۔ ایک کپڑا سلا ہوا پہنے یا کئی ہر حال میں قربانی واجب ہوگی، اگر کوئی شخص ایک دن رات سے زیادہ پہنے تب بھی ایک ہی قربانی واجب ہوگی خواہ درمیان میں اتار بھی ڈالا کرے ہاں اگر ایک مرتبہ پہن کر اتارے اور اتارتے وقت یہ نیت کرے کہ میں اب نہ پہنوں گا تو پھر دوبارہ پہننے سے دوسری قربانی واجب ہوگی۔ اسی طرح اگر ایک مرتبہ پہن کر اس کا کفارہ دیدے اور بعد اس کفارہ کے اتار کر دوبارہ پہنے یا اتارے ہی نہیں تو پھر دوسری قربانی واجب ہوگی۔

اگر کسی ضرورت سے سلا ہوا کپڑا پہنا تھا اور جب اس ضرورت کے زائل ہو جانے کا یقین یا گمان غالب ہو گیا تب بھی اس کو پہنے رہا تو دوسری قربانی کرنی ہوگی۔ اسی طرح جس ضرورت سے پہنا تھا وہ ضرورت جاتی رہے اور معاً دوسری ضرورت پیدا ہو جائے تب بھی دوسری قربانی واجب ہوگی۔

(۵) سر کا یا منہ کا ڈھانکنا کسی ایسی چیز سے کہ عادتاً اس سے ڈھانکنے کا رواج ہو۔ مثل رومال، ٹوپی، چھتری وغیرہ کے بخلاف اس کے اگر کوئی شخص طشت سے یا اور

---

[۵۱] رقیق مہندی کے استعمال کی قید اس لئے ہے کہ اگر مہندی گاڑھی ہوگی تو اس سے دو قربانیاں واجب ہوں گی جیسا کہ آگے بیان کیا جائیگا ۱۲۔

[۵۲] پس اگر کوئی شخص کرتہ کو اس طرح پہنے کہ آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے صرف گریبان میں سر ڈالے تو کچھ جنایت نہیں ۱۲

کسی شے سے جس سے ڈہانکنے کا دستور نہ ہو اپنے سر کو ڈھانک لے تو کچھ مضائقہ نہیں۔
چوتھائی سر یا چوتھائی منہ کا ڈھانکنا مثل پورے ڈھانکنے کے ہے اس میں بھی یہ شرط ہے کہ ایک دن یا رات ڈھانکے رہے جیسا کہ سلے ہوئے کپڑے میں بیان ہو چکا ہے۔
اگر کوئی شخص کسی ضرورت سے سر یا منہ کو ڈھانکے یا کوئی سلا ہوا کپڑا پہنے تو اس پر قربانی واجب ہو گی اور جب اس کو معلوم ہو جائے کہ اب ضرورت جاتی رہی اس کے بعد پھر بھی وہ ڈھانکے رہے یا اس لباس کو پہنے رہے تو دوسری قربانی اس پر واجب ہو گی۔

(۶) سر یا ڈاڑھی کے بالوں کا دور کرنا خواہ منڈوا کر یا کسی اور طریقہ سے مثل دوا وغیرہ کے چوتھائی سر اور چوتھائی ڈاڑھی کا بھی وہی حکم ہے جو پورے سر اور پوری ڈاڑھی کا ہے۔

(۷) پوری ایک بغل یا زیر ناف یا گردن کے بالوں کا دور کرنا۔

(۸) ہاتھوں یا پیروں کے ناخنوں کا کتروانا۔ اگر ہاتھ اور پیر دونوں کے ناخن ایک ہی مجلس میں کتروائے جائیں تو ایک ہی قربانی واجب ہو گی اور اگر علیحدہ علیحدہ مجلسوں میں کتروائے تو دو قربانیاں واجب ہونگی اور ایک ہاتھ یا ایک پیر کے ناخنوں کے کتروانے کا بھی وہی حکم ہے جو دونوں ہاتھوں یا دونوں پیروں کے ناخنوں کے کتروانے کا ہے

(۹) پچھنے لگوانے کی جگہ کے بال منڈوا کر پچھنے لگوانا۔

(۱۰) طواف کا بحالت جنابت کرنا خواہ کوئی طواف ہو فرق یہ ہے کہ طواف زیارت کے بحالت جنابت ادا کرنے میں ایک گائے یا اونٹ کی قربانی کرنی ہو گی اور اس کے سوا اور کسی طواف میں صرف ایک بکری یا بھیڑ۔

(۱۱) طواف زیارت کا حدث اصغر کی حالت میں کرنا۔

(۱۲) عمرہ کا طواف جنابت یا حدث اصغر کی حالت میں کرنا خواہ پورا طواف اس حالت میں کرے یا صرف ایک ہی شوط۔ اسی طرح عمرہ کے طواف کا کوئی شوط ترک کر دینا۔

(۱۳) غروب آفتاب سے پہلے عرفات سے چل دینا اور اس کے حدود سے باہر ہو جانا۔ اگر کوئی شخص غروب آفتاب کے بعد چلا جائے تو اس پر کچھ جنایت نہیں اگرچہ امام ابھی نہ چلا ہو۔ اسی طرح جو شخص غروب آفتاب سے پہلے چل دے اس پر قربانی واجب ہے اگرچہ امام کے ہمراہ ہو اور اگرچہ اس کی سواری بغیر اس کی تحریک کے بھاگ نکلے۔

Marfat.com

(۱۴) طواف زیارت کے ایک یا دو یا تین شوطوں کا ترک کر دینا اگر تین سے زیادہ چھوڑ دے گا تو پھر قربانی سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی بلکہ اس طواف کا اعادہ اس پر ضروری ہے اگر اعادہ نہ کیا تو جماع کے حق میں ہمیشہ محرم رہے گا اور جب جماع کیا کریگا ایک قربانی واجب ہوا کرے گی بشرطیکہ یہ تعدد جماع کا مجالس متعددہ میں ہو۔ ایک ہی مجلس میں کئی بار جماع کرنے سے ایک ہی قربانی واجب ہوگی، ہاں اگر پہلے جماع سے نیت احرام کے توڑنے کی کرلی ہو اور مسئلہ[1] سے ناواقف ہو تو پھر ایک ہی قربانی واجب ہوگی اگرچہ مجالس بھی متعدد ہو جائیں (در مختار۔ ردالمختار)

(۱۵) طواف وداع کے کل شوطوں یا چار شوطوں کا ترک کر دینا۔ اگر کوئی شخص بغیر طواف وداع کئے ہوئے مکہ سے چل دیا لیکن ابھی میقات سے باہر نہیں ہوا تو اس پر واجب ہے کہ لوٹ آئے اور طواف وداع کرے اور اگر میقات سے باہر نکل گیا ہے تو اس کو اختیار ہے چاہے لوٹ کر طواف وداع کو ادا کرے اور چاہے اس کے بدلے قربانی کر دے، لوٹنے کی صورت میں یہ چاہیئے کہ عمرہ[2] کا احرام باندھ کر لوٹے طواف وداع میں اس تاخیر سے کوئی جنایت نہ ہوگی کیونکہ اس طواف کا کوئی وقت مقرر نہیں

(۱۶) سعی کے کل شوطوں یا اکثر شوطوں کا ترک کر دینا۔

(۱۷) سعی میں بلا عذر سوار ہو جانا۔

ان دونوں صورتوں میں اگر کوئی شخص پھر سعی کا اعادہ کرلے گو یہ اعادہ بعد احرام سے باہر ہو جانے اور منافی احرام افعال کے ارتکاب کے بعد کیوں نہ ہو تو قربانی واجب

---

[1] مسئلہ یہ ہے کہ احرام توڑنے کی نیت سے یا بغیر اس نیت کے اگر کوئی شخص خلاف احرام افعال کا ارتکاب کرے تو اس سے احرام نہیں ٹوٹتا بلکہ جنایت ہوتی ہے نماز کا سا حال نہیں ہے کہ کوئی فعل مخالف تحریمہ کے اگر کرے تو تحریمہ فاسد ہو جائے۔ ہاں اگر عذر شرعی لاحق ہو گیا ہے جس میں شریعت کی طرف سے باہر ہو جاتے کا حکم ہے تو اس صورت میں البتہ احرام کے مخالف افعال بہ نیت ترک احرام کرنے سے احرام ٹوٹ جائے گا ان عذروں کی تفصیل احصار کے بیان میں انشاء اللہ آئیگی یا اس قدر فرق ہے کہ باوجود مسئلہ جاننے کے کئی جنایات کا ارتکاب کرتا تو ہر جنایت کا کفارہ دینا پڑتا اب صرف ایک ہی کفارہ دینا پڑے گا۔

[2] عمرہ کا احرام باندھ کر لوٹنے کا حکم اس سبب سے ہے کہ صورت مفروضہ میں یہ شخص میقات سے باہر چلا گیا ہے اور اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ میقات کے اندر بغیر احرام باندھے داخل ہونا منع ہے۔

Marfat.com

نہ ہو گی۔ (بحر الرائق)

(۱۸) وقوف مزدلفہ کا ترک کر دینا۔

(۱۹) رمی[1] کا بالکل ترک کر دینا یا کسی ایک دن کی پوری رمی کا ترک کر دینا یا کسی دن کی رمی[2] کے اکثر حصہ کا ترک کر دینا مثلاً سات کنکری کی جگہ تین کنکری مارے۔

(۲۰) حرم سے باہر حلق یا تقصیر کرانا۔

(۲۱) حج مفرد کے حلق یا تقصیر میں یا طواف زیارت میں دسویں ذیحجہ سے تاخیر کریں۔

(۲۲) عورت کا بوسہ لینا یا مباشرت فاحشہ کرنا یا بہ شہوت اس کو مس کرنا یا اسی کے مثل کوئی اور فعل کرنا خواہ انزال ہو یا نہ ہو اور اسی طرح استمنا[3] اور جماع بہیمہ بھی موجب جنایت ہے مگر ان دونوں میں انزال شرط ہے۔

(۲۳) وقوف عرفات کے بعد اور طواف زیارت سے پہلے جماع کرنا، اس میں اس قدر تفصیل ہے کہ اگر یہ جماع حلق یا تقصیر سے پہلے ہوا ہے تو ایک گائے یا اونٹ کی قربانی کرنی ہو گی اور بعد حلق کے بکری یا بھیڑ کی۔

(۲۴) جن مناسک میں کہ ترتیب واجب ہے ان کی ترتیب بدل دینا۔

(۲۵) قارن[4] کا ذبح سے پہلے یا رمی سے پہلے حلق کرالینا۔

---

[1] رمی کا ترک جب ہی سمجھا جائیگا جب چودھویں تاریخ کو آفتاب غروب ہو جائے اور اس نے رمی نہ کی ہو کیونکہ چودھویں تاریخ کی شام تک رمی کا زمانہ باقی ہے ایک دن کی چھوٹی ہوئی رمی دوسرے دن میں ادا کر سکتا ہے ہاں بعد چودھویں تاریخ کے پھر رمی کا زمانہ باقی نہیں رہتا ۱۲ [2] مثلاً دسویں تاریخ کو سات رمی ہیں وہ بھی صرف جمرہ عقبہ کی تو اس میں سے چار ترک کر دے اور باقی دنوں میں ہر دن اکیس اکیس رمی ہیں تو ان میں سے مثلاً گیارہ رمی ترک کر دے خواہ یہ گیارہ رمی جو ترک کی گئی ہیں کچھ کچھ تینوں جمرہ کی ہوں چار ایک کے چار دوسرے کی تین تیسرے کی یا کسی جمرہ کی پوری ہوں اور کسی کی بعض، بہر صورت ایک قربانی واجب ہو گی ۱۲

[3] استمنا، جلق لگانا۔ جماع بہیمہ جانور سے فعل کرنا۔

[4] اس صورت میں قارن پر دو قربانیاں واجب ہوتی ہیں مگر ایک تو قران کے شکریہ کی ہے لہذا اس کا ذکر یہاں بیکار ہے اوپر ہو چکا ہے دوسری جنایت کے سبب سے ہے اسی کا یہاں ذکر کیا گیا صاحب ہدایہ نے دونوں قربانیاں جنایت کے سبب سے قرار دی ہیں اس پر لوگوں نے ان کی تغلیط کی ہے پھر صاحب بحر الرائق وغیرہ نے ان کی عبارت کی توجیہ بھی کی ہے ۱۲

(۲۶) بعد حج کرنے کے بغیر حلق کرائے حرم سے باہر چلا جانا اور پھر بارہویں ذی الحجہ کے بعد لوٹنا۔ اگر حرم کے باہر جاکر بارہویں تاریخ کے اندر اندر پھر حرم میں آکر حلق کرالیا تو کچھ جنایت نہیں۔

دو قربانی کی جنایتیں

(۱) گاڑھی مہندی کا یا اور کسی قسم کی خوشبودار چیز کا سر میں لگانا۔ بشرطیکہ وہ چیز گاڑھی ہو اور پورے سر میں یا چوتھائی سر میں لگائی جائے اور بقدر ایک دن رات کے لگی رہے۔ ایک قربانی تو بسبب استعمال خوشبو کے اور دوسری بسبب سر ڈھانکنے کے مگر یہ مرد کا حکم ہے عورت پر ایک ہی قربانی ہوگی خوشبو کے استعمال کے سبب سے سر ڈھانکنا تو اس کے حق میں جنایت ہی نہیں۔

(۲) قارن[1] کی وہ جنایتیں جن کے کرنے سے مفرد پر ایک قربانی واجب ہوتی ہے

(۳) جو متمتع اپنے ہمراہ ہدی لایا ہو اس کی وہ جنایتیں جن کے کرنے سے مفرد پر ایک قربانی واجب ہوتی ہے۔ جو متمتع اپنے ہمراہ ہدی نہ لایا ہو وہ اگر عمرہ کے افعال ادا کرنے کے بعد عمرہ کے احرام سے باہر نہ ہوجائے تو اس پر بھی ہر ایسی جنایت کے کرنے سے دو قربانیاں واجب ہوں گی۔

ان جنایتوں کا بیان ہوچکا جن سے قربانی واجب ہوتی ہے لہٰذا یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ جہاں قربانی کا لفظ بغیر کسی جانور کی تخصیص کے استعمال کیا گیا ہے وہاں بکری یا بھیڑ مراد ہے اور اگر گائے یا اونٹ کا ساتواں[2] حصہ اس کے عوض میں دیا جائے

---

[1] قارن پر اور نیز متمتع مذکور پر دو قربانیاں اس سبب سے ہوتی ہیں کہ وہ دو احرام میں مقید ہے ایک تو عمرہ کا دوسرا حج کا ایک جنایت کے ارتکاب سے اس نے دو احراموں کے خلاف کیا گویا دو جنایتیں کیں اسی سبب سے جو متمتع اپنے ہمراہ ہدی نہیں لایا اگر بغیر عمرہ کے احرام سے باہر ہوئے یا حج کا احرام باندھ لے تو اس پر بھی دو قربانیاں واجب کی گئی ہیں ۱۲ ز

[2] صاحب بحرالرائق نے لکھا ہے کہ اونٹ یا گائے کا ساتواں حصہ اس جگہ قائم مقام ایک بکری کے نہیں ہوسکتا مگر محققین نے ان کے اس قول کو قبول نہیں کیا اور خود انہوں نے بھی باب الہدی میں جاکر اس کے خلاف لکھدیا ہے ۱۲ ز

Marfat.com

تب بھی کافی ہے بشرطیکہ جتنے لوگ اس گائے یا اونٹ میں شریک ہوں سب کی نیت بغرض ثواب ذبح کرنے کی ہو اگر کوئی شریک اپنے کھانے کے واسطے یا گوشت بیچنے کے لیے ذبح کرنا چاہے تو پھر کافی نہ ہوگا اور جہاں جانور کی تخصیص کر دی گئی ہے وہی خاص مراد ہے، اور تخصیص جانور کی صرف دو جگہ کی گئی ہے ایک تو نمبر (۱۰) میں دوسری نمبر (۲۳) میں اور صرف انھیں دونوں مقامات میں پوری گائے یا اونٹ کی قربانی ہے اور کہیں نہیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ان تمام قربانیوں میں وہ سب شرطیں ملحوظ ہیں جو عید الاضحیٰ کی قربانی میں ہیں مثل عمر کی ایک خاص مقدار اور معائب سے سالم ہونے وغیرہ کے۔

اب ہم ان جنایتوں کا بیان کرتے ہیں جن کے ارتکاب سے **صدقہ** دینا پڑتا ہے یہ بات ذہن نشین رہے کہ جہاں کوئی خاص مقدار صدقہ کی نہ بتائی جائے وہاں ایک مقدار صدقۂ فطر کی مراد ہے یعنی نصف صاع گیہوں وغیرہ۔ اور صدقات کی مقداریں یہ کلیہ قاعدہ ہے کہ جب کسی وجہ سے ان کی قیمت قربانی کے برابر ہو جائے خواہ صدقات کے متعدد ہونے کے سبب سے یا قربانی کے ارزاں ہونے کی وجہ سے تو صدقہ کی مقدار واجب میں سے اس قدر کم کر دینا چاہیئے کہ باقی مقدار کی قیمت قربانی سے کم رہ جائے۔ (ردالمحتار وغیرہ)

اب وہ جنایتیں شروع ہوتی ہیں جن سے صدقہ واجب ہوتا ہے (۱) قلیل مقدار کی خوشبو کا ایک عضو سے کم میں استعمال کرنا، اور اسی طرح قلیل مقدار کی خوشبو کا کسی لباس کے ایک بالشت مربع سے کم میں استعمال کرنا اگرچہ پورے ایک دن یا ایک رات کے بہ قدر استعمال کرے یا خوشبو قلیل نہ ہو بلکہ کثیر ہو یا پورے ایک بالشت مربع میں لگی ہو مگر ایک دن یا ایک رات سے کم اس لباس کا استعمال کرے،

(۲) ایک دن یا ایک رات سے کم اپنے سر کا ڈھانکنا یا سلا ہوا کپڑا پہننا۔ اس میں اس قدر تفصیل ہے کہ اگر ایک گھنٹہ سے کم سر ڈھانکا یا سلا ہوا کپڑا پہنا تو صرف

لہ خوشبو کی قلت و کثرت پہچاننے کا فقہا نے یہ قاعدہ لکھا ہے کہ عام طور پر اس کو دیکھ کر لوگ کہیں کہ کم ہے تو کم سمجھنا اور اگر لوگ کہیں بہت ہے جیسے ایک چلو عرق گلاب یا ایک مٹھی مشک تو سمجھنا چاہیے کہ بہت ہے اور کھانے کی چیز (۱) میں یہ لکھا ہے کہ اگر منھ کے اکثر حصہ میں لگ جائے تو کثیر ہے ورنہ قلیل ۱۲

Marfat.com

ایک مٹھی آٹا دینا ہوگا اور چہلورا ایک گھنٹہ یا اس زیادہ تک ڈھانکے یا پہنے رہا تو نصف صاع۔

(۳) مونچھ کا منڈوانا یا سر داڑھی کے چوتھائی حصہ سے کم کا منڈوانا یا گردن کے کسی حصہ کا منڈوانا بشرطیکہ تین بالوں سے زیادہ ہوں اگر صرف تین بال ہوں تو ہر بال کے عوض میں ایک مٹھی آٹا۔ (فتاوی قاضی خاں)

اگر کوئی شخص گنجا ہو یا اس کے سر کے بال پہلے ہی سے گر کر یا کسی وجہ سے کم ہو گئے ہوں حتیٰ کہ بقدر چوتھائی سر کے نہ ہوں تو وہ اگر پورا سر منڈوائے گا تب بھی صدقہ واجب ہوگا اسی طرح اگر کسی کی داڑھی میں بہت ہی کم بال ہوں کہ چوتھائی کی حد کو نہ پہنچیں تو اس پر پوری داڑھی منڈوا دینے میں بھی صدقہ واجب ہوگا (رد المحتار)

(۴) پانچ ناخونوں سے کم کا ترشوانا یا پانچ سے زیادہ کا مگر متفرق طور پر یعنی ہر عضو کے چار چار ناخونوں کا، ہر ناخون کے عوض میں ایک صدقہ واجب ہوگا۔

(۵) طواف قدوم یا طواف وداع یا اور کسی نفل طواف کا بے وضو ادا کرنا ہر شوط کے عوض میں ایک صدقہ۔

(۶) پچھنے لگوانے کی جگہ کے بال بالغرض پچھنے لگانے کے منڈوانا مگر پھر کسی وجہ سے پچھنے نہ لگوانا۔

(۷) طواف قدوم یا طواف وداع یا سعی کے تین یا تین سے کم شوطوں کا ترک کر دینا ہر شوط کے عوض میں ایک صدقہ۔

(۸) ایک دن جس قدر رمی واجب ہیں ان میں سے نصف سے کم ترک کر دینا مثلاً دسویں تاریخ کو جمرۃ العقبہ کی سات رمی واجب ہیں ان میں سے تین ترک کر دے یا اور تاریخوں میں سب جمروں کو ملا کر اکیس رمی واجب ہیں ان میں سے دس ترک کر دے ہر کنکری کے عوض میں ایک صدقہ۔

(۹) کسی دوسرے شخص کا سر یا گردن مونڈ دینا اس کے ناخون کاٹ دینا خواہ محرم ہو یا غیر محرم۔

اُن جنایتوں کا بھی بیان ہو چکا جن کے ارتکاب سے صدقہ دینا پڑتا ہے لہٰذا اب چند باتیں اسی کے متعلق اور ہیں ان کو بھی یاد رکھنا چاہیئے وہ یہ ہیں۔

اگر کوئی واجب ترک کیا جاتا ہے تو اگر بے عذر ترک کیا گیا ہے تو قربانی کرنی

Marfat.com

ہو گی اور بعذر ترک کرنے میں کچھ نہیں نہ قربانی نہ صدقہ۔

اگر ممنوعات احرام میں سے کسی چیز کا ارتکاب بلا عذر کیا جائے تو کہیں قربانی واجب ہوتی ہے کہیں صدقہ جیسا کہ گذشتہ بیان سے واضح ہو چکا اور کسی عذر سے ارتکاب کیا جائے تو اگر اس کے بے عذر ارتکاب سے قربانی واجب ہوتی تھی تو اب اختیار دیا جائے گا چاہے قربانی کرے چاہے قربانی کے بدلے چھ مسکینوں کو ایک ایک مقدار صدقہ فطر کی دیدے[1] چاہے تین روزے رکھ لے جہاں چاہے رکھے اور جس وقت چاہے رکھے اور اگر اس کے بے عذر ارتکاب سے صدقہ واجب ہوتا تھا تو اب اختیار دیا جائے گا چاہے صدقہ دیدے اور چاہے ہر صدقہ کے بدلے ایک روزہ رکھ لے۔

عذر کی مثالیں۔ بخار[2]، سردی[3]، زخم[4]، درد سر[5]، جوئیں[6] وغیرہ۔ عذر کے لیے یہ ضروری نہیں کہ ہر وقت رہے نہ یہ ضروری ہے کہ اس سے خوف مر جانے[7] کا ہو بلکہ صرف تکلیف اور مشقت کا ہونا کافی ہے۔ خطا اور نسیان اور بے ہوشی اور مجبور[7] ہونا اور سونا[8] اور مفلسی[9] کا شمار عذر میں نہیں ہے بلکہ ان حالتوں جو جنایت صادر ہو گی اس کا کفارہ ضرور دینا ہوگا ہاں آخرت کا گناہ اس کے ذمہ نہ ہو گا۔

---

[1] افضل یہ ہے کہ یہ مسکین مکہ کے رہنے والے ہوں، ان مسکینوں کا چھ ہونا ضروری ہے اگر کوئی شخص چھ مقدار صدقہ فطر کی تین یا چار مسکینوں کو دیدے تو کافی نہیں ۱۲ منہ۔

[2] مثلاً کسی کو بخار چڑھا اور اس نے سر ڈھانک لیا یا کوئی سلا ہوا کپڑا پہن لیا ۱۲۔

[3] مثلاً کسی کو سردی بہت معلوم ہوئی اور اس نے کوئی سلا ہوا کپڑا پہن لیا ہے سیاہ ہوا گرم کپڑا کو اس کے پاس نہ تھا ۱۲۔

[4] مثلاً زخم پر پھایا وغیرہ رکھنے کے لیے بال اس مقام کے منڈوائے یا کوئی خوشبو دار مرہم اس مقام پر رکھا ۱۲۔

[5] مثلاً درد سر کے دفع کرنے کے لیے کوئی خوشبو دار ضماد استعمال کیا ۱۲۔ [6] جوئیں سر میں پڑ گئیں اور اس ضرورت سے اس نے بال منڈوا ڈالے ۱۲۔ [7] مثلاً کسی محرم سے کسی نے کہا کہ میں تجھ کو قتل کیے ڈالتا ہوں نہیں تو تو اپنا سر منڈوا لے یا یہ خوشبو دار لباس پہن لے ۱۲۔ [8] مثلاً کسی محرم نے سونے کی حالت میں اپنا سر چادر میں ڈھنک لیا یا اور کوئی فعل کیا۔

[9] مفلسی سے مراد یہ ہے کہ کسی سے کوئی جنایت صادر ہوئی اور اس کی وجہ سے اس پر قربانی یا صدقہ واجب ہوا اور اس کے پاس اس قدر روپیہ نہیں ہے جو وہ قربانی کر سکے یا صدقہ دے سکے تو وہ شخص معذور نہیں سمجھا جائیگا اس پر قربانی یا صدقہ واجب ہوا تھا واجب رہے گا ہاں یہ اس کو اختیار ہے کہ جب اس کو مقدور ہو تب کفارہ ادا کرے اور اگر مرتے دم تک اتنی مقدرت حاصل نہ ہوئی تو امید ہے کہ حق تعالیٰ اس سے درگزر فرمائے ۱۲۔

(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

مفسد حج وعمرہ

وقوف عرفات سے پہلے جماع یا لواطت کا مرتکب ہونا حج کو فاسد کر دیتا ہے خواہ انزال ہوا ہو یا نہیں، جماع و لواطت میں یہ شرط ہے کہ اس کیفیت سے واقع ہو کہ جس سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔ بھولے سے ہو جائے یا مجبوری سے سونے کی حالت میں یا کسی نابالغ بچہ سے اس کا وقوع ہو یا مجنون سے بہر حال حج فاسد ہو جائے گا عورت[۱] اگر کسی جانور کا خاص حصہ اپنے خاص حصہ میں داخل کرے یا کسی جانور یا آدمی کے خاص حصہ کو اپنے خاص حصہ میں داخل کرے تب بھی اس کا حج فاسد ہو جائیگا ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ حج اگر فاسد ہو جائے تب بھی اس کا پورا کرنا ضروری ہے اور بعد پورا کرنے کے ایک قربانی کرنا بھی ضروری ہے ایک قربانی جب ہی واجب ہوگی کہ ایک مرتبہ جماع کیا جائے یا کئی بار یا کئی عورتوں سے کیا جائے مگر مجلس ایک ہی ہو اگر مجالس متعدد ہوں گی تو بہ قدر ان کی تعداد کے قربانیاں بھی ہوں گی۔ (بحر الرائق)

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) ع۶ اس کیفیت کا بیان مفصل پہلی جلد میں ہو چکا ہے حاصل اس کا یہ ہے کہ مرد کے خاص حصہ کا سر یا بقدر اس کے کسی کے خاص حصہ میں یا مشترک حصہ میں داخل ہو جائے اور عورت بہت صغیر سن نہ ہو اور مرد اپنے خاص حصہ پر ایسا کپڑا وغیرہ نہ لپیٹے جو جسم کی حرارت محسوس ہونے کو مانع ہو ۱۲ ار ع۷ عورت کی قید اس لیے لگائی گئی کہ مرد اگر جانور کے ساتھ یہ فعل کرے تو اس کا یہ فعل مفسد حج نہ ہوگا کیونکہ جنابت کامل نہیں ہوئی بخلاف عورتوں کے کہ ان میں بوجہ زیادتی شہوت کے ان صورتوں میں بھی جنابت کامل ہو جائے گی ۱۲ ار

حواشی حاشیہ صفحہ ہذا

لہ ہاں اگر دوسرے جماع سے اس حج فاسد کے توڑنے کی نیت کرے اور مسئلہ نہ جانتا ہو تو پھر دوسرے جماع کے بعد جس قدر جماع ہوں گے ان میں کفارہ واجب نہ ہوگا جیسا کہ سابق میں گذر چکا ۱۲ ار

لہ جنگلی ان جانوروں کو کہتے ہیں جن کا توالد تناسل خشکی میں ہوا ہو گو ان کی بود و باش پانی میں ہو جیسے بطخ اور مرغابی وغیرہ یہ سب جنگلی جانور ہیں کیونکہ ان کے انڈے بچے خشکی میں ہوتے ہیں جو جانور جنگلی نہ ہو بلکہ دریائی ہو اس کا شکار حالت احرام میں بھی جائز ہے خواہ اس کا کھانا جائز ہو یا نہیں ۱۲ ار

Marfat.com

اس فاسد شدہ حج میں بھی تمام وہی رعایتیں ضروری ہیں جو صحیح حج میں کرنا پڑتی ہیں، پس اگر کسی ممنوع احرام کا ارتکاب کریگا تو اس کا کفارہ دینا پڑے گا۔

اس فاسد حج کی قضا علی الفور واجب ہے یعنی سال آئندہ میں اس کی قضا کرلے اس سے زیادہ تاخیر نہ کرے، حج اگرچہ نفل ہو تب بھی اس کی قضا کرنی پڑے گی کیونکہ ہر عبادت گو وہ نفل ہو بعد شروع کرنے کے لازم و واجب ہو جاتی ہے ہاں نابالغ بچہ اور مجنون پر اس حج کی قضا واجب نہیں (در المختار)

عمرہ میں طواف کے چار شوط سے پہلے جماع و لواطت مفسد ہے، بعد چار شوط کے نہیں عمرہ فاسد ہو جائے تو اس کو بھی پورا کرے اور ایک قربانی کرے اور اس کی قضا کرے

شکار کی جزا

کسی جنگلی شکار[1] کے قتل[2] کرنے یا اس کے قتل میں اعانت کرنے سے جزا لازم ہوتی ہے

[1] شکار اس جانور کو کہتے ہیں جو اصل خلقت میں وحشی ہو خواہ وہ کسی وجہ سے مانوس ہو گیا ہو جیسے ہرن کے پالنے سے مانوس ہو جاتا ہے مگر چونکہ وہ دراصل وحشی ہے اس لئے شکار کہلائے گا، فقہانے کبوتر کو وحشی الاصل قرار دیا ہے جو جانور وحشی الاصل نہ ہو اس کا قتل کرنا حالت احرام میں بھی جائز ہے اور جزا واجب نہیں ہوتی جیسے بکری گائے اونٹ مرغی وغیرہ، گائے بیل اگر چھوٹ کر آوارہ ہو گئے ہوں اور ان میں وحشت آگئی ہو تب بھی وہ شکار نہ سمجھے جائیں گے ۱۲

[2] قتل میں تعمیم ہے چاہے قتل کا ارتکاب اپنے ہاتھوں سے کرے چاہے باعث قتل ہو جائے دونوں صورتوں میں جزا دینا لازم ہی ہو گی فرق صرف اس قدر ہے کہ پہلی صورت میں ارادہ اور نیت شرط نہیں حتی کہ اگر کوئی شخص کسی شکار پر گر پڑے اور وہ اس کے گرنے سے مر جائے یا سونے میں اس کا ہاتھ کسی شکار پر پڑ جائے اور وہ مر جائے تو جزا لازم ہو گی۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی مانوس جانور کے طرف گولی چلائے اور وہ کسی شکار کے لگ جائے تب بھی جزا لازم ہو گی۔ اور دوسری صورت میں ارادہ اور قصد شرط ہے لہٰذا اگر کوئی شخص کنواں کھودے اور اس میں اگر شکار مر جائے تو دیکھا جائیگا کہ اس نے کنواں کس غرض سے کھودا ہے اگر شکار کے گرفتار کرنے یا مارنے کے لیے کھودا ہے تب تو اس پر جزا واجب ہو گی اور اگر محض پانی کے لیے کھودا ہے تو جزا واجب نہ ہو گی اسی طرح اگر کسی شخص نے شکاری کتے کو کسی مانوس جانور کے پکڑنے کے لیے چھوڑا اور اس نے جا کر شکار کو پکڑ لیا تو جزا واجب نہ ہو گی علیٰ ھذا اگر کسی شخص نے کسی کی کوٹھڑی کو بند کیا (باقی صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

جزا سے مراد وہ قیمت ہے[1] جو دو مبصر آدمی اس شکار کی تجویز کریں اور یہ قیمت اس مقام کے اعتبار سے ہو جہاں وہ شکار مارا گیا ہے یا اس کے قریب تر مقام کے اعتبار سے کیونکہ ایک چیز کی قیمت مختلف مقامات کے اعتبار سے بدل جاتی ہے اور نیز اس زمانہ کے اعتبار سے وہ قیمت ہو جس زمانہ میں وہ شکار مارا گیا ہے کیونکہ مختلف اوقات میں ایک چیز کی قیمت مختلف ہوتی ہے۔

اس قیمت سے اس کو اختیار ہے کہ کوئی جانور قربانی کا مول لے کر حرم بھیج دے اور وہ وہاں ذبح کر دیا جائے یا اس قیمت سے گیہوں وغیرہ مول لے کر ہر فقیر کو ایک مقدار صدقۂ فطر کی تقسیم کر دے اور یہ بھی اختیار ہے کہ ہر مسکین کے کھانے کے عوض میں ایک ایک روزہ رکھ لے اور اگر قیمت اس قدر واجب ہوئی ہو کہ اس سے قربانی نہیں ہو سکتی تو پھر صرف دو ہی باتوں کا اختیار ہے صدقہ دینے اور روزہ رکھنے کا۔ اور اگر اسی قدر خرید کر محتاج کو دیدے یا اس کے عوض میں ایک روزہ رکھ لے۔ شکار اگر کسی آدمی کا مملوک ہو گا تو اس کے قاتل کو دو قیمتیں دینا پڑیں گی، ایک قیمت تو اس کے مالک کے حوالہ کر دے اور ایک قیمت اللہ کی راہ میں تصدق کر دے۔ (بحر الرائق)

قتل میں اعانت کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ شکار جہاں اس وقت موجود ہو، اس مقام کی اطلاع شکاری کو دینا، دوسرے یہ کہ کوئی آلۂ قتل کا اس کو دینا یا قتل کی تدبیر بتانا، پہلی صورت میں جزا واجب ہونے کے لیے پانچ شرطیں ہیں۔

(۱) اس شکار کا قتل اس کے بتانے سے ہو جائے۔

(۲) جس کو شکار کا مقام بتایا ہے وہ خود اس کا مقام نہ جانتا ہو بلکہ اسی کے بتانے سے اس نے جانا ہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور اس کے اندر کوئی پرندہ بند ہو گیا اور پیاس وغیرہ کے سبب سے مر گیا تو دیکھا جائیگا کہ بند کرنے والے کو اس پرندہ کے وہاں ہونے کا علم تھا یا نہیں اگر تھا تو جزا واجب ہو گی ورنہ نہیں ۱۲۔

[1] یہ امام ابو حنیفہ اور قاضی ابو یوسف کا مذہب ہے۔ امام محمد کے نزدیک جن جانوروں کا مثل موجود ہے ان کے قتل کرنے سے انکا مثل جانوروں کا قربانی کرنا ضروری ہے۔ مثلاً ہرن کو مارے تو بکری۔ شتر مرغ کو مارے تو اونٹ گورخر کو مارے تو گائے وعلیٰ ہذا اور یہی امام شافعی کا بھی قول ہے ۱۲ (بحر الرائق۔ رد المحتار)

(۳) جس کو شکار کا پتہ بتایا ہے وہ اس کے قول کو جھوٹ نہ سمجھے۔

(۴) بتانے والا اس شکار کے قتل ہونے تک محرم رہے۔

(۵) شکار بھاگ نہ جائے اگر بھاگ جائے اور بعد اس کے وہ شخص پھر اس کو مارے تو بتلانے والے پر جزا واجب نہ ہوگی کیونکہ جب اس نے بتایا تھا اس وقت وہ شکار ہاتھ نہیں آیا۔

دوسری صورت میں یہ شرط ہے کہ خود وہ شخص جس کو محرم نے آلۂ قتل دیا ہے یا تدبیر قتل بتائی ہے اپنے پاس آلۂ قتل نہ رکھتا ہو یا اس تدبیر قتل کو نہ جانتا ہو مثلاً کوئی شکار غار کے اندر چھپا بیٹھا ہو اور کوئی شخص اس کو قتل کرنا چاہے لیکن اس سے کوئی تدبیر نہ بن پڑے اور کوئی محرم اس کو اس غار کے اندر جانے کا راستہ بتا دے یا کوئی نیزہ وغیرہ اتنا لمبا دیدے جو غار کے اس مقام تک جہاں شکار بیٹھا ہے پہنچ سکے۔

اگر کئی محرم ایک شکار کے قتل کے مرتکب ہوں یا اس کے قتل میں معین ہوں تو ہر ایک پر جزا واجب ہوگی۔ اسی طرح اگر ایک محرم کئی شکاروں کو قتل کرے تو اس پر اتنی ہی جزائیں واجب ہوں گی جتنے اس نے شکار کئے ہیں۔ (بحر الرائق)

ان جانوروں[1] کے قتل کی جزا جن کا گوشت حلال نہیں کبھی ایک بکری سے زیادہ نہیں ہو سکتی چاہے وہ جانور کتنا ہی بڑا اور کتنا ہی قیمتی کیوں نہ ہو مثلاً کوئی شخص ہاتھی کو مار ڈالے تب بھی اس کی جزا میں صرف ایک بکری واجب ہوگی۔

جزا کے عوض میں اگر صدقہ دے تو اس کا حکم بالکل صدقہ فطر کے مثل ہے اور اس کے مصارف وہی ہیں جو صدقہ فطر کے ہیں۔

اگر کوئی محرم کسی شکار کو زخمی کر دے اور وہ اس زخم سے مرے نہیں یا شکار کے

---

[1] یہ اس صورت میں ہے جبکہ وہ جانور کسی کا مملوک نہ ہو ورنہ اس کی پوری قیمت مالک کو دینا پڑے گی اگرچہ وہ قد و قامت میں چھوٹا ہو مگر کسی وصف کے سبب سے اس کی قیمت بڑھ گئی ہے تو اس وصف کا بھی اعتبار کیا جائیگا مثلاً کوئی بولتا ہوا طوطا یا شکاری چیتا یا کوئی شکاری پرند بشرطیکہ وہ وصف شرعاً معیوب نہ ہو اگر معیوب ہوگا تو اس کا اعتبار نہ کیا جائیگا جیسے لڑائی کا مرغ یا مینڈھا وغیرہ مگر اللہ کی راہ میں بہر حال ایک ہی بکری یا اس کی قیمت دینا ہوگی ان اوصاف کا اعتبار صرف مالک کا حق ادا کرنے کے لیے کیا جائیگا ۱۲

بال اکھاڑ دے یا کوئی عضو توڑ دے یا کاٹ دے تو اس شکار کی حالت صحت میں جس قدر کمی آگئی ہو وہ اس محرم کو دینا چاہیئے بشرطیکہ یہ زخمی کرنا یا بال وغیرہ کا توڑنا اس شکار کے فائدے کی غرض سے نہ ہو اگر فائدے کی غرض سے ہوگا تو پھر کچھ بھی جزا واجب نہ ہوگی مثال کوئی کبوتر کسی جال میں پھنسا ہوا ہو اور کوئی محرم اس کو جال سے نکالنا چاہے نکالنے میں اس کے بال وغیرہ ٹوٹ جائیں بلکہ ایسی صورت میں اگر وہ مر بھی جائے تو بھی جزا واجب نہ ہوگی۔

اگر کوئی محرم کسی شکار کے پیر کاٹ ڈالے یا اس کے پر نوچ ڈالے کہ وہ اپنی حفاظت سے معذور ہو جائے تو اس شکار کی پوری قیمت[1] دینا پڑے گی۔

اگر کسی شکار کے انڈے توڑ ڈالے اور وہ انڈے گندے نہ ہوں تو اگر ان انڈوں کے اندر سے بچہ نہ نکلنے کا تو انڈے کی قیمت دینی پڑے گی اور جو اس کے اندر سے بچہ نکلے تو اگر وہ صحیح وسالم نکل آیا تو کچھ نہیں اور اگر مرا ہوا نکلا یا نکل کر مر گیا تو اس بچہ کی قیمت دینی پڑے گی نہ انڈے کی۔

اگر کوئی شخص جوئیں یا ٹڈی کو مار ڈالے یا دوسرے کو مارنے کا حکم دے یا اس غرض سے کسی کو اشارہ سے جوئیں یا ٹڈی کو بتائے یا کوئی فعل بقصد[2] مار ڈالنے کے کرے اور وہ مر جائیں تو اگر دو تین مارے تو جس قدر چاہے صدقہ دیدے مثلاً ہر ایک کے عوض میں ایک مٹھی آٹا اور جو تین[3] سے زیادہ مارے تو صدقہ فطر کی پوری مقدار دینا ضروری ہے جوئیں کا بدن سے نکال کر زمین پر پھینک دینا بھی مارنے کے حکم میں ہے۔

یہاں تک تو ان جنایتوں کا بیان تھا جن کا ارتکاب صرف احرام کے سبب سے ممنوع تھا، غیر محرم کے حق میں وہ امور ممنوع نہ تھے، اب ہم ان جنایتوں کو بیان کرتے ہیں

---

[1] مثلاً حالت صحت میں اس کی قیمت دس روپے تھی اور اب آٹھ روپے رہ گئی تو دو روپیہ دینا ہوں گے ١٢۔

[2] مثلاً جس کپڑے میں جوئیں ہیں اس کو دھوپ میں ڈال دے اس غرض سے کہ وہ مر جائیں اگر اس غرض سے نہیں ڈالا بلکہ اور کسی خیال سے اور وہ مر گئیں تو کچھ جنایت نہیں ١٢۔

[3] یہی اکثر فقہا کا قول ہے صاحب بحر الرائق نے اسی کو ترجیح دی ہے لیکن فتاویٰ قاضی خاں میں اس کے خلاف ہے وہ کہتے ہیں کہ جب دس سے زیادہ ہو جائیں تب ایک مقدار صدقہ فطر واجب ہوگی ١٢۔

جن کا ارتکاب حرم کے سبب سے منع ہے حرم کے اندر خواہ محرم ہو یا غیر محرم ان جنایتوں کا ارتکاب کرے گا تو اس کو جزا دینا ضروری ہوگی اور اس میں صرف دو اختیار ہیں یا تو قربانی کر دے اگر قیمت بقدر ایک قربانی کے ہوگئی ہو یا وہ قیمت محتاجوں کو دیدے روزہ رکھنے کا اختیار نہیں ہے۔

حرم[1] کی جنایتیں

(۱) سوا اذخر[2] کے حرم کے کسی اور گھاس یا درخت کا کاٹنا[3] بشرطیکہ خشک اور ٹوٹا ہوا نہ ہو اور خودرو ہو اور اس قسم میں سے نہ ہو جس کو لوگ عادتاً بویا کرتے ہیں جیسے غلہ اور میوہ جات کے درخت اگر ایسی گھاس یا درخت کو کوئی شخص کاٹے گا تو اس کی قیمت دینا پڑے گی بشرطیکہ یہ گھاس وغیرہ کسی کی مملوک نہ ہو اور اگر مملوک ہوگی تو دوہری قیمت دینا پڑے گی ایک تو بدستور خدا کی راہ میں اور دوسری اس کے مالک کو ہاں اگر مالک نے اجازت دے دی ہو یا معاف کر دے تو پھر وہی ایک قیمت اللہ کی راہ میں دینا پڑے گی۔

اذخر کے کاٹنے میں کچھ جنایت نہیں اور جو چیز خودرو نہ ہو بلکہ بوئی اور لگائی گئی ہو خواہ اس کے بونے کا رواج ہو یا نہیں اس کے بھی کاٹ لینے میں کچھ جنایت نہیں کیونکہ یہ اس قسم میں سے ہے جس کو لوگ عادتاً بوتے ہیں کسی درخت کی پتی وغیرہ توڑ لینے

---

[1] حرم مکہ اور اس کے آس پاس کے محدود مقاموں کو کہتے ہیں حرم کی حد ہر طرف سے برابر نہیں ہے جیسا کہ ہم بیان کرتے ہیں مدینہ منورہ کی جانب تو مکہ سے تین میل تک حرم ہے اور یمن کی طرف سات میل اور طائف کی طرف بھی سات میل اور عراق کی طرف بھی سات میل اور جدہ کی طرف دس میل حرم کے تمام اطراف کی حد بندی کر دی گئی ہے پہلے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نشان لگائے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عمر و عثمان رضی اللہ عنہما نے پھر حضرت معاویہؓ نے جو اب تک ہیں ۱۲۔

[2] اذخر ایک قسم کی گھاس ہے جو دوا میں کام آتی ہے اور قبروں کو بھی اس سے پاٹتے ہیں ہندوستان میں بھی اس کی جڑ دوا میں لکھی جاتی ہے ۱۲۔

[3] کاٹ لینا اور جڑ سے اکھاڑ لینا ایک حکم میں ہے ۱۲۔

Marfat.com

ہیں جو اس درخت کو نقصان[1] نہ پہنچائے کوئی جنایت نہیں بشرطیکہ یہ چیزیں کسی کی مملوک نہ ہوں اور اگر مملوک ہوں تو مالک نے اجازت دیدی ہو یا معاف کر دیا ہو یا خود مالک نے کاٹا ہو۔

کوئی درخت وغیرہ اگر ایسا ہو کہ اس کی شاخوں کا کچھ حصہ حرم کے اندر ہو اور کچھ حصہ حرم سے باہر تو اس کی جڑ کا اعتبار کیا جائیگا اگر جڑ حرم میں ہے تو وہ درخت حرم کا سمجھا جائیگا اور کچھ جڑ حرم کے اندر ہے کچھ باہر تب بھی وہ حرم کا سمجھا جائیگا اور اگر ایسے درخت پر کوئی پرندہ بیٹھا ہوگا تو اس میں یہ بات دیکھی جائے گی کہ اگر وہ زخمی ہو کر گرے تو کہاں گریگا اگر حرم میں گرے تو وہ پرندہ حرم کا سمجھا جائے گا۔

حرم کی گھاس کا جانوروں سے چروالینا[2] بھی جائز نہیں اگر خود بخود کوئی جانور چرے تو اس کے مالک پر ضمان نہ پڑے گا (در مختار وغیرہ)

(۲) حرم کے شکار کا قتل کرنا۔ اگر کوئی جانور ایسی جگہ بیٹھا ہو کہ پیر تو اس کے حرم میں ہوں اور سر حرم سے باہر تو وہ حرم کا سمجھا جائیگا اور اگر لیٹا ہوا ہو تو اس کے بدن کا کوئی جز حرم میں ہوگا تو وہ جانور حرم کا سمجھا جائیگا۔

اگر کوئی شخص کسی جانور کو حرم سے باہر نشانہ لگائے اور وہ جانور حرم کے اندر بھاگ جائے اس کے بعد اسی نشانہ سے زخمی ہو تو جنایت ہو جائے گی۔

اگر حرم کے کسی پرندے کے انڈے توڑ ڈالے یا بھون لے یا حرم کی ٹڈیاں[3] مارے یا حرم کے کسی شکار کا دودھ دوہے تو اس کا ضمان دینا ہوگا بعد ضمان دینے کے اس کا کھانا جائز ہے

---

[1] اسی قدر ٹوٹ جانا مراد ہے کہ اس میں نمو کی قوت نہ ہو اور نہ ترو تازہ رہ سکے۔ اگر پورا درخت نہیں ٹوٹا کوئی شاخ اس کی ٹوٹ گئی ہے تو صرف اسی شاخ کے کاٹنے میں جنایت نہ ہوگی ترو تازہ شاخ کے کاٹنے میں جنایت ہوگی۔ [2] امام ابوحنیفہ اور امام محمد کا مذہب ہے قاضی ابو یوسف کے نزدیک جائز ہے وہ کہتے ہیں کہ چرانے کی ممانعت میں لوگوں کا سخت حرج ہے اور حدیث میں صرف کاٹنے کی اور توڑنے کی ممانعت ہے چرانے کا ذکر نہیں ہے بعض فقہا نے انہیں کے قول پر فتویٰ دیا ہے اور لکھا ہے کہ لوگوں کا عمل بھی اسی پر ہے ۱۲ (رد المحتار) [3] ٹڈی اگر تین سے کم مارے تو صدقہ کی کوئی مقدار معین نہیں جس قدر چاہے دیدے ہاں تین سے زیادہ مارنے میں ایک مقدار صدقہ فطر کی معین ہے یہی حال جوؤں کا بھی ہے (در مختار)۔

Marfat.com

اور اس کا بیچنا بھی جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ۔

کوّے اور چیل اور بھیڑیے اور سانپ بچھو اور چوہے کے مار ڈالنے میں کچھ مضائقہ نہیں یعنی جزا واجب نہ ہوگی اسی طرح کتّے[1] اور مچھر اور کھٹمل چیونٹی، پسّو اور کلنی اور کچھوا اور پروانہ اور مکھی اور چھپکلی اور بھیڑ اور تمام خرندہ[2] جانوروں کے مار ڈالنے میں بھی جزا واجب نہیں ہوتی جو حملہ کرے اور اس کے حملہ کا دفعیہ بغیر قتل کے ممکن نہ ہو بشرطیکہ وہ جانور کسی کا مملوک نہ ہو ان جانوروں کے قتل میں کچھ جزا نہیں خواہ حرم کے اندر ہی کیوں نہ قتل کیے جائیں اور خواہ قاتل ان کا محرم ہو۔

کوے کی کئی قسمیں ہیں ان میں سے عقعق[3] کو فقہا نے مستثنیٰ کیا ہے یعنی اس کے قتل سے جزا لازم ہوتی ہے (ردالمحتار وغیرہ)

اگر کوئی غیر محرم شکار مارے اور اس کو حرم سے باہر ذبح کرے تو اس کا کھانا محرم کے لیے جائز ہے بشرطیکہ اس شکار کے قتل میں کسی محرم کی کسی قسم کی اعانت نہ ہو نہ اس نے اس شکار کے قتل کا حکم دیا ہو گو اس شکار کرنے والے نے اس کو کسی محرم ہی کے لیے شکار کیا ہو۔

جو شخص حرم کے اندر داخل ہو اس پر واجب ہے کہ اگر اس کے ساتھ میں کوئی شکار ہو تو اس کو چھوڑ دے[4] یعنی آزاد کر دے اسی طرح جو شخص احرام باندھے اور اس کے ہاتھ میں شکار ہو اس پر بھی واجب ہے کہ اس کو اپنے پاس سے علیحدہ کر دے کسی کے پاس امانت رکھا دے یا دیدے۔

اگر یہ شکار جس کو اس نے آزاد کیا ہے کوئی درندہ ہو جیسے شکرا باز وغیرہ اور وہ آزاد ہو کر حرم کے کسی شکار کو قتل کر دے تو اس کی جزا اس پر واجب نہ ہوگی۔

---

[1] بعض فقہا کی عبارتوں میں اس مقام پر کتّے کے ساتھ کاٹنے والے کی قید ہے مگر یہ قید اتفاقی ہے کاٹتا ہو یا نہیں جنگلی ہو یا پالا ہوا ہر حال میں اس کے مار ڈالنے سے جزا لازم نہ ہوگی ہاں اگر وہ کسی کا مملوک ہو تو اس کو ضمان دینا پڑیگا ۱۲ [2] خرندہ وہ جانور ہیں جو سوراخوں میں گھس جاتے ہیں اور ان کے اندر بود و باش کرتے ہیں جیسے سانپ، بچھو، چوہا وغیرہ ۱۲ [3] عقعق وہ کوّا ہے جس کے رنگ میں سیاہی کے ساتھ سپیدی بھی ہو اس کی آواز میں عین قاف کی صورت پیدا ہوتی ہے ۱۲

[4] چھوڑ دینے کا یہ مطلب خاص کر اس سبب سے بیان کیا گیا کہ پرند کا اڑا دینا یا چوپایہ کا آزاد کر دینا ممنوع ہے اس میں مال کی اضاعت ہے جو شریعت اسلامیہ میں جائز نہیں رکھی گئی ۱۲

اگر شکار اس کے ہاتھ میں نہ ہو بلکہ مکان میں ہو یا پنجرہ میں بند ہو اور وہ پنجرہ اس کے ہاتھ میں یا اس کے خادم کے ہاتھ میں ہو یا اسباب کے اندر رکھا ہو تو پھر اس کا چھوڑنا ضروری نہیں اسی طرح اگر وہ رسی میں بندھا ہوا اور وہ رسی اس کے ہاتھ میں ہو تب بھی اس کا چھوڑنا واجب نہیں۔ (رد المحتار)

محرم کو شکار کا مول لینا یا بیچنا جائز نہیں، اگر بیچے تو اس پر ضروری ہے کہ واپس لے لے ورنہ جزا دینا پڑے گی۔

محرم شکار کا مالک کسی اختیاری سبب سے مثل خرید نے یا ہبہ وغیرہ کے نہیں بن سکتا ہاں اگر کوئی سبب اختیاری نہ ہو تو اس کی وجہ سے البتہ مالک بن سکتا ہے مثلاً کوئی عزیز اس کا مرجائے اور اس کے مال میں شکار ہو اور وہ اس کو وراثت میں ملے تو اس صورت میں اس کا مالک ہو جائیگا کیونکہ وراثت غیر اختیاری چیز ہے۔

اگر کوئی محرم کسی شکار کو پکڑے یا مول لے پھر اس کو کوئی شخص اڑا دے تو اس پر ضمان نہیں کیونکہ وہ شکار اس محرم کی ملک میں نہ تھا۔

یہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ جن جنایتوں کے سبب سے مفرد پر ایک قربانی واجب ہو گی ان کے سبب سے قارن اور ہدی والے متمتع پر دو قربانیاں واجب ہوں گی علی ہذا۔ صدقہ بھی قارن وغیرہ پر دوگنا واجب ہوتا ہے سوا اس جنایت کے کہ اندر بغیر احرام باندھے ہوئے چلا جائے اس جنایت میں قارن وغیرہ پر بھی مفرد کی طرح ایک ہی قربانی واجب ہوتی ہے۔ (در مختار۔ رد المحتار)

میقات سے بغیر احرام باندھے ہوئے حرم کے اندر چلا جانا بھی جنایت ہے ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ جو شخص حرم کے اندر جانا چاہئے اس پر ضروری ہے کہ احرام باندھ کر میقات کے اندر داخل ہو پس اس کے خلاف کریگا تو جنایت کا مرتکب ہوگا اس جنایت کے احکام حسب تفصیل ہیں۔

(۱) جو شخص حرم کے ارادے سے بغیر احرام باندھے ہوئے میقات سے آگے چلا جائے اس پر واجب ہے کہ میقات پر لوٹ کر آئے اگر نہ لوٹا تو چاہے میقات سے آگے بڑھ کر احرام باندھ لے یا نہ باندھے اس پر ایک قربانی واجب ہے۔

(۲) اگر حرم جانے کے ارادہ سے بغیر احرام باندھے ہوئے میقات سے آگے نکل گیا پھر میقات پر لوٹ کر اس نے احرام باندھ لیا یا احرام میقات پر لوٹنے سے پہلے باندھ لیا مگر ابھی تک

Marfat.com

افعال حج وعمرہ شروع نہیں کئے پھر میقات پر لوٹ کر تلبیہ[1] کہا تو قربانی معاف ہو جائیگی۔

(۳) اگر میقات سے آگے بڑھ کر احرام باندھ لیا اور افعال حج وعمرہ کے شروع کر دیئے مثلاً طواف کا ایک شوط کر لیا اس کے بعد میقات پر لوٹ کر آیا یا افعال حج وعمرہ کے شروع کرنے سے پہلے میقات پر لوٹ کر آ گیا مگر تلبیہ نہ کہا تو ان دونوں صورتوں میں ایک قربانی واجب ہو گی۔

(۴) اگر دوبارہ میقات پر آنے سے حج کے خلاف ہو جانے کا خوف ہو تو چاہیے کہ نہ لوٹے اور اس نہ لوٹنے کی وجہ سے ایک قربانی کر دے۔

(۵) کوئی مکی یا وہ متمتع جو اپنے عمرہ سے فارغ ہو چکا ہے بقصد حج حرم سے باہر نکل گئے اور پھر حل میں جا کر احرام باندھا اور وہیں سے عرفات میں وقوف کے لیے چلے گئے تو ان پر ایک قربانی واجب ہے کیونکہ ان کی میقات حرم ہے اور وہ اس سے بغیر احرام باندھے ہوئے نکل آئے۔

(۶) اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے ہوئے کئی مرتبہ حرم کے اندر آمد و رفت کرے تو ہر مرتبہ کے عوض میں اس کے ذمہ ایک حج یا ایک عمرہ ضروری ہے پھر اسی سال اگر کوئی حج یا عمرہ کریگا گو وہ اس بغیر احرام جانے کی جنایت اتارنے کی غرض سے نہ ہو تو ایک مرتبہ کی جنایت اتر جائے گی ہاں بعد اس سال کے پھر خاص اسی نیت سے کرے گا تو جنایت اترے گی ورنہ نہیں۔

(۷) اگر کوئی شخص میقات سے بغیر احرام باندھے نکل جائے اور اس کا ارادہ حرم میں جانے کا نہ ہو بلکہ حل میں کسی مقام کے جانے کی نیت ہو تو اس پر بغیر احرام نکل جانے میں کچھ جنایت نہیں پھر وہ اس مقام سے بغیر احرام باندھے حرم کے اندر جا سکتا ہے اگرچہ وہ اس حل کے مقام میں پندرہ روز سے بھی کم رہا ہو۔ (در مختار وغیرہ)

(۸) اگر کوئی شخص بغیر احرام باندھے ہوئے میقات سے آگے نکل گیا پھر اس نے بغیر میقات پر لوٹے ہوئے حج یا عمرہ کا احرام باندھ لیا اور اتفاق سے وہ فاسد ہو گیا تو اس کو پورا کر کے اس کی قضا کرے، قضا کا احرام میقات سے باندھے اب اس پر قربانی واجب نہ ہو گی۔

---

[1] یہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے ان کے نزدیک تلبیہ کی تجدید ضروری ہے ۱۲۔

Marfat.com

احرام پر احرام باندھنا

احرام پر احرام باندھنے کی صورت یہ ہے کہ ہنوز ایک احرام سے باہر نہ ہوا ہو کہ دوسرا احرام باندھے اس کی چار قسمیں ہیں۔ عمرہ کے احرام پر حج کا احرام باندھنا حج کے احرام پر دوسرے حج کا احرام باندھنا، عمرہ کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا، حج کے احرام پر عمرہ کا احرام باندھنا اب ہر قسم کے احکام بیان کئے جاتے ہیں،

(۱) غیر آفاقی[1] اگر عمرے کا احرام باندھ کر چار شوط سے کم اس کے طواف کے ادا کر چکا ہو تو پھر حج کا احرام باندھے تو اس کو ضروری ہے کہ ان دو احراموں میں سے ایک احرام کو توڑ دے یعنی کوئی فعل مخالف احرام کے مثل حلق وغیرہ کے بہ نیت احرام توڑنے کے کرے اور اس احرام توڑنے کی جنایت کے کفارہ میں ایک قربانی کرے۔ پس اگر اس نے حج کا احرام توڑا ہے اور یہی بہتر ہے تو اس پر اس سال ایک عمرہ اور سال آئندہ میں ایک حج ضروری ہے اور اگر حج کا زمانہ باقی ہو اور اسی سال حج کرلے تو پھر عمرہ کی حاجت نہیں اور اگر اس نے عمرہ کا احرام توڑا ہے تو صرف عمرہ کی قضا اس کو کرنی ہوگی چاہے اسی سال کرلے چاہے سال آئندہ میں۔

غیر آفاقی کی قید اس لیے لگائی گئی کہ آفاقی اگر ایسا کریگا تو اس کو کسی احرام کے توڑنے کی حاجت نہیں کیونکہ وہ صورت مفروضہ میں قارن ہو جائیگا اور اگر عمرہ کے چار یا چار سے زیادہ شوط طواف کے کر چکا ہوگا تو متمتع ہو جائیگا اور قران اور تمتع آفاقی کے لیے ممنوع نہیں ہے عمرہ کے چار شوط سے کم طواف کرنے کی قید اس لئے لگائی گئی کہ اگر عمرہ کا طواف بالکل کیا ہی نہ ہوگا تو پھر عمرہ کے احرام کا خاص کر توڑنا ضروری ہوگا۔ اور چار شوط یا اس سے زیادہ عمرہ کا طواف کر چکا ہوگا تو پھر خاص کر حج کے احرام کا توڑنا لازم ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو پھر اس پر دوسرے حج کا احرام باندھے تو اس

---

[1] غیر آفاقی وہ شخص جو کہ مکہ کا یا حرم کے اندر اور کسی مقام کا رہنے والا ہو متمتع اپنے عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام کرے وہ بھی حکماً غیر آفاقی ہے ۱۲

کی تین صورتیں ہیں اول یہ کہ دونوں حجوں کا احرام ساتھ ہی باندھے دوسرے یہ کہ ایک حج کا احرام باندھنے کے بعد بغیر اس کے کہ اس کے افعال شروع کر دینے کے بعد دوسرے حج کا احرام باندھ لے تیسرے یہ کہ ایک حج کا احرام باندھ کر اس کے افعال شروع کر دینے کے بعد دوسرے احرام باندھے پہلی دونوں صورتوں میں دو حج اس کے ذمہ لازم ہو جائیں مگر ایک کا احرام توڑ دے جب چلنے لگے اور اس کو سال آئندہ قضا کرے اور ایک عمرہ بھی اس کے ذمہ ضروری ہوگا اور ایک قربانی کرنی ہوگی۔ تیسری صورت میں اگر دوسرے حج کا احرام دسویں تاریخ کو حلق یا تقصیر کے بعد باندھا ہے تو اس دوسرے حج کا سال آیندہ میں ادا کرنا اس پر ضروری ہے اور جب تک اس کو ادا نہ کرے گا محرم رہے گا اور اگر دسویں تاریخ کو حلق و تقصیر سے پہلے حج کا احرام باندھ لیا ہے تو پہلے حج کے لیے حلق یا تقصیر کرائے اور سال آیندہ میں دوسرا حج کرے اور ایک قربانی بھی جنایت کے بدلہ میں کرے اور اگر دسویں تاریخ سے پہلے احرام دوسرے حج کا باندھ لیا تو بدستور اس دوسرے احرام کو توڑ ڈالے اور ایک قربانی جنایت کی دے اور سال آیندہ میں دوسرا حج کرے۔

(۳) اگر کوئی شخص عمرے کے احرام پر دوسرے عمرہ کا احرام باندھ لے تو اگر پہلے عمرہ کی سعی سے فارغ نہیں ہوا تو دوسرے عمرہ کا احرام خود بخود پہلے عمرہ کی سعی شروع کرتے ہی ٹوٹ جائے گا اور ایک قربانی اس احرام کے توڑنے کی اس کو دینا ہوگی اور اگر پہلے عمرہ کی سعی سے فارغ ہو چکا ہے تو دوسرے عمرہ کا احرام توڑنے کی حاجت نہیں اس کو بھی ادا کرے اور اس کے فراغت سے پہلے عمرہ کا حلق و تقصیر کرلنے کے سبب سے اور دوسرے دو عمروں کے جمع کرنے کی وجہ سے۔

(۴) اگر کوئی شخص حج کا احرام باندھ چکا ہو اس کے بعد عمرہ کا باندھ لے تو اگر غیر آفاقی ہے تو اس کا وہی حکم ہے جو پہلی قسم میں گزر چکا یعنی دو احراموں میں کسی ایک کا توڑنا اور توڑنے کے عوض میں قربانی کرنا وغیرہ اس پر ضروری ہے جیسا کہ اوپر گزر چکا اور اگر آفاقی ہے تو اس کو کسی احرام کا توڑنا ضروری نہیں دونوں اس پر لازم ہو جائیں گے اور وہ اس صورت میں متمتع کہلائے گا گو خلاف سنت ہونے کے سبب سے گنہگار ہوگا کیونکہ تمتع کی مسنون صورت یہ تھی کہ پہلے عمرہ کا احرام باندھتا اس سے فراغت کرکے حج کا احرام باندھتا یا یہ دونوں کا ساتھ باندھتا تو قران ہو جاتا۔ اب اگر وہ

Marfat.com

حج کا طواف قدوم کر چکا ہو تو اس کے لیے مستحب ہے کہ عمرہ کے احرام کو توڑ دے اور حج کرنے کے بعد عمرہ کا احرام باندھ کر عمرہ ادا کرے اور ایک قربانی اس صورت میں احرام توڑنے کی جنایت میں دے اور اگر عمرہ کا احرام نہ توڑے تب بھی درست ہے مگر ایک قربانی جنایت کی اس صورت میں بھی دینا ہوگی۔ اور اگر حج کے وقوف عرفات سے فارغ ہو چکا اس کے بعد دسویں تاریخ کو یا اس کے بعد ایام تشریق کے کسی اور دن میں عمرہ کا احرام باندھا تو اس پر عمرہ لازم ہو جائے گا گو ابھی حج کے لیے حلق وتقصیر نہ کرایا ہو اور طواف زیارت نہ کیا ہو یا کر چکا ہو۔ مگر عمرہ کے اس احرام کا توڑنا واجب ہے پھر حج کی رمی وغیرہ سے بالکل فارغ ہونے کے بعد از سر نو عمرہ کا احرام باندھ کر اس عمرہ کی قضا کرے اور احرام توڑنے کے بدلے میں قربانی کرے۔

جس شخص کا حج فوت ہو گیا ہو وہ اگر حج کا احرام باندھے یا عمرہ کا تو اس کو اس دوسرے احرام کا توڑ دینا ضروری ہے اور جب حج فوت ہو جائے تو چاہیے کہ عمرہ ادا کر کے حج کے احرام سے باہر ہو جائے اور سال آئندہ میں اس حج کی قضا کرے اور ایک قربانی اس جنایت کے بدلہ میں کرے کہ وہ بغیر حج کیے حج کے احرام سے باہر ہو گیا۔

احصار کا بیان

احصار کے معنی لغت میں تو روک لیا جانا، اور اصطلاح فقہ میں احرام کے بعد حج یا عمرہ کے کسی رکن سے روکا جانا۔ جس شخص پر ایسا واقعہ پیش آجائے تو اس کو محصر کہتے ہیں چونکہ یہ بھی ایک قسم کی جنایت ہے یعنی جس طرح جنایت کی قربانی کا قربانی کرنے والے کو کھانا جائز نہیں اسی طرح احصار کی قربانی کا بھی قربانی کرنے والے کو کھانا درست نہیں لہٰذا اس کا ذکر بھی جنایات کے بعد مناسب معلوم ہوا۔

اس جگہ ہم دو باتیں بیان کریں گے۔ اوّل تو احصار کی صورتیں دوسرے احصار کا حکم اور نتیجہ۔

Marfat.com

احصار کی صورتیں

(۱) کسی دشمن کا خوف ہو۔ دشمن سے مراد عام ہے خواہ کوئی آدمی ہو یا درندہ جانور مثلاً یہ معلوم ہو کہ راستہ میں کوئی دشمن بیٹھا ہوا ہے وہ حجاج کو ستاتا ہے لوٹتا ہے مارتا ہے یا کوئی شیر وغیرہ لاگو ہو گیا ہے اور اس کے دفعیہ کی کوئی صورت نہیں۔

(۲) بیماری۔ احرام باندھنے کے بعد بیمار ہو جائے کہ اب آگے نہیں بڑھ سکتا یا آگے بڑھ تو سکتا ہے مگر مرض میں زیادتی کا خوف ہے۔

(۳) عورت کا کوئی محرم نہیں۔ محرم ہو اور مر جائے یا کہیں چلا جائے یا ہو ہی نہیں یا ہمراہ جانے سے انکار کر دے۔ ان سب صورتوں میں اگر وہ احرام باندھ چکی ہے تو احصار ہو جائیگا۔

(۴) خرچ کم ہو جائے۔ مثلاً چوری ہو جائے یا پہلے ہی کم ہمراہ لایا ہو۔

(۵) عورت کے لیے عدت۔ احرام باندھنے کے بعد شوہر مر جائے یا طلاق دیدے اور وہ پابند عدت ہو جائے تو یہ احصار ہو جائیگا۔ ہاں اگر وہ عورت اس وقت مقیم ہے اور اس کے وطن سے مکہ بقدر مسافت سفر نہیں ہے تو احصار نہ سمجھا جائیگا، عدت کا مسئلہ تفصیل حج کی شرائط میں گزر چکا۔

(۶) راستہ بھول جائے اور کوئی راہ بتانے والا نہ مل سکے۔

(۷) عورت کے لیے شوہر کا منع کرنا بشرطیکہ حج کا احرام بغیر اس کی اجازت کے باندھا ہو حج فرض کے روکنے کا اور حج نفل میں بعد اجازت دینے کے روکنے کا اختیار شوہر کو نہیں ہے

(۸) لونڈی غلام کو اس کے مالک کا منع کرنا۔

احصار کا حکم

اگر محصر اپنے گھر لوٹ آئے اور اس مانع کے زائل ہونے تک اپنے احرام پر قادر ہے پھر جب احصار دفع ہو جائے تو جس چیز کا احرام باندھا ہے اس کو ادا کرے تو یہ بھی جائز ہے اور اس صورت میں اگر حج کا احرام باندھا تھا اور اسی سال حج کا وقت

مل گیا تو خیر ورنہ عمرہ کر کے اپنے پہلے احرام سے باہر ہو جائے اور پھر جدید احرام باندھ کر حج کرے۔

اور اگر محصر یہ چاہے کہ میں احرام سے باہر ہو جاؤں تو اگر وہ مفرد یا معتمر ہے تو ایک قربانی یا اس کی قیمت حرم میں بھیج دے اور جو قارن ہو تو دو قربانیاں یا ان کی قیمت بھیج دے کہ اس قیمت سے وہاں قربانی کا جانور مول لے لیا جائے یہ قربانی حرم میں کسی مقام پر ذبح کر دی جائے گو دسویں تاریخ سے پہلے ہی کیوں نہ ہو اور قربانی بھیجتے وقت یہیں سے اس کے ذبح کا دن مقرر کر دے تاکہ اسی دن یہ محصر اپنے کو احرام سے باہر سمجھنے لگے معاذاً ذبح کرتے ہی احرام سے باہر ہو جائیگا حلق یا تقصیر کرائے یا نہ کرائے۔

اگر کسی محصر نے یہ سمجھ کر کہ اب قربانی ذبح ہو گئی ہو گی اپنے کو احرام سے باہر سمجھ لیا اور کوئی فعل خلاف احرام کیا اور بعد کو معلوم ہوا کہ اس دن قربانی ذبح نہیں ہوئی تھی یا ذبح تو اسی دن ہو گئی تھی مگر حرم میں ذبح نہیں ہوئی تو ایسی صورت میں جس قدر جنایتیں اس نے کی ہوں گی ہر جنایت کے عوض میں جزا دینی پڑے گی۔ (در مختار)

پھر جب احصار جاتا رہے اور اس محصر نے حج کا احرام باندھا ہو اور اس سال حج کا زمانہ باقی ہو اور حج کرنے جائے تو مفرد ایک حج اور عمرہ کرے اور قارن دو عمرہ اور ایک حج کرے اور اگر احرام عمرہ کا تھا تو صرف ایک عمرہ کرلے۔

اگر قربانی روانہ کرنے کے بعد احصار جاتا رہا اور یہ ممکن ہے کہ اگر وہ محصر روانہ ہو جائے تو قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے پہنچ جائیگا اور حج بھی مل جائیگا اس پر واجب ہے کہ فوراً روانہ ہو جائے اور اگر یہ ممکن نہیں یعنی قربانی کے ذبح ہونے سے پہلے نہیں پہنچ سکتا یا کہ حج نہیں مل سکتا تو پھر اس پر فوراً جانا واجب نہیں۔

کوئی شخص اگر مکہ میں ہے اور وہ حج کے دونوں رکنوں یعنی طواف اور وقوف عرفات سے روکا جائے تو وہ محصر ہو جائیگا اور اگر صرف ایک رکن سے روکا جائے مثلاً صرف طواف سے یا صرف وقوف عرفات سے تو پھر وہ محصر نہیں ہے یعنی اس کو اس روکے جانے کے عوض میں قربانی نہ کرنی پڑے گی ہاں اگر وقوف سے روکا گیا ہے تو سال آیندہ میں اس کی قضا کرنی پڑے گی۔

جس شخص سے حج فوت ہو جائے اس کو چاہیے کہ عمرہ کر کے احرام سے باہر ہو جائے اگر وہ مفرد ہے تو ایک عمرہ کرے قارن ہے تو دو عمرہ کر کے اور بعد اس کے حلق یا تقصیر کرائے اور پھر سال آیندہ میں اس حج مفرد یا قران کی قضا کرے۔ قران کی قضا میں یہ

ضروری نہیں کہ وہ بھی قران ہو بلکہ اختیار ہے کہ عمرہ کا احرام علیحدہ باندھ کر عمرہ کرے اور حج کا احرام جداگانہ باندھ کر حج کرے۔

دوسرے کی طرف سے حج کرنا

ہم اگلی جلدوں میں لکھ چکے ہیں کہ عبادت کی تین قسمیں ہیں بعض تو صرف بدنی ہیں جیسے نماز روزہ، تلاوت، ذکر وغیرہ۔ اور بعض صرف مالی ہیں جیسے زکوٰۃ، صدقہ فطر، عشر وغیرہ، اور بعض دونوں سے مرکب ہیں جیسے حج، عمرہ، زیارت قبور مقدسہ انبیاء و اولیاء پہلی قسم کی عبادات کا دوسرے کی طرف سے کرنا درست نہیں یعنی اس کے ذمہ سے فرض ساقط نہیں ہو سکتا مثلاً کوئی شخص نماز نہ پڑھے اور دوسرے سے پڑھوادے یا خود روزہ نہ رکھے دوسرے سے رکھوادے تو درست نہیں ہاں اگر ان عبادات کا ثواب کسی کو پہنچانا ہو تو بے شبہ درست ہے عہ دوسری قسم کی عبادات کا دوسرے کی طرف سے کرنا درست ہے یعنی اس کے ذمہ سے فرض اتر جاتا ہے اور ان کا ثواب بھی دوسرے کو پہنچانا جائز ہے۔

تیسری عہ قسم کی عبادات کا ثواب بھی دوسرے کو پہنچ جاتا ہے مگر اس کے ذمہ سے فرض اترنے کے لئے چند شرائط ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے، حج بھی اسی تیسری قسم کی عبادات میں ہے لہٰذا ہم ہر جگہ حج کی تخصیص کریں گے کیونکہ اصالتاً اسی کا بیان کرنا مقصود ہے اسی پر تیسری قسم کی تمام عبادات کا قیاس کر لیا جائے۔

(۱) وہ شخص جس کی طرف سے حج کیا جاتا ہے بذات خود حج کرنے سے معذور ہو

عہ امام مالک اور امام شافعی اس مسئلہ میں مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ عبادات بدنیہ کا ثواب دوسرے کو نہیں پہنچتا باقی اقسام کی عبادتوں کا ثواب ہے وہ بھی متفق ہیں حنفیہ کی تائید میں بہت احادیث صحیحہ اور آیات قرآن مجید وارد ہیں اور وہ اپنے مقام میں مذکور ہیں ۱۲ عہ اس تیسری قسم کی عبادات کے سوا اور کوئی عبادت خدا کی طرف سے فرض نہیں کی گئی ہاں اگر خود کسی عبادت کی نذر کرے تو واجب ہو جائے گی مثلاً کسی نبی کی قبر پاک کی زیارت کی نذر کرے تو وہ واجب ہو جائے گی اور اس کا وجوب بغیر ان شرائط کے نہ اتر یگا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت بھی واجب ہے جیسا کہ ہم آئندہ بہت محققانہ طور پر بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲

Marfat.com

اور وہ معذوری اگر ایسی ہو کہ اس کے زائل ہو جانے کی امید ہے تو اس معذوری کا آخر وقت یعنی موت تک رہنا شرط ہے اور اگر وہ معذوری ایسی ہے کہ اس کے زائل ہو جانے کی امید نہیں ہے جیسے بڑھاپے کا ضعف یا نابینا ہونا یا پیروں کا کٹا ہونا وغیرہ تو پھر اس معذوری کا آخر وقت تک رہنا شرط نہیں حتیٰ کہ اگر بعد اس کے کہ دوسرے نے اس کی طرف سے حج کر لیا اور پھر وہ معذوری جاتی رہی تو اس کو بذات خود حج نہ کرنا پڑیگا، فرض اتر چکا بخلاف پہلی قسم کی معذوری کے کہ اگر وہ زائل ہو جائے تو پھر دوبارہ حج کرنا پڑے گا۔

(۲) یہ معذوری حج کرانے سے پہلے پائی جاتی ہو اگر اس وقت نہ تھی اور بعد کو پیدا ہو گئی تو اس کا اعتبار نہیں یعنی وہ حج اس کی طرف سے صحیح نہ ہوگا بلکہ اب بعد معذوری پیدا ہو جانے کے اس کو چاہیئے کہ کسی کو حج کے لئے بھیجے۔

(۳) جس کی طرف سے حج کیا جائے احرام باندھتے وقت اس کی نیت کرنا مثلاً یوں کہے کہ میں فلاں شخص کی طرف سے احرام باندھتا ہوں اس کی طرف سے تلبیہ کہتا ہوں اور اگر اس کا نام بھول گیا ہو تو صرف یہی کہدینا کافی ہوگا کہ جس نے مجھے بھیجا ہے اس کی طرف سے میں احرام باندھتا ہوں۔

(۴) جس کی طرف سے حج کیا جاتا ہو اس نے حج کرنیکا حکم دیا ہو یعنی یہ کہا ہو کہ تو میری طرف سے حج کر بغیر کہے ہوئے اگر کوئی شخص کسی کی طرف سے حج کرے تو اس دوسرے شخص کے ذمہ سے فرض ساقط نہ ہوگا، اگر کوئی شخص[۱] مرتے وقت وصیت کر گیا ہو کہ میری طرف سے حج کرا دیا جائے تو یہ بھی حکم ہے وارث اگر بغیر وصیت کے حج کرے یا کسی سے کرائے تب بھی درست ہے یعنی فرضیت ساقط ہو جائے گی۔

(۵) جس کی طرف سے حج کیا جائے روپیہ وہی دے پورے خرچ کے بقدر یا اکثر حصہ اگر کوئی شخص اپنے مال سے خرچ کر کے دوسرے کی طرف سے حج کرے اور پھر اس سے خرچ لے لے تو اس دوسرے کی طرف سے حج کرنا صحیح ہو جائیگا اس کے ذمہ سے فرض اتر جائیگا ہاں اگر خرچ اس سے نہ لے تو پھر اس کی طرف سے حج ادا نہ ہوگا۔

---

[۱] بعض فقہا کہتے ہیں کہ اگر غیر وارث بھی بغیر وصیت کے اپنی طرف سے احسان کر کے کسی دوسرے کے عوض حج کرائے تو اس دوسرے کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائیگا مگر یہ قول اکثرین کے خلاف ہے ۱۲

Marfat.com

(۶) جو شخص اپنی طرف سے حج کرائے اس نے اگر کسی خاص شخص کی نسبت کہا ہو کہ وہ میری طرف سے حج کرے تو اسی خاص شخص کا حج کرنا اگر دوسرا شخص کرے تو اس کی طرف سے حج ادا نہ ہوگا ہاں اگر کسی شخص کو روپیہ دے کر اس سے کہہ دیا جائے کہ تجھے اختیار ہے چاہے خود حج کرنے جائے چاہے کسی اور کو بھیج دے تو پھر وہ شخص چاہے خود جائے چاہے کسی اور کو بھیج دے بہرحال اس روپیہ دینے والے کی طرف سے حج ادا ہو جائیگا۔

(۷) جس شخص کی طرف سے حج کیا جاتا ہے اس پر حج فرض ہو ورنہ فرض نہ ساقط ہوگا مثلاً کوئی فقیر یا ایسا شخص جس میں حج کی فرضیت کے شرائط نہیں پائے جاتے اپنی طرف سے کسی کو حج کرائے تو اس کے ذمہ سے فرض نہ ساقط ہوگا یعنی اس حج کرانے کے بعد اگر اس میں شرائط فرضیت حج کے پائے جائیں گے تو پھر اس کو حج کرانا ہوگا۔

(۸) حج جس شخص سے کرایا جاتا ہے وہ راستہ سواری پر طے کرے نہ پیادہ پا ہاں اگر خرچ کم پڑ جائے اور اس وجہ سے کچھ راستہ پیادہ پا کرے تو درست ہے۔

(۹) جس شخص سے حج کرایا جائے وہ وہیں سے سفر کرے جہاں وہ شخص رہتا ہو جس کی طرف سے حج کرایا جاتا ہے اور اگر وہ شخص مر گیا ہو اور اس کے وارث اس کی طرف سے حج کراتے ہوں تو میت کا تہائی[ا] مال جس مقام سے کفایت کرے وہیں سے حج کے لیے سفر کیا جائے۔

(۱۰) جو شخص کسی کی طرف سے حج کرے وہ حج کو فاسد نہ کرے اگر فاسد کردیگا اور پھر اس کی قضا کردے گا تو دوسرے شخص کی طرف سے فرضیت کو ساقط نہ کرے گا۔

(۱۱) جو شخص کسی دوسرے کی طرف سے حج کرنے جائے وہ اس کے حکم کی مخالفت نہ کرے یعنی اگر اس نے افراد کو کہا ہو تو افراد کرے قران کو کہا ہو تو قران کا احرام باندھے تمتع کے لئے کہا ہو تو تمتع کرے ہاں اگر اس نے افراد کے لئے کہا تھا اور اس نے پہلے اس کی طرف سے حج کیا بعد اس کے پھر اپنے لئے عمرہ کیا تو درست ہے مگر اس زمانہ کے قیام کا خرچ وغیرہ اس دوسرے شخص کے ذمہ نہ ہوگا بلکہ اس کو اپنے پاس سے کرنا چاہیئے۔

(۱۲) جو شخص دوسرے کی طرف سے حج کرے وہ ایک ہی حج کا احرام باندھے اگر وہ شخص ایسا

[ا] مثلاً بیٹا اپنے باپ کی طرف سے بغیر وصیت کے حج کرلے تو فرض اتر جائیگا ۱۲ منہ تہائی مال کی قید اس لئے لگادی گئی کہ وصیت صرف تہائی مال میں جاری ہوتی ہے اور یہ صورت بھی وصیت کے مثل ہے ۱۲ ار

کریگا کہ ایک حج کا احرام دوسرے کی طرف سے اور ایک کا اپنی طرف سے باندھے گا تو دوسرے کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہ ہوگی ہاں اگر دوسرے حج کا احرام توڑے تو درست ہے۔

(۱۳) ایک ہی شخص کی طرف سے حج کا احرام کرنا، اگر دو آدمی مل کر کسی شخص کو حج کرنے کے لیے بھیجیں اور وہ دونوں کی طرف سے حج کا احرام باندھے تو کسی کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہ ہوگی اگرچہ بعد حج کے ان دونوں میں سے کسی ایک کی تخصیص کرے، ہاں[۱] اگر کوئی وارث اگر اپنے دو مورثوں کی طرف سے بغیر ان کی وصیت کے حج کرے تو درست ہے یعنی اگر ان دو مورثوں میں سے کسی ایک کے ذمہ حج فرض تھا اور اس نے بعد حج کرنے کے اس کی تخصیص کر لی کہ میں اس کی طرف سے حج کرتا ہوں تو اس کے ذمہ سے فرض[۲] اتر جائیگا۔

(۱۴) جس سے حج کرایا جائے وہ مسلمان ہو۔

(۱۵) جس سے حج کرایا جائے وہ عاقل ہو۔ مجنون نہ ہو۔

(۱۶) جس سے حج کرایا جائے وہ سمجھدار ہو گو نابالغ ہو۔ ناسمجھ بچے سے اگر حج کرایا جائے تو فرضیت ساقط نہ ہوگی۔

(۱۷) جو شخص دوسرے کی طرف سے حج کرنے جائے حج اس سے فوت ہو اگر ہو جائے گا اور وہ پھر قضا کرے گا تو دوسرے کے ذمہ سے فرضیت ساقط نہ ہوگی یہ سب شرائط فرضیت ساقط ہونے کے لیے ہیں محض ثواب پہنچانے کے لیے ان شرائط کی ضرورت

---

[۱] مثلاً بیٹا اپنے ماں باپ دونوں کی طرف سے حج کا احرام باندھے چنانچہ اس کے فضائل احادیث صحیحہ میں بکثرت وارد ہوئے ہیں دارقطنی میں متعدد طرق سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی اپنے ماں آپ کی طرف سے حج کرے تو اللہ اس کا حج پورا کر دیگا اور اس کو دس حج کے برابر ثواب ملے گا اور قیامت کے دن نیک لوگوں کے ساتھ اس کا حشر ہوگا۔ افسوس ہے کہ اکثر لوگ اس بات سے غافل ہیں۔ اگر حج کرتے جاتے ہیں تو اپنے ماں باپ کو اس کا ثواب نہیں پہنچاتے حالانکہ اس سے ان کا نقصان نہ ہوگا ان کا فرض بھی اتر جائے گا۔

[۲] اس مقام پر ایک یہ بات باقی ہے کہ اگر یہ حج اس وارث نے اپنا فرض اتارنے کے لیے کیا ہو تو صرف مورث کا فرض اترے گا یا صرف اس کا یا دونوں کا، محققین فقہا کی تحریر اور ظاہر احادیث سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دونوں کا اتر جائیگا ۱۲ ردالمحتار

نہیں۔ ان شرائط[1] کے سوا اور کوئی شرط ہمارے یہاں نہیں ہے ہمارے یہاں عورتوں سے، غلام سے اور اس شخص سے جس نے اپنے لیے کبھی حج نہ کیا ہو حج کرا لینا درست ہے۔ فرضیت ساقط ہو جائے گی۔ ان شرائط کے علاوہ اور شرائط بھی علماء نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں حتیٰ کہ صاحب لباب المناسک نے بیس شرطیں گنادی ہیں لیکن بعض تو ان میں مکرر ہیں یعنی صرف عبارت کا فرق ہے۔ مآل ایک ہی ہے اس لئے ہم نے ان کو حذف کر دیا اور بعض درحقیقت شرط ہی نہیں ہیں مثلاً صاحب درمختار اور صاحب لباب المناسک وغیرہما لکھتے ہیں کہ جس سے حج کرایا جائے اس سے اجرت کا معاملہ نہ کیا جائے یعنی یوں نہ کہا جائے کہ ہم تم کو اس قدر روپیہ دیں گے۔ تم اس کے عوض میں ہماری طرف سے حج کرا آؤ اگر ایسا کیا جائیگا تو حج کرانے والے کی طرف سے وہ حج صحیح نہ ہوگا حالانکہ یہ قول خلاف تحقیق اور خلاف ظاہر روایت[2] ہے محققین نے لکھا ہے کہ یہ صورت ناجائز ہے کیونکہ اس صورت میں عبادت کی اجرت لازم آتی ہے اور عبادت پر اجرت[3] لینا ناجائز ہے لہٰذا اس قسم کا معاملہ جائز ہی نہ ہوگا اور یہ اجارہ باطل ہو جائے گا اور حج کرنے والے کو صرف اسی قدر روپیہ دینا ہوگا جو حج میں خرچ ہوا ہے خواہ اجارہ اس سے کم پر ہوا ہو یا زیادہ پر اور حج اس کی طرف سے درست ہو جائے گا مثال زید نے عمرو سے کہا کہ ہم تم کو پانچسو روپیہ دیں گے تم ہماری طرف سے حج کرا آؤ تو یہ اجارہ باطل ہے زید کو صرف اسی قدر روپیہ دینا ہوگا جو عمرو نے حج میں خرچ کیا ہو خواہ وہ پانچ سو سے زیادہ ہو یا پانچ سو سے کم (ردالمختار وغیرہ)

شرائط کا بیان تو ہو چکا اب مسائل کا بیان کیا جاتا ہے۔

(۱) جس شخص کو حج کے لئے بھیجا ہے اگر وہ محصر ہو جائے تو احصار کی قربانی کی قیمت

---

[1] امام شافعی کے نزدیک اس کے علاوہ اور بھی شرائط ہیں مثلاً مرد ہونا، آزاد ہونا اور اپنی طرف سے حج کر چکنا ان کے نزدیک عورت اور غلام اور اس شخص کا حج دوسرے کی طرف سے درست نہیں جس نے کبھی اپنے لیے حج نہ کیا ہو ۱۲

[2] ظاہر روایت اس مسئلہ کو کہتے ہیں جو امام محمد کی ان چھ کتابوں میں ہوں۔ جامع صغیر[1] جامع کبیر[2] سیر صغیر[3] سیر کبیر[4] زیادات[5] مبسوط[6] ۱۲ م

[3] متاخرین علماء نے بعض بعض عبادتوں پر اجرت لینے کو جائز لکھا ہے مثلاً تعلیم دین، اذان وامامت وغیرہ کے اس مسئلہ کو اگر خدا نے چاہا تو ہم بہت مدلل ومبسوط بیان کریں گے ۱۲

اسی شخص کے ذمہ واجب ہے جس نے حج کے لیے بھیجا ہے اور اگر وہ مر گیا ہو تو اس کے تہائی[1] مال سے لی جائے پھر سال آئندہ میں ایک حج اس حج کے بدلہ کرے جیسا کہ احصار کا عام قاعدہ ہے پھر اس کے بعد دوسرے سال ایک حج کرنے والے کی طرف سے کرے۔

(۲) جس شخص کو حج کے لیے بھیجا ہے اگر اس سے حج فوت ہو جائے تو دیکھنا چاہیے کہ اس کے قصور سے فوت ہوا ہے یا کسی ناگہانی آفت کی وجہ سے پہلی صورت میں اس پر ضروری ہوگا کہ بھیجنے والے کا جس قدر روپیہ خرچ کیا تھا اس کو اپنا سمجھے اور پھر اپنے پاس سے خرچ کر کے علاوہ اس حج کے جو فوت ہو جانے کے بدلے میں اس کو کرنا پڑے گا حج کرانیوالے کے لیے ایک حج اور کرے۔

(۳) قران اور تمتع کی قربانیاں اور جنایت[2] کی قربانی حج کرنے والے کے ذمہ ہوں گی نہ حج کرانے والے کے اگرچہ[3] حج کرانے والے نے تمتع یا قران کی اجازت دی ہو۔

(۴) اگر دوسرے کی طرف سے حج کرنے والا حج کو فاسد کر دے تو اس کی قضا سال آئندہ میں اس کے ذمہ ضروری ہوگی مگر یہ قضا کا حج کرنے والے کی طرف سے نہ ہوگا بلکہ حج کرانے والے کے لیے اس کے علاوہ ایک حج اور اس کو کرنا پڑے گا اور اس کا خرچ اس کو اپنے پاس سے کرنا پڑے گا حج کرانے والے سے تو پہلے ہی لے چکا ہے۔

(۵) جس کو کسی میت کی طرف سے حج کے لیے بھیجا ہے اگر وہ وقوف عرفات سے پہلے مر جائے یا اس کا روپیہ چوری جائے تو جس قدر مال میت کا باقی ہے اس کی تہائی سے دوسرا حج کرایا جائے اسی مقام سے جہاں وہ میت رہتا تھا اور اگر تہائی مال اس قدر نہ ہو تو جہاں سے

---

[1] بعض فقہا کہتے ہیں کہ تہائی مال سے نہیں بلکہ کل مال سے یعنی اگر کل مال قربانی میں خرچ ہو جائے تو خرچ کر دیں گے بعض نے اس پر فتویٰ بھی دیا ہے مگر زیادہ قوی وہی قول ہے جو کتاب میں لکھا گیا۔ [2] جنایت کی قربانی کا اس کے ذمہ ہونا ظاہر ہے اس لیے کہ اسی کا قصور ہے سزا بھی اسی کو ملنی چاہیے قربانی رہی قران اور تمتع کی قربانی کا تو اس کے ذمہ واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں قربانیاں شکریہ کی ہیں اور یہ شکریہ اسی شخص پر واجب ہوتا ہے جو حقیقۃً تمتع اور قران کرے اور حقیقۃً ان کا کرنیوالا یہی شخص ہے نہ بھیجنے والا ۱۲ [3] یہ شرط اس واسطے لگائی گئی کہ اگر اس نے اجازت نہ دی ہوگی تو یہ حج اس کی طرف سے نہ ہوگا اور ایسی حالت میں بدرجہ اولیٰ اسی شخص کے ذمہ تمتع اور قران کی قربانی واجب ہوگی ۱۲

ممکن ہو وہیں سے حج کرادیا جائے پھر اگر یہ دوسرا شخص جو بھیجا گیا اس پر بھی وہی واقعہ پیش آئے یعنی مرجائے یا اس کا مال چوری جائے تو پھر جس قدر مال میت کا باقی ہے اس کے تہائی سے پھر حج کرایا جائے اگر یہ واقعہ پھر پیش آجائے تو پھر ایسا ہی کیا جائے یہانتک کہ سب مال ختم ہو جائے یا اسی قدر مال رہ جائے جس میں حج نہیں ہو سکتا۔

(۵) حج کے لیے کسی دوسرے کو بھیجنا یا بھیجنے کی وصیت کر جانا اسی حالت میں ضروری ہے کہ اس پر حج فرض ہو چکا ہو اور خود نہ جا سکے، اگر کوئی شخص حج کے لیے گھر سے چلا مگر وقوف عرفات سے پہلے مرگیا تو اس پر حج کے لیے وصیت کرنا اسی حالت میں ضروری ہے کہ جس سال حج اس پر فرض ہوا تھا اس سال سے اس نے تاخیر کر دی ہو اگر اسی سال حج کرنے چلا گیا تو پھر وصیت کر جانے کی کچھ حاجت نہیں۔

(۶) اگر کوئی شخص کسی سے کہے کہ تو اسی سال جا کر میری طرف سے حج کر آ اور وہ اس سال نہ جائے تو وہ مخالفت[1] کرنے والا نہ سمجھا جائیگا اور جب حج کرے گا درست ہو جائے گا، یعنی بھیجنے والے کی طرف سے فرض ادا ہو جائے گا۔

(۷) جس قدر روپیہ کسی شخص کو حج کے لیے دیا جائے اگر اس میں کمی پڑ جائے تو وہ اس قدر بھیجنے والے سے اور لے اور اگر کچھ بچ رہے تو واپس کرے، ہاں اگر بھیجنے والا یہ کہے کہ جس قدر بچ جائے اس کی بابت میں تجھے اختیار دیتا ہوں کہ جس کو چاہے دیدے چاہے خود اپنے صرف میں لے آئے تو اس صورت میں بچے ہوئے روپیہ کا اپنے صرف میں لے آنا اس شخص کے لیے جائز ہو جائیگا۔

حج کی نذر ماننا

حج جس طرح کہ خدا کی طرف سے جب اس کی شرائط پائے جائیں فرض ہے اور اس حج کو حجۃ الاسلام کہتے ہیں، اسی طرح اگر کوئی شخص حج کی نذر مانے تو وہ بھی واجب ہو جاتا ہے اور اس شخص پر حج کرنا ضروری ہو جاتا ہے، یہی حال تمام عبادات کا ہے اگرچہ وہ فی نفسہ واجب نہ ہوں مگر نذر کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔

[1] اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ اگر حج کرنے والے کے حکم کی مخالفت کریگا تو حج اس کی طرف سے نہ ہوگا ۱۲۔

Marfat.com

تیسری جلد میں نذر روزہ کے بیان میں ہم لکھ چکے ہیں کہ نذر کے الفاظ میں قسم کا بھی احتمال ہے جس لفظ سے نذر کا مفہوم ادا ہوتا ہے اسی قسم کا بھی مطلب سمجھا جاتا ہے دونوں مثل لازم وملزوم کے ہیں نذر کہتے ہیں ایک غیر واجب چیز کے واجب کر لینے کو اور قسم کہتے ہیں مباح[1] چیز کے حرام کر لینے کو پس جب کسی غیر واجب چیز کو کرنا اپنے اوپر واجب کیا جائے گا تو اس کا نہ کرنا جو مباح تھا حرام ہو جائیگا مثلاً جب کسی شخص نے نفل نماز کی نذر مانی تو اب اس نفل نماز کا پڑھنا اس پر واجب ہو گیا اور اس نفل کا نہ پڑھنا جو اس کے لیے مباح تھا اس پر حرام ہو گیا برخلاف بیان سابق کے حج کی اگر کوئی شخص نذر مانے گا تو اس سے قسم مراد نہ ہو گی، یعنی اگر چاہے کہ حج نہ کرے اور جس طرح قسم کا کفارہ دینے سے قسم کے خلاف کرنیکا گناہ اتر جاتا ہے اس کا کفارہ دے کر نذر کے حج نہ کرنے کے گناہ سے سبکدوش ہو جائے تو ممکن نہیں (عالمگیریہ)

نذر اگر کسی شرط پر معلق کی جائے مثلاً یوں کہا جائے کہ میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میرے اوپر ایک حج ضروری ہے یا میں ایک حج کی نذر مانتا ہوں تو جب وہ شرط جائے گی حج کرنا اس پر ضروری ہو گا۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں احرام کی نذر مانتا ہوں یا مکہ مکرمہ یا کعبہ معظمہ جانے کی نذر مانتا ہوں اور اس کے ساتھ حج یا عمرہ کی تخصیص نہ کرے تو اس پر ایک حج یا عمرہ واجب ہو جائے گا دونوں میں سے جس کو ادا کرے گا نذر پوری ہو جائے گی۔

اگر کوئی شخص پیادہ پا حج یا عمرہ کرنے کی نذر کرے تو صحیح یہ ہے کہ اس کو اپنے مکان سے مکہ مکرمہ تک پیادہ پا جانا ضروری ہے اور حج میں طواف زیارات کے بعد اور عمرہ میں سعی کے بعد اس کو سوار ہو جانا جائز ہو جائیگا۔ اگر اس کے خلاف کریگا یعنی پورا راستہ یا اس کا اکثر حصہ سواری پر قطع کرے گا تو اس کو ایک قربانی کرنی ہو گی۔ (عالمگیریہ)

اگر کوئی شخص مکہ معظمہ یا کعبہ شریفہ تک پیادہ پا جانے کی نذر کرے تو یہ نذر لغو ہو جائے گی یعنی اس پر حج یا عمرہ واجب نہ ہو گا۔

اگر کوئی شخص کہے کہ میں حجۃ الاسلام دو دفعہ کرنے کی نذر کرتا ہوں تو اس کی یہ نذر

---

[1] مباح اس فعل کو کہتے ہیں جس کا کرنا اور نہ کرنا برابر ہو یعنی جس طرح اس کے کرنے میں ثواب نہیں اسی طرح اس کے نہ کرنے میں کچھ گناہ نہیں ۱۲

لغو ہو جائے گی حجۃ الاسلام ایک بار سے زیادہ نہیں ہوتا۔

اگر کوئی شخص ایک ہی سال کئی حج کرنے کی نذر مانے تو جتنے حجوں کی نذر کریگا سب اس پر لازم ہو جائیں گے مگر ایک سال میں ایک ہی حج کرنا ہوگا۔

اگر کوئی شخص مثلاً ایک سال میں تیس حجوں کی نذر مانے اور اپنے بدلے تیس آدمیوں کو ایک ہی سال میں حج کرنے کے لیے بھیجدے تو اگر حج کا زمانہ آنے سے پہلے وہ خود کرنے سے معذور ہو گیا یا مر گیا تو وہ کل حج اس کی طرف سے ہو جائیں گے اور اگر حج کے زمانے میں وہ صحیح و تندرست رہا کہ خود حج کر سکتا ہے تو انتیس حج اس کی طرف سے ہو جائیں گے۔ ایک حج نہ ہوگا۔ اور یہ ایک حج جب خود ہی کریگا تب ادا ہوگا۔

اگر کوئی نذر کا حج کرنے جائے اور ابھی تک اس نے حجۃ الاسلام سے فراغت نہ کی ہو اور اس کی فرضیت کے شرائط اس میں پائے جاتے ہوں تو اسی حج نذر کے ضمن میں حجۃ الاسلام بھی ادا ہو جائے گا۔ بشرطیکہ اس کی نیت کرے ورنہ جیسی نیت کرے گا ویسا ہی ہوگا (عالمگیری)

متفرق مسائل

(۱) اگر وقوف عرفات کے بعد کچھ لوگوں کی شہادت سے یہ بات معلوم ہو جائے کہ آج آٹھویں تاریخ ہے تو یہ شہادت مان لینی چاہیے اور دوسرے دن نویں کو پھر وقوف کرنا چاہیے اور اگر دسویں تاریخ کو شہادت گزرے کہ جس دن وقوف کیا گیا وہ آٹھویں تاریخ تھی تو یہ شہادت قبول نہ کی جائیگی اور وقوف صحیح ہو جائیگا اور اگر آٹھویں تاریخ کو اس بات کی شہادت گزر جائے کہ آج نویں تاریخ ہے تو اس صورت میں اگر امام اور اکثر حاضرین وقوف عرفات کر سکیں تو شہادت مان لی جائے، اور اگر یہ بات ممکن نہ ہو تو شہادت نہ مانی جائے اور جو لوگ شہادت دیتے ہیں ان کو بھی یہی حکم دیا جائیگا کہ تمام لوگوں کے ہمراہ تم بھی وقوف کرو اور اگر وہ لوگ اس کے خلاف کرینگے یعنی اپنی شہادت کے موافق عمل کرینگے اور لوگوں کی رفاقت چھوڑ دیں گے تو ان کا حج نہ ہوگا (تبیین الحقائق)

حاصل یہ کہ جس صورت میں شہادت کے مان لینے سے کل لوگوں یا اکثر لوگوں کا حج فوت ہوتا ہو اس صورت میں شہادت نہ قبول کی جائے گی اور جس صورت میں کسی کا حج فوت نہ

Marfat.com

ہونا ہو یا ہوتا ہو تو تھوڑے سے آدمیوں کا تو اس صورت میں شہادت قبول کی جائیگی (عالمگیر

(۲) اگر کوئی عورت حج کے زمانہ سے پیشتر احرام باندھ لے اگرچہ شوہر نے اجازت بھی دیدی ہو تب بھی شوہر کو اختیار ہے کہ اس کا احرام توڑ ڈالے ہاں اگر اس نے کچھ تھوڑے دنوں زمانہ حج سے پیشتر احرام باندھا ہو تو پھر نہیں تڑوا سکتا۔

(۳) لونڈی غلام نے اگر بغیر اجازت اپنے مالک کے احرام باندھ لیا ہو تو مالک ان کا احرام تڑوا سکتا ہے اور اس صورت میں وہ لونڈی غلام محصر سمجھے جائیں گے احصار کی قربانی اور حج کی قضا انہیں کے ذمہ ہوگی جس کو وہ بعد آزاد ہونے کے بجالائیں اور اگر مالک اجازت دے چکا ہو تب بھی اس کو اختیار احرام تڑوا دینے کا ہے مگر اس صورت میں احصار کی قربانی مالک کے ذمہ ہوگی مگر اجازت دے چکنے کے بعد احرام تڑوا دینا مکروہ ہے۔

(۴) لونڈی غلام کا خرید و فروخت کرنا بحالیکہ وہ احرام باندھے ہوئے ہوں جائز ہے اور مشتری کو اختیار ہے چاہے ان کو احرام پر باقی رہنے دے چاہے تڑوا دے۔

(۵) جب مالک اپنی لونڈی غلام کا یا شوہر اپنی بی بی کا احرام تڑوانا چاہے تو اس کو چاہیے کہ احرام توڑنے کے لیے ایسا فعل کرے جس کی جنایت کم ہو مثل ناخون کتروا دینے یا بال کتروا دینے وغیرہ کے۔

(۶) حج فرض اطاعت والدین سے بہتر ہے۔

(۷) کعبہ مکرمہ کی پوشش اور آب زمزم کا تبرکاً اپنے وطن لے جانا مستحسن ہے۔

حق تعالیٰ کی مدد سے علم الفقہ میں حج کا بیان ختم ہوگیا اب روضۂ مقدس جناب عرش اشتباہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی زیارت کا بیان کیا جاتا ہے جس سے اکثر فقہ کی کتابیں خالی ہیں اور یہ بسط و تفصیل تو شاید کسی کتاب میں ہو۔

ومنہ الامانۃ

Marfat.com

رسول اکرم صلعم کے روضۂ اقدس کی زیارت کا بیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

حج کا بیان ختم کرنے کے بعد روضۂ اقدس کی زیارت کا بیان کرنا ضروری معلوم ہوا کیونکہ حج اگر فرض ہے تو یہ زیارت واجب ہے جیسا کہ ہمارے آئندہ بیان سے بخوبی واضح ہو گا ہمارے فقہا نے اگرچہ اس مقام پر بہت اختصار سے کام لیا ہے مگر میرا دل یہ چاہتا ہے کہ میں اس بیان کو بھی بسط کے ساتھ زیب رقم کروں کیا عجب کہ پسند بارگاہ کریم و ہاب ہو جائے اور اس آشفتہ روزگار کی نجات کا وسیلہ بن جائے کیونکہ یہ اس کے محبوب کا ذکر ہے اگرچہ ان کی شان رفیع کے شایاں نہیں نہ صورۃً نہ معنیً مگر تاہم بہت کچھ امید ہے حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا توسل رائیگاں نہیں ہوتا ان کے دروازے سے کوئی سائل محروم نہیں لوٹتا[1]

إلى بابك العالي مددت يد الرجا

ومن جاء هذا الباب لا يخشى الردا

میں اس بیان میں سب سے پہلے مختصراً کچھ فضائل مدینہ منورہ کے بیان کروں گا اس کے بعد پھر اس مسئلہ کی تحقیق کی جائے گی کہ زیارت روضۂ اقدس واجب ہے یا سنت اور اس کے بعد زیارت کا طریقہ اور اس کی دعائیں لکھوں گا۔

[1] ترجمہ میں نے ان کے بلند دروازہ کی طرف امید کا ہاتھ پھیلایا ہے اور جو شخص اس دروازہ میں آیا نامراد لوٹنے سے بے خوف رہا

Marfat.com

مدینہ منورہ کے فضائل

اگر در مکہ مقام ابراہیم است　　به مدینہ آ که مقام محمدؐ است
اینجا بیا که مہبط از اسرار ایزدی ست　　اینجا بیا که مشرق نور محمدی است
اینجا بیا که نور یقین جلوہ می کند　　خوشوقت آں کسیکه بایں نور مہتدی است
اینجا ز دل مائدۂ عیش دائمی ست　　اینجا وصول فائدہ فیض سرمدی است
اے در حجاب ظلمت و شک ایں طرف بیا　　تا بنگری بچشم کے دیں دین احمدی است

مدینہ منورہ کا تقدس اور اس کی عظمت شان صرف اسی بات سے ظاہر ہے کہ وہ بہترین انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن تھا اور اب ان کا مدفن ہے یہ ایک ایسی بڑی فضیلت ہے جو کسی دوسرے مقام کو نصیب نہیں اور کوئی دوسری فضیلت کیسی ہی کیوں نہ ہو اس کی ہمسری کسی طرح نہیں کر سکتی ؎

ای خوشش آن سرزمین که منزل تست　　یا بر این جا گذار محمل تست
ہر کجا بہ گذری چو باد بہار　　زہد جز شمیم مشک تتار
ردی مجنوں بر آں زمیں او دلے　　که بود پائے ناقہ لیلے

مدینہ منورہ کے نام احادیث میں بکثرت وارد ہوئے ہیں یہ بھی ایک شعبہ اس کی فضیلت کا ہے منجملہ ان کے چند نام یہاں لکھتا ہوں طابہ طَیبہ طَیِّبَہ طائبہ علماء نے لکھا ہے کہ ان ناموں کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مدینہ منورہ نہایت پاک اور پاکیزہ مقام ہے نجاسات معنوی یعنی شرک و کفر سے بھی پاک ہے اور نجاسات ظاہری سے بھی بری ہے اور وہاں کی در و دیوار اور ہر چیز میں حتیٰ کہ مٹی میں بھی نہایت لطیف خوشبو آتی ہے جو ہرگز کسی دوسری خوشبودار چیز میں پائی نہیں جاتی اس خوشبو کا ادراک اکثر اہل ایمان کرتے ہیں خاصکر وہ لوگ جن کے دل حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے لبریز ہے اس خوشبو دلربا کی کیفیت سے خوب واقف ہیں حضرت شیخ شبلی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ کی مٹی میں ایک عجیب خوشبو ہے جو مشک و عنبر میں ہرگز نہیں، شیخ ابو عبداللہ عطار کا شعر ہے کہ ؎

بطیب رسول اللہ طاب نسیمها　　فما المسک والکافور والصندل الرطب

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے اس کی ہوا خوشبودار ہو گئی ہے پس نہ

مشک (اس کی برابری کر سکتا) اور نہ کافور اور صندل تر)

امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جو شخص مدینہ منورہ کو بے خوشبو کہے یا وہاں کی ہوا خراب کہے وہ واجب التعزیر ہے اسے قید کر دینا چاہیے یہاںتک کہ صدق دل سے توبہ کرے اَنْ حَقُّ اللہِ دار الہجرۃ بَیت رسول اللہ محبوبہ حسنہ اور بھی بہت سے نام ہیں جو علماء نے ذکر کیے ہیں سب سے زیادہ مشہور نام مدینہ ہے احادیث میں مدینہ منورہ کے فضائل بہت وارد ہوئے ہیں اس مقام پر صرف چند حدیثیں صحیح صحیح لکھی جاتی ہیں۔

(۱) جب شروع شروع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے ہیں اس وقت وہاں کی آب و ہوا نہایت ناقص و خراب تھی اکثر وبائی بیماریاں رہتی تھیں چنانچہ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت بلالؓ آتے ہی سخت بیمار ہو گئے تھے تو اس وقت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مانگی تھی کہ اے اللہ مدینہ کی محبت ہمارے دلوں میں ڈال دے جیسا کہ ہم لوگوں کو مکہ سے محبت ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اے اللہ ہمارے صاع اور مُد میں برکت دے اور مدینہ کی آب و ہوا کو درست کر دے اور اس کا بخار جحفہ کی طرف بھیج دے (صحیح بخاری)

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ سے اس قدر محبت تھی کہ جب کہیں سفر میں تشریف لے جاتے تو لوٹتے وقت جب مدینہ منورہ قریب رہ جاتا اور اس کی عمارتیں دکھائی دینے لگتیں تو حضرت اپنی سواری کو کمال شوق میں تیز کر دیتے اور فرماتے کہ طابہ آگیا (صحیح بخاری) اور اپنی چادر مبارک اپنے شانہ اقدس سے گرا دیتے اور فرماتے کہ یہ طیبہ کی ہوائیں ہیں۔ صحابہؓ میں جو کوئی بوجہ گرد و غبار کے اپنا منہ بند کرتا تو آپ منع کرتے اور فرماتے کہ مدینہ کی خاک میں شفا ہے (جذب القلوب)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایمان مدینہ کی طرف لوٹ آئیگا جیسے کہ سانپ اپنے سوراخ کی طرف لوٹ آتا ہے (صحیح بخاری)

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کا گزر ہر شہر میں ہوگا مگر مکہ و مدینہ نہ آنے پائیگا، فرشتے ان شہروں کی محافظت کریں گے۔

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ برے آدمیوں کو اس طرح نکال دیتا ہے جیسے لوہے کی بھٹی لوہے کے میل کو نکال دیتی ہے (صحیح بخاری)

یہ خاصیت مدینہ منورہ میں ہر وقت موجود ہے چنانچہ منقول ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز جب مدینہ منورہ سے شام آنے لگے تو بہت خائف تھے اپنے ساتھیوں سے کہتے تھے کہ مختشی

ان نکون ممن نفتتن اہل المدینۃ یعنی ہم کو خوف آتا ہے کہ کہیں ہم ان لوگوں میں تو نہیں ہیں جن کو مدینہ نکال دیتا ہے اور خاص کر اس خاصیت کا ظہور قیامت کے قریب بہت اچھے طور پر ہوگا تین مرتبہ مدینہ منورہ میں زلزلہ آئیگا کہ جس قدر بد باطن لوگ اس وقت وہاں پناہ گزیں ہوئے ہوں گے نکل جائیں گے۔

(۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے چلنے لگے تو دعا کی اے پروردگار اگر تو مجھے اس شہر سے نکالتا ہے جو تمام مقامات سے زیادہ مجھے محبوب ہے تو اس مقام میں مجھے لے جا جو تمام شہروں سے زیادہ تجھے محبوب ہو۔

(۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس سے یہ بات ہو سکے کہ مدینہ میں مرے اس کو چاہیئے کہ مدینہ میں مرے کیونکہ جو شخص مدینہ میں مر جائیگا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے ایمان کی گواہی دونگا اور دوسری حدیث میں آیا ہے کہ سب سے پہلے جن لوگوں کو میری شفاعت کی دولت نصیب ہو گی وہ اہل مدینہ ہوں گے بعد اس کے اہل مکہ بعد اس کے اہل طائف۔ اسی وجہ سے اکثر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا کیا کرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت نصیب کر اور میری موت اپنے رسول کے شہر میں کر چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دونوں دعائیں قبول فرمائیں۔ خدا کی راہ میں شہید بھی ہوئے اور خاص کر مدینہ منورہ میں حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ مدفون ہوئے اسی وجہ سے امام مالکؒ حج کرنے کے لیے صرف ایک بار گئے اور حج کر کے فوراً مدینہ منورہ واپس آ گئے کبھی مدینہ منورہ سے باہر نہیں گئے کہ مبادا مدینہ سے باہر موت نہ آ جائے تمام عمر مدینہ میں رہے اور وہیں وفات پائی۔

(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مدینہ میری ہجرت کا مقام ہے اور وہی میرا مدفن ہے اور وہیں سے میں قیامت کے دن اٹھوں گا جو شخص میرے پڑوسیوں (یعنی اہل مدینہ) کے حقوق کی حفاظت کریگا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت کرونگا اور اس کے ایمان کی گواہی دوں گا دوسری حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اہل مدینہ کے ساتھ برائی کریگا وہ ایسا گھل جائیگا جیسے نمک پانی میں گھل جاتا ہے۔

(۹) مدینہ کی خاک پاک میں اور وہاں کے میوہ جات میں حق تعالیٰ نے تاثیر شفا ودیعت فرمائی ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے ایک مقام ہے وادی بطحان

Marfat.com

وہاں کی مٹی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مرض تپ میں تجویز فرماتے تھے اور فوراً ہی شفا ہوتی تھی اکثر علماء نے اس مٹی کے متعلق اپنا تجربہ بھی لکھا ہے چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی بھی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ جس زمانہ میں میں مدینہ منورہ میں مقیم تھا میرے پیر میں ایک مرض سخت پیدا ہو گیا کہ تمام اطبا نے اس امر پر اتفاق کر لیا کہ اس مرض کا آخری نتیجہ موت ہے صحت دشوار ہے میں نے اسی خاک پاک سے اپنا علاج کیا تھوڑے ہی دنوں میں بہت آسانی سے صحت حاصل ہو گئی اس قسم کی خاصیتیں وہاں کی کھجوریں بھی سرد ی ہیں اور لوگوں نے تجربہ بھی کیا ہے اگرچہ بعد ثابت ہو جانے اس امر کے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں فرمایا ہے کہ کسی کے تجربہ کی کچھ حاجت نہیں یہ تو شفائے جسمانی ہے اہل ایمان تو وہاں کی خاک پاک میں شفائے روحانی کا یقین رکھتے ہیں۔

(۱۰) منجملہ فضائل مدینہ منورہ کے یہ ہیں کہ وہاں مسجد شریف نبوی ہے جو آخر مساجد انبیا ہے اور مسجد قبا جو دین اسلام میں سب سے پہلی مسجد ہے اور جس کی تعریف قرآن مجید میں وارد ہوئی ہے اور اس کو مسجد تقوےٰ کا لقب دیا گیا ہے۔

مسجد نبوی ؐ کے فضائل بیان کرنیکی چنداں حاجت نہیں۔ جس مسجد میں حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا کرتے تھے اس کی تعمیر اپنے اہتمام سے فرمائی اور اس کو اپنی مسجد فرمایا اس کی فضیلت اور بزرگی کوئی کیا بیان کر سکتا ہے صحیح بخاری میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک نماز میری مسجد میں بہتر ہے ہزار نمازوں سے جو اور کسی مسجد میں ہوں سوا کعبہ مکرمہ کے اور نیز فرمایا کہ لوگوں کو کسی مسجد کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز نہیں سوا ان تین مسجدوں کے میری مسجد اور مسجد حرام یعنی کعبہ اور مسجد اقصیٰ یعنی بیت المقدس۔

مسجد قبا کے فضائل بھی بہت ہیں حضرت سرور عالم ہفتہ میں ایک بار ضرور وہاں تشریف لے جاتے تھے کبھی سوار ہو کر کبھی پیادہ پا (صحیح بخاری)

(۱۱) صحیح وغیرہ میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے گھر یعنی (روضہ مقدس) اور میرے منبر کے درمیان میں ایک باغ ہے بہشت کے باغوں میں سے اور میرا منبر قیامت کے دن میرے حوض کے اوپر ہو گا۔

علماء نے اس حدیث کے کئی مطلب بیان کیے ہیں مگر صحیح مطلب یہ ہے کہ وہ خطہ پاک جو روضہ اقدس اور منبر اطہر کے درمیان ہے بعینہ اٹھ کے جنت الفردوس میں چلا جائیگا

جس طرح کہ دنیا کے تمام مقامات برباد ہوجائیں اس مقام مقدس پر کوئی آفت نہ آئیگی. یہی مطلب ہے اس کے باغ ہونیکا منجملہ باغات بہشت کے. اور حضرت کا منبر عالی قیامت میں از سر نو اعادہ کیا جائے گا جس طرح کہ آدمیوں کے بدنوں کا ہوگا پھر وہ منبر آپ کے حوض پر نصب کردیا جائے گا۔

(۱۲) صحیح بخاری وغیرہ میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ فلاں مقام سے فلاں مقام تک حرم ہے اس کے درخت نہ کاٹے جائیں اور نہ اس میں کوئی نئی بات (ظلم و معصیت کی) کی جائے جو شخص اس میں نئی بات کریگا اس پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور سب آدمیوں کی لعنت، علما نے اس حدیث کے مطلب میں اختلاف کیا ہے. امام شافعی کے نزدیک مکہ معظمہ کی طرح مدینہ منورہ کے لئے بھی حرم ہے جس طرح مکہ کے حرم میں جدال وقتال اور درخت کا ٹنا، شکار کرنا منع ہے اور ان افعال کے ارتکاب سے جزا[۱] واجب ہوتی ہے انھوں نے مدینہ کے حرم کی بھی ہر جانب سے تحدید کی ہے امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک مدینہ کیلئے حرم نہیں ہے اس حدیث میں صرف مدینہ کی عظمت کا اظہار مقصود ہے اور وہاں ظلم و بدعت کا سد باب منظور ہے دلائل اس کے کتب فقہ میں مذکور ہیں۔

(۱۳) تمام علماء کا اتفاق ہے کہ مدینہ منورہ کا وہ مقدس حصہ جو جسم اطہر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصل ہے تمام مقامات سے افضل ہے یہانتک کہ کعبہ بلکہ عرش عظیم سے بھی اب اس کے بعد اختلاف ہے کہ آیا مکہ افضل ہے یا مدینہ. صحیح یہ ہے کہ کعبہ کو چھوڑ کر مکہ کے باقی حصہ پر مدینہ کا باقی حصہ افضل ہے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ اور صحابہؓ کا یہی مسلک ہے احادیث صحیحہ سے بھی اسی مسلک کی تائید ہوتی ہے علما محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

امام مالک اپنے موطا میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور زجر و انکار کے عبداللہ بن عباس مخزومی سے کہا کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھوں نے کہا مکہ خدا کا حرم ہے اور وہاں اس کا گھر ہے اس وجہ سے میں اس کو افضل کہتا ہوں حضرت عمر نے فرمایا کہ میں خدا کے حرم اور اس کے گھر کی نسبت کچھ نہیں کہتا پھر فرمایا کہ کیا تم یہ کہتے ہو کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے انھوں نے پھر وہی کہا کہ مکہ خدا کا حرم ہے اور وہاں اس کا گھر ہے حضرت عمرؓ نے فرمایا

---

[۱] امام شافعی کا قدیم قول ہے جدید قول میں وہ اس امر کے قائل ہو گئے ہیں کہ جزا واجب نہیں ہوتی (رد المحتار)

Marfat.com

کہ میں خدائے حرم اور اس کے گھر کی نسبت کچھ نہیں کہتا۔ کئی بار حضرت عمر نے اس کلام کی تکرار فرمائی اور چلے گئے معلوم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کعبہ کو مستثنیٰ کر کے مدینہ کو مکہ سے افضل کہتے تھے اور یہی حق ہے۔

زیارت روضۂ مقدسہ کے فضائل اور اس کا حکم

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سرمایۂ سعادت دنیا و آخرت ہے اور اہل ایمان و محبت کا مقصد اصلی حقیقی غایت اس کے فضائل بیان کرنے کی چنداں حاجت نہیں قسم ہے رب العرش کے عزت و جلال بے زوال کی کہ اگر اس زیارت میں کچھ بھی ثواب نہ رکھا جاتا اور اس کا معاوضہ آخرت میں کچھ بھی نہ دیا جاتا تب بھی مشتاقان بے دل کی یہی حالت ہوتی اور حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ پڑھنے والے اس وقت بھی اسی طرح مہینوں بلکہ برسوں کا سفر اختیار کر کے دشوار گزار راستوں سے عبور کر کے فوج کی فوج اس آستانہ عالی کی زیارت کے لیے آتے ان کے مصائب سفر اور تمام تکالیف کا یہی معاوضہ میں ہے کہ روضہ محبوب کی زیارت نصیب ہو جائے اور سرور انبیاء کی مقدس چوکھٹ کی جبیہ سائی کی دولت مل جائے۔

سَلَامٌ عَلَى أَنْوَارِ طَلْعَتِكَ الَّتِي أَعِيشُ بِهَا شُكْرًا وَأَقْنِي بِهَا وَجْدًا
لَعَلَّكَ إِنْ تَعْطِفْ عَلَيْنَا بِنَظْرَةٍ تَرَى مَا اعْتَرَى الْوَجْدُ وَمَا أَبْدَا
وَأَنْتَ مُرَادِي يَا مَلَاذَ الْعَبْدِ يَا غَايَةَ الْمُنَى وَيَا سَيِّدًا أَقْدَسَ مَنْ جَاءَهُ عَبْدًا
وَأَنْتَ مُرَادِي وَأَنْتَ وَسِيلَتِي فَيَا حَبَّذَا أَنْتَ الْوَسِيلَةُ وَالْقَصْدُ

ترجمہ: یا رسول اللہ آپ کے روئے مبارک کے انوار پر سلام ہو جن کی وجہ سے میں شکر کر کے زندہ رہتا ہوں اور ان کے سبب سے وجد میں آکر فنا ہو جاتا ہوں کاش اگر آپ ہماری طرف ایک نظر دیکھ لیتے تو آپکو معلوم ہوتا کہ محبت نے ہمارے ظاہر و باطن میں کیا حالت پیدا کی ہے۔ اور اے تمام مقاصد کی غایت آپ اپنے غلام کی جائے پناہ ہیں۔ اور اے ایسے سردار کہ جو غلام آپ کے پاس آیا وہ سردار بن گیا۔ اور آپ ہی میرے مطلوب اور میرے وسیلہ ہیں۔ بس کیا اچھے آپ وسیلہ اور کیا اچھے مقصود ہیں ۱۲۔

Marfat.com

مگر اس بارگاہ رحمت کرامت کی فیاضی کا مقتضٰے ہے کہ جو لوگ اس آستانہ عالی کی زیارت کے لیے جاتے ہیں ان کے لیے علاوہ اس دولت بے بہا یعنی دیدار جمال بے مثال روضۂ سرور انبیاء کے اور بھی بڑے بڑے اعلیٰ مدارج کا وعدہ کیا گیا ہے نمونہ کے طور پر دو چار حدیثیں لکھی جاتی ہیں۔

(۱) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری قبر کی زیارت کرے اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوتی ہے۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص میری زیارت کے لیے آئے اور میری زیارت کے سوا اس کو کوئی کام نہ ہو تو میرے اوپر ضروری ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص حج کرے پھر بعد میری وفات کے میری قبر کی زیارت کرے وہ مثل اس شخص کے ہوگا جس نے میری زندگی میں زیارت کی۔

(۴) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص قصد کر کے میری زیارت کو آئے وہ قیامت کے دن میرے پڑوس میں ہوگا اور جو شخص حرمین میں سے کسی مقام میں سے مرجائے گا اس کو اللہ قیامت کے دن بے خوف لوگوں میں اٹھائے گا۔

(۵) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص بعد وفات میری زیارت کریگا گویا اس نے میری زندگی میں زیارت کی اور جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لیے قیامت کے دن میری شفاعت واجب ہو گئی اور میری امت میں جس کسی کو مقدور ہو پھر وہ میری زیارت نہ کرے تو اس کا کوئی عذر نہیں سنا جائے گا۔

احادیث کے علاوہ قرآن مجید میں بھی ایسے اشارات صریحہ موجود ہیں جو زیارت قبر اقدس و اطہر کی ترغیب دیتے ہیں منجملہ ان کے ایک آیت یہ ہے[1]
وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ترجمہ:۔ اور اگر وہ لوگ جبکہ اپنی جانوں پر ظلم کر چکے تھے (اے نبی) تمہارے پاس آتے پھر وہ اللہ سے استغفار کرتے اور رسول (یعنی

---

[1] یہ آیت اگرچہ خاص لوگوں کے حق میں نازل ہوئی ہے مگر تمام مسلمانوں کا متفقہ اصول ہے کہ آیت اپنے مورد نزول کے ساتھ خاص نہیں رہتی ۱۲

تم بھی ان کے لیے استغفار کرتے تو بیشک وہ اللہ کو بخشنے والا مہربان پاتے، اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ رسول کے پاس جانا اور ان سے استغفار کرنا باعث مغفرت ہے اور انبیاء علیہ السلام کے لیے حیات ابدی[1] کا ثبوت تمام اہل اسلام کو مسلم اور قرآن و احادیث سے واضح طور پر ظاہر ہے لہٰذا یہ شبہ بھی نہیں ہو سکتا کہ یہ فضیلت صرف اسی زمانہ کے لوگوں کو نصیب ہو سکتی تھی اب اس کا وقت جاتا رہا۔
حافظ ابن کثیر محدث اپنی تفسیر میں اس آیت کے نیچے لکھتے ہیں کہ محمد بن حرب ہلالی کہتے ہیں میں مدینہ منورہ گیا اور قبر شریف کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حق تعالیٰ فرماتا ہے ولوا نهم الآیۃ لہٰذا میں اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوں اور آپ کو اپنا شفیع بنانے کے لیے آیا ہوں یہ کہکر وہ بہت رویا اور اس نے ولولۂ شوق میں دو شعر عرض کیے کہ اس میں کا ایک یہ[2] ہے

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

---

[1] انبیاء علیہم السلام کی حیات میں تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے سب اس امر کے قائل ہیں کہ انبیاء علیہم السلام بعد وفات کے زندہ ہو جاتے ہیں اور وہ زندگی اس دنیاوی زندگی سے بدرجہا کامل اور فائق ہوتی ہے احادیث صحیحہ بھی اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں ایک حدیث کے الفاظ یہ ہیں :-
ترجمہ :- انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث اور واقعات ہیں مثلاً حضرت موسیٰ کا اپنی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دکھائی دینا اور حضرت سعید بن مسیب کا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اقدس سے آواز نماز کی سننا جبکہ یزید کے زمانہ میں تین روز تک مسجد نبوی میں نماز اور اذان نہیں ہوئی مگر اس میں اختلاف ہے کہ انبیاء علیہم السلام کا قیام قبروں میں رہتا ہے یا قبر سے منتقل ہو کر آسمان پر رہتے ہیں محققین اس امر کے قائل ہیں کہ ان کا قیام قبروں میں رہتا ہے اور ان کی قبر باعتبار رتبہ کے اور نیز باعتبار آسایش کے آسمان وغیرہ سے بدرجہا افضل ہے احادیث میں آیا ہے کہ جو شخص حضرت کی قبر شریف کے پاس جا کر سلام کرتا ہے حضرت خود اس کا جواب دیتے ہیں بخوف طوالت اس بحث کو بڑھایا نہیں جا سکتا۔ اکثر علماء نے اس مسئلہ سے مستقل رسالے لکھے ہیں اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں بہت کچھ لکھ دیا ہے ۱۲ (ملاحظہ کریں)
[2] ترجمہ میری جان اس قبر پر فدا ہو جس میں آپ رہتے ہیں اس میں پرہیزگاری ہے اور جود و کرم ہے ۱۲ ار

محمد بن حرب کہتے ہیں اس اعرابی کے لوٹ جانے کے بعد میں نے حضرت سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں اس اعرابی سے جا کر ملو اور اس کو بشارت دو کہ اللہ نے تیرے گناہ میری شفاعت سے بخش دیے اب باقی رہا یہ مسئلہ کہ زیارت قبر شریف کا کیا حکم ہے یعنی وہ سنت ہے یا واجب، علمائے محققین اس کے وجوب[1] کے قائل ہیں اور احادیث سے انہیں کی تائید ہوتی ہے چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ جس شخص نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا اسی مضمون کی اور بھی احادیث ہیں اور تمام علمائے سلف سے آج تک تارکین زیارت پر رد و قدح کرنا اور ترک زیارت کو معیوب سمجھنا بھی اسی امر کی دلیل ہے کہ وہ لوگ زیارت کو واجب سمجھتے تھے ورنہ سنت یا مستحب کے ترک پر ایسے[2] سخت کلمات کا استعمال جیسے تارکین زیارت پر ان لوگوں نے کیا ہے نہیں ہوا۔

علاوہ ان سب کے سلف صالحین کا صحابہ تابعین کے زمانہ میں اس زیارت باسعادت کے لیے اہتمام کرنا اور اس پر سخت التزام رکھنا اس کے وجوب کی طرف صریح اشارہ کر رہا ہے۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذن کا خاص زیارت روضہ اقدس کے لیے شام سے مدینہ آنا بہت مشہور واقعہ اور صحیح روایت ہے ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ شام سے مدینہ آئے اور انہوں نے خواب میں دیکھا تھا

---

[1] اکثر علمائے حنفیہ اس کے سنت ہونے کے قائل ہیں اور محقق ابن ہمام نے فتح القدیر میں لکھا ہے وہ قریب واجب کے ہیں اور بعض علماء اس زیارت کے واجب ہونے کے قائل ہیں، شارح لباب المناسک فی الدرۃ المضیۃ میں اور فقیہ خیر الدین رملی نے منح کے حاشیہ میں اور علماء نے اور کتابوں میں اسی قول کو نقل کیا ہے اور راقم ناچیز بھی اسی قول کو قوی اور اختیار کرنے کے لیے اولیٰ سمجھتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲

[2] احادیث میں تارک زیارت کے لیے وعید وارد ہوئی ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ سنت مستحب کے تارک پر وعید نہیں وارد ہوتی وعید صرف تارک واجب پر ہوتی ہے احادیث میں آیا ہے کہ جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ اس حدیث پر اگرچہ بعض لوگوں نے جرح کی ہے مگر یہ حدیث بہت سندوں سے مروی ہے اور اس وجہ سے اس کے حسن ہونے میں کلام نہیں ہو سکتا اور حدیث حسن باتفاق محدثین قابل استدلال ہے اس سے احکام شرعیہ کا اثبات کیا جاتا ہے مولانا محمد عبد الحی صاحب لکھنوی نے کتاب السعی المشکور میں ان احادیث کو لکھا ہے اور ان کی سند بیان کی ہے اور ان کا حسن ہونا ثابت کیا ہے اور محدثین سے ان کے حسن ہونے کی تصریح نقل کی ہے ۱۲

Marfat.com

کہ حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اے بلال یہ کیا ظلم ہے کہ تم کبھی ہماری زیارت کو نہیں آئے یہ خواب دیکھتے ہی حضرت بلالؓ وہاں سے چل دیئے جب روضہ مقدسہ پر پہنچے تو بہت روئے پھر حسنین رضی اللہ عنہما کے کہنے سے انہوں نے اذان دی جس سے ایک قیامت برپا ہوگئی اور حضرت سید المرسلین کی وفات کا غم از سر نو تازہ ہو گیا اشہد ان محمد پر پہنچ کر ان کی عجیب حالت ہوگئی۔ اور بغیر اذان تمام کیے اتر آئے۔

حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ جب بیت المقدس تشریف لے گئے اور کعب احبار مسلمان ہوئے تو حضرت عمر نے ان سے فرمایا کہ اے کعب کیا تمہارا جی چاہتا ہے کہ تم ہمارے ساتھ مدینہ چلو اور سرور انبیاء کی زیارت کرو چنانچہ کعب احبار ان کے ہمراہ خاص زیارت کے لیے مدینہ منورہ آئے پھر حضرت عمر نے مدینہ پہنچکر سب سے پہلے جو کام کیا وہ یہ تھا کہ روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوئے اور حضرت رحمۃ اللعالمین کی جناب میں بہ تمام ادب سلام عرض کیا۔

حضرت ابن عمر کی عادت تھی کہ جب کسی سفر سے آتے تو سب سے پہلے روضۂ مقدسہ پر حاضر ہوکر جناب نبوی میں سلام عرض کرتے امام مالک اپنے موطا میں روایت کرتے ہیں کہ نافع سے کسی نے پوچھا کہ تم نے دیکھا ہے کہ حضرت ابن عمر قبر شریف کے پاس کھڑے ہوکر سلام عرض کرتے تھے انہوں نے کہا ہاں دیکھا ہے اور سو بار سے زیادہ دیکھا ہے وہ قبر شریف پر کھڑے ہوکر یہ کہتے تھے کہ السلام علی النبی السلام علی ابی بکر السلام علی ابی۔

حضرت عمر بن عبد العزیز شام سے مدینہ منورہ قاصد بھیجا کرتے تھے خاص اس لیے کہ وہ ان کا سلام بارگاہ رسالت میں پہنچا دے اور یہ زمانہ جلیل القدر تابعین کا تھا۔

اسی قسم کی اور بھی بہت سی روایتیں ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ اور تابعین اس زیارت پر کیسے دلدادہ تھے اور اس کے لیے کتنا اہتمام کرتے تھے اور حقیقت میں مومن کے لئے حق سبحانہ کے دیدار کے بعد اس سے زیادہ اور کون دولت اور نعمت ہوسکتی ہے کہ وہ اپنی آنکھوں سے اس قبلہ نور کی زیارت کرے اور اس بیکس بیکسان تکیہ گاہ ہر دو جہاں کی خدمت میں سلام عرض کرے اور اس کے جواب سے مشرف ہو۔

ایں سعادت بزور بازو نیست　　　تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس نعمت عظمی کا لطف اس شخص سے پوچھیے جس کی قسمت نے یاری کی اور اس شربت کی چاشنی اس کو مل چکی ہو اور خدا　اس کو قلب سلیم اور ایمان کے ساتھ درد و محبت سے

Marfat.com

ممتاز فرمایا ہو اس سے زیادہ بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ بعض لوگ اس زیارت باسعادت کو یا اس کے لیے سفر کرنے کو ناجائز کہتے ہیں اور اپنی خوش فہمی سے اس پر نازاں ہیں سنا ہے کہ بعض لوگ حج کر کے اپنے وطن لوٹ آئے اور مدینہ منورہ نہ گئے ہائے افسوس اس سے زیادہ محرومی اور کیا ہوگی۔

اگر علمائے سلف میں سے کسی کو غلط فہمی ہو گئی اور بطور خطائے اجتہادی کے وہ اس امر کا قائل ہو گیا کہ اس زیارت مقدسہ کے لیے سفر ناجائز ہے تو خدا غفور و رحیم ہے امید ہے کہ بخش دے کیونکہ وہ خطائے اجتہادی پر مواخذہ نہیں کرتا لیکن بعد ظاہر ہو جانے اس کی خطا کے اس کی تقلید کرنا البتہ ایک سنگین جرم ہے جو کسی طرح قابل معاف کرنے کے نہیں۔

ف علامہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ اس امر کے قائل تھے کہ اس زیارت مقدسہ کے لیے سفر ناجائز ہے وہ بخاری کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد المسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی ترجمہ۔ کجاوے نہ باندھے جائیں (یعنی سفر نہ کیا جائے) مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام یعنی کعبہ اور مسجد اقصی یعنی بیت المقدس اور میری مسجد یعنی مسجد نبوی اس حدیث کا یہ مطلب لیتے ہیں کہ ان مساجد کے سوا کسی اور مقام کی زیارت کے لیے سفر کرنا جائز نہیں مگر اس حدیث سے ان کا استدلال کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ سوا ان تین مسجدوں کے کسی اور مسجد کے لیے سفر نہ کیا جائے قاعدہ نحوی بھی اسی کا مقتضی ہے کیونکہ جب مستثنیٰ منہ مذکور نہیں ہوتا تو وہاں وہی چیز مستثنیٰ منہ مانی جاتی ہے جو مستثنیٰ کی ہم جنس ہو پس یہاں مستثنیٰ مساجد ثلاثہ ہیں لہٰذا مستثنیٰ منہ بھی مسجد ہی کے قبیل سے ہونا چاہیے پس اس حدیث سے اگر عدم جواز ثابت ہوگا تو ان تین مسجدوں کے سوا کسی اور مسجد کی زیارت کے لیے سفر کرنے کا نہ کہ زیارت قبر سید المرسلین یا اور صلحائے امت کے قبور متبرکہ کی زیارت کے لیے سفر کرنے کا مثلاً کوئی شخص دہلی کی جامع مسجد کی زیارت کے لیے سفر کرکے آئے تو یہ ناجائز ہوگا۔ اور اگر حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی قبر کی زیارت کے لیے آئے تو ناجائز نہ ہوگا یہی مطلب اس حدیث کا بیان کیا ہے اکثر علمائے حدیث نے مثل شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی وغیرہ کے اور اسی مطلب کی تائید مسند امام احمد کی اس حدیث سے ہوتی ہے وہ اس حدیث کو ان الفاظ سے روایت کرتے ہیں لا ینبغی للمصلی ان یشد رحاله الی مسجد یبتغی فیه الصلوة غیر المسجد الحرام والمسجد الاقصی ومسجدی ترجمہ۔ نماز پڑھنے والے کو زیبا نہیں کہ سوائے کعبہ اور بیت المقدس اور مسجد نبوی کے کسی اور مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے سفر کرے لیجیے اب تو کوئی جھگڑا ہی نہ رہا حدیث کی شرح خود حدیث سے ہو گئی (بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۱ پر دیکھیں)

Marfat.com

زیارت کا طریقہ اور اس کے آداب

(۱) جو کوئی حج کرنے جائے اس کو چاہیے کہ اگر حج فرض ہو تو بیشتر حج سے فراغت کرلے پھر زیارت کے لئے جائے اور اگر حج نفل ہو تو اختیار ہے چاہے پہلے زیارت کرلے چاہے پہلے حج کرے بعد اس کے زیارت کو جائے یہ سب صورتیں اس حالت میں ہیں کہ جب حج کے لئے جانے کا راستہ مدینہ منورہ کیطرف سے نہ ہو اگر جانے کے راستہ ہی میں مدینہ منورہ ملتا ہو جیسے اہل شام کہ وہ مکہ آنا چاہیں تو پہلے ان کو مدینہ منورہ ملے گا تو ایسی حالت میں حج سے پہلے زیارت کرنا چاہیے خواہ حج فرض ہو یا نفل کیونکہ باوجود اس قدر قرب کے پھر زیارت کا ترک کردینا نہایت بدبختی اور قساوتِ قلبی کی دلیل ہے (رد المحتار)

(۲) زائر کو چاہیے کہ جب زیارت کے لیے چلے تو یہ نیت کرکے کہ میں قبر اقدس واطہر اور مسجد انور حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے سفر کرتا ہوں غرض

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۹۸) کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ بخاری کی حدیث سے زیارت قبر اقدس سرور انبیا کے لیے سفر کی ممانعت ثابت ہوتی ہے حاشا ثم حاشا کوئی ذی علم منصف ایسی بات نہیں کہہ سکتا اور اگر یہ مان لیا جائے کہ سوا ان تین مسجدوں کی زیارت کے اور کسی کام کے لیے سفر جائز نہیں تو چاہیے کہ طلب علم اور کسب معاش اور ملاقات احباب واعزہ بلکہ حج کرنے کے لیے بھی سفر ناجائز ہو حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں علاوہ اس کے زیارت قبر اقدس کیلئے صحابہ کا سفر کرکے آنا اور دوسرے کو اس زیارت کے لیے سفر کرنے کی ترغیب دینا جیسا کہ حضرت بلال اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے کیا اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اس حدیث کا وہ مطلب نہیں ہے جو علامہ ابن تیمیہ یا ان کے ہم خیال لوگوں نے سمجھا ہے پھر خاص احادیث نبوی جو ترغیب زیارت کے باب میں وارد ہوئی ہیں اور تارک زیارت کے لیے وعید احادیث میں وارد ہوئی ہے اس کا کیا جواب دیا جائیگا۔ علامہ لکھنوی مولانا شیخ محمد عبد الحی اور بعض علمائے عصر سے اس مسئلہ میں بہت زور شور سے مناظرہ ہوا تھا جس میں علامہ موصوف نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے مقلدین کی پوری تشفی کردی ہے اور ان کے تمام شبہات کا کافی جواب دیا ہے اس معرکہ میں ان کی آخری کتاب المسمی الشکور فی رد المذہب المانور اردو زبان میں چھپ چکی ہے جو نہایت نفیس کتاب ہے آج تک دوسری طرف سے اس کا جواب نہیں ہوا جس کو اس مسئلہ کی زیادہ تحقیق منظور ہو اس کتاب کو دیکھے ۱۲

Marfat.com

یہ کہ اس سفر کے دو مقصود ہوں زیارت قبر شریف بھی اور زیارت مسجد شریف بھی در مختار وغیرہ)

(۳) جس وقت سے مدینہ منورہ کی طرف کوچ کرے اپنے ذوق وشوق کو ترقی دے اور اپنے دل کو بشارت دے کہ انشاء اللہ اب عنقریب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہونے چاہتی ہے اور سوا ان خیالات کے اور کسی قسم کے خیالات اپنے دل میں نہ آنے دے اور راہ بھر درود شریف کی کثرت رکھے سوا اوقات نماز کے اور قضائے حاجت کے اسی عبادت عظمیٰ میں مشغول رہے درود شریف سے بہتر کوئی ذریعہ بارگاہ رسالت میں تقرب کا نہیں ہے، اور درود شریف کی کثرت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال بے مثال کی زیارت نصیب ہوتی ہے خصوصاً مدینہ منورہ کے قریب پہنچکر درود شریف کی کثرت کرنا عجیب ہی ثمرہ دیتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے چند فرشتوں کو اسی کام پر مقرر فرمایا ہے کہ جب کوئی زیارت کے لیے آنے والا درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتے حضور نبوی میں جاکر عرض کرتے ہیں کہ فلاں شخص فلاں کا بیٹا حضرت کی زیارت کو آتا ہے اور حضرت اپنے پہنچنے سے پہلے یہ تحفہ حضور کے لیے بھیجا ہے خیال کرو کہ اس سے زیادہ اور کیا نعمت ہوگی کہ اس سردار دو عالم کے سامنے تمہارا اور تمہارے باپ کا نام لیا جائے اور تمہارا تحفہ پیش کیا جائے ؎

---

۵۶ یہی ہمارے فقہا کا مختار ہے اور حافظ ابن صلاح اور امام نووی نے اسی کو ترجیح دی ہے اسمیں دہرا ثواب ملیگا مگر محقق ابن ہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں لکھتے ہیں کہ اس بندہ ناچیز کے نزدیک اولیٰ یہ ہے کہ صرف قبر شریف کی زیارت کی نیت کرے پھر جب مدینہ پہنچ جائیگا تو مسجد نبوی کی بھی زیارت ہو جائیگی یا یہ کہ پھر دوبارہ اگر حق تعالیٰ توفیق دے تو دونوں کی زیارت کی نیت سے سفر کرے کیونکہ صرف زیارت قبر شریف کی نیت سے سفر کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ کا اجلال زیادہ ہے اور اس حدیث کے موافق بھی ہے جو حضرت نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری زیارت کے لیے آئے اور اس کو اور کوئی کام نہ ہو تو مجھ پر حق ہے کہ میں قیامت کے دن اس کی شفاعت کروں۔ علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں کہ رحمتی نے نقل کیا ہے کہ حضرت عارف ملا جامی علیہ الرحمۃ حج کے علاوہ خاص زیارت کے لیے اپنے وطن سے مدینہ آتے تھے تاکہ اس سفر میں سوا زیارت کے اور کچھ ان کا مقصود نہ ہو شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ مخفی یہ ہے کہ مسجد شریف کی زیارت کی بھی نیت کرنا منافی اخلاص کے نہیں ہے اور اس مسجد کی زیارت بھی تو خاص آپ ہی کی نسبت سے کی جاتی ہے لہٰذا اس کی زیارت کی نیت بھی عین تعظیم آپ ہی کی ہے اور

جاں میدہم در آرزوئے قاصد آخر باز گو در مجلس آں نازنین حرفے کہ از مابی رود

(۴) اثنائے راہ میں جس قدر مقامات متبرکہ ہیں مثلاً وہ مساجد جن میں حضرت سید المرسلین نے نماز پڑھی یا اور اسی قسم کے مقامات ان سب کی زیارت سے مشرف ہو اور جب ذوالحلیفہ کی مسجد میں پہنچے تو وہاں دو رکعت نماز پڑھے۔

(۵) جب حرم شریف طیبہ مکرمہ قریب آجائے اور وہاں کی عمارات اور مقامات دکھائی دینے لگیں تو نہایت خشوع اور خضوع اور مسرت اور فرحت کو اپنے دل میں جگہ دے اور اس امر کا تصور کرے کہ اب ہم سلطان عالم کی بارگاہ میں پہنچنے چاہتے ہیں اور مقام مقدس کی عظمت و جلال کا خیال پیش از پیش رکھے اور کوئی بات خلاف ادب اپنے سرزد نہ ہونے دے یہ وہ وقت ہے کہ جن کے دل نور ایمان سے منور ہوتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ان کے سینوں میں مشتعل ہوتی ہے اور ایک عجیب وجد و سرور کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ پھر ان کو اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا اس بے خودی کی حالت میں کبھی کسی سے کوئی بات خلاف شرع بھی صادر ہو جاتی ہے ؎

وقت آں آمد کہ من عریاں شوم جسم بگذارم سراسر جاں شوم
بوے یار مہربانم می رسد بوئی جاناں سوی جانم میرسد
باز آمد آب ما در جوئے ما باز آمد شاہ ما در کوے ما

اور اگر کسی شخص کو یہ حالت نصیب نہ ہو تو اس کو چاہیے کہ بہ تکلف اپنے اوپر یہ حالت پیدا کرے اور ذوق شوق والوں کی صورت بنائے انشاء اللہ اگر کچھ دیر بہ تکلف یہ حالت اپنے اوپر قائم رکھے گا تو پھر خود بخود ایک اصلی کیفیت پیدا ہو جائے گی۔

پھر جب جبل مفرح کے قریب پہنچے تو اس پر چڑھ کر عمارات مدینہ منورہ کا مشاہدہ کرے اور اس شہر مقدس کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو ٹھنڈک دے، یہ بات ایک ذوق شوق کی ہے اس کو مسنون نہ سمجھنا چاہیے۔

پھر جب مدینہ منورہ بالکل سامنے آجائے تو بہ خیال ادب اور بہ مقتضائے شوق اپنی سواری سے اتر پڑے اور اگر ممکن ہو تو وہاں سے مسجد شریف تک پیادہ پا جائے جب قبیلہ عبد القیس کے لوگ حضور نبوی میں حاضر ہوئے تھے جیسے ہی ان کی نظر اس جمال پاک پر پڑی بغیر اس کے کہ اونٹ کو بٹھلائیں بے اختیار اپنی سواریوں سے

Marfat.com

نیچے آ گئے اور حضرت نے انہیں منع نہیں فرمایا پھر جب حرم شریف مدینہ منورہ کے اندر داخل ہونے لگے تو پہلے حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام بادب عرض کرے بعد اس کے یہ دعا مانگے اللّٰھم عـ۵ ھذا حرم نبیک ومھبط وحیک فامنن لی بالدخول فیہ واجعلہ لی وقایۃ من النار وامانا من العذاب واجعلنی من الفائزین بشفاعۃ المصطفٰی یوم المآب۔

(۶) مدینہ منورہ کے حرم شریف میں داخل ہونے کے لیے خوب اچھی طرح غسل کرے اور اگر غسل کا کرنا حرم شریف کے باہر ممکن نہ ہو تو بعد داخل ہونے کے زیارت روضۂ اقدس کے لیے جانے سے پہلے غسل کرے اور خوشبو کا استعمال کرے اور عمدہ لباس عـ۶ جو اس کو میسر ہو پہنے بہتر یہ ہے کہ سفید کپڑے ہوں کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید لباس سے زیادہ رغبت ہے اور نہایت ادب وحلم و وقار سے مدینہ منورہ کی زمین مقدس پر قدم رکھے اور اس بات کا خیال ہر وقت دل میں رکھے کہ یہ وہ پاکیزہ زمین ہے جس سے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں نے مس کیا ہے اور یہ وہی گلی کوچے ہیں جہاں سرور انبیاء کے اصحاب چلتے پھرتے تھے (رضی اللہ عنہم وارضاہم) در حقیقت وہ زمین تو اس قابل ہے کہ وہاں آدمی سر کے بل چلے کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

بر زمینے کہ نشان کف پای تو بود سالہا سجدہ ارباب نظر خواہد بود

(۷) مدینہ منورہ کے اندر پہنچکر سب سے پہلے مسجد شریف میں بقصد زیارت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے جائے اور اس کو ہر کام اور ہر چیز پر مقدم رکھے ہاں اگر یہ سمجھے کہ اگر اسباب وغیرہ اچھے طور پر نہ رکھ لیا جائے گا تو اپنا اسباب وغیرہ حفاظت سے رکھ کر باطمینان زیارت کے لیے آئے اور مسجد شریف میں داخل ہوتے یہ دعا پڑھے

عـ۵ ترجمہ۔ اے اللہ یہ تیرے نبی کا حرم ہے اور تیری وحی کے اترنے کی جگہ ہے پس مجھے اس میں داخل ہونے کی دولت عنایت کر اور اس کو میرے لیے دوزخ سے بچنے کا ذریعہ اور عذاب سے امان (کا باعث) بنا دے اور مجھے ان لوگوں میں سے کر جن کو قیامت کے دن حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی ۱۲۔

عـ۶ بعض جاہل لوگ مدینہ منورہ کے اندر داخل ہونے کیلئے احرام کا لباس پہنتے ہیں یہ بالکل بے اصل ہے احرام کا لباس مکہ معظمہ کے لیے خاص ہے (جذب القلوب) ۱۲۔

Marfat.com

اعوذ باللہ[ع۵] بسم اللہ السلام علیٰ رسول اللہ السلام علیک ایہا النبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ اور مسجد شریف میں نہایت ادب واحترام کے ساتھ داخل ہو داہنا پاؤں مسجد میں رکھے اور یہ بات دل میں ہر وقت رہے کہ یہ مسجد حضرت خاتم الانبیاء کی مسجد ہے یہ وہ مسجد ہے جہاں سردار انبیاء نماز پڑھتے تھے، وعظ کہتے تھے اعتکاف کرتے تھے، یہاں وحی اترتی تھی، جبریل آتے تھے اور مسجد شریف میں داخل ہونے سے پہلے مستحب ہے کہ کچھ صدقہ فقرائے مدینہ منورہ کو دیدے اور مسجد شریف میں پہنچ کر اعتکاف کی نیت کرے گو تھوڑی[ع۶] ہی دیر کے لیے کیونکہ یہ ایک بے مشقت عبادت ہے جس کا ثواب بہت زیادہ ہے اور چاہیے کہ ہر مسجد میں داخل ہوتے وقت نیت اعتکاف کی کر لیا کرے مفت بے مشقت ثواب ملتا ہے اس کو ہاتھ سے نہ جانے دے پھر مسجد شریف میں منبر اقدس کے قریب دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے اور اس نماز میں زیادہ طول نہ دے صرف قل یاایہا الکافرون اور قل ہو اللہ پر اکتفا کرے بعد تحیۃ المسجد کے دو رکعت نماز شکرانہ کی پڑھے کہ حق تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اس کو یہ دولت نصیب کی اور اس بارگاہ عظمت وجاہ میں اس کو پہنچایا جس کی آستاں بوسی کی تمنائیں بڑے بڑے قدسی جان دیتے ہیں۔

(۸) تحیۃ المسجد اور نماز شکر کے بعد زیارت کی طرف متوجہ ہو اور یہ سمجھے کہ میں اب باعظمت بارگاہ میں جاتا ہوں جس کے سامنے تمام دنیا کے پرجلال بادشاہوں کی کچھ بھی وقعت نہیں جو خدا کے تمام نیک بندوں کا سردار اور سب سے زیادہ اس کا مقرب اور محبوب ہے اور خدا سے دعا کرے کہ اے اللہ اس مقام مقدس کے لائق ادب اور تعظیم کی مجھے توفیق دے اور میرے دل اور اعضا کو تمام خلاف ادب باتوں سے محفوظ رکھ سچ یہ ہے کہ بغیر عنایت ایزدی کے اس درگاہ عرش اشتباہ کی شان کے لائق ادب و تعظیم کسی سے ممکن نہیں ایک زائر دلدادہ کہتا ہے ؎

ع۵ ترجمہ میں شیطان سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں اللہ کا نام لے کر اس میں داخل ہوتا ہوں، رسول خدا پر سلام ہو، اے نبی آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں، یہ دعا ہر مسجد میں داخل ہوتے وقت مستحب ہے ۱۲ ار

ع۶ حنفیہ کے نزدیک اگرچہ تھوڑی دیر کا اعتکاف صحیح نہیں لیکن فضائل میں غیر مذہب پر عمل کر لینا درست ہے بشرطیکہ اپنے مذہب کا مکروہ لازم نہ آئے علامہ شامی وغیرہ نے اس کی تصریح کر دی ہے ۱۲ ار

فلما اتینا قبر احمد لاح من[1] سناہ ضیاء اخجل الشمس والبدرا
وقمنا مقاما اشہد اللہ انہ یذکرنا من فرط ھیبتہ الحشرا

غرض جس قدر اس کے امکان میں ہو ظاہر و باطن سے تعظیم و ادب و خشوع و خضوع کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب میں لکھتے ہیں کہ جن باتوں کی شریعت میں ممانعت ہے مثل سجدہ کرنے زمین پر منہ رکھنے اور کٹہر شریف کے بوسہ دینے وغیرہ کے ان امور سے پرہیز کرے اور خوب سمجھ لے کہ ان باتوں میں کچھ بھی ادب نہیں ادب تو فرمانبرداری اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی پیروی ہے ہاں اگر غلبۂ شوق بیخودی میں کسی سے کوئی بات صادر ہو جائے تو وہ معذور[2] ہے پھر نہایت ادب کے ساتھ نماز کی طرح داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر سر مبارک کی طرف منہ کرکے اور قبلہ کی طرف پشت کرکے چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو اور اس بات کا یقین کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی حاضری سے واقف ہیں اور اس کو دیکھ رہے ہیں اور اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور نہایت لطف عنایت اس شخص کے حال پر فرما رہے ہیں اس خیال کو خوب پختہ کرکے نہایت درد ناک اور با ادب آواز میں نہایت شوق و ذوق کے ساتھ معتدل آواز سے عرض کرے۔

السلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ السلام علیک یا نبی اللہ السلام علیک یا حبیب اللہ السلام علیک یا نبی الرحمۃ السلام علیک یا شفیع الامۃ السلام علیک یا سید المرسلین السلام علیک یا خاتم النبیین السلام علیک یا مزمل السلام

آپ پر سلام ہو اے میرے سردار اے خدا کے رسول آپ پر سلام ہو اے خدا کے نبی آپ پر سلام ہو اے خدا کے پیارے آپ پر سلام ہو اے نبی سراپا رحمت آپ پر سلام ہو اے امت کی شفاعت کرنیوالے آپ پر سلام ہو اے سب رسولوں کے سردار آپ پر سلام ہو اے نبیوں کے ختم آپ پر سلام ہو

---

[2] علامہ کرمانی نے جو علمائے حنفیہ میں ایک بڑے بزرگ ہیں اس بات کی تصریح کی ہے ۱۲

[1] ترجمہ جب ہم احمد صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر پہنچے تو ان کے نور سے ایک ایسی روشنی نکلی جس نے آفتاب اور ماہتاب کو شرمندہ کر دیا اور ہم ایسے مقام میں کھڑے کہ میں خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ وہ مقام اپنی ہیبت سے حشر کو یاد دلاتا تھا ۱۲

Marfat.com

عليك وعلى اصولك الطيبين
واهل بيتك الطاهرين الذين
اذهب الله عنهم الرجس وطهر
هم تطهيرا جزاك الله عنا افضل
ما جزى نبيا عن قومه ورسولا
عن امة اشهد انك رسول الله
قد بلغت الرسالة واديت الامانة
ونصحت الامة واوضحت الحجة
وجاهدت في سبيل الله حق
جهاده واقمت الدين حتى اتاك
اليقين صلى الله عليك وسلم وعلى
شرف مكان تشرف بحلول جسمك
الكريم فيه صلوة وسلاما دائمين
من رب العلمين عدد ما كان و
عدد ما يكون بعلم الله صلوة
انقضاء لامدها يا رسول الله
نحن وفدك وزوار حرمك
تشرفنا بالحلول بين يديك
وقد جئناك من بلاد شا
سعة وامكنة بعيدة نقطع
السهل والوعر بقصد زيارتك
لنفوز بشفاعتك والنظر
الى مآثرك ومعاهدك
والقيام بقضاء بعض حقك
والاستشفاع بك الى ربنا

اے مزمل آپ پر سلام ہو اے مدثر سلام
ہو آپ پر اور آپ کے پاکیزہ باپ دادوں
اور آپ کی اہلبیت پاک پر جن سے
اللہ نے نجاست کو دور کر دیا اور ان کو خوب
پاک کر دیا اللہ آپ کو ہم سب کی طرف سے
جزا دے ان جزاؤں سے بڑھ کر جو اس نے
کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی
رسول کو اس کی امت کی طرف سے دی ہو
میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے خدا کے
رسول ہیں آپ نے خدا کے پیغام پہنچائے
اور امانت ادا کر دی اور امت کی خیر خواہی
کی اور دین حق کی دلیل روشن کر دی اور اللہ
کی راہ میں خوب جہاد کیا اور دین کو مضبوط
کر دیا یہانتک کہ آپ کو موت آ گئی اللہ
آپ پر صلوٰۃ اور سلام بھیجے اور اس بزرگ
جگہ پر جو آپ کے جسم کریم کے حلول سے
مشرف ہے ایسے صلوٰۃ و سلام جو رب
العالمین کی طرف سے ہمیشہ رہیں ان چیزوں
کی تعداد کے موافق جو ہو چکیں اور جو خدا
کے علم میں ہونے والی ہیں ایسی صلوٰۃ کہ
جس کی انتہا نہ ہو یا رسول اللہ ہم آپ
کے مہمان اور آپ کے حرم کے زائر ہیں
آپ کے سامنے حاضری سے مشرف
ہوئے ہیں اور بیشک ہم دور دراز سے
شہروں اور بعید مقامات سے نرم اور سخت

فان الخطایا قد قصمت
ظہورنا والاوزار قد اثقلت
کواھلنا وانت الشافع الشفع
الموعود بالشفاعۃ العظمیٰ
والمقام المحمود والوسیلۃ
وقد قال اللہ تعالیٰ ولو انھم
اذ ظلموا انفسھم جاءوک
فاستغفروا اللہ واستغفر لھم
الرسول لوجدوا اللہ توابا
رحیما وقد جئناک ظالمین
لانفسنا مستغفرین لذنوبنا
فاشفع لنا الی ربک واسئلہ
ان یمیتنا علی سنتک وان
یحشرنا فی زمرتک وان یوردنا
حوضک وان یسقینا من
کاسک غیر خزایا ولا ندامی
الشفاعۃ الشفاعۃ الشفاعۃ
یا رسول اللہ ربنا اغفر لنا
ولاخواننا الذین سبقونا
بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا
غلا للذین امنوا ربنا
انک رؤف رحیم۔

زمین کو قطع کر کے آپ کے پاس آپکی
زیارت کے ارادہ سے آئے ہیں تاکہ ہم آپکی
شفاعت سے اور آپ کی بخششوں
سے اور آپ کے وعدوں سے اور کسی
قدر آپ کے حق ادا کرنے سے اور آپ
کی شفاعت سے اپنے پروردگار کے سامنے
کامیاب ہوں کیونکہ خطاؤں نے ہماری
پیٹھ کو توڑ ڈالا ہے اور گناہوں نے ہمارے
شانوں کو بوجھل کر دیا ہے اور آپ شافع
مقبول الشفاعۃ ہیں جن سے بڑی شفاعت
اور مقام محمود کا وعدہ کیا گیا ہے اور
بیشک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ
جب اپنی جانوں پر ظلم کر چکے تھے آپ
کے پاس آتے پھر وہ اللہ سے استغفار
کرتے اور رسول بھی ان کے لیے استغفار
کرتے تو بیشک اللہ کو بخشنے والا مہربان
پاتے اور ہم آپ کے پاس اپنی جانوں پر
ظلم کر کے اپنے گناہوں سے استغفار کر کے
آئے ہیں پس آپ اپنے پروردگار سے
ہماری شفاعت کیجئے اور اس سے
دعا کیجئے
ہم کو آپکے طریقہ پر موت دے اور ہمارا آپ

؏ حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت سے خطاب کر کے فرمایا ہے کہ ہم تمہیں اس قدر دیں گے کہ تم خوش ہو جاؤ گے یہ بڑی شفاعت کا وعدہ ہے اور دوسری جگہ فرمایا ہے کہ ہم تم کو مقام محمود میں اٹھائیں گے یہ مقام محمود کا وعدہ ہے ۱۲

Marfat.com

کے گروہ میں حشر کرے اور ہمیں آپ کے حوض پر پہنچائے اور آپ کے جام سے ہمیں سیراب کرے اور ہم نہ رسوا ہوں نہ شرمندہ شفاعت کیجئے شفاعت کیجئے یارسول اللہ اے پروردگار بخش دے ہم کو ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لاچکے اور ہمارے دلوں میں مسلمانوں کا کینہ نہ رکھ اے پروردگار ہمارے بیشک تو شفقت کرنیوالا مہربان ہے

زیارت کرنے والے کو چاہیے کہ جو دعا وہاں پڑھے اس کے معنی ضرور معلوم کرے معلمین زیارت جو دعائیں اس وقت پڑھاتے ہیں اگر ان کے معنی نہ معلوم ہوسکیں تو پھر اپنی زبان میں بھی جس وقت جی چاہے عرض معروض کرے اور اپنے ذوق وشوق کو نہ روکے مگر ادب کا خیال بیش از بیش رکھے بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس مقام مقدس میں زیادہ گوئی بھی خلاف ادب ہے لہٰذا صرف صلوٰۃ وسلام پر اکتفا کرنا اولیٰ ہے مگر یہ بات ٹھیک نہیں کیونکہ جو مشتاق وآرزومند ہزار امیدوں کے بعد اس قدر مصائب سفر برداشت کرکے اپنے حبیب کی خدمت میں پہنچا ہو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اپنے دل کی کیفیت بھی اچھی طرح عرض نہ کرے یہ بڑا ظلم ہے کہ اس وقت اس سے کہا جائے کہ تو اپنے شوز وشکایت کو دل کے دل ہی میں رکھ جب اپنے عرض ونیاز سے فارغ ہو تو اپنے دوستوں میں سے جس شخص نے عرض سلام کی وصیت کی ہو اس کا سلام حضرت سید المرسلین کی خدمت اقدس میں عرض کردے کہ یارسول اللہ فلاں ابن فلاں نے حضور کو سلام عرض کیا ہے حضور اس کے لیے پروردگار بزرگ سے شفاعت کریں، ناظرین میں جو اقبال مند خوش نصیب ہو اور اس کو یہ دولت نصیب ہو اور حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ وسلم کی زیارت سے وہ مشرف ہو اس سے ر

نہایت التجا کے ساتھ میری وصیت ہے

کہ اس ذرہ بے مقدار کا سلام بھی اس کے آقائی نامدار کو پہنچادے کہ یا رسول آپ کے ادنیٰ غلام عبدالشکور بن ناظر علی نے حضور کی جناب میں سلام عرض کیا ہے اور آپ کے لطف وکرم اور رحمت وشفاعت کا امیدوار ہے یارسول اللہ حق تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ اللعالمین اور رؤف الرحیم فرمایا ہے یارسول اللہ آپ کی رحمت ورافت

Marfat.com

تو خدا کی مخلوق پر محیط ہے یارسول اللہ خدا کی مخلوق میں میں بھی ہوں بلکہ میں آپ پر ایمان لایا ہوں اگرچہ نیک بند دل میں نہیں لیکن آپ کی امت کے گنہگاروں میں تو ہوں ؎

تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے — کنی بر حال لب خشکاں نگاہے
نہ آخر رحمتہ اللعالمینی — زمحروماں چرا غافل نشینی

اللّٰھم صلی علی سیدنا محمد النبی الامی وعلی آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

جو شخص میری اس وصیت کو پورا کرے حق جل شانہ اس کو بطفیل حضرت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جزائے خیر دے اور صلاح دنیا و آخرت اس کو نصیب کرے اور ایمان پر اس کی زندگی ختم کرے آمین ؎

سلامی یا نسیم الصبح بلغ — الی من قرنی صداری ھواہ
فجسمی ظاھرًا منہ بعید — بعین باطن قلبی یراہ

جب حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں اس طریقہ سے سلام نیاز اپنا اور اپنے احباب کا عرض کر چکے تو حضرت امیر المومنین امام المتقین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے سامنے نہایت ادب سے کھڑے ہو کر اس عبارت میں سلام عرض کرے۔

السلام علیک یاخلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام علیک یا صاحب رسول اللہ وانیسہ فی الغار و رفیقہ فی اسفارہ وامینہ فی الاسرار جزاک اللہ عنا افضل ماجزی اماما عن امۃ نبیہ فلقد خلفتہ باحسن خلف وسلکت طریقہ ومنہاجہ خیر مسلک وقاتلت اھل الردۃ والبدع ومھدت	آپ پر سلام ہو اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ آپ پر سلام ہو اے رسول خدا کے ہمنشین اور غار میں ان کے انیس اور سفروں میں ان کے رفیق اور ان کے راز دل کے امین اللہ آپ کو ہماری طرف سے جزا دے ان تمام جزاؤں سے بڑھکر جو اس نے کسی امام کو اس کے نبی کی امت کی طرف سے دی ہو بیشک آپ نے نبی کی خلافت بہت اچھی کی اور ان کے

؎ اے نسیم صبح میرا سلام اس جناب کو پہنچا دے جن کی محبت میرے سینے میں جم گئی ہے پس میرا جسم بظاہر ان سے دور ہے مگر میرا دل باطن کی آنکھ سے انھیں دیکھ رہا ہے۔

الاسلام وشيدت اركانه فكنت
خير امام ووصلت الارحام ولم
تزل قائما بالحق ناصرالدين
ولاهله حتى اتاك اليقين سل الله
سبحانه لنا دوام حبك والحشر
وامرحبك والحشر مع حزبك وقبول زيارتنا
السلام عليك ورحمة الله وبركاته

طریقہ اور روش پر چلے اور آپ نے مرتدوں اور بدعتیوں سے جنگ کی آپ نے اسلام کی بنیاد ڈالی اور اس کے ارکان بلند کردیئے پس آپ بہت اچھے امام تھے اور آپ رسول خدا کی طرف کی قرابت والوں کیساتھ نیک سلوک کیا اور ہمیشہ حق پر رہے اور دین اور اہل دین کے مددگار رہے یہانتک کہ آپ کو موت آگئی آپ اللہ سبحانہ سے ہمارے لئے اپنی محبت کے دوام اور اپنی جماعت میں محشور ہونے اور ہماری زیارت کے مقبول ہونے کی دعا کیجئے آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

پھر حضرت امیرالمومنین امام المتقین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کی محاذات میں اسی ادب کے ساتھ کھڑا ہو اور ان کو سلام کرے اس عبارت سے۔

السلام عليك يا امير المومنين
السلام عليك يا مظهر الاسلام
السلام عليك يا مكسر الاصنام جزاك
الله عنا افضل الجزاء لقد نصرت
الاسلام والمسلمين وفتحت معظم
البلاد بعد سيد المرسلين وكفلت
الايتام ووصلت الارحام وقوى
بك الاسلام وكنت للمسلمين
اماما مرضيا وهاديا مهديا

آپ پر سلام ہو اے امیرالمومنین آپ پر سلام ہو اے اسلام کے غالب کرنیوالے آپ پر سلام ہو اے بتوں کے توڑنے والے اللہ آپ کو ہماری طرف سے بڑی عمدہ جزا دے بیشک آپ نے اسلام کی اور مسلمانوں کی مدد کی اور بعد سید المرسلین کے اکثر شہر آپ نے فتح کئے اور آپ نے یتیموں کی کفالت کی اور رسول خدا کی قرابت والوں کے ساتھ نیک سلوک کیا اور

عہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی تو تین روز تک ایک غار میں پوشیدہ رہے سوا ابوبکر صدیق کے اور کوئی آپ کے ہمراہ نہ تھا یار غار کی مثل اسی وقت سے مشہور ہوئی ہے ۱۲ منہ عہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عرب کے کئی قبیلے مرتد ہو گئے تھے حضرت ابوبکر صدیق نے ان سے جہاد کیا۔

جمعت شملهم
وا عنت فقیرهم
وحیرت کسرهم

اسلام آپ سے قوی ہوگیا اور آپ مسلمانوں کے لیے ایک پسندیدہ پیشوا اور ہدایت یافتہ رہنما تھے آپ نے مسلمانوں کی تفرلق کو جمع کیا اور ان کے فقر کی اور ان کی شکستگی کا اندمال کیا۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما دونوں سے مخاطب ہو کر عرض کرے کہ

السلام علیکما یا ضجیعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورفیقیہ ووزیریہ ومشیریہ والمعاونین له علی القیام بالدین والقائمین بعدہ بمصالح المسلمین جزاکما اللہ احسن الجزاء جئنا کما نتوسل بکما الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیشفع لنا ویسئل اللہ ربنا ان یتقبل سعینا ویحینا علی ملتہ ویحشرنا فی زمرتہ۔

آپ دونوں پر سلام ہو اے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیٹنے والو اور آپ کے رفیق اور آپ کے وزیر اور آپ کے مشیر اور دین پر قائم رہنے میں آپکی مدد کرنیوالو اور آپ کے بعد مسلمانوں کی مصلحت کو قایم رکھنے والو اللہ آپ دونوں کو عمدہ جزا دے ہم آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ آپ کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے تقرب کا ذریعہ بنائیں جس میں آپ ہماری شفاعت کریں اور ہمارے پروردگار اللہ سے دعا کریں کہ وہ ہماری کوشش کو قبول کرے اور ہمیں آپ کے مذہب پر زندہ رکھے اور آپ کے گروہ میں ہمارا حشر کرے۔

پھر جس طرح پہلی بار حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے سر مبارک کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا تھا اسی طرح کھڑا ہو اور پھر تضرع وزاری کرکے اور جو خواہشیں رکھتا ہو حضرت کے طفیل میں حق سے مانگے اور بہت ذوق وشوق کے ساتھ حضرت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام عرض کرکے وہاں سے ہٹے اور حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے ستون[ع] کے پاس آکر توبہ کرے جس قدر ممکن ہو نوافل پڑھے پھر بعد اس کے آثار نبویہ

ع اس ستون میں حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کو باندھ دیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے توبہ کی تھی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی ۱۲

Marfat.com

کی زیارت کرے جو معلمین زیارت بتا دیتے ہیں پھر بعد اس کے جنت البقیع میں جائے اور وہاں کے مزارات مقدسہ کی زیارت کرے خصوصاً حضرت سید الشہداء حمزہ بن عبد المطلب عم نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عباس بن عبد المطلب اور حضرت امام حسن اور بقیہ ائمہ اہلبیت اور حضرت امیر المومنین امام المتقین عثمان بن عفان اور حضرت ابراہیم فرزند رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ازواج مطہرات اور حضرت صفیہ عمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی صحابہ کی رضی اللہ عنہم وارضاہم پھر شہدائے احد کی زیارت کرے اور جب وہاں پہنچے تو یہ کہے سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار[1] اور ان تمام مشاہد و مزارات پر جا کر فاتحہ پڑھے یعنی قرآن مجید کی سورتیں پڑھ کر ان حضرات کی ارواح مقدسہ کو پہنچا دے پھر ہفتہ کے دن یا جس دن ممکن ہو مسجد قبا کی زیارت کے لیے بھی جائے اور وہاں پہنچ کر کم از کم دو رکعت نماز بہ نیت تحیۃ المسجد پڑھے۔

(۱) جتنے دنوں مدینہ منورہ میں قیام ہو سکے اس کو غنیمت جانے اور وہ زمانہ غفلت میں نہ کاٹے اور جس قدر ہو سکے عبادت اور اطاعت حق تعالیٰ کی کرے اور ہر روز اکثر حصہ اپنے وقت کا حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت میں صرف کیا کرے پھر یہ دولت کہاں نصیب ہو گی یہ روضۂ اقدس کہاں ملے گا جو وقت ہے غنیمت ہے۔

(۲) اپنا اکثر وقت مسجد شریف نبوی کی ملازمت میں صرف کرے وہاں اعتکاف کرے اور ہر قسم کی عبادت سے اپنے وقت کو آباد رکھے نماز روزہ صدقہ غرض جس قدر عبادتیں ممکن ہوں اس مسجد مقدس میں کرے اور جس قدر حصہ مسجد کا حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا بیشک وہ اس سے افضل ہے جو آپ کے بعد اضافہ کیا گیا پس اگر اس حصہ میں بیٹھنا ممکن ہو تو بہت بہتر ہے اور کم سے کم ایک شب اس مسجد اقدس میں شب بیداری کرے اور اس کو اپنی تمام عمر کا خلاصہ اور ماحصل سمجھے اور تمام رات عبادت میں کاٹ دے بہتر ہے کہ اس رات اور کوئی عبادت نہ کرے بلکہ صرف درود شریف کا ورد کرے[2] اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد

---

[1] ترجمہ: آپ پر سلام ہو آپ صبر کے عوض میں پس کیا اچھا ہے واسطے آپ کے آخرت کا گھر ۱۲۔

[2] ترجمہ: اے اللہ محمد پر اور آل محمد پر رحمت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم پر آل ابراہیم پر رحمت نازل کی اے اللہ محمد پر اور آل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی بیشک تو تعریف والا اور بزرگ ہے یہ درود شریف بہت صحیح روایتوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے اسی وجہ سے نماز میں درود شریف کے یہی الفاظ رکھے گئے ہیں ۱۲۔

Marfat.com

کما صلیت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم اللھم بارک علی محمد وعلی آل
آل محمد کما بارکت علی ابراھیم وعلی آل ابراھیم انک
حمید مجید۔ اگر اس شب میں نیند کا غلبہ ہو تو اس کو دفع کرے انشاءاللہ جس وقت
اس امر کا خیال کریگا کہ میں کس مسجد مقدس میں بیٹھا ہوں اور حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
کی حضوری مجھے حاصل ہے اس وقت نیند و غفلت کا اثر بالکل جاتا رہے گا۔

مسجد اقدس میں رات بھر رہنے کے لیے اگر کچھ حکام وخدام کی خوشامد کرنا پڑے
اور کچھ روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت ہو بے تامل خوشامد بھی کرے روپیہ بھی خرچ کرے اور جو
جو باتیں کرنا پڑیں سب کرے اور اس دولت کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دے۔

اس مسجد شریف میں جب تک رہے اپنے دل اور زبان اور تمام اعضا کو لغو کلمات
اور حرکات سے محفوظ رکھے اور سوا حضور اقدس نبوی کے اور کسی طرف متوجہ نہ ہو اگر
نہایت ضرورت کسی سے کلام کرنے کی ہو تو مختصر کلام کرکے پھر اسی جناب مقدس کی
طرف متوجہ ہو جائے۔

مسجد شریف کے ادب کا خیال خوب رکھے تھوک وغیرہ وہاں نہ گرنے پائے
کوئی بال سر یا ڈاڑھی کا وہاں نہ ڈالے اور اگر گرا پڑا ہوا دیکھے تو فوراً اٹھالے بعض
لوگ چھوہارے کھا کر مسجد شریف میں اس کی گٹھلی ڈال دیتے تھے یہ خلاف ادب ہے۔

جب تک مسجد اقدس میں رہے حجرہ شریفہ کی طرف نہایت شوق کی نگاہوں سے
نظر کرتا رہے کم از کم ایک قرآن مجید کا ختم اسی مسجد عالی میں کرے اور اگر ممکن ہو تو کوئی
کتاب جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات و فضائل میں ہو اس کو پڑھے یا کوئی
شخص پڑھتا ہو تو اس سے سنے۔

(۳) مدینہ منورہ کے رہنے والوں سے نہایت محبت اور ادب کے ساتھ پیش
آئے اور اگرچہ ان میں کوئی بات خلاف شریعت دیکھے پھر بھی ان کی برائی نہ کرے اور ان
سے بہ خشونت نہ پیش آئے ہاں بہ خیال امر بالمعروف نہایت ادب کے ساتھ نرم و شیریں
الفاظ میں ان کو اس فعل کی خرابی سے مطلع کردے۔

(۴) جب مدینہ منورہ میں قیام کی مدت ختم ہو جائے اور اس مقام مقدس سے
چلنے لگے تو مسجد شریف کو رخصت کرے یعنی نماز پڑھ کے دعا مانگے اور حسرت کے

Marfat.com

ساتھ وہاں سے جدا ہو پھر حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخین رضی اللہ عنہما کی زیارت حسب معمول کرے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے کہ پھر اس درگاہ اقدس کی زیارت سے اسے مشرف فرمائے۔ علامت مقبولیت دعا اور زیارت کی یہ ہے کہ اس وقت بے اختیار آنکھوں سے آنسو بہ رہے ہوں اور دل میں یاس وحسرت بھری ہو اور اگر خدا نخواستہ کسی شخص پر یہ حالت نہ پیدا ہو تو وہ بہ تکلف اپنے اوپر اس حالت کو طاری کرے پھر حضرت سے رخصت ہو رخصت ہوتے وقت پچھلے پیروں[ع] نہ لوٹے جس طرح کہ کعبہ مکرمہ سے رخصت ہوتے وقت پچھلے پیروں لوٹتے ہیں کیونکہ یہ طریقہ سلف سے منقول نہیں۔

(۵) پھر جب اپنے وطن کی طرف چلے تو وہاں سے کچھ تحائف اپنے احباب واعزہ کے لیے ہمراہ لائے مثلاً مکہ معظمہ سے آب زمزم اور مدینہ منورہ کی کھجوریں پھر جب اپنے شہر کے قریب پہنچ جائے تو یہ دعا پڑھے اللھم انی اسئلك خیرھا وخیر ما فیھا واعوذبك من شرھا وشر ما فیھا اللھم اجعل لنا فیھا قرارا ورزقا حسنا اور جب شہر میں پہنچ جائے تو یہ دعا پڑھے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون لا الہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ واعز جندہ فلا شئی بعدہ اور چاہیے کہ مکان پہنچنے سے پہلے اپنے اعزہ کو خبر کرے کہ فلاں دن فلاں وقت میں پہنچوں گا بغیر اطلاع کے ایک دم نہ پہنچ جائے پھر جب اپنے مکان پہنچ جائے تو مکان کے اندر جانے سے پہلے جو مسجد مکان کے قریب ہو اس میں دو رکعت نماز پڑھے اور خدائے تعالیٰ کا شکر کرے کہ اس نعمت عظمیٰ پر حق تعالیٰ نے اسے فائز کیا بعد اس کے اپنے مکان جائے پھر جب گھر میں پہنچ جائے تو دو رکعت نماز شکر پڑھے اور اللہ تعالیٰ

ع۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی نے جذب القلوب میں اس کی تصریح کی ہے اور لکھا ہے کہ پچھلے پیروں لوٹنا صرف کعبہ کے ساتھ خصوص ہے تعجب یہ ہے کہ پچھلے پیروں لوٹنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوتے وقت نہیں تو اور اولیاء اللہ کے مزارات سے رخصت ہوتے وقت کیوں جائز کہا جاتا ہے اور اکثر لوگ اس کو فرض واجب کی طرح عمل میں لاتے ہیں اور جو بیچارہ کسی بزرگ کے مزار کی طرف لوٹتے وقت پشت کرے وہ بے ادب کہا جاتا ہے اور مورد لعن وتشنیع ہوتا ہے ۱۲ ﴿ ترجمہ اے اللہ میں تجھ سے اس مقام کی خیریت اور ان چیزوں کی خیریت جو اس

(بقیہ صفحہ ۶۱۶ پر)

کے اس احسانِ عظیم کا دل سے شکریہ ادا کرے اس مبارک سفر سے لوٹنے کے بعد یہ سمجھے کہ میں تجدید توبہ کر چکا ہوں اور توبہ بھی کسی اور کے سامنے نہیں بلکہ وہ توبہ حضرت سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں ہوئی لہٰذا اس امر کا عزم قوی رکھے کہ میں اب کبھی اس توبہ کا نہ توڑوں گا اور حق جل شانہ سے ہر نماز کے بعد خصوصاً بعد نماز صبح کے دعا مانگا کرے کہ الٰہی مجھے اس توبہ پر قایم رکھ اور اپنی نافرمانیوں سے بچا اور اپنی فرمانبرداری کی توفیق دے اور ایمان پر میرا خاتمہ فرما۔

علماء نے لکھا ہے کہ حج مبرور کی علامت یہ ہے کہ جس حالت میں گیا تھا اس سے بہتر حالت میں لوٹے اور دل میں حضرت سید الرسل کے اتباع سنت کا شوق پیدا ہو جائے اور دنیا و اہل دنیا کی محبت سے دل سرد ہو جائے اور آخرت اور اہل دین کی محبت دل میں غالب ہو جائے۔

خدا تعالیٰ کی عنایت سے حج و زیارت کا بیان ختم ہو گیا اب میں حسب التزام حج کے متعلق چالیس حدیثیں اور چالیس اقوال حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نقل کرتا ہوں۔

چہل حدیث لکھنے سے پہلے میں یہ چاہتا ہوں کہ اختصار کیساتھ حجۃ الوداع کے پورے واقعات لکھدوں کیونکہ جو حدیثیں میں لکھونگا ان میں سے کسی میں پورے واقعات اس حج کے نہیں ہیں کسی راوی نے ایک میں پورے واقعات نہیں بیان کیے بلکہ بضرورت وقت کے مناسب جس قدر مضمون اس واقعہ کا ہوتا تھا اسی قدر نقل کر دیتے تھے۔ ہم نے کسی کتاب میں حجۃ الوداع کے واقعات اس اختصار اور حسن ترتیب سے نہیں دیکھے جیسا کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۱۵) مقام میں میں طلب کرتا ہوں اور اس مقام کے شر اور ان چیزوں کے شر سے جو اس مقام میں ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں اے اللہ مجھے یہاں قیام اور عمدہ رزق عنایت فرما ۱۲ منہ ۵ ترجمہ اس کے سوا کوئی خدا نہیں وہ ایک ہے کوئی اسکا شریک نہیں اسی کی بادشاہت اور اسی کی ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم لوگ اس کے گھر سے لوٹے ہوئے آرہے ہیں عبادت کرنے والے اور سجدہ کرنے والے ہیں اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کی مدد کی اور کافروں کی جماعتوں کو خود اکیلے اس نے بھگایا اور اپنے لشکر کو غالب کر دیا پس اس کے بعد کوئی چیز نہیں ۱۲

Marfat.com

شرح سفر السعادۃ میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے لکھے ہیں لہٰذا اسی کتاب سے ان واقعات کا انتخاب کیا جاتا ہے۔

حجۃ الوداع کی مختصر کیفیت

یہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ حج کی فرضیت ۹ھ میں ہوئی اور ۱۰ھ میں آپ نے اس حکم کی تعمیل کی ہجرت کے بعد یہی ایک حج آپ نے کیا چونکہ یہ حج آخر تھا اور جس سال آپنے یہ حج کیا ہے وہ سال آپ کی عمر گرامی کا آخری سال تھا اسی سال آپ دنیا سے رخصت ہو گئے اور اسی سال کئی بار عام مجمعوں میں آپ نے اپنے وداع و فراق کی خبر اشارات و کنایات میں بیان فرمائی چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ان اشارات کو سمجھ گئے اور اسی وقت رونے لگے کبھی کبھی یہ بھی فرمایا کہ سال آئندہ میں تم مجھ کو نہ پاؤ گے حضرت معاذ سے یہانتک فرمایا کہ معاذ اب یمن سے لوٹ کر تم میری قبر دیکھو گے اس پر حضرت معاذ بہت روئے خاصکر آخر میں جو خطبہ آپ نے پڑھا وہ بالکل صاف بتا رہا ہے کہ اب عنقریب آپ دنیا کو اپنے جمال دلربا سے محروم فرمانے والے ہیں ایسے الفاظ تھے کہ عام طور پر صحابہ کہنے لگے کہ کانہ موعظۃ مودع یہ نصیحت تو گویا رخصت ہونے والے کی ہے، انھیں وجوہ سے اس حج کا نام حجۃ الوداع مشہور ہوا۔

جب آپ نے اس حج کا ارادہ فرمایا تو صحابہ کو اطلاع دی سب نے حج کی تیاری کر لی اور یہ خبر مدینہ منورہ کے اطراف قرب و جوار کے گاؤں میں پہنچی تو وہاں کے تمام مسلمان مدینہ میں آگئے اور راستے میں چلتے چلتے جیسے جیسے مسلمانوں کو خبر ہوتی جاتی تھی آتے جاتے تھے ایک شور برپا تھا کہ حضرت اس سال حج کو جاتے ہیں جو سنتا تھا وہ دوڑا چلا آتا تھا ایک شمع جمال تھی کہ روشن تھی اور پروانوں کا اس پر ہجوم تھا اس قدر لوگ مجتمع ہوئے کہ حد شمار سے باہر اب تک صحیح تعداد کی تحقیق نہیں معلوم ہوئی، ہاں اس قدر ضرور کہا گیا ہے کہ جس طرف نظر جاتی تھی آدمی کے سوا کچھ نہ دکھائی دیتا تھا بعض روایات میں ہے کہ ایک لاکھ چودہ ہزار آدمی تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک لاکھ بیس ہزار، واللہ تعالیٰ اعلم۔

ہفتہ کے دن چوبیس ذیقعدہ کو آپ نے ظہر کی نماز مدینہ مقدسہ کی مسجد میں پڑھی بعد

Marfat.com

نماز کے سر مبارک میں تیل ڈالا اور کنگھی کی اور چادر اور تہ بند پہن کر کوچ فرمایا اور ذوالحلیفہ میں پہنچ کر قیام کردیا عصر کی نماز وہاں قصر سے ادا فرمائی اور رات بھر اور دوسرے دن ظہر تک وہیں رہے تمام امہات المومنین اور فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اس سفر میں ہمراہ تھیں شب کو آپ نے تمام ازواج کے یہاں تھوڑی تھوڑی دیر قیام فرمایا اور دوسرے دن ظہر کی نماز وہاں پڑھ کر آپ نے احرام کے لیے غسل فرمایا اور خطمی و اشنان بھی صفائی کی غرض سے پانی میں ملا دیا تھا، غسل کے بعد عائشہ صدیقہ نے ایک مرکب خوشبو جس میں مشک بھی تھا آپ کے سر اور بدن پر لگا دی اور اس قدر لگائی کہ مشک کا اثر آپ کی داڑھی اور سر پر دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا بعد اس کے آپ نے چادر اور تہبند احرام کی پہن لی اور دو رکعت نماز احرام[عہ] پڑھیں اور بدنہ کی گردن میں دو جوتیاں لٹکادیں اور اس کی داہنی جانب اشعار کیا بعد اس کے احرام باندھ لیا صحیح یہ ہے کہ آپ نے قران کا احرام باندھا تھا بعد اس کے تلبیہ کہی اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے پھر جب وہ اٹھی تو آپ نے دوبارہ تلبیہ کہی اور بعد اس کے جب ایک اونچے مقام پر چڑھنے کا اتفاق ہوا تو آپ نے پھر تلبیہ کہی اور کبھی آپ فرماتے تھے لبیک بحجۃ وعمرۃ کبھی صرف اس قدر کہتے تھے کہ لبیک بحجۃ میں آپ نے یہ عبارت پڑھی

لبیک[عہ] اللّٰھم لبیک لا شریک لک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لک لا شریک لک تلبیہ آپ نے بلند آواز سے کہی اور تمام صحابہ کو آپ نے حکم بھی دیا، صحابہ تلبیہ کی عبارت میں کچھ تغیر و تبدل کر دیتے تھے مگر آپ نے کسی کو منع نہیں فرمایا احرام کی حالت میں آپ نے اپنے سر کے بالوں کو خطمی لگاکر چپکا لیا تھا تا کہ ٹوٹنے سے اور جوئیں وغیرہ سے حفاظت رہے جب آپ مقام روحا میں پہنچے ایک زخمی گورخر کو دیکھا صحابہ سے آپ نے منع کردیا کہ اس کو نہ چھیڑنا اتنے میں اس کا شکار کرنے والا آگیا اور اس نے کہا کہ یا رسول اللہ یہ شکار میں نے آپ کو دیدیا آپ جو چاہیں کریں حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا کہ اس کو لاکر صحابہ میں تقسیم کردو پھر مقام اثایہ میں ایک ہرن کو دیکھا کہ ایک درخت کے نیچے سو رہا تھا اور وہ زخمی تھا آپ نے ایک شخص کو متعین کردیا تاکہ کوئی محرم اس کو چھیڑنے نہ پائے پھر

عہ صاحب سفرالسعادت نے نماز احرام کے منقول ہونے سے انکار کیا ہے لیکن شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح میں اس کا مسنون ہونا ثابت کیا ہے ۱۲ عہ ترجمہ اے اللہ میں تیرے دروازہ پر حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں سب تعریف اور نعمت تیری ہی ہے اور ملک تیرا ہی ہے تیرا کوئی شریک نہیں ۱۲

جب آپ مقام عرج میں پہنچے تو حضرت ابوبکر صدیق نے اپنے ایک غلام کو مارا اس نے ایک اونٹ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اسباب تھا کھو دیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس حال کو دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا کہ

اس محرم کو دیکھو کہ کیا کر رہا ہے اس کے سوا آپ نے کچھ نہیں فرمایا کہ تمہارا حج فاسد ہو گیا یا تم کو فدیہ دینا پڑے گا جب مقام ابواء میں پہنچے تو صعب بن جثامہ نے ایک گورخر ہدیۃً پیش کیا آپ نے نہیں لیا اور فرمایا کہ ہم محرم ہیں۔

جب آپ وادی عسفان میں پہنچے تو فرمایا کہ موسیٰ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ جا رہے ہیں اور انگلیاں اپنے کان میں دیئے ہوئے بہت بلند آواز سے تلبیہ کہہ رہے ہیں اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ہود اور صالح بھی اس وادی میں گزرا کرتے تھے، جب آپ مقام سرف میں پہنچے عائشہ رضی اللہ عنہا کو عذر زنانہ پیش آگیا وہ رو رہی تھیں آپ نے فرمایا تم روتی ہو یہ تو ایک تقدیری بات ہے اس میں تمہارا کیا اختیار ہے کوئی حرج نہیں سوا طواف کے تم تمام اعمال حج کے ادا کرو عائشہ صدیقہ نے صرف عمرہ کا احرام باندھا تھا لہذا آپ نے فرمایا کہ تم عمرہ چھوڑ دو اور غسل کر کے حج کا احرام باندھ لو چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا بعد اس کے جب وہ پاک ہوئیں اور وقوف کر چکی تھیں تو طواف اور سعی کی آپ نے فرمایا کہ اب تم حج سے باہر ہو گئیں بعد اس کے عمرہ کی قضا کے لئے آپ نے ان کے بھائی عبدالرحمٰن سے فرمایا کہ تم ان کو تنعیم تک لیجاؤ اور وہاں سے عمرہ کا احرام بندھوا کر لے آؤ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور انہوں نے عمرہ کی قضا کر لی۔

اسی مقام سرف میں آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ جس کے ہمراہ ہدی نہ ہو وہ چاہے تو اپنے احرام کو عمرہ سے بدل دے ہاں جس کے پاس ہدی ہو وہ ایسا نہیں کر سکتا پھر جب آپ مکہ پہنچے تو یہ حکم قطعی طور پر دیدیا اور فرمایا کہ اگر میں ہدی نہ لایا ہوتا تو میں بھی ایسا کرتا، جب مکہ مکرمہ قریب آگیا تو آپ نے مقام ذی طویٰ میں نزول فرمایا اور یکشنبہ کے دن ذی حجہ کی پانچویں تاریخ صبح کی نماز پڑھ کر آپ نے غسل فرمایا اور طلوع آفتاب کے کچھ دیر بعد حجوں کے راستہ سے مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے جب آپ باب السلام میں پہنچے اور کعبہ شریف پر آپ کی نظر مبارک پڑی تو آپ نے یہ دعا پڑھنی شروع کی اللھم زدبیتک ھذا التشریفا وتعظیما وتکریما ومھابۃ بعد اس کے آپ سیدھے

(حاشیہ صفحہ ۱۴۲ پر ہے)

کعبہ کی طرف روانہ ہوئے تحیۃ المسجد نہیں پڑھی حجر اسود کے مقابل پہنچ کر استلام کیا اور طواف میں مشغول ہو گئے کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ کیطرف چھوڑا اور اپنے دائیں ہاتھ کیطرف سے طواف شروع کیا طواف کے اندر کسی خاص مقام میں کوئی مخصوص دعا آپ سے منقول نہیں مگر ہاں رکن یمانی اور حجر اسود کے درمیان میں آپ نے یہ دعا پڑھی ربنا[ع] اتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی الدنیا والاخرۃ طواف میں آپ نے سات شوط کئے پہلے تین شوطوں میں رمل فرمایا اور اخیر کے شوطوں میں رمل نہیں کیا اس طواف میں آپ نے اپنی چادر بہ صورت اضطباع اوڑھی تھی ہر شوط میں جب حجر اسود کی محاذات پر پہنچتے تو ایک لکڑی سے جو آپ کے ہاتھ میں تھی حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اس کا بوسہ دیتے اور رکن یمانی کی محاذات پر جب پہنچتے تو اس کی طرف اشارہ کرتے مگر اس کو بوسہ نہ دیتے حجر اسود کے مقابل جب پہنچتے تو اللہ اکبر کہتے جب طواف سے فارغ ہوئے تو مقام ابراہیم میں آئے اور یہ آیت پڑھی واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اور وہاں دو رکعت نماز طواف پڑھی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قل یاایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور قل ھو اللہ پڑھی نماز طواف سے فارغ ہو کر حجر اسود کی طرف تشریف لائے اور اس کا استلام کیا بعد اس کے بیچ کے دروازہ سے کوہ صفا کیطرف تشریف لے گئے صفا کے قریب پہنچ کر یہ آیت پڑھی ان الصفا[ع] والمروۃ من شعائر اللہ اور فرمایا کہ جس کو پہلے اللہ نے ذکر فرمایا ہے اسی سے ہم طواف کی ابتدا کریں گے پھر آپ صفا پر چڑھ گئے اور کعبہ مکرمہ کے مقابل کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھی لاالہ الا اللہ[ع]

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) ع اے اللہ اپنے اس گھر کی بزرگی اور عظمت اور کرامت اور رعب زیادہ فرما ۱۲ ختم تحیہ
ع ترجمہ اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی بھلائی عنایت کر اور آخرت میں بھلائی عنایت کر اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا اے اللہ میں تجھ سے دنیا و آخرت بخشش اور عافیت طلب کرتا ہوں ۱۲ ع ترجمہ اور مقام ابراہیم میں نماز کی جگہ بناؤ ۱۲ ع ترجمہ بیشک صفا اور مروہ خدا کی نشانیوں میں ہے ۱۲ ع اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی ہے بادشاہت اور اسی کے لئے ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اللہ کے سوا کوئی خدا نہیں وہ اکیلا ہے اس نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی اور دو کافروں کی جماعتوں کو اس نے تنہا بھگا دیا ہے اے اللہ ہم تجھ سے تیری رحمت کے اسباب اور تیری (بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲۱)

Marfat.com

الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد وھو علی کل شیءٍ قدیر لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ اللّٰھم انا نسئلک موجبات رحمتک وعزائم مغفرتک والغنیمۃ من کل برٍّ والسلامۃ من کل اثم لا تدع لی ذنبا الا غفرتہ ولا ھما الا فرجتہ ولا کربا الا کشفتہ ولا حاجۃ الا قضیتھا پھر صفا سے اتر کر مروہ پر آئے اثنائے سعی میں چونکہ لوگوں کا ہجوم زیادہ ہو گیا تھا اس لئے اونٹنی پر سوار ہو کر آپ نے سعی کو پورا کیا ابتدا سعی کی آپ نے صفا سے کی اور اختتام اس کا مروہ پر کیا جب مروہ پر چڑھے تو وہی دعا جو آپ نے صفا پر پڑھی تھی مروہ پر بھی پڑھی اور درمیان میں آپ یہ دعا پڑھتے تھے ؏ رب اغفر وارحم انک انت الاعز الاکرم سعی سے فارغ ہو کر آپ نے صحابہ کو حکم دیا کہ جس کے ہمراہ ہدی نہ ہو وہ احرام سے باہر ہو جائے چنانچہ سب احرام سے باہر ہو گئے اور آپ کی تعمیل حکم سے بہتوں نے سر منڈوائے اور بعض نے بال کتروا دیئے سر منڈوانے والوں کے لیے آپ نے تین بار فرمایا اللّٰھم ؏ ارحم المحلقین کتروانے والوں نے استدعا کی کہ حضور ہم کو کیوں محروم رکھتے ہیں اس وقت آپ نے ان کے لیے بھی سراقہ بن مالک نے پوچھا کہ حضور ؏ یہ بات صرف ہمارے لیے خاص ہے یا تمام امت کے لیے آپ نے فرمایا ہمیشہ کے لیے اور تمام لوگوں کے لیے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق اور عثمان اور علی اور طلحہ اور زبیر رضی اللّٰہ عنہم احرام سے باہر نہیں ہوئے کیونکہ ان لوگوں کے ہمراہ ہدی تھی، ازواج مطہرات اور بی بی فاطمہ زہرا احرام سے باہر ہو گئی تھیں کیونکہ ان کے ہمراہ ہدی نہ تھی چار دن کے بعد یعنی ذی الحجہ کی آٹھویں تاریخ کو آپ نے منیٰ جانے کا قصد کیا جو صحابہ احرام سے باہر ہو گئے تھے انہوں نے اس دن حج کا احرام باندھا ظہر اور عصر کی نماز

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۲۰) مغفرت کے وسائل اور ہر نیکی میں سے حصہ اور گناہ سے سلامتی کی درخواست کرتے ہیں تو ہمارے ہر گناہ کو بخش دے اور ہر غم کو دور کر دے اور ہر تکلیف کو دفع فرما اور حاجت کو روا کر ۱۲ از حاشیہ صفحہ ہذا

؏ ترجمہ اے میرے پروردگار بخشدے اور رحم کر بیشک تو عزت والا بزرگ ہے ۱۲ ؏ ترجمہ اے اللّٰہ سر منڈوانے والوں پر رحم فرما ۱۲ ؏ یعنی ایام حج میں عمرہ کرنا ۱۲

Marfat.com

آپ نے منیٰ میں پڑھی اور رات کو وہیں رہے دوسرے دن نویں تاریخ کو جب آفتاب نکل آیا آپ عرفات کی طرف متوجہ ہوئے کوئی صحابہ تکبیر کہتے تھے کوئی تلبیہ آپ نے کسی پر انکار نہیں فرمایا۔

جب آپ مقام نمرہ میں پہنچے تو وہاں نزول فرمایا، وہاں آپ کے حکم سے ادنیٰ خیمہ آپ کے لیے پہلے سے نصب کر دیا تھا۔ زوال آفتاب کے بعد آپ نے اونٹنی پر سوار ہو کر نہایت بلیغ اور موثر خطبہ پڑھا تمام اسلام کے اصول اس میں تعلیم فرمائے اور تمام کفر و شرک کی باتوں کی جڑ کاٹ دی رسوم کو بالکل مٹا دیا اور جو باتیں تمام مذاہب میں ممنوع ہیں ان کا ذکر فرمایا جاہلیت کے زمانہ کے خونوں عـہ اور سودوں کو معاف کر دیا اور مردوں کو عورتوں سے خوش خلقی اور ملاطفت کرنے کی تاکید فرمائی اور زوجین کے باہمی حقوق یاد دلائے اور لوگوں کو کتاب خدا پر عمل کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ جو کوئی کتاب خدا پر عمل کرے گا وہ گمراہ نہ ہوگا پھر صحابہ سے پوچھا کہ تم لوگ میرے حق میں کیا کہتے ہو سب نے یک زبان ہو کر عرض کیا کہ ہم سب گواہ ہیں کہ آپ نے خدا کے احکام پہنچائے اور امت کی خیر خواہی جیسی کہ چاہیئے کی اور تمام حقوق رسالت کو آپ نے ادا فرمایا یہ سن کر آپ نے انگشت شہادت آسمان کی طرف اٹھائی اور اس کو گھمایا اور فرمایا کہ عـہ اللّٰهم اشهد اللهم اشهد اللّٰهم اشهد پھر فرمایا کہ جو لوگ اس مجمع میں ہیں وہ غائبین کو یہ تمام احکام پہنچا دیں اس کے بعد آپ نے ظہر کی نماز پڑھی ظہر اور عصر دونوں کی نمازیں ایک ساتھ پڑھی نماز سے فارغ ہو کر آپ سوار ہو گئے اور عرفات آئے وہاں دامن کوہ کے پاس قبلہ رو کھڑے ہو کر سواری پر آپ نے وقوف فرمایا اور نہایت الحاح وزاری کے ساتھ بہت دردناک الفاظ میں آپ نے حق تعالیٰ سے دعا مانگنا شروع کی جب دعا مانگ چکے تو فرمایا کہ عرفات میں کھڑا ہونا

عـہ یعنی اسلام سے پہلے جو کسی کو قتل کر دیا تھا اور اس کی بابت آپ نے یہ کہدیا کہ اب اس سے قصاص نہ لیا جائے گا اور جو روپیہ کسی نے کسی کو سودی قرض دیا تھا اور اس کا سود اس پر باقی تھا وہ بھی معاف کر دیا۔

عـہ ترجمہ اے اللہ گواہ رہنا اے اللہ گواہ رہنا اے اللہ گواہ رہنا ۱۲

Marfat.com

کچھ خاص اسی مقام پر ضروری نہیں بلکہ تمام جنگل عرفات کا موقف ہے جہاں چاہو کھڑے ہو عرفات ہی میں یہ آیت نازل ہوئی الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ترجمہ (اے مسلمانوں آج میں نے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کردیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کردی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا. یہ آیت اگرچہ تمام اہل اسلام کے لیے نہایت مسرت اور فرحت کا باعث ہے لیکن صحابہ میں جو لوگ تیز نظر اور دقیقہ رس تھے وہ اس آیت کے سنتے ہی نہایت دل شکستہ اور محزون ہو گئے سمجھ گئے کہ اب زمانہ فراق قریب ہے کیونکہ آپ کا دنیا میں آنا اور رہنا محض تعلیم دین اور یقین کے لیے تھا جب وہ کام پورا ہو گیا تو آپ کا قیام دنیا میں کس لئے ہوگا پھر اس کے بعد آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اپنے دین کے مسائل مجھ سے یاد کرلو آئندہ سال مجھے شاید پاؤ نہ پاؤ. اسی دن عرفات میں ایک صحابی اونٹ کے اوپر سے گر پڑے اور ان کی وفات ہو گئی آپ نے فرمایا کہ ان کو غسل دے کر احرام کے لباس میں دفن کردو اور خوشبو نہ لگاؤ اور سر اور چہرے کو نہ بند کرو اور فرمایا کہ قیامت کے دن وہ لبیک کہتے ہوئے میدان حشر میں آئیں گے۔

جب آفتاب غروب ہو گیا تو آپ نے اسامہ بن زید کو اپنے ہمراہ سوار کر لیا اور مزدلفہ کی طرف چلے اس وقت لوگوں کا ہجوم تو تھا ہی سبھوں نے تیز روی کرنی چاہی ایک کے اوپر ایک گرنے لگا تو آپ نے ان کو منع فرمایا کہ جلدی کرنے میں کوئی فائدہ اور کچھ ثواب نہیں غرض نہایت سکون و وقار کے ساتھ وہاں سے آپ روانہ ہوئے جب راہ کشادہ اور میدان وسیع مل جاتا تو اونٹنی کو کچھ تیز بھی کر دیتے تھے جس راستہ سے عرفات میں آئے تھے اس راستہ سے نہیں لوٹے بلکہ دوسرے راستہ سے یہی عادت آپ کی عیدگاہ جانے میں بھی تھی کہ جس راستہ سے تشریف لے جاتے اس راستہ سے لوٹتے نہ تھے اثنائے راہ میں ایک مقام پر اتر کر خفیف وضو فرمایا اسامہ نے پوچھا کہ کیا مغرب کی نماز پڑھیے گا آپ نے فرمایا کہ مغرب کی نماز آگے چل کر مزدلفہ میں پڑھیں گے پھر مزدلفہ میں پہنچ کر آپ نے پورا وضو کیا اور اذان پڑھی گئی اور اسباب وغیرہ اتارنے سے پہلے آپ نے مغرب کی نماز ادا کی بعد اس کے اسباب وغیرہ لوگوں نے اتارا اور عشا کی نماز پڑھی. مغرب اور عشا کے فرض کے درمیان میں کوئی نفل

Marfat.com

نماز آپ نے نہیں پڑھی پھر رات بھر آپ مزدلفہ میں رہے اور شب بیداری نہیں کی عورتوں اور بچوں کو صبح ہونے سے پہلے آپ نے رخصت کردیا کہ منیٰ چلے جائیں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو ان کے ہمراہ کردیا اور یہ فرمادیا کہ آفتاب نکلنے سے پہلے رمی نہ کریں پھر فجر کا وقت آتے ہی اول وقت آپ نے فجر کی نماز پڑھ لی اور سوار ہو کر مشعر حرام میں آئے اور وہاں وقوف فرمایا اور قبلہ رو ہو کر امت کے لیے نہایت تضرع و زاری کے ساتھ دعا مانگتے رہے یہاں تک کہ جب طلوع آفتاب کا وقت قریب آگیا تو آپ منیٰ کی طرف روانہ ہوئے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو اپنے ہمراہ سوار کیا اور آپ نے فضل بن عباس کو یہ حکم دیا کہ وہ راستہ سے کنکریاں رمی کے لیے چن لیں انہوں نے سات کنکریاں چن کر حضور کے ہاتھ میں دیں آپ نے اپنے کف مبارک میں ان کو لیکر غبار وغیرہ سے صاف کیا اور فرماتے رہے کہ اسی قسم کی کنکریوں سے رمی کرنی چاہیے اور اے لوگو دین میں زیادتی نہ کرو اگلے لوگ اسی سے برباد ہوئے اسی راہ میں ایک عورت ملی اور اس نے آپ سے پوچھا کہ میرا باپ بہت بوڑھا ہے اونٹ پر نہیں بیٹھ سکتا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں، آپ نے فرمایا ہاں، فضل بن عباس اس عورت کی طرف دیکھنے لگے تو آپ نے ان کی آنکھیں بند کردیں اور ان کی گردن پھیر دی پھر ایک بوڑھیا ملی اور اس نے کہا کہ میری ماں بہت کمزور ہے اور بہت بوڑھی ہے کیا میں اس کی طرف سے حج کرسکتی ہوں، آپ نے فرمایا ہاں، پھر جب آپ وادی محسر میں پہنچے تو وہاں سے اونٹنی کو بہت تیز دوڑایا اور بہت عجلت کے ساتھ وہاں سے نکل آئے اور فرمایا یہاں دشمنان خدا پر عذاب ہوا تھا اس مقام پر اصحاب فیل پر عذاب ہوا تھا جو کعبہ مکرمہ کے گرانے کے لیے آئے تھے۔

پھر جب آپ جمرۃ العقبہ کی محاذی پہنچ گئے تو کھڑے ہوگئے کعبہ مکرمہ اس وقت آپ کے بائیں ہاتھ کی طرف تھا اور منیٰ داہنے ہاتھ کی طرف اور سواری پر سے آپ نے سات کنکریاں ایک ایک کرکے جمرۃ العقبہ پر ماریں، رمی کرتے وقت بلال اور اسامہ بن زید حاضر رکاب تھے ایک تو اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور دوسرے آپ کے اوپر سایہ کئے ہوئے تھے رمی کے بعد آپ نے تلبیہ موقوف کردیا اور اس کے بعد اپنی فرودگاہ میں جو مسجد خیف کے قریب تھی تشریف لے گئے اور وہاں ایک

Marfat.com

نہایت بلیغ اور بغایت مؤثر اور دردانگیز خطبہ پڑھا اور ایسی آواز سے پڑھا کہ تمام حاضرین نے بخوبی اس کو سنا اس بات کو بھی علماء نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شمار کیا ہے کیونکہ قوت بشری سے یہ بات باہر ہے کہ اتنے کثیر مجمع کے لیے ایک شخص کی آواز کفایت کر جائے اس خطبہ میں آپ نے لوگوں کو ماہ حرام کی فضیلت اور ذالحجہ کی دسویں تاریخ کی بزرگی سنائی اور ان مہینوں میں جدال و قتال کی ممانعت کی اور فرمایا کہ حج کے مناسک سیکھ لو شاید اب میں دوبارہ حج نہ کروں گا اور یہ بھی حکم دیا کہ میرے بعد جو تمہارا سردار ہو اس کی اطاعت کرنا بشرطیکہ وہ کتاب اللہ پر عمل کرے اور فرمایا کہ میرے بعد کافر نہ بن جانا اور باہم خونریزی نہ کرنا بعد اس کے لوگوں سے آپ نے رخصتی کے کلمات کہے اور اپنے فراق کی تلخ خبر باشارات واضحہ سب کو سنائی اور حکم دیا کہ جو احکام تم لوگوں نے مجھ سے سنے ہیں وہ ان کو پہنچا دینا جنھوں نے نہیں سنے خطبہ پڑھ کر آپ قربانی کے مقام پر آئے اور وہاں تریسٹھ اونٹ آپ نے اپنے ہاتھ سے قربانی کئے اس خاص عدد کے اختیار کرنے میں بھی اپنے عمر کے ختم ہونے کی طرف اشارہ فرمایا آپ نے تریسٹھ برس کی عمر میں وفات پائی تو گویا عمر کے ہر سال کے عوض میں ایک اونٹ قربانی فرمایا اور پھر حضرت علی مرتضیٰ کو حکم دیا کہ سینتیس اونٹ تم قربانی کردو تاکہ سو پورے ہو جائیں، اونٹوں کی یہ کیفیت تھی کہ پانچ پانچ چھ چھ اونٹ قربانی کے لیے آپ کے قریب لائے جاتے تھے ایک اونٹ ایک پر گرپڑتا تھا اور ہر اونٹ یہی چاہتا تھا کہ پہلے میں مشرف کیا جاؤں، پھر آپ نے حضرت علی مرتضیٰ کو حکم دیا کہ اونٹوں کی کھالیں اور ان کی جھولیں مسکینوں کو تقسیم کردیں اور گوشت بنانے والوں کی اجرت آپ نے علیحدہ سے دلوائی جب قربانی سے آپ فارغ ہو گئے تو لوگوں سے یہ بھی فرما دیا کہ یہ نہ خیال کرنا کہ جس جگہ میں نے قربانی کی ہے وہاں کے سوا اور کہیں قربانی جائز نہیں بلکہ تمام منیٰ میں جہاں قربانی کرے درست ہے پھر آپ نے سر منڈوانے کے واسطے حکم دیا حضرت معمر بن عبداللہ آئے اور استرہ لے کر کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا کہ اے معمر دیکھو اس وقت رسول اللہ نے تمہیں اپنے سر پر قبضہ دیا ہے اور تمہارے ہاتھ میں استرہ ہے مقصود یہ تھا کہ اس نعمت کی قدر دانی کرو اور خدا کا شکر بجا لاؤ انہوں نے عرض کیا کہ ہاں یہ اللہ کا فضل

Marfat.com

داحسان ہے آپ نے فرمایا بیشک پھر آپ نے حکم دیا کہ پہلے داہنی جانب کے بال مونڈدو داہنی جانب کے بال تو سب آپ نے حضرت ابوطلحہ کو دیدیئے اور بائیں جانب کے بالوں کی نسبت فرمایا کہ لوگوں کو تقسیم کردو تمام لوگوں کو ایک ایک بال یا دودو بال پہنچے بالوں کی تقسیم میں بھی اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ اب جدائی کا زمانہ قریب ہے اور وہ وقت اب کچھ دنوں کے بعد آنیوالا ہے کہ جو آنکھیں ہمیشہ اس جمال بے مثال سے منور رہتی تھیں اپنے محبوب کے دیدار کو ترس جائیں اور لوگ اس بات کی تمنا کرنے لگیں کہ کاش حضرت کی کوئی نشانی ہوتی اسی کو دیکھ کے ہم اپنے دل کو سمجھاتے اسی وجہ سے حضرت نے اپنے موئے مبارک لوگوں کو تقسیم فرمائے تاکہ آئندہ ان عاشقان بیدل کو تسکین وطمانیت کا سبب اور رحمت وبرکت کا باعث ہو بعد اس کے آپ نے ناخنوں کو بھی ترشوایا اور ان کو بھی لوگوں میں تقسیم فرمایا۔

اب بھی بعض صاحب نصیب لوگوں کے پاس آپ کے موئے مبارک موجود ہیں اور ان میں سے بعض کی نسبت تو یقین ہو سکتا ہے کہ وہ بیشک وہی موئے اقدس ہیں جو کسی وقت حضرت کے جسم انور سے تعلق رکھتے تھے اس امر کا یقین حاصل کرنے کے لیے دو باتوں کی ضرورت ہے اول یہ کہ سند ان باتوں کی بواسطہ ثقات کسی صحابی تک پہنچی ہوئی ہو اور اس کے راویوں میں تمام وہ شرطیں موجود ہوں جو ایک حدیث کے راویوں میں ہونی چاہئیں دوسرے یہ کہ کوئی صاحب دل اپنے وجدان سے ان بالوں کے انوار تجلیات کا مشاہدہ کریں مگر یہ دوسرا طریقہ صرف انھیں لوگوں کے لیے ہے جو اسی مشرب عالی سے بہرہ ور ہوں۔

جو موئے مبارک کسی خاندان میں زمانہ قدیم سے وراثتہً چلے آتے ہوں اور کوئی لکھی ہوئی سند ان کے ساتھ نہ ہو ان کی نسبت اگرچہ یقین نہیں ہو سکتا لیکن اس خیال سے کہ شاید وہ ایسے ہی ہوں جیسے کہ بیان کیے جاتے ہیں ان کی تعظیم ومحبت میں کمی نہ کرنی چاہیئے۔

واقعی مسلمان بڑے خوش قسمت ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّۃٍ ہر طرح کی خیریت کا سامان اللہ جل شانہ نے ان کے لیے مہیا کر دیئے ہیں ان کے پاس ان کے نبی کی وہ نشانیاں موجود ہیں جو آج کسی امت کو نصیب نہیں

سب سے بڑی نشانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جو آپ کا ایک زندہ معجزہ ہے ہمارے پاس قرآن عظیم ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے اس وقت تک باوجودیکہ تیرہ سو برس سے زائد ہو گئے اسی طرح بے کم وکاست بے تغیر و تبدل چلا آرہا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ تا قیام قیامت ہمارے پاس رہے گا دوسری نشانی آپ کی ہمارے پاس آپ کے احادیث ہیں احادیث کی حفاظت اور بہم رسانی میں بھی جو اہتمام ہمارے اگلوں نے کیا اس کا دسواں حصہ بھی کسی امت کو نصیب نہیں ہوا۔ اس کے بعد اور نشانیاں بھی ہمارے پاس ہیں جو خاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مجمع صفات سے تعلق رکھتی ہیں مثل موئے مبارک اور نقش نعلین اور نقش قدم شریف کے۔

وہ مسلمان کیسے خوش نصیب ہیں جن کے بابرکت گھر ان موئے مبارک سے آباد ہیں، وہ آنکھیں کس درجہ تعظیم کے قابل ہیں جنھوں نے اُن مقدس بالوں کی زیارت کی ہے اگلے زمانہ میں دستور تھا کہ ان موئے مبارک کے ذریعہ اکثر بیماروں کی دوا کی جاتی تھی اور ان کو شفا ہوتی تھی وہ لوگ ان موئے مبارک کو اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے، چنانچہ صحیح بخاری میں ابن سیرین سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عبیدہ سے (حضرت عبیدہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں مسلمان ہو چکے تھے لیکن ملاقات کی نوبت نہیں آئی) کہا کہ ہمارے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا موئے مبارک ہے ہم نے اسے حضرت انس کے پاس سے پایا ہے تو انہوں نے نہایت حسرت سے کہا کہ بیشک اگر میرے پاس حضرت کا موئے مبارک ہوتا تو مجھے دنیا سے اور تمام ان چیزوں سے جو دنیا میں ہیں زیادہ محبوب ہوتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانیوں کا جو ذکر آیا تو ایک عجیب اور مقدس نشانی جو زمانہ حال میں دستیاب ہوئی ہے اس کا ذکر کئے بغیر جی نہیں مانتا۔ سلطان عبدالحمید خاں خلیفہ ترکی کے عہد میں بعض عیسائی سیاحوں کو کسی سرزمین میں دو دو خط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دستیاب ہوئے ہرن کی جھلی پر لکھے ہوئے عبارت ان خطوں کی صحیح بخاری کی روایت کردہ خط سے بالکل مطابق ہے ان سیاحوں نے ان خطوط مقدسہ کو خلیفہ کے یہاں نذر کیا اور خلیفہ نے ان کو تبرکات کے خزانہ میں رکھ لیا اور ایک بیش بہا صلہ ان سیاحوں کو عنایت کیا

Marfat.com

ان خطوط مقدسہ کے فوٹو اکثر بلاد اسلامیہ میں باجازت سلطانی بھیجے گئے منجملہ ان کے میرے بعض احباب کے پاس بھی ان کے فوٹو آئے اور خدا کا شکر ہے کہ میں ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں، الغرض بالوں کی تقسیم کے بعد زوال سے پہلے آپ مکہ تشریف لائے اور طواف ادا کیا طواف کے بعد آپ نے آب زمزم کھڑے ہو کر پیا، یہ طواف آپ نے سوار ہو کر کیا تھا وجہ یہ تھی کہ ہجوم بہت زیادہ ہو گیا تھا اور یہ بھی مقصود تھا کہ تمام حاضرین آپ کے طواف کو دیکھیں اور آپ کے جمال جہاں آراء سے اپنی آنکھیں روشن کریں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کے پیر میں کچھ چوٹ آگئی تھی پھر آپ نے ظہر کی نماز مکہ میں پڑھ کر منیٰ کی طرف مراجعت فرمائی اور رات کو وہیں رہے دوسرے دن نماز ظہر سے پہلے زوال کے بعد پیادہ پا تینوں جمروں کی رمی فرمائی پہلے اس کی جو مسجد خیف کے قریب ہے اور اس کی رمی کے بعد تھوڑی دور آگے بڑھ کر آپ نے کھڑے ہو کر اتنی دیر تک دعا کی جتنی دیر میں کوئی سورۂ بقر پڑھے، پھر اس کے بعد والی جمرہ کی رمی کی اور اس کی رمی کے بعد بھی داہنے ہاتھ کی طرف ہٹ کر اتنی ہی دیر تک آپ نے دعا کی پھر جمرۃ العقبہ کی رمی کی اور اس کی رمی کے بعد آپ نے دعا کی اور نہ وہاں توقف فرمایا۔

منیٰ میں آپ نے پورے دو روز قیام کیا یعنی گیارہویں اور بارہویں تاریخ کو اور ہر روز اسی طرح رمی کی اور تیرہویں تاریخ کو نماز ظہر کے بعد رمی کر کے آپ مکہ کی طرف روانہ ہوئے اثنائے راہ میں آپ محصب میں اترے اور ظہر، عصر، مغرب عشا کی نمازیں وہیں پڑھیں بعد اس کے آپ تھوڑی دیر سو رہے بعد اس کے آپ بیدار ہوئے اور کوچ کیا اور مکہ میں آ کر رات ہی کو طواف وداع کیا، اس طواف میں رمل نہیں کیا عائشہ صدیقہ نے اپنے چھوٹے ہوئے عمرہ کی قضا بھی اسی شب میں کی، رات ختم نہ ہوئی تھی کہ عمرے سے فراغت ہو گئی، پس آپ نے کوچ کا اعلان دیدیا اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے صبح کی نماز کعبہ مکرمہ کے سامنے پڑھ کر چلے گئے پھر جب آپ مقام غدیر خم[عـہ٥] میں پہنچے تو وہاں آپ نے کچھ دیر قیام فرمایا[عـہ٤]

عـہ٤ یہ واقعہ شرح سفر السعادۃ میں نہیں ہے ۱۲ر

عـہ٥ غدیر خم ایک چشمہ کا نام ہے مقام جحفہ سے تین میل پر واقع ہے ۱۲ر

چونکہ آپ نے اس سال اپنی امت کے لیے آئندہ اور موجودہ اصلاح کے تمام مدارج طے کر دیئے تھے اور جن جن مفاسد کا آگے چل کر آپ کو اندیشہ تھا ان کا سد باب کر دیا تھا آپ کو اپنی امت میں دو باتوں کا زیادہ اندیشہ تھا۔ ایک تو باہمی خون ریزی کا دوسرے باہمی رنجش کا چنانچہ آپ نے ان دو باتوں کے متعلق حج کے خطبوں میں بہت بلیغ اور مؤثر نصیحت فرمائی اور اپنے خلفاء کی اطاعت کا بھی حکم دیا۔ آپ کو یہ بھی بذریعہ وحی معلوم ہوا تھا کہ حضرت علی مرتضیٰ سے کچھ لوگ بغض و عداوت رکھیں گے اور ان کو نہایت مظلومانہ حالت میں شہید کریں گے اور ان کی عداوت کو اپنا جزو ایمان بنائیں گے جیسا کہ احادیث میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا تھا کہ تمہاری داڑھی تمہارے خون سے ایک دن رنگین ہو گی یہ بھی فرمایا تھا کہ کچھ لوگ تم سے بغض عداوت رکھیں گے جس طرح یہود عیسیٰ سے بغض رکھتے ہیں اور ان کی والدہ پر بہتان لگاتے ہیں چنانچہ ایسا ہی واقعہ بھی ہوا۔ فرقہ خوارج نے جو کچھ کیا وہ تواریخ و سیر کی کتابوں میں مذکور ہے المختصر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فساد عظیم کی اصلاح کے لیے مقام غدیر خم میں ایک خطبہ پڑھا اس میں اپنے اہل بیت سے محبت رکھنے کا لوگوں کو حکم دیا بعد ازاں حضرت علی مرتضیٰؓ کی محبت کو مثل اپنی محبت کے لازم و واجب کر دیا الفاظ اس حدیث کے یہ ہیں :- اخذ

بید علی فقال الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون انی اولی بکل مؤمن نفسہ قالوا بلیٰ فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ فلقیہ عمر بعد ذالک فقال ھنیا یا ابن ابی طالب اصبحت وامسیت مولی کل مومن ومومنۃ رواہ احمد

(مشکوٰۃ) ترجمہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کا ہاتھ لیا اور فرمایا کہ کیا تم لوگ نہیں جانتے کہ میں مومنوں کا ان کی جان سے بھی زیادہ دوست ہوں سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں (ہم جانتے ہیں) آپ نے فرمایا کہ کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کا ان کی جان سے زیادہ دوست ہوں، سب لوگوں نے عرض کیا کہ ہاں ہم جانتے ہیں پھر آپ نے فرمایا کہ اے اللہ میں جس کا مولیٰ (یعنی محبوب) ہوں علی بھی اس کے

Marfat.com

مولیٰ یعنی محبوب ہیں۔ اے اللہ تو اس شخص سے محبت کر جو علی سے محبت کرے اور اس شخص سے عداوت رکھ جو علی سے عداوت رکھے بعد اس کے حضرت عمرؓ حضرت علیؓ سے ملے اور ان سے کہا کہ مبارک ہو اے ابن ابی طالب تم ہمیشہ کے لیے ہر مومن و مومنہ کے مولیٰ (یعنی محبوب) ہو گئے اسی طرح اور بھی بعض اصحاب نے حضرت علی مرتضیٰ کو اس فضیلت کی مبارک باد دی۔

ع۵ حضرات شیعہ اس حدیث سے حضرت علی مرتضیٰ کی خلافت بلافصل ثابت کرتے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ اس حدیث سے ان کا دعویٰ بہت اچھی طرح ثابت ہوتا ہے اس کا جواب ہم یہ دیتے ہیں کہ بیشک یہ حدیث ہماری کتابوں میں ہے مگر چونکہ اصول عقائد میں فریقین کے یہ امر طے ہو چکا ہے کہ وہ عقائد جن پر نجاتِ آخرت موقوف ہے، خبر واحد سے ثابت نہیں ہو سکتے بلکہ وہ یا تو قرآن سے ثابت ہوں گے یا کسی حدیث متواتر سے قرآن سے خلافت بلافصل کا ثابت کرنا تو ان حضرات کے حوصلے اور ہمت سے باہر ہے اگرچہ ان کے علماء نے بہت کوشش کی اور اپنی قابلیت اور ذہانت کے بہت کچھ جوہر دکھائے لیکن اس مسئلہ کو قرآن سے ایک خفیف سا تعلق بھی نہیں دے سکے مجبور ہو کر قدمائے شیعہ کو تحریف قرآن کا مسئلہ ایجاد کرنا پڑا اصدہا روایتیں ائمہ اہل بیت سے اس مضمون کی بنائی گئیں کہ اس قرآن میں بہت کچھ تحریف ہو گئی ہے مسئلہ امامت و خلافت بلافصل قرآن میں مذکور تھا مگر دشمنان اہل بیت نے نکال ڈالا قرآن کی تحریف کا مسئلہ اور اس کے متعلق ائمہ اہل بیت کی روایتیں اصول کافی اور احتجاج طبری اور تفسیر علی بن ابراہیم قمی وغیرہ میں بکثرت موجود ہیں جن میں سے کچھ مشتے نمونہ از خروارے میں نے انتصار الاسلام اور استقصار الافحام میں نقل کی ہیں۔

المختصر جب قرآن سے اس مسئلہ کو کوئی تعلق نہ ہو سکا تو اس میں تحریف کے قائل ہوئے جب تحریف شناعت پر ان کو اطلاع ہوئی تو متاخرین نے تحریف معنوی سے کام لیا مگر باطل کو حق بنانا اور حق کو باطل بنانا کس کے امکان میں ہے اس تحریف معنوی سے بھی کچھ سود نہ ہوا بالآخر حدیثوں کی طرف جھکے لیکن خدا کی قدرت کوئی حدیث بھی ان کو اپنے مدعا کے موافق کتبِ اہل سنت میں نہ ملی

اب یہی حدیث غدیر خم اس کی مختصر حالت میں بیان کرتا ہوں اسی پر تمام ان احادیث کو قیاس کرنا چاہیے جو شیعی اصحاب اہل سنت کی کتابوں سے خلافت بلافصل مرتضوی کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں۔ (بقیہ صفحہ آئندہ پر دیکھیے)

Marfat.com

حضرت علی کے فضائل کا خطبہ پڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے وہاں سے روانہ ہو گئے جب مدینہ قریب آگیا تو آپ نے تین بار تکبیر

(بقیہ از صفحہ ۶۳۰) اول تو اس حدیث کی صحت میں بڑا اختلاف ہے بڑے بڑے اکابر محدثین جن پر فن حدیث کا دارومدار ہے اس حدیث کی تضعیف کی ہے چنانچہ علامہ ابن تیمیہ منہاج السنتہ میں فرماتے ہیں

اما قوله من كنت مولاه فعلي مولاه فليس في الصحاح ولكن هو مما رواه العلماء وتنازع الناس في صحته فنقل عن البخاري وابراهيم الحربي وطائفة من اهل العلم بالحديث انهم طعنوا فيه وضعفوه قال ابو محمد بن حزم واما من كنت مولاه فعلي مولاه فلا يصح من طريق الثقات۔

ترجمہ لیکن اس کا قول من کنت مولاہ تو یہ صحیح حدیثوں میں نہیں ہے بلکہ یہ اس قبیلہ سے ہے کہ اس کو علماء نے روایت کیا ہے اور لوگوں نے اس کی صحت میں اختلاف کیا ہے بخاری سے اور ابراہیم حربی سے اور علمائے حدیث کے ایک گروہ سے منقول ہے کہ انہوں نے اس میں جرح کی ہے اور اس کو ضعیف کہا ہے ابو محمد بن حزم کہتے ہیں کہ من کنت مولاہ فعلی مولاہ معتبر راویوں کے ذریعہ سے ثابت نہیں ہے صحاح ستہ میں سے صرف ترمذی و ابن ماجہ میں یہ حدیث ہے بخاری و مسلم میں کہیں اس کا پتہ نہیں تو ترمذی نے بھی اس کا صحیح نہ ہونا ثابت کر دیا ہے انہوں نے لکھ دیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے الغرض جب اس حدیث کی صحت میں اتنا بڑا اختلاف ہے اور امام بخاری جیسے محدث اس کے ضعیف کہنے والے ہیں تو اس اعتقادات کا وہ مسئلہ جس پر نجات موقوف ہے کسی طرح ثابت نہیں ہو سکتا ہاں فضائل میں اس قسم کی حدیث لے لی جاتی ہے چنانچہ علمائے اہل سنت نے جہاں کہیں اس حدیث کو ذکر کیا ہے حضرت علی مرتضیٰ کے فضائل میں ذکر کیا ہے اصول حدیث میں یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ فضائل میں ضعیف حدیث بھی قبول کی لی جاتی ہے اور جس طرح احکام کے استخراج میں حدیث کی جانچ کی جاتی ہے فضائل میں اس کا کچھ لحاظ نہیں ہوتا۔

دوسرے اگر ہم اس حدیث کے صحت و ضعف سے بھی آنکھ بند کر لیں اور اس قاعدہ مسلمہ کہ اخبار احاد گو وہ صحیح بھی ہوں عقائد میں مقبول نہیں ہوتے کی بھی پرواہ کریں تب بھی اس حدیث سے حضرات شیعہ کا مطلب ثابت ہونا ایک امر محال ہے (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

Marfat.com

کہی اور فرمایا لا الٰہ الا ھو وحدہ لاشریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علیٰ کل شیئٍ قدیر اٰئبون تائبون عابدون ساجدون لربنا حامدون صدق اللّٰہ وعدہ ونصر عبدہ وھزم الاحزاب وحدہ[1] بعد اس کے آپ نہایت خیر وخوبی کے ساتھ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے اور اس شہر مقدس

(بقیہ از صفحہ ۶۳۱) اس اخیر زمانے میں مولوی حامد حسین صاحب نے (جو بزعم حضرات شیعہ علمائے سابقین سے بھی سبقت لے گئے تھے) اس حدیث سے خلافت بلا فصل ثابت کرنے کی بہت کوشش کی ہے اور چار ضخیم جلدوں میں اس حدیث کی بحث لکھی ہے ان کے اور نیز تمام علمائے شیعہ کے استدلال کا دار و مدار لفظ مولیٰ پر ہے وہ کہتے ہیں کہ یہاں سے محبوب مراد نہیں بلکہ حاکم مراد ہے ان کے نزدیک مطلب اس حدیث کا یہ ہوا کہ جس کا میں حاکم ہوں علی بھی اس کے حاکم ہیں مگر افسوس ہے کہ علمائے شیعہ اس کی کچھ وجہ بیان نہیں کرتے کہ جب مولیٰ بمعنی محبوب اور ناصر کے لغت میں وارد ہو چکا ہے تو وہ معنی کیوں نہ مراد لیے جائیں اور دوسرے معنی کیوں مراد لئے جائیں کوئی وجہ ترجیح ان کو بیان کرنی لازم تھی خیر اس سے بھی درگزر کیجئے مولیٰ کے معنی حاکم کے کسی لغت میں وارد نہیں ہوئے اگر کسی لغت میں مولیٰ بمعنی حاکم لکھا ہو تو گو حضرات شیعہ وجہ ترجیح نہ بیان کر سکیں تب بھی ہم تسلیم کر لیں گے کہ اس حدیث میں خواہ مخواہ یہی معنی یا د ہیں مگر افسوس کہ حضرات شیعہ قیامت تک اس بات کو ثابت نہیں کر سکتے کہ لغت عرب میں مولیٰ بمعنی حاکم مستعمل ہے مولوی حامد حسین صاحب (و نیز علمائے متقدمین شیعہ نے اس بات کی بہت کوشش کی کہ کسی طرح مولا کو حاکم کے معنی میں ثابت کردیں چنانچہ انھوں نے یہ دعویٰ کیا کہ مولیٰ بمعنی اولیٰ بھی آتا ہے اور (محض بے دلیل بیان) اولیٰ سے اولیٰ بالتصرف یا اولیٰ بالحکومت مراد ہے مگر جو عبارتیں

---

[1] ترجمہ اس دعا کا یہ ہے کوئی معبود سوا اللہ کے نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کی ہے بادشاہت اور اسی کے لیے ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم (حج کرکے) توبہ کرتے ہوئے عبادت کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے اپنے پروردگار کی تعریف کرتے ہوئے لوٹ رہے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور (کفار کی) جماعت کو اسی ایک نے بھگا دیا ۱۲ ار

Marfat.com

کو اپنے جمال جہاں آرا سے پھر منور فرمایا حرم سے ہجرت کا گیارہواں سال شروع ہوا اور صفر کی اٹھائیس تاریخ کو درد سر اور بخار میں آپ مبتلا ہو گئے اور یکشنبہ کے دن مرض میں شدت ہو گئی اور دوشنبہ کے دن دوپہر کے وقت بارہویں ربیع الاول کو آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی اور رفیق اعلیٰ جل مجدہ کے جوار عزت میں سکونت اختیار کی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اگرچہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات کے بھی اپنی امت مرحومہ کے خیال اور خیر خواہی کو نہیں چھوڑا مگر جو فیوض و برکات کہ حضرت کی موجودگی میں اس عالم

(بقیہ حاشیہ از صفحہ ۶۳۲) انہوں نے اس دعویٰ کے ثبوت میں نقل کیں ان سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ مولیٰ بمعنی مکان اولیٰ کے بعض علماء کے نزدیک مستعمل ہو جاتا ہے پس اب اگر یہ معنی اس حدیث کے مان لیے جائیں اور اولیٰ سے اولیٰ بالتصرف مراد لیا جائے تو معنی حدیث کے یہ ہو جائیں گے کہ میں جس کے تصرف کا محل یعنی محکوم بننے کے لیے اولیٰ ہوں علی بھی اس کے محکوم بننے کے لیے اولیٰ ہیں دیکھئے حدیث کے معنی کیسے الٹے ہو گئے رسولؐ اور علیؓ کو بجائے حاکم کے محکوم ہونے کے لائق بنا دیا اگر خلافت بلافصل کا یہی مطلب ہے تو حضرات شیعہ کو مبارک رہے وہ خوشی سے اس کفر کو اپنا جزو ایمان بنائیں غرضکہ نہ یہ حدیث اپنی سند کے اعتبار سے اس قابل ہے کہ کوئی مسئلہ اعتقادیات کا اس سے ثابت کیا جائے نہ کہ حدیث خلافت مرتضوی پر دلالت کرتی ہے چہ جائیکہ بفصل و بلا فصل یہ مقام اسی بحث کے مناسب نہ تھا لیکن بات میں بات نکل ہی آتی ہے حدیث غدیر خم کا چونکہ ذکر آ گیا اس لیے ہم نے کچھ اس کے مباحث بھی بیان کر دیے اگرچہ جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ بہت مختصر ہے زیادہ تفصیل اس حدیث کے متعلق اگر کوئی دیکھنا چاہے تو وہ نصیحۃ الشیعہ کی تیسری جلد کو دیکھئے جس کے مصنف مرحوم نے حق سبحانہ تعالیٰ کی تائید سے محبت کے لیے اس بحث کا خاتمہ کر دیا جزاہ اللہ خیر الجزاء ۱۲ منہ ترجمہ اس دعا کا یہ ہے کہ کوئی معبود سوا اللہ کے نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اسی کی ہے بادشاہت اور اسی کے لیے ہے تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم رجوع کرنے والے توبہ کرتے ہوئے عبادت کرتے ہوئے سجدہ کرتے ہوئے اپنے پروردگار کی تعریف کرتے ہوئے لوٹ رہے ہیں اللہ نے اپنا وعدہ سچا کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور کفار کی جماعت کو اسی ایک نے بھگا دیا ۱۲ م

بعض لوگوں کا قول ہے کہ صبح کے وقت آپ کی وفات ہوئی ۱۲ (جذب القلوب)

Marfat.com

پر نازل ہو رہے تھے اب وہ کہاں در حقیقت مسلمانوں کے لیے اس سے زیادہ مصیبت اور کیا ہو سکتی ہے۔

اِصْبِرْ لِکُلِّ مُصِیْبَۃٍ وَتَجَلَّدٖ وَاعْلَمْ بِاَنَّ الْمَرْءَ غَیْرُ مُخَلَّدٖ

وَاِذَا ذَکَرْتَ مُصِیْبَۃً تَسْلُوْ بِھَا فَاذْکُرْ مُصَابَکَ بِالنَّبِیِّ مُحَمَّدٖ

حجۃ الوداع کے حالات و واقعات ختم ہو گئے خدا کی عنایت سے حج و زیارت کے مسائل عمدہ بسط و تفصیل سے بیان ہو چکے اب حصہ ششم نکاح کا بیان شروع ہوتا ہے۔

ع‍ ترجمہ۔ ہر مصیبت پر صبر کرو اور دل کو سخت کر لو۔ اور یقین کر لو کہ آدمی ہمیشہ زندہ نہیں رہتا اور جب تم کسی ایسی مصیبت کو یاد کرو جس سے تم بیقرار ہو جاؤ تو تم اپنی اس مصیبت کو خیال کرو جو محمد نبی (صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات) سے تمہیں پہنچی ۱۲۔

Marfat.com

علم الفقہ حصہ ششم

نکاح

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ طِیْنٍ۔ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَہٗ مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّہِیْنٍ فَاصْطَفٰی لِمَنْ یَّشَآءُ الْبَنَاتِ وَاَعْطٰی مَنْ شَآءَ الْبَنِیْنَ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ زَوْجَیْنِ فَتَبَارَکَ اللّٰہُ اَحْسَنُ الْخَالِقِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَی النَّبِیِّ الْاَمِیْنِ۔ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہِ الْمُھْتَدِیْنَ۔

کہاں اس پاک بے نیاز کے الطاف غیر متناہیہ کا شکر اور کہاں ایک مشت خاک اور وہ بھی ناپاک مَا عہ لِلتُّرَابِ وَرَبِّ الْاَرْبَابِ۔

ان حادث اور بے جان لفظوں سے نہ اس کی صفت و ثنا ہو سکتی ہے نہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا ہو سکتا ہے ہاں اتنا تو ضرور ہو جاتا ہے کہ اس کے پاک نام سے ہمارے ناقص کلام کی زینت ہو جاتی ہے، یہ اس کا بہت بڑا احسان ہے کہ مجھ جیسے کم علم ہیچمدان سے اتنے بڑے کام کو انجام سے آشنا فرمایا میں اس وقت خوش ہوں کہ علم الفقہ میں عبادات کا حصہ ختم ہو گیا اسلام کے چاروں رکن نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج کے مسائل بیان ہو چکے اب معاملات کا حصہ شروع ہوتا ہے

عہ ترجمہ ہر طرح کی تعریف اس خدا ہی کے لیے ہے جس نے انسان یعنی آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر اس کی نسل ایک ذلیل پانی کے خلاصہ یعنی نطفہ سے جاری کی پھر جس کو چاہتا ہے لڑکیاں عنایت کرتا ہے اور جس کو چاہا لڑکے عنایت کئے اور ہر چیز کو اس نے جوڑا جوڑا پیدا کیا پس بزرگ ہے اللہ بہتر پیدا کرنیوالا اور اللہ رحمت نازل کرے امانت دار یعنی ہمارے سردار اور آقا محمد اور ان کے ہدایت یافتہ آل واصحاب پر۔

عہ مٹی کو رب الارب سے کیا نسبت۔

Marfat.com

وَبِذٰلِكَ ؏ فَلْيَفْرَحِ الْمُؤْمِنُوْنَ میرا دل ایک عرصہ سے غمگین ہے اور میری آنکھیں ابر بہار کا نمونہ بن رہی ہیں اور اب میری حالت مرزا جان جاناں علیہ الرحمۃ کے اس شعر کی مصداق ہے ؎

خشک شد در گہاوے جاریست از زخم دلم جوئے خوں کز حسرت سرور دانے ماندہ است

لیکن پھر بھی میں سچے دل سے اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ واقعہ غم میں بھی اس کے ہزار ہزار لطف پوشیدہ ہیں۔ یہ زندگی سے زیادہ پیاری موت نہ صرف اس فرزند ؏ مرحوم کے لیے بلکہ میرے لیے بھی باعث رحمت اور انشاء اللہ وسیلۂ نجات ہے۔

جو لوگ اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں ان سے میری آرزو ہے کہ میرے اس نونہال کے لیے ارحم الراحمین سے دعائے رحمت فرمائیں اور ایصال ثواب سے اس طائر خلد آشیاں کی روح کو خوش کریں اَللّٰهُمَّ ؏ اَكْرِمْ نُزُلَهٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهٗ وَلَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ آمِيْنَ بِالنَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ط اگرچہ علم الفقہ کے مقدمہ میں فقہ کی تعریف اور اس کے اقسام کا بیان بہت تفصیل سے موجود ہے لیکن اس قدر معلوم کرنا یہاں بھی ضروری ہے کہ فقہ کی دو قسمیں ہیں۔ عبادات۔ معاملات۔

عبادات۔ اس حصہ کو کہتے ہیں جس میں مکلف کے ان افعال سے بحث کی جائے جن کا اجراء شریعت کی طرف سے عبد اور معبود کے درمیان میں تعلق پیدا کرنے کے لیے ہوا ہو جیسے نماز۔ روزہ۔

معاملات۔ اس حصہ کو کہتے ہیں جس میں مکلف کے ان افعال سے بحث ہو جن کا اجراء شریعت کی طرف سے بندوں میں باہمی تعلق پیدا کرنے کے واسطے ہوا ہو جیسے خرید و فروخت۔

پھر بعضے افعال ایسے ہیں جو ذو جہتین ہیں یعنی ان میں عبادات کی بھی شان موجود ہے اور معاملات کی بھی جیسے نکاح۔ اس حیثیت سے کہ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے

؏ ترجمہ۔ اور اس بات پر تمام مسلمانوں کو خوش ہونا چاہیے ۱۲

؏ نام اس عزیز کا محمد عبد الرؤف تھا۔ ربیع الاول ۱۳۲۱ھ کو وفات پائی۔

؏ اے اللہ اس کی مہمانی اچھی کر اور اس کی قبر کو کشادہ فرما اور اس کی قبر کو کشادہ فرما اور ہم کو اس مصیبت پر صبر کے ثواب سے محروم نہ رکھ۔ یہ دعا نبی امین صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل میں قبول فرما ۱۲

اور اس کی ترغیب قرآن وحدیث میں وارد ہوئی ہے اس کے ادا کرنے سے ثواب ملتا ہے جو عبد اور معبود کے تعلق کا نتیجہ ہے وہ عبادات میں داخل ہے اور اس حیثیت سے کہ اس فعل کے سبب سے دو بندوں یعنی زوجین میں باہمی تعلق پیدا ہو جاتا ہے وہ معاملات میں داخل ہے لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ عبادات کے بعد اور معاملات سے پہلے ایسے ذو جہتین افعال کا ذکر کیا جائے اور چونکہ ان تمام افعال میں نکاح کے مصالح اور فوائد دینی اور دنیاوی زیادہ اور بہت زیادہ ہیں اس لیے اس کا ذکر سب سے مقدم کیا گیا۔

نکاح

حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے اس آخری شریعت تک کوئی شریعت نکاح سے خالی نہیں یعنی ایک خاص معاہدہ مرد وعورت کا باہم اجتماع کے لیے ہر شریعت میں ہوتا تھا اور بغیر اس خاص معاہدہ کے مرد وعورت کا باہمی اجتماع کسی شریعت نے جائز نہیں رکھا ہاں یہ ضرور ہے کہ اس معاہدہ کی صورتیں مختلف رہیں اور اس کے شرائط وغیرہ میں تغیر و تبدل ہوتا رہا۔

نکاح کے لغوی معنی جماع کرنا۔ اصول فقہ میں نکاح کے یہی معنی برقرار رکھے گئے ہیں، پس قرآن مجید میں یا احادیث میں جہاں کہیں نکاح کا لفظ واقع ہو[ع] اس سے یہی معنی لغوی مراد لینا چاہیے بشرطیکہ کوئی قرینہ اس کے خلاف نہ دلالت کرتا ہو۔

اور علماء فقہ کی اصطلاح میں نکاح اس معاہدۂ خاص کو کہتے ہیں جو عورت و مرد میں ہوتا ہے جس سے دونوں میں زوجیت کا تعلق پیدا ہو جاتا ہے یہی معنی زیادہ تر مشہور ہیں۔

ع مثلاً ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم میں نکاح سے جماع مراد لیا جائے گا کیونکہ اس کے خلاف کوئی قرینہ نہیں ہے پس باپ نے جس عورت سے نکاح کیا ہو خواہ حلال طریقہ سے یا حرام طریقہ سے یعنی زنا کیا ہو بہر صورت لڑکے کو اس عورت سے نکاح کرنا حرام ہو جائے گا بخلاف حتی تنکح زوجا غیرہ کے کہ یہاں نکاح سے جماع نہ مراد لیا جائے گا بلکہ عقد مراد ہوگا کیونکہ قرینہ خلاف موجود ہے اور قرینہ یہ ہے کہ اگر جماع مراد ہوتا تو عورت کی طرف نسبت نہ کی جاتی کیونکہ جماع عورت کا کام نہیں ہے ۱۲

Marfat.com

نکاح کے فوائد و مصالح دینی و دنیاوی بہت زیادہ اور عظیم الشان ہیں جن کا کچھ اندازہ صرف اس امر پر غور کرنے سے ہو سکتا ہے کہ تمام آسمانی شریعتیں اس کی خوبی پر متفق ہیں، گویا یہ بھی اصول ملت میں سے اصل ہے، علماء نے بہت سے مصالح بیان کئے ہیں اور ہر ذی عقل اپنی فہم کے موافق جدید فوائد نکال سکتا ہے، بنمونہ کے طور پر کچھ یہاں بھی درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) حق تعالیٰ کو ایک وقت معہود تک تمام حیوانات کا عموماً اور بنی آدم کا خصوصاً باقی رکھنا مقصود ہے اور اس کا طریقہ حکمت بالغہ نے یہ مقرر فرمایا ہے کہ باہم توالد و تناسل جاری ہو اور توالد و تناسل کا سبب تمام حیوانات میں نر و مادہ کے اس اجتماع خاص کو قرار دیا ہے اور تمام حیوانات کی طبیعت میں ایک قوت شہوانیہ ودیعت فرمائی جو اس اجتماع خاص پر طرفین کو مجبور کر دے اگر یہ قوت نہ ودیعت رکھی جاتی تو انسان کی فطری لطافت کبھی اس اجتماع کو پسند نہ کرتی اور ہمیشہ اس سے متنفر رہتی کیونکہ یہ اجتماع فی حد ذاتہ لطافت و نظافت[عہ] سے بعید ہے پس جب توالد و تناسل کا یہ خاص طریقہ حکمت الٰہیہ نے قائم فرمایا تو یہ امر بہ لحاظ شرافت انسانی ضروری ہوا کہ اس فعل میں بھی اور حیوانات سے اس کو امتیاز عطا ہو جیسا کہ اور افعال میں مثل کھانے پینے اٹھنے بیٹھنے وغیرہ کے عطا فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا یہ حکم دیا گیا کہ اس اجتماع خاص کے لیے پہلے سے مرد عورت میں باہم رضا مندی سے ایک معاہدہ ہو جایا کرے اور اس معاہدہ کے لیے شرائط و ارکان وغیرہ مقرر کئے گئے تاکہ وہ ایک معمولی بات نہ سمجھی جائے اور بغیر اس معاہدہ کے مرد و عورت کے اجتماع کی (جس کو اہل شریعت زنا کہتے ہیں) سخت ممانعت کر دی گئی۔

(۲) نکاح میں تناسل عمدہ طریقہ پر ہوتا ہے بخلاف زنا کے، نکاح میں چونکہ ایک علاقہ محبت زوجین میں قائم ہوتا ہے اور دونوں مل کر بچہ کی تعلیم و تربیت میں کوشش کرتے ہیں اس لیے امید کی جاتی ہے کہ اس کی تربیت اور تعلیم اعلیٰ پیمانہ پر ہوگی۔

(۳) نکاح میں علاوہ تناسل کے اور بھی فائدے ہیں مثلاً سلسلہ نسب[عہ] کا قائم رہنا اور زوجین

عہ اسی وجہ سے فقہا لکھتے ہیں کہ نکاح میں اصل حرمت ہے اور اباحت اس کی عارضی ہے اور بہ ضرورت ہوئی ہے (بحر الرائق)

عہ سلسلہ نسب کے محفوظ نہ رہنے میں بہت خرابیاں ہیں تمام نظام عالم درہم برہم ہوجاتا ہے نہ ایک کو دوسرے سے محبت ہوگی نہ کوئی کسی کی ہمدردی کریگا نہ کوئی باپ ہے نہ بیٹا نہ بھائی نہ بھتیجا نہ کوئی وارث نہ کوئی مورث وعلیٰ ہذا۔ اسی سبب سے اس سلسلہ نسب و زوجیت کے قائم رکھنے کو حق سبحانہ نے اپنے انعامات کی فہرست میں درج فرمایا ہے قولہ تعالیٰ وجعلکم نسباً وصھرا ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے نسب اور سسرال قائم فرمائی

Marfat.com

اوران کے اعزہ میں سلسلہ محبت کا پیدا ہونا، مرد و عورت کا یہ باہمی خاص اور دائمی تعلق نظام عالم کے لیے جس قدر مفید ہے اس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے، عورت فطرتاً کمزور پیدا کی گئی ہے اس لیے زندگی کے اہم مقاصد میں اس کی منفردہ قوت کام نہیں دیتی مرد کی اعانت کی ضرورت پڑتی ہے اور مرد چونکہ اہم اور اعلیٰ مقاصد کی تحصیل میں مصروف رہتے ہیں لہٰذا ان کو خانہ داری کی ضروریات میں عورتوں سے مدد لینے کی احتیاج ہے اس کے علاوہ اور بھی وجوہ ہیں جن سے مرد کو عورت کی طرف اور عورت کو مرد کی طرف سخت احتیاج، خلاصہ یہ کہ مرد و عورت کا یہ خاص تعلق تدبیر منزل کا جزو اعظم ہے۔

انہیں وجوہات سے شرائع ربانیہ کی توجہ نکاح کی طرف ہوئی اور اس کی ترغیب دی گئی اس کے محاسن بیان فرمائے گئے اور زنا کی مذمت اور قباحت بیان فرمائی گئی اس کے مرتکب کے لیے سخت سخت وعیدیں وارد ہوئیں جیسا کہ انشاء اللہ عنقریب واضح ہوگا

مقدمہ اصطلاحی الفاظ کی توضیح

ایجاب و قبول۔ مرد و عورت کا یا ان کے وکلا یا اولیا کا دونوں میں باہم زوجیت کا تعلق پیدا کرنے کی گفتگو کرنا۔ سب سے پہلی جس کی گفتگو ہوگی خواہ مرد کی ہو یا عورت کی اس کو ایجاب کہیں گے اور اس کے بعد دوسرے کی گفتگو کو قبول۔

مثال (۱) مرد عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کرلیا، عورت کہے کہ میں نے منظور کرلیا، مرد کا کلام ایجاب ہے اور عورت کا کلام قبول۔

(۲) عورت مرد سے کہے کہ میں نے اپنے کو تیری زوجیت میں کیا مرد جواب دے کہ میں نے تجھ کو اپنی زوجیت میں لے لیا اس صورت میں عورت کا کلام ایجاب ہے اور مرد کا قبول

مہر وہ چیز ہے جو بوجہ عقد نکاح کے شوہر کی طرف سے عورت کو اس معاوضہ میں ملنا چاہیے کہ اس نے اپنے خاص منافع کا شوہر کو مالک بنا دیا ہے حاصل یہ کہ ان منافع کی قیمت کا نام مہر ہے، مہر کی چار قسمیں ہیں۔

مہر معجل۔ وہ مہر جس کے ادا کرنے کا علی الفور وعدہ کیا گیا ہو۔

مہر موجل۔ وہ مہر جس کی ادائگی کا علی الفور وعدہ نہ ہو بلکہ کسی مدت پر محمول ہو خواہ وہ مدت معلوم ہو یا مجہول۔

مہر مسمیٰ۔ وہ مہر کہ جس کی مقدار عقد نکاح کے وقت معین ہو گئی ہو۔

Marfat.com

مہر مثل۔ آزاد عورت کا مہر مثل وہ مہر ہے جو اس کے باپ کے خاندان کی ان عورتوں کا ہو جو تیرہ[عہ] باتوں میں اس کے مثل ہوں، عمر، جمال، مال، شہر، زمانہ، عقل، دینداری، بکارت و ثیوبت، علم، ادب، خلق، صاحب اولاد ہونا نہ ہونا۔ شوہر کا ان[عہ] اوصاف میں یکساں ہونا۔ اگر باپ کے خاندان کی عورتوں کا مہر نہ معلوم ہو یا وہ عورتیں ان اوصاف میں ان کی مماثل نہ ہوں تو اور کسی اجنبی عورت کا مہر دیکھا جائے گا اور وہی اس کا مہر مثل قرار دیا جائے گا بشرطیکہ ان اوصاف[عہ] کے علاوہ نسب میں بھی اس کی مماثل ہو اور لونڈی[للعہ] کا مہر مثل اگر وہ باکرہ ہے تو اس کی قیمت کا دسواں حصہ باکرہ نہ ہو تو بیسواں حصہ۔

ف۔ زنا کے معاوضہ میں جو چیز دی جائے اس کو مہر بغی کہتے ہیں۔ اسی کو اردو زبان میں خرچی کہتے ہیں۔

عقر وہ مہر ناجائز جماع کے معاوضہ میں عورت کو دیا جائے اور یہ ناجائز جماع کسی شبہ کے سبب سے نادانستہ وقوع میں آیا ہو۔

بکارت۔ کنواری ہونا جو عورت کنواری ہو بکر کہتے ہیں۔ بکر کی دو قسمیں ہیں۔

بکر حقیقی وہ عورت جس سے کبھی جماع نہ ہوا ہو نہ جائز طور پر نہ ناجائز طور پر خواہ جھلی باقی ہو یا ٹوٹ گئی ہو۔ جھلی کبھی حیض آنے سے بھی ٹوٹ جاتی ہے کبھی زخم کی وجہ سے کبھی زیادہ سن ہو جانے سے کبھی کودنے پھاندنے کی وجہ سے جو عورت کسی کے نکاح میں آچکی ہو مگر قبل جماع کے نکاح سے علیحدہ ہو گئی ہو وہ بھی حقیقۃً بکر ہے۔

عہ ان تیرہ باتوں میں مماثلت اس سبب سے شرط کی گئی کہ ان باتوں کے اختلاف سے مہر یکساں نہیں رہتا مثلاً ایک جوان یا خوبصورت کا مہر جس قدر ہوگا بوڑھی یا بدصورت کا اس قدر نہیں ہو سکتا شہر سے مراد یہ ہے کہ دونوں ایک ہی شہر کے رہنے والے ہوں کیونکہ مختلف شہروں کے رسم و رواج مختلف ہوتے ہیں زمانے سے مراد یہ ہے کہ دونوں کا زمانہ ایک ہو زمانہ کے بدل جانے سے بھی رسم و رواج میں فرق ہو جاتا ہے ۱۲ عہ اگر شوہر دونوں کے اوصاف میں یکساں نہ ہونگے تو مہر میں اختلاف ہو جائیگا کیونکہ ایک جوان یا ذی علم یا دیندار مرد کے ساتھ کم مہر پر بھی عورت یا اس کے ولی راضی ہو جاتے ہیں بخلاف بوڑھے یا جاہل یا فاسق کے ۱۲

عہ بعض فقہا کا قول ہے کہ کل اوصاف میں دو عورتوں کا مماثل ہونا دشوار ہے لہٰذا بعض میں مماثلت بھی کافی ہے، مگر یہ قول متون فقہا کے خلاف ہے ۱۲۔

للعہ بعض فقہا کا قول ہے کہ لونڈی کا مہر مثل وہ ہے جو اور لونڈیوں کا ہو بشرطیکہ وہ جمال میں اس کے مساوی ہوں اور مالک بھی ان دونوں کے مال و جاہ میں مماثل ہوں ۱۲۔

بکر حکمی۔ وہ عورت جو ایک مرتبہ زنا میں مبتلا ہو چکی ہو اور یہ فعل اس کا لوگوں میں مشہور نہ ہوا اس کو حاکم شریعت کی طرف سے اس کی سزا ملی ہو۔

ثیوبت۔ کنواری نہ ہونا۔ جو عورت کنواری نہ ہو اس کو ثیب کہتے ہیں یعنی وہ عورت جس سے جماع ہو چکا ہو۔ اگر زنا ہوئی تو ایک مرتبہ سے زیادہ مشہور ہوئی ہو۔

ولی۔ لغت میں تو اس کے معنی دوست اور اہل اصول کی اصطلاح میں خدا کا دوست جو اس کے اسماء وصفات کا عارف ہو گناہوں سے بچتا ہوا اور عبادات میں مشغول رہتا ہوا صطلاح فقہ میں وہ رشتہ دار جو عاقل و بالغ ہو اور وارث ہو سکتا ہو اور اس کو تصرف کا اختیار شریعت نے دیا ہو۔ یہی معنی یہاں مراد ہیں۔

ف۔ اگر کوئی رشتہ دار نہ ہو تو قاضی یا اس کا نائب بھی ولی ہو سکتا ہے۔

کفو۔ جو دو شخص باہم ان چھ اصاف میں شریک ہوں ان میں سے ہر ایک دوسرے کا کفو ہے نسب[۱]۔ اسلام[۲]۔ حریت[۳]۔ دیانت[۴]۔ مال[۵]۔ پیشہ[۶]۔

نسب کی برابری صرف عربی النسل لوگوں میں معتبر ہے ان کے علاوہ اور لوگ نسب میں مختلف ہونے کے سبب سے غیر کفو نہ کہلائیں گے، عرب میں قریشی قریشی سب برابر ہیں[عـ۵] گو کوئی عدوی ہو کوئی ہاشمی کوئی نوفلی غیر قریشی قریشی کا کفو نہیں اور غیر قریشی سب ایک دوسرے کے کفو ہیں اور غیر عربی النسل عربی النسل کا کفو نہیں۔

اسلام سے مراد۔ نو مسلم اس کو کہتے ہیں جو بذات خود مسلمان ہوا ہو یا اس کا باپ بھی مسلمان ہو گیا ہو اور جس کی دو پشتیں اسلام میں گذر جائیں یعنی باپ اور دادا کے وقت سے اسلام چلا آتا ہو وہ قدیم اسلام سمجھا جائے گا تو مسلم قدیم الاسلام کا کفو نہیں وہ نو مسلم جو صرف خود اسلام لایا ہے ایسے نو مسلم کا کفو ہو سکتا ہے جس کا باپ بھی مسلمان تھا، ہاں دو پشتوں کے بعد پھر سب باہم کفو سمجھے جائیں گے گو ایک کی کم پشتیں اسلام میں

عـ۵ وجہ اس کی یہ ہے کہ عرب کا فخر اپنے نسب پر بہت ہے اور ان کو غیر نسب میں مناکحت سے بہت عار آتی ہے بخلاف غیر عرب کے کہ ان کو نسب کا اتنا لحاظ نہیں ۱۲

عـ۵ اسی وجہ سے حضرت علی مرتضیٰ نے جو ہاشمی تھے اپنی صاحبزادی بی بی ام کلثوم کا جو حضرت فاطمہ زہرا کے بطن اقدس سے تھیں حضرت عمر سے نکاح کر دیا حالانکہ وہ عدوی تھے رضی اللہ عنہم ۱۲۔

گذری ہوں اور ایک کی زیادہ اسلام کی برابری کا اعتبار وہاں کے لوگوں کے لیے نہیں ہے کہ جہاں نو مسلم ہونا کچھ عار نہیں سمجھا جاتا۔[عہ] (فتاویٰ ہندیہ)

حریت یعنی غلام نہ ہونا۔ غلام آزاد کا کفو نہیں نہ وہ شخص جو صرف خود آزاد ہوا ہو اس شخص کا کفو ہو سکتا ہے جو اپنے باپ کے وقت سے آزاد ہے ہاں دو پشتوں کے بعد پھر آپس میں برابر سمجھے جائیں گے اگرچہ ایک کی زیادہ پشتیں آزادی میں گذری ہوں اور دوسرے کی کم دو پشتوں کی آزادی میں گذرنے کا یہ مطلب ہے کہ خود بھی آزاد پیدا ہوا ہو بلکہ بعد پیدا ہونے کے آزاد کیا گیا تو وہ شخص دو پشتوں سے آزاد سمجھا جائے گا جو غلام کسی شریف النسل کا آزاد کیا ہوا ہو اس کا کفو وہ غلام نہیں ہو سکتا جس کو کسی کم نسب نے آزاد کیا ہے۔

دیانت یعنی دینداری۔ جو شخص فاسق ہو وہ ایسی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا جو خود بھی پرہیزگار ہے اور اس کا باپ بھی پرہیزگار ہے اور اگر وہ عورت خود پرہیزگار ہو مگر باپ پرہیزگار نہ ہو یا باپ تو پرہیزگار ہو مگر خود پرہیزگار نہ ہو تو اس کا کفو ایک فاسق ہو سکتا ہے فاسق میں تعمیم ہے چاہے اس کا فسق علانیہ[عہ] ہو یا چھپا ہوا۔ (در دالمحتار)

مال سے مراد اس قدر مال ہے کہ جس کی وجہ سے مہر اور نفقہ کی ادائی پر قدرت ہو مہر اگر کل معجل ہے تو کل کی ادائی پر اور جو کوئی جز اس کا معجل ہے تو صرف اسی جز کی ادائی پر قدرت کافی ہے اور نفقہ پر قدرت صرف بقدر ایک ماہ کے ضروری ہے اگر پیشہ ور نہ ہو اور جو پیشہ ور ہو اور وہ اپنے پیشہ سے اس قدر کما لیتا ہو جو ہر روز کے خرچ کو کافی ہو جائے

عہ جس مقام پر نئی نئی اشاعت اسلام کی ہوتی ہے وہاں تو نو مسلم ہونا کچھ معیوب نہیں سمجھا جاتا ہاں جب اسلام کو کسی مقام پر بہت زیادہ زمانہ گذر جاتا ہے وہاں پھر معیوب سمجھنے لگتے ہیں۔ اکثر فقہا نے اس مقام پر یہ لکھ دیا ہے کہ اسلام کی برابری کا اعتبار اہل عرب کے لیے نہیں ہے کیونکہ وہاں نو مسلم ہونا عیب نہیں سمجھا جاتا حالانکہ یہ صرف اسی زمانہ تک تھا جب وہاں اسلام شروع ہوا تھا اب وہاں بھی عیب سمجھا جاتا ہے۔ ۱۲

عہ اس مقام پر فقہا کی عبارتیں مختلف ہیں کوئی کہتا ہے کہ صرف عورت کا پرہیزگار ہونا کافی ہے فاسق اس کا کفو نہیں ہو سکتا کوئی کہتا ہے کہ نہیں اس کے باپ کا پرہیزگار ہونا ضروری ہے چاہے خود پرہیزگار ہو یا نہ ہو اسی وجہ سے صاحب بحر الرائق فرماتے ہیں کہ مجھے اس مسئلہ میں تردد ہے مگر علامہ شامی نے اس کی خوب تفتیش تحقیق کی ہے انہیں کی تحقیق یہاں درج کی گئی ۱۲

Marfat.com

تو وہ صرف اتنی ہی بات سے نفقہ پر قادر سمجھا جائے گا یا ایک ماہ کے خرچ کے بقدر اس کے پاس اندوختہ ہونے کی حاجت نہیں (عالمگیری وغیرہ)

پس جو شخص اس قدر مال کا مالک نہ ہو وہ عورت کا کفو نہیں ہو سکتا چاہے عورت بالکل فقیر ہو اور جو شخص اس قدر مال کا مالک ہے وہ ہر عورت کا کفو ہے اگرچہ بڑی دولتمند ہو۔

پیشہ میں برابری کا مطلب یہ ہے کہ جس قسم کا پیشہ ایک کے یہاں ہوتا ہو اسی قسم کا دوسرے کے یہاں بھی ہوتا ہو، پیشے چونکہ مختلف ہوتے ہیں اور عام طور پر کوئی پیشہ ذلیل سمجھا جاتا ہے جیسے نائی، دھوبی، بھنگی وغیرہ کا، اور کوئی عزت والا سمجھا جاتا ہے، جیسے کاشتکار اور سوداگر وغیرہ کا لہذا پیشہ کی برابری کا اسی مقام میں لحاظ کیا جائے گا جہاں باہم پیشوں میں امتیاز سمجھا جاتا ہو اور کوئی ذلت کی نظر سے اور کوئی عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہو پھر جو مختلف پیشے کسی مقام میں مساوی سمجھے جاتے ہوں وہاں کے لیے ان دونوں پیشوں کے کرنے والے باہم کفو ہیں اور جس مقام میں مساوی نہیں سمجھے جاتے ہیں وہاں کے لیے ان دونوں پیشوں کے کرنے والے باہم کفو نہیں ہیں۔

محرم وہ مرد و عورت جن کا نکاح باہم ناجائز ہو ایک دوسرے کے محرم ہیں خواہ یہ عدم جواز نکاح کا ابدی ہو جیسے ماں، بیٹے، بھائی، بہن، داماد، خوش دامن وغیرہم یا کسی زمانے کے ساتھ موقت ہو جیسے کسی غیر کی منکوحہ جس زمانہ تک غیر کے نکاح میں ہے اسی زمانہ تک اس کا نکاح ناجائز ہے یا کسی شرط کے ساتھ مشروط ہو جیسے تین طلاق والی عورت اگر وہ کسی دوسرے سے نکاح کر کے اس سے طلاق لے لے تو پھر حرام نہیں۔

وکیل وہ شخص جو کسی دوسرے کے حقوق میں اس کی اجازت یا حکم سے بطور نائب کے تصرف کرنے کا اختیار رکھتا ہو اور جس نے اسے اختیار دیا ہے اسے موکل کہتے ہیں۔

فضولی جو شخص کسی دوسرے کے حق میں تصرف کرنے کا اختیار نہ رکھتا ہو وہ اس دوسرے شخص کے اعتبار سے فضولی ہے مثلاً زید عمرو کے حقوق میں تصرف کا اختیار نہیں رکھتا تھا یعنی نہ اس کا ولی ہے نہ وکیل تو زید کو عمرو کے اعتبار سے فضولی کہیں گے

بطلان و فساد عبادات کے مسائل میں تو ان دونوں لفظوں کا ایک ہی مفہوم ہے نماز باطل ہو گئی اور فاسد ہو گئی دونوں کا ایک مطلب ہے مگر معاملات کے مسائل میں بطلان اور چیز ہے اور فساد اور چیز **باطل** اس معاملہ کو کہتے ہیں جو منعقد ہی نہ ہو یعنی اس کے ارکان میں خلل آ گیا ہو اور فاسد

وہ معاملہ ہے جو منعقد تو ہو گیا ہو لیکن شرعاً قابل فسخ ہو اس کے ارکان میں خلل نہ آیا ہو بلکہ صحت کی شرطوں میں فتور پڑ گیا ہو۔

خلوت صحیحہ۔ زوجین کا ایک جگہ جمع ہونا اس طور پر کہ کوئی چیز جماع سے مانع نہ ہو مانع کی مثال۔ کوئی مرض ایسا ہو جس کی وجہ سے جماع ممکن نہ ہو [عہ] یا نقصان کرے۔ زوجین میں سے کوئی غایت درجہ کمسن ہو یا مثلاً کوئی تیسرا شخص وہاں موجود ہو [عہ] یا آجانے کا خوف ہو۔ اگرچہ یہ ثالث ان دونوں میں کسی کی لونڈی [سے] ہو یا مرد کی دوسری زوجہ ہو اور یا یہ ثالث نابینا ہو یا سوتا ہو، ہاں اگر یہ ثالث کوئی ناسمجھ بچہ ہو یا کوئی بیہوش تو پھر مانع نہ سمجھا جائے گا یا مثلاً جماع کرنے میں کسی کا خوف ہو یا مثلاً شریعت کی طرف سے کوئی چیز جماع کو مانع ہو مثل احرام کے اور صوم رمضان کے یا وہ مقام جہاں زوجین ہیں مسجد ہو۔

شوہر کا عنین یا خصی ہونا خلوت صحیحہ کے منافی نہیں اسی طرح مخنث ہونا بھی منافی نہیں بشرطیکہ خلوت سے پہلے اس کا مرد ہونا [للعہ] ظاہر ہو گیا ہو (درمختار وغیرہ)

خلوت فاسدہ۔ زوجین کا ایک جگہ جمع ہونا اس طور پر کہ کوئی چیز مانع جماع ان موانع میں سے پائی جائے

ف۔ ہم لفظ جماع کی بجائے خاص استراحت کا لفظ استعمال کریں گے اور بوسہ کی جگہ پر تقبیل اور عورت کے چھو لینے کو لمس اور شہوت کو نفسانی کیفیت لکھیں گے۔

عہ مثلاً عورت کیلئے خاص حصہ میں ہڈی ہو کہ مرد کا خاص حصہ اس میں داخل نہ ہو سکے یا اسی قسم کا کوئی مرض ہو۔ ۱۲۔

عہ اگر کوئی بے پردہ مقام ہو مثل عام شاہراہ اور میدان کے تو وہ مقام مانع سمجھا جائے گا کیونکہ وہاں کسی کے آجانے کا ظن غالب ہے۔

سہ بعض فقہا نے لکھا ہے کہ لونڈی خواہ زوجین میں سے کسی کی ہو جماع سے مانع نہیں ہے لہذا اس کا موجود ہونا خلوت صحیحہ کے منافی نہ ہو گا مگر یہ خلاف تحقیق ہے ہمارے ائمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہ اور ان کے صاحبین بالاتفاق قائل ہیں کہ لونڈی کا موجود ہونا خلوت صحیحہ کے منافی ہے امام محمد پہلے اس کے خلاف تھے مگر اخیر میں انہوں نے رجوع کیا قاضی خاں اور صاحب ردالمختار وغیرہ نے ایسا ہی لکھا ہے اور یہی صحیح ہے ۱۲۔

للعہ یہ شرط اس سبب سے لگائی گئی کہ اگر اس کا مرد ہونا نہ معلوم ہوا ہو گا تو نکاح صحیح نہ ہو گا اور خلوت صحیحہ فرع اس بات کی ہے کہ نکاح صحیح ہو گیا ہو۔ مخنث اس کو کہتے ہیں جس میں عورت اور مردوں کی علامتیں موجود ہوں اور ایک زمانہ خاص میں کسی علامت کو غلبہ ہوتا ہو اور کسی زمانہ میں کسی کو۔

نکاح کی ترغیب اور فضیلت

نکاح کی فضیلت بیان کرنے کی چنداں حاجت نہیں قرآن مجید اور احادیث کو جس نے سرسری نظر سے دیکھا ہے اس پر نکاح کی فضیلت پوشیدہ نہیں ہے اصل یہ یہ ہے کہ جس طرح بعض مذاہب میں نکاح کو ترک کر دینا اور لذائذ زندگی سے کنارہ کش ہو جانا عبادت سمجھا جاتا ہے۔ شریعت اسلامیہ نے اس کو کچھ نہیں سمجھا صاف صاف سنا دیا گیا لَا رُهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ اسلام میں تکالیف شاقہ کا برداشت کرنا اور لذائذ سے کنارہ کش ہو جانا عبادت نہیں ہے اس اعتدال اور میانہ روی کے شرف کا جو شریعت اسلامیہ کو حاصل ہے کوئی صاحب عقل انکار نہیں کر سکتا اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ خداشناسی کی راہیں سب کے لیے کھلی ہیں، جس طرح ایک فقیر گوشہ نشین اس پاک شریعت پر پورا عمل کر کے خدا کے دوستوں میں داخل ہو سکتا ہے اسی طرح ایک دنیا دار اہل و عیال والا بھی ہر وقت اس شرف کو حاصل کر سکتا ہے، خدا کا تقرب اور اس کی رضا پر پوری طرح کسی قوم کسی فرقہ کسی شخص کے ساتھ مخصوص نہ رہا اسلام میں یہ بہت بڑا کمال سمجھا گیا ہے کہ مشاغل میں مبتلا ہو کر یاد خدا سے غافل نہ ہو اس کی عبادت میں قصور نہ ہونے پائے۔

الغرض انہیں مقاصد عظیمہ کے پورا کرنے کے لیے رہبانیت کا دروازہ بند کر دیا گیا اور ہر امر میں میانہ روی کی ترغیب دی گئی۔ یہی باعث ہے کہ نکاح کرنا بھی ایک فضیلت قرار دیا گیا اور خود صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو عملی طور پر رائج کیا اور تمام دنیا کو دکھا دیا کہ مشاغل میں رہ کے خدا پرستی اس طرح کرتے ہیں۔ خدا اور اس کی مخلوق دونوں کے حقوق اس طرح ادا کئے جاتے ہیں۔ کثرت ازدواج میں ایک مصلحت منجملہ مصالح کثیرہ کے یہ بھی تھی۔

نکاح کی فضیلت کے لیے یہ بات کیا کم ہے کہ قرآن مجید میں جا بجا اس کا ذکر ہے کہیں تعدادِ ازدواج کی اجازت عطا ہو رہی ہے کہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَىٰ وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ جو عورتیں تم کو اچھی لگیں ان سے نکاح کر لو۔ دو دو اور تین تین اور چار چار، کہیں بی بیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید ہو رہی ہے کہ وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ بی بیوں سے اچھی معاشرت کرو، کہیں زوجین کے حقوق تعلیم کئے جاتے

ہیں کہیں مہر کے مسائل کہیں طلاق کے احکام کہیں عدت کے مسائل غرض نکاح کے متعلقات کا ذکر کلام پاک میں بیش از بیش ہے، یہ بات کچھ کم فضیلت کی نہیں ہے سب سے زیادہ نکاح سے مانع انسان کو تنگدستی اور افلاس ہوتا ہے، لہذا اس کا بہت شد و مد سے دفعیہ کیا گیا۔ اور قرآن مجید میں بڑے اہتمام سے اس کے متعلق ایک بشارت نازل ہوئی کہ اِنْ یَّكُوْنُوْا فُقَرَاءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ اگر وہ لوگ فقیر ہوں گے تو خدا ان کو اپنے فضل سے د باعث نکاح کے مالدار کر دے گا اب اس سے زیادہ اور کیا چاہیے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو افلاس کے خیال سے اس سنت کو چھوڑے ہوئے ہیں کیا یہ بشارت اور سچا وعدہ ان کے اطمینان کے لیے کافی نہیں ہے۔

احادیث کو اگر دیکھئے تو سب سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل شریف پر نظر ڈالی جائے کہ آپ نے کس کثرت اور رغبت کے ساتھ نکاح کئے اس کے بعد آپ کے اقوال شریفہ پر غور کیا جائے ہیں یہاں نمونہ کے طور پر دو ایک صحیح حدیثوں کا ترجمہ درج کرتا ہوں۔

(۱) ایک مرتبہ تین شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات سے آپ کی عبادات کی کیفیت پوچھنے آئے پھر جب ان کو آپ کی عبادات کی کیفیت بتائی گئی تو انہوں نے اس کو کم سمجھا اور کہا کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کیوں کر ہو سکتے ہیں۔ آپ کے تو اگلے پچھلے گناہ سب معاف ہو چکے تھے (اس کے بعد ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں ہمیشہ رات بھر نماز پڑھا کرتا ہوں تیسرے نے کہا کہ میں عورت کے پاس نہیں جاتا اور کبھی نکاح نہ کروں گا، اتنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے یہ یہ باتیں کہیں حالانکہ خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا اور سب سے زیادہ خاص اسی کے لئے پرہیزگاری کرنے والا ہوں مگر میں کبھی روزہ رکھ لیتا ہوں کبھی نہیں رکھتا اور رات کے وقت کچھ دیر نماز پڑھتا ہوں اور کچھ دیر سو رہتا ہوں اور عورتوں سے نکاح کرتا ہوں پس جو شخص میری سنت سے منہ پھیرے وہ میرا نہیں ہے (صحیح بخاری)

اس حدیث کا آخری جملہ سرسری نہیں ہے کیا اس سے زیادہ مسلمان کے لیے اور کوئی تہدید ہو سکتی ہے کہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس سے یہ فرمائیں کہ تو میرا نہیں ہے، شاید یہ حدیث ان لوگوں کو نہیں پہنچی جو اپنے زہد و تقوی پر فخر کیا کرتے

ہیں اور بوجہ اس سنت کو ترک کئے ہوئے ہیں اور پھر اس پر نادم نہیں ہوتے بلکہ ایک اچھی بات سمجھتے ہیں۔

(۲) علقمہ کہتے ہیں میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ہمراہ تھا کہ مقام منیٰ میں ان سے عثمان رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی اور کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن مجھے تم سے کچھ کام ہے پس وہ دونوں تنہا رہ گئے، عثمان نے کہا کہ اے ابن مسعود کیا تم کو اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم کسی بکر سے تمہارا نکاح کر دیں کہ جو (عیش و عشرت) تم پہلے کیا کرتے تھے وہ تم کو یاد دلا دے۔ چونکہ عبداللہ بن مسعود نے دیکھا کہ ان کو ضرورت نہیں ہے تو انہوں نے انکار کیا (اور) میری طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اے علقمہ۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اس وقت وہ یہ کہہ رہے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے جوانو! جو شخص تم میں سے نکاح کا مقدور رکھتا ہو وہ نکاح کرے اور جو نہ رکھتا ہو وہ روزہ رکھے کیونکہ روزہ رکھنا اس کے لیے خصی کرنے کا فائدہ دے گا۔ اور ایک دوسری حدیث میں نکاح کی تعریف میں یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں کہ وہ نظر کا (نامحرم پر پڑنے سے) باز رکھنے والا اور شرم گاہ کا (فعل حرام سے) حفاظت کرنے والا ہے۔ (صحیح بخاری)

(۳) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ دنیا میں سب چیزوں میں اچھی چیز نیک عورت ہے (صحیح مسلم) المختصر اسی قسم کی بہت سی احادیث ہیں جن سے نکاح کی فضیلت نکلتی ہے۔ صحابہؓ میں بہ مشکل نہایت تلاش سے چند لوگ ایسے ملیں گے جنہوں نے نکاح نہ کیا سو وہ بھی عذر سے خالی نہ ہوں گے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ فرمایا کرتے تھے اس شخص کے مثل (بدنصیبؔ) میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو بعد اس آیت کریمہ اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَاءَ یُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ کے (بخیال تنگدستی) نکاح نہ کرے (مسند امام شافعی)

نکاح ہی کی ترویج کے لیے خدا کی طرف سے یہ اہتمام ہوا کہ زنا کی ممانعت کی گئی اس کے ارتکاب پر سخت سخت عذابوں کی خبر دی گئی دنیا میں بھی

عہ ایسے شخص کے بدنصیب ہونے کی وجہ ظاہر ہے کیونکہ جب اللہ جل شانہ اس آیت میں وعدہ فرماتا ہے کہ اگر نکاح کرنے والے تنگدست ہونگے تو ہم انکو اپنے فضل سے مالدار کر دیں گے تو اب نکاح کو بخیال تنگدستی ترک کرنا بدنصیبی نہیں تو اور کیا ہے ۱۲

اس کی سزا[۵] نہایت سخت رکھی گئی کہ ایسی سخت سزا سوا قتل انسان کے اور کسی جرم کی معلوم نہیں ہوتی، اخروی سزا کی بابت جو کچھ احادیث میں وارد ہوا ہے سب سے زیادہ میرے نزدیک یہ ہے کہ بعض احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ زنا کا مرتکب دائرہ ایمان سے خارج ہے اس سے زیادہ زنا کی مذمت اور کیا ہوسکتی ہے (العیاذ باللہ منہ)

الغرض شریعت الٰہیہ کی پوری توجہ نکاح کی طرف مصروف ہے اس کی ترغیب و فضیلت میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا گیا اور جو جو چیزیں اس کی مانع ہوسکتی تھیں ان کا کافی انسداد کر دیا گیا اور سب سے بڑی بات یہ ہوئی کہ خود صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے اس کو زینت و عزت عطا فرمائی۔

انہیں وجوہ سے فرقۂ ظاہریہ کے لوگ مثل علامہ داؤد ظاہری وغیرہ کے اس امر کے قائل ہو گئے ہیں کہ حالت اعتدال میں نکاح (مثل روزہ نماز وغیرہ کے) فرض عین ہے اور خود حنفیہ میں بعض مشائخ اس کو فرض کفایہ کہتے ہیں اور بعض واجب اگرچہ ان کے قول پر فتویٰ نہیں ہے (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۳۴۲)

نکاح کے احکام

فرض ہے۔ اگر خاص استراحت کی خواہش اس درجہ غالب ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا یقین ہو اور مہر اور زوجہ کے نفقہ پر بھی قدرت حاصل ہو اور یہ خیال نہ ہو کہ بی بی کے ساتھ معاشرت عمدہ طور پر نہ کر سکے گا بلکہ اس پر واجب ہے۔ اگر خاص استراحت کی خواہش غالب ہو مگر نہ اس درجہ کی کہ زنا میں مبتلا ہو جانے کا یقین ہو اور مہر اور نفقہ پر قادر ہو اور بی بی پر ظلم کرنے کا خوف نہ ہو۔

---

[۵] وہ سزا یہ ہے کہ اگر زنا کرنیوالا محصن نہ ہو تو اس کے سو درے مارے جائیں خواہ مرے یا زندہ رہے اور جو محصن ہو تو نصف جسم اس کا زمین میں گاڑ کر تمام لوگ اس پر پتھر ماریں یہاں تک کہ مر جائے اور حکم ہے کہ یہ دونوں سزائیں عام مجمع میں ہوں۔

[۶] بعض لوگوں کا مزاج ایسا تند ہوتا ہے کہ ان کو غصہ میں اپنی طبیعت پر بالکل قابو نہیں رہتا اور ذرا سی بات میں غصہ آجاتا ہے ایسے لوگ کبھی یقین نہیں کر سکتے کہ ہم کسی سے دائمی تعلق پیدا کر کے اس کے ساتھ حسن معاشرت قائم رکھ سکیں گے۔

Marfat.com

سنت مؤکدہ ہے۔ اگر اعتدال کی حالت ہو یعنی خاص استراحت کی خواہش نہ بہت غالب ہو نہ بالکل مفقود (بحر الرائق وغیرہ)

ف: مستحب [عہ] ہے اگر مہر و نفقہ کے لیے روپیہ پاس موجود نہ ہو تو قرض لے لے بشرطیکہ سودی قرض نہ ہو اور اس کے ادا کرنے پر قادر ہو سکے گو بالفعل قدرت نہ ہو (در مختار وغیرہ)

مکروہ تحریمی ہے۔ اگر بی بی پر ظلم کا خوف ہو۔

حرام ہے۔ اگر ظلم کا یقین ہو۔

اگر خاص استراحت کی خواہش کا کمال درجہ غلبہ ہو کہ زنا میں مبتلا ہو جانے کا خوف ہو مگر اس کے ساتھ ہی بی بی پر ظلم کرنے کا بھی خوف ہو تو اس صورت میں بھی نکاح حرام [عہ] یا مکروہ تحریمی رہے گا (بحر الرائق وغیرہ)

نکاح کا مسنون و مستحب طریقہ

جب کوئی شخص نکاح کرنا چاہے خواہ مرد ہو یا عورت تو قبل اس کے کہ نکاح کا پیغام دیا جائے ایک دوسرے کے حالات کی اور اس کے عادات و اطوار کی خوب جستجو کر لیں تاکہ پھر پیچھے سے کوئی امر خلاف طبع معلوم ہو کر ناموافقت کا سبب نہ ہو جائے۔

مرد کو عورت میں یہ باتیں دیکھنی چاہئیں، دینداری، حسب [عہ] نسب اور حسن و جمال، نیک مزاجی، خوش خلقی میں اپنے سے زیادہ، مال و دولت، زور و قوت، قد و قامت، عمر میں اپنے [لعہ] سے کم،

عہ بعض علماء نے جو ایسی حالت میں نکاح کو مستحب لکھا ہے ان کی مراد مستحب سے سنت مؤکدہ ہے (فتح القدیر)

عہ اس کی وجہ یہ ہے کہ نکاح نہ کرنے میں حق اللہ کے تلف ہونے کا خیال ہے اور نکاح کرنے میں حق العبد کے تلف ہونے کا اور کلیہ قاعدہ ہے کہ حق العبد کا زیادہ خیال کیا جاتا ہے ۱۲

عہ حسب کے معنی فضل و کمال عزت و وقار ایک شخص سید ہو مگر برے کام کرتا ہو کہ لوگوں کی نظر میں ذلیل ہو وہ صاحب نسب تو ہے مگر صاحب حسب نہیں ہے۔

لعہ ان باتوں میں کم ہونے کا فائدہ یہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کو حقیر نہ سمجھے گی اور اگر ان باتوں میں شوہر کے برابر یا زیادہ ہو گی تو اس کو حقیر سمجھے گی پورے طور پر اطاعت نہ کرے گی۔

Marfat.com

اگر کئی عورتیں ان اوصاف کی ہوں تو ان میں سے اس کو ترجیح دے جو کم مہر پر راضی ہو جائے، جو عورت دیندار ہو مگر شکل و صورت میں اچھی نہ ہو۔ وہ ایسی عورت سے بہتر ہے جو شکل و صورت میں تو اچھی ہو مگر دیندار نہ ہو، بانجھ ۱ہ عورت سے نکاح کا قصد نہ کرے کیونکہ حدیث میں آیا ہے بدصورت جو بانجھ نہ ہو۔ خوبصورت بانجھ سے بہتر ہے۔

۲ہ مرد کے لیے یہ امر بھی مسنون ہے کہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہے اس کو خود دیکھ لے بشرطیکہ یہ یقین ہو کہ میں اگر اس کو پیغام دوں گا تو منظور ہو جائے (شامی جلد ۲ صفحہ ۲۸۴)

عورت کے ولی نہ ہو تو خود عورت کو مرد میں یہ باتیں دیکھنی چاہئیں، امر کفو ہو عمر میں بہت زیادہ نہ ہو۔ جو مرد مال و دولت نسب وغیرہ میں کفو نہ ہو مگر دینداری میں کفو ہو تو وہ بہتر ہے بہ نسبت اس مرد کے جو اور سب باتوں میں کفو ہو، مگر دیندار نہ ہو۔

جہاں خوب تفتیش و تحقیق سے تمام امور موافق مزاج معلوم ہوں وہاں مرد کی طرف سے عورت کے ولی کو یا خود عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا جائے اس کو ہمارے عرف میں نسبت اور منگنی کہتے ہیں۔ مستحب ہے کہ پیغام نکاح بھیجنے سے پہلے دولہا کا ولی یا جو محض پیغام نکاح کا بھیجنا چاہے نماز استخارہ مسنون طریقہ سے پڑھ لے بعد اس کے پیغام بھیجے، اسی طرح دولہن کے ولی کو یا خود دولہن کو بھی مستحب ہے کہ پہلے نماز استخارہ پڑھ لے بعد اس کے پیغام کی منظوری کا اظہار کرے۔

پیغام۔ نکاح کے منظور ہو جانے کے بعد کوئی دن عقد نکاح کے لیے بتراضی طرفین مقرر کر لیا جائے۔ مستحب ہے کہ جمعہ کا دن ہو تاریخ اور مہینہ میں اختیار ہے چاہے جو تاریخ جس مہینے کی مقرر کی جائے کیونکہ کوئی مہینہ کوئی دن کوئی تاریخ شریعت میں منحوس ۳ہ نہیں سمجھی

۱ہ بانجھ ہونیکا علم اس طور پر ہو سکتا ہے کہ پہلے اسکی شادی ہو چکی ہو اور باوجودیکہ شوہر کے ساتھ بہت دنوں تک یکجائی رہی ہو مگر کوئی بچہ نہ ہوا ہو ۱۲، ۲ہ خود دیکھنا اس وقت مسنون ہے کہ جب اور کوئی صورت اس کے حالات دریافت کرنے کی ممکن نہ ہو ۱۲

۳ہ دن تاریخ کا منحوس سمجھنا نجومیوں کی تقلید ہے جس کی سخت ممانعت ہماری شریعت میں ہے اسلام نے جہاں اور امور میں توحید کی بنیاد ڈالی ہے وہاں یہ بھی تعلیم دی ہے کہ سوائے ایک خدائے واحد کے کسی کو ضرر پہنچانے والا اور نفع دینے والا نہ سمجھو سب کی کنجی اسی کے ہاتھ میں ہے جس کو وہ نفع پہنچاتا ہے کوئی دن یا تاریخ اسے روک نہیں سکتا، اسی طرح اس کی مضرت کو بھی کوئی دفع نہیں کر سکتا، مسلمانوں میں دن تاریخ کے سعد و نحس ہونے کا خیال ہندوؤں کے اختلاط سے پیدا ہو گیا ہے اس کو ترک کرنا چاہیے ۱۲

Marfat.com

جاتی نہ شریعت نے کسی دن کسی تاریخ کی نکاح کے لیے تخصیص کی ہے۔

عورت اگر عدت میں ہو تو عدت ختم ہو جانے کے بعد نکاح کا پیغام بھیجنا چاہیے

جس عورت کے پاس ایک شخص نکاح کا پیغام بھیج چکا ہو تو جب تک اس کا سلسلہ قطع نہ ہو جائے دوسرے شخص کو اس کے پاس پیغام بھیجنا مکروہ تحریمی ہے[عہ]۔

مستحب ہے کہ نکاح کی مجلس علانیہ طور پر منعقد کی جائے اور اس میں طرفین کے احباب و اعزہ اور نیز بعض ابرار و اخیار بھی شریک کئے جائیں (احیاء العلوم)

مستحب ہے کہ اگر مجلس میں غیر لوگ بھی ہوں تو دلہن شریک مجلس نہ کی جائے بلکہ اس کا کوئی ولی جو پرہیزگار ہو اور طریقہ نکاح کا موافق سنت کے جانتا ہو اس کی طرف سے شریک مجلس ہو اور اگر دلہن کا کوئی ولی نہ ہو اور وہ خود بالغہ ہو کوئی اس کا وکیل شریک ہو ان سب مراتب کے طے ہو جانے کے بعد مسنون ہے کہ ایک خطبہ پڑھا جائے جس میں حمد و نعت ہو اور توحید و رسالت کی شہادت ہو اور خدا سے ڈرنے اور اس کے احکام پر عمل کرنے کی اور عہد و اقرار پر قائم رہنے کی ترغیب ہو، نکاح بھی ایک معاہدہ ہے وہ بھی اس عہد و اقرار کے ضمن میں آجائے گا اور زیادہ مناسب ہے کہ یہ خاص خطبہ پڑھا جائے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِی اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّخَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً وَاتَّقُوا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا یُّصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا[عہ]۔

عہ حدیث میں اس کی بہت ممانعت آئی ہے اس حرکت سے دو مسلمانوں میں رنجش پیدا ہو جانے کا اندیشہ ہے ۱۲۔

عہ ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے ہم اس کی تعریف کرتے ہیں اور اس سے مدد مانگتے ہیں اور اس سے معافی چاہتے ہیں اور ہم اپنے نفسوں اور برے اعمال کی آفتوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں (اور یہ جانتے ہیں) کہ جس کو اللہ ہدایت کرے اس کا کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو وہ گمراہ کرے اس کا کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں (اور یہ بھی) شہادت دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

علامہ طحطاوی نے بعض محققین سے نقل کیا ہے کہ یہ وہی خطبہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے۔ مشکوٰۃ میں یہ خطبہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت سے منقول ہے۔

یہ خطبہ پڑھا یا جائے جو حسب نقل مواہب لدنیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت پڑھا تھا وہ خطبہ یہ ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْمَحْمُوْدِ بِنِعْمَتِہٖ الْمَعْبُوْدِ بِقُدْرَتِہٖ الْمُطَاعِ بِسُلْطَانِہٖ الْمَرْہُوْبِ مِنْ عَذَابِہٖ وَسَطْوَتِہٖ النَّافِذِ اَمْرُہٗ فِیْ سَمَائِہٖ وَاَرْضِہٖ الَّذِیْ خَلَقَ الْخَلْقَ بِقُدْرَتِہٖ وَمَیَّزَہُمْ بِاَحْکَامِہٖ وَاَعَزَّہُمْ بِدِیْنِہٖ وَاَکْرَمَہُمْ بِنَبِیِّہٖ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَبَارَکَ اسْمُہٗ وَتَعَالَتْ عَظَمَتُہٗ جَعَلَ الْمُصَاہَرَۃَ سَبَبًا لَاحِقًا وَاَمْرًا مُفْتَرَضًا اَوْشَجَ بِہِ الْاَرْحَامَ وَاَلْزَمَ الْاَنَامَ فَقَالَ عَزَّ مِنْ قَائِلٍ وَہُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَہٗ نَسَبًا وَّصِہْرًا وَکَانَ رَبُّکَ قَدِیْرًا فَاَمْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی یَجْرِیْ اِلٰی قَضَائِہٖ وَقَضَائُہٗ یَجْرِیْ اِلٰی قَدَرِہٖ وَلِکُلِّ قَضَاءٍ قَدَرٌ وَلِکُلِّ قَدَرٍ اَجَلٌ وَلِکُلِّ اَجَلٍ کِتَابٌ ط یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ ط

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اور اس کے پیغمبر ہیں اے لوگو اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص (یعنی آدم) سے پیدا کیا اور اس سے اسکی بی بی کو نکالا اور ان دونوں سے بہت مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیں اور اس اللہ سے ڈرو جس کے واسطے سے تم باہم سوال کرتے ہو اور قرابتوں کے (حق تلفی) سے (بچو) بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے۔ اے مسلمانوں اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہیے اور نہ مرو مگر بحالت اسلام۔ اے مسلمانوں اللہ سے ڈرو اور مضبوط بات کہو تاکہ اللہ تمہارے اعمال کی اصلاح کر دے اور تمہارے گناہوں کو بخش دے اور یاد رکھو کہ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کی وہ بڑی کامیابی کو پہنچا۔ ۱۲۔

ع ترجمہ: ہر طرح کی تعریف اللہ کو سزاوار ہے جو اپنی نعمت کے سبب سے سب کا محمود ہے اپنی قدرت کی وجہ سے سب کا معبود ہے اپنے غلبہ کی وجہ سے سب کا مطاع ہے اس کے عذاب اور قہر سے لوگ ڈرتے ہیں اس کا حکم اس کے آسمان اور اس کی زمین میں جاری ہے اس نے مخلوقات کو اپنی قدرت سے پیدا کیا اور اپنے احکام سے ان کو امتیاز دیا اور اپنے دین سے ان کو عزت دی اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کو مشرف کیا بیشک اللہ نے بزرگ ہے نام اس کا اور برتر ہے عظمت اس کی (رشتہ) کو امر شدنی اور ضروری کام قرار دیا ہے اس سے قرابتوں کو زینت دی ہے اور لوگوں پر لازم کر دیا ہے چنانچہ اس نے کہا ہے (وہ ہر کہنے والے سے بزرگ ہے) اس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اس کے لیے نسب اور سسرال بنائی اور تمہارا پروردگار قدرت والا ہے پس اللہ تعالیٰ کا حکم (بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

نکاح کا خطبہ خود تو مسنون ہے مگر اس کا سننا حاضرین پر واجب ہے اور کچھ تخصیص خطبہ نکاح کی نہیں بلکہ تمام خطبوں کا یہی حال ہے خواہ وہ فی نفسہ مسنون ہوں یا واجب مگر ان کا اول سے اخیر تک سننا حاضرین پر بہر حال واجب ہے۔

(طحطاوی شرح مراقی الفلاح صفحہ ۲۱۴)

مسنون ہے کہ خطبہ نکاح کا وہ شخص پڑھے جو دولہن کا ولی ہو کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ زہرا کے نکاح کے وقت خود ہی خطبہ پڑھا تھا جیسا کہ مواہب لدنیہ وغیرہ میں مذکور ہے ہاں اگر کوئی جاہل شخص ولی ہو یعنی خطبہ نہ پڑھ سکتا ہو تو پھر اور کسی شخص سے خطبہ پڑھوائے جب خطبہ تمام ہو جائے تو عورت کا ولی دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنا کر دولہا سے یا اس کے ولی سے مخاطب ہو کر کہے کہ میں نے فلاں عورت کا جس کا نام یہ ہے تمہارے ساتھ یا تم جس کے ولی ہو اس کے ساتھ اس قدر مہر کے عوض میں نکاح کر دیا، دولہا یا اس کا ولی اس کے جواب میں کہے کہ میں نے منظور کر لیا، اسی باہمی گفتگو کا نام ایجاب و قبول ہے، جب گفتگو ہو چکی ہو تو نکاح ہو گیا۔ عورت کا ولی اگر خود اتنا سلیقہ نہ رکھتا ہو کہ ایجاب و قبول کرائے تو کسی اور شخص کو اپنی طرف سے وکیل کر دے وہ وکیل نکاح کر دے یعنی ایجاب و قبول کرا دے مگر اس صورت میں یہ شرط[ع] ہے کہ ایجاب و قبول کے وقت ولی خود بھی موجود رہے یا دولہن بالغہ ہو تو اس وکیل کو بلا واسطہ دولہن سے اجازت وکالت کی دلوا دے گواہوں کو اور دولہا یا اس کے ولی کو دولہن کا نام اور اس کے باپ کا نام بتا دے محلہ اور پیشہ وغیرہ کی ضرورت ہو تو یہ بھی بتا دے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اس کی قضا کی طرف جاری ہے اور اس کی قضا اس کی قدرت کی طرف جاری ہے اور ہر قضا کا ایک انداز ہے اور ہر انداز کی ایک میعاد ہے اور ہر میعاد کے لیے ایک نوشتہ ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے اور اس کے پاس اصل کتاب (یعنی لوح محفوظ) ہے ۱۲۔

ع اس کی وجہ یہ ہے کہ اس صورت میں ولی نکاح کا وکیل ہے اور نکاح کے وکیل کو یہ بات جائز نہیں ہے کہ اپنی طرف سے کسی اور کو وکیل کر دے اور اگر کر دے گا تو اس دوسرے وکیل کا نکاح کرنا اسی وقت جائز سمجھا جائیگا جب پہلے وکیل کے سامنے کرے یہ جزئیہ قاضیخاں میں صاف مذکور ہے مگر اکثر لوگ ناواقفی سے اس کا خیال نہیں رکھتے ۱۲

تاکہ کسی قسم کا شبہ نہ رہ جائے اور وہ لوگ خوب اچھی طرح سمجھ لیں کہ فلاں عورت کا نکاح ہے۔

مستحب ہے کہ پرہیزگار آدمی گواہ بنائیں جائیں نہ فاسق۔

نکاح کے وقت جو ہمارے ملک ہندوستان کے اکثر مقامات میں دستور ہے کہ نکاح پڑھانے والے دولہا سے تجدید ایمان کے کلمات پڑھاتے ہیں یعنی ان سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور آمنت باللہ وغیرہ کہلواتے ہیں یہ امر نہ مسنون ہے نہ مستحب ہے غالباً اس کی مصلحت یہ ہے کہ بعض اوقات لاعلمی کی وجہ سے آدمی کی زبان سے ایسے الفاظ نکل جاتے ہیں جن سے مرتد ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور چونکہ وہ ناواقف ہے تو بہ بھی نہیں کرتا ایسے وقت میں نکاح کی صحت میں تردد ہوگا کیونکہ مرتد کا نکاح مسلمان کے ساتھ نہیں ہوتا لیکن یہ مصلحت ہے تو دولہن سے بھی تجدید ایمان کرانی چاہیے۔ مگر پھر بھی اس دستور کو ایسا لازم سمجھ لینا کہ ہر شخص کے ساتھ اس کا عملدرآمد کیا جائے خواہ وہ ذی علم بھی ہو، محتاط بھی ہو یہ محض نادانی ہے اور اگر اس کو مسنون یا مستحب سمجھ لیا جائے تو بدعت ہو جائے گا۔

مہر جہاں تک ہو کم باندھا جائے اور مقدور سے زیادہ ہرگز نہ ہونے پائے زیادہ مہر باندھنے میں کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ نہایت مناسب ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات یا بنات طیبات کے مہروں میں سے کسی مہر کو اختیار کرے انشاء اللہ باعث برکت ہوگا، ہم انشاء اللہ تعالیٰ مہر کے بیان میں ایک نقشہ بنائیں گے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج و بنات کے مہر انگریزی روپیہ مروجہ ہند کے حساب سے تحقیق کر کے لکھ دیں گے نکاح ہو جانے کے بعد چھوہارے کا ایک طبق لٹا دینا مستحب ہے۔

نکاح ہو جانے کے بعد اعزہ اور احباب زوجین کو یا ان کے اولیاء کو مبارکباد دیں۔ اس طرح کہ اللہ تم کو یہ نکاح مبارک کرے اور تم دونوں میں موافقت اور بھلائی کے ساتھ یکجائی رکھے یہ مبارکبادی مستحب ہے۔ (وصول الامانی باصول التہانی)

عہ فاسق کی گواہی نکاح کے معاملہ میں امام شافعی کے نزدیک درست نہیں اور کلیہ قاعدہ ہے کہ دوسرے مذہب کی رعایت مستحب ہے بشرطیکہ اپنے مذہب کا کوئی امر مکروہ نہ لازم آتا ہو ۱۲۔

عسہ یہ کتاب نہایت نفیس ہے، علامہ سیوطیؒ کی تصنیف ہے، اس میں تمام ان باتوں کا ذکر ہے جن کاموں پر مبارکباد دینا مسنون ہے ۱۲۔

Marfat.com

نکاح ہو جانے کے بعد بغرض اعلان دف[۵] کا بجانا بشرطیکہ اس میں جھانجھ نہ ہو جائز ہے، دولہن کا آراستہ کرکے رخصت کرنا مستحب ہے۔

شب زفاف یعنی اس رات کے بعد جس میں زوجین کی یکجائی ہو شوہر کو چاہیے کہ اپنے اعزہ و احباب وغیرہ کی حسب استطاعت دعوت کرے یہ دعوت ولیمہ کے نام سے مشہور ہے (سنت موکدہ ہے) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر برابر التزام رہا اور اپنے صحابہؓ کو بھی تاکید فرماتے رہے۔

رسوم

جس قدر امور نکاح کے وقت مسنون و مستحب ہیں وہ صرف اسی قدر ہیں جو بیان ہو چکے ہیں مبارک ہیں وہ نکاح کی مجلسیں جن میں صرف انہیں امور پر اکتفا کی جائے بابرکت ہیں وہ نکاح جن کے انعقاد کے وقت سوا طریقہ مسنونہ کے اور کوئی رسم نہ ہونے پائے۔

میں بہت افسوس کرتا ہوں کہ ہندوستان میں نکاح جیسا پاکیزہ معاملہ ہندوؤں کی ناپاک رسموں اور ملکی رواج سے محفوظ نہیں رہا یقیناً ان رسموں نے اسلام کے صاف اور بے تکلف معاملات چمکتے ہوئے چہروں پر ایک نہایت کثیف پردہ ڈال دیا ہے، اب اگر کوئی ان معاملات کی اصلی صورت دیکھنا چاہے جو قرن اول میں تھی تو شاید اس کو محرومی کے سوا کچھ بھی نصیب نہ ہو۔ افسوس صد افسوس۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سچے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ کبھی اس بات کو گوارا نہ کریں کہ ان کے عبادات یا معاملات میں غیر قوموں کی اختراعی رسوم مختلط ہو جائیں۔ وہ کیسے مسلمان ہیں جو اپنے برگزیدہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو چھوڑ کر غیر قوموں کی رسوم سے اپنا دل خوش کرتے ہیں حالانکہ خدائے تعالے جانتا ہے کہ آج تک دنیا کی بڑی سے بڑی مہذب اور تعلیم یافتہ قومیں

---

[۵] بعض غیر محققین کا خیال ہے کہ نکاح میں دف بجانا مستحب ہے یہ صحیح نہیں حنفیہ کے نزدیک غنا اور مزامیر دونوں مطلقاً مکروہ تحریمی ہیں یہی صحیح ہے میں نے اس مسئلہ کی تحقیق میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے جس کا نام رفع النزاع عما تعلق بالسماع ہے ۱۲

Marfat.com

اسلام کے حکیمانہ اور بے تکلف اصول وفروع سے سبق لے رہی ہیں۔

شادی اور بیاہ میں جس قدر رسمیں رائج ہیں ان سب کا احاطہ نہیں کر سکتے ایک کلیہ قاعدہ لکھے دیتے ہیں۔ جو رسوم فی نفسہ جائز ہوں جیسے دولہن کا مانجھے[عہ] میں بٹھانا، دولہا کو بطور سلامی کے کچھ دینا وغیرہ ایسی رسموں کو اگر کر لیا جائے تو کچھ ہرج نہیں مگر ان پر بھی ایسا التزام کرنا جس سے لوگوں کو رسوم کے مسنون یا مستحب یا شرط نکاح ہونے کا شبہ ہونا جائز ہے اور جو رسوم فی نفسہ ناجائز ہیں (جیسے ناچ گانا آتشبازی وغیرہ کا چھوڑنا زائد از حاجت روشنی کرنا، محرموں کا سامنے آنا، غیر عورتوں[عہ] سے ہنسی مذاق وغیرہ وغیرہ) ان کا کرنا کسی حالت میں جائز نہیں۔

پس اگر تمام رسموں کو نہ چھوڑ سکے تو ان رسموں کو ضرور چھوڑ دے جو فی نفسہ ناجائز ہیں۔

ہمارے یہاں ہر مقام پر کوئی شخص نکاح پڑھانے والا مقرر ہوتا ہے اس کو قاضی کہتے ہیں عام لوگوں کا خیال ہے کہ اگر اس کے سوا دوسرا شخص نکاح پڑھادے یا زوجین خود ایجاب وقبول کر لیں تو نکاح نہ ہو گا یہ محض جہل ہے بلکہ مسنون یہی ہے کہ دولہن کا ولی خود ہی خطبہ پڑھے خود ہی نکاح پڑھائے ہاں یہ قاضی ان لوگوں کے مفید مطلب ہیں جو جاہل ہوں نکاح کا طریقہ نہ جانتے ہوں جیسے دیہاتی گنوار۔

نکاح کا طریقہ اور اس کے سنن ومستحبات بیان ہو چکے اب ہم نکاح کے شرائط لکھتے ہیں اور انہیں کے ضمن میں انشاء اللہ تعالے نکاح کے تمام مسائل بہت خوش اسلوبی سے آجائیں گے۔

عہ ہندوستان کے اکثر مقامات میں دستور ہے کہ لڑکی کو نکاح کی تاریخ سے کچھ دن پہلے مکان کے گوشہ میں بٹھا دیتے ہیں پھر وہ نہ کسی بڑے کے سامنے بولتی ہے نہ چلتی ہے نہ کھاتی ہے اسی کو مانجھے میں بٹھانا کہتے ہیں ۱۲۔

عہ غیر عورتوں سے ہنسی مذاق کا ہمارے ملک میں ایسا رواج ہے کہ اب عوام الناس اس کو جائز سمجھتے ہیں بھاوج سے اور سالی سنے تو مذاق کا رشتہ ہی خیال کیا جاتا ہے حالانکہ یہ بالکل ناجائز ہے اپنی منکوحہ کے سوا کسی عورت سے مذاقاً ایک لفظ بھی کہنا جائز نہیں احادیث میں صاف صاف اس کی ممانعت ہے ۱۲۔

Marfat.com

نکاح کے ارکان[عہ] اور اس کے صحیح ہونے کی شرطیں

نکاح کا ایک رکن ہے ایجاب وقبول۔ اسی ایجاب وقبول کے مجموعہ کا نام نکاح ہے صرف ایکبار ایجاب وقبول سے نکاح ہوجاتا ہے تین مرتبہ اس کی تکرار کرنا جیساکہ مروج ہے بالکل بے ضرورت ہے اور اس کے صحیح ہونے کی شرطیں سات ہیں جو ذیل میں مذکور ہوتی ہیں۔

(۱) دو گواہ۔ اگر ایک بھی گواہ نہ ہو یا صرف ایک ہو تو نکاح نہ ہوگا۔

(۲) عورت کا محرمات میں سے نہ ہونا۔

(۳) نابالغ اور مجنون اور غلام کے لیے ان کے اولیاء کی اجازت، نابالغ کے لیے اس کے ولی کی اجازت شرط نفاذ ہے۔

(۴) عورت کے لیے اگر وہ غیر کفو سے نکاح کرنا چاہے تو ولی کی رضامندی عورت بالغہ ہو یا نابالغہ ہر حال میں غیر کفو سے نکاح کرنے کے لیے ولی کی رضامندی شرط ہے ولی راضی نہ ہوگا تو نکاح صحیح[عہ] نہ ہوگا۔

(۵) عاقل بالغ ہونا اگر کوئی شخص اپنا نکاح خود کرے تو خود اسی کا عاقل ہونا اور اگر اس کا ولی اس کا نکاح کرتا ہو تو ولی کا عاقل بالغ ہونا شرط ہے وکیل کا بالغ ہونا شرط نہیں! ہاں عاقل ہونا اس کا بھی شرط ہے۔ لہٰذا اگر سمجھدار بچہ وکیل بنادیا جائے تو درست ہے (بحر الرائق)

عہ ارکان جمع رکن کی ہے، رکن اور شرط میں فرق یہ ہے کہ رکن ہر چیز کا اس کی ذات میں داخل ہوتا ہے یعنی اسکا جز ہوتا ہے بخلاف شرط کے کہ وہ اپنے مشروط کی ذات سے خارج ہوا کرتی ہے مثلاً قیام، رکوع، سجود تو نماز کے رکن ہیں یعنی نماز ان سے مرکب ہے اور یہ نماز کے جزو ہیں اور طہارت نماز کی شرط ہے نماز اس سے مرکب نہیں اور نہ وہ نماز کی جزو ہے ۱۲

عہ یہ قول بواسطہ حسن بن زیاد کے امام ابوحنیفہ سے منقول ہے اس زمانہ میں اسی پر فتویٰ ہے ردالمختار، اور ردالمحتار فتح القدیر، اس کے مقابل میں امام محمد نے اپنی کتابوں میں امام ابوحنیفہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ایسی حالت میں بھی بالغہ عورت کا نکاح جائز ہے گو ولی کی اجازت ورضامندی نہ ہو ۱۲

Marfat.com

(۶) مہر کے نہ دینے کی نیت نہ ہونا۔ اگر یہ نیت ہو کہ مہر دیا ہی نہ جائے گا گو عورت راضی بھی ہو جائے تو نکاح صحیح نہ ہوگا۔

(۷) نکاح کو کسی مدت کے ساتھ مقید نہ کرنا، جو نکاح کسی مدت کے ساتھ مقید ہو خواہ وہ مدت تھوڑی ہو مثلاً یوں کہا جائے کہ دو برس کے لیے نکاح کرتا ہوں یا مدت زیادہ ہو۔ مثلاً یوں کہے کہ دو سو برس کے لیے نکاح کرتا ہوں یا مدت بالکل مجہول ہو۔ مثلاً یوں کہے کہ جس وقت تک فلاں زندہ ہے اس وقت تک کے لیے نکاح کرتا ہوں، بہر حال یہ نکاح صحیح نہ ہوگا اس نکاح کو متعہ[ع۵] کہتے ہیں۔

ع۵ کسی جہاد میں تجرد کی وجہ سے صحابہؓ سخت پریشان ہو گئے تھے، یہاں تک کہ بعض لوگوں نے جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے خصّی کرانے کی اجازت طلب کی اس وقت حضرت نے ان کو متعہ کرنے کی اجازت دے دی تھی ضرورت رفع ہو جانے کے بعد آپ نے پھر اس کو حرام کر دیا بہت سی صحیح احادیث کتب صحاح ستہ وغیرہ میں متعدد صحابہ سے مروی ہیں جو متعہ کی حرمت پر دلیل قطعی ہیں رہ گئی یہ بات کہ وہ کونسا جہاد تھا جس میں متعہ کی اجازت دی گئی تھی، روایات اس میں مختلف ہیں بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ خیبر میں اس کی اجازت دی گئی تھی پھر حرام کر دیا گیا بعض سے معلوم ہوتا کہ فتح مکہ میں، بعض سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگ اوطاس میں، تحقیق یہ ہے کہ متعہ کی تحلیل و تحریم کئی بار ہوئی پہلے جنگ خیبر میں جو ۷ھ کا واقعہ ہے پھر فتح مکہ میں جو ۸ھ کا واقعہ ہے پھر جنگ اوطاس میں کہ وہ بھی ۸ھ کا واقعہ ہے اور اس جنگ اوطاس میں تین دن کے بعد ہمیشہ کے لیے حرام کر دیا گیا، علامہ شامی نے ردالمحتار میں ابن ہمام سے جو نقل کیا ہے کہ متعہ کی حرمت حجۃ الوداع میں ہوئی یہ صحیح نہیں ہے جنگ اوطاس میں اس کی حرمت ہمیشہ کے لیے ہو چکی تھی جیسا کہ احادیث کے تتبع سے ظاہر ہے ابوداؤد کی ایک حدیث میں حجۃ الوداع کا ذکر ہے مگر اس میں صرف اسی قدر ہے کہ متعہ کی حرمت حجۃ الوداع میں ہوئی یہ راوی کی غلط فہمی ہے حجۃ الوداع میں تحریم جدید نہیں ہوئی بلکہ اسی حرمت سابقہ واقعہ جنگ اوطاس کا اعلان حجۃ الوداع میں کیا گیا تھا اس میں مصلحت یہ تھی کہ حجۃ الوداع میں مسلمانوں کا مجمع بہت تھا لہٰذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ منظور ہوا کہ متعہ کی حرمت سے تمام مسلمان واقف ہو جائیں، راوی کو پہلے سے متعہ کی حرمت کا علم نہ ہوگا، وہ یہ سمجھا کہ اس کی حرمت اب ہوئی ہے اس قسم کی غلطی بشر سے اکثر ہو جاتی ہے کوئی عیب نہیں ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) صاحب ہدایہ نے جو امام مالک کی طرف جواز متعہ کی نسبت کی ہے اس پر تمام فقہا نے ان کی سخت گرفت کی ہے، ہدایہ کے بعد فقہ کی جتنی بڑی بڑی کتابیں تالیف ہوئیں تقریبًا سب میں ہدایہ کی اس غلطی کا بیان کرنا لازم سمجھ لیا گیا ہے در حقیقت یہ غلطی ان سے سخت ہوئی۔ مگر بتقضائے بشریت تمام اہل اسلام کا متعہ کی حرمت پر اجماع ہے کیا صحابہؓ کیا تابعین کیا فقہا کیا محدثین صحابہؓ میں صرف ابن عباس پہلے بحالت اضطرار متعہ کو جائز سمجھتے تھے۔ مگر جب حضرت علی مرتضیٰ نے اس پر ان کو سخت تہدید کی اور متعہ کی حرمت قطعی و ابدی سے ان کو واقف کیا تو انہوں نے اپنے قول سے رجوع کیا، ابن عباسؓ کا رجوع کرنا حدیث و فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے۔

شیعوں کا یہ کہنا ہے کہ متعہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حرام کیا ہے یہ محض غلط ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حرام کرنے کا کیا اختیار تھا ہاں انہوں نے جس طرح اور اسلامی احکام کی تبلیغ میں ایک بڑا حصہ لیا ہے، قرآن مجید کی جمع و ترتیب حدیث و فقہ کی تعلیم کی اشاعت انہیں نے دی اور بھی بہت سے جزئی مسائل میں انہوں نے بڑی بڑی کوششیں کیں اسی طرح متعہ کی حرمت کے اعلان میں بھی انہوں نے کوشش کی ان کا آخری اعلان یہ تھا اگر میں نے سنا کہ کسی نے متعہ کیا ہے تو میں اس کو زنا کی سزا دوں گا، بعض لوگ جو متعہ کی حرمت سے اس وقت تک واقف نہ تھے وہ اب واقف ہو گئے الغرض انہوں نے صرف اتنا ہی کام کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک حکم کی تبلیغ کر دی اور ایسی کوشش کی کہ متعہ کی حرمت کی صدا ہر کان میں گونج گئی، افسوس وہ نبی کے منادی کی آواز جو پہاڑوں اور جنگلوں اور دریاؤں میں اب تک گونج رہی ہے شیعوں کے کان تک نہیں پہنچی لهم آذان لا یسمعون بها[عہ] پہنچی اور بیشک پہنچی مگر جس طرح انہوں نے خدا و رسول کے احکام کو سنا ان سنا کر دیا اور سمعنا وعصینا[عہ] کے مصداق بنے اس حکم میں بھی انہوں نے ایسا ہی کیا مسلمانوں میں ان کے سوا کوئی متعہ کی حرمت کا منکر نہیں ہے، متعہ کی حلت پر ان کا اصرار حد سے گزر گیا ہے متعہ کو نہ صرف وہ جائز ہی کہتے ہیں بلکہ اس کے وہ فضائل بیان کرتے ہیں جو شاید کسی بڑی عبادت میں بھی نہ ہوں گے میں نے شیعوں کی کتابیں دیکھی ہیں خدا کی شان ہے کہ انہیں کی صحیح احادیث میں ائمہ سے متعہ کی حرمت منقول ہے جس کا جواب ان کے پاس سوا اس کے کچھ نہیں ہے کہ یہ حکم ائمہ نے بطور تقیہ کے دیا ہے یعنی کسی مصلحت سے جھوٹا مسئلہ بیان کر دیا ہے۔ عجیب لطف ہے کہ بعض شیعوں کو یہ آرزو ہوئی کہ اہل سنت کی کتابوں سے متعہ کی حلت ثابت کریں مگر سوا اس کے کہ ع

ملال آورد آرزوئے محال (بقیہ بر صفحہ اگلے پر)

عہ ان کے کان ایسے ہیں کہ وہ ان سے (حق بات) نہیں سنتے ۱۲ عسہ ہم نے سنا اور نہ مانا ۱۲ -

Marfat.com

شرائط کی تعداد معلوم ہو چکی اب ہم ہر شرط کے تفصیلی احکام و مسائل بیان کرتے ہیں۔

ایجاب و قبول

ایجاب وقبول کے صحیح ہونے کے لیے نو باتیں ضروری ہیں۔

(۱) ایجاب وقبول دونوں یا دونوں میں سے ایک[ع] ماضی کے لفظ سے ادا کئے جائیں یعنی ایسا لفظ ہو جس سے یہ بات سمجھی جائے کہ نکاح ہو چکا دونوں کے ماضی ہونے کی مثال عاقدین میں سے کوئی یہ کہے کہ میں نے اپنا یا اپنے مؤکل کا یا اپنی بیٹی کا تیرے ساتھ نکاح کر دیا۔ دوسرا کہے کہ میں نے منظور کیا اور کوئی لفظ اسی کے ہم معنی دونوں میں سے ایک کے ماضی ہونے کی مثال

(۱) ایک کہے کہ تو اپنا نکاح میرے ساتھ کر لے دوسرا کہے کہ میں نے کر لیا۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اور کچھ نتیجہ نہ ہوا چونکہ یہ مقام اس قسم کے مضامین کے لیے مناسب نہیں ہے اس لیے ہم زیادہ لکھنا نہیں چاہتے بغرض علم صرف اسی قدر کافی ہے جو ہم نے لکھ دیا ۱۲

واضح رہے کہ قرآن مجید کی آیتیں بھی اس کی حرمت کی صاف صاف بیان کر رہی ہیں قولہ تعالیٰ واحل لکم ما وراء ذلکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین ترجمہ اور مذکورہ بالا عورتوں کے علاوہ اور عورتوں سے نکاح تمہارے لیے جائز کر دیا گیا بجالیکہ تم اپنے مال (یعنی مہر) کے بدلہ میں ان سے نکاح کرنا چاہو قید میں رکھنے کے لیے نہ شہوت پرستی کے ارادہ سے اس آیت سے متعہ کی حرمت ظاہر ہے کیونکہ متعہ سے قید میں لانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ شہوت پرستی ۱۲

ع اس صورت میں اگر قول اول امر کا صیغہ ہو (مثلاً مرد کہے کہ تو میرے ساتھ اپنا نکاح کر لے اور عورت کہے میں نے قبول کیا، تو فقہا کا اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ لفظ امر ایجاب نہیں ہے بلکہ وہ ایک قسم کی توکیل ہے صاحب ہدایہ اسی طرف ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ نکاح وطلاق وغیرہ میں لفظ امر کا بھی ایجاب ہے صاحب کنز الدقائق اسی طرف ہیں صاحب بحر الرائق نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے۔ صاحب فتح القدیر نے بھی اس کو احسن لکھا ہے اسی سبب سے ہم نے بلا تفصیل یہ لکھ دیا ہے کہ چاہے دونوں ماضی ہوں یا دونوں میں سے ایک ۱۲۔

Marfat.com

(۲) ایک کہے کہ میں تیرے ساتھ اپنا نکاح کرتا ہوں دوسرا کہے کہ میں نے تیرے ساتھ اپنا نکاح کر لیا دوسرا کہے کہ میں نے قبول کیا ان دونوں مثالوں میں صرف قبول کی عبارت ماضی ہے (۳) ایک کہے کہ میں نے تیرے ساتھ اپنا نکاح کر لیا دوسرا کہے کہ مجھے منظور ہے یا یہ کہے کہ میں منظور کرتا ہوں، اس مثال میں صرف ایجاب کی عبارت ماضی ہے۔

(۲) ایجاب و قبول دونوں بذریعہ لفظ کے ادا کئے جائیں نہ بذریعہ فعل کے مثلاً کوئی شخص عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ اپنا نکاح کر لیا اور یہ تیرا مہر ہے عورت زبان سے کچھ نہ کہے اور مہر لے لے تو اس صورت میں ایجاب و قبول صحیح نہ ہوگا اسی طرح اگر عورت کسی مرد سے کہے کہ میں نے اس قدر مہر کے عوض میں تیرے ساتھ نکاح کیا مرد زبان سے کچھ نہ کہے مگر مہر دیدے تو ایجاب و قبول صحیح نہ ہوگا کیونکہ ان دونوں صورتوں میں ایجاب اگرچہ لفظ سے ادا کیا گیا ہے مگر قبول بذریعہ فعل کے ادا کیا گیا ہے کتابت بھی لفظ کے حکم میں ہے بشرطیکہ کاتب وہاں[عـہ] موجود نہ ہو اور اپنی تحریر دو گواہوں کو سنا دے اور دکھا دے اور ان کو اس پر گواہ کر دے مثلاً کوئی شخص کسی عورت کو یہ لکھ بھیجے کہ میں نے تیرے ساتھ اپنا نکاح کر لیا اور عورت دو آدمیوں کو گواہ بنا کر یہ کہے کہ فلاں شخص کی یہ تحریر میرے پاس آئی ہے لہذا میں اس سے نکاح کرتی ہوں تو یہ ایجاب و قبول صحیح ہو جائے گا اور اگر کاتب وہاں موجود ہو تو پھر کتابت لفظ کے حکم میں نہیں ہے بلکہ فعل کے حکم میں ہے ایجاب و قبول کا اس کے ذریعہ ادا کرنا درست نہ ہوگا، ہاں جو شخص گونگا ہو اس کے لیے ایجاب یا قبول کا بذریعہ لفظ کے ادا کرنا ضروری نہیں بلکہ بذریعہ اشارہ کے کافی ہے بشرطیکہ وہ اشارہ پہلے سے معین[عـہ] ہو (در مختار جلد ۲ صفحہ ۲۹۵)

(۳) ایجاب کی عبارت پوری ادا ہو چکنے کے بعد قبول کی عبارت ادا کی جائے مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں تیرے ساتھ نکاح کرتا ہوں سو روپیہ

عـہ وہاں موجود نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مجلس نکاح میں نہ ہو اگرچہ اسی شہر میں موجود ہو (شامی) ۱۲

عـہ معین ہونے کا یہ مطلب ہے کہ لوگ جانتے ہوں کہ جب کسی بات کو یہ شخص منظور کرتا ہے تو اس قسم کا اشارہ کرتا ہے جب کسی بات کو نامنظور کرتا ہے تو اس قسم کا ۱۲۔

Marfat.com

مہر کے عوض میں عورت قبل اس کے کہ مرد سو روپیہ مہر کا لفظ منہ سے نکالے یہ کہہ دے کہ میں نے منظور کیا تو اس صورت میں قبول صحیح نہ ہوگا کیونکہ ابھی ایجاب کی عبارت تو تمام نہ ہونے پائی تھی کہ قبول کی عبارت ادا کر دی گئی ایجاب کی عبارت تمام اس وقت سمجھی جائے گی کہ جب ایجاب کرنے والا اس کے بعد کوئی بات ایسی کہنا نہ چاہتا ہو جو گذشتہ عبارت کی معنی میں تغیر پیدا کر دے مثلاً صورت مذکورہ میں سو روپیہ مہر کی عبارت اگر نہ بولی تو مہر مثل واجب ہوتا خواہ وہ سو کا ہو یا کم زیادہ مگر اس عبارت نے اس کے معنی کو بدل دیا اب بجائے مہر مثل کے سو روپیہ واجب ہونگے لہذا اس صورت میں قبول صحیح نہ ہوگا بلکہ قبول کرنے والے پر لازم ہے کہ ایسی حالت میں پھر دوبارہ قبول کی عبارت بولے۔

(۴) ایجاب و قبول دونوں ایک ہی مجلس میں ادا کئے جائیں، اگر عاقدین میں سے کوئی اس مقام میں موجود نہ ہو بلکہ اس نے اپنی تحریر بھیجی ہو تو وہ تحریر جس مجلس میں پڑھی جائے اسی مجلس میں قبول کا ہونا ضروری ہے، ایجاب و قبول کا متصل ہونا ضروری نہیں اگر ایک ہی مجلس میں ایجاب و قبول ہوں گو دونوں میں بہت کچھ فصل ہو جائے گا تب بھی درست ہے۔

مجلس کے ایک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ایجاب اور قبول کے درمیان میں کوئی ایسا فعل نہ ہونے پائے جو ایجاب سے اعراض پر دلالت کرتا ہو اگرچہ بقصد اعراض نہ کیا گیا ہو، بیٹھے سے اٹھ کھڑا ہونا، کسی سے باتیں کرنے لگنا، کچھ کھا لینا بشرطیکہ وہ ایک لقمہ سے زائد عہ ہو، کچھ پینا بشرطیکہ وہ چیز پہلے سے اس کے ہاتھ میں نہ ہو، لیٹ کر سو رہنا، نماز پڑھنے لگنا، چلنا پھرنا اور اسی قسم کے افعال اگر ایجاب اور قبول کے درمیان میں واقع ہو جائیں گے تو مجلس بدل جائے گی (شامی جلد ۴ صفحہ ۲)

اگر بعد ان افعال کے قبول ادا کیا جائے گا تو صحیح نہ ہوگا بلکہ اس صورت میں ضروری ہوگا کہ ایجاب کا پھر اعادہ کیا جائے مثال یہ عورت کے وکیل نے کسی مرد سے

عہ پان کے کھا لینے سے مجلس نہ بدلے گی کیونکہ ایک پان ایک لقمہ سے زائد نہیں ہوتا ہاں کئی گلوریاں یکے بعد دیگرے کھائے تو بدل جائے گی۔

کہا کہ میں اپنی مؤکلہ کا نکاح تیری ساتھ کرتا ہوں مرد نے پہلے کسی سے کچھ اور باتیں کیں اور اس کے بعد کہا کہ میں نے منظور کیا تو قبول صحیح نہ ہوگا۔

اگر عاقدین چلنے کی حالت میں ایجاب وقبول کریں خواہ پیادہ چل رہے ہوں یا کسی جانور کی سواری میں تو نکاح نہ ہوگا اس لیے کہ ایجاب وقبول دونوں کی مجلس اس صورت میں ایک نہیں رہ سکتی اور اگر جہاز پر سوار ہوں اور وہ چل رہا ہو اور ایجاب و قبول کریں تو صحیح ہے (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۸۹)

عــہ ریل کی سواری بھی جہاز اور کشتی کا حکم رکھتی ہے اگر عاقدین ریل پر سوار ہونے کی حالت میں ایجاب وقبول کریں تو درست ہے۔

(۵) ایجاب اور قبول باہم مخالف نہ ہوں مثلاً کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ میں تیرے ساتھ "دو" سو روپیہ مہر کے عوض میں نکاح کرتا ہوں اور عورت کہے کہ میں نے نکاح تو منظور کیا مگر یہ مہر منظور نہیں ہے تو ایسی حالت میں ایجاب قبول صحیح نہ ہوگا کیونکہ قبول ایجاب کے مخالف ہے۔

ہاں اگر قبول عورت کی جانب سے ہو اور وہ مرد کے مقرر کئے ہوئے مہر سے کم مقدار کو قبول کرے یا قبول مرد کی طرف سے ہو اور وہ عورت کے مقرر کئے ہوئے مہر سے زیادہ مقدار کو قبول کرے تو ایسی حالت میں ایجاب وقبول باہم مخالف نہ سمجھے جائیں گے۔

مثال (۱) مرد نے کہا کہ میں ایک ہزار روپیہ مہر کے عوض میں تیرے ساتھ نکاح کرتا ہوں اور عورت نے کہا کہ میں پانچ سو روپیہ مہر کے عوض میں نے منظور کیا (۲) عورت نے مرد سے کہا کہ میں نے چار سو روپیہ مہر کے عوض تیرے ساتھ نکاح کیا مرد نے کہا کہ مجھے ایک ہزار روپیہ مہر کے عوض میں منظور ہے، دونوں صورتوں میں ایجاب وقبول صحیح ہو جائے گا اور ایجاب و قبول باہم مخالف نہ سمجھے جائیں گے۔

(۶) ایجاب یا قبول کسی وقت پر موقوف یا کسی شرط پر مشروط نہ ہو مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ تیرے ساتھ کل نکاح منظور ہے یا یہ کہے کہ اگر فلاں بات ہو جائے گی تو میں نے

عــہ کشتی کی سواری میں مجلس نہ بدلنے کی وجہ علامہ شامی نے یہ لکھی ہے کہ وہ مثل گھر کے ہے اور اس کے ٹھہرانے کا عاقدین کو اعتبار نہیں، یہی وجہ ریل میں بھی موجود ہے ۱۲

Marfat.com

تیرے ساتھ نکاح کر لیا ان دونوں صورتوں میں ایجاب قبول صحیح نہ ہوگا۔

(۷) جس عورت سے نکاح کیا جاتا ہو وہ عاقدین[عہ۱] کے سامنے متعین کر دی جائے خواہ اس طور پر کہ وہ عورت خود مجلس نکاح میں حاضر ہو خواہ اپنا چہرہ کھولے یا نہیں[عہ۲] یا اس طور پر کہ اس عورت کا نام اور اس کے باپ کا نام عقد نکاح کے وقت گواہوں اور عاقدین کے سامنے لیا جائے یعنی اس طرح پر کہ مثلاً زینب جو حامد کی بیٹی ہے اس کا نکاح کیا جاتا ہے اگر کسی عورت کے دو نام ہوں تو جو نام مشہور ہو صرف اسی کا لے لینا کافی ہے اور اگر دونوں نام لیے جائیں تو زیادہ مناسب ہے۔

اگر عورت کے نام میں یا عورت کے باپ کے نام میں غلطی ہو جائے اور عورت مجلس نکاح میں موجود نہ ہو تو نکاح نہ ہوگا (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۹۹)

اگر عورت مجلس نکاح میں حاضر نہ ہو اور نہ اس کا نام لیا جائے اور پھر بھی وہ گواہوں اور عاقدین کے نزدیک متعین ہو جائے تو کوئی ضرورت اس کے حاضر کرنے یا نام لینے کی نہیں ہے مثلاً کسی شخص کی ایک ہی لڑکی ہے اس نے کسی سے کہا کہ میں اپنی لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ کرتا ہوں اس نے کہا میں نے منظور کیا تو یہ ایجاب و قبول صحیح ہو جائے گا بشرطیکہ گواہ اور وہ شخص جس کے ساتھ نکاح ہوا ہے یہ جانتے ہوں کہ اس شخص کی ایک ہی لڑکی ہے۔

اگر کسی شخص کی دو لڑکیاں ہوں، ایک بیاہی ایک بے بیاہی وہ کسی سے کہے کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تیرے ساتھ کیا تو اسی بے بیاہی کا نکاح ہو جائے گا بشرطیکہ گواہ اور وہ شخص جس کے ساتھ نکاح کیا گیا ہے یہ جانتے ہوں کہ اس شخص کے صرف دو لڑکیاں ہیں اور ان میں سے ایک شوہر والی ہے (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۸۹)

کسی شخص کی دو لڑکیاں ہوں حمیدہ اور سعیدہ ایک شخص نے اپنی منگنی سعیدہ کے

عہ۱ عاقدین ان کو کہتے ہیں جو باہم ایجاب و قبول کریں اگر زوجین خود ایجاب و قبول تو وہی عاقدین کہے جائیں گے اور جو زوجین خود ایجاب و قبول نہ کریں بلکہ ان کے وکیل یا ولی ایجاب و قبول کریں تو اس وقت میں وکیل یا ولی عاقدین ہوں گے، عورت کے معین کرنے کی ضرورت اسی وقت ہے جبکہ عاقدین زوجین نہ ہوں۔

عہ۲ اگرچہ احتیاط اسی میں ہے کہ چہرہ کھول دے (بحر الرائق)

Marfat.com

ساتھ کی مگر نکاح کے وقت غلطی سے حمیدہ کا نام زبان سے نکل گیا اور ایجاب و قبول اسی نام پر ہوا تو یہ نکاح حمیدہ کے ساتھ ہو جائے گا نہ کہ سعیدہ کے ساتھ۔

اسی طرح جس مرد کے ساتھ نکاح ہوتا ہو وہ عاقدین کے سامنے معین کر دیا جائے مرد کے معین کرنے کی بھی وہی صورتیں ہیں جو اوپر مذکور ہوئیں۔

(۸) عاقدین میں سے ہر ایک دوسرے کے کلام کو یا اس چیز کو جو قائم مقام کلام کے ہو[عہ] سنے اگر نہ سنے گا تو نکاح نہ ہوگا (بحر الرائق جلد ۲ صفحہ ۸۹)

(۹) ایجاب و قبول میں یا تو خاص کر لفظ نکاح[عہ] و تزویج کا استعمال کیا جائے یا اس کے ہم معنی[سہ] کوئی دوسرا لفظ جو نکاح کا مطلب صریح طور پر ادا کرتا ہو۔

اگر نکاح و تزویج یا اس کا ہم معنی لفظ[للعہ] صراحۃً نہ استعمال کیا جائے بلکہ کوئی ایسا لفظ

عہ جیسے تحریر پس اگر ایک عاقد کی تحریر کو دوسرا نہ سنے اور قبول کرے تو نکاح نہ ہوگا۔

عہ مثلاً یوں کہا جائے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا یا تیرے ساتھ تزویج کیا۔

سہ ہم معنی کی صورت یہ ہے کہ مرد یوں کہے کہ میں نے تجھ کو اپنی بی بی بنا لیا یا یہ کہے کہ میں تیرا شوہر ہو گیا یا یہ کہے کہ تو میری ہو گئی یا عورت کہے کہ میں نے تجھ کو اپنا شوہر بنا لیا یا یہ کہے کہ میں تیری بی بی ہو گئی اس مقام پر فقہ کی کتابوں میں صرف نکاح اور تزویج کی لفظ کی تخصیص کر دی گئی ہے اور یہ لکھا ہے کہ نکاح اور تزویج کے علاوہ جس قدر لفظیں ہیں سب کنایات میں داخل ہیں اسی وجہ سے صاحب بحر الرائق نے اعتراض کیا ہے اور پورے ایک صفحہ میں وہ الفاظ لکھے ہیں جو نکاح اور تزویج کے علاوہ ہیں مگر ان کا شمار کنایات میں نہیں ہے پھر خود ہی جواب دیا ہے کہ چونکہ یہ الفاظ نکاح و تزویج کے ہم معنی ہیں لہذا نکاح و تزویج کے لفظ ان کو بھی شامل ہیں ۱۲

للعہ اگر صراحۃً لفظ نکاح کا یا اس کا ہم معنی کوئی لفظ استعمال کیا جائے تو اس میں کسی کا اختلاف نہیں سب کے نزدیک درست ہے اور اگر کوئی لفظ کنایہ کا استعمال کیا جائے تو اس کی چار صورتیں ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ ہبہ یا صدقہ یا تملیک کا لفظ استعمال کیا جائے مثلاً عورت یوں کہے کہ میں نے اپنی ذات تجھ کو ہبہ کر دی یا میں نے اپنی ذات بطور صدقہ کے تجھ کو دیدی یا میں نے تجھ کو اپنی ذات کا مالک بنا دیا اس صورت کے جواز میں حنفیہ کا اختلاف نہیں ہے اگر ہے تو غیر حنفیہ کا ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ خرید و فروخت یا قرض کی لفظ استعمال کی جائے مثلاً مرد کہے کہ میں نے تجھ کو اس قدر روپیہ کے عوض میں خرید لیا

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

جس سے کنایتہً مفہوم نکاح کا سمجھا جائے تو اس کے صحیح ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں
پہلی شرط یہ ہے کہ وہ لفظ ایسا ہو کہ اس کے ذریعہ سے کسی ذات[ع۵] کامل کی ملکیت فی الحال حاصل کی جاتی ہو جیسے لفظ ہبہ کا اور صدقہ کا اور تملیک کا یا لفظ بیع و شرا کا اور قرض کا۔
دوسری شرط یہ ہے کہ متکلم نے اس لفظ سے نکاح مراد لیا ہو اور کوئی قرینہ[ع۶] اس امر پر دلالت کرتا ہو اگر قرینہ نہ ہو تو قبول کرنے والے نے اس مراد کی تصدیق[ع۷] کر دی ہو۔
تیسری شرط یہ کہ گواہوں نے سمجھ لیا ہو کہ اس لفظ سے مراد نکاح ہے خواہ بوجہ کسی قرینہ کے خود سمجھ لیا ہو یا بتا دینے سے سمجھا ہو۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) یا عورت کہے کہ میں نے اپنی ذات تیرے ہاتھ فروخت کر دی یا میں نے اپنی ذات تجھ کو بطور قرض کے دیدی اس صورت کے جواز میں خود حنفیہ کا اختلاف ہے مگر صحیح یہ ہے کہ جائز ہے تیسری صورت یہ ہے کہ اجارہ اور وصیت کی لفظ استعمال کی جائے مثلاً عورت کہے کہ میں نے اپنی ذات کا ٹھیکہ تجھ کو دیدیا یا عورت کا باپ کہے کہ میں وصیت کرتا ہوں کہ تو میری بیٹی کا مالک ہے اس صورت میں بھی حنفیہ کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ جائز نہیں۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ تحلیل یا عاریت یا رہن کی لفظ استعمال کی جائے اس صورت کے ناجائز ہونے میں سب کا اتفاق ہے (ردالمحتار جلد ۳ صفحہ ۲۹۰)

ع۵ ذات کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جن سے ذات کی ملکیت حاصل نہیں ہوتی بلکہ منافع کی جیسے عاریت اور ٹھیکہ کامل کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جن سے پوری ذات کی ملکیت حاصل نہیں ہوتی بلکہ کسی جزو کی مثلاً کوئی شخص یوں کہے کہ میں نے اپنی لونڈی کا نصف تجھے دیا فی الحال کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جن سے اسوقت ملکیت حاصل نہیں ہوتی بلکہ زمانہ بعد میں جیسے وصیت ملکیت کی قید سے وہ الفاظ نکل گئے جن سے بالکل ملکیت حاصل ہی نہیں ہوتی جیسے رہن یا امانت ۱۲

ع۶ قرینہ کی بہت سی صورتیں ہیں منجملہ اس کے یہ ہے کہ مثلاً کوئی شخص یوں کہے کہ میں نے تجھ کو مول لیا اور وہ عورت آزاد ہو تو یہ قرینہ اس امر کا ہے کہ مول لینے سے نکاح مراد ہے یا لونڈی ہو مگر مہر کا ذکر اس کے بعد آگیا ہو مثلاً لوگوں کو جمع کرنا خطبہ نکاح کا پڑھوانا لوگوں کو گواہ بنانا یہ سب باتیں اس امر کا قرینہ ہو سکتی ہیں کہ اس لفظ سے نکاح مراد ہے ۱۲

ع۷ مثلاً کوئی شخص کسی سے یوں کہے کہ میں نے اپنی لونڈی تجھ کو ہبہ کی دوسرا شخص کہے کہ میں نے اس نکاح کو منظور کیا اس صورت میں اگرچہ کوئی قرینہ اس امر کا نہ ہو کہ ہبہ سے مراد نکاح ہے تب بھی نکاح ہو جائے گا کیونکہ قبول کرنے والے نے اس بات کو ظاہر کر دیا کہ ہبہ سے مراد نکاح ہے ۱۲

Marfat.com

اگر مرد اور عورت باہم اس امر کا اقرار کریں عہ کہ وہ دونوں زوج و زوجہ ہیں تو اگر یہ اقرار گواہوں کے سامنے ہوا ہو اور مقصود اس سے نکاح کرنا ہے تو یہ اقرار ایجاب و قبول کے قائم مقام ہو جائے گا اور اگر مقصود اس سے اس بات کی خبر دینا ہے کہ پیشتر نکاح ہو چکا ہے حالانکہ پیشتر نکاح نہ ہوا تھا تو یہ اقرار قائم مقام ایجاب و قبول کے نہیں ہو سکتا (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۸۸)

ایجاب و قبول کا دلی رضامندی سے ہونا شرط نہیں حتیٰ کہ اگر کوئی شخص کسی خوف سے یا مسخراپن میں ایجاب و قبول کے الفاظ زبان سے نکال دے تو نکاح صحیح ہو گا (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۴)

ایجاب و قبول کا عربی زبان میں ہونا شرط نہیں ہر ملک کے لوگ اپنی اپنی زبان میں کریں صحیح ہو جائے گا (بحر الرائق وغیرہ)

ایجاب و قبول کے الفاظ کے معنی سے واقف ہونا شرط نہیں صرف اس بات کا جان لینا کافی ہے کہ اس لفظ سے نکاح ہو جاتا ہے مثلاً کسی مرد کو یہ سکھا دیا جائے کہ تو کہہ دے زَوَّجْتُ نَفْسِیْ مِنْكَ عہ اور عورت کو سکھا دیا جائے تو کہہ دے قَبِلْتُ عہ تو ایجاب و قبول ہو جائے گا گو وہ دونوں عربی زبان اور ان الفاظ کے معانی سے ناواقف ہوں ہاں اتنی بات جانتے ہوں کہ اس لفظ کے کہہ دینے سے نکاح ہو جائے گا، یہ بھی نہ جانتے ہوں تو پھر نکاح نہ ہو گا (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۰)

اگر نکاح عورت کے جسم کی طرف منسوب کیا جائے تو اس کے کل جسم کی طرف

عہ اس مسئلہ کے بیان کرنے میں فقہا کی عبارتیں مختلف ہیں بعض تو کہتے کہ اقرار قائم مقام ایجاب و قبول کے نہیں ہو سکتا کیونکہ اقرار جملہ خبریہ ہوتا ہے اور ایجاب و قبول کو جملہ انشائیہ ہونا چاہیے بعض کہتے ہیں کہ اقرار اگر گواہوں کے سامنے ہو تو قائم مقام ایجاب و قبول کے ہو جائے گا لیکن اس مسئلہ کا صحیح جواب یہی ہے کہ مقر کی نیت دیکھی جائے گی اگر اس کی نیت یہ ہے کہ زمانہ گذشتہ میں نکاح ہو چکا تب تو اقرار قائم مقام ایجاب و قبول کے نہ ہو گا اور اگر اس کی نیت یہ نہیں ہے تو نکاح ہو جائے گا اب رہ گیا گواہوں کے سامنے ہونا اس کے قائم مقام ہونے کی شرط نہیں بلکہ اس کے صحت کی شرط ہے جیسا کہ خود ایجاب و قبول بھی بغیر گواہوں کے صحیح نہیں ہوتا ۱۲

عہ ترجمہ: میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا ۱۲ عہ ترجمہ: میں نے قبول کیا ۱۲

Marfat.com

منسوب ہونا چاہیے مثلاً یوں کہا جائے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور اگر کسی خاص جزو کی طرف منسوب کیا جائے تو اس میں یہ شرط ہے کہ وہ جزو ایسا ہو کہ اس سے کل جسم بھی کبھی مراد لیا جاتا ہو جیسے سر[۵] گردن، پشت مثلاً یوں کہا جائے کہ میں نے تیرے سر کے ساتھ نکاح کیا، اگر کسی ایسے جزو کی طرف منسوب کیا جائے گا جس سے کل جسم کبھی مراد نہیں لیا جاتا، مثلاً یوں کہے کہ میں نے تیرے نصف جسم کے ساتھ نکاح کیا تو نکاح نہ ہوگا در مختار۔ رد المحتار، جلد ۳ صفحہ ۲۸۸)

اگر ایجاب وقبول میں کوئی غلط لفظ استعمال کیا جائے تو اس میں دیکھنا چاہیے کہ وہ استعمال کرنے والا ذی علم ہے یا جاہل یعنی وہ صحیح لفظ سے واقف ہے یا نہیں اگر ناواقف ہے تو بہر حال ایجاب وقبول درست ہو جائے گا اور اگر واقف ہے تو اگر وہ غلط لفظ ایسا ہے کہ عام طور پر رائج ہو گیا ہے تو درست ہو گا ورنہ درست نہ ہو گا

(رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۲۹۳)

مثال۔ کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں تیرے ساتھ نکاح کرتا ہوں عورت کہے کہ میں نے قبول کیا اس صورت میں مذکورہ بالا امور کا لحاظ کر کے جواز یا عدم جواز کا فتویٰ دیا جائیگا

گواہی

گواہی صرف معاملہ نکاح کے لئے شرط ہے اور کسی معاملہ کے لئے مثل بیع اور وقف وغیرہ کے گواہی شرط نہیں یعنی اور معاملات بغیر گواہی کے بھی درست ہو جاتے ہیں۔

نکاح میں گواہی کی شرط ہونے کی مصلحت ظاہر ہے اگر نکاح میں گواہی نہ شرط ہوتی تو زنا میں اور اس میں کچھ فرق نہ ہوتا اور جن خرابیوں کے سبب سے شریعت نے زنا کی ممانعت فرمائی ہے وہ بدستور باقی رہتیں، زنا کی تحریم بے سود ہو جاتی علاوہ اس کے نکاح کی عظمت اور شان ظاہر کرنا بھی شارع کو مقصود ہے نکاح کی گواہی میں دس باتیں شرط ہیں۔

(۱) دو گواہ ہوں۔ ایک گواہ کے سامنے اگر ایجاب وقبول کیا جائے تو صحیح نہیں۔

---

[۵] یہ وہ الفاظ ہیں کہ ہماری زبان میں بھی کبھی ان سے کل جسم مراد ہوتا ہے مثلاً کہتے ہیں کہ فلاں آفت میرے سر سے ٹل گئی یعنی میرے تمام جسم سے ٹل گئی، یا اس امر کا بار میری گردن پر ہے میرے اوپر ہے ۱۲۔

Marfat.com

(۲) دونوں گواہ مرد ہوں یا ایک مرد ہو اور دو عورتیں۔
(۳) دونوں (گواہ) آزاد ہوں، لونڈی غلاموں کی گواہی کافی نہیں۔
(۴) دونوں گواہ عاقل ہوں، مجنون، مست، بیہوش کی گواہی کافی نہیں۔
(۵) دونوں گواہ بالغ ہوں نابالغ بچوں کی گواہی گو وہ سمجھدار ہوں کافی نہیں۔
(۶) دونوں گواہ مسلمان ہوں کافروں کی گواہی کافی نہیں مسلمانوں کی گواہی ہر حال میں کافی ہے خواہ وہ پرہیزگار ہوں یا فاسق، فسق ان کا کھلا ہوا ہو یا چھپا ہوا۔

ف۔ گواہوں کا بینا ہونا یا زوجین کا رشتہ دار ہونا شرط نہیں، اندھوں کی گواہی اور زوجین کے رشتہ داروں کی گواہی گو وہ ان کے بیٹے ہی کیوں نہ ہوں کافی ہے۔

(۷) دونوں گواہ ایسے ہوں کہ ان کو عدالت میں پیش کر سکیں اگر کوئی شخص کراماً کاتبین فرشتوں کو گواہ بنائے تو کافی نہیں کیونکہ ان کو عدالت میں پیش نہیں کر سکتا اسی طرح اگر کوئی شخص ایک گواہ اللہ کو اور ایک گواہ کسی آدمی کو بنائے تب بھی کافی نہیں اسی طرح اگر کوئی شخص اللہ اور رسول کو گواہ بنائے تب بھی کافی نہیں نکاح نہ ہوگا کیونکہ ان گواہوں کو عدالت میں پیش نہیں کر سکتا اور اخیر صورت میں ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ گواہوں کو مجلس نکاح میں موجود ہونا چاہیے تاکہ وہ ایجاب و قبول کو سنیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس نکاح میں موجود نہیں وہ عالم الغیب نہیں ہیں۔

؎ اس صورت میں فقہا لکھتے ہیں کہ اگر کوئی شخص رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھ کر نکاح کا گواہ بنائے تو کافر ہو جائے گا کیونکہ خدا کے سوا کسی دوسرے کو عالم الغیب سمجھنا کفر ہے۔ علامہ زین الدین بحرالرائق جلد سوم کے صفحہ ۹۴ پر فتاویٰ قاضی خان وغیرہ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ اور رسول کی گواہی سے نکاح صحیح نہ ہوگا بلکہ وہ شخص بسبب نبی کے عالم الغیب سمجھنے کے کافر ہو جائے گا نقط ایسا ہی اور فقہا بھی لکھتے ہیں اس اخیر زمانہ میں جہاں اور نئی نئی باتیں نکل رہی ہیں وہاں یہ بھی ایک مسئلہ ایجاد کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھنا چاہیے حالانکہ قرآن مجید کی بہت سی آیتیں صاف صاف دلالت کرتی ہیں کہ خدا کے سوا کوئی عالم الغیب نہیں ہے قولہ تعالیٰ قُل لَّا یَعْلَمُ مَن فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ترجمہ اے نبی کہدو کہ جو لوگ آسمانوں اور زمین میں ہیں خدا کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اسی طرح کی صاف صاف اور آیتیں بھی ہیں اور احادیث تو بیشمار ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں (بقیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

(۸) دونوں گواہ ایک ساتھ طرفین کے ایجاب وقبول کو سنیں اگر ایک ساتھ دونوں نے نہیں سنا بلکہ پہلے ایک نے سنا پھر دوسرے نے سنا تو صحیح نہ ہوگا اسی طرح اگر گواہوں نے ایجاب وقبول دونوں کو نہیں سنا بلکہ صرف ایجاب کو سنا یا صرف قبول کو سنا تب بھی نکاح صحیح نہ ہوگا۔

ف۔ اگر گواہ بہرے ہوں تو نکاح نہ ہوگا ہاں اگر عاقدین گونگے ہوں اور اشارہ سے ایجاب وقبول کریں اور بہرے گواہ اس اشارہ کو دیکھ کر سمجھ لیں تو نکاح ہو جائے گا (شامی جلد ۲ صفحہ ۲۹۵)

(۹) دونوں گواہ ایجاب وقبول کے الفاظ سن کر یہ سمجھ لیں کہ نکاح ہو رہا ہے گو ان الفاظ کے معنی نہ سمجھیں مثلاً ایجاب وقبول عربی زبان میں ہو اور گواہ عربی نہ جانتے ہوں۔

(۱۰) دونوں گواہ زوجین سے واقف کر دیئے جائیں اگر صرف زوجین کے نام سے ان کو جان جائیں تو صرف ان کا نام بتا دینا کافی ہے ورنہ زوجین کے باپ دادا کا نام بھی ان کو بتا دیا جائے تاکہ وہ اچھی طرح واقف ہو جائیں کہ یہ کس کا نکاح ہے۔ اگر عورت برقعہ پہنے ہوئے مجلس میں بیٹھی ہوئی ہو اور گواہ اس کو دیکھ لیں گو چہرہ نہ دیکھیں تب بھی کافی ہے نام وغیرہ بتانے کی ضرورت نہیں مگر اس صورت میں احتیاط کی بات یہ ہے کہ عورت کا چہرہ گواہوں کو دکھا یا جائے۔

مسئلہ۔ اوپر جو لکھا گیا کہ فاسق کی اور رشتہ دار کی گواہی نکاح میں کافی ہے اس کا یہ مطلب ہے کہ نکاح صحیح ہو جائے گا اور عند اللہ زوجین زنا کے مرتکب نہ ہوں گے یہ مطلب نہیں ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب نہیں ہیں اور ان کو عالم الغیب کہنا نہ چاہیے ان آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ کے مقابلہ میں وہ لوگ بعض علماء کے اقوال پیش کرتے ہیں جنہوں نے غلوئے محبت اور جوش مدح میں کچھ الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت میں اس قسم کے لکھ دیئے ہیں جن سے علم غیب لازم آتا ہے مگر ان کو یہ خبر نہیں کہ اصول عقائد کی کتابوں میں یہ بات مسلم ہو چکی ہے کہ عقائد کے متعلق وہ حدیث بھی قابل عمل نہیں ہے جو بسلسلۂ آحاد مروی ہو چہ جائیکہ بعض لوگوں کے اقوال اور بھی صریح نہیں یہ ضرور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بہت سے غیوب پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مطلع کر دیا تھا جن کی بطور معجزہ آپ نے خبر دی مگر اس سے عالم الغیب ہونا لازم نہیں آتا حضرت استاذ علامہ نے مجبور ہو کر ایک مستقل رسالہ اس مسئلہ میں لکھا ہے جس کا نام التحقیق المجتبیٰ فی علم المصطفیٰ ہے۔ نہایت محققانہ اور صوفیانہ بحث کی ہے ۱۲۔

Marfat.com

کہ عدالت میں ان کی گواہی ہوگی، عدالت میں تو اسی کی گواہی معتبر ہوگی جس میں تمام شرائط شہادت کی پائی جائیں کہ منجملہ ان شرائط کے یہ بھی ہے کہ گواہ مدعی کے رشتہ دار نہ ہوں، نہ فاسق ہوں، پس اگر فاسقوں یا رشتہ داروں کو گواہ بنا کر نکاح کیا جائے اور بعد کو زوجین میں سے کوئی نکاح کا انکار کر جائے تو اس نکاح کا ثبوت صرف ان فاسقوں یا رشتہ داروں کی گواہی سے نہیں ہو سکتا قاضی اس نکاح کو قائم نہ رکھے گا۔

مسئلہ۔ اگر کسی شخص نے اپنی طرف سے نکاح کے لیے کسی کو وکیل کر دیا ہو اور وہی وکیل ایجاب یا قبول کرے اور مؤکل خود بھی اس وقت وہاں موجود ہو تو وہ مؤکل خود ہی عاقد سمجھا جائے گا اور وکیل کا شمار گواہوں میں ہو جائے گا، پس اگر وکیل کے سوا صرف ایک مرد یا صرف دو عورتیں اور ہوں تو کافی ہے، اسی طرح اگر ولی ایجاب و قبول کرے اور جس کا وہ ولی ہے وہ خود بھی وہاں موجود ہو تو وہ خود ہی عاقد سمجھا جائے گا بشرطیکہ وہ خود عاقل بالغ ہو اور ولی کا شمار گواہوں میں ہو جائے گا (در مختار، رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۷)

مسئلہ۔ مستحب ہے کہ بعد تمام ہو جانے کے ایجاب و قبول کے نکاح نامہ تحریر کر لیا جائے (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۷۹) نکاح نامہ میں نکاح کا دن، تاریخ، وقت اور زر مہر کی تعداد اور زوجین اور گواہوں کے نام لکھ لیے جائیں زوجین یا ان کے وکلاء یا اولیاء سے اور گواہوں سے اس پر دستخط کرا لیے جائیں۔

محرمات کا بیان

نکاح کی دوسری شرط یہ تھی کہ عورت محرمات میں سے نہ ہو لہذا اب ہم ان عورتوں کا ذکر کرتے ہیں جو محرمات میں سے ہیں یعنی ان سے نکاح حرام ہے ان کے علاوہ جس قدر عورتیں ہیں ان کو سمجھ لینا چاہیے کہ محرمات میں سے نہیں ہیں۔

نکاح کے حرام ہونے کے گیارہ سبب ہیں، نسبی[۱] رشتہ، سسرالی[۲] رشتہ، دودھ[۳] کا رشتہ، اختلاف مذہب[۴]، اتحاد نوع[۵]، اختلاف جنس[۶]، طلاق[۷]، لعان[۸]، ملک[۹]، جمع[۱۰]، تعلق حق[۱۱] غیر۔ اب ہم ان تمام اسباب کے تفصیلی احکام بیان کرتے ہیں۔

Marfat.com

پہلا سبب

نسبی رشتہ۔ اس رشتہ کی صرف چار قسموں سے نکاح حرام ہے اپنے اصول[1]، اپنے فروع[2]، اپنے ماں باپ[3] کے فروع۔ اپنے ماں باپ[4] کے اصول کے فروع۔

اپنے اصول سے مراد اپنے ماں باپ اپنے دادا پردادا وغیرہ نانا وغیرہ دادی پردادی وغیرہ، نانی پرنانی وغیرہ، اپنے فروع سے مراد اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد اخیر سلسلہ تک۔ ماں باپ کے فروع سے مراد بھائی بہن اور ان کی اولاد اخیر سلسلہ تک۔

اپنی ماں باپ کے اصول کے فروع سے مراد چچا پھوپھی ماموں خالہ مگر ان کی حرمت صرف ایک بطن تک رہتی ہے اسی وجہ سے چچا پھوپھی ماموں خالہ کی اولاد سے نکاح جائز ہے۔ ماں باپ کے چچا ماموں پھوپھی خالہ اسی چوتھی قسم میں داخل ہیں کیونکہ وہ بھی اپنے ماں باپ کے اصول کے فروع ہیں ان سے بھی نکاح حرام ہے مگر ان کی اولاد سے جو اپنے ماں باپ کی چچازاد یا ماموں زاد بھائی بہن ہو نکاح جائز ہے حاصل یہ ہے کہ اس چوتھی قسم کی حرمت صرف ایک بطن تک رہتی ہے ایک بطن کے بعد حرمت جاتی رہتی ہے۔

ماں کی سگی پھوپھی کی پھوپھی اور باپ کی سگی خالہ کی خالہ بھی اسی چوتھی قسم میں داخل ہے[عہ] اس چوتھی قسم میں بہت سی صورتیں پیدا ہو سکتی ہیں۔

نسب کی یہ چار قسمیں جو یہاں بیان ہوئیں اسی حالت میں حرام ہیں کہ جب ان کا رشتہ نکاح حلال سے پیدا ہوا ہو، اور اگر ان کا رشتہ زنا[عہ] وغیرہ سے پیدا ہوا ہو تو مذکورہ بالا اقسام میں سے پہلی دو قسمیں تو بدستور حرام رہیں گی یعنی اپنے اصول اور اپنے فروع پس زنا کے

عہ اس مقام پر صاحب در مختار نے لکھ دیا ہے کہ ماں کی سگی پھوپھی اور باپ کی خالہ کی خالہ سے نکاح جائز ہے مگر یہ صحیح نہیں ہے صاحب در مختار کو اس مقام پر ایک عبارت سے دھوکا ہو گیا شامی ۱۲

عہ زنا سے رشتہ پیدا ہونے کی یہ صورت ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے زنا کرے اور اس زنا سے اس کی اولاد پیدا ہو تو وہ زنا کرنے والا اس کا باپ ہو جائے گا اور زنا کرنے والے کا بھائی اس کا چچا اور اس کی بہن اس کی پھوپھی ہو جائیگی اسی طرح ان کی طرف سے بھی سب لوگ رشتہ دار ہو جائیں گے۔ ۱۲

Marfat.com

ماں باپ اور ان ماں باپ کے ماں باپ وغیرہ اخیر سلسلہ تک اور زنا کی اولاد اور اولاد کی اولاد اخیر سلسلہ تک بدستور حرام رہیں گی ہاں تیسری اور چوتھی قسم میں سے صرف ماں کے فروع اخیر سلسلہ تک اور ماں کے اصول کے فروع[عہ] ایک بطن تک بدستور حرام رہیں گی اور باپ کے فروع اور باپ کے اصول کے فروع حرام نہیں ہیں۔

پس اخیافی[عہ] بھائی بہن اور ماموں خالہ تو حرام ہوں گی اور علاتی بھائی بہن اور چچا پھوپھی[سے] حرام نہ ہوں گے لعان کی اولاد[عہ] بھی اپنی اولاد کے حکم میں ہے (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۲۵۸)

ان چار قسموں کے علاوہ اور جس قدر نسبی رشتہ دار ہوں سب سے نکاح جائز ہے۔

دوسرا سبب

سسرالی رشتہ۔ اس رشتہ کی بھی صرف چار قسموں سے نکاح حرام ہے۔

مدخولات[۱] کے فروع، منکوحات اور مدخولات کے اصول[۲] کے مدخولات اور

عہ وجہ اس کی یہ ہے کہ شریعت نے زنا کی اولاد باپ کو نہیں دلائی اور اس کا نسب باپ سے قائم نہیں کیا لہذا باپ کے فروع اور باپ کے اصول کے فروع رشتہ میں کوئی نہ سمجھے جائیں گے ہاں باپ اور باپ کا باپ وغیرہ البتہ حرام رہیں گے کیونکہ ان کا رشتہ اعتبار پر موقوف نہیں ہے ۱۲

عہ ماں کی اولاد جو اپنے باپ سے نہ ہو اخیافی کہلاتی ہے اور باپ کی اولاد جو اپنی ماں سے نہ ہو علاتی کہلاتی ہے ۱۲

سے اس مسئلہ میں فقہا کی عبارتیں بہت مختلف ہیں ایک ہی کتاب میں مختلف اقوال لکھے ہیں صاحب بحر الرائق محرمات کے بیان میں تو لکھتے ہیں کہ زانی کا چچا ماموں اس کی زنا کی اولاد سے نکاح نہیں کرسکتا پھر رضاع کے بیان میں لکھتے ہیں کہ کرسکتا ہے اسی طرح صاحب فتح القدیر نے محرمات کے بیان میں تو لکھا ہے کہ زنا کی اولاد زانی کے چچا ماموں پر حرام ہے اور رضاع کے بیان میں صاحب تجنیس سے نقل کیا ہے کہ حرام نہیں ہے منحۃ الخالق سے یہ پتہ چل گیا کہ زنا کے چچا ماموں کا محرمات میں شمار کرنا صاحب بحر الرائق اور فتح القدیر کی ذاتی رائے ہے، اصل مذہب یہی ہے کہ ان کا شمار محرمات میں نہیں ہے لہذا ہم نے زنا کے باپ کے فروع اور زنا کے باپ کے فروع کو محرمات سے خارج کر دیا واللہ اعلم ۱۲۔

عہ لعان کی اولاد سے مراد اس عورت کی اولاد ہے جس سے لعان ہوا ہو لعان کی تعریف وغیرہ آگے بیان ہوگی ۱۲۔

Marfat.com

منکوحات اپنے فروع[ع۴] کے مدخولات اور منکوحات۔

مدخولات کے فروع سے مراد ان عورتوں کی اولاد ہے جن سے خاص استراحت[ع۶] کی نوبت آچکی ہو خواہ بذریعہ نکاح یا بطور زنا کے، جس عورت سے نکاح صحیح ہو چکا ہو، اس سے اگر خلوت[ع۵] صحیحہ ہو جائے تو وہ بھی مدخولات میں شامل ہو جائے گی، جس عورت کے ساتھ نکاح صحیح ہو چکا ہے مگر خلوت صحیحہ نہیں ہوئی اس عورت کی اولاد حرام نہیں ہے اور جس عورت کے ساتھ نکاح فاسد ہوا ہو اور نوبت خاص استراحت کی یا ان چیزوں کی نہ آئی ہو جو قائم مقام خاص استراحت کے ہیں تو اس عورت کی اولاد حرام نہ ہو گی۔

اس میں یہ بھی شرط ہے کہ خاص استراحت ایسی حالت میں ہو کہ دونوں میں نفسانی کیفیت پیدا ہو چکی ہو، اگر کسی ایسی کمسن عورت سے خاص استراحت کی جائے جس میں نفسانی کیفیت پیدا نہیں ہوئی تو اس عورت کی اولاد اس کے شوہر یا اس کے زانی پر حرام نہ ہو گی اسی طرح اگر مرد اس قدر کمسن ہو کہ اس میں نفسانی کیفیت پیدا نہیں ہوئی تھی تو بھی اس عورت کی اولاد اس مرد پر حرام نہ ہو گی (رد المحتار جلد ۳ صفحہ ۳۰)۔

مدخولات اور منکوحات کے اصول سے مراد ان عورتوں کے اصول یعنی ان کے باپ دادا دادی وغیرہ، ماں نانا نانی وغیرہ ہیں جن سے خاص استراحت کی نوبت آچکی ہو اگو بطور زنا کے یا ان سے نکاح ہو چکا ہو گو خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی نوبت نہ آئی ہو حاصل یہ کہ فروع کے حرام ہونے کے لیے تو خاص استراحت شرط ہے اور اصول کے لیے صرف نکاح بھی کافی ہے۔

اپنے اصول کے مدخولات و منکوحات، مراد وہ عورتیں ہیں جن سے اپنے باپ دادا نانا پرنانا وغیرہ نے خاص استراحت کی ہو گو بطور زنا کے یا ان سے نکاح صحیح ہو چکا ہو گو

ع۶ خاص استراحت کی نوبت اس طرح پر آئی ہو کہ جس سے غسل واجب ہوتا ہے اگر مرد نے اپنے خاص حصہ پر موٹا کپڑا لپیٹ لیا جو عورت کے جسم کی حرارت محسوس ہونے سے مانع ہے تو اس خاص استراحت سے اس عورت کے فروع اس مرد پر حرام نہ ہوں گے۔

ع۵ بعض فقہا کی کتابوں میں اس مسئلہ کو اختلافی لکھا ہے حالانکہ یہ صحیح ہے کہ خلوت صحیحہ میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اختلاف خلوت فاسدہ میں ہے (شامی جلد ۲ صفحہ ۳۰۱) ۱۲

نوبت خاص استراحت کی اور ان چیزوں کی نہ آئی ہو جو قایم مقام خاص استراحت کے ہیں۔
اپنے فروع کے مدخولات ومنکوحات سے مراد وہ عورتیں جن سے اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد وغیرہ نے خاص استراحت کی ہو گو بطور زنا کے یا ان سے صرف نکاح صحیح ہو چکا ہو نوبت خاص استراحت کی نہ آئی ہو۔

مسئلہ۔ کسی عورت کے خاص حصہ کے اندرونی جانب کا دیکھنا یا اس کے بدن کو چھونا خواہ جس عضو کو چھوئے یا عورت کی تقبیل کرنا خواہ کسی مقام میں کرے، منہ میں یا اور کہیں یا عورت کو لپٹا لینا قائم مقام خاص استراحت کے ہے یعنی ان امور سے سسرالی رشتہ قائم ہو جائے گا وہ عورت اس مرد کے اصول و فروع پر حرام ہو جائے گی اور اس عورت کے اصول و فروع اس مرد پر حرام ہو جائیں گے اسی طرح اگر کوئی عورت کسی مرد کے خاص حصہ کو دیکھے یا اس کے بدن کو چھوئے یا اس کی تقبیل کرے یا اس کو لپٹا لے تب بھی سسرالی رشتہ قائم ہو جائے گا۔

مگر یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے اسی وقت ہونگے جب یہ پانچ شرطیں موجود ہوں۔
پہلی شرط یہ ہے کہ یہ امور نفسانی کیفیت کے جوش عـ میں صادر ہوئے ہوں خواہ یہ جوش مرد عورت دونوں میں ہو یا صرف ایک میں جس وقت یہ امور صادر ہوں اس وقت جوش موجود ہو اگر اس وقت نہ تھا بلکہ بعد میں پیدا ہوا تو قابل اعتبار نہیں۔
دوسری شرط یہ ہے کہ عورت و مرد دونوں میں نفسانی کیفیت کا جوش پیدا ہو چکا ہو یعنی بالغ ہوں یا قریب بلوغ کے ہوں اگر نابالغ مرد کسی بالغ عورت سے یہ باتیں کرے گو عورت میں اس وقت نفسانی جوش موجود ہو تو یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے نہ ہوں گے۔
اسی طرح اگر عورت نابالغ ہو اور مرد بالغ تب بھی یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے نہیں ہیں۔

عـ نفسانی کیفیت کا جوش جوان مرد میں اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ اس کے خاص حصہ میں استادگی پیدا ہو جائے یا اگر استادگی پہلے سے تھی تو اب اس میں زیادتی ہو جائے اور عورت میں اور بوڑھے مرد میں یہ بات ہو کہ ان کے دل میں خواہش پیدا ہو اور پہلے سے خواہش موجود ہو تو اب زیادہ ہو جائے اگر یہ باتیں نہ ہوں تو کسی کی طرف دیکھنے یا کسی کی تقبیل کرنے سے سسرالی رشتہ قائم نہ ہوگا ۱۲۔

Marfat.com

تیسری شرط عـــہ یہ ہے کہ ان امور کے بعد مرد کو انزال نہ ہو جائے انزال ہو جائے گا تو یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے نہیں رہیں گے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ مرد نے عورت کے یا عورت نے مرد کے خاص حصہ کو دیکھا ہو تو خاص کر اسی مقام کو دیکھا ہو نہ اس کی شبیہ کو پس اگر کسی کے خاص حصہ کا عکس آئینہ میں یا پانی میں دیکھ لے تو یہ دیکھنا قائم مقام خاص استراحت کے نہیں ہے۔

پانچویں شرط یہ ہے کہ مرد نے عورت کے یا عورت نے مرد کے بدن کو چھوا ہو یا اس کو لپٹایا ہو تو کوئی کپڑا وغیرہ درمیان میں حائل نہ ہو جو ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس ہونے سے مانع ہو اگر کپڑا حائل ہو اور بہت ہی باریک ہو کہ ایک کو دوسرے کے جسم کی حرارت محسوس ہونے سے مانع نہیں ہوتا تو وہ کپڑا حائل نہ سمجھا جائے گا کپڑا حائل ہونے کی صورت میں چھونا یا لپٹانا قائم مقام خاص استراحت کے نہ ہوگا بلکہ ایسی حالت میں خاص استراحت سے بھی سسرالی رشتہ قائم نہ ہوگا، بالوں کا چھولینا بھی مثل اور بدن کے چھو لینے کے ہے بشرطیکہ بال سر کے اوپر ہوں سر سے لٹکے ہوئے بالوں کا چھونا قائم مقام خاص استراحت کے نہیں ہے۔

جب یہ پانچوں شرطیں پائی جائیں تو یہ امور قائم مقام خاص عـــہ استراحت کے ہو جائیں گے یعنی جس مرد و عورت میں یہ امور واقع ہوں گے ان میں باہم سسرالی رشتہ قائم ہو جائے گا خواہ یہ امور عمداً کئے جائیں یا بھولے سے یا دھوکہ سے کسی مجبوری سے یا جنون کی حالت میں یا نشہ میں۔

مثال (۱) اگر کسی شخص نے اپنی بی بی کو خاص استراحت کے لیے بیدار کرنا چاہا اور اس

عـــہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ امور قائم مقام خاص استراحت کے صرف اسی سبب سے کئے گئے ہیں کہ ان امور کے بعد خاص استراحت کے واقع ہو جانے کا گمان غالب ہوتا ہے کہ یہ امور خاص استراحت کے لیے موجب ہو جاتے ہیں پس سبب قائم مقام سبب کے کر دیا گیا مگر انزال ہو جانے سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ اب خاص استراحت نہ ہوگی کیونکہ جوش فرو ہو گیا لہٰذا انزال ہو جانے کی صورت میں یہ امور خاص استراحت کے قائم مقام نہیں کئے گئے (شامی وغیرہ)

عـــہ ان امور کا خاص استراحت کے قائم مقام ہونا محض عقلی نہیں ہے بلکہ احادیث و آثار سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ چند آثار و احادیث فتح القدیر کی دوسری جلد کے صفحہ ۶۹ پر مرقوم ہے ۱۲

جوش میں اس کا ہاتھ بی بی کی لڑکی پر پڑ گیا تو اس کی بی بی اس پر حرام ہو جائے گی وہ اب اس کی ساس ہو گئی مگر نکاح نہ ٹوٹے گا (۲) کسی شخص نے اندھیرے میں کسی اجنبی عورت کو اپنی بی بی سمجھ کر لپٹا لیا تو اب اس عورت کے اصول و فروع اس شخص پر حرام ہو جائیں گے یعنی ان سے نکاح نہیں کر سکتا۔

کسی شخص نے جان کے خوف سے کسی عورت کو لپٹا لیا تو اس عورت کے اصول و فروع اس شخص پر حرام ہو جائیں گے اور نیز یہ عورت اس شخص کے اصول و فروع پر حرام ہو نے گی۔

(۴) کسی نے نشہ میں اپنی بی بی کی ماں کے تقبیل کر لی تو اب اس کی بی بی اس پر حرام ہو جائیگی مگر نکاح نہ ٹوٹے گا، اگر کوئی مرد کسی عورت سے یا کوئی عورت کسی مرد سے یہ باتیں کرے اور بعد اس کے اس امر کا انکار کر جائے کہ میں نے یہ باتیں نفسانی کیفیت کے جوش میں نہیں کیں تو یہ انکار مان لیا جائے گا بشرطیکہ کوئی قرینہ اس امر کے خلاف نہ ہو مثلاً اس وقت خاص حصہ میں استادگی ہو تو یہ قرینہ اس امر کا ہے کہ نفسانی کیفیت کے جوش میں یہ باتیں ہوئیں ہاں خاص حصہ کے چھونے میں اور منہ اور رخسارہ کی تقبیل میں یہ انکار نہ مانا جائے گا۔ (فتح القدیر جلد ۲ صفحہ ۳۶۹)

اگر کوئی عورت کسی مرد کے بدن کو چھوئے اور کہے کہ میں نے نفسانی کیفیت کے جوش میں چھوا ہے اور مرد انکار کرے تو مرد ہی کی بات مانی جائے گی۔

(فتح القدیر جلد ۳ صفحہ ۳۶۸)

سسرال کے صرف اسی قدر رشتہ دار حرام ہیں، ان کے علاوہ اور جس قدر سسرالی رشتہ دار ہوں ان میں سے جس کے ساتھ چاہے نکاح کر سکتا ہے مرد اپنی بی بی کی بہن اور پھوپھی اور خالہ اور سوتیلی ماں کے ساتھ اور عورت اپنے شوہر کے بھائی چچا ماموں بھانجہ بھتیجہ وغیرہ سے نکاح کر سکتی ہے۔

عہ نکاح نہ ٹوٹنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ وہ دوسرے سے نکاح نہ کر سکے گی اس کا نان ونفقہ اسی شخص کے ذمہ واجب رہے گا اور حرام ہو جانے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہ شخص اس سے خاص استراحت نہ کر سکے گا اگر آئی یہ گنہگار ہوگا اگرچہ زنا کی سزا اس کو نہ دی جائے گی ۱۲ (شامی)

Marfat.com

تیسرا سبب

دودھ[۱] کا رشتہ۔ دودھ پینے سے ایک تعلق دودھ پینے والے اور پلانے والے کے درمیان میں پیدا ہو جاتا ہے، اس تعلق کو شریعت نے مثل نسبی تعلق کے قائم کر کے ایک مسلسل رشتہ نسب کی طرح جاری کر دیا ہے۔

مثلاً جس عورت نے دودھ پلایا ہے دودھ پینے والے بچہ کی رضاعی ماں اور اس عورت کا شوہر جس کے سبب[۲] سے یہ دودھ پیدا ہوا ہے اس کا رضاعی باپ اور ان ماں باپ کی اولاد اس بچہ کے رضاعی بھائی بہن ہیں اولاد خواہ نسبی ہو یا رضاعی[۳]

۱؎ بچہ کا دودھ پلوانا اور اس کی پرورش کرنا باپ کے ذمہ ہے خواہ اس بچہ کی ماں سے دودھ پلوائے یا کسی اور عورت سے مگر ان چند باتوں کا خیال رکھنا چاہیے جس عورت سے دودھ پلوایا جائے اس کے شوہر سے اجازت لے لی جائے بے اجازت شوہر کے کسی بچہ کو دودھ پلا دینا عورت کے لیے مکروہ ہے ہاں اگر اس بچہ کی جان کا خطرہ ہو تو پھر مکروہ نہیں بلکہ واجب ہے، جس عورت سے دودھ پلوانا منظور ہو تو سرسری طور پر اس امر کا علم حاصل کر لیا جائے کہ یہ دودھ زنا کا تو نہیں ہے بے وقوف اور بد اعمال عورت سے دودھ نہ پلوایا جائے کیونکہ دودھ کا اثر بچہ میں آجاتا ہے عورتوں کو چاہیے کہ ہر بچہ کو بے ضرورت دودھ نہ پلائیں اور جب کسی کو دودھ پلائیں تو خوب یاد رکھیں تاکہ نکاح میں دانستہ کسی رشتہ دار سے عقد نہ ہو جائے فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کسی بچہ کو کسی شہر کے اکثر باشندوں نے دودھ پلایا ہو اور یہ نہ معلوم ہو کر کس نے دودھ پلایا ہے پھر وہ بچہ اس شہر کے کسی آدمی سے نکاح کرنا چاہے تو جس شخص میں کوئی علامت اور کوئی قرینہ دودھ کے رشتہ کا نہ ہو اور نہ کوئی اس رشتہ کی گواہی دے اس سے اس کا نکاح جائز ہے۔ البحر الرائق،

۲؎ شوہر کے سبب سے دودھ کے پیدا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے جماع سے ولادت ہو اور اس ولادت کے سبب سے دودھ پیدا ہو شوہر کی قید اتفاقی ہے حتیٰ کہ اگر کوئی عورت کسی کی لونڈی ہو اور اس مالک سے اس کے لڑکا پیدا ہوا اس دودھ کو جو شخص پئے گا یہ مالک اس کا رضاعی باپ ہو جائے گا ۱۲

۳؎ مثلاً سعیدہ کا دودھ زید نے پیا تو سعیدہ کی اولاد نسبی بھی زید کے بھائی بہن ہو جائیں گے اور اس کی اولاد رضاعی بھی یعنی جن جن لوگوں نے سعیدہ کا دودھ پیا ہے وہ سب زید کے بھائی بہن ہو جائیں گے خواہ انہوں نے زید کے ساتھ دودھ پیا ہو یا اس سے پہلے یا اس کے بعد۔

Marfat.com

اور رضاعی ماں کی ماں رضاعی نانی، باپ رضاعی نانا، بھائی رضاعی، ماموں بہن رضاعی خالہ اور رضاعی باپ کی ماں رضاعی دادی باپ رضاعی دادا بھائی رضاعی چچا بہن رضاعی پھوپھی غرض تمام رشتہ یہاں بھی نسب کی طرح قائم ہو جائیں گے، رضاعی ماں باپ کے ماں باپ بھائی بہن خواہ نسبی ہوں یا رضاعی بہر حال وہ دودھ پینے والے کے نانا دادا نانی دادی چچا ماموں پھوپھی خالہ ہو جائیں گے۔ مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ دودھ پلانے والی اور اس کی طرف کے تو سب لوگ اس بچہ کے رشتہ دار ہو جائیں گے یعنی دودھ پلانے والی خود بھی اور اس کا شوہر جس کا یہ دودھ ہے وہ بھی اور ان دونوں کے اصول و فروع بھی اور اصول کی فروع بھی لیکن دودھ پینے والے کی طرف سے صرف وہ خود رشتہ دار ہو جائے گا، دودھ پینے والے کے اصول اور اصول کے فروع سے اس دودھ پلانے والی کو کوئی تعلق پیدا نہ ہوگا۔ ....

ایک محقق فاضل نے ان تمام مطالب کو اس ایک شعر میں نہایت خوبی سے ادا کر دیا ہے[۵]

از جانب[ع۵] شیردہ ہمہ خویش شوند   وز جانب شیرخوارہ زوجان فروع

پس جن جن لوگوں میں باہم دودھ کا رشتہ قائم ہو گیا ہے اور اس رشتہ سے نسب میں

ع۵ اس شعر کو صاحب شرح وقایہ نے نقل کیا ہے واقعی عجیب جامع شعر ہے ترجمہ اس شعر کا یہ ہے کہ دودھ پلانے والی کی طرف سے سب لوگ عزیز ہو جاتے ہیں اور دودھ پینے والے بچہ کی طرف سے صرف وہ دونوں میاں بی بی اور اس بچہ کی اولاد، بعض فقہا نے اس مقام پر ایک عجیب لطف کیا ہے پہلے تو یہ کہہ دیا کہ دودھ پینے سے طرفین کے سب لوگ باہم رشتہ دار ہو جاتے ہیں پھر جن جن لوگوں میں باہم نکاح جائز ہے ان کو مستثنیٰ کیا ہے۔ صاحب بحر الرائق نے اکاسی[۸۱] صورتیں مستثنیٰ کیں اور لکھا ہے کہ یہ ہماری کتاب کے ساتھ مخصوص ہے صاحب درمختار نے ایک سو بیس[۱۲۰] صورتیں ذکر کیں اور لکھا ہے کہ یہ ہماری کتاب کے مخصوصات سے ہے مگر حموی لکھتے ہیں کہ ابھی ایک سو آٹھ[۱۰۸] صورتیں اور باقی رہ گئیں لیکن ہم کو ان صورتوں کے مستثنیٰ کرنے کی کچھ ضرورت نہیں کیونکہ ہم نے شروع ہی میں یہ بات کہہ دی ہے کہ دودھ پینے والے کی طرف سے سب لوگ رشتہ دار نہیں ہو جاتے پس جن جن صورتوں کو انہوں نے مستثنیٰ کیا ہے ان میں ہم یہی کہہ دیں گے کہ ان میں باہم رشتہ ہی نہیں پیدا ہوا مثلاً انہوں نے بھائی بہن کی رضاعی ماں کو مستثنیٰ کیا ہے کہ اس سے نکاح جائز ہے ہم کہیں گے کہ دودھ پینے والے کے بھائی بہن سے اور دودھ پلانے والی سے کوئی تعلق ہی نہیں پیدا ہوا مستثنیٰ کرنے کی کیا ضرورت ہے ۱۲

Marfat.com

نکاح ناجائز ہے یہاں بھی اس رشتہ سے نکاح حرام ہے جیسے رضاعی ماں باپ اور ان ماں باپ کے ماں باپ وغیرہ اخیر سلسلہ تک اور رضاعی بھائی بہن چچا ماموں رضاعی بھائی بہن کی اولاد اور اولاد کی اولاد اخیر سلسلہ تک اور جن لوگوں سے رشتہ قائم ہی نہیں ہوا جیسے دودھ پینے والے کا باپ اور اس کی رضاعی ماں یا دودھ پلانے والے کی نسبی بہن اور اس کا رضاعی بھائی یا رشتہ تو قائم ہو گیا مگر اس رشتہ سے نسب میں نکاح جائز ہے، جیسے چچا ماموں کی اولاد تو ان لوگوں میں باہم نکاح جائز ہے اسی طرح سسرالی رشتہ کو بھی خیال کرنا چاہیے یعنی دودھ کی وجہ سے جو سسرالی رشتے پیدا ہوئے ہوں اور ان سے سسرالی رشتہ میں نکاح جائز نہ تھا یہاں بھی ان سے نکاح جائز نہیں مگر دودھ سے سسرال کا رشتہ صرف تین قسم کے لوگوں سے پیدا ہوتا ہے منکوحات کے رضاعی اصول سے رضاعی اصول کی منکوحات سے، رضاعی فروع کی منکوحات سے، انہیں تین رشتہ کے لوگوں سے نکاح جائز ہے، مدخولات زنا کے رضاعی اصول سے اور رضاعی فروع اور رضاعی اصول کی مدخولات زنا سے کوئی رشتہ پیدا نہیں ہوتا کیونکہ دودھ کا رشتہ زنا سے قائم نہیں ہوتا اور اپنی مدخولات اور منکوحات کی رضاعی فروع سے بھی کوئی رشتہ پیدا نہیں ہوتا، حاصل یہ کہ اس سسرال میں اور دودھ کے رشتہ کے سسرال میں دو فرق ہیں ایک یہ کہ دودھ کی سسرال زنا سے قائم نہیں ہوتی اور وہ سسرال زنا سے بھی قائم ہو جاتی ہے، لہذا جس شخص نے کسی عورت سے زنا کیا وہ اس عورت کی رضاعی لڑکی اور رضاعی ماں سے نکاح[ع] کر سکتا ہے، دوسرا فرق یہ ہے کہ دودھ کا سسرالی رشتہ اپنی بی بی کی رضاعی فروع سے قائم نہیں ہوتا اور وہ سسرالی رشتہ اپنی بی بی بلکہ مدخولہ زنا کی رضاعی فروع سے قائم ہو جاتا ہے لہذا اپنی بی بی کی ان رضاعی بیٹیوں سے جنہوں نے اور کسی مرد کا دودھ پیا ہو نکاح جائز ہے۔

ع اس مسئلہ میں فقہا کا اختلاف ہے فتاوی قاضی خاں میں تو لکھا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ زنا کے سبب سے جو دودھ پیا ہوا اس دودھ کے پینے والے کے ساتھ زانی نکاح نہیں کر سکتا مگر اکثر محققین اسی طرف ہیں کہ زنا کا دودھ پینے والے سے اور زانی سے کوئی تعلق پیدا نہیں ہوتا ان میں باہم نکاح جائز ہے (شامی جلد ۲ صفحہ ۴۰۶)

Marfat.com

دودھ کے رشتہ کی شرطیں

دودھ کے پینے سے ہر حال میں رشتہ قائم نہیں ہوتا بلکہ جب یہ آٹھ شرطیں پائی جائیں

(۱) رضاعت دو برس کے اندر ہو یعنی جس بچہ نے دودھ پیا ہے اس کی عمر دودھ پیتے وقت عـ۱ دو برس یا اس سے کم ہو بعد اس عمر کے دودھ پینے سے رشتہ قائم نہ ہوگا۔

(۲) دودھ حلق کے نیچے اتر جائے گو بہت ہی قلیل عـ۲ ہو اگر کسی بچہ نے پستان منہ میں لیا مگر یہ معلوم نہیں ہوا کہ اس نے چوسا یا نہیں اور حلق کے نیچے اترا یا نہیں تو یہ رشتہ قائم نہ ہوگا اسی طرح اگر بچہ نے چوس کر اگل دیا حلق کے نیچے ایک قطرہ بھی نہیں اترا تو رشتہ قائم نہ ہوگا۔

(۳) دودھ منہ یا ناک کے ذریعہ سے اندر جائے یعنی اگر پچکاری وغیرہ کے ذریعہ سے اندر پہنچایا جائے تو اس سے رشتہ قائم نہ ہوگا۔

(۴) جو عورت دودھ پلائے وہ بالغ ہو خواہ دودھ اس کا ولادت کی وجہ سے ہو یا بغیر ولادت کے بشرطیکہ دودھ کا رنگ زرد نہ ہو (شامی جلد ۲ صفحہ ۴۰۴)

(۵) دودھ کسی پینے کی چیز میں مثل دوا یا پانی کے ملا کر نہ پلایا جائے اگر ملا کر پلایا جائے تو دودھ غالب ہو اگر دودھ غالب نہ ہوگا تو گو فی نفسہ دودھ کی مقدار زیادہ ہو تو اس دودھ کے پینے سے رشتہ قائم نہ ہوگا۔

(۶) دودھ کسی کھانے کی چیز میں ملا کر نہ کھلایا جائے اگر کھانے کی چیز میں ملا کر کھلایا جائے تو رشتہ قائم نہ ہوگا، خواہ دودھ غالب ہو یا مغلوب۔

(۷) مرد کا رشتہ نہ ہو اگر کسی مرد کی پستان سے دودھ نکل آئے تو اس کے پینے سے رشتہ

عـ۱ یہ مذہب صاحبین کا ہے اور اسی پر فتوی ہے قرآن مجید میں ہے وَالْوَالِدٰتُ یُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَیْنِ كَامِلَیْنِ ترجمہ اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک ڈھائی برس تک دودھ پینے کی عمر رہتی ہے لہذا ان کے نزدیک ڈھائی برس کے اندر اندر دودھ پینے سے رشتہ قائم ہو جائے گا مگر اس قول پر فتوے نہیں ہے صحیح یہ ہے کہ دو برس کے بعد دودھ پلانا ناجائز ہے اور اس کے پینے سے رشتہ قائم نہ ہوگا ۱۲۔

عـ۲ امام شافعی کے نزدیک جب تک پانچ مرتبہ سیر ہو کر دودھ نہ پئے رشتہ قائم نہیں ہوتا ۱۲۔

Marfat.com

قائم نہ ہوگا ہاں مخنث کی پستان سے دودھ نکلے اور اس قدر زیادہ ہو کہ اس قدر سوا عورت کے اور کسی کے نہیں نکل سکتا تو اس کے پینے سے رشتہ قائم ہو جائے گا (درمختار)

(۸) دودھ اپنی اصلی حالت میں پلایا جائے دودھ اگر علیحدہ نکال کر دہی بنا لیا جائے اور وہ دہی کسی بچہ کو کھلا دیا جائے تو اس دہی کے کھانے سے رشتہ قائم نہ ہوگا (بحر الرائق)

یہ آٹھوں شرطیں اگر پائی جائیں گی تو دودھ کے پینے سے رشتہ قائم ہو جائے گا خواہ دودھ کم ہو یا زیادہ اور خواہ زندہ عورت کا ہو یا مردہ کا اور خواہ جوان عورت کا دودھ ہو یا بوڑھی کا اور خواہ دودھ پیٹ میں رہے یا فوراً پیتے ہی قے ہو جائے اور خواہ اس بچہ کا دودھ چھوٹ چکا ہو یا ابھی پیتا ہو اور خواہ دودھ پستان سے پلایا جائے یا اس سے علیحدہ نکال کر۔ اگر دو عورتوں کا دودھ کسی بچہ کو پلایا جائے تو ان دونوں عورتوں سے اس کا رشتہ قائم ہو جائے گا گو کسی کا دودھ کم ہو یا کسی کا زیادہ۔ اگر کسی شخص کی دو بیبیاں ہوں سعیدہ اور حمیدہ، حمیدہ کی عمر دو برس سے کم ہو اور سعیدہ حمیدہ کو دودھ پلا دے تو یہ دونوں بی بیاں اس شخص پر حرام ہو جائیں گی، کیوں کہ یہ دونوں آپس میں ماں بیٹیاں ہو گئیں، ہاں اگر اس نے سعیدہ کے ساتھ خاص استراحت نہیں کی تو پھر حمیدہ کے ساتھ دوبارہ نکاح کر سکتا ہے اور اگر سعیدہ کو طلاق دے چکا تھا اور وہ طلاق بائن تھی یا رجعی تھی اور اس کی عدت گزر چکی تھی بعد اس کے اس نے حمیدہ کو دودھ پلایا تو پھر حمیدہ کا نکاح بدستور قائم رہے گا دوبارہ نکاح کرنے کی حاجت نہیں۔

چوتھا سبب

اختلاف مذہب۔ اختلاف مذہب سے مراد یہاں دینی اختلاف ہے، جیسے ہندو مسلمان

عہ نکاح اول کے قائم نہ رہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ دونوں ماں بیٹیاں ہو گئیں اور ماں بیٹیاں ایک ساتھ نکاح میں نہیں رہ سکتیں اور حمیدہ کے ساتھ دوبارہ نکاح جائز ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جس عورت کے ساتھ صرف نکاح ہوا ہو خاص استراحت نہ ہوئی ہو اس کی بیٹی سے نکاح جائز ہے ۱۲۔

عہ دوبارہ نکاح کرنے کی حاجت اس سبب سے نہیں ہے کہ اس کی ماں نکاح سے باہر ہو چکی ہے ۱۲۔

Marfat.com

کسی مسلمان کو غیر مسلمان سے نکاح کرنا جائز نہیں سوا اہل کتاب کے کہ ان سے نکاح جائز ہے بشرطیکہ[عـ۱] وہ بت پرستی نہ کرتے ہوں۔

اہل کتاب ان کافروں کو کہتے ہیں جو کسی آسمانی شریعت کے معتقد ہوں جیسے یہود و نصاریٰ یہود و نصاریٰ کا اہل کتاب ہونا تو یقینی ہے کیونکہ قرآن مجید میں ان کا اہل کتاب ہونا مذکور ہے ان کے علاوہ اور جس قدر کافر ہیں جیسے زرتشتی مذہب والے یا ہندوان کا اہل کتاب ہونا یقینی نہیں ہے کیونکہ ہماری شریعت میں ان کا کچھ ذکر نہیں ہے علاوہ اس کے ان میں سے اکثر لوگ بت پرست بھی ہیں۔

لہٰذا نکاح کی اجازت صرف یہود و نصاریٰ سے دی جاتی ہے وہ بھی اس طور پر کہ مسلمان مرد کا نکاح تو یہودیہ یا نصرانیہ عورت کے ساتھ جائز ہے مگر نصرانی یا یہودی مرد کا نکاح کسی مسلمان عورت سے خواہ وہ آزاد ہو یا لونڈی جائز نہیں۔

جس طرح اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز ہے اسی طرح ان کی لونڈیوں سے بھی نکاح درست[عـ۲] ہے اہل کتاب کے ساتھ نکاح اگرچہ جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ حربی[عـ۳] اہل کتاب کے ساتھ نکاح کرنا مکروہ تحریمی ہے اور غیر حربی کے ساتھ مکروہ تنزیہی۔

مرتد[عـ۴] کے ساتھ نکاح جائز نہیں گو اس نے مرتد ہو کر کسی آسمانی مذہب کو اختیار کر لیا ہو جیسے آج کل کے وہ عیسائی جو پہلے مسلمان تھے ہاں ان کی اولاد سے نکاح جائز ہے کیونکہ وہ شروع ہی سے عیسائی ہیں۔

مسلمانوں کے جس قدر فرقے ہیں ان میں بہت کچھ اختلاف ہے مگر وہی

[عـ۱] اگرچہ حنفیہ کے نزدیک اہل کتاب کے تمام فرقوں سے نکاح جائز ہے مگر چونکہ یہود و نصاریٰ کے سوا اور کسی کا اہل کتاب ہونا یقینی نہیں لہٰذا ان کے سوا اور کسی سے نکاح نہ کیا جائے ۱۲۔

[عـ۲] امام شافعی کے نزدیک اہل کتاب کی لونڈیوں سے نکاح درست نہیں ۱۲

[عـ۳] حربی ان کافروں کو کہتے ہیں جن سے مسلمانوں کی صلح نہ ہو۔

[عـ۴] مرتد وہ شخص ہے جو پہلے مسلمان ہو بعد اس کے پھر اس کا عقیدہ خراب ہو جائے اور کسی دوسرے مذہب کو قبول کرے مثلاً یہودی ہو جائے یا عیسائی ہو جائے نعوذ باللہ منہ ۱۲۔

Marfat.com

نہیں عہ ہے لہذا سب آپس میں نکاح کر سکتے ہیں، شیعہ عہ ہوں یا سُنی خارجی یا معتزلی ہاں وہ فرقے جو ضروریات دین کے منکر ہوں یعنی ایسی چیزوں کا انکار کریں جو بدلیل قطعی شریعت اسلامیہ میں ثابت ہیں جیسے نیچری فرقہ کے لوگ کہ وہ جنت دوزخ کا، فرشتوں کا قیامت کا، ثواب و عذاب کا، مردوں کے زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں حالانکہ یہ امور بنص قطعی شریعت میں ثابت ہیں لہذا ایسے لوگ مسلمان نہ سمجھے جائیں گے گو اپنے آپ کو مسلمان کہیں اور مسلمانوں کو ان کے ساتھ نکاح کرنا ہرگز جائز نہیں، مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں اگرچہ مناکحت جائز ہے لیکن مناسب یہ ہے کہ اہل سنت اپنی لڑکی کسی دوسرے فرقہ کو حتی الامکان نہ دیں کیونکہ عورت محکوم ہوتی ہے اندیشہ ہے کہ وہ اپنے شوہر کا مذہب نہ اختیار کرلے۔

پانچواں سبب

اتحاد نوع ۔ یعنی مرد کا نکاح مرد کے ساتھ اور عورت کا نکاح عورت کے ساتھ جائز نہیں۔ مخنث کا نکاح نہ مرد کے ساتھ جائز ہے نہ عورت کے ساتھ کیونکہ اس میں دونوں حیثیتیں موجود ہیں، مرد ہونے کی بھی عورت ہونے کی بھی۔

عہ یعنی کوئی کافر نہیں ہے اہل سنت کا مسئلہ ہے کہ گناہ کبیرہ کے ارتکاب سے آدمی کافر نہیں ہوتا خواہ گناہ کبیرہ اعتقادات کے قبیلہ سے ہو یا اعمال کے قبیلہ سے ۱۲

عہ شیعوں میں بہت سے فرقہ ہیں بعض علماء نے ان کی تکفیر کا فتویٰ دیا ہے اور یہی اب محقق ہے اس لیے کہ قرآن مجید کے ایک حرف کا انکار بھی بالاجماع کفر ہے اور یہ فرقہ قرآن مجید میں ہر قسم کی کمی وبیشی اور تحریف و تغیر کا عقیدہ قائل ہے اس کے علاوہ اور بہت سی وجوہ ان کے کفر پر پیش کی جاسکتی ہیں جن لوگوں نے انہیں مسلمان کہا یا لکھا ہے انہیں حقیقت میں شیعوں کے اصلی عقائد کا حال معلوم نہیں ہوسکا ہے ۱۲۔ سہ دلیل قطعی سے مراد وہ آیت یا حدیث ہے جسکا ثبوت شارع سے قطعی ہو اور اپنے مضمون پر صاف صاف دلالت کرتی ہو کہ اس میں کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ نکلتا ہو اور اس کی دلالت ایسی بدیہی ہو کہ ہر شخص جو عربی زبان جانتا ہو اس کو سمجھ لے حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی حقیقت خلافت جن آیتوں سے ثابت ہے کہ ان کی دلالت ایسی صریح نہیں ہے کہ ہر عربی دان اس کو سمجھ سکے بلکہ وہی شخص سمجھ سکتا ہے جو استدلالی قوت رکھتا ہو اور عقل سلیم کیساتھ انصاف کا بھی کچھ حصہ اسکو ملا ہو ۱۲۔

Marfat.com

خصی مرد کا نکاح عورت کے ساتھ جائز ہے کیونکہ وہ عورت کی نوع سے نہیں۔

چھٹا سبب

اختلاف جنس۔ یعنی انسان کا نکاح جن یا دریائی آدمی سے یا اور کسی مخلوق سے سوا اپنی جنس کے جائز نہیں۔

ساتواں سبب

طلاق یعنی جو شخص اپنی بی بی کو تین طلاقیں دیدے تو اس کی بی بی اس کے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور اب اس شخص کو اس عورت سے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے ہاں اگر یہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کرے اور اس سے خاص استراحت کی بھی نوبت آجائے اور بعد اس کے یہ دوسرا شوہر اس کو طلاق دیدے تو اب اس سے اس کا پہلا شوہر نکاح کر سکتا ہے۔

آٹھواں سبب

لعان۔ لعان کی تعریف اور اس کے احکام انشاءاللہ آئندہ بیان ہوں گے یہاں صرف اس قدر سمجھ لینا چاہیے کہ جس عورت سے لعان کے بعد تفریق ہو جائے اس سے پھر نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہے اور خاص استراحت تو تفریق سے پہلے ہی حرام ہو جاتی ہے۔

لعان اس کو کہتے ہیں کہ شوہر اپنی بی بی کو زنا کی تہمت لگائے اور پھر قاعدے کے موافق حاکم شریعت کے سامنے شوہر اپنے سچے ہونے کی چار مرتبہ قسم کھائے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ مجھ پر خدا کی لعنت ہو اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں پھر چار مرتبہ عورت اپنے برات کی قسم کھائے اور پانچویں مرتبہ یہ کہے کہ خدا کا غضب مجھ پر ہو اگر وہ سچ کہہ رہا ہو۔

نواں سبب

ملک۔ یعنی مالک کا نکاح اپنے مملوک کے ساتھ جائز نہیں۔

آزاد عورت کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ بالکل جائز نہیں۔ یعنی نکاح کے سبب سے

Marfat.com

اس غلام کو اپنی مالکہ کے ساتھ خاص استراحت جائز نہ ہوگی، ہاں کسی دوسرے شخص کا غلام ہو تو اس کے ساتھ آزاد عورت کا نکاح ہو سکتا ہے لیکن وہ غلام شوہر اگر کسی وجہ[۱] سے اس آزاد بی بی کی ملک میں آجائے گا تو فوراً ملک میں آتے ہی نکاح فاسد ہو جائے گا۔

آزاد مرد کا نکاح بھی اپنی لونڈی کے ساتھ صحیح نہیں ہے مگر اس کے صحیح نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ فضول ہے یعنی نکاح کا نتیجہ[۲] مرتب نہ ہوگا اور خاص استراحت وغیرہ تو یوں بھی اپنی لونڈی کے ساتھ بغیر نکاح کے جائز ہے ہاں اگر اس لونڈی کے لونڈی ہونے میں کچھ شبہ ہو تو ایسی حالت میں احتیاطاً نکاح کر لینا بہتر ہے۔

ہمارے زمانہ میں لونڈی غلاموں کی خرید و فروخت کا بالکل رواج نہیں رہا، صرف حرمین شریفین میں البتہ یہ رواج باقی ہے مگر ان میں اکثر لونڈی غلام ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے ہونے میں شبہہ ہوتا ہے اور آخر میں جا کے پتہ چلتا ہے کہ یہ آزاد تھا اور اس کو دھوکا دے کر کوئی شخص اس کے وطن سے بھگا لایا اور اس نے بیچ ڈالا لہٰذا اس قسم کی لونڈیوں سے بغیر نکاح کے استراحت کرنا خلاف احتیاط ہے اس کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں کہ ہمارے زمانہ میں جو لونڈیاں جہاد سے حاصل ہوتی ہیں ان سے خاص استراحت جائز نہیں کیونکہ مال غنیمت کی تقسیم آج کل باقاعدہ نہیں ہوتی لوگوں کے حقوق باقی رہ جاتے ہیں۔

اگر کسی آزاد مرد نے کسی دوسرے کی لونڈی سے نکاح کیا ہو اور وہ لونڈی کسی وجہ سے اس کی ملک میں آجائے تو فوراً ملک میں آتے ہی نکاح فاسد ہو جائے گا مگر خاص استراحت اس سے اب بھی جائز رہے گی۔

دسواں سبب

جمع۔ جمع کے ہم نے دو مطلب رکھے ہیں، پہلا مطلب یہ ہے کہ ایسی دو عورتیں جو ایک دوسرے کی رشتہ دار ہوں اور ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان میں سے ایک مرد فرض کر لی جائے تو اس کا نکاح

---

[۱] ملک میں آجانے کی بہت سی صورتیں ہیں منجملہ ان کے یہ خود خرید کرے یا کوئی شخص اس کو بطور ہبہ کے دیدے یا بطور وراثت کے اس کو مل جائے ۱۲

[۲] نکاح کا مسئلہ یہ ہے کہ مہر واجب ہو سو اپنی لونڈی کے ساتھ نکاح کرنے میں مہر واجب نہیں ہوتا ۱۲

Marfat.com

دوسرے کے ساتھ ناجائز ہو مگر ان میں علاقہ جزئیت کا نہ ہو جیسے دو بہنیں کہ اگر ان میں ایک مرد فرض کرلی جائے تو اس کا نکاح دوسرے کے ساتھ ناجائز ہوگا کیونکہ بھائی کا نکاح بہن کے ساتھ حرام ہے یا خالہ بھانجیاں یا پھوپھی بھتیجیاں ہوں تو ایسی دو عورتوں کو نکاح میں جمع کرنا ناجائز ہے خواہ اس طور پر جمع کرے کہ ایک ہی وقت میں ان دونوں سے نکاح کرے یا اس طور پر کہ ایک پہلے سے نکاح میں ہے اب دوسری سے نکاح کرلے اور اگر ایک کو طلاق دے چکا تھا اس کے بعد دوسری سے نکاح کیا تو اگر اس مطلقہ کی عدت نہیں گزری تو یہ بھی جمع سمجھا جائے گا اور ناجائز ہوگا، فرق صرف اس قدر ہے کہ اگر دونوں کے ساتھ یک دم نکاح کیا ہے تو دونوں کا نکاح باطل ہو جائیگا اور اگر ایک کے ساتھ پہلے کیا ہے اور اس کے بعد دوسرے کے ساتھ تو اگر اس کو یہ یاد نہ رہے کہ کس کے ساتھ پہلے نکاح ہوا تھا اور کس کے ساتھ بعد میں تو بھی دونوں کا نکاح باطل ہو جائیگا اور اگر یہ یاد ہے کہ فلاں کے ساتھ پہلے ہوا تھا اور فلاں کے ساتھ پیچھے تو پہلے والی کا نکاح صحیح رہے گا اور پیچھے والی کا نکاح باطل ہو جائے گا ہاں اگر دوسرے کے ساتھ خاص استراحت کرلی ہے تو جب تک اس دوسری کی عدت نہ گزرے پہلی کے ساتھ خاص استراحت جائز نہیں گو نکاح اس کا بدستور باقی ہے۔

اسی طرح اگر دو لونڈیوں میں باہم اسی قسم کا رشتہ ہو کہ اگر ان میں سے ایک مرد فرض کیجائے تو اس کا نکاح دوسرے کے ساتھ ناجائز ہو تو ان دونوں لونڈیوں کو خاص استراحت میں جمع کرنا جائز نہیں، یعنی یہ بات ناجائز ہے کہ اس سے بھی خاص استراحت کرے اور اس سے بھی بلکہ اس کو چاہیے کہ ان دونوں میں سے ایک کو اپنے اوپر حرام سمجھ لے اور دوسرے کے ساتھ خاص استراحت کرے، اگر ان دو عورتوں میں جو باہم اسی قسم کا رشتہ رکھتی ہیں ایک لونڈی ہو ایک آزاد تو اس لونڈی کے مالک کو جائز نہیں کہ لونڈی سے خاص استراحت کرے اور اس کی اس رشتہ دار سے بھی جو آزاد ہے نکاح کرکے خاص استراحت کرے ہاں یہ جائز ہے کہ اس سے نکاح کرے اور بعد نکاح کے یا تو اس لونڈی ہی سے خاص استراحت کرے۔ یا اس کی اس آزاد رشتہ دار سے، آزاد بی بی کے ہوتے ہوئے لونڈی سے نکاح کرنا ناجائز ہے ہاں اگر آزاد بی بی کو طلاق دے چکا ہے اور اس کی عدت بھی گزر گئی ہے تو اب اگر کسی لونڈی سے نکاح کرے تو صحیح ہے، اور اگر عدت نہ بھی گزری ہو تو بھی ناجائز ہے گو طلاق بائن دے چکا ہو۔

ع۵ یہ قید اس لیے لگائی گئی کہ اگر دونوں میں جزئیت کا تعلق ہوگا جیسے ماں بیٹیاں تو ان میں جمع کرنا کیسا بلکہ ایک کے بعد بھی دوسرے سے نکاح کرنا جائز نہیں جیسا کہ اوپر بہت تفصیل سے یہ مسئلہ بیان ہو چکا ہے ۱۲ ار

Marfat.com

دوسرا مطلب جمع کا یہ ہے کہ جس قدر نکاحوں کی شریعت نے اجازت دیدی ہے ان سے زیادہ نکاح کرنا شریعت نے آزاد مرد کو ایک وقت میں چار نکاح تک کی اجازت دی ہے اور غلام کو ایک وقت میں دو نکاح کی اور آزاد مرد کے لیے لونڈیوں کے ساتھ خاص استراحت کرنے میں کوئی حد نہیں مقرر کی گئی جس قدر لونڈیاں چاہے رکھ سکتا ہے اگر کوئی شخص ایک ساتھ ہی چار عورتوں سے زیادہ کے ساتھ نکاح کرے تو سب کا نکاح باطل ہو جائے گا اور اگر کچھ عورتوں سے پہلے کر چکا ہے اور کچھ عورتوں سے اب کرتا ہے تو بعد والی عورتوں کا نکاح باطل ہو جائے گا، اگر کسی شخص کے نکاح میں چار عورتیں تھیں ان میں سے ایک کو اس نے طلاق دیدی تو جب تک اس کی عدت نہ گزرے پانچواں نکاح نہیں کر سکتا۔

گیارھواں سبب

تعلق حق غیر یعنی جس عورت کے ساتھ کسی دوسرے کا حق زوجیت متعلق ہو اس سے نکاح جائز نہیں، جو عورت کسی کے نکاح میں ہو یا اس کی عدت میں ہو، عدت خواہ طلاق کی ہو یا موت کی اس عورت سے غیر کا حق متعلق ہے اس سے نکاح جائز نہیں اسی وجہ سے حاملہ عورت سے نکاح ناجائز ہے مگر جس عورت کو زنا کا حمل ہو اس سے نکاح جائز ہے لیکن قبل وضع کے اس سے خاص استراحت کرنا ممنوع ہے ہاں اگر اس حاملۂ زنا سے وہی شخص نکاح کرے جس نے زنا کی ہے تو اس کو قبل وضع حمل کے بھی اخاص استراحت جائز ہے اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کا کسی سے نکاح کرنا چاہیے اور خود اس لونڈی سے خاص استراحت کرتا رہا ہو تو اس پر واجب[ع۱] ہے کہ پہلے اس بات کا یقین حاصل کرے کہ اس لونڈی کو حمل تو نہیں ہے پھر اس کے بعد جس سے چاہے اس کا نکاح کر دے، اگر کوئی شخص لونڈی مول لے تو اس پر واجب ہے کہ پہلے اس امر کا یقین حاصل کرے کہ اس لونڈی کو حمل تو نہیں ہے، جب یہ یقین حاصل ہو جائے تو اس سے خاص استراحت کرے۔ محرمات کا بیان ختم ہو گیا، ان کے علاوہ اور جس عورت سے چاہے نکاح کرے صحیح ہو گا خواہ وہ زانیہ[ع۲] ہو اور خود اس نے اس کو زنا کرتے دیکھا ہو یا محرمہ ہو۔

ع۱ جس شخص کے ساتھ نکاح ہو اس کو بھی مستحب ہے کہ جب تک اس امر کا یقین نہ ہو جائے کہ اس کو حمل نہیں ہے اس وقت تک اس سے خاص استراحت نہ کرے اور حمل نہ ہونے کا یقین حیض کے آنے سے ہو جاتا ہے حاملہ عورت کو حیض نہیں آتا ۱۲ منہ ع۲ امام شافعی کے نزدیک زانیہ سے نکاح ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یعنی زانیہ سے نکاح نہ کرے مگر زانی یا مشرک حنفیہ کہتے ہیں کہ اس آیت کا حکم منسوخ ہو گیا

(بقیہ صفحہ آئندہ پر)

محرمات کا بیان قرآن مجید میں بھی بہت تفصیل کے ساتھ ہے چنانچہ وہ آیت ہم اس مقام پر لکھتے ہیں۔ وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۚ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَمَقْتًا وَسَاءَ سَبِيلًا ۝ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ أُمَّهَاتُكُمْ وَبَنَاتُكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ وَعَمَّاتُكُمْ وَخَالَاتُكُمْ وَبَنَاتُ الْأَخِ وَبَنَاتُ الْأُخْتِ وَأُمَّهَاتُكُمُ اللَّاتِي أَرْضَعْنَكُمْ وَأَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَأُمَّهَاتُ نِسَائِكُمْ وَرَبَائِبُكُمُ اللَّاتِي فِي حُجُورِكُمْ مِنْ نِسَائِكُمُ اللَّاتِي دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَإِنْ لَمْ تَكُونُوا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَحَلَائِلُ أَبْنَائِكُمُ الَّذِينَ مِنْ أَصْلَابِكُمْ وَأَنْ تَجْمَعُوا بَيْنَ الْأُخْتَيْنِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ ۗ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَحِيمًا ۝ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ ۖ كِتَابَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ ۚ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسَافِحِينَ ۚ ترجمہ۔ نکاح نہ کرو جن سے تمہارے باپ نکاح کر چکے ہوں مگر جو کچھ (اب تک) ہو چکا ہے وہ (معاف ہے) بیشک یہ برا اور ناپسند کام ہے اور برا طریقہ ہے اور تم پر حرام کر دی گئیں تمہاری ماں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری ماں اور تمہاری بیٹیاں اور تمہاری بہنیں اور تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تمہیں دودھ پلایا ہو اور تمہاری دودھ شریکی بہنیں اور تمہاری بی بیوں کی مائیں اور تمہاری وہ پرورش[عہ] کردہ لڑکیاں جو تمہاری حمایت میں ہوں تمہاری ان بی بیوں کے (شکم) سے جن کے ساتھ تم نے خاص استراحت کی ہے پس اگر تم نے ان سے خاص استراحت نہ کی ہو تو تم پر ان سے نکاح کرنے میں کچھ گناہ نہیں اور تمہارے ان بیٹوں کی بیٹیاں جو تمہارے پشت سے ہوں اور یہ بھی حرام کر دیا گیا کہ تم دو بہنوں کے درمیان میں جمع کرو مگر جو اب تک ہو چکا وہ معاف ہے) بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور شوہر والی عورت (بھی تم پر حرام ہے) مگر وہ عورتیں جو (جہاد سے) تمہارے قبضہ میں آئی ہوں (گو شوہر والی ہوں تب بھی حرام نہیں اور مذکورہ بالا عورتوں کی حرمت) تم پر اللہ کی طرف سے فرض کی ہوئی ہے

(بقیہ صفحہ سابقہ) اور اب اس آیت پر عمل ہے کہ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ یعنی جو عورتیں تم کو اچھی لگیں اُن سے نکاح کر لو۔ سہ محرم یعنی جو عورت احرام باندھے ہوئے ہو اس کے ساتھ نکاح تو جائز ہے مگر خاص استراحت مکروہ تحریمی ہے ۱۲۔

عہ مراد اس سے اپنی بی بی کی لڑکی ہے جو پہلے شوہر سے ہو اور چونکہ اکثر وہ صغیر السن ہوتی ہیں اور دوسرا شوہر ان کو پرورش کرتا ہے اس لیے پرورش کردہ فرمایا یہ مقصود نہیں ہے کہ اگر پرورش کردہ نہ ہوں تو ان سے نکاح حلال ہے۔

Marfat.com

اور ان عورتوں کے علاوہ سب تمہارے لیے حلال کردی گئی ہیں (بشرطیکہ) تم اپنے مال (یعنی مہر) کے بدلے میں ان سے نکاح کرنا چاہو اور نہ ان کو ہمیشہ کے لیے، قید میں رکھنے کا ارادہ کرو نہ مستی نکالنے کا، اس آیت کریمہ میں پانچ سبب حرمت نکاح کے ذکر فرماتے ہیں، نسبی[ع] رشتہ، دودھ کا رشتہ[ع]، سسرالی رشتہ۔

تعلق حق غیر[ع] اور تین سبب دوسرے مقامات پر ذکر فرماتے ہیں مثلاً اختلاف مذہب کو اس آیت میں لَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ[ع] اور اتحاد نوع کو قوم لوط[ع]

ع سب سے پہلے سسرالی رشتہ کی ایک صورت ذکر فرمائی کیونکہ اس صورت میں حرمت بہت سخت ہے تمام آسمانی شریعتیں اس کی حرمت پر متفق ہیں اس کے بعد اور صورتوں کا ذکر فرمایا ہے اس کے بعد دودھ کے رشتہ کا اس کے بعد سسرالی رشتہ کا اس کے بعد سسرالی رشتہ کی باقی صورتوں کا اس کے بعد جمع کا اس کے بعد تعلق حق غیر کا

عہ نسبی رشتہ کا بیان اُمَّهٰتُكُمْ سے بَنٰتُ الْاُخْتِ تک جس میں سات قسم کے لوگ ذکر فرماتے ہیں، مائیں بیٹیاں بہنیں پھوپھیاں خالائیں بھائی کی بیٹیاں بہن کی بیٹیاں، ماؤں سے مراد عام ہے خواہ اپنی ماں ہو یا اپنے باپ کی ماں یا اپنی ماں کی ماں ہو غرض اصول اس میں داخل ہیں، بیٹیوں کا لفظ بھی اسی طرح عام ہے اپنی بیٹیاں ہوں یا اپنی اولاد کی بیٹیاں ہوں سب اس میں آگئیں، بھائی بہن کی بیٹیوں میں بھی اسی طرح تعمیم ہے خواہ وہ انہیں کی بیٹیاں ہوں یا ان کی اولاد کی، حاصل یہ کہ نسب کے چاروں حرام رشتوں کا ذکر اس آیت میں آگیا اصول کا بھی فروع کا بھی ماں باپ کے فروع کا بھی ماں باپ کے اصول کے فروع کا بھی ۱۲ ؛ عہ دودھ کے اگرچہ صرف دو ہی رشتوں کا ذکر کیا ہے یعنی رضاعی بہن کا مگر دودھ پلانے والی کو ماں کہہ کر اس بات کی طرف صریح اشارہ کردیا کہ دودھ کا رشتہ بھی نسب کی طرح سمجھو۔ نسب کی ساری صورتیں یہاں بھی جاری کرو اس اشارہ کو احادیث میں بہت وضاحت سے بیان فرمادیا ہے۔

سہ سسرالی رشتہ کا بیان اُمَّهٰتُ نِسَآئِكُمْ سے اَصْلَابِكُمْ تک ہے سسرال کے بھی چاروں حرام رشتوں کا ذکر اس آیت میں آگیا ہے اپنے اصول کی منکوحات کو لَا تَنْكِحُوْا میں بیان فرمایا اور اپنی عورتوں کی ماؤں میں منکوحات کے اصول کو بیان کیا اس کے بعد اپنی بی بیوں کی فروع کا بھی ذکر کیا اور یہ بھی بتادیا کہ بی بی کے فروع سے نکاح اسی وقت حرام ہوتا ہے جب اس بی بی سے خاص استراحت کی نوبت آگئی ہو اس کے بعد پھر اپنی فروع کی منکوحات کا ذکر فرمایا ہے ۱۲

للعہ تعلق حق غیر کو وَالْمُحْصَنٰتُ کے لفظ میں بیان فرمادیا ۱۲

صہ اور (اے مسلمانو) تم مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو یہاں تک کہ وہ مسلمان ہوجائیں ۱۲

سہ قوم لوط علیہ السلام کے قصہ میں مردوں کے قصہ میں مردوں کے باہم اجتماع کی ممانعت مذکور ہے اور یہ بھی ہے کہ عورتوں کو اللہ تعالیٰ نے مردوں کے لیے بنادیا ہے پس معلوم ہوا کہ مردوں کا آپس میں اجتماع اور اسی طرح عورتوں کا اجتماع حرام ہے یہی مطلب اتحاد نوع کے حرام ہونے کا ہے ۱۲

علیہ السلام کے قصہ کے ضمن میں اور طلاق کو اس آیت میں فَلَا تَحِلُّ لَهُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ ؕ یہ کل آٹھ سبب ہوئے باقی رہے تین سبب یعنی لعان، ملک کے اختلاف جنس ان کا بیان قرآن مجید میں نہیں ہے۔

ولی کا بیان

نکاح کے صحیح ہونے کی تیسری شرط یہ تھی کہ نابالغ اور مجنون اور غلام کا نکاح بغیر ان کے اولیا کی اجازت کے احکام بیان کرتے ہیں پہلے یہ بات بیان کرتے ہیں کہ کون کون لوگ ولی ہو سکتے ہیں اور اس کے بعد یہ بیان کریں گے کہ ان کے کیا اختیارات ہیں، غلام کا ولی تو اس کا مالک ہے اور آزاد آدمی کا ولی اس کا وہ رشتہ دار ہے جو عصبہ بنفسہ ہو اگر کئی عصبات بنفسہ ہوں تو ان میں مقدم وہ ہے جو وراثت میں مقدم ہو اگر عصبیات بنفسہ میں کوئی نہ ہو تو ماں کو ولایت

ع ترجمہ پس وہ عورت اس طلاق دینے والے کے لیے حلال نہیں یہاں تک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح کرے ۱۲

ع لعان اور ملک کا ذکر اس لیے نہیں فرمایا کہ لعان کی ہوئی عورت سے پھر نکاح کرنے کو حیادار آدمی کی طبیعت خود مکروہ سمجھتی ہے اسی طرح آزاد عورت اپنے غلام کے ساتھ نکاح کرے یونہی معیوب سمجھتی ہے وہ گیا اختلاف جنس تو وہ ایک شاذ و نادر چیز ہے اس کا حکم بتانے کی چنداں ضرورت نہیں ۱۲۔

ع رشتہ داروں کی تین قسمیں ہیں اصحاب فرائض جن کا قصہ مفصلاً قرآن مجید میں بیان ہوا ہے، عصبیات جن کا قصہ قرآن مجید میں مذکور نہیں ہے اور ان کا رشتہ کسی عورت کے توسط سے نہ ہو۔ ذوی الارحام وہ اعزا ہیں جن کا رشتہ کسی عورت کے توسط سے ہو جیسے خالہ کہ اس کا رشتہ ماں کے توسط سے ہے اور نواسہ کہ اس کا رشتہ بیٹی کے توسط سے عصبات کی تین قسمیں ہیں عصبہ بنفسہ بغیرہ عصبہ مع غیرہ عصبہ بنفسہ جس کا ذکر آیت میں ہے اس عصبہ کو کہتے ہیں جو مذکر ہو عصبہ بنفسہ چار قسم کے لوگ ہیں اپنے مذکر فروع یعنی بیٹے پوتے پر پوتے وغیرہ اپنے مذکر اصول باپ دادا پر دادا وغیرہ اپنے باپ کے مذکر فروع یعنی بھائی اور بھائی کی اولاد وغیرہ اپنے دادا کی مذکر فروع یعنی چچا کی اولاد وغیرہ ۱۲

للعہ وراثت میں سب سے مقدم اپنے مذکر فروع ہیں اس کے بعد اپنے اصول اس کے بعد باپ کے فروع اس کے بعد اس کے دادا کے فروع پھر قریب بہ نسبت بعید کے مقدم ہے بیٹا بھی ہو پوتا بھی ہو تو بیٹا مقدم ہے یا باپ بھی ہو دادا بھی ہو تو باپ مقدم ہے بھائی بھی ہو بھائی کی اولاد بھی ہو تو بھائی مقدم ہے یا چچا بھی ہو چچا کی اولاد بھی ہو تو چچا مقدم ہے ۱۲

Marfat.com

حاصل ہوگی پھر دادی پھر بیٹی کو پھر پوتی کو۔ پھر نواسی کی بیٹی کو وعلی ہذا[عہ] اور اگر عصبات بھی نہ ہوں اور ماں دادی بھی نہ ہوں اور پوتیاں نواسیاں وغیرہ بھی نہ ہوں تو نانا کی ولایت حاصل ہوگی پھر حقیقی بہن کو پھر علاتی بہن کو پھر اخیافی بہن کو پھر ان تینوں کی اولاد کو اسی ترتیب[عسہ] سے اور اگر یہ کوئی نہ ہوں تو ذوی الارحام کو ولایت حاصل ہوگی ذوی الارحام میں سب سے پہلے پھوپھیاں ولی ہوں گی ان کے بعد ماموں ان کے بعد خالائیں ان کے بعد چچا کی بیٹیاں پھر اسی ترتیب[سہ] سے ان کی اولاد، اگر رشتہ دار کوئی نہ ہو نہ عصبہ نہ غیر عصبہ تو مولی الموالات[للعہ] کو حق ولایت حاصل ہوگا، اگر وہ بھی نہ ہو تو بادشاہ وقت ولی ہے بشرطیکہ مسلمان ہو، بادشاہ وقت کا نائب بھی نکاح کا ولی ہو سکتا ہے، بشرطیکہ بادشاہ کی طرف سے اس کو اختیار دیا گیا ہو کسی کافر لونڈی کسی مسلمان کی ملک میں ہو تو اس مسلمان کو اس لونڈی پر ولایت حاصل ہے، کوئی غلام کسی آزاد کا ولی نہیں ہو سکتا گو اس کا رشتہ دار ہوں، اس قدر تفصیل ہے کہ اگر جنون مطبق[سہ] ہے تو اس کی ولایت بالکل صحیح نہیں اور اگر جنون غیر مطبق ہے تو ہوش کے زمانہ میں اس کو ولایت حاصل رہے گی حتی کہ اگر کہیں سے پیغام نکاح آئے اور دوسری طرف کے لوگ اس قدر انتظار کریں کہ اس مجنون ولی کو ہوش آجائے تو اس کے ہوش آنے کا انتظار کیا جائے گا اور اگر وہ لوگ نہ مانیں تو بغیر انتظار کے نکاح کر دیا جائے گا بشرطیکہ یہ ولی لڑکی کا ہو اور جہاں سے پیغام آیا ہے وہ اس کے کفو[سہ] ہوں درشامی جلد ۲ صفحہ ۳۴۸) کوئی نابالغ کسی دوسرے کا ولی نہیں ہو سکتا گو وہ ایک دوسرے کے رشتہ دار ہوں، وصی نکاح کا ولی نہیں ہو سکتا اگرچہ وصیت کرنے والے نے اس کو نکاح کا اختیار بھی دے دیا ہو۔

ان لوگوں کا بیان ختم ہوا جو ولی ہو سکتے ہیں اب ولی کے اختیارات بیان کئے جاتے ہیں

عہ یعنی اخیر سلسلہ تک بیٹے کی اولاد بہ نسبت بیٹی کی اولاد کے ایک درجہ مقدم رہے گی۔

عسہ یعنی حقیقی بہن کی اولاد علاتی بہن کی اولاد سے مقدم ہے اور علاتی بہن کی اولاد اخیافی بہن سے مقدم ہے۔

سہ یعنی اگر پھوپھی ماں خالائیں چچا کی بیٹیاں نہ ہوں بلکہ ان کی اولاد ہو پہلے پھوپھی کی بیٹیاں ولی ہوں گی وہ نہ ہوں تو ماموں کی بیٹیاں وہ نہ ہوں تو خالہ کی بیٹیاں، وہ نہ ہوں تو چچا کی بیٹیوں کی بیٹیاں ۱۲۔

للعہ مولی الموالاۃ وہ شخص ہے جس سے اس بچہ کے اس بات کا معاہدہ لے لیا ہو کہ اگر میں کوئی خیانت کروں گا تو اس کا تاوان تم کو دینا ہوگا اور جو مال چھوڑ جاؤں گا تو تم کو میری میراث ملے گی، سہ جنون مطبق وہ ہے جو کم از کم ایک مہینہ تک رہے ۱۲

سہ وجہ یہ ہے کہ کفو بہت وقت سے دریافت ہوتے ہیں معلوم نہیں پھر دستیاب ہو یا نہ ہو ۱۲

وصی اس شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے لیے کچھ وصیت کی جائے۔

Marfat.com

ولی کو اختیار ہے کہ نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح بغیر اس کی اجازت کے کر دے اور باپ دادا کو یہاں تک اختیار حاصل ہے کہ چاہے صریحی[عہ] نقصان کے ساتھ نکاح کر دیں اور چاہے کسی غیر کفو کے ساتھ کر دے، باپ اور دادا کے سوا اگر اور کوئی ولی لڑکی کا نکاح غیر کفو کے ساتھ کر دے گا تو وہ نکاح صحیح نہ ہوگا اسی طرح اگر صریح نقصان کے ساتھ کر دیا ہے تب بھی صحیح نہ ہوگا خواہ لڑکے کا نکاح ہو یا لڑکی کا۔

ولی کو بالغ لڑکے یا لڑکی کے بہ جبر نکاح کر دینے کا اختیار نہیں ہے[عہ] خواہ لڑکی کنواری ہو یا نہیں اور خواہ ولی باپ دادا ہو یا کوئی اور عزیز، ہاں مستحب ہے کہ بالغ لڑکی اپنے نکاح کا معاملہ اپنے ولی کے سپرد کر دے مگر درحقیقت یہ ایک قسم کی وکالت ہو جائے گی، نہ ولایت، مجنون اور معتوہ[سہ] اگرچہ بالغ ہوں مگر ان کے بہ جبر نکاح کر دینے کا حق ولی کو حاصل ہے اسی طرح لونڈی غلام اگرچہ بالغ ہوں تو ان کے مالک کو بہ جبر نکاح کر دینے کا اختیار ہے۔

بالغ مرد و عورت اگر بغیر[للعہ] اجازت اور رضامندی ولی کے اگر اپنا نکاح کر لیں تو صحیح ہو جائے گا، لیکن عورت اگر غیر کفو کے ساتھ اپنا نکاح بغیر رضامندی ولی کے کرے تو درست نہ ہوگا، گو بعد نکاح کے وہ ولی رضامند ہو جائے۔

اگر کوئی عورت بغیر رضامندی ولی کے مہر مثل سے کم پر اپنا نکاح کسی کے ساتھ کرے تو ولی کو اعتراض کا حق حاصل ہے وہ اس نکاح کو قاضی کے ذریعہ فسخ کرا سکتا ہے، اور اگر مہر کی کمی پوری کر دی جائے تو پھر اس کو فسخ کرانے کا حق نہیں ہے۔

اگر کسی عورت کے کئی ولی ہوں اور سب درجہ[صہ] مساوی ہوں تو ان میں سے بعض کا راضی ہونا

عہ صریحی نقصان سے مراد مہر میں سخت دھوکا کھا جانا مثلاً لڑکے کا ولی ہے تو اس کا نقصان یہ ہے کہ زیادہ مہر بندھ جائے لڑکی کے ولی کا نقصان اس میں ہے کہ کم مہر بندھ جائے اوپر ہم لکھ چکے ہیں کہ یہی مذہب صحیح ہے متاخرین کا اسی پر فتویٰ ہے حسن بن زیاد نے امام ابوحنیفہ سے اسی کو روایت کیا ہے۔

عہ اس مسئلہ میں امام شافعی مخالف ہیں وہ کہتے ہیں کہ جو عورت کنواری نہ ہو گو وہ نابالغ ہو ولی کو اس کے بہ جبر نکاح کر دینے کا اختیار نہیں ہے اور جو عورت کنواری ہو اس کے بجز نکاح کر دینے کا اختیار ہے گو وہ بالغ ہو چکی ہو۔

سہ معتوہ اس شخص کو کہتے ہیں جس کی عقل میں فتور آگیا ہو، بالکل مسلوب العقل نہ ہو ۱۲

للعہ ولی کے بغیر رضامندی نکاح کرنے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ ولی کو خبر ہی نہ کی جائے جس سے اس کی رضامندی کا حال معلوم ہو دوسرے یہ کہ اس کو کی جائے مگر وہ سکوت کرے یا کہہ دے کہ میں راضی نہیں ہوں ۱۲ (بحر الرائق)

صہ درجہ میں مساوی ہونے کی صورت یہ ہے کہ اس کے ولی اس کے لڑکے ہوں اور وہ کئی ہوں ۱۲۔

Marfat.com

مثل کل کے ہو جانے کے ہے اور اگر وہ سب ولی درجہ میں مساوی نہیں ہیں بلکہ کوئی قریب ہے اور کوئی بعید تو بعید کے راضی ہو جانے سے قریب کا راضی ہو جانا لازم نہیں آتا، قریب کو اعتراض کا حق حاصل رہے گا۔

ولی کا سکوت کر لینا اس کی رضامندی کی دلیل نہیں ہو سکتا لیکن اگر کوئی فعل اس قسم کا اس سے صادر ہو جس سے رضامندی سمجھی جاتی ہے تو وہ فعل رضامندی کی دلیل ہو سکتا ہے مثلاً ولی نے زر مہر پر قبضہ کر لیا یا سامان جہیز لے لیا، ہاں اگر ولی اتنے زمانہ تک سکوت کئے رہے کہ اس عورت کے بچہ ہو جائے تو اب اس کا سکوت رضامندی کے حکم میں ہوگا اور اب اس کو کسی طرح اعتراض کا حق باقی نہ رہے گا نابالغ کو بعد بلوغ کے اس نکاح کے فسخ کر دینے کا اختیار ہے جو بحالت نابالغی اس کے ولی نے کیا ہے یا ولی کی اجازت سے اس نے کیا ہے اگر باہم زوجین میں خاص استراحت کی بھی نوبت آچکی ہو مگر باپ دادا کے کئے ہوئے نکاح کے فسخ کر دینے کا اختیار نہیں ہے۔

اسی طرح اگر کسی کا نکاح بحالتِ جنون اس کے ولی نے کر دیا ہو تو بعد ہوش آجانے کے وہ اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے مگر باپ دادا کے یا اپنے بیٹے کے کئے ہوئے نکاح کو فسخ نہیں کر سکتا اس نکاح کے فسخ ہو جانے کی دو شرطیں ہیں (۱) یہ کہ قاضی کے ذریعہ سے فسخ کرایا جائے۔ (۲) یہ کہ اگر اس نابالغ مرد یا عورت کو نکاح کا علم پہلے سے ہے تو جس وقت بالغ ہو یعنی جس وقت اپنے بلوغ کا علم حاصل ہو معاً اسی وقت نکاح سے اپنی نارضامندی ظاہر کر دے اور پہلے سے علم نہ تھا تو جس وقت علم حاصل ہو فوراً اسی وقت اپنی ناراضی کا اظہار کر دے اگر بلوغ کے بعد یا نکاح کا علم حاصل ہونے کے بعد باکرہ عورت تھوڑی دیر بھی سکوت کر جائے باوجود دیکہ بولنے کا اختیار[عہ] رکھتی ہو تو اس کو فسخ کا اختیار باقی نہ رہے گا خواہ اس کو یہ مسئلہ معلوم ہو یا نہیں کہ میرے سکوت سے میرا اختیار باطل ہو جائے گا (در مختار۔ رد المحتار ج ۲ ص ۴۳۶)

نابالغ لڑکے اور ثیبہ عورت کا اختیار البتہ اس کے سکوت سے باطل نہ ہوگا تا وقتیکہ صریحی رضامندی اپنی نہ ظاہر کر دے یا کوئی فعل ایسا کرے جس سے رضامندی سمجھی جائے۔

عہ اگر کوئی شخص بالغ ہو گیا مگر اس کو اپنے بلوغ کا علم حاصل نہیں ہوا تو اس کو جب علم ہو اسی وقت انکار کرنا چاہیے مرد کو اپنے بلوغ کا علم اس طرح حاصل ہوگا کہ اس کو احتلام ہوا اور وہ اپنے کپڑوں پر منی کا نشان دیکھے، عورت کو اس طرح کہ حیض آجائے ۱۲۔

عہ پس اگر جس وقت اس کو خبر نکاح کی پہنچے یا بالغ ہوئی اور کسی نے اس کا منہ بند کر لیا تو اس حالت کا رضامندی کی دلیل نہیں ہو سکتا ۱۲

سہ مثلاً اپنا مہر طلب کرے یا نفقہ مانگے یا ہنس دے ۱۲۔

Marfat.com

لونڈی عــہ کو بعد آزاد ہوجانے کے اپنے اس نکاح کے فسخ کر دینے کا اختیار ہے جو لونڈی عــہ ہونے کی حالت میں اس کے مالک نے کر دیا تھا اور اس کو اس نکاح کے فسخ کرنے کے لیے قاضی کی ضرورت نہیں ہے اور جس مجلس میں وہ آزاد کی گئی ہو یا جس مجلس میں اس کو اپنے نکاح کا علم ہوا ہو اس مجلس کے آخر تک اس کو فسخ کرنے کا اختیار ہے اگر قبل مجلس بدلنے کے وہ کچھ دیر سکوت کئے رہے تو اس کا اختیار باطل نہ ہوگا، ہاں اگر مجلس بدل جائے اور وہ کچھ نہ کہے تو اس کا اختیار باطل ہو جائے گا بشرطیکہ وہ اس مسئلہ سے واقف ہو کہ میرے اس قدر سکوت سے میرا اختیار باطل ہو جائے گا۔

ولی کو اختیار ہے کہ نابالغ لڑکی یا لڑکے کا نکاح خود اپنے ساتھ کرے مگر بعد بالغ ہونے کے اس نابالغ کو اختیار فسخ کا بدستور باقی رہے گا، قاضی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جس نابالغ کا وہ ولی ہو اس کا نکاح اپنے یا اپنے کسی رشتہ دار کے ساتھ کر دے جس کی گواہی اس کے حق میں مقبول نہ ہو۔ اگر کسی عورت کا نکاح اس کے ولی نے مثلاً زید کے ساتھ کر دیا اور دوسرے ولی نے مثلاً خالد کے ساتھ اسی عورت کا نکاح کر دیا پس اگر یہ دونوں ولی درجہ میں مساوی ہیں تو ان میں سے جس شخص نے پہلے نکاح کیا ہے اس کا صحیح ہو جائے گا اور اگر یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کون پہلے ہوا اور کون پیچھے تو دونوں نکاح باطل ہو جائیں گے اور اگر دونوں ولی درجہ میں مساوی نہ ہوں تو ولی قریب نے جو نکاح کیا ہے وہ صحیح ہو جائے گا اور ولی بعید کا کیا ہوا نکاح باطل ہو جائے گا۔

ولی بعید کو بحالت نہ موجود ہونے ولی قریب کے لڑکی کے نکاح کر دینے کا اختیار ہے بشرطیکہ ولی قریب ایسے مقام سہ میں ہو کہ اگر اس کے آنے کا انتظار کیا جائے تو وہ نسبت نکاح کی قطع

عــہ لونڈی کی تخصیص اس لیے کی گئی کہ غلام کو یہ اختیار نہیں کہ نکاح اس کے مالک نے کر دیا تھا اس کو وہ بعد آزاد ہونے کے فسخ کر سکے ۱۲

عــہ لونڈی کے لیے مسئلہ سے واقف نہ ہونا عذر ہے کیونکہ وہ اپنے مالک کی خدمت میں مصروف رہتی ہے تحصیل علم کا اس کو موقع نہیں ملتا بخلاف آزاد عورت کے کہ اس کو تحصیل علم کا موقع ہر وقت حاصل ہے پس اس کے حق میں مسئلہ سے ناواقف ہونا عذر نہیں سمجھا گیا ۱۲

سہ بعض فقہانے سفر میں مدت قصر کا اعتبار کیا ہے یعنی اگر وہ ایسا سفر ہو کہ اس میں قصر جائز ہے تو ولی بعید کو اختیار ہے ورنہ نہیں مگر یہ قول قوی نہیں ہے (شامی)

Marfat.com

ہو جائے گی اور جہاں ٹھہری ہے وہ کفو ہو مثال کسی نابالغ لڑکی کا باپ سفر میں گیا اس کی غیبت میں کسی کفو کے یہاں سے اس لڑکی کے نکاح کا پیغام آیا تو اس لڑکی کا نکاح اس کا دادا کر سکتا ہے بشرطیکہ شوہر کی طرف کے لوگ اس کے باپ کے لوٹنے تک انتظار کرنے پر راضی نہ ہوں پھر جب باپ اس کا لوٹ کر آ جائے گا تو وہ اس نکاح کو فسخ نہیں کرا سکتا۔

ولی قریب کی موجودگی میں اگر ولی بعید نکاح کر دے تو وہ نکاح اس ولی قریب کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ اپنی رضامندی ظاہر کر دے گا تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ باطل ہو جائے گا ولی قریب اگر نکاح کر دینے سے انکار کر دے تو ولی بعید نکاح کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

ولی اگر کسی بالغ عورت کا نکاح کرنا چاہے اور اس سے اجازت طلب کرے خواہ خود یا بذریعہ اپنے وکیل کے یا نکاح کرنا چاہے اور اس کی اس عورت کو خبر کرے تو اگر وہ عورت اپنی رضامندی ظاہر کر دے یا سکوت کرے یا کوئی فعل ایسا کرے جو حسب رواج رضامندی کے منافی نہ ہو تو وہ نکاح صحیح ہو جائے گا خواہ باکرہ ہو ثیبہ؏۔

اگر کوئی مرد یا عورت کسی شخص کو اپنے نکاح کا وکیل بنا دے یعنی اس کو اس کا اختیار دیدے کہ تو جس کے ساتھ چاہے میرا نکاح کر دے تو وہ وکیل جس کے ساتھ اس کا نکاح کر دے گا صحیح ہوگا مگر اس نکاح کے صحیح ہونے کی شرط ہے کہ جس قدر مہر موکل نے کہہ دیا ہے اس کے خلاف نہ ہو اگر اس کے خلاف ہو جائے گا تو نکاح نہ ہوگا ہاں اگر موکل بعد میں اپنی رضامندی اس مہر سے ظاہر کر دے تو نکاح ہو جائے گا اگر وکیل نے موکل کے مقرر کئے ہوئے مہر کے خلاف پر نکاح کر دیا اور موکل کو یہ بات معلوم نہیں ہوئی تو جس وقت یہ بات اس کو معلوم ہو جائے گی اور وہ اس سے راضی ہو جائے گا تو نکاح صحیح رہے گا اور اگر اس سے راضی نہ ہوگا تو نکاح باطل ہو جائے گا گو باہم خاص استراحت کی بھی نوبت آ گئی ہو، **مثال** (۱) کسی مرد نے کسی شخص کو وکیل کر دیا اور اس سے کہہ دیا کہ ایک ہزار روپیہ مہر مقرر کرنا وکیل نے دو ہزار پر نکاح کر دیا اور موکل کو اس امر کی اطلاع نہیں کی یہاں تک کہ زوجین میں خاص استراحت کی بھی نوبت آ گئی تو اب بھی اس مرد کو اختیار ہے

؏ بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ ثیبہ عورت جب تک صریحی اجازت نہ دے اس کا نکاح صحیح نہ ہوگا مگر درحقیقت یہ بات رواج سے متعلق ہے جہاں کہیں یہ رواج ہو کہ ثیبہ عورتیں صریحی اجازت دیتی ہوں وہاں بغیر ان کے صریحی اجازت کے نہ ہوگا اور جہاں یہ رواج نہ ہو وہاں یہ قید نہیں ہے ۱۲۔

Marfat.com

چاہے نکاح کو قائم رکھے یا باطل کر دے وکیل کو اختیار نہیں ہے کہ یہ کہے کہ میں زیادتی اپنے پاس سے دے دوں گا (۲) کسی عورت نے کسی کو اپنے نکاح کا وکیل کیا اور کہہ دیا کہ چار سو روپیہ مہر مقرر کرنا وکیل نے اس کا نکاح تین سو روپیہ مہر پر کر دیا اور اس عورت کو اطلاع نہیں کی یہانتک کہ اس سے خاص استراحت کی بھی نوبت آگئی تو اب بھی اس عورت کو اختیار ہے چاہے نکاح قائم رکھے چاہے باطل کر دے (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۷۴)

حاصل یہ ہے کہ وکیل اگر اپنے موکل کے حکم کے خلاف کرے مگر وہ بات موکل کے حق میں زیادہ مفید ہو یا خلاف بہت ہی خفیف ہو تو وہ نکاح قطعاً صحیح ہو جائے گا اور اگر وہ بات موکل کے حق میں مفید نہیں بلکہ مضر ہے تو یہ نکاح مؤکل کی اجازت پر موقوف رہے گا مثلاً کسی موکل نے اپنے وکیل سے یہ کہا کہ میرا نکاح بوڑھی یا اندھی عورت سے کر دے وکیل نے آنکھ والی یا جوان عورت سے اس کا نکاح کر دیا یا مثلاً موکل مرد نے وکیل سے کہا تھا کہ پانچسو روپیہ مہر پر میرا نکاح کر دے وکیل نے چار سو روپیہ مہر پر کر دیا یا موکل عورت ہو اور وہ کہے کہ ایک ہزار روپیہ مہر پر نکاح کر دے، وکیل دو ہزار مہر پر نکاح کر دے تو یہ سب نکاح قطعاً صحیح ہو جائیں گے کیونکہ ان سب صورتوں میں وکیل کی مخالفت موکل کے حق میں مضر نہیں ہے (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۷۱) وکیل کو یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے موکل کا نکاح اپنے ساتھ کرے، اگر کوئی فضولی کسی شخص کا نکاح کر دے اور بعد اس کے اس شخص کو خبر کرے جس کا نکاح کیا ہے پس اگر وہ راضی ہو جائے تو نکاح صحیح ہوگا ورنہ باطل ہو جائے گا، اگر فضولی کے مر جانے کے بعد نکاح سے رضامندی ظاہر کر دی جائے تب بھی نکاح صحیح ہو جائے گا۔

وکیل کو نکاح کر دینے کے بعد قبل اجازت کے فسخ کر دینے کا اختیار ہے فضولی کو یہ اختیار نہیں ہے۔

مثال کسی وکیل نے اپنے موکل کا نکاح ایک بالغ عورت سے بغیر اس کی اجازت کے کر دیا تو اس وکیل کو اختیار ہے کہ قبل اس عورت کی اجازت کے اس نکاح کو فسخ کر دے اور اپنے موکل کا نکاح دوسری عورت سے کر دے بخلاف فضولی کے کہ وہ نکاح کر چکنے کے بعد خود فسخ کرنے کا اختیار نہیں رکھتا وکیل کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنے موکل کا نکاح اپنی لونڈی کے ساتھ یا اس نابالغ لڑکی کے ساتھ کر دے جس کا وہ ولی ہے اور اگر ایسا کرے تو موکل کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر وہ راضی ہو جائے گا تو نکاح صحیح ہو جائے گا

Marfat.com

ورنہ باطل ہو جائے گا (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۵۱)

مسئلہ ایک ہی شخص زوجین کی طرف سے ایجاب وقبول دونوں کرسکتا ہے بشرطیکہ وہ دونوں کا[عـــہ] ولی ہو یا دونوں کا وکیل ہو یا ایک طرف سے وکیل ہو دوسری طرف سے ولی ہو یا ایک طرف سے وکیل ہو دوسری طرف سے ولی ہو یا ایک طرف سے اصیل ہو دوسری طرف سے ولی ہو یا ایک طرف سے اصیل ہو دوسری طرف سے وکیل فضولی کو اختیار نہیں ہے کہ وہ دونوں طرف سے خود ہی ایجاب وقبول کرے۔

کفو کا بیان

نکاح کے صحیح ہونے کی چوتھی شرط یہ ہے کہ عورت اگر غیر کفو سے نکاح کرے تو ولی کی رضامندی شرط ہے کفو کی تعریف تو ہم مقدمہ میں بیان کر چکے ہیں اب چند مسائل اس کے یہاں درج کرتے ہیں۔

(۱) کفو ہونے کا اعتبار صرف مرد کی طرف سے ہے یعنی مرد عورت کا کفو ہونا چاہیے عورت اگر مرد کی کفو نہ ہو تو کچھ حرج نہیں۔

(۲) کفایت کا اعتبار صرف ابتدائے نکاح کے وقت ہے اگر کوئی مرد نکاح کے ہوتے وقت کفو تھا مگر بعد نکاح کفایت جاتی رہی مثلاً پہلے پرہیز گار تھا اب بدکار ہو گیا تو یہ نکاح فسخ نہ ہوگا۔

(۳) اگر کسی عورت نے اپنا نکاح کسی غیر[عـــہ] کفو کے ساتھ کر لیا مگر نکاح کرتے وقت یہ نہ

عـــہ دونوں کے ولی ہونے کی صورت یہ ہے کہ ایک اس کا بیٹا ہو اور ایک اس کی بھتیجی، دونوں کے وکیل ہونے کی صورت ظاہر ہے ایک طرف سے وکیل وہ ہو اور دوسری طرف کا ولی ہو مثلاً اس کا بیٹا ہو یا بھتیجا ایک طرف سے اصیل ہونے کی صورت یہ ہے کہ خود اپنے ساتھ اپنے چچا کی بیٹی یا موکلہ کا نکاح کر لے ۱۲۔ عـــہ اس کلیہ کے خلاف ایک جزئیہ علامہ شامی نے بیان کیا ہے کہ اگر کوئی حجام کسی مجہول النسب عورت سے نکاح کرے اور بعد اس نکاح کے کوئی قریشی اس کا دعویٰ کرے کہ یہ لڑکی میری ہے اور اس کو ثابت کر دے تو اب قریشی کو اختیار ہے کہ اس عورت کا نکاح اس حجام سے فسخ کرا دے مگر دراصل یہ جزئیہ اس کے خلاف نہیں بلکہ یہ جداگانہ صورت ہے کہ نکاح کے وقت کفو ہونا معلوم ہی نہ تھا اب معلوم ہوا ہے اور ایسی حالت میں ولی کو اختیار فسخ نکاح کا ہے بشرطیکہ اس کی بے اجازت نکاح ہوا ہو ۱۲۔

Marfat.com

معلوم تھا کہ وہ کفو نہیں ہے بعد نکاح کے معلوم ہوا تو اس عورت کے ولی اس نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں بشرطیکہ یہ نکاح بغیر ان کی اجازت کے ہوا ہو اور اگر اس عورت کا نکاح انھیں اولیا نے کیا ہے تو پھر ان کو بھی فسخ کرانے کا اختیار نہیں، ہاں اگر نکاح کرتے وقت اس عورت نے یا اس کے اولیا نے مرد سے اس بات کی شرط لی ہو کہ ہم تیرے ساتھ اسی شرط پر نکاح کرتے ہیں کہ تو کفو ہے یا اس مرد نے ان لوگوں سے کہا ہو کہ میں تمہارا کفو ہوں اور انہوں نے اس کے کہنے پر اعتبار کر کے نکاح کر دیا ہو تو اب اگر بعد نکاح کے معلوم ہوگا کہ وہ مرد کفو نہیں تو اس عورت کو یا اس کے اولیا کو نکاح فسخ کر دینے کا اختیار ہے۔

(۴) کفو ہونے کے لیے صرف انہیں چھ[1] چیزوں میں برابری شرط ہے جن کا ذکر ہم مقدمہ میں کر چکے ہیں ان کے علاوہ اور کسی بات میں برابری شرط نہیں نہ عقل میں برابر ہونا شرط ہے نہ عمر میں برابر ہونا شرط ہے نہ حسن و جمال میں نہ عیوب سے سالم ہونے میں۔

اگر کوئی شخص خود مالدار نہ ہو مگر اس کے ماں باپ مالدار ہوں اور اس کی خرچ کی کفالت کرتے ہوں تو وہ شخص مالدار سمجھا جائے گا اس کے کفو ہونے میں کسی طرح کا نقصان نہ ہوگا، مقدمہ میں ہم لکھ چکے ہیں کہ غیر عربی[2] النسل عربی النسل کا کفو نہیں ہو سکتا اس سے ایک صورت مستثنیٰ ہے وہ یہ کہ اگر غیر عربی النسل علم دین کا عالم ہو تو وہ عربی النسل بلکہ خاص قریشی عورت کا جو علم سے بے بہرہ ہو کفو ہو جائے گا (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۳۵۰)

نکاح کی چار شرطوں کا بیان ہو چکا اب تین شرطیں اور باقی ہیں مگر پانچویں اور ساتویں شرط بالکل صاف ہے اس کی شرح کرنے کی حاجت نہیں، اب ہم چھٹی شرط کا ذکر کرتے ہیں۔

عہ[1] بعض لوگوں نے ان کے علاوہ اور باتیں بھی لکھی ہیں جن میں برابری ہونا چاہیے مثلاً فتاویٰ حامدیہ میں ہے کہ مرد کا خاص استراحت پر قادر ہونا بھی کفاءت کی شرط ہے اگر باپ دادا کے علاوہ کوئی ولی عورت کا نکاح کسی عنین کے ساتھ باوجود علم کے کر دے تو یہ نکاح صحیح نہ ہوگا یا مثلاً فتاویٰ قاضیخاں میں لکھا ہے کہ متاخرین کا اس میں اختلاف ہے کہ عقل میں شرط ہے یا نہیں مگر یہ اقوال ضعیف ہیں ۱۲

عہ[2] بعض لوگوں نے لکھا ہے کہ غیر عربی النسل قریشی عورت کا کفو نہیں ہو سکتا گو کتنا ہی بڑا عالم کیوں نہ ہو، علامہ شامیؒ اس قول کو رد کر کے لکھتے ہیں کہ کون کہے گا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ یا امام حسن بصری جو عربی النسل نہیں ہیں ایک عربی النسل جاہل عورت کے کفو نہیں ہیں ۱۲۔

Marfat.com

مہر کا بیان

ہم لکھ چکے ہیں کہ نکاح کے صحیح ہونے کے لیے شرط ہے کہ یہ نیت نہ ہو کہ مہر دیا ہی نہ جائے گا اس شرط کو اور لوگوں نے ذکر نہیں کیا، بعض[ع] نے اس شرط کے خلاف لکھا ہے۔

مہر کا ذکر کرنا نکاح کے صحیح ہونے کے لیے شرط نہیں ہے اگر مہر کا ذکر نہ کیا جائے تو نکاح صحیح ہو جائے گا اور مہر مثل شوہر کے ذمہ واجب ہو گا۔

مہر میں دو باتیں شرط ہیں (۱) یہ کہ وہ از قسم مال[ع] ہو پس اگر کوئی شخص کسی لونڈی سے نکاح کرے اس کی آزادی کو قرار دئے تو صحیح نہیں یعنی یہ آزادی مہر نہ ہو گی کیونکہ آزادی از قسم مال نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی شخص سور یا شراب کو مہر قرار دے تب بھی صحیح نہیں کیونکہ یہ دونوں چیزیں شریعت میں مال نہیں سمجھی گئی ہیں۔

وہ منافع جن کے معاوضہ میں اجرت لینا جائز ہے از قسم مال سمجھے جائیں گے اور ان کا مہر قرار دینا صحیح ہو گا پس اگر کوئی شخص اپنی بی بی کا مہر اپنے گھوڑے کی سواری یا اپنے ملازم

ع اکثر فقہا نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص مہر نہ دینے کی شرط کرے تو نکاح صحیح ہو جائیگا۔ اور شوہر کے ذمہ مہر مثل واجب ہو جائیگا مگر اس کی دلیل کوئی نہیں بیان کرتے اور جو بیان کرتے ہیں اس سے ثابت نہیں ہوتی مثلاً یہ آیت پیش کرتے ہیں لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مَا لَمْ تَمَسُّوهُنَّ أَوْ تَفْرِضُوا لَهُنَّ فَرِيضَةً ط یعنی تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم اپنی بیبیوں کو طلاق دیدو قبل اس کے کہ ان سے خاص استراحت کر دیا ان کا مہر مقرر کر دو اس آیت سے صرف اسی قدر ثابت ہوتا ہے کہ بغیر مہر مقرر کئے ہوئے بھی نکاح صحیح ہو جاتا ہے اور یہ ہم بھی کہتے ہیں کہ مہر کا ذکر کرنا شرط نہیں ہے اور یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مہر کے نہ دینے کی نیت ہو تب بھی نکاح صحیح ہو جائیگا اور یہ بات دوسری آیت سے ثابت نہیں ہے کہ مہر کا ہونا نکاح کے لیے نہایت ضروری ہے پس جب اس کے نہ دینے کی نیت ہو گی تو نکاح کیسے صحیح ہو گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ مُحْصِنِينَ ط بشرطیکہ تم اپنے مال کے بدلہ میں نکاح کرنا چاہو ۱۲

ع شافعیہ اس کے خلاف ہیں ان کے نزدیک از قسم مال ہونا ضروری نہیں البتہ ہماری دلیل یہی آیت ہے أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ ط اللہ تعالیٰ نے مال کی تخصیص کر دی ہے ۱۲

Marfat.com

کی خدمت یا اپنے گھر کی سکونت کو قرار دے تو صحیح ہے کیونکہ ان چیزوں کے مقابلہ میں اجرت لینا جائز ہے لیکن اگر شوہر خود اپنی خدمت کو مہر قرار دے مثلاً یہ کہے کہ میں سال بھر تک تیرا پانی بھر دیا کروں گا تو درست نہیں کیونکہ اس میں شوہر کی اہانت ہے، ہاں اگر کوئی ایسی خدمت ہو جو باعث ذلت نہ ہو جیسے بکریوں کا چرا دینا[عہ] یا کاشت کر دینا تو درست ہے اسی طرح اگر شوہر اپنی زوجہ کے مالک یا ولی کی خدمت کر دینے کو مہر قرار دے تب بھی درست ہے بشرطیکہ زوجہ[عسہ] راضی ہو جائے اور وہ عورت اگر چاہے تو اپنے ولی سے اس خدمت کی قیمت لے سکتی ہے ہاں لونڈی اپنے مالک سے نہیں لے سکتی کیونکہ لونڈی کے مال کا مالک اس کا آقا ہے بخلاف آزاد عورت کے کہ اس کے مال کا مالک اس کا ولی نہیں ہے۔

اگر کوئی شخص تعلیم قرآن کو مہر قرار دے تو جائز نہیں کیونکہ تعلیم قرآن[سہ] ان منافع میں نہیں ہے جس کے مقابلہ میں اجرت لینا جائز ہے

عہ بکریوں کا چرانا ذلیل کام نہیں ورنہ حضورؐ اور حضرت موسیٰ علیہم السلام ہرگز نہ چراتے ۱۲ منہ

عسہ جیسے حضرت شعیب علیہ السلام نے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا تو یہی مہر مقرر کیا تھا کہ تم میری بکریاں آٹھ برس تک چرا دو اس قصہ کا حق تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے اور پھر اس کے بعد کوئی ذکر اس امر کا نہیں ہے کہ یہ حکم اب منسوخ ہے لہٰذا اس پر عمل باقی ہے بعض لوگوں نے اس قصہ سے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ اگر خود ولی بی بی کی خدمت کو مہر قرار دیدے تب بھی درست ہے حالانکہ یہ بات اس قصہ سے ثابت نہیں ہوتی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو خدمت کی تو اپنی بی بی کے باپ کی نہ کہ اپنی بی بی کی ۱۲ منہ

سہ شافعیہ کہتے ہیں کہ تعلیم قرآن کو مہر قرار دینا درست ہے اس لیے کہ صحیح بخاری میں مروی ہے کہ حضرت نے ایک شخص کا نکاح کیا اور فرمایا کہ تیرے پاس کچھ ہے اس نے عرض کیا کہ کچھ نہیں آپ نے فرمایا کہ کوئی لوہے کی انگوٹھی ہی تلاش کر لا اس نے تلاش کی مگر وہ بھی نہ نکلی تو آپ نے فرمایا کہ جس قدر قرآن تیرے پاس ہے یعنی تجھے یاد ہے اس کے عوض میں میں نے تیرے ساتھ اس عورت کا نکاح کر دیا، حنفیہ کہتے ہیں کہ اس حدیث میں بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ۔ ترجمہ جس قدر قرآن تیرے پاس ہے اس کے عوض میں صحیح نہیں ہے بلکہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ جس قدر قرآن تیرے پاس ہے اسکی وجہ سے تیرے ساتھ نکاح کر دیا یعنی چونکہ یہ بزرگی تجھ کو حاصل ہے اگرچہ اس وقت مال دنیاوی تیرے پاس نہیں ہے اس سبب سے میں نے تیرے ساتھ نکاح کر دیا اور مہر کا ذکر تو آپ نے اس وجہ سے نہیں کیا جب اس کے پاس ہوگا دس درہم دیدے آپ نے ذکر فرمایا مگر راوی نے نقل نہیں کیا بعض متاخرین حنفیہ نے بھی اس بنا پر کہ تعلیم قرآن کی اجرت لینا ان کے نزدیک بضرورت جائز ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ اگلہ پر)

دوسری شرط یہ ہے کہ مہر کم سے کم دس[عہ] درہم چاندی کی قیمت کا ہو خواہ چاندی سونے کی قسم سے ہو یا اور کوئی چیز ہو جس کی قیمت دس درہم کے برابر ہو پس اگر کوئی شخص دس درہم سے کم مہر باندھے تو صحیح نہیں دس درہم اس کے ذمہ واجب ہو جائیں گے اگر کسی شخص نے مہر میں کوئی چیز ایسی مقرر کر دی جس کی قیمت اس وقت دس درہم کی تھی مگر اس کے بعد وہ چیز ارزاں ہو گئی یہاں تک کہ جب اس نے اپنی بی بی کو وہ چیز دی اس وقت اس کی قیمت آٹھ درہم کی تھی تو کچھ حرج نہیں اس کے ذمہ اسی چیز کا دے دینا واجب ہے مثال کسی شخص نے دو گز کپڑے پر مہر باندھا جس وقت نکاح ہوا اس وقت تو اس کپڑے کی قیمت فی گز پانچ درہم تھی مگر بعد نکاح کے وہ کپڑا ارزاں ہو گیا یعنی جس وقت اس نے اپنی بی بی کو وہ کپڑا دیا تو اس کی قیمت فی گز چار درہم تھی تو اس صورت میں شوہر کو اس کپڑے سے زیادہ دینے کی ضرورت نہیں۔ زیادہ مہر کی کوئی حد شریعت نے مقرر نہیں فرمائی جس قدر دینے کی جس شخص میں استطاعت ہو اس قدر مہر باندھ سکتا ہے مگر مناسب یہ ہے کہ بنظر اتباع سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات و بنات طیبات کے مہروں میں سے کسی مہر کو اختیار کرے جو ذیل میں ہم نہایت محقق روایات سے درج کرتے ہیں۔ علماء سیر نے لکھا ہے کہ حضرت سرور انبیا صلی اللہ علیہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) تعلیم قرآن کو عند الضرورت مہر قرار دینا بھی جائز کر دیا ہے مگر یہ صحیح نہیں کہ نہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز نہ اس کو مہر قرار دینا جائز، چنانچہ ہم آئندہ اس کی تحقیق کریں گے ۱۲۔

عہ شافعیہ کے نزدیک دس درہم سے کم مہر بھی درست ہے کیونکہ بعض احادیث میں اس سے کم مہر وارد ہوا ہے حنفیہ کہتے ہیں وہ سب حدیثیں ضعیف ہیں سوا اس حدیث کے جس میں لوہے کی انگوٹھی کا ذکر ہے جو بھی صحیح بخاری سے منقول ہو چکی ہے سو اس میں بھی یہ احتمال ہے کہ شاید آپ نے اس انگوٹھی کی تلاش مہر کا بعض حصہ ادا کرنے کے لیے کرائی ہو نہ یہ کہ وہی انگوٹھی پورا مہر تھی کیونکہ اس زمانہ میں دستور تھا کہ کچھ حصہ مہر کا قبل خلوت استطاعت کے ادا کر دیا کرتے تھے پس اس حدیث سے استدلال شافعیہ کا صحیح نہیں اور حنفیہ کا استدلال اس حدیث سے ہے لا مہر اقل من عشرۃ دراہم یعنی مہر دس درہم سے کم درست نہیں اس حدیث کو بیہقی نے بسند ضعیف اور ابن ابی حاتم نے بقول حافظ ابن حجر بسند حسن روایت کیا ہے ۱۲۔

عہ ترجمہ:۔ اے نبی اپنی بی بیوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کے ساز و سامان کو چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دے دوں اور تمہیں اچھی طرح سے رخصت کر دوں ۱۲۔

Marfat.com

وسلم کی گیارہ بی بیاں ایسی تھیں جن کو آپ کی خاص استراحت کا شرف حاصل ہوا تھا ان میں سے ام المومنین خدیجہ اور ام المومنین زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ہی میں وفات پا چکی تھیں، باقی نو بی بیاں آپ کے بعد تک زندہ رہیں ہم نے یہاں ان ہی گیارہ بی بیوں کا ذکر کیا ہے، سوا ان کے بیس یا کچھ زیادہ بی بیاں اور ہیں کہ بعض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا مگر خاص استراحت کی نوبت نہیں آئی کہ ان سے مفارقت فرمائی اور بعض سے صرف خواستگاری نکاح کی فرمائی مگر نوبت نکاح کی نہیں آئی اور بعض سے نکاح ہو چکا تھا مگر جب یہ آیت نازل ہوئی یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوةَ الدُّنْیَا وَزِیْنَتَهَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس آیت کا مضمون سنا دیا اور انہوں نے علیحدگی اختیار کر لی۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح سفر السعادۃ میں ایک بارھویں بی بی کا بھی پتہ دیا ہے اس کا نام ریحانہ بنت زید تھا یہ پہلے یہودی تھیں قید ہو کر آئی تھیں حضرت نے ان کو آزاد کر کے سنہ ۶ھ میں ان سے نکاح کر لیا حجۃ الوداع سے لوٹتے وقت ان بی بی نے وفات پائی (شرح سفر السعادۃ صفحہ ۵۵۷) مگر اکثر علماء اس کے مخالف ہیں کہتے ہیں کہ حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا ازواج میں سے نہ تھیں بلکہ لونڈیوں میں تھیں، واللہ اعلم۔ صاحبزادیاں آپ کی چار تھیں ان میں سے تین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی وفات پا گئی تھیں صرف حضرت فاطمہ زہراؓ آپ کے بعد باقی رہ گئیں تھیں۔ اب ہم دو نقشے بناتے ہیں ایک میں ازواج پاک کے مہر لکھے گئے ہیں اور دوسرے میں بنات طاہرات کے ایک خانہ میں مہر کی مقدار اس وزن سے لکھ دی گئی ہے جو حضرت کے زمانہ میں رائج تھا دوسرے خانہ میں اس زمانہ کے مروج وزن کے حساب سے تیسرے خانہ میں اس کی قیمت اس زمانہ کے حساب سے چوتھے خانہ میں مختصر حالات۔

مہر کی مقدار واجب کا بیان

چونکہ مہر کی مقدار مختلف طور پر واجب ہوا کرتی ہے یعنی کبھی تو دس درہم کبھی مہر مسمّی،

۵ے ترجمہ:۔ اے نبی اپنی بی بیوں سے کہہ دو کہ اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کے ساز و سامان کو چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ مال دے دوں اور تمہیں اچھی طرح سے رخصت کر دوں ۱۲۔

Marfat.com

کبھی مہر مثل کبھی دس درہم کا یا مہر مسمّی کا نصف لہٰذا مناسب ہے کہ ہر مقدار کی صورتیں علیحدہ علیحدہ ذکر کر دیں دس درہم واجب ہونے کی صورتیں علیحدہ ایک جگہ جمع کر دیں اور مہر مثل وغیرہ کی صورتیں علیحدہ علیحدہ تاکہ ناظرین کو مسائل کے معلوم کرنے میں آسانی ہو۔

دس درہم کے واجب ہونے کی صرف دو صورتیں ہیں (۱) مہر دس درہم مقرر کیا جائے خواہ صاف طور پر دس درہم کی تصریح کر دی جائے یا اشارۃً مثلاً کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور تیرا مہر وہ ہے[عـہ] جس سے کم شریعت نے جائز نہیں رکھا (۲) مہر دس درہم سے کم مقرر کیا جائے گو عورت راضی ہو جائے تب بھی دس ہی درہم دینا پڑیں گے۔

مہر مسمّیٰ کے واجب ہونے کی یہ صورت ہے کہ نکاح کے وقت کوئی خاص مقدار معین کر دی گئی ہو خواہ صراحۃً معین کر دی گئی ہو مثلاً یوں کہے کہ پانچسو روپیہ مہر پر تیرے ساتھ نکاح کیا یا کوئی بات ایسی کہہ دے کہ اس سے کسی مقدار کا تعین ہو سکے مثلاً یوں کہے کہ فلاں شخص کے غلام کو میں نے مہر مقرر کیا تو اس صورت میں اس غلام کی قیمت دینا پڑے گی، اگر کسی شخص نے مہر میں ایسے منافع کا ذکر کیا جن پر اجرت لینا جائز ہے تو وہ مہر مسمّیٰ میں شامل ہیں، مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر تیرا یہ ہے کہ میرا غلام تیری خدمت کیا کرے گا تو اس صورت میں اس شخص پر صرف اپنے غلام سے خدمت کرانا ضروری ہو گا۔

مہر مثل کے واجب ہونے کی سات صورتیں ہیں (۱) نکاح کے وقت مہر کا بالکل نہ ذکر آیا ہو (۲) مہر کا ذکر آیا ہو مگر اس کی مقدار نہ معین کی گئی ہو مثلاً کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ مہر جائز فی الشرع[عـہ] کی عوض میں نکاح کیا یا یوں کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر جس قدر تو کہے منظور کیا جو میرے دل میں آئے گا دے دوں گا

عـہ اگر کوئی شخص کہے کہ میں تیرے ساتھ شرعی مہر پر نکاح کرتا ہوں اور عام طور پر شرعی مہر دس درہم کو کہتے ہیں تو اس صورت میں بھی مہر دس درہم ہوگا۔۱۲

عـہ یہ اس وقت ہے جبکہ عام طور پر لوگ جائز فی الشرع مہر مثل کو کہتے ہوں یا یہ کہ اس لفظ کا عام رواج نہ ہو جو کچھ معنی عرف عام میں رائج ہوں گے۔ وہی معنی مراد لیے جائیں گے ۱۲

Marfat.com

نقشہ مہر امہات المومنین رضی اللہ عنہن یعنی ازواج سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

ام المومنین کا نام	مقدار مہر بوزن قدیم شرعی	وزن رائج	قیمت بحساب روپیہ انگریزی عہ	مختصر کیفیت
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا	۱۲- اوقیہ طلا	۱۹ تولہ ایک ماشہ ۲ رتی طلا	۲ ۵ عہ ۱۳/۸ پائی	ان کے والد کا نام خویلد ہے، ماں کا نام فاطمہ پہلے ابو ہالہ کے نکاح میں تھیں پھر عتیق بن عائذ کے نکاح میں آئیں بعد ان کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اس وقت عمر ان کی چالیس سال کی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۵ سال کی، سب اولادیں آپ کی انہیں سے تھیں سوا حضرت ابراہیم کے کہ وہ ماریہ قبطیہ سے تھے واقعہ فیل سے ۲۵ سال بعد ان کے ساتھ نکاح ہوا اور ہجرت سے تین برس پہلے وفات پائی، مقبرہ حجون مکہ معظمہ میں مدفون ہیں
حضرت سودہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۴۷ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لصہ ۸/	ان کے والد کا نام زمعہ، ماں کا نام شموس، پہلے ان کا نکاح سکران کے ساتھ ہوا یہ دونوں اول بعثت میں مسلمان ہوئے اور حبش کی طرف ہجرت کی، سکران کی وفات کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں حضرت معاویہ یا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں وفات پائی گہوارہ کی ایجاد سب سے پہلے انہیں کے جنازہ کے لیے ہوئی تھی مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔

عہ حضرت مؤلف علام مدظلہ العالی نے انگریزی روپے سے جو حساب لگایا ہے وہ اس زمانہ کا ہے جب سونا للعہ ۸/ تولہ اور چاندی ایک روپیہ کی ۱۰ ماشہ ملتی تھی ۱۲ (ناشر)

بقیہ نقشہ مہر امہات المومنین رض

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا	۵۰۰ درہم نقرہ	۱۲۷ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لہ صہ /۸	ان کے والد کا نام ابو بکر صدیق خلیفہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے مکہ معظمہ میں بعمر شش سالگی حضرت کے نکاح میں آئیں حضرت کی وفات کے وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی حضرت کو تمام ازواج سے زیادہ ان کے ساتھ محبت تھی حضرت معاویہ کے زمانہ میں وفات پائی، مدینہ منورہ جنت البقیع میں مدفون ہیں
حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا	۵۰۰ درہم نقرہ	۱۲۷ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لعہ /۸	ان کے والد کا نام حضرت عمر فاروق خلیفہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور ماں کا نام زینب بنت مضعون ہے پہلے خلیس بن حذافہ کے ساتھ نکاح ہوا جب واقعہ بدر یا احد کے بعد ان کی وفات ہو گئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں شعبان ۳ھ میں ان کے ساتھ نکاح ہوا جمادی الاولی ۴۱ھ میں بعہد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ وفات پائی
حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا	۱۰ درہم نقرہ	ایک تولہ ۹ ماشہ ۷ رتی نقرہ	عمصہ /۴ ۶ پائی	نام ان کا ہند، والد کا نام امیہ، ماں کا نام عاتکہ، پہلے ابو سلمٰی کے نکاح میں تھیں ابو سلمٰی جنگ احد میں زخمی ہو گئے تھے وہی زخم تازہ ہوا اور ۴ھ میں وفات پائی اس کے بعد حضرت کے نکاح میں آئیں شوال ۴ھ میں ان کے ساتھ نکاح ہوا رمضان ۵۹ھ میں یزید بن معاویہ کے زمانہ میں حضرت سیدنا حسین رض کی شہادت کے بعد وفات پائی، جنۃ البقیع میں مدفون ہیں۔

Marfat.com

بقیہ نقشہ مہر امہات المومنین رض

نام	مقدار مہر قدیم	وزن مروجہ	حساب انگریزی	مختصر کیفیت
حضرت زینب رضی اللہ عنہا	۵۰۰ درہم نقرہ	۴۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لہ صہ ۸/۹	نام ان کا برّہ ہے، والد کا نام خزیمہ، بڑی سخیہ تھیں، زمانہ جاہلیت سے ام المساکین کے لقب سے مشہور تھیں پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جب وہ جنگ احد میں شہید ہوئے تو حضرت صلعم کے نکاح میں آئیں رمضان ۳ھ میں ان کے ساتھ نکاح ہوا، اور نکاح کے چھ مہینے بعد ربیع الاول ۴ھ میں وفات پائی، جنۃ البقیع میں مدفون ہیں۔
حضرت زینب رضی اللہ عنہا	۵۰۰ درہم نقرہ	۴۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لہ صہ ۸/۹	نام ان کا بھی برّہ تھا، حضرت نے زینب رکھا، والد کا نام جحش، ماں کا نام امیمہ پہلے زید بن حارثہ کے نکاح میں تھیں جب انہوں نے طلاق دیدی تو ذیقعد ۵ھ میں حضرت صلعم نے ان کے ساتھ نکاح کیا ان کا نکاح اللہ تعالیٰ نے عرش پر حضرت ص کے ساتھ کر دیا تھا دنیا میں نکاح کی ضرورت نہیں ہوئی ۲۱ھ میں بعہد حضرت فاروق اعظم وفات پائی، جنۃ البقیع میں مدفون ہیں۔
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ دینار طلا	۱۲۰ تولہ ایک ماشہ طلا	الہ ۶ صہ ۱۲/۴ پائی	ان کے والد کا نام سفیان، ماں کا نام صفیہ، پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جب وہ مرتد ہو گیا اور یہ ان دنوں ہجرت کر کے حبش گئی ہوئی تھیں تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی بادشاہ حبش کو لکھ بھیجا کہ ام حبیبہ کا نکاح میرے ساتھ کر دو انہوں نے تعمیل ارشاد کی ۶ھ میں ان کے ساتھ نکاح ہوا اور ۴۴ھ میں وفات پائی، مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔

Marfat.com

بقیہ نقشہ مہر امہات المومنین رضؓ

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۴۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لہ ص ۸/۱	ان کے والد کا نام حارث، ماں کا نام ہند، ان کا نام بھی برّہ تھا حضرت نے میمونہ رکھا، پہلے مسعود بن عمرو کے نکاح میں تھیں، پھر ابورہم کے نکاح میں، انہیں ان کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ذیقعدہ ۷ھ میں بمقام صرف جو مکہ معظمہ سے آٹھ میل ہے ان کا نکاح ہوا اور اسی مقام میں ۵۱ھ میں وفات پائی۔ مدینہ منورہ میں مدفون ہیں۔
حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا	۴۰۰ درہم نقرہ	۴۲ تولہ ۱۱ ماشہ نقرہ	لہ ص ۸/۱	ان کا نام بھی برّہ تھا حضرت نے جویریہ رکھا، ان کے والد کا نام حارث تھا، غزوہ مریسیع میں قید ہو کر آئیں اور ثابت بن قیس کے حصہ میں پڑیں حضرتؐ نے ان کے بدلہ میں روپیہ دیکر شعبان ۵ھ میں ان کے ساتھ نکاح کیا حضرت معاویہ کے زمانہ میں ربیع الاول ۵۰ھ میں وفات پائی، جنت البقیع میں مدفون ہیں۔
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا				ان کے والد کا نام حیی بن اخطب تھا حضرت ہارون پیغمبر کی اولاد میں ہیں پہلے یہودی تھیں سلام بن مشکم کے نکاح میں تھیں پھر کنانہ بن ربیع کے ساتھ نکاح ہوا جب وہ جنگ خیبر میں قتل ہوا اور یہ قید ہو کر آئیں تو رمضان ۷ھ میں حضرتؐ نے ان کے ساتھ نکاح کیا اور ان کی آزادی کو ان کا مہر مقرر کیا، یہ خاصہ حضرت کا ہے دوسرے کے لیے جائز نہیں رمضان ۵۰ھ میں وفات پائی۔

نقشہ مہر بنات طیبات سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

جنت شریفہ کا نام	تعداد مہر بوزن قدیم شرعی	وزن رائج	قیمت بحساب روپیہ انگریزی	مختصر کیفیت
حضرت زینب رضی اللہ عنہا	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	ماں ان کی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں ۳۰ سنہ عام فیل میں پیدا ہوئیں ان کا نکاح حضرت نے ان کی خالہ کے بیٹے ابوالعاص بن ربیع سے کر دیا تھا حضرت زینب تو مسلمان ہو گئی تھیں مگر ان کے شوہر مشرک تھے اس وقت تک مشرکوں کے ساتھ نکاح جائز تھا حضرت زینب ہجرت کر کے مدینہ آگئیں پھر ابوالعاص بھی مسلمان ہو گئے حضرت زینب کو آپ نے پھر ان کے حوالے کر دیا، ایک بیٹا علی نام اور ایک بیٹی امامہ ان سے پیدا ہوئیں علی نے سن بلوغ کو پہنچکر وفات پائی امامہ سے حضرت علی مرتضیٰ نے بعد حضرت فاطمہ کے نکاح کیا حضرت زینب کی وفات ۸ھ میں ہوئی
حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	ماں ان کی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں ۳۳ سنہ عام فیل میں پیدا ہوئیں پہلے ان کا نکاح عتبہ بن ابی لہب کے ساتھ ہوا مگر جب اس نے ابولہب کے درغلانے سے ان کو طلاق دے دی تو ان کا نکاح حضرت[۱۹] نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ کر دیا نکاح کے چند روز بعد رمضان ۲ھ میں وفات پائی۔ ابولہب کے درغلانے کی وجہ یہ تھی کہ سورہ تبت یدا نازل ہوئی جس میں اس کی مذمت تھی اس کو سنکر وہ جل گیا۔

Marfat.com

نقشہ مہر بنات طیبات

حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا	نامعلوم	نامعلوم	نامعلوم	ماں اُن کی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں ان کا نکاح عتیبہ بن ابی لہب کے ساتھ ہوا اس نے بھی حسب قصہ مذکورہ بالا اپنے باپ کے کہنے سے ان کو طلاق دیدی تب ربیع الاول ۳ھ میں حضرت رقیہ کے انتقال کے بعد ان کو بھی حضرت[ؐ] نے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیدیا انہوں نے ۹ھ میں وفات پائی
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا	۴۰۰ مثقال نقرہ	۱۴۰ تولہ ۲ ماشہ نقرہ	سعہ ۶/۸ پائی	ماں ان کی ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں، ان کا نکاح حضرت نے صفر ۲ھ میں حضرت علی مرتضیٰ کے ساتھ کیا ان کے چھ فرزند پیدا ہوئے حسنؓ، حسینؓ، محسنؓ، زینبؓ، ام کلثومؓ، رقیہ، حضرت محسن اور رقیہ نے سن طفولیت میں وفات پائی، زینب کا عبداللہ بن جعفر کے ساتھ اور ام کلثوم کا حضرت عمر کے ساتھ نکاح ہوا، حضرت فاطمہ نے ۳ رمضان ۱۱ھ میں وفات پائی جنۃ البقیع میں مدفون ہیں

یا جو کوئی اور آدمی تجویز کرے گا دے دوں گا، یا یوں کہے کہ جس قدر روپیہ مجھے اس سال یا اس مہینہ میں ملے وہ تیرا مہر ہے (۳) مہر کی مقدار بھی معین کر دی گئی ہو مگر اس کی قسم نہ بیان کی گئی ہو۔ **مثال** کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ دس گز کپڑے یا ایک قطعہ مکان یا ایک جانور کے عوض میں نکاح کیا مگر یہ نہ بیان کیا کہ وہ کپڑا کس قسم کا ہے سوتی یا اونی یا ریشمی یا ولائتی یا دیسی اور وہ جانور کس قسم سے ہے گھوڑا ہے یا گائے یا بکری یا کیا اور مکان کس شہر کس محلہ میں ہے اس میں کتنی گنجایش ہے (۴) کسی ایسی چیز کو مہر قرار دے جو نہ شرعاً مال سمجھا جاتا ہو مثلاً سور یا شراب پر مہر باندھے (۵) کسی ایسی چیز کو مہر قرار دے جو نہ شرعاً ہو نہ عرفاً نہ اس منافع میں سے ہو جن کی عوض میں مال لینا جائز ہے، مثال کوئی شخص عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور مہر تیرا یہ ہے کہ جو قرض میرا تجھ پر آتا ہے میں ایک سال تک نہ لوں گا یا یوں کہے کہ تیرا مہر یہ ہے کہ میں تجھے قرآن مجید پڑھا دوں گا یا یہ کہے کہ میں سال بھر تک تیری خدمت کروں گا یا مثلاً نکاح اس طور پر ہوا ہو کہ ایک شخص اپنی بہن کا نکاح دوسرے شخص سے کر دے اور وہ دوسرا شخص اس کے معاوضہ میں اپنی بہن کا نکاح اس شخص سے کر دے اور یہی معاوضہ مہر قرار دیا جائے (۶) مہر کی مقدار مقرر کر کے کوئی ایسی بات کا ذکر کر دے جس سے مہر کی نفی ہو جائے، **مثال** کسی عورت سے کہے کہ ایک ہزار روپیہ مہر پر میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا مگر شرط یہ ہے کہ تو ایک ہزار روپیہ مجھے دے یا کوئی عورت کسی مرد سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ پچاس اشرفی مہر پر نکاح کیا اور میری پچاس اشرفیاں جو تجھ پر قرض ہیں میں نے معاف کر دیں (بحرالرائق جلد ۳ صفحہ ۵۶، ۱۵۰) مہر مثل کا ذکر نکاح میں کیا گیا ہو مثلاً مرد نے عورت سے یہ کہا ہو کہ میں نے تیرے ساتھ مہر مثل کے عوض میں نکاح کیا خواہ اس مرد کو اس عورت کا مہر مثل معلوم ہو یا نہیں۔

مہر کی یہ مقداریں جو اوپر مذکور ہوئیں یعنی دس درہم اور مہر مسمّی اور مہر مثل یہ پوری پوری مقدار اس وقت دینا ہوتی ہے کہ جب زوجین میں باہم خاص استراحت یا خلوت صحیحہ کی نوبت آ جائے یا دونوں میں سے کوئی مر جائے یا کسی ایسی عورت سے نکاح کرے جو پہلے اس کے نکاح میں تھی اور اس سے خاص استراحت ہو چکی تھی اور بعد اس کے اس نے اس کو طلاق بائن دے دی تھی مگر ابھی عدت نہیں گزرنے پائی، ایسی عورت سے نکاح کرنے میں دوسرے نکاح کا پورا مہر دینا ہوگا گو اس نکاح کے بعد خاص استراحت یا خلوت

Marfat.com

صحیحہ کی نوبت نہ آئی ہو اور اگر مذکورہ بالا امور میں سے کوئی بات نہ ہوئی ہو تو ان مقدار دس کا نصف دینا پڑے گا جیسا کہ ہم نصف مہر کی صورتوں میں ذکر کرتے ہیں۔

نصف مہر واجب ہونے کی یہ صورت ہے کہ نکاح کے وقت مہر معین ہو چکا ہو خواہ وہ دس درہم ہوں یا اس سے کم و بیش یا مہر مثل ہو اور قبل اس کے کہ اس عورت سے خلوت صحیحہ یا خاص استراحت کی نوبت آئے اس کا شوہر اس کو طلاق دیدے، اس صورت میں شوہر کو نصف مہر دینا ہو گا۔

مثال۔ کسی مرد نے کسی عورت سے دس درہم چاندی یا اس قیمت کی کسی اور چیز کو مہر قرار دیکر نکاح کیا اور بعد نکاح کے قبل خلوتِ صحیحہ اور خاص استراحت کے اس عورت کو طلاق دیدی تو اب اس شخص کو پانچ درہم چاندی یا دس درہم کی قیمت والی چیز کا نصف دینا ہو گا اور اگر دس درہم سے کم مہر باندھا تھا تب بھی پانچ درہم دینا ہوں گے اور اگر مہر مثل پر نکاح کیا ہے تو جس قدر اس عورت کا مہر مثل ہو گا اس کا نصف دینا ہو گا۔

اور اگر مہر زوجہ کے حوالہ کر چکا ہے تو اب اس سے نصف مہر واپس لینے کا حق رکھتا ہے لیکن نہ جبراً بلکہ اس کی رضامندی سے یا بذریعہ[عہ] حکم قاضی کے جب تک وہ عورت خود راضی ہو کر شوہر کو نصف مہر واپس نہ کر دے یا قاضی کی عدالت سے واپسی کا حکم نافذ نہ ہو جائے اس وقت تک اس کل مہر کی مالک عورت سمجھی جائے گی اور اس کے تصرفات[عہ] اس میں صحیح رہیں گے۔

اگر مہر میں بعد عقد نکاح کے کچھ زیادتی پیدا ہو جائے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ زیادتی اصل کے ساتھ متصل ہے یا اس سے علیحدہ ہے متصل ہو تو پھر دیکھنا چاہئے کہ زیادتی اصل[سے] سے پیدا

عہ یعنی قاضی کے یہاں درخواست دی جائے اور قاضی اپنے حکم سے نصف مہر واپس کرا دے ۱۲۔

عہ یعنی جو چیز مہر میں اس کو دی گئی ہے اگر وہ بیچ ڈالے تو یہ بیع صحیح ہو جائے گی اسی طرح اگر کسی کو ہبہ کر دے تو بھی درست ہو جائے گا ۱۲۔

سے زیادتی متصل ہو اور اصل سے پیدا ہوئی ہو اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی جانور مہر میں دیا گیا ہو اور وہ جانور فربہ ہو جائے تو یہ فربہی کی زیادتی اس جانور کے ساتھ متصل ہے اور اسی سے پیدا ہوئی ہے جیسے کچھ درخت مہر میں دیئے گئے ہوں ان درختوں میں پھل آجائیں یا وہ درخت پہلے چھوٹے تھے اب بڑے ہو جائیں اور جو زیادتی متصل تو ہو مگر اصل سے پیدا نہ ہوئی ہو اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی کپڑا مہر میں مقرر کیا گیا ہو (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

Marfat.com

ہوئی ہے یا خارج سے پیدا ہوئی ہے اسی طرح جو زیادتی علیحدہ ہوگی اس کی بھی دو حالتیں ہوں گی یا تو اصل سے پیدا ہوئی ہوگی یا خارج سے یہ چار صورتیں ہوئیں، یہ چاروں صورتیں اگر قبل اس کے پیدا ہوئی ہوں کہ زوجہ کا قبضہ مہر پر کرا یا جائے تو جن صورتوں میں زیادتی اصل سے پیدا ہوئی ہے ان میں اصل مہر کے ساتھ زیادتی کی بھی تنصیف کر کے اس کا نصف ہی زوجہ کو ملے گا، اور باقی دو صورتوں میں زیادتی کی تنصیف نہ ہوگی اور اگر یہ چاروں صورتیں قبضہ کے بعد پیدا ہوئی ہوں تو کسی صورت میں زیادتی کی تنصیف نہ کی جائے گی یعنی صرف مہر کا نصف شوہر کو ملے گا، زیادتی سے اس کو کچھ نہ ملے گا یہ سب صورتیں اس وقت جاری ہوں گی کہ جب زیادتی قبل طلاق کے پیدا ہوئی ہو اور اگر یہ زیادتی بعد طلاق کے پیدا ہوئی ہو اس میں دیکھنا چاہیے کہ وہ زیادتی قبل قبضۂ زوجہ کے پیدا ہوئی ہے یا بعد قبضہ کے اگر قبل قبضہ کے پیدا ہوئی ہو تو اس زیادتی کی تنصیف کی جائے گی، اور اگر بعد قبضہ کے پیدا ہوئی ہے تو دیکھنا چاہیے کہ قبل فیصلۂ قاضی کے پیدا ہوئی ہے، یا بعد فیصلے کے اگر بعد فیصلہ کے پیدا ہوئی ہو تو اس صورت میں اس زیادتی کا وہی حکم ہے جو بیع فاسد البیع کی زیادتی کا بعد قبضۂ مشتری کے ہے (شامی جلد ۲ صفحہ ۳۶۰)

اگر مہر میں بعد عقد کے کچھ نقصان پیدا ہو جائے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ نقصان کسی[ع] آسمانی حادثہ کے سبب سے پیدا ہوا ہے یا شوہر[ع] کے فعل سے یا زوجہ[ع] کے فعل سے یا اجنبی[ع] کے فعل سے یا خود[ع] مہر کے فعل[ع] سے

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) اس میں کسی قسم کا رنگ دے دیا جائے یا مثلاً کوئی مکان مہر میں مقرر ہوا تھا اب اس میں کچھ عمارت بڑھا دی جائے ان صورتوں میں زیادتی اصل کے ساتھ متصل تو ہے مگر اصل سے پیدا نہیں ہوئی ہے اور جو زیادتی علیحدہ ہو مگر اصل سے پیدا ہوئی ہو اس کی مثال یہ ہے کہ مثلاً کوئی جانور مہر میں مقرر کیا تھا اب اس کے بچہ پیدا ہو جائے اور زیادتی علیحدہ ہو اور اصل سے پیدا نہ ہوئی ہو اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی زمین مہر میں دی تھی اس میں غلہ پیدا ہوا اور وہ غلہ کاٹ لیا جائے، یا کوئی مکان مہر میں مقرر کیا تھا۔ اس کے کرائے میں کچھ روپے وغیرہ ملے ۱۲

ع یعنی اگر وہ زیادتی متصل ہے اور اصل سے پیدا نہیں ہوئی تو اس زیادتی کی تنصیف نہ کی جائے گی اور ایک نصف شوہر کو واپس دلایا جائے گا ۱۲۔

ع خود مہر کے فعل سے نقصان پیدا ہو جانے کی یہ صورت ہے کہ مثلاً کوئی غلام مہر میں مقرر کیا گیا ہو وہ غلام چوری کرے اور اس کی سزا میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا جائے یا مہر میں کوئی جانور مقرر کیا گیا ہو اور وہ جانور کسی کنوئیں یا تالاب میں خود گر پڑے اور مر جائے تو یہ نقصان خود مہر کے فعل سے پیدا ہوا ۱۲

Marfat.com

یہ کل پانچ صورتیں ہوئیں، یہ صورتیں اگر قبل اس کے پیدا ہوئی ہوں کہ زوجہ کا قبضہ مہر پر کرایا جائے تو پہلی صورت میں زوجہ کو اختیار ہے چاہے اس ناقص مہر کا نصف لے لے چاہے اس کی اس قیمت کا نصف شوہر سے لے لے جو عقد کے وقت تھی، دوسری صورت میں زوجہ کو اختیار ہے چاہے اس مہر ناقص کا نصف اور نقصان کا معاوضہ شوہر سے لے لے چاہے اس کی اصلی قیمت کا نصف شوہر سے لے لے، تیسری صورت میں شوہر کو اختیار ہے چاہے اسی ناقص چیز کا ایک نصف اپنے پاس رکھ لے اور دوسرا نصف زوجہ کو دیدے اور چاہے وہ کل مہر ناقص زوجہ کے حوالہ کر دے اور زوجہ سے اس کی اس قیمت کا نصف لے لے جو نقصان پہنچانے کے وقت میں اس کی تھی، چوتھی صورت میں زوجہ کو اختیار ہے چاہے اسی ناقص مہر کا نصف لے لے اور نقصان کا معاوضہ اس اجنبی سے لے اور چاہے اس کی اصلی قیمت کا نصف شوہر سے لے لے، پانچویں صورت کا وہی حکم ہے جو دوسری صورت کا ہے اور اگر یہ پانچوں صورتیں قبضہ کے بعد پیدا ہوئی ہوں تو پہلی، تیسری اور پانچویں صورت میں خواہ قبل طلاق کے پیدا ہوئی ہوں یا بعد طلاق کے بشرطیکہ قبل فیصلۂ قاضی کے ہوں، شوہر کو اختیار ہے چاہے اسی ناقص مہر کا نصف لے لے اور چاہے اس کی اس قیمت کا نصف زوجہ سے لے جو قبضہ کے وقت اس کی تھی اور اگر یہ صورتیں بعد طلاق کے اور بعد فیصلۂ قاضی کے پیدا ہوئی ہوں تو شوہر کو اس ناقص مہر کا نصف اور نقصان کا "تاوان زوجہ سے دلایا جائے گا اور دوسری صورت میں شوہر کو اختیار ہے کہ اس ناقص مہر کا نصف لے لے چاہے اس کی اصلی قیمت کا نصف زوجہ سے لے، چوتھی صورت میں شوہر کو اس کی اصلی قیمت کا نصف زوجہ سے دلایا جائے گا (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۵۵)

مسئلہ جس عورت کا مہر نکاح کے وقت معین نہ کیا گیا ہو اس کو اختیار ہے چاہے اپنے شوہر سے کہہ کر باہم رضامندی سے کوئی مقدار مہر کی مقرر کرالے چاہے قاضی کی عدالت میں تعین مہر کی درخواست دے کر قاضی سے

قاضی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اپنی طرف سے مہر کی کوئی مقدار مقرر کر کے شوہر کو اس کو قبول کرنے پر مجبور کرے بلکہ اس کو چاہیئے کہ زوجین کی رضامندی سے کوئی مقدار مقرر کر دے اور اگر زوجین میں باہم اختلاف ہو ایک مقدار پر دونوں راضی نہ ہوتے ہوں مثلاً شوہر کہتا ہو کہ پانچسو روپیہ مقرر کیا جائے اور عورت کہتی ہو کہ ایک ہزار روپیہ مقرر کیا جائے تو ایسی حالت

Marfat.com

میں قاضی کو چاہیے کہ اس عورت کا مہر مثل دریافت کرے اور جس قدر اس کا مہر مثل ہو اسی قدر اس کا مہر مقرر کر دے (بحر الرائق جلد ۳ صفحہ ۱۵۹)

مسئلہ جس عورت کا مہر نکاح کے وقت بھی معین نہ ہوا ہو اور بعد نکاح کے تراضی طرفین سے یا حکم قاضی سے بھی کوئی مقدار معین نہ ہوئی ہو ایسی عورت کو اگر اس کا شوہر قبل خلوت صحیحہ اور خاص استراحت کے اس عورت کو طلاق دیدے تو ایسی حالت میں شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے کہ اس عورت کے مہر مثل کا نصف اس عورت کو دیدے بلکہ اس کے ذمہ صرف اس قدر واجب ہے کہ ایک جوڑا کپڑا اس عورت کے لیے بنا دے یا اس کی قیمت اس کے حوالہ کرے، ان کپڑوں کی تعداد ہر شہر کے دستور کے موافق ہونی چاہیے اور ان کپڑوں کی قیمت پانچ درہم سے کم نہ ہو اور اس عورت کے مہر مثل نصف سے زائد نہ ہوں اور زوجین کی حالت کے مناسب ہو یعنی اگر دونوں امیر ہوں تو اعلیٰ درجہ کا لباس[ع] بنایا جائے اور اگر کوئی غریب ہے، اور کوئی امیر تو متوسط درجہ کا۔ ان کپڑوں کے بنا دینے کو یا ان کی قیمت دینے کو متعہ[عہ] کہتے ہیں۔

مسئلہ جس عورت کا مہر نکاح کے بعد معین ہو خواہ تراضی طرفین سے یا حکم قاضی سے اس عورت کو اگر قبل خلوت صحیحہ اور خاص استراحت کے طلاق دی جائے تو اس کے مہر کی تنصیف نہ ہوگی بلکہ پورا مہر اس عورت کو دلایا جائے گا اور اگر لے چکی ہے تو اس کا نصف شوہر کو واپس نہ دلایا جائے گا۔

عہ اس مقام پر فقہا نے بہت اختلاف کیا ہے بعض نے لکھا ہے کہ صرف شوہر کی حالت کے موافق یہ لباس بننا چاہیے بعض نے لکھا ہے کہ عورت کی حالت کا لحاظ کیا جائے مگر صحیح یہی قول ہے کہ دونوں کی حالت کا لحاظ کرنا چاہیے ۱۲۔

عہ یہ متعہ وہ نہیں ہے اس کی حلت کے شیعہ قائل ہیں اس کو نکاح متعہ یا متعۃ النساء کہتے ہیں اس متعہ کے معنی عورت کے لیے لباس بنا دینا ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اِنْ طَلَّقْتُمُ النِّسَاءَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ اَوْ تَفْرِضُوْا لَهُنَّ فَرِيْضَةً وَّمَتِّعُوْهُنَّ عَلَى الْمُوْسِعِ قَدَرُهٗ وَعَلَى الْمُقْتِرِ قَدَرُهٗ (ترجمہ) اور تم پر کچھ گناہ نہیں اگر تم عورتوں کو طلاق دیدو قبل اس کے کہ ان سے خاص استراحت کرو یا ان کے لیے مہر مقرر کرو اور تم ان کو متعہ (یعنی کچھ فائدہ) دیدو امیر پر اس کے موافق اور فقیر پر اس کے موافق دینا متعہ واجب ہے ۱۲

مسئلہ۴ شوہر کو اختیار ہے کہ نکاح میں جس قدر مہر معین ہوا ہے نکاح کے بعد اس کی مقدار بڑھا دے مگر یہ بڑھائی ہوئی مقدار اس کے ذمہ اسی وقت واجب الادا سمجھی جائیگی جبکہ عورت اسی مجلس میں اس زیادتی کو قبول کرے اور اگر وہ نابالغہ ہو تو اس کا ولی قبول کرلے، اگر اس عورت کو قبل خلوتِ صحیحہ اور خاص استرحت کے طلاق دی جائے تو اس کی زیادتی کی تنصیف نہ ہوگی، تنصیف صرف اسی مقدار کی ہوگی جو نکاح کے وقت معین ہو چکی ہے۔

مسئلہ۵ عورت کو اختیار ہے کہ اپنے مہر کا کوئی جزو یا کل معاف کر دے شوہر اس معافی کو قبول کرے یا نہ کرے ہر حالت میں اس کا معاف کرنا صحیح ہو جائے گا یعنی اب شوہر کے ذمہ وہ معاف کردہ مقدار واجب الادا نہ رہے گی ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ عورت خود اپنی ذات سے معاف کرے اس کے ولی کا معاف کرنا معتبر نہیں گو وہ اس کا باپ ہی کیوں نہ ہو لیکن اگر عورت منظور کرلے تو پھر صحیح ہو جائے گا۔ اگر کسی نابالغہ عورت کا باپ اس کی طرف سے مہر معاف کردے تو صحیح نہیں۔

مسئلہ۶ جو تفریق کہ شوہر کی طرف سے ہوئی ہو اور عورت کی طرف سے اس کا ہونا ممکن نہ ہو اس تفریق کا شمار طلاق میں ہے مثال۔ لعان کی وجہ سے تفریق ہوگئی یا شوہر کے عنین یا خصی ہونے کے سبب سے قاضی کی عدالت میں دعویٰ کرکے تفریق کرالی گئی، یا مثلاً معاذاللہ شوہر مرتد ہو گیا، اور جب اس کے مسلمان ہو جانے کو کہا گیا تو اس نے انکار کر دیا یا اس نے اپنی بی بی کی بیٹی یا ماں کی نفسانی کیفیت کے جوش میں تقبیل کرلی ان سب صورتوں میں تفریق طلاق سمجھی جائے گی اور شوہر کے ذمہ مہر یا متعہؑ دینا واجب ہوگا ہاں اگر تفریق عورت کی طرف سے ہوئی ہو مثلاً عورت مرتد ہوگئی یا شوہر کے غیر کفو ہونے کے سبب سے اس نے یا اس کے ولی نے تفریق کرالی یا عورت نے اپنے شوہر کے بیٹے کی نفسانی کیفیت کے جوش میں تقبیل کرلی تو شوہر کے ذمہ مہر یا متعہ واجب ہوگا اگر کسی مرد کا نکاح نابالغی کی حالت میں اس کے ولی نے کر دیا تھا بعد بالغ ہوتے کے اس نے اس سے نکاح کرنا منظور نہ کیا تو یہ منظور نہ کرنا طلاق نہ سمجھا جائے گا اور مہر یا متعہ شوہر کے ذمہ واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ۷ مہر اگر از قسم نقد ہو یعنی چاندی سونے کی قسم سے ہو تو یہ شوہر کو اختیار ہے چاہے

ؑ یعنی اگر نکاح کے وقت مہر معین ہو گیا تھا تو مہر ادا ہو اور جو مہر نہ معین ہوا ہو تو وہ متعہ واجب ہوگا۔

Marfat.com

چاندی سونا دے چاہے اس کی قیمت[عہ] دے اور اگر مہر چاندی سونے کی قسم سے نہ ہو بلکہ اور کسی قسم کا مال ہو تو اگر وہ سامنے موجود ہو اور اس کی طرف اشارہ کر کے کہا گیا ہو کہ یہ چیز مہر ہے یا اور کسی طریقے سے اس کی پوری تعین کر دی جائے، مثلاً جانور کو مہر قرار دیا ہو تو اس کی قسم بیان کر دے کہ گائے ہے یا بھینس اور اس کا پورا حلیہ بیان کر دے یا مکان کو مہر قرار دیا ہو تو اس کا عرض و طول اور مقام اور حدود اربعہ وغیرہ بیان کر دے تو ایسی حالت میں خاص وہی چیز دینا پڑے گی اور اس کی تعین نہیں کی گئی تو دیکھنا چاہیے کہ وہ چیز کیلی[عہ] اور موزوں ہے یا نہیں اگر کیلی و موزوں نہیں ہے تو اس کی قسم بیان کر دی گئی ہو مثلاً جانور کو مہر قرار دیا گیا ہو تو یہ بیان کر دیا ہو کہ وہ گھوڑا ہے ایسی حالت میں شوہر کو اختیار ہو گا چاہے وہ چیزیں متوسط درجہ کی لے کر مہر دے چاہے اس چیز کے متوسط درجہ کی قیمت زوجہ کے حوالے کر دے مثال: کسی شخص نے کسی عورت سے کہا کہ میں نے دس گز سوتی کپڑے کے عوض میں تیرے ساتھ نکاح کیا تو شوہر کو اختیار ہے چاہے دس گز سوتی کپڑا متوسط درجہ کا مول لے کر دیدے[سہ] چاہے اس کی قیمت حوالہ کرے، متوسط درجہ سے یہ مراد ہے کہ سوتی کپڑے جتنی قسم کے رائج ہوں مثلاً گاڑھا، نین سکھ، تب زیب وغیرہ، ان قسموں میں جو قسم متوسط درجہ کی ہو یعنی قیمت اس کی نہ سب سے بڑھ کر ہو اور نہ سب سے گھٹ کر وہ کپڑا لے کر دیدے اور اگر وہ چیز کیلی یا موزوں ہو اور اس کی قسم بیان کر دی گئی ہو مثلاً غلہ کو مہر قرار دیا ہو اور یہ بیان کر دیا ہو کہ وہ غلہ گیہوں ہے تو بھی شوہر کو اختیار رہے گا چاہے متوسط درجہ کے گیہوں مول لے کر مہر میں دیدے چاہے اس کی قیمت حوالہ کرے (شامی جلد ۲ صفحہ ۳۷۷)

عہ مگر قیمت اس کی اسی حساب سے دینا پڑے گی جو نکاح کے وقت اس کی تھی مثلاً کسی نے ۵ تولہ سونا مہر میں مقرر کیا تھا اور اس وقت ۵ تولہ سونے کی قیمت ایک سو پچیس ۱۲۵ روپیہ تھی تو اب اگر قیمت دے تو ایک سو پچیس ۱۲۵ دے خواہ اب سونا ارزاں ہو گیا ہو یا گراں ۱۲

عہ عرب میں کچھ چیزیں ناپ کر بیچی جاتی تھیں جیسے غلہ اور میوہ جات اور کچھ چیزیں تول کر بیچی جاتی تھیں، جو چیزیں ناپ کر بیچی جاتی تھیں ان کو کیلی کہتے ہیں اور جو تول کر بیچی جاتی تھیں ان کو موزوں کہتے ہیں ۱۲

سہ مثلاً کپڑے کو مہر قرار دیا ہو اور یہ بیان کر دیا ہو کہ سوتی کپڑا مراد ہے یا ریشمی اور نام اس کپڑے کا اور قیمت اس کی نہ بیان کی ہو ۱۲۔

Marfat.com

مسئلہ⁹ اگر مہر میں دو چیزیں ذکر کی جائیں ایک معلوم ہو اور ایک مجہول مثلاً کوئی مرد کسی عورت سے کہے کہ میں نے ایک ہزار روپیہ اور ایک کپڑے کے عوض میں تجھ سے نکاح کیا تو ایسی حالت میں اگر قبل خلوتِ صحیحہ یا خاص استراحت کے طلاق دیدے تو شوہر کے ذمہ متعہ واجب ہوگا اور اگر بعد خلوتِ صحیحہ یا خاص استراحت کے طلاق دے تو دیکھنا چاہیے کہ مہر دے چکا یا نہیں اگر دے چکا ہے تو جو دے چکا وہی مہر تھا اور اگر نہیں دیا تو مہر مثل واجب ہوگا (شامی جلد ۲ صفحہ ۸۷۸)

مسئلہ¹⁰ مہر میں قرض کا حوالہ بھی دیدینا جائز ہے خواہ وہ قرض کسی اور شخص پر ہو یا خود زوجہ کے اوپر ہو۔ **مثال** کوئی شخص کسی عورت سے کہے کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور میرا سو روپیہ جو تجھ پر قرض ہے یا فلاں شخص پر قرض ہے اس کو میں مہر قرار دیتا ہوں اس صورت میں اگر کسی اور شخص پر وہ قرض ہوگا تو زوجہ کو اختیار رہے گا چاہے اپنے مہر کا مطالبہ اس قرضدار سے کرے چاہے اپنے شوہر سے اس کا مطالبہ کرے۔

مسئلہ¹¹ اگر مہر میں علاوہ مال کے کوئی ایسی بات بھی مشروط کی گئی ہو جس میں زوجہ یا اس کے کسی عزیز کا نفع ہو اور وہ نفع شریعت میں جائز ہو اور نکاح کے لوازم میں سے نہ ہو تو ایسی حالت میں اگر شوہر اس شرط کو پورا کر دے گا تو مال کی وہی مقدار دینا پڑے گی جو مہر میں معین ہو چکی ہے اور اگر اس شرط کو پورا نہ کرے گا تو اس کے ذمہ مہر مثل واجب ہو جائے گا بشرطیکہ مہر مثل اس مقرر کی ہوئی مقدار سے کم نہ ہو۔ **مثال** کسی مرد نے کسی عورت سے ایک ہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا اس شرط کے ساتھ کہ عورت کو اس کے وطن سے باہر نہ لیجائے گا یا یہ کہ اس کو اس کے

ع یہ قید اس لیے لگائی گئی کہ اگر کوئی ایسی شرط کی گئی جس میں زوجہ کا یا اس کے عزیز کا فائدہ نہ ہو بلکہ کسی اجنبی کا فائدہ ہو مثلاً شوہر نے ایک ہزار روپیہ مہر پر نکاح کیا اس شرط کے ساتھ کہ کسی غیر شخص کو سو روپیہ دے دوں گا تو ایسی صورت میں شوہر اس شرط کو پورا کرے یا نہ کرے وہی ایک ہزار روپیہ اس کے ذمہ واجب ہوگا۔ نفع کی شریعت میں جائز ہونے کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ اگر وہ نفع ناجائز ہوگا تو اس کے پورا کرنے کے لیے دونوں حالتوں میں وہی مہر معین دینا ہوگا اس نفع کے لوازم نکاح سے نہ ہونے کی شرط اس لیے لگائی گئی کہ اگر وہ نفع لوازم نکاح سے ہو مثلاً شوہر ایک ہزار روپیہ پر نکاح کرے اس شرط کے ساتھ کہ اپنی بی بی کے ساتھ خاص استراحت کرے گا تو یہ شرط فضول ہو جائے گی کیونکہ یہ فائدہ تو خود نکاح سے حاصل ہے ۱۲

Marfat.com

ماں باپ کے گھر سے جدا نہ کرے گا یا اس شرط پر کہ اس کے بھائی کے ساتھ اپنی بہن کا عقد کر دے گا یا یہ شرط کہ میں تیری زندگی میں دوسرا عقد نہ کروں گا یا یہ شرط کہ میری جو دوسری بی بی ہے اس کو طلاق دے دوں گا ان سب صورتوں میں اگر شوہر ان شرائط کو پورا کر دے گا تو اس کو وہی ایک ہزار روپیہ دینا ہوگا جو مہر میں مقرر ہا چکا ہے اور اگر شوہر ان شرائط کو پورا نہ کرے گا تو اس کو مہر مثل دینا پڑے گا خواہ مہر مثل ایک ہزار ہو یا ایک ہزار سے زیادہ ہاں اگر مہر مثل ایک ہزار سے کم ہو تو اس صورت میں پھر وہی ایک ہزار دینا پڑے گا۔

مسئلہ[۱۱] اگر نکاح کے وقت مہر کی دو مقداریں ذکر کی جائیں ایک کم اور ایک زیادہ اور کوئی شرط بیان کی جائے کہ اگر یہ شرط پائی جائے گی تو یہ زیادہ مقدار دی جائے گی ورنہ یہ کم مقدار تو ایسی حالت میں اگر وہ شرط پائی جائے گی تو مہر کی زیادہ مقدار واجب ہوگی اور اگر نہ پائی جائے[ع] گی تو مہر مثل واجب ہوگا بشرطیکہ مہر مثل اس مقدار سے کم نہ ہو اور اس زائد مقدار سے زیادہ نہ ہو۔

مثال کسی مرد نے کسی عورت سے کہا کہ میں نے تیرے ساتھ نکاح کیا اور اگر تو اپنے گھر میں رہے گی تو ایک ہزار روپیہ مہر دوں گا اور جو میرے ساتھ رہے گی تو دو ہزار روپیہ، یا یہ شرط کی کہ تو اگر باکرہ ہے تو دو ہزار روپیہ مہر ورنہ ایک ہزار تو اس صورت میں اگر یہ شرط پائی جائے یعنی وہ عورت اپنے شوہر کے ساتھ رہے یا باکرہ ہو تو دو ہزار مہر اس کو ملے گا ورنہ مہر مثل ہاں اگر مہر مثل ایک ہزار سے کم ہو تو پھر ایک ہی ہزار اس کو ملے گا یا دو ہزار سے زیادہ ہو تو پھر وہی دو ہزار ملے گا دو ہزار سے زائد نہ ملے گا۔ ہاں اگر وہ شرط ایسی بدیہی ہو کہ ہر شخص دیکھتے ہی معلوم کرے کہ شرط پائی جاتی ہے یا نہیں تو ایسی حالت میں اگر وہ شرط پائی جائے گی تو مہر کی زیادہ مقدار واجب ہوگی اور نہ پائی جائے گی تو کم مقدار واجب ہوگی۔

مثال کسی مرد نے کسی عورت سے نکاح کیا اور کہا کہ اگر تو حسین ہے تو دو ہزار مہر دوں گا ورنہ

ع صاحبین کے نزدیک اگر وہ شرط نہ پائی جائے تو مہر کی کم مقدار واجب ہوگی مگر امام ابو حنیفہ نے اس مسئلہ میں تفریق کر دی ہے کہ اگر وہ شرط بدیہی نہیں ہے تو پائی جانے کی صورت میں وہ شرط صحیح ہو جائے گی اور نہ پائی جانے کی صورت میں اس شرط کا اعتبار نہیں اور اگر وہ شرط بدیہی ہو تو دونوں صورتوں میں اس کا اعتبار کیا جائے گا اس تفریق کی مصلحت یہ ہے کہ جب بدیہی ہوگی تو اس میں کسی طرح کا جھگڑا نہیں ہو سکتا بخلاف اس کے اگر بدیہی نہ ہو تو اس میں جھگڑا پڑے گا لہذا ایسی تدبیر کی گئی جس میں جھگڑے کی نوبت ہی نہ آئے ۱۲

Marfat.com

ایک ہزار یا یہ کہا کہ اگر تو جوان ہے تو دو ہزار ورنہ ایک ہزار تو اس صورت میں اگر وہ عورت حسین ہوگی یا جوان ہوگی تو دو ہزار مہر اس کو ملے ورنہ ایک ہزار کیونکہ حسین ہونا یا نہ ہونا یا جوان ہونا ہر شخص دیکھ کر معلوم کر سکتا ہے (شامی جلد ۲ صفحہ ۳۸۵)

مسئلہ ۱۲ اگر مہر کی ایک ہی مقدار کو کسی چیز پر مشروط کرے تو وہ شرط لغو ہو جائے گی اور جس قدر مہر طے ہو گیا ہے دینا پڑے گا مثال کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے اور اس سے یہ کہے کہ تیرا مہر ایک ہزار روپیہ ہے بشرطیکہ تو باکرہ ہو یا بشرطیکہ تو جوان ہو تو ایسی حالت میں اس شخص کو پورا ایک ہزار روپیہ مہر دینا پڑے گا گو وہ عورت باکرہ یا حسینہ نہ ہو۔

مسئلہ ۱۳ اگر زوجین مہر کے بارہ میں اختلاف کریں ایک کہے کہ نکاح کے وقت مہر کا کچھ ذکر نہیں آیا اور دوسرا کہے کہ مہر کا ذکر آیا تھا اور یہ مقدار مقرر ہوئی تھی تو ان میں سے جو شخص مہر کے معین ہو جانے کا دعوے کرتا ہے اس سے ثبوت طلب کیا جائے اگر وہ ثبوت پیش کر دے تو قاضی کو چاہیے کہ اسی کے موافق فیصلہ کر دے اور اگر ثبوت نہ پیش کر سکے تو جو شخص مہر کی تعین کا اقرار کرتا ہے اس سے حلف لیا جائے اگر وہ حلف پر راضی نہ ہو تو جھوٹا سمجھا جائے گا اور اگر راضی ہو جائے اور حلف اٹھائے تو زوجہ کو مہر مثل شوہر سے دلا جائے گا۔

اور اگر مہر کی مقدار میں اختلاف کریں یا ایک کہے کہ مہر ایک ہزار روپیہ تھا اور دوسرا کہے کہ دو ہزار تھا اور یہ اختلاف بحالت قیام نکاح کے ہوا ہو یا بعد طلاق کے ہوا ہو مگر خاص تراحت یا خلوت صحیحہ ہو چکی ہو تو دیکھا جائے گا کہ مہر مثل کس کی تائید کرتا ہے اگر مہر مثل شوہر کی تائید کرے یعنی جس قدر مہر اس نے بیان کیا ہے مہر مثل اسی قدر ہو یا اس سے کم ہو تو شوہر کا قول مان لیا جائے گا اور اگر عورت کا قول مان لیا جائے گا اور اگر مہر مثل کسی کی تائید نہ کرے یعنی شوہر کی بیان کی ہوئی مقدار سے زیادہ ہو اور عورت کی بیان کی ہوئی مقدار سے کم ہو تو دونوں سے حلف لیا جائے اور مہر مثل شوہر کے ذمہ واجب کیا جائے اسی طرح اگر مہر مثل نامعلوم ہو تب بھی شوہر کے ذمہ مہر مثل واجب ہوگا اور اگر ان میں سے کوئی اپنے قول کا ثبوت پیش کر دے تو اسی کا قول مان لیا جائے گا خواہ مہر مثل اس کی تائید کرتا ہو یا نہیں اور اگر دونوں اپنے اپنے قول کا ثبوت پیش کر دیں تو مہر مثل جس کی تائید نہ کرتا ہو اس کا قول مان لیا جائے گا مہر مثل اگر شوہر کی تائید کرتا ہو تو عورت کا قول مانا جائے گا اور اگر عورت کی تائید کرتا ہو تو شوہر کا قول مانا جائے گا، اور اگر یہ اختلاف بعد طلاق کے واقع ہوا ہو اور خاص

استراحت یا خلوتِ صحیحہ کی اس وقت تک نوبت نہ آئی ہو تو دیکھا جائے گا کہ متعہ[عـہ] مثل کس کی تائید کرتا ہے اگر شوہر کی تائید کرتا ہو یعنی متعہ مثل شوہر کی بیان کی ہوئی مقدار کے نصف کی برابر ہو یا اس سے کم تو شوہر کا قول مان لیا جائے گا اور اس کی بیان کی ہوئی مقدار کا نصف مہر اس سے دلایا جائے گا، اگر متعہ مثل عورت کے قول کی تائید کرتا ہو یعنی اس کی بیان کی ہوئی مقدار کے نصف کے برابر ہو یا اس سے زیادہ تو عورت کا قول مان لیا جائے گا اور اسکی بیان کی ہوئی مقدار کا نصف مہر شوہر سے دلایا جائے گا اور اگر ان میں سے کوئی اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کر دے گا تو اس کی بات مان لی جائے گی اور اگر دونوں اپنے اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کر دیں تو متعہ مثل جس کی تائید کرتا ہو اسی کا قول مانا جائے گا اور اگر متعہ مثل کسی کے قول کی تائید نہ کرتا ہو تو دونوں سے حلف لیا جائے اور بعد اس کے متعہ مثل شوہر کے ذمہ واجب کر دیا جائے یہ حکم اس وقت ہے جب کہ کسی خاص چیز کو مہر نہ بیان کیا جائے اور اگر کوئی خاص چیز مہر میں بیان کی جائے مثلاً شوہر کہے کہ میں نے یہ گھوڑا مہر میں مقرر کیا تھا اور عورت کہے کہ نہیں یہ گائے مہر میں مقرر کی گئی تھی تو ایسی حالت میں متعہ مثل کی تائید کی کچھ ضرورت نہیں شوہر کے ذمہ متعہ[عـہ] واجب ہو جائے گا اور اگر زوجین مر چکے ہوں اور ان میں خاص استراحت کی نوبت نہ آئی ہو اور ان کے ورثاء باہم اختلاف کریں تو یہ اختلاف اگر اصل مہر میں ہے ایک کہتا ہے کہ مہر مقرر ہوا تھا اور دوسرا کہتا ہے کہ مہر کا ذکر ہی نہیں آیا جو منکر ہے اسی کی بات مانی جائے گی اور مہر مثل شوہر کے وارثوں سے زوجہ کے وارثوں کو دلایا جائے گا اور اگر مہر کی مقدار میں اختلاف ہوا ہے تو شوہر کے وارثوں سے زوجہ کے وارثوں کو دلایا جائے گا اور اگر مہر کی مقدار میں اختلاف ہوا ہے تو شوہر کے وارثوں کی بات قبول کی جائے گی اور اگر زوجین میں خاص استراحت کے وقت کچھ حصہ مہر کا دیدیا جائے تو حکم سابق بدستور باقی رہے گا اور اگر اس شہر کا یہ دستور ہو کہ کچھ حصہ مہر کا قبل خاص استراحت کے زوجہ کو ضرور دیدیا جاتا ہو تو جس قدر دے دینے کا دستور ہو

عـہ متعہ مثل سے مراد وہ متعہ ہے جو اس عورت کے باپ کے خاندان کی عورتوں کا ہو اور اگر ان عورتوں کو متعہ لینے کی نوبت نہ آئی ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر ان کو متعہ دیا جاتا تو کس قیمت کا متعہ دیا جاتا ۱۲۔

عـہ یعنی متعہ مثل نہ واجب ہوگا بلکہ بطور خود اپنی اور اس عورت کی حیثیت کے مناسب اس کو متعہ دینا چاہیے تو وہ متعہ متعہ مثل سے قیمت میں کم ہو یا زیادہ یا مساوی ۱۲۔

Marfat.com

مثلاً چوتھائی مہر دینے کا دستور ہو تو اس قدر حصہ وضع کر دینے کے بعد باقی مہر زوجہ کے وارثوں کو دلایا جائے گا۔ مثال:۔ شوہر کے وارث کہتے ہوں کہ مہر پانچسو مقرر ہوا تھا اور زوجہ کے وارث کہتے ہوں کہ ایک ہزار اور زوجین میں خاص استراحت ہو چکی ہو اور اس شہر کا یہ دستور ہو کہ قبل استراحت کے چوتھائی مہر زوجہ کو دے دیا جاتا ہے تو ایسی حالت میں زوجہ کے وارثوں کو تین سو پچھتر روپیہ دلایا جائے گا اور اگر مثال مذکور میں شوہر کے وارث کہتے ہوں کہ مہر مقرر ہی نہیں ہوا تھا اور عورت کے وارث کہتے ہوں کہ مہر مقرر ہو چکا تھا تو اب مہر مثل کا چوتھائی حصہ وضع کر دینے کے بعد باقی مہر زوجہ کے وارثوں کو دلایا جائے گا۔

مسئلہ[۱۴] مہر کے ادا ہونے کے لیے یہ شرط نہیں کہ دیتے وقت یہ بھی بتا دے کہ یہ مہر ہے بلکہ اگر کوئی شخص اپنی بی بی کو کوئی چیز بھیجے اور یہ نہ بیان کرے کہ کس طور پر بھیجتا ہے آیا بطور مہر کے یا تحفہ اور نیت یہی ہو کہ بطور مہر کے بھیجتا ہوں تو یہ چیز مہر میں محسوب ہوگی۔

ہاں اگر زوجین میں اختلاف ہو جائے شوہر کہے کہ میں نے وہ چیز مہر میں بھیجی تھی اور زوجہ کہے کہ نہیں بطور تحفہ کے بھیجی تھی اور وہ چیز بالفعل کھانے پینے کی نہ ہو تو دونوں سے اپنی اپنی بات کا ثبوت طلب کیا جائے، اگر دونوں ثبوت پیش کر دیں تو زوجہ کا ثبوت مان لیا جائے اور اگر زوجہ ثبوت نہ پیش کر سکے اور شوہر پیش کر دے تو اس کا ثبوت مان لیا جائے اور اگر دونوں ثبوت نہ پیش کر سکیں تو شوہر سے حلف لیا جائے اور اگر وہ حلف اٹھا لے تو اسی کی بات مان لی جائے اب اگر وہ چیز موجود ہو تو زوجہ کو اختیار ہے چاہے تو اس چیز کو واپس کر دے اور کہہ دے کہ میں اس چیز کو واپس کر دے اور کہہ دے کہ میں اس چیز کو مہر میں منظور نہیں کرتی۔ اور اگر وہ چیز بالفعل کھانے پینے کی ہو تو اس صورت میں زوجہ کی بات مانی جائے گی مگر پہلے اس سے حلف لیا جائے گا۔

ف جو چیزیں ایک مہینہ تک اپنی حالت پر قائم رہ سکتی ہیں وہ چیزیں بالفعل کھانے پینے کی نہ کہی جائیں گی، جیسے گھی، شہد، بعض بعض میوہ جات مثل بادام، پستہ اور کشمکش وغیرہ کے اور جو چیزیں ایک مہینہ تک اپنی حالت پر قائم نہیں رہ سکتیں وہ چیزیں بالفعل کھانے پینے کی کہی جائیں گی جیسے روٹی گوشت اور دودھ دہی وغیرہ۔

مسئلہ[۱۵] اگر شوہر نے اپنی زوجہ کو کوئی چیز بھیجی اور زوجہ یہ کہتی ہے کہ مجھے یہ چیز مہر میں بھیجی ہے

Marfat.com

اور شوہر یہ کہتا ہے کہ نہیں میں نے امانت کے طور پر رکھائی ہے تو اس صورت میں دیکھنا چاہیے کہ وہ چیز از قسم مہر ہے یا نہیں اگر از قسم مہر ہو تو زوجہ کی بات مان لی جائے گی اور وہ چیز اس کو مہر میں دلادی جائے گی ورنہ شوہر کی بات مان لی جائے گی اور شوہر اگر چاہے تو اس چیز کو واپس لے لے۔

مثال مہر میں ایک گھوڑا سو روپیہ کی قیمت کا مقرر ہوا تھا شوہر نے ایک گھوڑا اسی قیمت کا اپنی زوجہ کو بھیجا پس اس صورت میں اگر زوجہ دعویٰ کرے کہ یہ گھوڑا مجھے مہر میں ملا ہے اور پھر شوہر کو واپس نہ دے تو درست ہے اور اگر شوہر نے گائے بھیجی تو اب اگر زوجہ دعویٰ کرے کہ یہ گائے مجھے مہر میں ملی ہے تو اس کی بات نہ مانی جائے گی۔

مسئلہ[۱۶] اگر کوئی مرد کسی عورت کو بامید نکاح کچھ دے (جیسا کہ ہمارے ملک ہندوستان میں دستور ہے کہ نسبت ہو جانے کے بعد اور یوں بھی وقتاً فوقتاً شوہر کی طرف سے کچھ چیزیں منسوبہ کے گھر میں بھیجی جاتی ہیں اور کہیں کہیں یہ دستور ہے کہ نسبت کے یا اس کے بعد منسوبہ کے لیے کچھ زیورات بھی بنوا کر بھیجے جاتے ہیں) بعد اس کے وہ عورت خود یا اس کا ولی نکاح کرنے سے انکار کر جائے تو شوہر کو اختیار ہے کہ جو چیزیں اسے مہر میں دی ہیں وہ اگر موجود ہوں تو خود انہیں کو واپس کر لے[عـــہ] اور اگر وہ چیزیں موجود نہ ہوں تو ان کی قیمت اور جو چیزیں بطور تحفہ کے بھیجی ہوں وہ اگر موجود ہوں تو ان کو واپس لے سکتا ہے اور اگر عورت یہ دعویٰ کرے کہ یہ چیزیں میرے پاس بطور ودیعت[ـــہ] کے بھیجی تھیں اور شوہر یہ کہے کہ میں نے ودیعت کی نیت سے نہیں بھیجی تھیں بلکہ میں نے مہر میں بھیجی تھیں تو اگر وہ چیزیں از قسم مہر ہوں تو شوہر کا دعویٰ ورنہ عورت کا دعویٰ قابل قبول ہے۔

مسئلہ[۱۷] اگر کوئی شخص اپنی بی بی پر کچھ خرچ کرے اور بعد کو یہ بات معلوم ہو جائے کہ وہ نکاح

عـــہ یعنی ان چیزوں کا مہر میں ہونا باتفاق زوجین ثابت ہو یا صرف شوہر ان چیزوں کے مہر میں ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اور اس کا قول قاعدہ مذکورۂ بالا کے موافق قابل قبول ہو ۱۲۔

عـــہ گو یہ چیزیں استعمال میں آکر خراب ہو گئی ہوں ۱۲۔

ـــہ ودیعت امانت کو کہتے ہیں عورت کو اس امر کے دعویٰ کرنے میں کہ یہ چیزیں بطور امانت کے میرے پاس بھیجی تھیں یہ فائدہ ہے کہ اس کو تاوان نہ دینا پڑے گا یعنی امانت اگر ہلاک ہو جائے تو اس پر تاوان نہیں آتا بخلاف اس کے اگر وہ چیزیں اس مہر کے لیے جائیں تو در صورت ہلاک ہو جانے کے ان کا تاوان دینا پڑے گا۔ (ردالمحتار)

Marfat.com

فاسد تھا مثلاً ان دونوں میں رضاعت کا کوئی رشتہ ثابت ہو جائے تو ایسی حالت میں شوہر نے اگر قاضی کی تجویز سے اس پر خرچ کیا تھا تو اس کو اس خرچ کے واپس کر لینے کا اختیار ہے اور اگر بغیر تجویز قاضی کے کیا تھا تو کچھ اختیار نہیں (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۳۹۶)

مسئلہ ۱۸ عورت کو جو چیزیں بطور جہیز کے ماں باپ کے گھر سے ملتی ہیں ان کی مالک وہی عورت ہے اور جہیز میں دی ہوئی چیزوں کے واپس لینے کا اختیار ماں باپ وغیرہ کو نہیں ہے نہ ان کے بعد کوئی ان کا وارث ان چیزوں کو واپس لے سکتا ہے بشرطیکہ ماں باپ نے ان چیزوں کو صحت کی حالت میں اس کے نامزد کر دیا ہو مثلاً اس کے بچپن میں ان چیزوں کو اس کے جہیز کے لیے خریدا ہو، اگر جہیز میں دی ہوئی چیزوں کی نسبت دلہن کا باپ کہے کہ میں نے یہ چیزیں جہیز میں نہیں دیں بلکہ عاریۃً دی تھیں تو ایسی حالت میں اس شہر کا اور اس کی قوم کا دستور دیکھنا چاہیے اگر وہاں اسکی قوم میں عاریۃً دینے کا دستور نہ ہو تو باپ کی بات نہ مانی جائے گی اور اگر عاریۃً دینے کا بھی دستور ہو تو باپ سے حلف لے کر اس کی بات مان لی جائے گی اور جن جن چیزوں کی نسبت وہ کہتا ہے کہ میں نے عاریۃً دی تھیں وہ چیزیں اس کو واپس دلا دی جائیں گی۔

مسئلہ ۱۹ اگر کسی عورت کو اس کے ماں باپ بالکل جہیز نہ دیں یا بہت قلیل دیں جو شوہر کے یہاں سے آئی ہوئی چیزوں کے مناسب نہ ہو تو ایسی صورت میں شوہر کو یہ اختیار نہیں ہے کہ جو کچھ اس نے بھیجا تھا اس کو واپس لے لے یا دلہن کے ماں باپ سے جہیز کا مطالبہ کرے (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۳۹۹)

مسئلہ ۲۰ عورت پر اگر جبر کر کے مہر معاف کرا لیا جائے تو درست نہیں حالت مجبوری کی معافی قابل اعتبار نہیں مجبور کرنے کا یہ مطلب ہے کہ درصورت نہ معاف کرنے کے اس کو مار پیٹ کا یا اور کسی قسم کی بے عزتی کا خوف دلایا جائے اسی طرح اگر کوئی عورت اپنے مرض موت میں مہر معاف کرے تو بھی درست نہیں ہے اسی طرح اگر کسی عورت سے عبارت معافی مہر کی کسی ایسی زبان میں لکھوائی جائے جس کو وہ نہ جانتی ہو تب بھی معافی درست نہ ہو گی (بحرالرائق جلد ۳ صفحہ ۱۹۱/۱۲۲)

نکاح فاسد و باطل کا بیان

نکاح فاسد و باطل کی تعریف تو ہم مقدمہ[۵] میں بیان کر چکے ہیں اب بیان اس کی

---

[۵] مقدمہ میں یہ بات لکھ دی گئی ہے کہ باطل وہ معاملہ ہے جو بالکل منعقد ہی نہ ہوا ہو اور فاسد وہ معاملہ ہے جو
(باقی حاشیہ اگلے صفحہ میں)

Marfat.com

صورتیں اور اس کے احکام بیان کئے جاتے ہیں۔

۱۔ نکاح فاسد میں جو مہر مقرر کیا جائے وہ نہیں واجب ہوتا بلکہ ہمیشہ مہر مثل واجب ہوا کرتا ہے۔

۲۔ نکاح فاسد میں خلوت صحیحہ قائم مقام خاص استراحت کے نہیں ہے یعنی اگر نکاح فاسد کی منکوحہ کو قبل خاص استراحت کے طلاق دے دی جائے گو خلوت صحیحہ بھی ہو چکی ہو تو اس عورت پر عدت واجب نہ ہوگی۔

۳۔ نکاح فاسد میں اگر قبل خاص استراحت کے طلاق دیدے تو شوہر کے ذمہ از قسم مہر کچھ نہ واجب ہوگا۔

۴۔ نکاح فاسد میں بعد خاص استراحت کے اگر طلاق دیدی جائے تو مہر مثل واجب ہوگا خواہ مہر معین ہو چکا ہو یا نہیں فرق صرف اس قدر ہے کہ اگر مہر مقرر ہو چکا ہو تو مہر مثل اس سے زیادہ واجب نہ ہوگا بلکہ اگر مہر مثل زیادہ ہوگا تو اس زیادتی کو نکال ڈالیں گے مثلاً کسی شخص نے نکاح فاسد میں ایک ہزار روپیہ مہر مقرر کیا ہو اور اس عورت کا مہر دو ہزار ہے تو اب شوہر کے ذمہ ایک ہزار روپیہ واجب ہوگا ہاں اگر مہر مثل کم ہو تو پھر جتنا ہوگا اتنا ہی واجب ہوگا **مثلاً** کسی شخص نے نکاح فاسد میں پانچ سو روپیہ مہر مقرر کیا ہو اور اس عورت کا مہر مثل چار سو روپیہ ہو تو شوہر کے ذمہ چار ہی سو روپیہ واجب ہوگا اور اگر مہر کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) منعقد تو ہو گیا ہو لیکن شرعاً قابل فسخ ہو اس کے ارکان میں خلل نہ آیا ہو بلکہ صحت کی شرطوں میں فتور پڑ گیا ہو نکاح کی بابت فقہا کا عجب اختلاف ہے بعض تو کہتے ہیں کہ نکاح باطل اور نکاح فاسد میں کچھ فرق نہیں جس طرح عبادات میں فساد و بطلان کے ایک معنی ہیں ویسا ہی نکاح میں بھی، فتح القدیر میں ایسا ہی لکھا ہے بعض کہتے ہیں کہ نکاح باطل و فاسد میں فرق ہے مگر کوئی جامع و مانع تعریف اس کی نہیں بیان کرتے صاحب بحر الرائق نے نقل کیا ہے کہ جس نکاح کے جواز کا کوئی شخص علمائے امت میں سے قائل نہ ہو وہ باطل ہے اور جس کے جواز و عدم جواز میں اختلاف ہو وہ فاسد ہے اس تعریف پر بھی اعتراض ہوتا ہے اور بہت سی صورتیں ایسی ہیں جن کے عدم جواز میں کسی کا اختلاف نہیں پھر بھی وہ نکاح فاسد میں داخل کیا جاتا ہے جیسے محارم سے نکاح کرنا بالآخر اس کی تدبیر یہی ہے کہ جو مثالیں فقہا نے بیان کی ہیں انہیں پر قیاس کر لیا جائے ۱۲۔

Marfat.com

تعین نکاح کے وقت نہ ہوا تھا، یا ہوا تھا یاد نہیں رہا تو ایسی صورت میں مہر مثل واجب ہوگا خواہ اس کی مقدار بہت زیادہ ہو یا بہت کم۔

۵۔ نکاح فاسد میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں حتیٰ کہ اگر نکاح کے وقت فساد نکاح کا معلوم نہیں ہوا اور شوہر نے بطور نفقہ کے کچھ خرچ کیا تو اس کے واپس لینے کا اس کو اختیار ہے جیسا کہ اوپر معلوم ہو چکا۔

۶۔ نکاح فاسد میں بعد اس امر کے معلوم ہو جانے کہ یہ نکاح فاسد ہے خاص استراحت کرنا گناہ ہے اور ایسے نکاح کا فسخ کر دینا ہی ضروری ہے مرد اور عورت دونوں کو فسخ کا اختیار حاصل ہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ ایک دوسرے کے مواجہہ[عـــہ] میں فسخ کرے یا غیبت میں خواہ خاص استراحت ہو چکی ہو یا نہیں، اگر وہ دونوں کسی وجہ سے فسخ کرنے میں تاخیر کریں تو قاضی کو چاہیے کہ فوراً ان دونوں کے درمیان میں تفریق کر دے فسخ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے سے کہے کہ میرا تجھ سے کوئی تعلق نہیں یا میں نے نکاح کو فسخ کر دیا یا اور کوئی اسی قسم کا کلمہ کہہ دے، نکاح فاسد میں مرد عورت کو طلاق دیدے تو یہ بھی فسخ ہے۔

۷۔ فسخ نکاح کے بعد بشرطیکہ خاص استراحت کے بعد ہوا ہو عورت پر عدت واجب ہے اور عدت وہی ہوگی جو مطلقہ عورت کی عدت ہوتی ہے اگر منکوحہ بہ نکاح فاسد کا شوہر مر جائے تب بھی اس پر عدت واجب ہے اور اس صورت میں بھی اس کی وہی عدت ہے جو طلاق کی عدت ہے (درمختار)

۸۔ بغیر گواہوں کے نکاح کرنا یا محارم سے نکاح کرنا یا غیر کی منکوحہ یا غیر کی معتدہ سے نکاح کرنا بشرطیکہ یہ نہ معلوم ہو کہ یہ غیر کی منکوحہ یا معتدہ ہے اور چوتھی عورت کی عدت میں پانچویں عورت سے نکاح کرنا اور باوجود موجود ہونے آزاد بی بی کے لونڈی سے نکاح کرنا اور کسی کافر مرد کا گو وہ اہل کتاب میں سے ہو کسی مسلمان عورت سے نکاح کرنا یہ سب نکاح فاسد ہیں اور درصورت معلوم ہونے اس امر کے کہ یہ غیر کی

عـــہ نہر الفائق میں لکھا ہے کہ بعد خاص استراحت کے ان دونوں میں سے کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ دوسرے کی غیبت میں فسخ کرے بلکہ صرف مواجہہ میں فسخ کرنے کا اختیار ہے لیکن یہ قول صحیح نہیں ہے ۱۲۔

منکوحہ یا معتدہ ہے اس سے نکاح کر لینا نکاح باطل ہے[ف] (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۴۸۰)

حقوق زوجین

نکاح کا تعلق جو محض ایجاب کی وجہ سے مرد اور عورت میں قائم ہوتا ہے شریعت اسلامیہ میں ایسا سخت اور مستحکم تعلق ہے کہ اس تعلق کے قائم ہوتے ہی طرفین کے بہت سے حقوق ایک دوسرے پر ثابت ہو جاتے ہیں جن کی تفصیل بیان ذیل سے واضح ہے۔

زوجہ کے حقوق۔ عورت کے حقوق اس کے شوہر پر چار ہیں۔

(۱) اس کا مہر جس قدر معین ہوا ہو اس کے حوالہ کر دے اگر مؤجل ہے تو جو مدت معین ہوئی ہو اس مدت میں اور اگر معجل ہو تو فوراً، اور کچھ مؤجل اور کچھ معجل ہو تو جس قدر معجل ہو اس کو فوراً اور جس قدر مؤجل ہو اس کو اس کی میعاد معینہ پر ادا کر دے ہاں اگر عورت معاف کر دے تو یہ دوسری بات ہے۔

اگر کوئی شوہر اپنی زوجہ کا مہر معجل نہ ادا کرے تو زوجہ کو اختیار ہے کہ وہ اس کے ساتھ خاص استراحت اور تقبیل وغیرہ پر راضی نہ ہو اور ان افعال پر اپنے شوہر کو قدرت نہ دے اور اس کے ہمراہ سفر میں جانے سے انکار کر دے اگر کسی وجہ سے برضامندی یا بہ جبر خاص استراحت ہو بھی گئی ہو تب بھی سفر میں جانے سے وہ انکار کر سکتی ہے اور اس انکار سے نفقہ اس کا ساقط نہ ہوگا بلکہ بدستور اس کے شوہر کے ذمہ واجب رہے گا۔

اگر عورت نابالغ ہو تو اس کا ولی مہر معجل کے وصول کرنے کے لیے یہ باتیں کر سکتا ہے کہ اس لڑکی کو اس کے شوہر کے گھر نہ بھیجے اور نہ اس کی اور اس کے شوہر کی یکجائی ہونے دے اور ایسی حالت میں وہ نابالغ لڑکی اگر اپنے شوہر کے ہمراہ جانے پر راضی بھی ہو جائے تب بھی قابل اعتبار نہیں اور ماں باپ کے سوا اور کسی ولی کو بغیر مہر مؤجل کے وصول کئے ہوئے نابالغ

[ف] نکاح فاسد اور باطل میں باعتبار نتیجہ کے صرف اتنا ہی فرق ہے کہ نکاح فاسد میں خاص استراحت کے سبب سے عدت لازم ہوتی ہے اور نکاح باطل میں عدت نہیں لازم ہوتی۔ بلکہ نکاح باطل میں خاص استراحت زنا کا حکم رکھتی ہے اور اس کا مرتکب سزائے زنا کا مستحق ہوتا ہے ۱۲۔

Marfat.com

لڑکی کا اس کے شوہر کے حوالے کر دینا درست نہیں (در مختار ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۲۴۸)

(۲) اس کی عیش و آرام کی فکر رکھے اور کم از کم جو نفقہ زوجہ کا شریعت نے مقرر کر دیا ہے اس کے ادا کر دینے میں کوتاہی نہ کرے، شریعت نے عورت کا کھانا کپڑا، رہنے کا مکان شوہر کے ذمہ واجب کر دیا اسی کو نفقہ کہتے ہیں، نفقہ کے مسائل بقدر ضرورت ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں۔

نفقہ کے مسائل

عورت کا نفقہ بشرطیکہ وہ بہ نکاح صحیح زوجیت میں آئی ہو اس کے شوہر پر ہر حال میں واجب ہے خواہ وہ عورت مسلمان عہ ہو یا کافر یا فقیر ہو یا مالدار اور خواہ کبیر السن ہو یا صغیر السن ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ وہ قابل خاص استراحت کے ہو یا شوہر کی خدمت کر سکے اور اس کی مانوسی کا باعث ہو سکے خواہ اپنے ماں باپ کے گھر میں رہتی ہو یا شوہر کے گھر میں رہتی ہو اور اگر عورت بہت ہی صغیر السن ہو کہ نہ خاص استراحت کے قابل ہو اور نہ اپنے شوہر کے ذمہ واجب نہیں اسی طرح اگر شوہر نے اس کو اپنے گھر لیجانا چاہا اور وہ باوجود قدرت عہ کے نہ راضی ہوئی تو اس کا نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ واجب نہ ہو گا مگر یہ شرط ہے کہ وہ پہلے کبھی شوہر کے گھر جا چکی ہو لیکن اگر عورت کا شوہر کے گھر جانے سے انکار کرنا بوجہ عدم وصولی مہر کے ہو تو اس انکار سے اس کا نفقہ ساقط نہ ہو گا جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا جو عورت مرتد ہو جائے یا بغیر رضامندی شوہر کے اور بغیر کسی عذر عہ شرعی کے اس کے گھر للعہ سے نکل جائے اور وہ عورت

عہ کافر سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں کیونکہ اہل کتاب سے نکاح جائز ہے اہل کتاب کے علاوہ اور کافروں سے نکاح جائز نہیں جیسا کہ محرمات کے بیان میں گزر چکا ۱۲

عہ اگر اس کو نقل و حرکت کی قدرت ہی نہ ہو مثلاً ایسی مریض ہو کہ کسی سواری پر بھی آ جا نہ سکتی ہو تو ایسی حالت میں اس کا شوہر کے گھر جانے سے انکار کرنا اس کے نفقہ کو ساقط نہ کرے گا ۱۲۔

عہ عذر شرعی سے مراد یہ ہے کہ جن حالتوں میں شریعت نے بغیر رضامندی شوہر کے عورت کو باہر نکل جانے کی اجازت دیدی ہو، ان حالتوں میں نکلنے سے نفقہ ساقط نہ ہو گا مثلاً مہر وصول کرنے کے لیے یا اپنے ماں باپ کی تیمارداری کے لیے جبکہ اس کے سوا اور کوئی تیمارداری کرنے والا نہ ہو ۱۲۔

للعہ جتنے دنوں وہ گھر سے نکلی رہے گی اتنے دنوں کا نفقہ اسے نہ ملے گا جب پھر واپس آ جائیگی تو اسے نفقہ ملنے لگے گا۔

Marfat.com

جو موت کی عدت میں اور جس سے نکاح فاسد ہوا ہو اور وہ مریضہ جو ابھی تک اپنے شوہر کے گھر نہیں گئی اور نہ اب بحالت موجودہ جا سکتی ہے اور وہ عورت جو کسی کی قید میں ہو یا کوئی اس کو غصب کر لے گیا ہو اور وہ عورت جو اپنے شوہر کے سوا اور کسی[عہ] کے ہمراہ حج کو گئی ہو گو شوہر نے اجازت دیدی ہو ان تمام عورتوں کا نفقہ ان کے شوہروں پر واجب نہیں جو عورت پیشہ در ہو اور دن کو اپنے پیشہ میں مشغول رہتی ہو مثلاً کھانا پکانے یا دودھ پلانے کی نوکری کیا کرتی ہو یا قابلہ کا کام کیا کرتی ہو اس وجہ سے دن کو اپنے شوہر کے گھر میں نہ رہ سکتی ہو صرف رات کو اپنے شوہر کے پاس رہتی ہو ایسی عورت کا نفقہ اس کے شوہر پر صرف شب کے وقت واجب ہے بشرطیکہ اپنے شوہر کی خلاف مرضی ان کاموں کو کرتی ہو اور اگر اس کی مرضی سے کرتی ہو تو بدستور شب و روز کا نفقہ اس کے شوہر پر واجب رہے گا اور اگر بغیر کسی عذر کے دن کے وقت اپنے شوہر کے پاس نہ جاتی ہو تو اس کا نفقہ نہ دن کے وقت اس کے شوہر پر واجب ہوگا نہ رات کے وقت (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۷۰۲)

اگر عورت اپنے یا اپنے ماں باپ کے گھر میں رہتی ہو اور جب اس کا شوہر اس کے یہاں جاتا ہو تو وہ شوہر کو اپنے پاس نہ آنے دے اس صورت میں بھی اس کا نفقہ ساقط ہو جائیگا ہاں اگر شوہر سے یہ کہتی ہو کہ مجھے اس مکان سے لے چل میں اس مکان میں رہنا نہیں چاہتی اور وہ نہ لے جاتا ہے تو اس کا نفقہ ساقط نہ ہوگا۔

نفقہ کے متعلق تین چیزیں ہیں، کھانا، کپڑا، رہنے کا مکان، کھانے میں اس امر کا لحاظ ضروری ہے کہ اپنی اور اس عورت کی دونوں کی حیثیت کے موافق[عہ] کھانا کھلائے اور اگر وہ بالکل غیر مستطیع ہو کہ عورت کی حیثیت کا لحاظ نہ کر سکے تو جس قدر اس سے ہو سکے کھلائے باقی اس کے ذمہ قرض رہے گا کہ جب اس کو وسعت حاصل ہو تو اس قرض کو ادا کرے، مثال عورت بہت امیر ہو کہ اپنے باپ کے گھر میں مرغ پلاؤ اور کھیر وغیرہ کھاتی ہو اور شوہر نہایت فقیر ہو کہ جو کی روٹی سے

عہ اگر شوہر کے ہمراہ حج کو جائے تو شوہر پر اسی قدر نفقہ دینا واجب ہوگا جس قدر وہ بحالت حضر دیا کرتا تھا سفر کے اخراجات مثل کرایہ وغیرہ کے اس کے ذمہ نہ ہوں گے ۱۲

عہ یعنی اگر دونوں امیر ہیں تو امیروں جیسا کھانا کھلائے اور دونوں فقیر ہوں تو فقیروں جیسا اور جو ایک امیر اور دوسرا فقیر ہو تو متوسط درجہ کا ۱۲۔

Marfat.com

زیادہ نہ کھا سکتا ہو اور نہ کھلا سکتا ہو تو اس پر واجب یہ ہے کہ گیہوں کی روٹی اور بکری کا گوشت اس کو کھلائے مگر بالفعل وہ اس کو جَو کی روٹی کھلائے اور جَو کی روٹی اور گیہوں کی روٹی اور بکری کے گوشت کی قیمت میں جس قدر فرق ہو اس پر قرض رہے گا (رد المحتار ص۔)

عورت اگر آٹا پیسنے اور کھانا پکانے سے انکار کرے تو دیکھنا چاہیے کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جو کام کرتی ہیں یا نہیں[ع] کرتیں۔ اگر ہو تو شوہر پہ واجب ہے کہ اس کو پکا پکایا کھانا لا دیا کرے یا کوئی ملازم رکھ دے جو ان کاموں کو کر دیا کرے اور اگر نہ ہو تو شوہر پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ پکا پکایا کھانا اس کو لا دیا کرے بلکہ اس عورت پر واجب ہے کہ خود پکائے اور خود ہی تمام کام کرے۔

خانہ داری کے تمام سامانوں کا مہیا کر دینا مثل چکی، توا، دیگچی، پیالہ، رکابی، گھڑے، لوٹا اور فرش وغیرہ شوہر کے ذمہ واجب ہے اور عورت کی آرائش کی چیزوں کا مہیا کر دینا بھی شوہر کے ذمہ ہے، پان تمباکو حقہ وغیرہ کی قیمت بھی شوہر کے ذمہ واجب نہیں (رد المحتار جلد ۲ ص۔)

عورت اگر بیمار ہو جائے تو اس کی دوا علاج کے مصارف شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہیں (رد المحتار جلد ۲ ص۔)

جس طرح عورت کے کھانے پینے میں دونوں کی حیثیت کا لحاظ ہے اسی طرح لباس میں بھی دونوں کی حیثیت کا لحاظ رہنا ضروری ہے، شوہر کے ذمہ واجب ہے کہ سال میں دو مرتبہ اس کے کپڑے گرمیوں میں گرمی کی ضرورت کے موافق اور جاڑوں میں جاڑے کی ضرورت کے موافق، لباس کی تعداد اور اس کی نوعیت دونوں کی حیثیت کے موافق ہونی چاہیے یعنی اگر دونوں امیر ہیں تو امیروں کا لباس اور دونوں غریب ہوں تو غریبوں کا سا اور جو ایک غریب ہو اور دوسرا امیر تو متوسط درجہ کا۔

کپڑے کی نوعیت میں ہر قسم کے رسم و رواج کا لحاظ بھی ضروری ہے عورت کے لیے بستر اور لحاف وغیرہ علیحدہ بنا دینا چاہیے اگر وہ اس کی خواہش کرے، جوتی وغیرہ بھی لباس میں داخل ہے۔

ع اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے ماں باپ کے یہاں اگر سب لوگ اپنا اپنا کام خود کرتے ہیں نوکر چاکر نہ ہوں تو وہ ان لوگوں میں سمجھی جائے گی جو کام کرتی ہیں اور جو اس کے ماں باپ کے یہاں دولت و ثروت ہو کہ نوکروں کے ذریعہ کام لیا جاتا ہو تو وہ ان لوگوں میں سمجھی جائے گی جو اپنا کام خود نہیں کرتیں پس اصل دار و مدار اس کا امیری اور فقیری پر ہے ۱۲۔

Marfat.com

مکان بھی عورت کے رہنے کا دونوں کی حیثیت کے مطابق ہونا چاہیے اور اس مکان میں بغیر عورت کی رضامندی کے کوئی اور عزیز شوہر کا نہیں رہ سکتا سوا ایسے نابالغ بچوں کے جو عورت مرد کے باہمی تعلقات کو نہ سمجھتے ہوں، شوہر کا بھائی، بیٹا، ماں باپ، دوسری بی بیاں وغیرہ سب سے وہ مکان خالی ہونا چاہیے اسی طرح شوہر کو بھی اختیار ہے کہ اس مکان میں عورت کے کسی عزیز کو نہ رہنے دے۔

اگر کسی بڑے مکان کا کوئی خاص حصہ جو محفوظ ہو اور مقفل ہو سکے عورت کو دیدیا جائے تب بھی کافی ہے یہ کچھ ضروری نہیں کہ مکان بالکل علیحدہ ہو۔

اگر شوہر اپنی عورت کے لیے کوئی ایسا مکان تجویز کرے جس کے اطراف میں بالکل آبادی نہ ہو تو عورت کو یہ حق حاصل ہے کہ اس مکان میں رہنے پر راضی نہ ہو پس شوہر پر یہ بات ضروری ہوگی کہ کسی ایسے مکان میں اس کو رکھے جس کے پڑوس میں شرفا اور صلحاء رہتے ہوں اگر عورت کے ہمراہ کوئی غلام یا لونڈی ہو تو اس کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ حاجت سے زائد نہ ہوں اگر لونڈی غلام نہ ہوں بلکہ نوکر ہو تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے عورت جب مریض ہو جائے تو اس کی خدمت کے لیے کوئی ملازم رکھ دینا شوہر کے ذمہ ہے، اگر کوئی شخص اپنی عورت کا نفقہ نہ ادا کرتا ہو تو عورت کو حق حاصل ہے کہ قاضی کی عدالت میں اپنے نفقہ کی نالش کرے اور قاضی موافق قاعدۂ مذکورہ کے اس شخص سے نفقہ دلا دے قاضی کو چاہیے کہ اس مرد کے پیشہ اور اس کی آمدنی کے لحاظ سے نفقہ دینے کی مدت مقرر کر دے یعنی اگر کوئی دستکار ہو جیسے روزانہ آمدنی ہوتی ہو تو اسے ماہانہ دینے کا حکم دے اور اگر کوئی کاشتکار یا زمیندار ہو جسے سالانہ آمدنی ہوتی ہے تو اسے سالانہ دینے کا حکم دے اور نیز قاضی کو چاہیے کہ شہر کا نرخ وغیرہ دریافت کر کے نفقہ مقرر کرے اور اگر قاضی نے جو مقدار روپیہ کی مقرر کی تھی غلہ گراں ہو جانے کے سبب سے وہ مقدار ناکافی ہو جائے تو ایسی صورت میں شوہر کو روپیہ کی مقدار بڑھانا ہوگی تاکہ کافی ہو جائے اسی طرح اگر غلہ ارزاں ہو جائے تو جس قدر روپیہ فاضل بچتا ہے وہ عورت کو واپس کرنا ہوگا (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۱۰۰۸)

اگر عورت کو شوہر کے مفرور یا روپوش ہو جانے کا خوف ہو تو اس کو اس امر کا حق حاصل ہے کہ اپنے نفقہ کے لیے شوہر سے ضامن طلب کرے خواہ ایک ماہ کے لیے ضامن طلب کرے یا اس سے زیادہ کے لیے جیسی اس وقت مصلحت ہو (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۷۰۲)

Marfat.com

عورت کو اختیار ہے کہ اپنے شوہر کے مال میں سے کھانے پینے کی چیزوں کو موافق دستور کے کھا پی لے اور اپنا لباس وغیرہ اس کے روپیہ سے بنوالے شوہر کو اطلاع کرے یا نہ کرے اگر کوئی عورت اپنے شوہر سے نفقہ کی بابت بہ رضامندی خود کوئی مقدار روپیہ کی مقرر کرے پھر بعد چند روز کے کہے کہ یہ مقدار مجھے کافی نہیں ہوتی تو اگر درحقیقت وہ مقدار کافی نہ ہو تو شوہر پر لازم ہے کہ اس مقدار کو بڑھادے اور اگر بعد تعین مقدار کے شوہر کہے کہ میں اس مقدار کے دینے کی استطاعت نہیں رکھتا تو اس کی بات نہ مانی جائے گی ہاں اگر غلّہ میں ارزانی ہوگئی ہو یعنی اس مقدار معینہ سے کم اس عورت کے لیے کافی ہوجائے تو پھر قاضی اس مقدار کو کم کردے گا۔

گزشتہ دنوں کی بابت نفقہ کا دعویٰ ایک ماہ یا ایک ماہ سے زائد کے لیے نہیں ہوسکتا کیونکہ ایک مہینہ گزر جانے سے نفقہ ساقط ہوجاتا ہے ہاں اگر قاضی کے فیصلے سے یا باہمی رضامندی سے نفقہ کی بابت کوئی مقدار خاص نفقہ کی مقرر ہوگئی ہو تو اس کا دعویٰ ایک ماہ سے زائد کے لیے بھی ہوسکتا ہے (ردالمحتار جلد ۲ صفحہ ۶۷۱)

اگر عورت و مرد میں باہم اس گذشتہ زمانے کی مقدار میں اختلاف ہو جس میں شوہر نے نفقہ نہیں دیا **مثلاً** عورت کہتی ہو کہ دو مہینہ سے نہیں دیا شوہر کہتا ہو کہ ڈیڑھ مہینہ سے نہیں دیا ثبوت عورت سے طلب کیا جائے گا اگر وہ ثبوت نہ پیش کرسکے تو شوہر کی بات مانی جائے گی اور اگر عورت نفقہ دینے کی منکر ہو اور شوہر مدعی ہو تو قسم لے کے عورت کی بات مان لی جائے گی۔

طلاق سے عورت کا نفقہ ساقط نہیں ہوتا یعنی جب تک اس کی عدت نہ گزر جائے اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے بشرطیکہ وہ عدت کے زمانہ میں گھر ہی پر مقیم رہے طلاق بائن ہو خواہ رجعی (بحرالرائق)

(۳) تیسرا حق زوجہ کا حسن معاشرت ہے یعنی شوہر پر واجب ہے کہ وہ اس کی خاطر داری اور رضامندی کا ہر امر میں لحاظ رکھے بشرطیکہ کوئی معصیت لازم نہ آتی ہو۔

ہماری شریعت اسلامیہ میں ایک مرد کے لیے ایک ساتھ چار نکاح کی اجازت دی گئی ہے مگر اس کے ساتھ ہی یہ حکم بھی [۱] ہے کہ اگر سب کے ساتھ حسن معاشرت نہ کرسکے

---

[۱] اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً یعنی اگر تمہیں بے انصافی کا خوف ہو تو ایک ہی سے نکاح کرو۔

Marfat.com

اور برابر کا برتاؤ نہ رکھ سکے تو ایک سے زیادہ نکاح نہ کرے یہاں سے سمجھنے والے سمجھ سکتے ہیں کہ ہماری شریعت میں حسن معاشرت کا کہاں تک خیال کیا گیا ہے۔

جس شخص کی کئی بی بیاں ہوں اس پر واجب ہے کہ کھانے میں اور ہر ایک کے پاس رہنے میں برابری کا لحاظ رکھے جس قسم کا کھانا اور لباس ایک کو دے ویسا ہی دوسری کو بھی دے اور جتنی دیر ایک کے پاس رہے اتنی ہی دیر دوسری کے پاس بھی رہے مثلاً ایک شب ایک کے پاس رہے تو ایک شب دوسری کے پاس بھی اور جو دو شب ایک کے پاس رہے تو دوسری کے پاس بھی دو شب رہے، ہاں خاص استراحت میں برابری کا لحاظ نہیں واجب کیا گیا کیونکہ یہ بات دل کے میلان سے تعلق رکھتی ہے اور دلی میلان انسان کے اختیار سے باہر ہے لیکن حتی الامکان اس میں بھی برابری کا لحاظ رکھے تو مستحب ہے اور گو خاص استراحت میں برابری کا لحاظ واجب نہیں لیکن یہ بات واجب ہے کہ اتنی مدت تک کسی بی بی سے خاص استراحت ترک نہ کرے کہ ایلا کی مدت[ع۵] تک پہنچ جائے، ایلا کی مدت چار مہینے ہے۔ مریضہ اور صحیحہ اور حائضہ غیر حائضہ مجنونہ اور عاقلہ اور باکرہ اور ثیبہ جدیدہ اور قدیمہ مسلمہ اور کافرہ کتابیہ سب کا حق یکساں ہے سب کے ساتھ برابر کا برتاؤ کرنا چاہیے۔

اگر کوئی شخص اپنی بی بیوں کے ساتھ برابر کا برتاؤ نہ کرتا ہو تو قاضی کو چاہیے کہ پہلی مرتبہ اسے فہمائش کر دے اس پر بھی نہ مانے تو اسے سزا دے مگر اس سزا میں قید کا اختیار نہیں ہے سفر میں برابری واجب نہیں ہے شوہر کو اختیار ہے کہ اپنی بی بیوں میں سے جسے چاہے سفر میں اپنے ہمراہ لے جائے۔

شوہر کو چاہیے کہ اپنی بی بی سے اس قدر خدمت نہ لے جو اس کی طاقت سے

ع۵ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ رات کو گشت کر رہے تھے یکایک ایک عورت کو سنا وہ کہہ رہی تھی نواللہ لولا اللہ تخشی عواقبہ:۔ لزحزح من ھذا السریر جوانبہ یعنی خدا کی قسم اگر عذاب الٰہی کا خوف نہ ہوتا تو آج اس تخت کے پائے ہلتے یعنی میں کسی مرد سے مشغول استراحت ہوتی تو حضرت عمرؓ نے اس کی کیفیت دریافت کی معلوم ہوا کہ اس کا شوہر جہاد میں ہے پھر اپنی صاحبزادی ام المومنین حفصہؓ سے دریافت کیا کہ عورت اپنے شوہر کے بغیر کتنے دنوں صبر کر سکتی ہے انھوں نے کہا چار مہینے تو انہوں نے اپنے سرداران لشکر کو حکم لکھوا دیا کہ وہ شخص جس کی بی بی موجود ہو چار مہینے سے زیادہ باہر نہ روکا جائے چار مہینے کے بعد فوراً اسے رخصت دیدی جایا کرے ۱۲۔

باہر ہو ایسی بات اس سے نہ کہے جو اس پر شاق ہو والدین کے یہاں جانے سے اور نیز ان کو یہاں آنے سے نہ روکے اور یہ آمد و رفت دستور کے موافق ہونی چاہیئے مثلاً ایک ہی شہر میں رہتے ہوں تو ہر ہفتہ میں ایک مرتبہ اور جو مختلف شہروں میں بستے ہوں تو ہر سال ایک مرتبہ یا دو مرتبہ سے زیادہ آمد و رفت ہو تو شوہر کو روکنے کا اختیار ہے۔

چوتھا حق زوجہ کا تعلیم ہے یعنی شوہر پر واجب ہے کہ اسے ضروریات دین کی تعلیم دے اس کے عقائد کے اصلاح کی کوشش کرے اور پابندی شریعت کی اس پر تاکید رکھے خود علم دین رکھتا ہو تو خود تعلیم کرے ورنہ کسی دوسرے سے بطرز مناسب تعلیم دلائے اور بنظر تعلیم زجر و تنبیہہ کی بھی اجازت ہے خاص کر ترک نماز کے لیے آخیر میں یعنی جبکہ زبانی تاکید اور ظاہر ناخوشی سے کام نہ چلے مارنے کی بھی اجازت ہے مگر منہ پر مارنے کی اور اس طرح مارنے کی جس سے چوٹ آ جائے ممانعت ہے۔

زوج کے حقوق - جس طرح زوجہ کے حقوق شوہر کے ذمہ بیان کیے گئے اسی طرح زوج کے بھی حقوق[عہ] زوجہ کے ذمہ ہیں اور بہت ہیں، حاصل ان تمام حقوق کا یہ ہے کہ شوہر کا راضی رکھنا اور اس کی اطاعت کرنا زوجہ پر واجب ہے بشرطیکہ خلاف مرضی الٰہی اور خلاف شریعت بات کا حکم نہ دے، شوہر کے حقوق کی تفصیل میں طول ہو گا لہٰذا مختصراً صرف اسی قدر لکھ دینا کافی ہے کہ زوجہ پر اللہ کے حق کے بعد سب سے زیادہ شوہر کا حق ہے ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اگر خدا کے سوا کسی کا سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے شوہر کا سجدہ کرے ایک دوسری حدیث میں ہے کہ پانچ آدمیوں کی نماز روزہ اور کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی منجملہ ان کے وہ عورت ہے جس کا شوہر اس سے ناخوش ہو۔

عورت کو یہ بھی چاہیئے کہ اپنے شوہر کے سامنے اپنی آرائش وغیرہ میں کوتاہی نہ کرے اور اس کے بزرگوں کا ویسا ہی خیال و ادب رکھے جیسے اپنے

عہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولہن مثل الذی علیہن یعنی جس طرح عورتوں پر مردوں کا حق ہے اسی طرح مردوں پر بھی عورتوں کا حق ہے ۱۲

بزرگوں کا اور شوہر کے مال کی حفاظت جہاں تک اس سے ممکن ہو کرے اور شوہر کی غیبت میں اپنا بناؤ سنگار بالکل نہ کرے۔

زوجین کے حقوق کا بیان ہو چکا اب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز معاشرت جو امہات المومنین کے ساتھ تھا نقل کرتے ہیں جس کو دیکھ کر سوا اس کے کہ یہ آپ ہی کی قوت تھی اور کچھ نہیں کہا جا سکتا اس قدر کثرت ازواج پر ایسی حسن معاشرت ہر بشر کے حوصلے سے باہر ہے یہ بھی ایک آپ کا معجزہ تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حسن معاشرت

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرمایا کرتے تھے خیارکم خیارکم لاھلہ وانا خیرکم لاھلی یعنی تم میں بہتر وہ ہے جو اپنی بی بی سے عمدہ برتاؤ کرے اور میں اپنی بی بی کے ساتھ تم سب سے زیادہ عمدہ برتاؤ کرتا ہوں یہ ایک بہت بڑی شہادت حسن معاشرت کی ہے جو خود حضرتؐ کے کلام سے ثابت ہوئی اب آپ کا برتاؤ اپنی ازواج کے ساتھ جو حدیث کی کتابوں میں مروی ہے نقل کیا جاتا ہے، بیان سابق سے یہ امر واضح ہو چکا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نو بیبیاں تھیں اور ان نو بیبیوں کے علاوہ کچھ حرمیں بھی تھیں یعنی لونڈیاں، یہ ایک عام بات ہے کہ جب کسی کے نکاح میں کئی عورتیں ہوتی ہیں تو ان میں رنجش و کشمکش کے علاوہ جو سوت کے ہونے کے لوازم سے ہے ان کو اپنے شوہر سے بھی رنج و ملال رہتا ہے اور اس رنج و ملال اور تنافر و تباغض کی اصل وجہ یہی ہوتی ہے کہ شوہر کا التفات سب کی طرف یکساں نہیں ہوتا مگر ایک مصنف مورخ جس نے خوب تحقیق سے تواریخ و احادیث و سیر کی کتابیں دیکھی ہوں، سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج طاہرات کو ان عیوب سے پاک پائے گا، اس کی وجہ سوا اس کے اور کچھ نہیں کہ آپ کا التفات سب کی طرف برابر تھا گو احادیث کی کتابوں میں یہ مروی ہے کہ حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضؓ کے ساتھ آپ کو محبت زیادہ تھی مگر کبھی اس زیادتی محبت کے باعث یہ نہیں ہوا کہ آپ نے اوروں کی طرف التفات کم کر دیا

Marfat.com

ہو یا اوروں کے یہاں آمد ورفت کم کردی ہو، ان کی خبر گیری میں نان نفقہ وغیرہ کے مصارف میں کچھ کمی کردی ہو اسی سبب سے کبھی کسی بی بی کو آپ سے اس امر کی شکایت کا موقعہ نہیں ملا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر فرماتے تھے حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَاکُمُ النِّسَاءُ وَالطِّیْبُ یعنی مجھے تمہاری دنیا کی چیزوں میں صرف دو چیزیں پسند ہیں عورت اور خوشبو، اسی وجہ سے آپ نے کئی نکاح کئے کثرت ازواج کی کچھ حکمتیں ہم اوپر بیان کرچکے ہیں، شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ شرح سفر السعادۃ میں لکھتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے بہت سے نکاح کئے اس میں یہ حکمت تھی کہ بہت سے احکام شریعت جو عورتوں سے متعلق ہیں اور مردوں کو ان پر اطلاع نہیں ہوسکتی تھی وہ احکام ان ازواج پاک کے ذریعہ سے امت کو پہونچیں اور جہت خداوندی قائم رہے اور عورتوں کے حقوق ادا کرنا اور ان کے ساتھ حسن معاشرت کا برتنا تمام امت کو معلوم ہوجائے، واقعی یہ حکمت ایک بہت بڑی حکمت ہے اگر دقیق نظر سے دیکھی جائے تو ایک اولوالعزم پیغمبر جو اپنے حقیقی مالک کی درگاہ میں اعلیٰ درجہ کا تقرب رکھتا ہو اور منصب نبوت کے فرائض کی انجام دہی اس کے متعلق ہو وہ ایسا کثیر التعلقات ہو کر ان تعلقات کے ادائے حقوق کا اس قدر خیال کرے اور اپنے گراں بہا وقت شریف کا ایک حصہ ان باتوں میں صرف کرے کثرت ازواج سے جس طرح عورتوں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن معاشرت کی بے نظیر تاکید ثابت ہوتی ہے اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عالی ظرفی اور بلند حوصلگی کا بھی کچھ اندازہ ہوتا ہے اگرچہ حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا اندازہ کرنا بشری قوت سے باہر ہے۔

الحاصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی تمام ازواج کے ساتھ یکساں برتاؤ رکھتے تھے یعنی سب کے ادائے حقوق کا برابر خیال کرتے تھے ہر ایک کے یہاں رہنے کی آپ نے باری مقرر کردی تھی ایک کی باری میں دوسرے کے یہاں ہرگز نہ رہتے تھے حضرت عائشہؓ سے باوجودیکہ محبت زیادہ تھی مگر ایک مرتبہ وہ حضرت صفیہؓ کی باری کے دن حضرت کے پاس آئیں تو حضرت نے ان سے فرمایا کہ تم کیوں آئی ہو، جاؤ، انہوں نے عرض کیا کہ آج صفیہؓ نے اپنی باری مجھے دیدی ہے برابری کا یہاں تک خیال تھا کہ مرض وفات میں جبکہ آپ کی طبیعت حضرت عائشہؓ کے یہاں رہنے کو چاہتی تھی

Marfat.com

آپ نے بغیر اجازت اور ازواج کے اس امر کو گوارا نہ کیا جب سب نے اجازت دیدی اس وقت آپ حضرت عائشہ کے ہاں تشریف لے گئے جب آپ سفر میں تشریف لے جاتے تھے تو قرعہ ڈالتے تھے جس کا نام قرعہ میں نکل آتا تھا آپ اسی کو اپنے ہمراہ لے جاتے تھے۔

ہر روز نماز عصر کے بعد آپ اپنی تمام ازواج کے یہاں تشریف لے جاتے تھے اور سب کی خیریت دریافت فرما لیتے تھے۔

بہت ہی خوش گوئی اور خوش خلقی سے پیش آیا کرتے تھے کبھی سخت کلامی نہ فرماتے تھے گو کیسی ہی خلاف مزاج بات کیوں نہ ہو، ایک مرتبہ تمام ازواج مطہرات نے مل کر آپ سے اپنی اخراجات کا مطالبہ کیا حضرت کو بہت ناگوار گزرا لیکن اس کے جواب میں کسی قسم کا سخت کلمہ زبان مبارک سے نہیں نکلا ہاں اس واقعہ پر آپ نے ایک مہینہ کا ایلا کر لیا تھا یعنی ایک مہینے تک آپ اپنی ازواج کے پاس تشریف نہیں لے گئے۔

حضرت ام المومنین حفصہؓ کو ایک مرتبہ رجعی طلاق دی بعد اس کے رجوع کر لیا، کسی روایت میں یہ نہیں دیکھا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج پاک کو خطا یا بے خطا کوئی سخت اور نا ملائم کلمہ کہا ہو ہمیشہ تحمل اور بردباری سے آپ نے کام لیا اگر کبھی کوئی بات نصیحت اور تعلیم کے طور پر فرماتے تھے تو نہایت نرم اور باثر الفاظ میں۔

لونڈی غلام اور ان کے نکاح کے احکام

(۱) یہ مسئلہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ عورت اپنے غلام کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی اور جس طرح ان میں باہم نکاح جائز نہیں اس طرح بغیر نکاح کے بھی خاص استراحت درست نہیں۔

(۲) مرد کا نکاح بھی اپنی لونڈی کے ساتھ درست نہیں مگر اس کے درست نہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ نکاح کا نتیجہ مرتب نہ ہوگا اور بعد آزاد کر دینے کے نکاح قائم نہ رہے گا اور اگر اس لونڈی کو طلاق دی جائے تو طلاق نہ ہوگی (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

(۳) اپنی لونڈی کے ساتھ بغیر نکاح کے خاص استراحت جائز ہے مگر اس

Marfat.com

زمانہ میں اس امر کے لیے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ اکثر لونڈیاں ناجائز طریقہ سے قبضہ میں آ رہی ہیں یعنی آزاد عورتیں بغیر تجویز شرع کے لونڈی بنائی جاتی ہیں جہادوں سے جو عورتیں گرفتار ہو کر آتی ہیں وہ بوجہ اس کے کہ آج کل مال غنیمت کی تقسیم قاعدہ شرعیہ کے موافق نہیں ہوتی لونڈی کا حکم نہیں رکھتیں اور ان سے بغیر نکاح کے خاص استراحت جائز نہیں پس اگر کسی طریقہ سے یہ امر معلوم[ع] ہو جائے کہ یہ لونڈی دراصل لونڈی ہے تو اس کے ساتھ خاص استراحت میں کوئی مضائقہ نہیں، ورنہ احتیاطاً بغیر نکاح کے خاص استراحت سے اجتناب بہتر ہے اور اگر اس کا لونڈی ہونا محقق ہو جائے تو ایسی حالت میں اس سے بغیر نکاح کے خاص استراحت ناجائز ہے۔

(۴) ایسی صورت میں جبکہ کسی لونڈی کے لونڈی ہونے میں احتمال ہو اگر اس سے نکاح کیا جائے تو گو اور نتائج نکاح کے اس نکاح پر مرتب نہ ہوں گے مگر ایک نتیجہ اس پر احتیاطاً ضرور مرتب کر لیا جائے گا اور وہ یہ کہ اس نکاح کے بعد صرف تین نکاح اس شخص کے لیے جائز ہیں چوتھے نکاح سے احتیاطاً اجتناب کرے (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

(۵) اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو اپنی لونڈی خاص استراحت کے لیے دے تو اس دوسرے شخص کو اس لونڈی سے خاص استراحت جائز نہیں کیونکہ خاص استراحت کے جائز ہونے کی صرف دو ہی صورتیں ہیں نکاح یا ملک (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۳۸۰)

(۶) باپ کی لونڈی سے بیٹے کو اور بیٹے کی لونڈی سے باپ کو، اور اسی طرح اپنی زوجہ کی لونڈی سے شوہر کو خاص استراحت جائز نہیں گو یہ لوگ اجازت دے بھی دیں۔

(۷) ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنی لونڈی غلام کا نکاح دوسرے سے کر دے یا انہیں اجازت نکاح کی دیدے اگر لونڈی غلام نکاح پر راضی نہ ہوں تو اس کا مالک جبراً ان کا نکاح کر سکتا ہے بشرطیکہ ملک اس کی کامل ہو[عہ]۔

عہ لونڈی کا لونڈی ہونا اس طرح معلوم ہوتا ہے کہ وراثۃً نسلاً بعد نسل منتقل ہوتی چلی آ رہی ہو یا اس طور پر کہ خود اقرار کرے یا اس طرح پر کہ بیت المال کے وکیل سے مول لی جائے (عہ غلام کی کتنی قسمیں ہیں ایک قن اور یہی کامل غلام ہے دوسرے مکاتب کہ جس سے یہ معاملہ ہو گیا ہو کہ وہ ایک محدود رقم اپنی کمائی سے ادا کرنے کے بعد آزاد ہے تیسرے مدبر جس سے مالک نے یہ کہدیا ہو کہ تو بعد میرے مرنے کے آزاد ہے ان دو قسموں کے غلام کامل غلام نہیں ہیں ۲

(۸) جس لونڈی کے ساتھ اس کا مالک خاص استراحت کیا کرتا ہو اس کا نکاح کسی دوسرے سے کرے تو یہ امر ضروری ہے کہ پہلے اس کے رحم[ع] کا صاف ہونا معلوم کرے اگر بغیر اس کے معلوم کئے ہوئے نکاح کر دیا اور اس لونڈی کا اپنے مالک سے حاملہ ہونا ظاہر ہوا تو یہ نکاح فاسد ہو جائیگا۔

(۹) اگر کوئی شخص اپنے غلام کا نکاح اپنی لونڈی کے ساتھ کر دے تو اس صورت میں اس غلام پر مہر و نفقہ واجب نہ ہوگا اور اگر لونڈی کسی اور کی اور غلام کسی اور کا یا کسی آزاد عورت سے کسی غلام کا نکاح کیا جائے یا کسی لونڈی کے ساتھ کسی آزاد مرد کا نکاح کیا گیا ہو تو ان سب صورتوں میں نفقہ اور مہر شوہر کے ذمہ واجب ہوگا اور اگر کسی غلام کو بعد نکاح کر دینے کے اس کا مالک فروخت کر دے گا تو اس کی بی بی کے مہر و نفقہ کا مطالبہ اس مالک سے نہ کیا جائے گا بلکہ وہ اسی غلام کے ذمہ رہے گا۔

(۱۰) جب کوئی غلام اپنی عورت کا نفقہ اور مہر نہ ادا کر سکے تو اس کے مالک کو چاہیئے کہ اسے بیچ ڈالے اور اس کی قیمت سے نفقہ اور مہر ادا کرے اور اگر یہ قیمت کافی نہ ہو تو بقیہ رقم کا مطالبہ اس سے بعد آزادی کے کیا جائے گا، پھر دوسرے مالک کے یہاں بھی اگر وہ نفقہ ادا کرنے پر قادر نہ ہو تو پھر بیچا جائے گا۔ ہاں مہر کے عوض میں اب دوبارہ نہ بیچا جائے گا کیونکہ ایک مرتبہ اس کے لیے بک چکا ہے البتہ نفقہ چونکہ بار بار واجب ہوتا ہے لہٰذا اس کے لیے بار بار بیچنا چاہیئے اگر کوئی شخص اپنے غلام کو مہر و نفقہ کی وجہ سے بیچنے میں سستی کرتا ہو تو قاضی بجز اس کی موجودگی میں اسے فروخت کر ڈالے گا۔

(۱۱) بغیر مالک کی اجازت کے اگر کوئی لونڈی یا غلام اپنا نکاح کسی سے کر لے تو وہ نکاح مالک کی اجازت پر موقوف رہے گا اگر مالک اجازت دیدے گا تو نکاح صحیح ہو جائیگا ورنہ باطل ہو جائے گا اور باطل ہونے کی صورت میں مہر و نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہ ہوگا، ہاں اگر خاص استراحت کی نوبت آگئی ہے تو مہر مثل کا مطالبہ اس سے کیا جائیگا وہ بھی بعد آزاد ہو جانے کے۔

[ع] رحم کے صاف ہو جانے کا مطلب یہ ہے کہ حاملہ تو نہیں ہے حمل کا ہونا نہ ہونا حیض کے آنے نہ آنے سے معلوم ہو جاتا ہے ۱۲۔

Marfat.com

(۱۲) مالک نے اگر ایک نکاح کی اپنے غلام یا لونڈی کو اجازت دی اور اس نے دو نکاح کر لیے تو پہلا نکاح صحیح ہو جائیگا اور دوسرا نکاح باطل ہو جائیگا۔

(۱۳) اگر کوئی شخص اپنی لونڈی کا نکاح کسی سے کر دے تو اس پر یہ امر ضروری نہیں ہے کہ اس لونڈی کو اس کے شوہر کے حوالے بھی کر دے یا باہم دونوں میں خلوت کا موقعہ دیدے لیکن اس لونڈی کا مہر و نفقہ اس کے شوہر کے ذمہ جب ہی واجب ہوگا کہ جب اسے خلوت کا موقع دیا جائے۔

(۱۴) بعد نکاح کے بھی مالک اپنی لونڈی کو سفر میں اپنے ہمراہ لیجا سکتا ہے اگرچہ اس کا شوہر راضی نہ ہو۔

(۱۵) جس لونڈی کا نکاح ہو گیا ہو وہ اگر آزاد ہو جائے تو اس کو اختیار ہے چاہے تو اس نکاح کو قائم رکھے اور چاہے فسخ کر دے اور یہ فسخ قاضی کے فیصلے پر موقوف نہیں بلکہ اس کی ناراضگی ظاہر کرتے ہی نکاح فسخ ہو جائے گا یہ اختیار سکوت سے باطل نہ ہوگا تاوقتیکہ صریحی طور پر رضامندی یا نا رضامندی ظاہر نہ کر دے اسے اختیار حاصل رہے گا نیز اگر اس کو مسئلہ نہ معلوم ہو یعنی یہ نہ جانتی ہو کہ لونڈی کو بعد آزاد ہو جانے کے نکاح سابق رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہو جاتا ہے اور اس نہ جاننے کے سبب سے اس نے اپنی رضامندی یا نا رضامندی ظاہر نہ کی ہو تو یہ نہ جاننا شرعاً عذر سمجھا جائیگا اور بعد مسئلہ معلوم ہونے کے اگر وہ اپنی رضامندی ظاہر کرے گی گو کتنا ہی زمانہ گزر گیا ہو نکاح فسخ ہو جائیگا ہاں جس مجلس میں یہ مسئلہ اسے معلوم ہوا ہے اس مجلس سے اگر بغیر رضامندی ظاہر کئے ہوئے اٹھ جائے گی تو اس کا اختیار باطل ہو جائیگا۔

(۱۶) اگر کوئی شخص اپنے غلام کا نکاح اپنی ہی بیٹی کے ساتھ کر دے اور اس کا کوئی وارث سوا اس بیٹی کے نہ ہو تو جس وقت وہ مر جائیگا اور وہ غلام وراثتاً اس بیٹی کی ملک میں آجائیگا اسی وقت فوراً وہ نکاح فاسد ہو جائیگا ہاں اگر وہ غلام مدبر ہو تو نکاح فاسد نہ ہوگا کیونکہ وہ اپنے مالک کے مرتے ہی آزاد ہو جائیگا اس کی بیٹی کی ملک میں نہ آئیگا پھر اسی طرح اگر وہ غلام مکاتب[۵۷] ہو تب بھی نکاح فاسد نہ ہوگا کیونکہ مکاتب میں

---

۵۷ مکاتب کی تعریف تو ہم اوپر لکھ چکے ہیں اس سے جس قدر روپیہ طے ہوا ہو اسی روپیہ کو زر کتابت کہتے ہیں چونکہ اہل عرب کا دستور تھا کہ اس معاملہ کو لکھ لیا کرتے تھے اسی لئے یہی اس کا نام پڑ گیا ۱۲۔

Marfat.com

غلامی کی حیثیت کامل نہیں ہوتی، ہاں اگر وہ مکاتب زر کتابت کے ادا کرنے سے عاجز ہو جائے اور پھر اپنی اصلی حالت غلامی میں عود کر جائے تو البتہ نکاح فاسد ہو جائے گا۔

(۱۷) اگر کوئی آزاد عورت جو کسی ملازم کے نکاح میں ہو اپنے شوہر کے مالک سے کہے کہ تو اس غلام کو میری طرف سے ایک ہزار روپیہ میں آزاد کر دے تو فوراً نکاح فاسد ہو جائے گا کیونکہ اس صورت میں گویا وہ غلام اس شخص نے ایک ہزار روپے کے عوض میں اس عورت کے ہاتھ بیچا پھر گویا اس کی طرف سے وکالۃً اسے آزاد کیا ہاں اگر وہ عورت یہ نہ کہے تو ایک ہزار میں بلکہ صرف اسی قدر کہے کہ اس کو میری طرف سے آزاد کر دے تو نکاح فاسد نہ ہوگا اور یہ آزادی اس عورت کی طرف سے نہ سمجھی جائے گی۔

(۱۸) جب کوئی شخص اپنی لونڈی کا نکاح کسی سے کر دے تو پھر اس لونڈی سے اس کو خاص استراحت کرنا جائز نہیں ہاں جب اس کا شوہر اس کو طلاق دیدے یا کسی وجہ سے نکاح فاسد ہو جائے تو پھر اس سے خاص استراحت جائز ہے مگر بعد اس امر کے معلوم کرنے کے کہ اسے حمل تو نہیں ہے۔

نابالغ بچوں کے نکاح کا بیان

نابالغ بچوں کے نکاح کے مسائل اگرچہ ضمناً کچھ اوپر بیان ہو چکے ہیں لیکن خاص طور پر اب ان کے احکام بیان کیے جاتے ہیں۔

(۱) جس طرح لونڈی غلام کا نکاح بغیر اجازت مالک کے نہیں ہوتا اسی طرح نابالغ بچوں کا نکاح بغیر اجازت ان کے ولی کے نہیں ہوتا۔

(۲) نابالغ لڑکیوں کو بعد بلوغ کے نکاح کے قائم رکھنے اور نہ رکھنے کا اختیار ہے مگر یہ اختیار صرف زمانہ بلوغ تک کے لیے ہے، ان کو جس وقت اپنے بلوغ کا علم ہوا ہو یا بعد بلوغ کے نکاح کی خبر ملی اور فوراً نابالغ کا علم ہوتے ہی یا نکاح کی خبر سنتے ہی رضامندی یا نارضامندی ظاہر نہ کی تو اختیار باطل ہو جائیگا ہاں اگر عورت ثیبہ ہو تو اس کا اختیار بغیر صریح رضامندی یا نارضامندی کے باطل نہ

Marfat.com

ہوگا اس اختیار میں مسئلہ کا معلوم نہ ہونا عذر نہیں ہے حتیٰ کہ اگر کسی نابالغ نے بوجہ اس امر کے نہ معلوم ہونے کے کہ نابالغ کو بعد بلوغ کے اپنے نکاح سابق کو قائم رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہوتا ہے، اپنے نکاح کی خبر سن کر سکوت کیا تو اس سکوت سے بھی اس کا اختیار باطل ہو جائے گا، یہ اختیار جس طرح عورت کو حاصل ہوتا ہے اسی طرح مرد کو بھی حاصل ہوتا ہے اور مرد کا اختیار ثیبہ عورت کی طرح بغیر صریحی رضامندی یا نارضامندی ظاہر کئے ہوئے باطل نہیں ہوتا۔

ہاں اگر یہ نکاح باپ نے یا دادا نے کیا ہو تو پھر بلوغ کے بعد اس کو فسخ کا اختیار نہیں ہے اسی طرح اگر یہ نابالغ کوئی غلام یا لونڈی ہو اور اس کے مالک نے اس کا نکاح کیا ہو تو اس کو بھی بعد بلوغ کے فسخ کا اختیار نہیں ہے اسی طرح اگر کوئی شخص مجنون ہو گیا ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت اور بحالت جنون اس کا نکاح اس کے بیٹے نے کر دیا ہو تو اس مجنون کو بعد زوال جنون کے اس نکاح کے فسخ کا اختیار نہیں ہے (رد المحتار جلد ۲ صفحہ ۳۴۳)

اور اگر یہ لوگ معاملات میں غلطی کرنے اور دھوکا کھاتے میں مشہور ہوں یا یہ نکاح انھوں نے نشے میں کر دیا ہو تو باپ دادا اور بیٹے کے کئے ہوئے نکاح میں اختیار حاصل رہے گا مگر مالک کے کیے ہوئے نکاح کے فسخ کا اس صورت میں بھی اختیار نہیں ہے۔

(۳) باپ دادا کے سوا اور کوئی ولی اگر کسی نابالغ کا نکاح غیر کفو سے کر دے تو یہ نکاح صحیح نہ ہوگا ہاں باپ دادا کا کیا ہوا نکاح اس حالت میں بھی صحیح ہوگا بلکہ لازم ہوگا یعنی فسخ کا اختیار باقی نہ رہے گا جیسا کہ اوپر گذر چکا۔

یہاں تک تو مسلمانوں کے نکاح کے احکام تھے جو بیان کیے گئے اب کچھ تھوڑے مسائل کافروں کے نکاح کے متعلق بھی بیان کئے جاتے ہیں اگرچہ ان مسائل کی زیادہ ضرورت اس وقت تھی جب اسلام کی حکومت تھی غیر مذاہب کے لوگ اپنے مقدمات وغیرہ اسلام کے قاضیوں اور حاکموں کے سامنے پیش کرتے تھے اور اب ان کی چنداں ضرورت نہیں رہی لیکن بغرض تحصیل علم کے اور نیز اس وجہ سے کبھی زوجین میں سے کوئی ایک یا دونوں مسلمان ہو جاتے ہیں اور ان کو اپنے

Marfat.com

نکاح سابق کا حکم قواعد اسلامیہ کے موافق دریافت کرنا منظور ہوتا ہے اور اس قسم کی کبھی کبھی اور ضرورتیں بھی پیش آجاتی ہیں لہٰذا بقدر ضرورت کافروں کے نکاح کے مسائل بھی لکھے جاتے ہیں۔

کافروں کے نکاح کا بیان

(۱) جو نکاح مسلمانوں کے یہاں ازروئے شریعت صحیح ہیں وہ کافروں کے لئے بھی صحیح ہیں[عہ] (در مختار وغیرہ)

نتیجہ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ کسی کافر کی بی بی سے جن میں قواعد شرعیہ کی رو سے نکاح صحیح ہو گیا ہو، کوئی مسلمان نکاح کرنا چاہے تو جائز نہیں اگرچہ وہ عورت ان کافروں میں سے ہو جن کے ساتھ مسلمانوں کو نکاح کرنا جائز ہے یعنی اہل کتاب۔

دوسرا نتیجہ۔ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ اگر زوجین ایک ہی وقت میں مسلمان ہو جائیں تو اسی نکاح سابق پر قائم رکھے جائیں گے جدید نکاح کی ضرورت نہ ہوگی۔

(۲) جو نکاح مسلمانوں کے یہاں ناجائز ہے بوجہ کسی شرط صحت نکاح کے نہ پائے جانے کے وہ کافروں کے لیے جائز ہے بشرطیکہ وہ اس کے جواز کا اعتقاد رکھتے ہوں۔

نتیجے اس مسئلہ کے بھی وہی ہیں جو پہلے مسئلہ کے تھے **مثال** کسی عیسائی یا یہودی نے اپنے ہم مذہب عورت سے نکاح کیا اور اس میں ازروئے شریعت اسلامیہ کوئی شرط صحت نکاح کی نہ پائی گئی مگر شریعت عیسوی یا موسوی میں وہ نکاح بہہ وجوہ صحیح ہے تو ایسی صورت میں کوئی مسلمان یہ سمجھ کر کہ اس کا نکاح تو ہمارے نزدیک صحیح نہیں اس کی بی بی سے نکاح کرنا چاہے تو ناجائز ہے اور دونوں زوجین کو اگر خدا

عہ امام مالکؒ اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں یہ نکاح ناجائز ہیں حنفیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ "وامراتہ حمالۃ الحطب" ترجمہ: عورت ابی الولہب کی اٹھانیوالی کانٹوں کی پس اگر یہ نکاح ناجائز ہوتا تو ابولہب کی منکوحہ کو حق تعالیٰ اسکی عورت نہ فرماتا آخر کے دونوں مسئلوں میں بھی غالباً امام مالک مخالف ہونگے ۱۲

ہدایت کردے اور مسلمان ہوجائیں تو اسی سابق نکاح پر برقرار رکھے جائیں گے۔

(۳) جو نکاح مسلمانوں کے یہاں بوجہ عدم صلاحیت محل کے ناجائز تھا وہ ان کے لیے جائز رکھا گیا ہے یہی صحیح ہے (رد المحتار وغیرہ)

اس مسئلہ کے بھی دو نتیجے ہیں اول یہ کہ ایسی منکوحہ سے اگر کوئی مسلمان نکاح کرے تو ناجائز یہ کہ اگر کوئی شخص ایسے زوجین پر بوجہ اس نکاح کے تہمت زنا کی لگائے تو اس پر حد قذف عہ جاری کی جائے گی یہ نتیجہ صرف اسی زمانہ کے ساتھ خاص تھا جب اسلام کی سلطنت تھی اور قوانین اسلام پر عمل کیا جاتا تھا یہ نتیجہ پہلے دونوں مسئلوں میں بھی ہے (درمختار وغیرہ)

اس مسئلہ میں یہ نتیجہ نہیں پیدا ہو سکتا کہ اگر زوجین بتوفیق خداوندی مسلمان ہوجائیں تو بھی نکاح ان میں باقی رکھا جائے گا، مسلمان ہوجانے کے بعد اس نکاح پر وہ قائم نہ رہ جائیں گے اور نہ اب جدید نکاح بوجہ عدم صلاحیت محل کے جائز ہوگا مثال کسی یہودی نے اپنی ماں سے نکاح کر لیا تو اب اس کی ماں سے کوئی مسلمان نہیں کر سکتا اور اگر اسی یہودی یا اس کی ماں پر کوئی شخص اس نکاح کے سبب سے زنا کا الزام لگاتا تو اسلامی شریعت کی رو سے قذف کی سزا دی جاتی ہاں اگر یہ دونوں مسلمان ہو جائیں تو یہ نکاح قائم نہ رہے گا

(۴) جس نکاح پر کفار بعد اسلام کے قائم نہ رکھے جائیں اس نکاح میں زوجین باہم ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے اور جس پر قائم رکھے جائیں گے اس میں وارث ہو سکتے ہیں یہی صحیح ہے (رد المحتار)

(۵) اگر کفار مسلمانوں میں کسی کو حکم بنا کے اپنا نکاح فسخ کرانا چاہیں تو وہ نکاح اگر وہی ہو جس کا بیان تیسرے نمبر میں ہوا تو وہ حکم ان دونوں میں تفریق کرا دے اور جو زوجین میں سے کوئی ایک کسی مسلمان کو حکم بنا کے تفریق کا خواستگار ہو تو اس صورت میں وہ حکم تفریق کا حکم نہیں دے سکتا کیونکہ مسلمانوں کو اس امر سے منع کر دیا

عہ قذف کے معنی کسی پاک دامن کو تہمت زنا کی لگانا، ایسے شخص کی سزا شریعت میں اسی درہ ہیں اسی کو قذف کہتے ہیں ۱۲ منہ

Marfat.com

گیا ہے کہ وہ کسی کے مذہبی معاملات میں دست اندازی کریں۔ ہاں اگر کوئی خود ان سے دست اندازی کی استدعا کرے تو البتہ انھیں دست اندازی جائز ہے اور اس صورت میں چونکہ یہ معاملہ دو آدمیوں سے متعلق ہے اور ان میں سے صرف ایک نے دست اندازی کی استدعا کی ہے لہٰذا ایسی حالت میں ازروئے شریعت کسی کو دست اندازی کا حق حاصل نہیں ہے۔

(۶) اگر کافر زوجین میں سے صرف ایک آدمی مسلمان ہو جائے تو دوسرے کو بھی اسلام کی ترغیب دی جائے اور اس سے مسلمان ہونے کے لیے کہا جائے اگر وہ مسلمان ہو جائے تو بہتر یعنی نکاح سابق بدستور قائم رہے گا اور اگر وہ مسلمان ہو جانے سے انکار کر دے تو قاضی ان دونوں کے درمیان میں تفریق کرا دے یہ سب صورتیں اس وقت ہیں جبکہ زوجین عاقل و بالغ ہوں اور اگر وہ بھی مسلمان ہو گیا تو عاقل و بالغ ہے اور اگر مسلمان نہیں ہو تو وہ عاقل و بالغ نہیں ہے وہ بھی اس صورت میں اس کے سن تمیز کا انتظار کیا جائیگا جب سن تمیز کو پہنچ جائے گو بالغ نہ ہو اس وقت اس پر اسلام پیش کیا جائے اگر مسلمان ہو جائے تو وہی نکاح سابق قائم رہے گا۔ ورنہ تفریق کرا دی جائے اور اگر وہ نابالغ مجنون[عہ] ہو تو پھر اس کے سن تمیز کا انتظار نہ کیا جائیگا۔ بلکہ اس کے والدین پر اگر وہ زندہ ہوں گے تو اسلام پیش کیا جائیگا ان میں سے اگر ایک بھی اسلام لے آئے گا تو یہ نابالغ مجنون اسی کا تابع قرار دیا جائیگا اور نکاح سابق قائم رکھا جائے گا اور اگر والدین زندہ نہ ہوں تو پھر قاضی اس کی طرف سے کسی کو وصی مقرر کر دے اور اس وصی کے مواجہہ میں ان زوجین میں باہم تفریق کر دے۔

(۷) کافروں کی طلاق اور خلع[عہ] وغیرہ صحیح ہے۔

عہ در مختار کے بعض محشیوں سے اس مقام پر غلطی ہو گئی ہے انہوں نے لکھدیا ہے کہ اگر اس مجنون کی ماں زندہ ہو باپ نہ ہو تو اس ماں پر اسلام پیش نہ کیا جائے گا بلکہ قاضی وصی مقرر کر کے نکاح فسخ کر دیگا عہ خلع اس کو کہتے ہیں کہ عورت کچھ مال دیکے شوہر سے اپنی گلو خلاصی کرائے طلاق اور خلع کے مسائل عنقریب کسی جلد میں انشاء اللہ بیان ہوں گے ۱۲

Marfat.com

نتیجہ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ اگر کوئی کتابی کافر اپنی بی بی کو طلاق دیدے یا اس سے خلع کرلے تو اس سے دوسرا شخص جو مسلمان ہو نکاح کر سکتا ہے۔

(۸) کافروں کے ذمہ ان کی بیبیوں کا مہر اور نفقہ واجب ہے۔

نتیجے اس مسئلہ کے دو ہیں اول یہ کہ اگر کسی قاضی عدالت میں کوئی کافر عورت اپنے کافر شوہر پر نان و نفقہ کا دعویٰ کرے گی تو اس کا دعویٰ مسموع ہوگا مگر یہ نتیجہ اس وقت کے مسلمانوں کو کچھ کارآمد نہیں کیونکہ ان کی حکومت ہے اور نہ کوئی ان کا قاضی ہے۔

دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ اگر کوئی عورت کافر مسلمان ہو جائے اور اس کے شوہر نے زمانہ نکاح میں اس کو نان نفقہ نہ دیا ہو اور مہر بھی اس کا نہ ادا کیا ہو تو اس کی طرف سے بعد مسلمان ہو جانے کے بھی مہر و نفقہ کا دعویٰ دائر کر سکتی ہے اور اگر اس کا شوہر کچھ مال چھوڑ کر مرے تو یہ عورت اس شوہر کے تمام وارثوں سے زیادہ اس کے مال کا استحقاق رکھتی ہے پہلے اس کا نفقہ و مہر ادا کر دیا جائے گا بعد اس کے وارثوں کا حق اس مثال میں قائم ہوگا کیونکہ یہ عورت قرض کا دعویٰ کرتی ہے اور قرض کا ادا کرنا میراث پر مقدم ہے۔

(۹) کافر زوجین میں جو تفریق ہو خواہ طلاق و خلع وغیرہ کے سبب سے یا تفریق قاضی کی وجہ سے یا ان میں سے کسی کے مسلمان ہو جانے کے باعث سے یہ تمام تفریقیں طلاق کے حکم میں ہیں۔

نتیجہ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ کافرہ عورت سے بعد تفریق کے قبل عدت گزر جانے کے نکاح کرنا مسلمانوں کو جائز نہیں ہاں جو تفریق بی بی عورت کی طرف سے ہوگی وہ طلاق کے حکم میں نہیں ہے مثال کوئی کافر مسلمان ہو گیا مگر جب اس کی عورت سے مسلمان ہو جانے کو کہا گیا اس نے انکار کر دیا ایسی صورت میں تفریق تو ہو جائے گی مگر یہ تفریق طلاق نہ سمجھی جائے گی حتیٰ کہ اس عورت سے اگر وہ کتابیہ ہو کوئی مسلمان نکاح کرنا چاہے تو جائز ہے۔

(۱۰) اگر کتابی کافروں سے کوئی دوسرے کتابی مذہب کو اختیار کرے خواہ وہ مرد ہو یا عورت تو اس کا نکاح فسخ نہ ہوگا ہاں وہ اگر کسی ایسے مذہب کو اختیار کرے

Marfat.com

جو کتابی نہ ہو تو نکاح فسخ ہو جائے گا مثال کوئی عیسائی یہودی ہو گیا ہو تو اس کی بی بی اس کے نکاح سے خارج نہ ہو گی ہاں اگر یہ آتش پرست بن جائے تو اس کی بی بی اس کے نکاح سے باہر ہو جائے ۔

نتیجہ اس مسئلہ کا یہ ہے کہ اگر کوئی عیسائی یہودی ہو جائے تو کوئی مسلمان یہ سمجھ کر کہ اس کی بی بی اس کے نکاح سے باہر ہو گئی ہے اس سے نکاح کرنا چاہے تو ناجائز ہے ہاں اگر وہ ہندو ہو جائے تو بے تامل اس کی بی بی سے بعد عدت گزر جانے کے نکاح کی اجازت ہے ۔

(۱۱) مرتد ہو جانے سے بھی نکاح ٹوٹ جاتا ہے اگر کوئی مسلمان معاذاللہ عیسائی ہو جائے تو بے تامل بعد عدت گزر جانے کے اس کی بی بی سے نکاح درست ہے ہاں اگر دونوں ساتھ ہی مرتد ہوئے ہوں تو اس صورت میں نکاح قائم رہے گا اور پھر اگر ان میں سے کوئی شخص دوسرے سے پہلے مسلمان ہو جائیگا تو یہ نکاح فسخ ہو جائے گا اور دونوں اسلام لے آئیں تو پھر قائم رہے گا ۔

یہ مسئلہ بہت خیال رکھنے کے قابل ہے بعض اوقات جاہلوں کی زبان سے ایسے کلمات نکل جایا کرتے ہیں جن سے کفر و شرک لازم آجاتا ہے اور بعض اوقات وہ کلمات ایسے صاف ہوتے ہیں کہ خواہ مخواہ اس کے کہنے والے کو مرتد کہنا پڑتا ہے اور اس کی بی بی اس کے نکاح سے باہر ہو جاتی ہے اور اسے خبر بھی نہیں ہوتی اب جو ان میں باہم خاص استراحت ہوتی ہے وہ حرام ہے اور اولاد ولدالزنا یہ سب خرابیاں جہالت سے لازم آتی ہیں اس کا تدارک جاہلوں کے لیے کچھ نہیں سوا اس کے کہ توبہ کا ہر وقت ورد رکھیں تاکہ اگر کسی وقت بیخبری میں کوئی کلمہ نکل جائے تو توبہ سے اس کی تلافی ہو جائے میں نے خود دیکھا ہے کہ بعض اوقات جب جاہلوں کی خلاف مرضی کوئی مسئلہ انھیں بتایا جاتا ہے تو صاف کہہ دیتے ہیں کہ اپنی شریعت کو طاق پر رکھو ایسی شریعت کو ہم نہیں مانتے یہ کلمات صاف کفر ہیں بعض عالم نما جاہل آج کل یہ فساد برپا کر رہے ہیں کہ جب دو میاں بی بی میں تفریق کرانا منظور ہوتی ہے تو ان میں سے کسی سے کفر کے کلمات نکلوا دیتے ہیں معاذاللہ یہ کیسی شوخ چشمی ہے بعض لوگ جاہلوں کے خوش کرنے کو فقہا کیطرف یہ مسئلہ منسوب کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص اپنی بی بی کو مغلظہ طلاق دے اور پھر اس سے تجدید نکاح چاہے بغیر اس کے کہ کسی دوسرے شخص سے اس کی بی بی کا نکاح

کیا جائے اور پھر اس کی طلاق کا انتظار کیا جائے کہ وہ شخص کوئی کلمہ کفر کا اپنی زبان سے نکال دے حالانکہ فقہا کا یہ منشا ہرگز نہیں ہے عورت کیا اگر جان بھی جائے تو کفر کا کلمہ زبان سے نکالنا درست نہیں۔

(۱۲) مرتد مرد یا عورت کا نکاح کسی سے درست نہیں نہ کسی مسلمان سے نہ کسی کافر سے نہ کسی مرتد سے۔

(۱۳) اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے اور اس کے نکاح میں پانچ عورتیں ہوں تو اگر ان کا نکاح ایک ہی عقد میں کیا تھا تو ان سب کا نکاح باطل ہو جائے گا اور اگر یکے بعد دیگرے ان کے ساتھ نکاح کیا ہے تو جس کے ساتھ آخر میں نکاح کیا ہے اس کا نکاح باطل ہو جائے گا۔

مثال (۱) کسی کافر نے پانچ عورتوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ میں نے سب کے ساتھ اپنا نکاح کیا تو مسلمان ہو جانے کے بعد یہ سب عورتیں اس کے نکاح سے باہر ہو جائیں گی اور یکے بعد دیگرے پانچ عورتوں سے نکاح کیا تو جس عورت سے اخیر میں نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہو جائیگا۔

(۲) کسی کافر نے دو بہنوں یا دو ماں بیٹیوں سے مخاطب ہو کے کہا کہ میں نے تم دونوں سے اپنا نکاح کیا تو مسلمان ہو جانے کے بعد یہ دونوں اس کے نکاح سے باہر ہو جائیں گی اور اگر پہلے ایک سے کیا اس کے بعد دوسرے سے کیا تو اخیر میں جس سے نکاح کیا اسی کا نکاح باطل ہو جائے گا۔

حصہ ششم نکاح کا بیان ختم ہو گیا۔

تمام شد

Marfat.com

چند مطبوعات دار الاشاعت کراچی ع۱

لطائف علمیہ امام ابن جوزی بغدادیؒ ترجمہ مولانا اشتیاق احمد صاحب مقدمہ قاری محمد طیب مدظلہ العالی	کتاب الاذکیا کا اردو ترجمہ ذکاوت و ذہانت عقلی و دانائی حاضر جوابی وغیرہ کے متعلق انتہائی دلچسپ اور عجیب وغریب واقعات ہر طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے درج کئے ہیں۔ قابل مطالعہ دلچسپ کتاب عکسی طباعت سائز ۱۸×۲۲/۸ صفحات ۴، ۳ مجلد مع حسین ڈسٹ کور	قیمت ۵۴/=
مکتوبات و بیاض یعقوبی مولانا محمد یعقوب نانوتویؒ ترتیب مولانا اشرف علی تھانوی رح	استاذ الاساتذہ مولانا محمد یعقوب صاحب رح کی قلمی بیاض جس میں آپ کے مکتوبات، عملیات و تعویذات وطبی نسخہ جات اور سفر نامے منظومات اور مختلف تاریخی و علمی معلومات درج ہیں، یہ کتاب عرصہ سے نایاب تھی اب ۱۸×۲۲/۸ سائز پر تین سو صفحات میں سفید کاغذ پر عکسی طبع ہوئی ہے ہر طبقہ کے لیے نایاب تحفہ مجلد مع ڈسٹ کور	۵۴/=
مجالس الابرار اردو وعظ کی مشہور کتاب شیخ احمد رومی ترجمہ باہتمام مولانا مفتی محمد کفایت اللہ پسند فرمودہ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلویؒ ذیلی عنوان عین احمد نجیب سائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۷۲۰	علم وعظ وتقریر اور نصیحت میں ایک معتبر و بلند پایہ کتاب جس میں سو مجلسیں یعنی ایک سو وعظ ہیں جو دراصل مصابیح کی سو احادیث کی شرح ہیں جس میں ہزاروں نکات اور مسائل فقہ اور صحابہ کرام و صوفیۂ متقدمین کے حالات درج ہیں یہ دوسری کتب وعظ کی طرح نہیں ہے بلکہ تمام صحیح روایات لی گئی ہیں اتباع سنت وعشق رسول اور بدعات و عادات شنیعہ سے نفرت ایک ایک لفظ سے ظاہر ہوتی ہے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح کا قول ہے کہ علم وعظ و نصیحت اور شرک و بدعات کے رد میں یہ بہترین کتاب ہے مساجد کے آئمہ واعظین اور خطیبوں کے لیے ایک بیش بہا تحفہ جو عرصہ سے نایاب تھا عکسی عمدہ طباعت سفید کاغذ مجلد مع پلاسٹک کور	۱۰۰/=

Marfat.com

چند مطبوعات دار الاشاعت کراچی ع۱

مومن کے ماہ وسال اردو ترجمہ ما ثبت بالسنۃ عن الاعمال السنۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی ترجمہ مولوی اقبال الدین احمد	حضرت شیخ کی اصلی عربی کتاب مع اردو ترجمہ اس کتاب میں سال بھر کے دن رات میں جو مسنون اعمال احادیث سے ثابت ہیں وہ درج کئے گئے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں ہر مسلمان کے لیے اعمال واشغال نماز روزہ وغیرہ کا مکمل دستور العمل سائز ۲۰×۲۶/۸ صفحات ۳۰۰ مجلد مع ڈسٹ کور	۵۷/=
مسلمانوں کا نظم مملکت از ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن ترجمہ علیم اللہ صدیقی	ڈاکٹر صاحب کی محققانہ کتاب النظم الاسلامیہ کا بہترین اردو ترجمہ جس میں مسلمانوں کے طرز حکومت کا جائزہ لیا گیا ہے اور سیاسی ملکی ومالی عدالتی فوجی خارجہ داخلہ غرض تمام شعبوں کا احاطہ کیا گیا ہے صفحات ۳۳۶ عکسی طباعت سفید کاغذ مجلد مع ڈسٹ کور	۵۷/=
مجالس حکیم الامت ملفوظات مولانا اشرف علی رح مرتبہ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب	حکیم الامت تھانوی رح کے نادر ملفوظات جو پہلی بار چھپے ہیں یہ ملفوظات حضرت مفتی صاحب رح کے جمع کردہ اور منتخب ملفوظات ہیں صفحات ۳۶۰ عکسی طباعت سفید کاغذ مجلد مع حسین ڈسٹ کور	۵۷/=
مقالات صوفیہ مولانا اشرف علی تھانوی رح مولانا مفتی محمد شفیع (مترجم) صفحات ۱۹۲	تصوف واخلاق کی دو مشہور کتابوں رسالہ قشیریہ اور طبقات کبریٰ شعرانی کی نہایت عمدہ تلخیص ہے جس میں صوفیا سلف کے حالات ومقالات حکمت درج ہیں جن سے حقیقی اور خود ساختہ تصوف کا فرق بھی واضح ہو جاتا ہے صفحات ۱۷۶ عکسی طباعت بکس بورڈ جلد	۲۰/=
مسلک علمائے دیوبند از مولانا قاری محمد طیب صاحب	جس میں اہل سنت والجماعت کی تاریخ بیان کی گئی ہے اور مشائخ دیوبند کا اصل مسلک بیان کر کے ثابت کیا ہے کہ علماء دیوبند ہی اصل اہل سنت والجماعت ہیں عکسی گلیز	۷/۵۰
میرے والد ماجد اور اُن کے **مجرب عملیات**	حضرت محمد شفیع رح نے اپنے والد ماجد کے حالات اور اُن سے سنتے ہوئے بزرگوں کے ملفوظات اور مجرب عملیات وتعویذات جمع کئے ہیں عکسی طباعت	۷/۵۰

ملنے کا پتہ دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر۱

چند مطبوعات دار الاشاعت کراچی ۱

قصص القرآن چار جلد کامل مولانا محمد حفظ الرحمٰن سیوہاروی کل صفحات ۱۷۸۴ سائز ۲۰×۲۶/۸ صحیح ترین نسخے کا فوٹو لے کر چھاپا گیا ہے	قرآنی قصص اور انبیاء علیہم السلام کے سوانح حیات اور اُن کی دعوت حق کی مستند تاریخ و تفسیر یہ نہایت محققانہ کتاب جو فاضل مصنف کے تدبر قرآن کا شاہکار ہے جس میں انبیاء علیہم السلام اور پچھلی امتوں کے مستند واقعات اور ان واقعات سے حاصل ہونے والی عبرتیں۔ الحاد تحریف دین اور مادہ پرستی کا احتساب جدید عصری تحقیقات تفسیر حدیث اور علم کلام کے نادر مباحث طرز استدلال سائنٹفک اور دلنشین یہ کتاب عوام و خواص میں بے حد مقبول ہے اور ہمارا شائع کردہ نسخہ اغلاط سے پاک اور صحیح ترین نسخہ ہے عکسی طباعت سفید کاغذ جلدیں مضبوط اور ہر جلد پر حسین پلاسٹک کور =/۲۵۵	جلد اول صفحے ۵۷۲ جلد دوم سوم صفحے ۶۹۲ جلد چہارم صفحے ۵۲۰ کامل سیٹ	- - - -
قاموس القرآن قرآنی ڈکشنری سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۸۱۲ قاضی زین العابدین میرٹھی	جس میں قرآن کریم کے تمام الفاظ مع اردو تشریح اور ضروری صرفی و نحوی ترکیب کے درج ہیں اور اہم الفاظ پر تفصیلی تفسیری نوٹ لکھے گئے ہیں جس کی وجہ سے قرآنی لغت میں اس کو امتیازی شان حاصل ہے مشاہیر علماء اور ماہرین عربی کی تصدیقات کے ساتھ سفید کاغذ پر عکسی طبع ہوئی ہے مجلد عمدہ سنہری ڈائیوں سے مزین پلاسٹک کور		۷۵/=
قانون وراثت مولانا رشید احمد لدھیانوی مدظلہ	میراث کی اہمیت فرضیت اور فضیلت اور تقسیم اور وراثت کے مکمل احکام و مسائل قرآن و سنت کی روشنی میں لکھے گئے ہیں عکسی طباعت سفید کاغذ بکس بورڈ جلد		۱۲/=
قرآن میں نظام زکوٰۃ مع احکام زکوٰۃ	از مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ زکوٰۃ کے احکام و مسائل اور مصارف و مدات زکوٰۃ پر مکمل و مستند کتاب عکسی طباعت سفید کاغذ بکس بورڈ جلد		۹/-

ملنے کا پتہ دار الاشاعت — مقابل مولوی مسافر خانہ — کراچی ۱

Marfat.com

چند مطبوعات دارالاشاعت کراچی ع۱

		قیمت
فتاویٰ دار العلوم دیوبند جدید ترتیب اور بے شمار اضافے از مولانا مفتی عزیز الرحمٰن اور مفتی محمد شفیع صاحبؒ سائز ۲۰+۳۰ / ۸ کل صفحات ۱۹۰۰	دار العلوم دیوبند کی خداداد شہرت اور اُس کے فتاویٰ پر تمام ممالک اسلامیہ مسلمانوں کی پنچایتوں اور عدالتوں کا اعتماد محتاجِ بیان نہیں دور حاضر کے یہ فتاویٰ ہیں جو اکابر علماء کے لکھے اور دیکھے ہوئے ہیں اور جن کو مسلمانوں کے ہر طبقہ میں مستند و معتبر تسلیم کیا گیا ہے۔ یہ فتاویٰ متعدد بار شائع ہو کر مقبول ہوئے ہیں اس دفعہ ترتیب بالکل بدل کر تمام مسائل کو فقہی ابواب و فصول کے تحت کر دیا گیا ہے۔ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کے کراچی میں لکھے ہوئے فتاویٰ جواب تک شائع نہیں ہوئے تھے اُن میں سے آجکل کی ضرورت کے بیشمار فتاوےٰ کا اضافہ کر دیا گیا ہے۔ کتابت و تصحیح دوبارہ کرائی گئی ہے عکسی طباعت سفید کاغذ مجلد اعلےٰ صفحات جلد اول ۸۰۰ صفحات جلد دوم ۱۱۰۰ کامل دو جلد	۲۷/-
فقہ الحدیث مع گلزار سنت	از مولانا سید اصغر حسین میاں صاحبؒ احادیث نبویہ اور مسائل فقہیہ کا بیش بہا ذخیرہ جس میں صحیح اور معتبر احادیث سے مسائل کو ثابت کیا ہے عام مسلمانوں کے فائدہ اور احادیث نبویہ کی اشاعت کے لیے لکھا گیا۔ عکسی۔ گلیز	۱۲/-
فسانۂ آدم ع مولانا حافظ محمد اسحاق دہلویؒ عکسی طباعت سفید کاغذ	مشہور پیغمبر حضرت آدم علیہ السلام اور ماں حوا کی پیدائش تمام فرشتوں کا آدم کو سجدہ شیطان کا راندۂ درگاہ ہونا حضرت آدم کا جنت سے نکل کر دنیا میں تشریف لانا۔ دنیا کی تخلیق و آبادی وغیرہ کا مفصل حال دلچسپ انداز میں بکس بورڈ جلد	۱۲/-

ملنے کا پتہ دارالاشاعت ــــ مقابل مولوی مسافر خانہ ــ کراچی ع۱

Marfat.com

عِلمُ الفِقہ

GIFT BOOK

چھ حصّے کامل اُردو

اُردو زبان میں مکمل فقہ اسلامی کی ایک بہترین اور مستند کتاب جس میں وہ تمام اسلامی احکام و مسائل کہ جن کی ہر مسلمان کو دن رات ضرورت پیش آتی ہے درج ہیں۔ اس کتاب میں عربی کی ضخیم اور مستند کتابوں کے تمام مضامین سہل اور آسان اردو میں منتقل کر دیے گئے ہیں تاکہ ہر مسلمان خود مسائل دیکھ کر ان پر عمل پیرا ہو سکے۔ اس لیے ہر مسلمان گھرانے میں اس کی موجودگی نہایت ضروری ہے۔

حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی

ناشر

دارالاشاعت ۔ مقابل مولوی مسافر خانہ ○ اردو بازار کراچی

Marfat.com